

فہم فی عالم بنائے الکتب

فیضانِ شریعت

بہارِ شریعت

7-8-9

مصنف: حضرت مولانا محمد امجد علی رحمہ اللہ
اگرچہ شیخ فاضل دینی مدرسہ اسلامیہ

شائع: دارالکتاب محمد صالح بن ناصر المدنی حیدرآباد

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پروگریسو بکس

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

[https://archive.org/details/](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

[@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زohaib حسن عطاری

فت حنفی کی عالم بنانے والی کتاب



فیضانِ شریعت

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی عارضی علیہ السلام
اہلِ حق و سنی مقلدِ حق و سنی

شراح

علاء الدین محمد ناصر الدین تاج الدین علی

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگریسو بکس

جملہ حقوق الطبع محفوظ للناسر
جملہ حقوق ناسر محفوظ ہیں۔

فیضانِ شریعت

بہارِ شریعت

منت
منت مولانا محمد امجد علی
امجد علی صاحب مدنی

شاح
محب محمد ناصر الدین ناصر مدنی



مئی 2017

آر۔ آر پرنٹرز

الناہ گرافکس

600/-

چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول
میاں شہزاد رسول

= روپے

باراول

پرنٹرز

سرورق

تعداد

ناشر

قیمت

ملنے کے پتے

المیلہ مکتبہ

042-37112841
0323-8836778

ملت پبلی کیشنز

Ph: 051-2254111

E-mail: millat_publication@yahoo.com

شوروم ملت پبلی کیشنز
دکان نمبر 5۔ مکہ سنٹر نیوار دو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگریسو بکس

فہرست

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
41	منکوحہ کی تعیین		نکاح کا بیان
45	ایجاب و قبول کا ایک مجلس میں ہونا	9	نکاح کے فضائل اور نیک عورت کی خوبیاں
47	ایجاب و قبول میں مخالفت نہ ہو	9	حکیم الامت کے مدنی پھول
	محرمات کا بیان	9	رضائے الہی عزوجل کے لئے نکاح کرانے کا ثواب
52	حکیم الامت کے مدنی پھول	11	حکیم الامت کے مدنی پھول
52	حکیم الامت کے مدنی پھول	12	حکیم الامت کے مدنی پھول
54	مسائل فقہیہ	12	حکیم الامت کے مدنی پھول
57	حرمت نسب	13	حکیم الامت کے مدنی پھول
58	حرمت مصاہرت	14	حکیم الامت کے مدنی پھول
65	قسم سوم: جمع بین الحارم	15	حکیم الامت کے مدنی پھول
68	قسم چہارم: حرمت بالملک	15	حکیم الامت کے مدنی پھول
70	قسم پنجم: حرمت بالشرب	17	مسائل فقہیہ
	قسم ششم: حرمت نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا	18	نکاح کے احکام
74		18	نکاح کا شرعی حکم:
76	قسم ہفتم: حرمت بوجہ تعلق حق غیر	18	فرض:
79	قسم ہشتم: متعلق بہ عدد	18	واجب:
83	قسم نہم:	18	سنت مؤکدہ:
	دودہ کے رشتہ کا بیان	18	مکروہ:
	ولی کا بیان	18	حرام:
101	حکیم الامت کے مدنی پھول	22	نکاح کے مستحبات
101	حکیم الامت کے مدنی پھول	24	ایجاب و قبول کی صورتیں
103	مسائل فقہیہ	30	الفاظ نکاح
	کفو کا بیان	34	نکاح کے شرائط
119	حکیم الامت کے مدنی پھول	38	نکاح کا وکیل خود نکاح پڑھائے دوسرے سے نہ پڑھوائے

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
189	حکیم الامت کے مدنی پھول	121	عالم کی ایک بہت بڑی فضیلت
190	حکیم الامت کے مدنی پھول		نکاح کی وکالت کا بیان
191	مسائل فقہیہ		مہر کا بیان
	حقوق الزوجین	136	حکیم الامت کے مدنی پھول
197	شوہر کے حقوق	137	حکیم الامت کے مدنی پھول
198	شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ	138	حکیم الامت کے مدنی پھول
204	بہترین بیوی کی پہچان	140	مسائل فقہیہ
204	بیوی کے حقوق	146	الجواب
212	احادیث	147	خلوت صحیحہ کس طرح ہوگی
212	حکیم الامت کے مدنی پھول	152	مہر مثل کا بیان
213	حکیم الامت کے مدنی پھول	155	مہر مستحق کی صورتیں
215	حکیم الامت کے مدنی پھول	156	مہر کی ضمانت
215	حکیم الامت کے مدنی پھول	158	مہر کی قسمیں
216	حکیم الامت کے مدنی پھول	164	مہر میں اختلاف کی صورتیں
217	حکیم الامت کے مدنی پھول	166	شوہر کا عورت کے یہاں کچھ بھیجنا
217	حکیم الامت کے مدنی پھول		لونڈی غلام کے نکاح کا بیان
217	حکیم الامت کے مدنی پھول	172	احادیث
218	حکیم الامت کے مدنی پھول	172	حکیم الامت کے مدنی پھول
218	مردوں کو عورتوں پر فضیلت	179	نکاح کا نذر کا بیان
	شادی کے رسوم		باری مقرر کرنے کا بیان
222	آتش بازی حرام ہے	188	احادیث
222	ناچ گانا	188	حکیم الامت کے مدنی پھول



**نکاح و طلاق،
خرید و فروخت اور
کفریہ کلمات و غیرہ کا بیان**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
نکاح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(فَاَنْکِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مِمَّا مَلَکَتْ وُرُبْعٌ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً) (1)
نکاح کرو جو تمہیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔ اور اگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے
تو ایک سے۔

(1) پ ۴، النساء: ۳

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولا ناسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ
آیت کے معنی میں چند قول ہیں حسن کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکی سے اُس کے مال کی وجہ سے نکاح
کر لیتے باوجود یکہ اُس کی طرف رغبت نہ ہوتی پھر اُس کے ساتھ محبت و معاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اور اُس کے مال کے وارث
بننے کے لئے اُس کی موت کے منتظر رہتے اس آیت میں انہیں اس سے روکا گیا ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے تو بے انصافی
ہو جانے کے اندیشہ سے گھبراتے تھے اور زنا کی پرداہ نہ کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ اگر تم نا انصافی کے اندیشہ سے یتیموں کی ولایت سے
گریز کرتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اُس سے بچنے کے لئے جو عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں اُن سے نکاح کرو اور حرام کے قریب
مت جاؤ۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت و سرپرستی میں تو نا انصافی کا اندیشہ کرتے تھے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ ہاک
نہیں رکھتے تھے انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو اُن کے حق میں نا انصافی سے بھی ڈرو۔ اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو
جن کے حقوق ادا کر سکو عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ قریش دس دس بلکہ اس سے زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب اُن کا
بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں اُن کی سرپرستی میں ہوتیں اُن کے مال خرچ کر ڈالتے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار
سے زیادہ نہ کرو تا کہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے خواہ وہ تڑہ ہوں یا آمنہ یعنی باندی
مسئلہ: تمام امت کا اجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے اُن کی آٹھ بی بیائیں تھیں حضور نے فرمایا
ان میں سے چار رکھنا، ترمذی کی حدیث میں ہے کہ عیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے اُن کے دس بی بیائیں تھیں وہ ساتھ مسلمان ہوئیں۔

اور فرماتا ہے:

(وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲﴾ وَلَيْسَتَعَفِيفَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ) (2)

اپنے یہاں کی بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا۔ اگر وہ محتاج ہوں تو اللہ (عزوجل) اپنے فضل کے سبب انہیں غنی کر دے گا۔ اور اللہ (عزوجل) وسعت والا علم والا ہے اور چاہیے کہ پارسائی کریں وہ کہ نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ (عزوجل) اپنے فضل سے انہیں مقدور والا کر دے۔



حضور نے حکم دیا ان میں سے چار رکھو۔

(مزید یہ کہ)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بی بیوں کے درمیان عدل فرض ہے نئی پرانی باکرہ عتیقہ سب اس استحقاق میں برابر ہیں یہ عدل لباس میں کھانے پینے میں سکنی یعنی رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔

نکاح کے فضائل اور نیک عورت کی خوبیاں

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت (شہوت کو توڑنے والا) ہے۔ (1)

(1) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءة للیسم، الحدیث: ۵۰۶۶، ج ۳، ص ۴۲۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مضر عشیرۃ سے بنا بمعنی کنبہ، قبیلہ، گروہ یہاں تیسرے معنی میں ہے یعنی گروہ شباب، شباب بمعنی جوان کی جمع ہے، قاطع کی جمع بروزن فعال آتی ہے۔ بلوغ سے لے کر تیس سال کی عمر جوانی کی ہے، شوائع کے نزدیک چالیس سال تک جوانی ہے، انسانی عمر کی حدود اور ان کے نام ہماری تصنیف حاشیہ القرآن میں دیکھیے۔ جوانوں سے اسی لیے خطاب فرمایا کہ اگلا مضمون ان ہی کے لائق ہے۔

۲۔ باء، بات، باہت، باہ ان چاروں لفظ کے ایک ہی معنی ہیں گھر یا منزل، پھر صحبت یا نکاح پر بھی یہ لفظ بولا جانے لگا اس کے لیے گھر کی ضرورت ہوتی ہے، اسی سے ہے باء بیوہ بونے کے معنی میں یہاں مضاف پوشیدہ ہے یعنی جو نکاح کے مصارف کی طاقت رکھے یہ امر نسبت کے لیے ہے۔ یعنی جس میں نکاح کے مصارف برداشت کرنے کی طاقت ہو وہ نکاح کرے، یہ حدیث احتیاف کی دلیل ہے کہ نوافل سے نکاح افضل ہے، شوائع کے ہاں نوافل میں مشغول رہنا نکاح سے افضل ہے۔

۳۔ یعنی بیوی والا آدمی پاک دامن و نیک ہوتا ہے نہ تو غیر عورتوں کو تنکٹا ہے، نہ اس کا دل بدکاری کی طرف مائل ہوتا ہے، غرضیکہ نکاح آدمی کے لیے حفاظتی قلعہ ہے۔

۴۔ وچاؤ کے معنی ہیں خصیے کوٹ دینا جس سے نامرد ہو جائے یعنی روزہ انسان کی شہوت کو اس طرح مار دیتا ہے جیسے خصی کر دینا، کیونکہ بھوک سے نفس ضعیف ہوتا ہے اور شہوت قوت نفس سے زیادہ ہوتی ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ نفس کو توڑنے کے لیے بھوک سے زیادہ کوئی چیز نہیں اسی لیے قریباً ہر دین میں روزہ کا حکم ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱)

رضائے الہی عز و جل کے لئے نکاح کرانے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت پانچوں نمازیں پڑھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔ (الترغیب والترہیب، کتاب النکاح، باب فی الوفاء بحق زوجہ والمرأة، رقم ۱۳، ج ۳، ص ۳۳) ←

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح اللہ ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبدالرحمن بن عوف، رقم ۱۶۱۱، ج ۱، ص ۳۰۶)

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ لبغین، رزیمۃ اللعللین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عورت پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ فرمایا کہ اس کے شوہر کا۔ میں نے عرض کیا، تو پھر مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا کہ اس کی ماں کا۔

(مسند رک، کتاب البر والصلة، باب بڑا امک، ---، رقم ۳۲۶، ج ۵، ص ۲۰۸)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیب، منزہ عن الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے کون سے مرد جنت میں ہوں گے؟ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا کہ ہر نبی جنت میں ہوگا، ہر صدیق جنت میں ہوگا، جو شخص صرف اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اپنے کسی بھائی سے ملنے شہر کے مضافات میں جائے وہ جنت میں ہوگا۔ پھر فرمایا، اور کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تمہاری عورتوں میں سے کون سی عورتیں جنت میں ہوں گی؟ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا کہ ہر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت کہ جب اسے طہر دیا جائے یا اس کا شوہر اس سے ناراض ہو تو وہ کہے کہ میرا یہ ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے جب تک تو راضی نہ ہوگا میں سوؤں گی نہیں۔ (المعجم الکبیر، باب الف، رقم ۱۷۳۳، ج ۱، ص ۴۷۴)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں۔ ان میں سے ہر عورت خواہ وہ میرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کو جانتی ہو یا نہ جانتی ہو مگر وہ اسے پسند ضرور کرتی ہوگی۔ اللہ عزوجل مرد و عورت دونوں کا رب اور خدا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرد و عورت دونوں کی طرف اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ اللہ عزوجل نے مردوں پر جہاد فرض کیا ہے اگر وہ اس میں زخمی ہوتے ہیں تو غنیمت پاتے ہیں اور اگر شہید ہو جائیں تو اپنے رب عزوجل کے پاس زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسا عمل ارشاد فرمائیے جو ان کے اس عمل کے مساوی ہو۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عمل عورت کا اپنے شوہر کی اطاعت کرنا اور اس کے حقوق کو پہچاننا ہے اور تم میں سے بہت کم عورتیں ہیں جو ایسا کرتی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں، اللہ عزوجل نے مردوں پر جہاد فرض فرمایا ہے اگر یہ زخمی ہوں تو جہاد میں

حدیث ۲: ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو خدا سے پاک و صاف ہو کر ملنا چاہے، وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔ (2)

حدیث ۳: بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے، وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت سے نکاح ہے۔ (3)

اور اگر شہید ہو جائیں تو اپنے رب عزوجل کے پاس زعمہ رہیں اور رزق دیئے جائیں اور ہم عورتیں ان کے گھر کی دیکھ بھال کرتی ہیں لہذا ہمارے لئے اس میں کیا اجر ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم جس عورت سے بھی ملو تو اسے بتادو کہ شوہر کی فرمانبرداری کرنا اور اس کے حق کو پہچانا جہاد کے برابر ہے اور تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النکاح، باب الزوج فی الوفاء بحق زوجتہ، رقم ۱، ج ۳، ص ۳۴)

حضرت حفص بن غصن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی شہنشاہ خوش بصال، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و تلال، صاحبہ مجود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم شادی شدہ ہو؟ انھوں نے عرض کیا، جی ہاں! آپ نے دریافت فرمایا، تمہارا اپنے شوہر کے ساتھ رویہ کیسا ہے؟ عرض کیا کہ میں اس کے حقوق پورے کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتی مگر جس سے میں عاجز آ جاؤں۔ ارشاد فرمایا، تم اس سے جیسا بھی رویہ اختیار کرو وہی تمہاری جنت اور تمہاری جہنم ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند حصین بن حصین، رقم ۱۹۰۲۵، ج ۷، ص ۲۱ جغیرما)

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں خاتم المرسلین، زخوة الفلکین، فنیع المذنبین، رئیس الغربیین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس عورت کے مرتے وقت اس کا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی، کتاب الرضا، باب فی حق الزوج، رقم ۱۱۶۴، ج ۲، ص ۳۸۶)

(2) سنن ابن ماجہ، أبواب النکاح، باب تزویج الحر ائرو الاولاد، الحدیث: ۱۸۶۴، ج ۲، ص ۴۱۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

اب ظاہر سے مراد ہے گناہوں سے پاک، مطہر سے مراد ہے برائیوں سے صاف، لہذا مطہر بمقابلہ ظاہر عام ہے، یا ظاہر سے مراد ہے خود پاک اور مطہر سے مراد ہے اس کے بال بچے پاک یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ تم مع اپنے خاندان کے پاک و صاف دنیا سے جاؤ تو آزاد عورت سے نکاح کرو کیونکہ عموماً آزاد عورتیں بمقابلہ لونڈیوں کے زیادہ پاکیزہ مہذب اور شائستہ ہوتی ہیں بال بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت، گھر کا انتظام بھی آزاد عورت ہی سے اچھا ہوتا ہے کیونکہ عموماً لونڈیاں غیر مہذب غیر منتظم ہوتی ہیں۔ یہ اکثر قاعدہ ہے، اہل عرب کہتے ہیں کہ آزاد عورت گھر کی اصلاح ہے لونڈی گھر کا فساد، لونڈی گھر سے جا کر اپنے مالک کی خدمت میں مشغول رہے گی گھر کو کب سنبھالے گی۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۵)

(3) کنز العمال، کتاب النکاح، الحدیث: ۴۴۴۰۶، ج ۱۶، ص ۱۱۶

حدیث ۴: مسلم و نسائی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہتر متاع نیک عورت۔ (4)

حدیث ۵: ابن ماجہ میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے، تقویٰ کے بعد مؤمن کے لیے نیک بی بی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر اُسے حکم کرتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اگر اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دے اور کہیں کو چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے (خیانت و ضائع نہ کرے)۔ (5)

(4) صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا، إلخ، الحدیث: ۱۳۶۷، ص ۷۷۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کہ انسان اسے برت کر چھوڑ جاتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "قُلْ مَتَعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ"۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ اگر دنیا دین سے مل جائے تو لازوال دولت ہے قطرے کو ہزار قطرے ہیں دریا سے مل جائے تو روانی طغیانی سب کچھ اس میں آ جاتی ہے اور خطرات سے باہر ہو جاتا ہے۔
۲۔ کیونکہ نیک بیوی مرد کو نیک بنادیتی ہے وہ اخروی نعمتوں سے ہے۔ حضرت علیؑ نے "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة" کی تفسیر میں فرمایا کہ خدا یا ہم کو دنیا میں نیک بیوی دے آخرت میں اعلیٰ حور عطا فرما اور آگ یعنی خراب بیوی کے عذاب سے بچا۔ (مرقات) جیسے اچھی بیوی خدا کی رحمت ہے ایسی ہی بری بیوی خدا کا عذاب۔ (مرآة السانج شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴)

(5) سنن ابن ماجہ، أبواب النکاح، باب افضل النساء، الحدیث: ۱۸۵۷، ص ۲۱۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی مؤمن کے لیے سب سے بڑی نعمت تو خوف خدا ہے، اگر نصیب ہو جائے کہ اس خوف ہی کی وجہ سے وہ گنہوں سے بچتا ہے ٹیکیاں کرتا ہے دین و دنیا کی بھلائی کا ذریعہ تقویٰ ہے اس کے بعد نیک بیوی جس میں اگلی تین صفات ہوں کہ ایسی بیوی خاوند کو تقویٰ پر قائم رکھے گی اور متلی اولاد دے گی۔

۲۔ یعنی خاوند کے ہر جائز حکم میں اس کی مطیع ہو کہ ناجائز حکم میں کسی کی اطاعت نہیں (احمد و مرقات)

۳۔ یعنی اس کی سیرت بھی اچھی ہو صورت بھی چونکہ سیرت کی عمدگی خوبصورتی سے افضل ہے اس لیے حسن سیرت کا ذکر پہلے فرمایا خوبصورتی سے صرف آنکھیں لذت پاتی ہیں، اچھی سیرت سے دل و روح کو فرحت پہنچتی ہے، خوبصورتی قریب الزوال ہے، خوش سیرت نعمت لازوال، خوبصورتی صرف دنیا بلکہ جوانی ہی میں کام آتی ہے، اچھی عادت دین و دنیا میں کار آمد اس سید الفصحاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات میں ہزار ہا حکمتیں ہوتی ہیں۔

۴۔ یعنی اگر خاوند اپنی بیوی کے کسی ایسے کام میں قسم کھا جائے جو اس بیوی پر سخت و گراں ہو تو وہ محض اپنے خاوند کی قسم پوری کرنے کے لیے مشقت برداشت کر کے وہ کام کرے جسے خاوند کہے کہ قسم خدا کی تو اپنے میکہ نہ جاوے گی تو وہ محض یہ قسم پوری کرنے کے لیے

حدیث ۶: طبرانی کبیر و اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے چار چیزیں ملیں اُسے دُنیا و آخرت کی بھلائی ملی۔ 1- دل شکر گزار، 2- زبان یاد خدا کرنے والی اور 3- بدن بلا پر صابر اور 4- ایسی بی بی کہ اپنے نفس اور مال شوہر میں گناہ کی جو یاں (یعنی خیانت نہ کرتی ہو) نہ ہو۔ (6)

حدیث ۷: امام احمد و بزار و حاکم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں آدمی کی نیک بختی سے ہیں اور تین چیزیں بد بختی سے۔ نیک بختی کی چیزوں میں نیک عورت اور اچھا مکان (یعنی وسیع یا اس کے پروسی اچھے ہوں) اور اچھی سواری اور بد بختی کی چیزیں بد عورت، بُرا مکان، بُری

وہاں نہ جائے ماں باپ کو اپنے سسرال میں بلا کر ملاقات کر لیا کرے۔

۵۔ سبحان اللہ! کیا جامع اور پاکیزہ کلمہ ہے یعنی خاوند کی غیر موجودگی میں اپنی شرمگاہ، آنکھ، کان، پاؤں کی حفاظت کرے سمجھے کہ میں اپنے خاوند کی دولت ہوں میرے آنکھ کان وغیرہ میرے پاس اسی کی امانت ہیں، غیر مرد کو دیکھے نہیں غیر کا گانا تو کیا اس کی آواز بھی نہ سنے بغیر خاوند کی اجازت گھر سے قدم باہر نہ نکالے، یہ نہ ہو کہ خاوند گھر نہیں بیوی کو ڈر نہیں، نیز خاوند کا مال بغیر اس کی اجازت کے خرچ نہ کرے الانی الضرورات۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۶)

(6) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۲۷۵، ج ۱۱، ص ۱۰۹

حکیم الامت کے ندنی پھول

۱۔ اعطی مجھ کو فرما کر ادھر اشارہ فرمایا کہ یہ چاروں نعمتیں صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتیں بلکہ خاص عطاء رب ذوالجلال ہیں لہذا جسے یہ نعمتیں ملیں وہ انہیں اپنا کمال نہ سمجھے رب کی عطا سمجھ کر شکر یہ ادا کرے چونکہ ان چاروں چیزوں کا تعلق دنیا سے بھی ہے اور آخرت سے بھی ہے اس لیے ارشاد ہوا کہ اسے دین و دنیا کی بھلائی مل گئی۔

۲۔ اگر چہ شکر زبان سے بھی ہوتا ہے اور ذکر اللہ دل سے بھی کیا جاتا ہے مگر چونکہ دل کا شکر زبانی شکر سے اعلیٰ ہے اور زبانی ذکر کا تین فرشتوں کی تحریر میں آتا ہے اور زبانی ذکر ہی نماز کا رکن ہے اسی زبان سے تلاوت قرآن ہوتی ہے اسی لیے خصوصیت سے دلی شکر اور زبانی ذکر کا تذکرہ فرمایا دلی شکر کی حقیقت یہ ہے کہ ہر نعمت کو رب تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اس نعمت کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے رب تعالیٰ نے شکر کی جگہ جگہ بہت تعریف فرمائی ہے "إِنَّ كَانَ عَبْدًا خَلُودًا"۔

۳۔ اگرچہ صبر بھی دل سے ہی ہوتا ہے مگر اس کا تعلق سارے جسم سے ہے، اس لیے صبر کو پورے جسم کی طرف نسبت فرمایا مصیبتوں میں زبان سے بکواس نہ کرنا، آنکھوں سے بے صبری کے آنسو نہ بہانا، ہاتھ پاؤں سے بے صبری کا اظہار نہ کرنا، جسم کا صبر ہے۔

۴۔ بیوی اکثر اپنے خاوند کے مال کی امینہ و محافظہ ہوتی ہے اور اکثر مال اس کے پاس رہتا ہے نیز خود بیوی خاوند کی امانت ہے، اسی لیے نفسہا فرمایا اور بعد میں مالہ یعنی بغیر خاوند کی اجازت نہ کہیں جائے نہ کسی سے تعلق رکھے، اس کا مال اس کی ہی اجازت سے خرچ کرے ایسی بیوی اللہ کی نعمت ہے پارس عورت خاوند کو بھی پرہیزگار بنادیتی ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۹۲)

سواری۔ (7)

حدیث ۸: طبرانی و حاکم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جسے اللہ (عزوجل) نے نیک بی بی نصیب کی اس کے نصف دین پر اعانت (آدھے دین پر مدد) فرمائی تو نصف باقی میں اللہ (عزوجل) سے ڈرے (تقویٰ و پرہیزگاری کرے)۔ (8)

حدیث ۹: بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (نکاح میں ان کا لحاظ ہوتا ہے)۔ 1- مال و 2- حسب و 3- جمال و 4- دین اور تو دین والی کو ترجیح دے۔ (9)

حدیث ۱۰: ترمذی و ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ 1- اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنے والا اور 2- مکاتبہ کہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور 3- پارسائی کے ارادے سے نکاح کرنے والا۔ (10)

حدیث ۱۱: ابوداؤد و نسائی و حاکم معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ

(7) المسند، الامام احمد بن حنبل، مسند ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۱۳۲۵، ج ۱، ص ۳۵۷

(8) المعجم الاوسط، الحدیث: ۹۷۲، ج ۱، ص ۲۷۹

(9) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، الحدیث: ۵۰۹۰، ص ۲۲۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

اب یعنی عام طور پر لوگ عورت کے مال، جمال اور خاندان پر نظر رکھتے ہیں ان ہی چیزوں کو دیکھ کر نکاح کرتے ہیں مگر تم عورت کی شرافت و دینداری تمام چیزوں سے پہلے دیکھو کہ مال و جمال فانی چیزیں ہیں دین لازوال دولت، نیز دیندار ماں ویندار بچے جنتی ہے ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب فرمایا شعر۔

بے ادب ماں باا ادب اولاد جن سکتی نہیں معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں

ماں فاطمہ جیسی ہو تو اولاد حسنین جیسی ہوتی ہے، ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ شعر

جو لے باش پنہاں شوازیں عصر کہ در آغوش شبیرے گیری

۲- یعنی اگر تم ہمارے اس فرمان پر عمل نہ کرو تو پریشان ہو جاؤ گے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عورت کا صرف مال دیکھ کر نکاح کرے گا وہ فقیر رہے گا، جو صرف خاندان دیکھ کر نکاح کرے گا وہ ذلیل ہوگا اور جو دین دیکھ کر نکاح کرے گا اسے برکت دی جائے گی

(مرقات) مال ایک جھٹکے میں، جمال ایک بیماری میں جاتا رہتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳)

(10) جہنم الترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی الجہاد، الحدیث: ۱۶۶۱، ج ۳، ص ۲۳۷

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں نے عزت و منصب و مال والی ایک عورت پائی، مگر اُس کے بچہ نہیں ہوتا کیا میں اُس سے نکاح کر لوں؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع فرمایا۔ پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع فرمایا، تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کی، ارشاد فرمایا: ایسی عورت سے نکاح کرو، جو محبت کرنے والی، بچہ جننے والی ہو کہ میں تمہارے ساتھ اور امتوں پر کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔ (11)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ ان تین فہموں کی غیب سے مدد کرتا ہے اس کا وعدہ ہے اور جو کوئی ان تینوں کی مدد کرے رب تعالیٰ ان سے بہت ہی راضی ہوتا ہے کہ ان کی مدد سنت الہیہ ہے۔

۲۔ مکاتب وہ غلام ہے جس سے مولانا نے کہہ دیا ہو کہ تو اتنی رقم مجھے دے دے تو تو آزاد ہے، ایسے غلام کی مدد کرنا اور اس کے آزاد کرانے کی کوشش کرنا بہت ثواب ہے ایسے ہی مقروض کو قرض سے نجات دلانا، مظلوم قیدی کو قید سے چھوڑنا بہت ہی ثواب ہے۔

۳۔ نکاح خود سنت ہے اور جب کہ اس میں بہ نیت خیر بھی شامل ہو جائے تو نور علی نور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکاح میں جھڑپ، شہوت پوری کرنے کسی اونچے آدمی سے قربت قائم ہونے کی نیت نہ کرے محض اپنے کو گناہوں سے بچانے کی نیت کرے ایسے نکاح کی مالی بدنی مدد کرنا ثواب ہے مگر مالی مدد ضروریات نکاح پوری کرنے کے لیے ہونے کہ حرام رسوم ادا کرنے کے لیے۔

۴۔ لہذا اغازی فی سبیل اللہ کو کھانا، ہتھیار سواری وغیرہ میا کر دینا بہت ہی افضل ہے کہ اس کی امداد درحقیقت رب تعالیٰ کے دین کی مدد ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۰)

(11) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب النہی عن تزویج من لم یلد من النساء الحدیث: ۲۰۵۰، ج ۲، ص ۳۱۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ زوجین کی محبت سے گھر کی آبادی ہے اور بچوں کی پیدائش سے مقصود نکاح کا حصول ہے، زوجین کی عداوت گھرتباہ کردہتی ہے، خیال رہے کہ بیوہ عورت کے یہ دونوں وصف اس کی گزشتہ زندگی سے معلوم ہوں گے اور کنواری کے یہ اوصاف اس کی خاندانی عورتوں سے ظاہر ہوں گے کیونکہ اکثر لڑکیاں اپنی خاندانی عورتوں سے پہچانی جاتی ہیں (اشعہ)

۲۔ یعنی کل قیامت میں مجھے اس چیز سے بہت خوشی ہوگی کہ میری امت تمام امتوں سے زیادہ ہو اور ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا، اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوں گی اور چالیس صفیں سرے نبیوں کے امتی، بلکہ دنیا میں بھی کثرت تعداد ترقی قوم کا ذریعہ ہے آج کثرت رائے سے سلطنت و وزارت وغیرہ بنتی ہیں۔ مرقات نے اس حدیث کا یہ مطلب بھی بتایا کہ محبت دالی بچے جننے والی عورتوں کو نکاح میں رکھو کہ اگر ایسی عورت میں اور کوئی دوسری شکایت بھی ہوں تو اس کی پرداہ نہ کرو محبت و اولاد اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۲)

حدیث ۱۲: ابن ابی حاتم ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، انھوں نے فرمایا کہ: اللہ (عزوجل) نے جو تمہیں نکاح کا حکم فرمایا، تم اسکی اطاعت کرو اس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے پورا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ (عزوجل) انھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ (12)

حدیث ۱۳: ابو یعلیٰ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جب تم میں کوئی نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے ہائے افسوس! ابن آدم نے مجھ سے اپنا دو تہائی دین بچا لیا۔ (13)

حدیث ۱۴: ایک روایت میں ہے، کہ فرماتے ہیں: جو اتنا مال رکھتا ہے کہ نکاح کر لے، پھر نکاح نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔ (14)



(12) کنز العمال، کتاب النکاح، الحدیث: ۴۵۵۷۶، ج ۱۶، ص ۲۰۳

(13) کنز العمال، کتاب النکاح، الحدیث: ۴۴۴۴۷، ج ۱۶، ص ۱۱۸

(14) المصنف، لابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، فی التزوج من کان یا مریبہ و صحف علیہ، ج ۳، ص ۲۷۰

مسائل فقہیہ

نکاح اُس عقد کو کہتے ہیں جو اس لیے مقرر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔
 مسئلہ ۱: خنثی مشکل یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت،
 اُس سے نہ مرد کا نکاح ہو سکتا ہے نہ عورت کا۔ اگر کیا گیا تو باطل ہے، ہاں بعد نکاح اگر اُس کا عورت ہونا متعین ہو جائے
 اور نکاح مرد سے ہوا ہے تو صحیح ہے۔ یوں ہیں اگر عورت سے نکاح ہوا اور اُس کا مرد ہونا قرار پا گیا، خنثی مشکل کا نکاح خنثی
 مشکل سے بھی نہیں ہو سکتا مگر اُسی صورت میں کہ ایک کا مرد ہونا دوسرے کا عورت ہونا متحقق (یعنی ثابت) ہو
 جائے۔ (1)

مسئلہ ۲: مرد کا پری سے یا عورت کا جن سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ (2)

مسئلہ ۳: یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ بن مانس آدمی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے اگر واقعی ہے تو اُس سے بھی نکاح
 نہیں ہو سکتا کہ وہ انسان نہیں جیسے پانی کا انسان (3) کہ دیکھنے سے بالکل انسان معلوم ہوتا ہے اور حقیقتہً وہ انسان نہیں۔

(1) رد المحتار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۹

اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
 فی تنویر الابصار من کتاب الخنثی ہو ذو فرج و ذکر او من عری عن الانثیین فان ظہر لہ ثدی فامرأة انتہی مع
 التلخیص اے

تنویر الابصار کی خنثی کی بحث میں ہے خنثی وہ ہے کہ جس کا ذکر اور فرج دونوں ہوں یا خنثیتین نہ ہوں، تو اگر اس کے پستان ظاہر ہو جائیں
 تو عورت قرار پائے گی، تنویر کی عبارت ختم ہوئی، تلخیص۔ (۱) رد مختار شرح تنویر الابصار کتاب الخنثی مجتہبائی، دہلی ۲/۳۴۱

وفی الدر المختار من النکاح ہو عند الفقہاء عقد یفید ملک المتعۃ ای حل استمتاع الرجل من امرأۃ بعد یمنع
 من نکاحها مانع شرعی انتہی ۲، (۲) رد مختار شرح تنویر الابصار کتاب النکاح مجتہبائی، دہلی ۱/۱۸۵

رد مختار میں نکاح کی بحث میں ہے فقہاء کرام کے ہاں نکاح ایسا عقد ہے جو مرد کو عورت سے جماع کا مالک بنا دیتا ہے جبکہ اس سے کوئی شرعی
 مانع نہ ہو (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۹۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۰

(3) پانی کا انسان یہ ایک قسم کی دریائی مخلوق ہے جس کی شکل انسان کے مشابہ ہوتی ہے فرق صرف یہ ہے کہ پانی کے انسان کی دم بھی ہوتی

ہے۔ (حیاۃ الحیوان الکبریٰ، ج ۱، ص ۶۹)

نکاح کے احکام

مسئلہ ۴: استدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر و نفقہ (کپڑے، کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات) پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنت مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے (1) اور اگر حرام سے بچنا یا اتباع سنت و تعمیل حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضائے شہوت (یعنی شہوت کو پورا کرنا) منظور ہو تو ثواب نہیں۔ (2)

(1) نکاح کا شرعی حکم:

یاد رہے کہ نکاح ہمیشہ سنت نہیں، بلکہ کبھی فرض، کبھی واجب، کبھی مکروہ اور بعض اوقات تو حرام بھی ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

فرض:

اگر یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے۔ ایسی صورت حال میں نکاح نہ کرنے پر گناہ گار ہوگا۔

واجب:

اگر مہر و نفقہ دینے پر قدرت ہو اور غلبہ شہوت کے سبب زنا یا بدنگاہی یا مشت زنی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں نکاح واجب ہے اگر نہیں کریگا تو گناہ گار ہوگا۔

سنت مؤکدہ:

اگر مہر، نان و نفقہ دینے اور ازدواجی حقوق پورے کرنے پر قادر ہو اور شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ ایسی حالت میں نکاح نہ کرنے پر اڑے رہنا گناہ ہے۔ اگر حرام سے بچنا یا اتباع سنت یا اولاد کا حصول پیش نظر ہو تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض حصول لذت یا قضائے شہوت مقصود ہو تو ثواب نہیں ملے گا، نکاح بہر حال ہو جائے گا۔

مکروہ:

اگر یہ اندیشہ ہو کہ نکاح کرنے کی صورت میں نان و نفقہ یا دیگر ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو اب نکاح کرنا مکروہ ہے۔

حرام:

اگر یہ یقین ہو کہ نکاح کرنے کی صورت میں نان و نفقہ یا دیگر ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو اب نکاح کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے (ایسی صورت میں شہوت توڑنے کے لئے روزے رکھنے کی ترکیب بنائے)۔

مسئلہ ۵: شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشہ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یوں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا (3)

(3) اہل معرفت، امام السنن، مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حدیث میں ہے: ناکح الیدملعون ۲۔ خلق لگانے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (۲) الحدیقة الندیة الصنف السابع من الاصناف المتعددة مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۴۹۱) (الاسرار الرفویہ فی اخبار الموضوعہ حدیث نمبر ۱۰۲۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۲۵۷) ہاں اگر کوئی شخص جو ان تیز خواہش ہو کہ نہ زوجہ رکھتا ہو نہ شرعی کنیز اور جوش شہوت سخت مجبور کرے اور اس وقت کسی کام میں مشغول ہو جائے یا مردوں کے پاس جا بیٹھنے سے بچاؤ دل نہ بے غرض کسی طرح وہ جوش کم نہ ہو یہاں تک کہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ اس وقت اگر یہ فعل نہیں کرتا تو حرام میں گرفتار ہو جائے گا تو ایسی حالت میں زنا و لواطت سے بچنے کے لئے صرف بغرض تسکین شہوت نہ کہ بقصد تحصیل لذت و قضائے شہوت اگر یہ فعل واقع ہو تو امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ فرمائے گا۔ پھر اس کے ساتھ ہی واجب ہے کہ اگر قدرت رکھتا ہو فوراً نکاح یا خریداری کنیز شرعی کی فکر کرے ورنہ سخت گنہگار و مستحق لعنت ہوگا۔ یہ اجازت اس لئے نہ تھی کہ اس فعل ناپاک کی عادت ڈال لے، درہمائے طریقہ پسندیدہ خدا اور رسول اسی پر قناعت کرے۔

طریقہ محمدیہ میں ہے:

اما الاستمناہ فحرام الا عند شرب و ط ثلاثة ان یکون عذب و به شبق و فرط شهوة (بحیث لو لم یفعل ذلك لحملته شدة الشهوة على الزنا او اللواط والشرط الثالث ان یرید به تسکین الشهوة لا قضائها) ۱۔ مزیداً من شرحها الحدیقة الندیة.

مشت زنی حرام ہے مگر عین شرائط کے ساتھ جواز کی گنجائش ہے: (۱) مجرد ہو اور غلبہ شہوت ہو (۲) شہوت اس قدر غالب ہو کہ بدکاری زنا یا لونڈے بازی وغیرہ کا اندیشہ ہو (۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس سے محض تسکین شہوت مقصود ہو نہ کہ حصول لذت۔ طریقہ محمدیہ کی عبارت مکمل ہوگئی جس میں اس کی شرح حدیقہ ندیہ سے کچھ اضافہ بھی شامل ہے۔ (۱) الطريقة محمدیہ الصنف السابع من الاصناف المتعددة الاستمناہ بالید مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۲/ ۲۵۵) (الحدیقة الندیة الصنف السابع من الاصناف المتعددة الاستمناہ بالید مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۲/ ۴۹۱)

تخویر الابصار میں ہے: یکون (ای) واجبا عند التوقان ۲۔ غلبہ شہوت کے وقت نکاح کرنا واجب ہے۔

(۲) در مختار شرح تخویر الابصار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۸۵)

رد المحتار میں ہے:

قلت و کذا فیما یظهر لو کان لا یمکنه منع نفسه عن النظر المحرم او عن الاستمناہ بالكف فیجب التزوج وان لم یخف ابو قوع فی الزنا ۳۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳) رد المحتار کتاب النکاح احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۶۰) میں کہتا ہوں اور اسی طرح کچھ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حالت ایسی ہو کہ یہ اپنے آپ کو نظر حرام اور مشت زنی سے نہ روک سکے تو شادی کرنا واجب ہے۔ مگر چہ زنا میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی بڑا عالم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۰۲-۲۰۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تو نکاح واجب ہے۔ (۱)

مسد ۶: یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے نکاح کرے۔ (۱)

(۱) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، ج ۳، ص ۷۲

(۲) اعلیٰ حضرت، امام المسند، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن، فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۰۱

در مختار میں ہے:

یکون واجبا عند التوقان (المیراد شدۃ الاشتیاق کہا فی الزیلعی بحیف بخلاف الوقوع فی الزنا لولم یتزوج اذلا یلزم من الاشتیاق الی الجماع الخوف المذكور بحر) فان یتقن الزنا الایہ فرض نہایہ (ای ہاں کان لا یمکنہ الاحتراز من الزنا الایہ لان ما لا یتوصل الی ترک الحرام الایہ یمکن فرضا بحر) وقولہ لا یمکنہ الاحتراز الایہ ظاہر فی فرض المسألة فی عدم قدرته علی الصوم الباع من الوقوع فی الزنا فلو قدر علی شیئ من ذلك لم یبق النکاح فرضا، او واجبا عینا بل هو أو غیرہ مما یمدعہ من الوقوع فی المحرم) وهذا ان ملک المهر والنفقة والافلاثم بترکہ بدائع (هذا الشرط اثم الی القسمین اعنی الواجب والفرض وزاد فی البحر شرطا آخر فیہما وهو عدم خوف الجور ای الظلم قال فان تعارض خوف الوقوع فی الزنا لولم یتزوج وخوف الجور لو تزوج قدم الثانی افتراض بل یکرہ الفادہ الکمال فی الفتح ولعلہ لان الجور معصیۃ متعلقۃ بالعبادۃ المنع من الزنا من حقوق اللہ تعالیٰ وحق العبد مقدم عند التعارض لاحتیاجہ وغنی الموتی تعالیٰ) ویكون مکروها (ای تحریم بحر) لخوف الجور فان یتقنہ (ای الجور) حرما لہ ملخصا مزید امن رد المحتار ما بین الخطین

(۱) در مختار کتاب النکاح مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۱۸۵ (رد المحتار کتاب النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۱-۶۲۰)

اور خبہ شہوت کے دقت نکاح واجب ہوتا ہے (اس سے مراد بقول امام زلیحی کے ایسا شدید اشتیاق جماع ہے کہ اگر نکاح نہ کرے گا تو وقوع زنا کا خوف ہے کیونکہ محض اشتیاق جماع کو خوف مذکور لازم نہیں، بحر) پس اگر نکاح کے بغیر زنا یقینی ہو تو نکاح فرض ہے، نہایہ (یعنی نکاح کے بغیر زنا سے بچنا ممکن نہ ہو کیونکہ جس کے بغیر ترک حرام رسائی نہ ہو وہ فرض ہوتا احتراز ممکن نہیں، ظاہر ہے کہ مسئلہ کی وہ صورت فرض کی گئی ہے جس میں ناکح روزے رکھنے پر قادر نہ ہو جو کہ زنا سے مانع ہیں لہذا اگر وہ روزے رکھنے پر قادر ہو تو نکاح فرض یا واجب عین نہ ہوگا بلکہ اسے اختیار ہوگا کہ نکاح کرے یا حرام یعنی زنا سے بچنے کا کوئی اور طریقہ اپنائے) اور یہ وجوب و فرضیت نکاح اس صورت میں ہے جب وہ مہر و نفقہ پر قادر ہو ورنہ ترک نکاح میں گناہ نہیں، بدائع (یہ شرط دونوں قسموں یعنی نکاح واجب و فرض کی طرف رائج ہے۔ بحر میں ان دونوں قسموں میں ایک اور شرط کا اضافہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو وظلم کا ذر نہ ہو، صاحب بحر نے فرمایا کہ عدم نکاح کی صورت میں خوف زنا نکاح کی صورت میں جو وظلم کے خوف سے متعارض ہو تو ثانی کا اعتبار مقدم درائج ہوگا چنانچہ اس صورت میں نکاح فرض نہیں بلکہ مکروہ ہوگا، کماں نے فتح میں اس کا افادہ فرمایا، شاید خوف جو کہ خوف زنا پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہو کہ جو وظلم ایسا گناہ ہے جس کا تحقق ہے

مسئلہ کے: اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کریگا تو مان نختہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۸: نکاح اور اس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (7)



حقوق اہل بیت سے ہے، اور زمانہ سے باز رہنا حقوق اللہ سے ہے اور حق عبد بوقت تعارض حق اللہ پر مقدم ہوتا ہے کیونکہ عبد محتاج ہے اور موسیٰ (تعالیٰ غنی ہے) اور اس صورت میں نکاح مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہوگا جبکہ ظلم کا خوف ہو اور اگر ظلم کا یقین ہو تو حرام ہے۔ تو سین میں زائد عبارتیں رد المحتار سے لی گئی ہیں، (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۲۹۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) المرجع السابق، ص ۷۴

(7) رد المحتار، کتاب النکاح، ج ۳، ص ۶۶

نکاح کے مستحبات

مسئلہ ۹: نکاح میں یہ امور مستحب ہیں:

- 1- عنائیہ ہونا۔ 2- نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی سا خطبہ ہو اور بہتر وہ ہے جو حدیث (1) میں وارد ہوا۔
- 3- مسجد میں ہونا۔ 4- جمعہ کے دن۔ 5- گواہانِ عادل کے سامنے۔ 6- عورت عمر، حسب (خاندانی شرف)، مال، عزت میں مرد سے کم ہو اور 7- چال چلن اور اخلاق و تقویٰ و جمال میں پیش (یعنی زیادہ) ہو۔ (2) حدیث میں ہے: جو کسی عورت سے بوجہ اُسکی عزت کے نکاح کرے، اللہ (عزوجل) اُسکی ذلت میں زیادتی (یعنی اضافہ) کریگا اور جو کسی عورت سے اُس کے مال کے سبب نکاح کریگا، اللہ تعالیٰ اُسکی محتاجی ہی بڑھائے گا اور اُس کے حسب کے سبب نکاح کریگا تو اُس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ ادھر ادھر نگاہ نہ اٹھے اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ عزوجل اس مرد کے لیے اُس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں۔ (3)
- (رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی الفتح)۔ (4)

مسئلہ ۱۰: 8- جس سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار و سلیقہ (ہنر، کام، صلاحیت) وغیرہ کی خوب جانچ کر لے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ 9- کو آری (کنواری) عورت سے اور جس سے اولاد

(1) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُحَمَّدٌ وَنَسْتَعِیْنُہٗ، وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّہْدِیْہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضِلِلْہٗ فَلَا ہَادِیَّ لَہٗ وَاشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ وَخَلَقَ مِنْہَا زَوْجَہَا وَبَثَّ مِنْہُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْضَ حَامَہَاۤ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا) (پ ۴، النساء: ۱)

(یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَتّٰی تُقْبِلَہٗ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾) (پ ۴، آل عمران: ۱۰۲)

(یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۱۰۱﴾ یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِيعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَاَزَقُوْا فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۱۰۱﴾) (پ ۲۲، الاحزاب: ۷۰-۷۱)

(2) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۵

(3) المعجم الاوسط، الحدیث ۲۳۴۲، ج ۲، ص ۱۸

(4) اس حدیث کو امام طبرانی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فتح القدیر میں یوں ہی ہے۔

زیادہ ہونے کی امید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔ سن رسیدہ (یعنی زیادہ عمر والی) اور بدخلق (برے اخلاق والی) اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔ (5)

مسئلہ 10: 11- عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق (اچھے اخلاق والا)، مال دار، سخی سے نکاح کرے، ذہین بدکار سے نہیں۔ 11- اور یہ بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح کر دے۔ (6)

یہ مستحبات نکاح بیان ہوئے، اگر اس کے خلاف نکاح ہوگا جب بھی ہو جائے گا۔

مسئلہ 12: ایجاب و قبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اس کا الٹا بھی ہو سکتا ہے۔ (7)



(5) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: کثیر المیتا محل فی اطلاق المستحب علی النیت، ج ۳، ص ۶۷، وغیرہ

(6) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: کثیر المیتا محل فی اطلاق المستحب علی النیت، ج ۳، ص ۷۷

(7) امدار الفتاویٰ رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: کثیر المیتا محل فی اطلاق المستحب علی النیت، ج ۳، ص ۷۸

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

نکاح نکح سے بنا بمعنی ضم یعنی ملنا، چونکہ نکاح کی وجہ سے دو شخص یعنی خاوند بیوی دائمی مل کر زندگی گزارتے ہیں لہذا نکاح سے عورت و مرد کے خاندان بلکہ نکاح سے کبھی دو ملک مل جاتے ہیں اس لیے اسے نکاح کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں یہ لفظ مشترک ہے صحبت و عقد دونوں پر بولا جاتا ہے، نکاح کا رکن زوجین کا ایجاب و قبول ہے، شرط دو گواہ۔ نکاح اور ایمان یہ دو ایسی عبادتیں ہیں جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئیں اور تاقیہ مت رہیں گی، نکاح بہترین عبادت ہے کہ اس سے نسل انسانی کا بقا ہے یہ ہی صالحین و ذکرین و عابدین کی پیدائش کا ذریعہ ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱)

ایجاب و قبول کی صورتیں

مسئلہ ۱۳: ایجاب و قبول میں ماضی کا لفظ (یعنی ایسا لفظ جس میں زمانہ ماضی کا معنی پایا جائے۔) ہونا ضروری ہے، (1) مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی یا اپنی موکلہ (وکیل بنانے والی) کا تجھ سے نکاح کیا یا ان کو تیرے نکاح میں دیا، وہ کہے میں نے اپنے لیے یا اپنے بیٹے یا موکل (وکیل بنانے والا) کے لیے قبول کیا یا ایک طرف سے امر کا صیغہ ہو (2) دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً یوں کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کر دے یا تو میری عورت ہو جا، اُس نے کہا میں نے قبول کیا یا زوجیت میں دیا ہو جائے گا یا ایک طرف سے حال کا صیغہ ہو (3) دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً کہے

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ہری زبان میں صیغہ ماضی مقرون بلفظ ہے خاص امر واقع شدہ سے خبر دینے کے لیے ہے نہ امر غیر واقع کے انشاء و ایجاد کو، پھر کلام عمر و سخن ابتدائی نہیں، اہل برادری کے اس باز پرس کا جواب ہے کہ ہماری بلی کی کیا وجہ تھی، پر ظاہر کہ اس سوال کا جواب اخبار ہوگا۔ نہ کہ انشاء ایجاب یوں ہی کلام عبد اللہ کا سیاق بھی کہ ہاں دی ہے، اور آپ کی تکلیف دہی کی یہی وجہ ہے صاف صاف اسی معنی اخبار و بیان وجہ جمع کی تاکید کر رہا ہے کہ اعلیٰ علی العارف باسالیب الکلام (جیسا کہ کلام کے اسلوب کو سمجھنے والے پر مخفی نہیں۔ ت) اور شک نہیں کہ وقوع نکاح سے خبر دینا انشاء عقد سے بالکل مبائن و غیر مؤثر ہے، اگر بنظر ظاہر کہے تو حسب تفہیمات جمہور ائمہ و اختیارات خبر دینا انشاء مذہب مذیل بکد الفاظ اور نظر و وثیق لیجئے تو امثال مقام میں بالا جماع بلا نزاع،

کیا حققنا ذلک بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالتنا عباب الانوار ان لانکاح بمجرد الاقرار من فتاوانا ولنقتصر ہہنا علی الاشارة الی بعض عبارات الافتاء تنزلاً الی الطريقة الاولى۔ جیسا کہ ہم نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے رسالہ عباب الانوار ان لانکاح مجرد الاقرار میں محقق کیا ہے در یہاں ہم صرف فتویٰ کی بعض عبارات کی طرف اشارہ کرینگے، پہلے طریقہ پر۔

جواہر الاخلاطی میں ہے:

اقر بالنکاح بین یدی الشہود لا ینعقد ہو المختار و قیل ینعقد و الاول هو الصحیح و علیہ الفتویٰ (1) جواہر الاخلاطی کتاب النکاح ص ۳۸

مرد و عورت نے گواہوں کی موجودگی میں اقرار کیا تو اس سے مختار قول کے مطابق نکاح منعقد نہ ہوگا، اور بعض نے کہا کہ ہو جائے گا۔ لیکن پہلا قول صحیح اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۱۰-۱۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) یعنی ایسا لفظ جس میں حکم کا معنی پایا جائے۔

(3) یعنی ایسا لفظ جس میں زمانہ حال کا معنی پایا جائے۔

تو مجھ سے اپنا نکاح کرتی ہے اُس نے کہا کیا تو ہو کیا یا یوں کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اُس نے کہا میں نے قبول کیا تو ہو جائے گا، ان دونوں صورتوں میں پہلے شخص کو اس کی ضرورت نہیں کہ کہے میں نے قبول کیا۔ اور اگر کہا تو نے اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دیا اُس نے کہا کر دیا یا کہا ہاں تو جب تک پہلا شخص یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا نکاح نہ ہوگا اور ان لفظوں سے کہ نکاح کروں گا یا قبول کروں گا نکاح نہیں ہو سکتا۔ (4)

مسئلہ ۱۴: بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جن میں ایک ہی لفظ سے نکاح ہو جائے، مثلاً چچا کی نابالغ لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور ولی (5) یہی ہے تو دو گواہوں کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اُس سے اپنا نکاح کیا یا لڑکا

(4) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۸

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثانی فیما یقع بہ النکاح والامتنع، ج ۱، ص ۷۰، وغیرہا

(5) اعلیٰ حضرت، امام، اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ائمہ ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک یہ شخص کہ ایک جانب سے اصل دوسری طرف سے ولی یا ذکیل ہے طرفین نکاح کا متولی ہو سکتا ہے خلافاً لامام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ (امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

یحوز لابن العمان یزوج بنت عمہ من نفسه ۳۔ چچا زاد کو جائز ہے کہ وہ چچا زاد لڑکی کا اپنے ساتھ نکاح کر لے۔

(۳) الہدایہ فی الفصل فی الوکالۃ بالنکاح المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/۳۰۲)

فتح القدیر میں ہے:

الصغیرۃ بغیر اذنیہا والبالغۃ باذنیہا اب (صغیرہ کا نکاح بغیر اجازت اور بالغہ کا اجازت سے کرے۔ ت)

(۱) فتح القدیر فصل فی الوکالۃ بالنکاح المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ سکھر ۳/۱۹۶)

ہدایہ میں ہے:

وقال زفر رحمہ اللہ تعالیٰ لا یحوز، واذا اذنت المرأة للرجل ان یزوجها من نفسه فعقد بحضرة شہدین جاز وقال

زفر والشافعی رحمہما اللہ تعالیٰ لا یحوز ۴۔

امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ جائز نہیں۔ اور جب کسی عورت نے کسی مرد کو اپنے ساتھ نکاح کی اجازت دے دی تو اس مرد نے اگر

دو گواہوں کی موجودگی میں اس سے نکاح کر لیا تو جائز ہے۔ اور امام زفر اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا ناجائز ہے ۴

(۲) الہدایہ فی الفصل فی الوکالۃ بالنکاح المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/۳۰۲)

اقول وبہ ظہر ان ما فی رد المحتار من نفاذ خمس صور بالاتفاق وہی التي لا فضولی فیہا من جانب، فانما اراد

الاتفاق من ائمتنا الثلاثة لاجمع الاثمة رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

لڑکی دونوں نابالغ ہیں اور ایک ہی شخص دونوں کا ولی ہے یا مرد و عورت دونوں نے ایک شخص کو وکیل کیا۔ اُس ولی یا وکیل نے یہ کہا کہ میں نے فلاں کا فلاں کے ساتھ نکاح کر دیا ہو گیا۔ ان سب صورتوں میں قبول کی کچھ حاجت نہیں۔ (6)

مسئلہ ۱۵: دونوں موجود ہیں ایک نے ایک پرچہ پر لکھا میں نے تجھ سے نکاح کیا، دوسرے نے بھی لکھ کر دیا یا زبان سے کہا میں نے قبول کیا نکاح نہ ہوا اور اگر ایک موجود ہے دوسرا غائب، اُس غائب نے لکھ بھیجا اس موجود نے گواہوں کے سامنے پڑھایا کہا فلاں نے ایسا لکھا میں نے اپنا نکاح اُس سے کیا تو ہو گیا اور اگر اُس کا لکھ ہوا نہ سنایا نہ بتایا فقط اتنا کہہ دیا کہ میں نے اُس سے اپنا نکاح کر دیا تو نہ ہوا۔ ہاں اگر اُس میں امر کا لفظ تھا، مثلاً تُو مجھ سے نکاح کر تو گواہوں کو خط بنے یا مضمون بتانے کی حاجت نہیں اور اگر اس مو۔ د نے اُس کے جواب میں زبان سے کچھ نہ کہا بلکہ وہ الفاظ لکھ دیے جب بھی نہ ہوا۔ (7)

مسئلہ ۱۶: عورت نے مرد سے ایجاب کے الفاظ کہے مرد نے اُس کے جواب میں قبول کے لفظ نہ کہے اور مہر کے روپے دیدیے تو نکاح نہ ہوا۔ (8)

مسئلہ ۱۷: یہ اقرار کہ یہ میری عورت ہے نکاح نہیں یعنی اگر پیشتر سے نکاح نہ ہوا تھا تو فقط یہ اقرار نکاح قرار نہ

اتوں (میں کہتا ہوں) اس سے واضح ہوا کہ ان پانچ صورتوں کے بارے میں جن میں سے کسی جانب سے خود نکاح کرنے و نافضولی نہ بنے، رد المختار کا بالاتفاق کہنا اس سے ان کی مراد صرف امام ابو حنیفہ، امام یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے تمام، محمد کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق مراد نہیں ہے۔

پس ان صورتوں میں اس کی جہا عبارت قائم مقام عبارتیں ایجاب و قبول ہو جائے گی اور عبارت دیگر کی حاجت نہ ہوگی۔ ہر یہ میں ہے:

اذا تولى طرفيه فقولہ زوجت يتضمن الشطرين ولا يحتاج الى القبول ۳۔

جب یہ شخص نکاح کی دونوں طرفوں کا ولی ہو تو اس کا یہ کہنا کہ میں نے نکاح کر لیا، ایجاب و قبول دونوں طرفوں کو شامل ہوگا اور اب قبول کہنے کی ضرورت نہیں، نکاح کر لیا یا نکاح کر دیا کہے دونوں طرح جائز ہے۔ (۳۔ الہدایۃ فصل فی الوکالۃ بالنکاح المکتبۃ العربیۃ کرچی ۲۰۲)۔ م۔ ان میں کہ یہ شخص وہ غلط ادا کرے جن میں خود اصل ہے مثلاً "زوجت" یا وہ جس میں ولی یا وکیل ہے جیسے "زوجت" خلافت لدا۔ م شیخ الاسلام بکر خواجہ راہ فی الثانی (امام شیخ الاسلام بکر خواجہ راہ کا دوسرے یعنی نکاح کر دیا کہنے میں خلاف ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۱۰۔ ۱۱۱ ارضافہ و تفسیر، ج ۱، ص ۱۰۰)

(6) الجوہرۃ السیرۃ، کتاب، نکاح، الجزء الثانی، ص ۱

(7) رد المختار، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج ۲، ص ۸۳

(8) رد المختار، کتاب النکاح، مطلب: کثیر الایساہل فی اطلاق المستحب علی النساء، ج ۲، ص ۸۲

پائے گا، البتہ قاضی کے سامنے دونوں ایسا اقرار کریں تو وہ حکم دے دے گا کہ یہ میاں بی بی ہیں اور اگر گواہوں کے سامنے اقرار کیا، گواہوں نے کہا تم دونوں نے نکاح کیا، کہا ہاں تو ہو گیا۔ (9)

(9) اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نکاح سبب تحلیل اور امر فرج میں احتیاط جلیل، ولہذا علماء متون و فتویٰ میں تصریح فرماتے ہیں کہ مجرد اقرار مرد و زن سے نکاح ہرگز منعقد نہیں ہوتا، اسی پر دقائہ و نقایہ و اصلاح و ملحق میں کہ سب اعالم شرح جصاص و مختارات النوازل و فتاویٰ خلد ص و خزائن المفتین و مختار الفتویٰ و ایضاح ان صراح و جامع الرموز میں مذہب مختار بتایا، اسی کو تویرالابصار و در مختار میں مقدم رکھ کر ضعیف مخالف کی طرف اشارہ فرمایا، اسی کو فتاویٰ ظہیریہ و فتاویٰ عاصمیریہ میں صحیح کہا، اسی پر جواہر اخلاطی میں ان دونوں لفظ فتویٰ یعنی مختار و صحیح کو جمع کر کے تیسرا لفظ آکر داتوی علیہ الفتویٰ اور زائد کیا، علامہ حنفوی و سید ابوالسعود کی عبارتیں ابھی گزریں باقی نصوص بالتحقیق یہ ہیں دقائہ الردایہ و مختصر الوقائہ میں ہے: لا ینعقد بقولہا عند الشہود ما زن و شوئیم ۳۔ (گواہوں کے سامنے مرد و عورت کا یہ کہنا کہ ہم بیوی خاوند ہیں، نکاح نہ ہوگا، ت) (۳۔ نقایہ مختصر الوقائہ کتاب النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۱)

شرح نقایہ جہتانی میں ہے:

لا ینعقد علی المختار ۴۔ (مذہب مختار پر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ت)

(۴۔ جامع الرموز کتاب النکاح مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۲۴۵)

متن و شروح علامہ ابن کمال و زیر میں ہے:

لا بقولہا ما زن و شوئیم لان النکاح اثبات و هذا اظہار والاظهار غیر الاثبات ذکرہ فی التخییر و قال فی مختارات النوازل هو المختار ۱۔

نکاح منعقد نہ ہوگا جب انھوں نے کہا کہ ہم بیوی خاوند ہیں، کیونکہ نکاح، معاملہ کو قائم کرنے کا نام ہے اور مرد و عورت کا یہ اقرار، اظہار ہے اور اظہار اثبات نہیں ہے اس کو انھوں نے تخییر میں ذکر کیا ہے اور مختارات النوازل میں ہے کہ یہی مختار مذہب ہے۔

(۱۔ ایضاح و اصلاح)

متن عدمہ ابراہیم حلبی میں ہے: لو قال عند الشہود ما زن و شوئیم لا ینعقد ۲۔ اگر انھوں نے گواہوں کے سامنے کہا کہ ہم بیوی خاوند ہیں تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ (۲۔ ملحق الامیر کتاب النکاح موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/ ۲۳۸)

خانیہ میں ہے:

ذکر البیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ رجل وامراة لیس بینہما نکاح اتفاقا ان یقرا بالنکاح فاقرا لم یلزمہما قال لان الاقرار اخبار عن امر متقدم ولم یتقدم و کذا لک فی البیع اذا اقرا ببيع لم یکن ثم اجازہ یجز ۳۔

بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ کسی مرد و عورت میں پہلے نکاح نہیں ہے اب انھوں نے باتفاق نکاح کا ہے

قرار کر لیا تو اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار پہلے ثابت شدہ چیز کی خبر ہوتی ہے جبکہ اقرار سے قبل ان کا نکاح نہیں تھا، اس طرح خرید و فروخت کا معاملہ ہے کہ دو فریقوں نے بیع کا اقرار کیا حالانکہ پہلے بیع نہ تھی تو اس اقرار سے بیع منعقد نہ ہوگی۔

(۳۔ فتاویٰ خیر بہ کتاب النکاح نولکشور لکھنؤ ۱۳۹/۱)

اسی میں ہے:

ذكر في النوازل رجل وامرأة اقرا بين يدي الشهود بالفارسية مازن وشوئيم لا ينعقد النكاح بينهما وكذا لو قال لامرأة هذه امرأتى وقالت هي هذا زوجي لا يكون نكاحا. ۱۔

نوازل میں مذکور ہے کہ مرد و عورت نے گواہوں کے سامنے یہ اقرار فارسی میں کیا کہ ہم بیوی خاوند ہیں تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مرد نے ایک عورت کے بارے میں کہا کہ یہ میری بیوی ہے اور اس عورت نے بھی کہا کہ یہ میرا خاوند ہے تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ (۱۔ فتاویٰ خیر بہ کتاب النکاح نولکشور لکھنؤ ۱۳۹/۱)

فتاویٰ امام علامہ حسین بن محمد سمعانی میں ہے:

اقرا بالنكاح بين يدي الشهود فقال مازن وشوئيم لا ينعقد هو المختار لان النكاح اثبات والاظهار غير الاثبات ولهذا لو اقرا بالمال لانسان كاذبا لا يصير ملكا خ (يعني الخلاصة) ولو قال الرجل هذه امرأتى وقالت المرأة هذا زوجي بمحض من الشهود لا يكون نكاحا لان الاقرار اخبار عن امر متقدم ولم يتقدم ۲۔ (س) (ای فتاویٰ اہل سمرقند)۔ (ملخصاً)

مرد و عورت نے گواہوں کے سامنے کہا کہ ہم بیوی خاوند ہیں تو نکاح نہ ہوگا، یہی مختار ہے، کیونکہ نکاح اثبات کا نام ہے، اور، قرار اثبات نہیں ہوتا بلکہ اظہار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے کسی دوسرے کے لیے اپنے مال کا جھوٹا اقرار کیا تو دوسرے کے لیے ملکیت ثابت نہ ہوگی، رخ (یعنی خلاصہ) اگر کسی مرد نے کسی عورت کے متعلق کہا یہ میری بیوی ہے اور عورت نے کہا یہ میرا خاوند ہے، تو گواہوں کے سامنے اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار پہلے سے موجود چیز کے بارے میں خبر ہوتی ہے جبکہ یہاں نکاح موجود نہیں ہے، (فتاویٰ سمرقند)۔

(۲۔ خزائن المفتین کتاب النکاح قلمی نسخہ ۱/۷۶)

متن مولیٰ غزی و شرح محقق علانی میں ہے:

لا ينعقد بالاقرار على المختار خلاصة كقوله هي امرأتى الاقرار اظهار لما هو ثابت وليس بانشاء ۳۔ اخ و سیاتی تمامہ۔

محض اقرار سے نکاح نہ ہوگا مختار قول پر، خلاصہ۔ جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ یہ میری عورت ہے، تو اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار ثابت

شدہ چیز کے اظہار کا نام ہے اور یہ انشاء نہیں ہوتا الخ یہ مکمل آئندہ آئے گا۔ (۳۔ در مختار کتاب النکاح مطبع مجتہبی دہلی ۱۸۵۰)

فتاویٰ ہندیہ میں عبارت خلاصہ ہوا المختار (یہی مختار ہے۔ ت) تک نقل کی، پھر لکھا:

مسئلہ ۱۸: نکاح کی امانت (یعنی نسبت) کُل کی طرف ہو (۱۰) یا ایسے عضو کی طرف جسے بول کر کُل مراد لیتے ہیں مثلاً سرو گردن تو اگر یہ کہا کہ نصف سے نکاح کیا نہ ہوا۔ (۱۱)



لو قال ابن زین من ست بمحضر من الشهود وقالت المرأة این شوی من است ولم یکن بینہما نکاح سابق
اختلف المشائخ فیہ والصحیح انہ لا یكون نکاحا کذا فی الظہیریۃ وفی شرح المصاص المختار انہ ینعقد اذا
قضى بالنکاح او قال الشهود لہما جعلتما ہذا نکاحا فقال نعم ینعقد کذا فی مختار الفتاویٰ ۱۰۱۰

اگر کسی نے گواہوں کے سامنے کہا یہ میری بیوی ہے اور عورت نے کہا کہ یہ میرا خاوند ہے حالانکہ ان کا پہلے نکاح نہیں تھا، تو اس میں مشائخ کا
اختلاف ہے جبکہ صحیح یہی ہے کہ نکاح نہ ہوگا، ظہیریہ میں اسی طرح ہے۔ اور مصاص کی شرح میں ہے کہ اگر قاضی نے نکاح کا فیصلہ دیا یا
مرد و عورت کو گواہوں نے کہا کہ تم نے ان الفاظ کو نکاح بنادیا تو انھوں نے جواب میں ہاں کہہ دیا تو مختار یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائیگا، مختار
الفتاویٰ میں ایسے ہی ہے۔ ۱۰۱۰ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۷۲

اقول وجہ الاعتقاد فی الاول ان القضاء یرفع الخلاف او انہ ینفذ ظاہر او باطنا وفی الثانی ان السؤال معاد فی
الجواب والمجعل انشاء کما فی الفتح والدو وغیرہا۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) قاضی کے فیصلے کی صورت میں نکاح ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قضا ظاہر اور باطن
نافذ ہوتی ہے اور دوسری صورت میں انعقاد کی وجہ سے کہ جواب، سوال پر مشتمل ہوتا ہے تو سوال میں نکاح بنانے کا ذکر ہے تو جواب میں بھی
بنانے کے ذکر سے نکاح کا انشاء ہو گیا، جیسا کہ فتح اور دُر وغیرہ میں ہے۔

فتاویٰ عمدہ برہان الدین بن ابی بکر بن محمد اخلاطی حسینی میں ہے:

اقرا بالنکاح بین یدی الشهود بقولہما مازن وشوئیم لا ینعقدہ هو المختار. قال بحضور الشهود هذه المرأة
زوجی فقلت هذا الرجل زوجی ولم یکن بینہما نکاح سابق لا ینعقدہ هو الصحیح وعلیہ الفتویٰ ۲۔

(۲۔ جواہر اخلاطی کتاب النکاح فصل فیما ینعقد النکاح من... غلط کلمی نسخہ ص ۳۸)

دونوں نے گواہوں کے سامنے اقرار کیا کہ ہم بیوی خاوند ہیں تو اس سے نکاح نہ ہوگا۔ یہی مختار ہے مرد نے گواہوں کے سامنے کہا یہ میری بیوی
ہے، اور عورت نے بھی گواہوں کے سامنے کہا یہ میرا خاوند ہے تو اس سے نکاح نہ ہوگا جبکہ پہلے نکاح نہ تھا یہی صحیح ہے اور اس پر فتویٰ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۲۳-۱۲۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۱۰) مثلاً یوں کہے، میں نے تجھ سے نکاح کیا۔

(۱۱) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۳، ص ۸۳، وغیرہ

الفاظ نکاح

مسئلہ ۱۹: الفاظ نکاح دو قسم ہیں:

ایک صریح (۱)، یہ صرف دو لفظ ہیں۔ نکاح و تزوج، باقی کنایہ (۲) ہیں۔ الفاظ کنایہ میں اُن لفظوں سے نکاح ہو سکتا ہے جن سے خود شے ملک میں آجاتی ہے، مثلاً ہبہ، تملیک، صدقہ، عطیہ، بیع، شرا (۳) مگر ان میں قرینہ کی ضرورت ہے کہ گواہ اُسے نکاح سمجھیں۔ (۴)

مسئلہ ۲۰: ایک نے دوسرے سے کہا میں نے اپنی یہ لونڈی تجھے ہبہ کی تو اگر یہ پتا چلتا ہے کہ نکاح ہے، مثلاً گواہوں کو بلا کر اُن کے سامنے کہنا اور مہر کا ذکر وغیرہ تو یہ نکاح ہو گیا اور اگر قرینہ نہ ہو، مگر وہ کہتا ہے میں نے نکاح مراد لیا تھا اور جسے ہبہ کی وہ اس کی تصدیق کرتا ہے جب بھی نکاح ہے اور اگر وہ تصدیق نہ کرنے تو ہبہ قرار دیا جائے گا اور آزاد عورت کی نسبت یہ الفاظ کہے تو نکاح ہی ہے۔ قرینہ کی حاجت نہیں مگر جب ایسا قرینہ پایا جائے جس سے معلوم ہوتا ہے

- (۱) یعنی ایسا لفظ جس سے نکاح مراد ہونا ظاہر ہو۔
- (۲) یعنی ایسا لفظ جس سے نکاح مراد ہونا تو ظاہر نہیں مگر قرینہ سے معنی نکاح سمجھا جاتا ہو۔
- (۳) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

در مختار میں ہے:

لفظ ترویج و نکاح صریح و ماعداہما کنایۃ و هو کل لفظ وضع لتملیک عن کامة فی الحال کہبۃ و تملیک و صدقۃ و عطیۃ بشرط نية او قرینۃ و فہم الشہود المقصود ۱۷ ملقطاً۔

نکاح میں لفظ "ترویج" اور "نکاح" صریح ہیں۔ ان کے علاوہ باقی سب کنایہ ہیں، اور کنایہ کے لئے وہ تمام الفاظ ہیں جو بروقت کسی کامل چیز کی تملیک کے لیے ہوں، مثلاً ہبہ، صدقہ، عطیہ اور تملیک کے الفاظ جب نکاح کی نیت سے استعمال ہوں یا اس پر قرینہ موجود ہو اور اس سے گواہ بھی مقصد کو سمجھ سکے ۱۸ ملقطاً (۳) در مختار کتاب النکاح ج ۱/ ۱۸۶

خانیہ میں ہے:

إذا قال لاب البنات و ہبت ابنتک منی فقال و ہبت فقال قبلت قالوا ان کان هذا القول من الخاطب علی وجه الخطبة و من الاب ایضاً علی وجه الاجابة لا علی وجه العقد لم یکن نکاحاً ۱۹ ملخصاً۔

جب ایک لڑکے نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ آپ نے اپنی لڑکی مجھے ہبہ کی تو باپ نے جواب میں کہا کہ میں نے ہبہ کی، اس کے بعد

کہ نکاح نہیں تو نہیں، مثلاً معاذ اللہ کسی عورت سے زنا کی درخواست کی، اُس نے کہا میں نے اپنے کو تجھے ہبہ کر دیا، اس نے کہا قبول کیا تو نکاح نہ ہوا یا لڑکی کے باپ نے کہا یہ لڑکی خدمت کے لیے میں نے تجھے ہبہ کر دی اس نے قبول کیا تو یہ نکاح نہیں، مگر جبکہ اس لفظ سے نکاح مراد لیا تو ہو جائے گا۔ (5)

مسئلہ ۲۱: عورت سے کہا تو میری ہوگئی، اُس نے کہا ہاں یا میں تیری ہوگئی یا عورت سے کہا بعض اتنے کے تو میری عورت ہو جا، اُس نے قبول کیا یا عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے اپنی شادی کی مرد نے قبول کیا یا مرد نے عورت سے کہا تُو نے اپنے کو میری عورت کیا، اُس نے کہا کیا تو ان سب صورتوں میں نکاح ہو جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۲۲: جس عورت کو بائن طلاق دی ہے، اُس نے گواہوں کے سامنے کہا میں نے اپنے کو تیری طرف واپس کیا، مرد نے قبول کیا نکاح: کیا۔ (7) اجنبی عورت اگر یہ لفظ کہے تو نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۳: کسی نے دوسرے سے کہا، اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دے، اُس نے کہا اسے اٹھالے جا یا تُو جہاں چاہے لے جا تو نکاح نہ ہوا۔ (8)

پہلے نے کہا میں نے قبول کی، فقہاء کرام نے فرمایا اگر متکلی کرنے والے اور باپ نے مذکورہ الفاظ متکلی اور اس کے جواب کے طور پر استعجاب کے اور عقد نکاح مقصود نہ ہو تو نکاح نہ ہوگا (ملخصاً) (۱۔ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح الفصل الاول نولکھور لکھنؤ / ۱۵۰)

شرح طحاوی پھر مجتہبی پھر مجموعہ علامہ انقروی و واقعات علامہ قدری افندی وغیرہ میں ہے:

قال له هل اعطيتنيها فقال اعطيت فان كان المجلس للوعده فوعد وان كان لعقد النكاح فنكاح ۲۔
کسی نے لڑکی کے باپ کو کہا تو نے مجھے لڑکی دی، تو باپ نے کہا دی، تو مجلس نکاح میں نکاح اور متکلی کی مجلس ہو تو متکلی ہوگی۔

(۲۔ فتاویٰ انقرویہ کتاب النکاح دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ۱ / ۳۳)

سوال سے ظاہر کہ یہ مجلس متکلی ہی کی تھی اور کوئی قرینہ واضح ایسا نہ پایا گیا جو ان الفاظ کو انشاء عقد کے لیے متعین کرے تو یوں بھی متکلی ہی ظہر سے لگی نہ نکاح، داندہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۸۳۔ ۱۸۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) الدر المختار، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج ۴، ص ۸۹۔ ۹۱

و الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثانی فیما ینعقد بہ النکاح وما لا ینعقد، ج ۱، ص ۲۷۰، ۲۷۱

(5) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج ۴، ص ۹۱

و الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثانی فیما ینعقد بہ النکاح وما لا ینعقد، ج ۱، ص ۲۷۰، ۲۷۱

(6) الفتاویٰ الھندیۃ، المرجع السابق، ص ۲۷۱

(7) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثانی فیما ینعقد بہ النکاح وما لا ینعقد، ج ۱، ص ۲۷۱

(8) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثانی فیما ینعقد بہ النکاح وما لا ینعقد، ج ۱، ص ۲۷۲

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے منگنی کا پیغام کسی کے پاس بھیجا، ان پیغام لے جانے والوں نے وہاں جا کر کہا، تو نے

اپنی لڑکی ہمیں دی، اُس نے کہا دی، نکاح نہ ہوا۔ (9)

مسئلہ ۲۵: لڑکے کے باپ نے گواہوں سے کہا، میں نے اپنے لڑکے کا نکاح فلاں کی لڑکی کے ساتھ اتنے مہر پر

کر دیا تم گواہ ہو جاؤ پھر لڑکی کے باپ سے کہا گیا، کیا ایسا نہیں ہے؟ اُس نے کہا ایسا ہی ہے اور اس کے سوا کچھ نہ کہہ تو

بہتر یہ ہے کہ نکاح کی تجدید کی جائے۔ (10)

مسئلہ ۲۶: لڑکے کے باپ نے لڑکی کے باپ کے پاس پیغام دیا، اُس نے کہا میں نے تو اس کا فلاں سے کر دیا

ہے اس نے کہا نہیں تو اُس نے کہا اگر میں نے اُس سے نکاح نہ کیا ہو تو تیرے بیٹے سے کر دیا، اس نے کہا میں نے قبول

کیا بعد کو معلوم ہوا کہ اُس لڑکی کا نکاح کسی سے نہیں ہوا تھا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا۔ (11)

مسئلہ ۲۷: عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے اپنا نکاح کیا اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہے جب چاہوں اپنے

کو طلاق دے لوں، مرد نے قبول کیا تو نکاح ہو گیا اور عورت کو اختیار رہا جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے۔ (12)

مسئلہ ۲۸: نکاح میں خیار ردیت خیار عیب خیار شرط مطلقاً نہیں (12A)، خواہ مرد کو خیار (اختیار) ہو یا عورت

کے لیے یا دونوں کے لیے۔ تین دن کا خیار ہو یا کم یا زائد کا مثلاً اندھے، لنگھے (جس کے ہاتھ یا پاؤں مثل (بے

کار) ہوں)، اپانچ (ہاتھ پاؤں سے معذور) نہ ہونے کی شرط لگائی یا یہ شرط کی کہ خوبصورت ہو اور اس کے خلاف نکلا یا

مرد نے شرط لگائی کہ کو آری (کنواری) ہو اور ہے اس کے خلاف تو نکاح ہو جائے گا اور شرط باطل۔ یہ عورت نے

شرط لگائی کہ مرد شہری ہو نکلا دیہاتی تو اگر کفو ہے نکاح ہو جائے گا اور عورت کو کچھ اختیار نہیں یا اس شرط پر نکاح ہوا کہ

(9) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثانی فیما ینعقد بہ النکاح وما لا ینعقد، ج ۱، ص ۲۷۲

(10) المرجع السابق

(11) المرجع السابق، ص ۲۷۳

(12) مرجع سابق، ص ۲۷۳

(12A) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی فتاویٰ الامام قاضی خان: خیار العیب وهو حق الفسخ بسبب العیب عندنا لا یشبہ فی النکاح فلا ترد

المرأة بعیب ما ۲۔ (۲) فتاویٰ قاضی خان فصل فی الخیارات الی تعلق بالنکاح لکھنؤ ۱۸۷۷/۱۸۷۷

فتاویٰ قاضی خان میں ہے خیار عیب جو کہ عیب کی وجہ سے حق فسخ کا نام ہے، ہمارے نزدیک یہ نکاح میں ثابت نہیں ہوتا، لہذا کسی عیب کی

بن پر عورت کا نکاح رد نہ ہوگا، (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۱۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

باپ کو اختیار ہے تو نکاح ہو گیا اور اُسے اختیار نہیں۔ (13)

مسئلہ ۲۹: نکاح میں مہر کا ذکر ہو تو ایجاب پورا جب ہوگا کہ مہر بھی ذکر کر لے، مثلاً یہ کہتا تھا کہ فلاں عورت تیرے نکاح میں دی بعوض ہزار روپے کے اور مہر کے ذکر سے پیشتر اُس نے کہا میں نے قبول کی، نکاح نہ ہوا کہ ابھی ایجاب پورا نہ ہوا تھا اور اگر مہر کا ذکر نہ ہوتا تو ہو جاتا۔ (14)

مسئلہ ۳۰: کسی نے لڑکی کے باپ سے کہا، میں تیرے پاس اس لیے آیا کہ تُو اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دے۔ اس نے کہا میں نے اس کو تیرے نکاح میں دیا نکاح ہو گیا، قبول کی بھی حاجت نہیں بلکہ اُسے اب یہ اختیار نہیں کہ نہ قبول کرے۔ (15)

مسئلہ ۳۱: کسی نے کہا تُو نے لڑکی مجھے دی، اُس نے کہا دی، اگر نکاح کی مجلس ہے تو نکاح ہے اور منگنی کی ہے تو منگنی۔ (16)

مسئلہ ۳۲: عورت کو اپنی دہن یا بی بی کہہ کر پکارا، اُس نے جواب دیا تو اس سے نکاح نہیں ہوتا۔ (17)



(13) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثانی فیما ینعقد بہ النکاح وما لا ینعقد، ج ۱، ص ۲۷۳

(14) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج ۴، ص ۸۵

(15) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: کثیراً ما یسأل فی اطلاق المستحب علی النہ، ج ۴، ص ۸۲

(16) المرجع السابق

(17) المرجع السابق

نکاح کے شرائط

نکاح کے لیے چند شرطیں ہیں:

1- عاقل ہونا۔ مجنوں یا نابالغ بچہ نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔

2- بلوغ۔ نابالغ اگر سمجھ وال ہے تو منعقد ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

3- گواہ ہونا۔ یعنی ایجاب و قبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔ گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا، نہ غلام کی گواہی سے اگرچہ مدبر یا مکاتب ہو۔

مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، لہذا مسلمان مرد و عورت کا نکاح کافر کی شہادت سے نہیں ہو سکتا اور اگر کتابیہ (1) سے مسلمان مرد کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ ذمی کافر بھی ہو سکتے ہیں، اگرچہ عورت کے مذہب کے خلاف گواہوں کا مذہب ہو، مثلاً عورت نصرانیہ (عیسائی) ہے اور گواہ یہودی یا بالعکس (2)۔ یہ ہیں اگر کافر دکانرہ کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ کافر بھی ہو سکتے ہیں اگرچہ دوسرے مذہب کے ہوں۔ مسئلہ ۳۳: سمجھ وال بچے یا غلام کے سامنے نکاح ہوا اور مجلس نکاح میں وہ لوگ بھی تھے جو نکاح کے گواہ ہو سکتے ہیں پھر وہ بچہ بالغ ہو کر یا غلام آزاد ہونے کے بعد اس نکاح کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے نکاح ہوا اور اس وقت ہمارے سوا نکاح میں اور لوگ بھی موجود تھے، جن کی گواہی سے نکاح ہوا تو ان کی گواہی مان لی جائے گی۔ (3)

مسئلہ ۳۴: مسلمان کا نکاح ذمیہ سے ہوا اور گواہ ذمی تھے، اب اگر مسلمان نے نکاح سے انکار کر دیا تو ان کی گواہی سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔ (4)

مسئلہ ۳۵: صرف عورتوں یا غیبی کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا، جب تک ان میں کے دو کے ساتھ ایک مرد نہ ہو۔ (5)

(1) یہودی یا عیسائی عورت۔

(2) یعنی عورت یہودی ہے اور گواہ نصرانی ہیں۔

(3) ردالمحتار، کتاب النکاح، مطلب الخصاص کیر فی العلم بجوز الاقتداء بہ، ج ۴، ص ۹۹

(4) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۰۱

(5) اقتادی الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی شرائط النکاح، ج ۱، ص ۱۵۶

مسئلہ ۳۶: سوتے ہوؤں کے سامنے ایجاب و قبول ہوا تو نکاح نہ ہوا۔ یوں اگر دونوں گواہ بہرے ہوں کہ انھوں نے الفاظ نکاح نہ سنے تو نکاح نہ ہوا۔ (6)

مسئلہ ۳۷: ایک گواہ سنتا ہوا ہے اور ایک بہرا، بہرے نے نہیں سنا اور اس نے سنے والے یا کسی اور نے چلا کر اس کے کان میں کہا نکاح نہ ہوا، جب تک دونوں گواہ ایک ساتھ عاقدین (7) سے نہ سنیں۔ (8)

مسئلہ ۳۸: ایک گواہ نے سنا دوسرے نے نہیں پھر لفظ کا اعادہ کیا (9)، اب دوسرے نے سنا پہلے نے نہیں تو نکاح نہ ہوا۔ (10)

مسئلہ ۳۹: گونگے گواہ نہیں ہو سکتے کہ جو گونگا ہوتا ہے بہرا بھی ہوتا ہے، ہاں اگر گونگا ہو اور بہرا ہو تو ہو سکتا ہے۔ (11)

مسئلہ ۴۰: عاقدین گونگے ہوں تو نکاح اشارے سے ہوگا، لہذا اس نکاح کا گواہ گونگا ہو سکتا ہے اور بہرا بھی۔ (12)

مسئلہ ۴۱: گواہ دوسرے ملک کے ہیں کہ یہاں کی زبان نہیں سمجھتے تو اگر یہ سمجھ رہے ہیں کہ نکاح ہو رہا ہے اور الفاظ بھی سنے اور سمجھے یعنی وہ الفاظ زبان سے ادا کر سکتے ہیں اگرچہ ان کے معنی نہیں سمجھتے نکاح ہو گیا۔ (13)

مسئلہ ۴۲: نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے یا اُن پر تہمت کی حد (جہت زنا کی شرعی سزا) لگائی گئی ہو تو ان کی کواہی سے نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔ (14)

(6) المرجع السابق

(7) یعنی معاملہ کے دونوں فریق مثلاً دولہا وکیل یا دولہا اور دلہن۔

(8) الفتاویٰ الخمدیہ، کتاب النکاح، فصل فی شرائط النکاح، ج ۱، ص ۱۵۶

(9) یعنی اس لفظ کو دہرایا۔

(10) الفتاویٰ الخمدیہ، کتاب النکاح، فصل فی شرائط النکاح، ج ۱، ص ۱۵۶

(11) الفتاویٰ الخمدیہ، کتاب النکاح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً و صفۃ، ج ۱، ص ۲۶۸

(12) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: الخصاص کبیر فی العلم، ج ۴، ص ۹۹

(13) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: الخصاص کبیر فی العلم، ج ۴، ص ۱۰۰

والفتاویٰ الخمدیہ، کتاب النکاح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً و صفۃ، ج ۱، ص ۲۶۸

(14) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: الخصاص کبیر فی العلم، ج ۴، ص ۱۰۰

مسئلہ ۴۳: عورت یا مرد یا دونوں کے بیٹے گواہ ہوئے نکاح ہو جائے گا مگر میاں بی بی میں سے اگر کسی نے نکاح سے انکار کر دیا، تو ان لڑکوں کی گواہی اپنے باپ یا ماں کے حق میں مفید نہیں، مثلاً مرد کے بیٹے گواہ تھے اور عورت نکاح سے انکار کرتی ہے، اب شوہر نے اپنے بیٹوں کو گواہی کے لیے پیش کیا، تو ان کی گواہی اپنے باپ کے لیے نہیں مانی جائے گی اور اگر وہ دونوں گواہ دونوں کے بیٹے ہوں یا ایک ایک کا، دوسرا دوسرے کا تو ان کی گواہی کسی کے لیے نہیں مانی جائے گی۔ (15)

مسئلہ ۴۴: کسی نے اپنی بالغ لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت سے کر دیا اور اپنے بیٹوں کو گواہ بنایا، اب لڑکی کہتی ہے کہ میں نے اذن نہیں دیا اور اس کا باپ کہتا ہے دیا تو لڑکوں کی گواہی کہ اذن دیا تھا مقبول نہیں۔ (16)

مسئلہ ۴۵: ایک شخص نے کسی سے کہا کہ میری نابالغ لڑکی کا نکاح فلاں سے کر دے، اس نے ایک گواہ کے سامنے کر دیا تو اگر لڑکی کا باپ وقت نکاح موجود تھا تو نکاح ہو گیا کہ وہ دونوں گواہ ہو جائیں گے اور باپ عاقد (نکاح کرنے والے) اور موجود نہ تھا تو نہ ہوا۔ یوں اگر بالغ کا نکاح اُس کی اجازت سے باپ نے ایک شخص کے سامنے پڑھایا، اگر لڑکی وقت عقد (یعنی نکاح کے وقت) موجود تھی ہو گیا ورنہ نہیں۔ یوں اگر عورت نے کسی کو اپنے نکاح کا وکیل کیا، اُس نے ایک شخص کے سامنے پڑھا دیا تو اگر موکل موجود ہے ہو گیا ورنہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ موکل اگر بوقت عقد موجود ہے تو اگرچہ وکیل عقد کر رہا ہے مگر موکل عاقد قرار پائے گا اور وکیل گواہ مگر یہ ضرور ہے کہ گواہی دیتے وقت اگر وکیل نے کہا، میں نے پڑھایا ہے تو شہادت نام مقبول ہے کہ یہ خود اپنے فعل کی شہادت ہوئی۔ (17)

مسئلہ ۴۶: مولیٰ (آقا، مالک) نے اپنی باندی (لونڈی) یا غلام کا ایک شخص کے سامنے نکاح کیا، تو اگرچہ وہ موجود ہو نکاح نہ ہوا اور اگر اُسے نکاح کی اجازت دے دی پھر اُس کی موجودگی میں ایک شخص کے سامنے نکاح کیا تو ہو جائے گا۔ (18)

مسئلہ ۴۷: گواہوں کا ایجاب و قبول کے وقت ہونا شرط ہے، قلہذا اگر نکاح اجازت پر موقوف ہے اور ایجاب و قبول گواہوں کے سامنے ہوئے اور اجازت کے وقت نہ تھے ہو گیا اور اس کا عکس ہوا تو نہیں۔ (19)

(15) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۰۱، وغیرہ

(16) الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب النکاح، فصل فی شرائط النکاح، ج ۱، ص ۱۸۶

(17) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۰۲، وغیرہ

(18) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۰۳

(19) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب النکاح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً و صفۃ، ج ۱، ص ۲۶۹

مسئلہ ۴۸: گواہ اُسی کو نہیں کہتے جو دو شخص مجلس عقد میں مقرر کر لیے جاتے ہیں، بلکہ وہ تمام حاضرین گواہ ہیں جنہوں نے ایجاب و قبول سنا اگر قابل شہادت (گواہی دینے کے اہل) ہوں۔

مسئلہ ۴۹: ایک گھر میں نکاح ہوا اور یہاں گواہ نہیں، دوسرے مکان میں کچھ لوگ ہیں جن کو اُنہوں نے گواہ نہیں بنایا مگر وہ وہاں سے سُن رہے ہیں، اگر وہ لوگ اُنہیں دیکھ بھی رہے ہوں تو اُن کی گواہی مقبول ہے ورنہ نہیں۔ (20)

مسئلہ ۵۰: عورت سے اذن لیتے وقت گواہوں کی ضرورت نہیں یعنی اُس وقت اگر گواہ نہ بھی ہوں اور نکاح پڑھاتے وقت ہوں تو نکاح ہو گیا، البتہ اذن کے لیے گواہوں کی یوں حاجت ہے کہ اگر اُس نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میں نے اذن نہیں دیا تھا تو اب گواہوں سے اس کا اذن دینا ثابت ہو جائے گا۔ (21)



(20) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً و صفتہ، ج ۱، ص ۲۶۸

(21) المرجع السابق، ص ۲۶۹

ورد المحتج، کتاب النکاح، مطلب: مثل۔ معہد النکاح بالانکاظ المصنوع، ج ۳، ص ۹۸، وغیرہ

نکاح کا وکیل خود نکاح پڑھائے دوسرے سے نہ پڑھوائے

مسئلہ ۵۱: یہ جو تمام ہندوستان میں عام طور پر رواج پڑا ہوا ہے کہ عورت سے ایک شخص اذن (یعنی اجازت) لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں، وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجیے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اُس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنادے، اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہوا اجازت پر موقوف ہے، اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے بلکہ یوں چاہیے کہ جو پڑھائے وہ عورت یا اُس کے ولی کا وکیل بنے (1) خواہ یہ خود اُس کے پاس جا کر وکالت حاصل

(1) اعلیٰ حضرت، امام الحسنی، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی الدر المختار الفضولی من يتصرف في حق غيره بغير اذن شرعي كل تصرف صدر منه تمليك كان كبيع وتزوج او اسقاطا كطلاق وعتاق وله من يقدر على اجازته حال وقوعه انعقد موقوفاً۔

در مختار میں ہے فضولی وہ ہوتا ہے جو شرعی اجازت کے بغیر، غیر کے حق میں خود بخود تصرف کرے، فضولی کا کوئی تصرف خواہ مالک بنانے کے لئے ہو جیسا کہ بیع و نکاح یا ملکیت کو ساقط کرنے کے لئے ہو، جیسا کہ طلاق و عتاق، تو اس کے تصرف کے وقت اگر کوئی اس کو جائز کرنے والا ہو تو فضولی کا یہ تصرف موقوف ہوگا۔ (۱۔ در مختار فصل فی الفضول مجتہبائی دہلی ۲/۳۱)

نظر بوتائع مذکور سوال عقد محمودہ ایسا ہی واقع ہوا، نکاح سے ایک دن پہلے ہم عمر لڑکی سے جو گفتگو آئی اور محمودہ نے پسند ظاہر کی وہ صرف رائے تھی نہ کسی شخص کو نکاح کرنے کی توکیل وقت تزویج اذن لینے پر جو سکوت محمودہ نے کیا وہ بھی توکیل کے لئے کافی تھا کہ ولی اقرب یعنی پدر چند ہی کوس پر تھا اور اذن لینے والا جب نہ خود ولی اقرب نہ اس کا وکیل نہ اس کا رسول، تو دو شیزہ کا سکوت بھی معتبر نہیں اذن صاف درکار ہے۔

فی تنویر الابصار والدر المختار ورد المختار ان استاذنها غیر الاقرب کا جنبی (المراد به من ليس له ولاية لكن رسول الولي قائم مقامه فيكون سكوتهما رضا عند استيذانه كما في الفتح والوكيل كذلك كما في البحر عن القنية) او ولی بعید (کالاخ مع الاب اذا لم يكن الاب غائبا غيبة منقطعة كما في الخانية) فلا عبرة لسكوتهما بل لا بد من القول كالشيب البالغة او ما هو في معناه من فعل يدل على الرضا۔

تنویر الابصار، در مختار، رد المختار میں ہے اگر لڑکی سے نکاح کی اجازت چاہنے والا، ولی اقرب کا غیر مثلاً، جہنی یعنی غیر ولی ہو یا ولی البعد ہو مثلاً والد کی موجودگی میں بھائی، جبکہ والد بے سفر پر نہ ہو (جیسا کہ خانہ میں ہے) تو لڑکی کی اجازت کے لئے اس کا سکوت معتبر نہ ہوگا بلکہ اس موقع پر اس کا بونن شیبہ عورت کی طرح ضروری ہے یا کوئی ایسا فعل ضروری ہے جو بولنے کے قائم مقام رضا پر دلالت کر سکے،

کرے یا دوسرا اس کی وکالت کے لیے اذن لائے کہ فلاں بن فلاں کو ٹوٹنے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں سے کر دے۔ عورت کہے ہاں۔ (2)

نکین ولی اقرب کا قصد یا وکس ہو تو دو ولی کے قائم مقام ہوتا ہے لہذا ان کے اجازت طلب کرنے پر لڑکی کی خاموشی کو رضا قرار دیا جائے گا۔ جیسا کہ فتح میں ہے، اور وکیل کے بارے میں فقہ سے منقول ہے۔

(۱۔ رد المحتار حاشیہ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولید ارحیاء التراث العربی بیروت ۳۰۱/۲) بعد از اسم اکثر دیار ہند یہ یوں ہے کہ وکالت و اذن زید کے نام لیتے ہیں اور پڑھانے والا عمرو ہوتا ہے یوں باوصف اذن صریح بھی عقد فقہی رہتا ہے کہ جسے اذن تھا اس نے نہ پڑھایا۔

فی رد المحتار عن الرحمتی عن الحموی عن کلام محمد فی الاصل ان مباشرة وکیل الوکیل بحضرة الوکیل فی النکاح لا تكون كمباشرة الوکیل بنفسه بخلافه فی البیوع ۲۔ اھ ولی وكالة غمز العیون عن الو لوالجیة هو الصحيح ۳۔

رد المحتار نے رحمتی اور الحموی نے حموی کے واسطے سے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مبسوط میں بیان کردہ کلام نقل کیا ہے کہ وکیل کا وکیل، نکاح کے معاملہ میں اصل وکیل کی موجودگی میں، وکیل والا حکم نہیں پاتا، بیع کا معاملہ اس کے خلاف ہے اھ، اور غمز العیون کے باب وکالت میں دوالجیہ سے ہے کہ یہی صحیح ہے۔ (۲۔ رد المحتار حاشیہ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولید ارحیاء التراث العربی بیروت ۳۰۰/۲)

(۳۔ الاشیاء والنظار مع غمز العیون کتاب الوكالة ادارة القرآن کراچی ۱۱/۲) بہر حال یہ نکاح نکاح فقہی ہوا اور اجازت محمودہ پر موقوف رہا، اب بعد نکاح محمودہ کا واقعہ اگرچہ بنظر بعض تحقیقات علمیہ کہ عوام خصوصاً عورات کی بات ان پر محمول ہونی مستبعد و نامقبول مبادک فقہ ہے رد و اجازت کا قطعی فیصلہ نہ کرے تاہم شک نہیں کہ اس سے ظاہر و متبادر یہی ہے کہ محمودہ نے اس نکاح کو جائز رکھا اگرچہ رضائے پدر کے لئے شوہر سے علیحدہ اور عمر بھر نماز روزے پر قانع رہنا قبول کرتی ہے مگر طلاق پر ہرگز راضی نہیں اور طلاق بآئکہ مزیل نکاح ہے خود ہی سبقت نکاح چاہتی ہے نہ کہ اس کی ناپسندی کہ بقائے نکاح کی رضامندی ہے اور اسی قدر نکاح نکاح موقوف کے لئے کافی ہے:

لما مر من البدل المختار من قوله او ما هو فی معتاد من فعل يدل على الرضا ۴۔

در مختار میں اس کے قول اور جو فعل رضا پر دلالت کرنے میں کلام جیسا ہو کی وجہ سے (۴۔ در مختار باب الویسیط مجتبائی دہلی ۱۹۲/۱)

یہ صورت مستفسرہ میں بشرط کفایت مذکورہ نکاح محمودہ جائز و تام و نافذ و لازم ہے جس پر پدر وغیرہ کسی کو حق اعتراض نہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۶۸-۵۶۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: اول سب سے

بہتر یہ ہے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہے عورت سے خاص اسی کے نام اذن طلب کریں اور ہمیشہ ہر طریقہ میں ملحوظ خاطر رہے کہ اذن

لینے والا یا تو ولی اقرب یا اس کا وکیل یا رسول ہو یا عورت سے صراحت ہوں کھولالیں، مجرد سکوت پر قناعت نہ کریں، اور بعض



احمق جاہلوں میں جو بدستور سنا گیا ہے کہ دلہن کے سر سے بلانا لے کر پاس بیٹھنے والیوں میں سے کوئی ہوں کہہ دیتی ہے اس کا انسداد کریں۔
 ثانیاً وکالت دوسرے ہی کے نام کرنا چاہیں تو یوں سمجھیں کہ جس طرح دلہن سے اس کی وکالت کا اذن مانگیں یونہی اسے اختیار توکیل دینا بھی
 طیب کریں یعنی کہیں تو نے فلاں بن فلاں بن فلاں کو فلاں بن فلاں کے ساتھ اس قدر مہر پر اپنے نکاح کا وکیل کیا اور اسے اختیار
 دیا کہ چاہے خود پڑھائے یا دوسرے کو اپنا نائب بنائے، دلہن کہے ہوں (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۵۴) ارضا فاؤنڈیشن، لاہور

منکوحہ کی تعیین

مسئلہ ۵۲: یہ امر بھی ضروری ہے کہ منکوحہ گواہوں کو معلوم ہو جائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہوتا ہے، اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر وہ مجلس عقد میں موجود ہے تو اس کی طرف نکاح پڑھانے والا اشارہ کر کے کہے کہ میں نے اس کو تیرے نکاح میں دیا اگرچہ عورت کے منہ پر نقاب پڑا ہو، (۱) بس اشارہ کافی ہے اور اس صورت میں

(۱) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

البتہ مشہود کے سامنے منکوحہ کا متمیز ہو جانا ضرور ہے۔

حتی لو کان حاضرة متنقبة کفت الاشارة وان کان الاحوط کشف الوجه۔

حتی کہ اگر وہ عورت نقاب پہنے مجلس میں حاضر ہو تو نکاح میں اس کی طرف اشارہ کافی ہے اگرچہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ وہ چہرہ ٹھلار کھے۔

پس اگر بجانب غیبت صرف غی یا غلانی یا غی یا غلانی یا ان کے مثل جس لفظ سے شہود اسے متمیز کر لیں تو اس قدر کافی، ورنہ ذکر اب وجد یعنی فلاں بنت فلاں بن فلاں کہنا ضروری ہے۔

خلافا للامام الخصاص ومنتقى الامام الحاکم الشہید والامام شمس الائمة السرخسی۔

امام خصاف نے اور منتقی میں امام حاکم شہید اور امام شمس الائمہ سرخسی نے اس کے خلاف قول کیا ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

فی البحر لا بد من تمییز المنکوحۃ عند الشاہدین لتبنتی الجہالة فان کانت حاضرة متنقبة کفی الاشارة الیہا

والاحتیاط کشف وجہہا فان لم یروا شخصہا وسمعوا کلامہا من البیت ان کانت وحدها فیہ جاز ولو معها

اخری فلا لعدم زوال الجہالة وان کانت غائبة ولم یسمعوا کلامہا بان عقد لها وکیلہا فان کان الشہود

یعرفونها کفی ذکر اسمہا اذا علموا انه ارادہا وان لم یعرفوها لا بد من ذکر اسمہا واسم ابیہا وجدها وجوز

الخصاف النکاح مطلقا حتی لو وکلته فقال بحضور تہما زوجت نفسی من موکلتی او من امرأۃ جعلت امرہا بیدی

فانه یصح عنده قال قاضی خان والخصاف کان کبیرا فی العلم یجوز الاقتداء بہ و ذکر الحاکم الشہید فی

المنتقى کہا قال الخصاف اہ قلت وفي التتارخانیة عن المضمرات ان الاول هو الصحيح وعبیه الفتوی و کذا

قال فی البحر فی فصل الوکیل والفضولی ان المختار فی المذهب خلاف ما قالہ الخصاف وان کان الخصاف

کبیرا لہ ما فی ردالمحتار ملخصا۔ (۱) ردالمحتار کتاب النکاح ارجاء التراث العربی بیروت ۲/۲۷۲)

اگر اُس کے یا اُس کے باپ دادا کے نام میں غلطی بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں، کہ اشارہ کے بعد اب کسی نام وغیرہ کی ضرورت نہیں اور اشارے کی تعیین کے مقابل کوئی تعیین نہیں۔

دوسری صورت معلوم کر۔ نے کی یہ ہے کہ عورت اور اُس کے باپ اور دادا کے نام لیے جائیں کہ فلا نہ بنت فلاں بن فلاں اور اگر صرف اُسی کے نام لینے سے گواہوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں عورت سے نکاح ہوا تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں پھر بھی احتیاط اس میں ہے کہ اُن کے نام بھی لیے جائیں اور اس کی اصلاً ضرورت نہیں کہ اُسے پہچانتے ہوں بلکہ یہ جاننا کافی ہے کہ فلاں اور فلاں کی بیٹی فلاں کی پوتی ہے اور اس صورت میں اگر اُس کے یا اُس کے باپ دادا کے نام میں غلطی ہوئی تو نکاح نہ ہوا اور ہماری غرض نام لینے سے یہ نہیں کہ ضرور اُس کا نام ہی لیا جائے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ تعیین ہو جائے، خواہ نام کے ذریعہ سے یا یوں کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کی لڑکی اور اگر اُس کی چند لڑکیاں ہوں تو بڑی یا منجھلی (یعنی درمیانی) یا منجھلی (یعنی تیسری) یا چھوٹی غرض معین ہو جانا ضرور ہے اور چونکہ ہندوستان میں عورتوں کا نام مجمع میں ذکر کرنا معیوب ہے (یعنی بُرا سمجھا جاتا ہے)، لہذا یہی پچھلا طریقہ یہاں کے حال کے مناسب ہے۔ (2)

تنبیہ: بعض نکاح خواں کو دیکھا گیا ہے کہ رواج کی وجہ سے نام نہیں لیتے اور نام لینے کو ضروری بھی سمجھتے ہیں، لہذا

بحر میں ہے کہ گواہوں کے نزدیک منکوحہ کا ممتاز ہونا ضروری ہے تاکہ کسی قسم کی جہالت و لاعلمی نہ رہے، پس اگر مجلس میں نقاب پہن کر حاضر ہو تو نکاح میں اس کی طرف اشارہ کافی ہے اگرچہ چہرہ ٹھکرا رکھنے میں احتیاط ہے۔ اگر مجلس والے اس عورت کی شخصیت کو نہ دیکھ پائیں اور کمرے میں سے اس کی آواز سن رہے ہوں اگر وہ کمرے میں اکیلی ہو تو نکاح جائز ہے اور اگر اس کے ساتھ کمرے میں کوئی عورت بھی ہو تو جائز نہیں، کیونکہ لاعلمی باقی ہے۔ اور اگر وہ عورت مجلس میں موجود نہیں اور اس کی آواز بھی سنی نہیں جاسکتی اس کی طرف سے اس کا نکاح وکیل کر رہا ہو تو اگر گواہ اس عورت کو جانتے ہیں تو نکاح میں عورت کا نام ذکر کر دینا کافی ہے جبکہ گواہوں کو علم ہو کہ وکیل کی مراد وہی عورت ہے۔ اور اگر گواہ اس کو نہ پہچانتے ہوں تو عورت، اس کے والد اور دادا کا نام ذکر کرنا ضروری ہے۔ اور امام خصاف نے نام ذکر کئے بغیر بھی جائز کہا ہے مثلاً ایک عورت نے نکاح کرنے والے کو گواہوں کے سامنے اپنا وکیل بنایا ہو تو اس سے نکاح کرنے والوں کہہ دے کہ میں نے ان گواہوں کی موجودگی میں اپنی مؤکلہ کا نکاح اپنے ساتھ کر دیا یا یوں کہہ دے کہ جس عورت نے مجھے اپنے نکاح کا اختیار دیا ہے میں نے اس کا نکاح اپنے ساتھ کر دیا، تو اس طرح بھی امام خصاف کے قول پر نکاح صحیح ہوگا، امام قاضی خاں نے فرمایا کہ خصاف کا علم میں بڑ مقام ہے اس کی بات پر عمل جائز ہے۔ اور حاکم شہید نے بھی منہجی میں خصاف جیسا قول کیا ہے اہ قلت اور تثار خانہ میں مضرت کے حوالے سے ہے کہ پہلا قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ بحر میں فضولی اور وکیل کی فصل میں یونہی اس کو مذہب میں مختار قرار دیا ہے جو کہ خصاف کے قول کے خلاف ہے اگرچہ خصاف کا بڑا علمی مقام ہے اہ یہاں رد المحتار کی عبارت کا خلاصہ ختم ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۱۳ ارضافاؤنڈیشن، لاہور)

(2) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: الخصاف کبیر فی العلم، ج ۳، ص ۹۸، ۱۰۳، وغیرہ

دولہا کے کان میں چپکے سے لڑکی کا نام ذکر کر دیتے ہیں پھر اُن لفظوں سے ایجاب کرتے ہیں کہ فلاں کی لڑکی جس کا نام تجھے معلوم ہے، میں نے اپنی وکالت سے تیرے نکاح میں دی۔ اس صورت میں اگر اُس کی اور لڑکیاں بھی ہیں تو گواہوں کے سامنے تعین نہ ہوئی، یہاں تک کہ اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی موکلہ تیرے نکاح میں دی یا جس عورت نے اپنا اختیار مجھے دے دیا ہے، اُسے تیرے نکاح میں دیا تو فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح نہ ہوا۔

مسئلہ ۵۳: ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں اور نکاح پڑھانے والے نے کہا کہ فلاں کی لڑکی تیرے نکاح میں دی، تو اُن میں اگر ایک کا نکاح ہو چکا ہے تو ہو گیا کہ وہ جو باقی ہے وہی مراد ہے۔ (3)

مسئلہ ۵۴: وکیل نے موکلہ کے باپ کے نام میں غلطی کی اور موکلہ کی طرف اشارہ بھی نہ ہو تو نکاح نہیں ہوا۔

یہاں اگر لڑکی کے نام میں غلطی کرے جب بھی نہ ہوا۔ (4)

مسئلہ ۵۵: کسی کی دو لڑکیاں ہیں، بڑی کا نکاح کرنا چاہتا ہے اور نام لے دیا چھوٹی کا تو چھوٹی کا نکاح ہوا اور اگر کہا بڑی لڑکی جس کا نام یہ ہے اور نام لیا چھوٹی کا تو کسی کا نہ ہوا۔ (5)۔

(3) رد المختار، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بار سال کتاب، ج ۴، ص ۸۷

(4) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۰۴

(5) الدر المختار و رد المختار، کتاب النکاح، مطلب: فی عطف الجاس علی العام، ج ۴، ص ۱۰۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قاضی جس نے ایجاب کیا اگر اس نے ایجاب صحیح لفظوں سے کیا جن سے کم از کم دو حاضران جلسہ جامعان شرائط شہادت کے نزہ یک منکوخ متمیز ہو گئی نکاح فضولی منعقد ہو گیا کہ رضیہ کی اجازت پر موقوف رہا اور اگر اس نے بھی ایجاب میں وہی لفظ سعادت عرف رضیہ بنت زید کہے تو نکاح باطل ہوا کہ ان تینوں لفظوں کی مصداق وہاں کوئی عورت نہیں،

عالمگیرہ میں ہے:

لرجل بنتان کبریٰ عائشہ وصغریٰ فاطمۃ اراد ان یزوج الکبریٰ وعقد باسم فاطمۃ ینعقد علی الصغریٰ ولو قال زوجت ابنتی الکبریٰ فاطمۃ لایعقد علی احدهما کذا فی الظہیریۃ۔

ایک شخص کی دو بنیاں ہیں ایک بڑی، جس کا نام عائشہ اور دوسری چھوٹی جس کا نام فاطمہ ہے، اس نے بڑی کا نکاح کرتے ہوئے فاطمہ کا نام لیا تو چھوٹی کا نکاح ہو گیا، اور اگر نکاح کرتے ہوئے اس نے یوں کہا کہ میں نے اپنی بڑی بیٹی فاطمہ کا نکاح دیا، تو کسی بیٹی کا نکاح نہ ہوا، ظہیریہ میں ایسے ہے۔ (۱۔ فتاویٰ ہند، کتاب النکاح الباب الاول و ثانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۷۰)

دوالجہ میں ہے:

لایعقد علی احدهما لانه لیس له ابنة کبریٰ بهذا الاسم ۲۔ و نحوه فی الفتح ۳۔ عن الخانیہ ولا تنفی۔

مسئلہ ۵۶: لڑکی کے باپ نے لڑکے کے باپ سے صرف اتنے لفظ کہے، کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا، لڑکے کے باپ نے کہا میں نے قبول کیا تو یہ نکاح لڑکے کے باپ سے ہوا اگرچہ پیشتر (پہلے) سے خود لڑکے کی نسبت (یعنی منگنی) وغیرہ ہو چکی ہو اور اگر یوں کہا، میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تیرے لڑکے سے کیا، اُس نے کہا، میں نے قبول کیا تو اب لڑکے سے ہوا، اگرچہ اُس نے یہ نہ کہا کہ میں نے اپنے لڑکے کے لیے قبول کی اور اگر پہلی صورت میں یہ کہتا کہ میں نے اپنے لڑکے کے لیے قبول کی تو لڑکے ہی کا ہوتا۔ (6)

مسئلہ ۵۷: لڑکے کے باپ نے کہا تو اپنی لڑکی کا نکاح میرے لڑکے سے کر دے، اُس نے کہا میں نے تیرے نکاح میں دی، اس نے کہا میں نے قبول کی تو اسی کا نکاح ہوا، اس کے لڑکے کا نہ ہوا اور ایسا بھی اب نہیں ہو سکتا کہ باپ طلاق دے کر لڑکے سے نکاح کر دے کہ وہ تو ہمیشہ کے لیے لڑکے پر حرام ہو گئی۔ (7)

مسئلہ ۵۸: عورت سے اجازت لیں تو اس میں بھی زوج (خاندان) اور اُس کے باپ، دادا کے نام ذکر کر دیں کہ جہالت (یعنی لاعلمی) باقی نہ رہے۔

مسئلہ ۵۹: عورت نے اذن دیا اگر اُس کو دیکھ رہا ہے اور پہچانتا ہے تو اُس کے اذن کا گواہ ہو سکتا ہے۔ یوں اگر مکان کے اندر سے آواز آئی اور اس گھر میں وہ تنہا ہے تو بھی شہادت دے سکتا ہے اور اگر تنہا نہیں اور اذن دینے کی آواز آئی تو اگر بعد میں عورت نے کہا کہ میں نے اذن نہیں دیا تھا تو یہ گواہی نہیں دے سکتا کہ اُس نے اذن دیا تھا مگر واقعی اگر اُس نے اذن دے دیا تھا جب تو پوری طرح سے نکاح ہو گیا، ورنہ نکاح فاضول ہو گا کہ اُس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ (8) مٹا گیا ہے کہ بعض لڑکیاں اذن دیتے وقت کچھ نہیں بولتیں، دوسری عورتیں ہوں کر دیا کرتی ہیں یہ نہیں چاہیے۔



النية فھنا ولا معرفة الشھود بعد صرف اللفظ عن المراد. واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۔ ولو الجیہ) (۳۔ فتح القدیر کتاب النکاح نور یہ رضویہ سکر ۳/ ۱۰۴)

کسی بیٹی کا نکاح نہ ہوا کیونکہ اس کی بیٹی کی کوئی بڑی بیٹی اس نام کی نہیں ہے اور فتح میں خانیہ سے بھی یہی مروی ہے اور یہاں نیت اور گواہوں کا فہم کارآمد نہ ہو گا جبکہ اس نے مراد کے خلاف صریح لفظ استعمال کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۲۴۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب فی عطف الخاص علی العام، ج ۴، ص ۱۰۴

(7) المرجع السابق، ص ۱۰۵

(8) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: الخصاص کیر فی العلم الخ، ج ۴، ص ۹۸، وغیرہ

ایجاب و قبول کا ایک مجلس میں ہونا

ایجاب و قبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔ تو اگر دونوں ایک مجلس میں موجود تھے ایک نے ایجاب کیا، دوسرا قبول سے پہلے اٹھ کھڑا ہو یا کوئی ایسا کام شروع کر دیا، جس سے مجلس بدل جاتی ہے (1) تو ایجاب باطل ہو گیا، اب قبول کرنا بے کار ہے پھر سے ہونا چاہیے۔ (2)

مسئلہ ۶۰: مرد نے کہا میں نے فلانی سے نکاح کیا اور وہ وہاں موجود نہ تھی، اُسے خبر پہنچی تو کہا میں نے قبول کیا یا عورت نے کہا میں نے اپنے کوفلاں کی زوجیت میں دیا اور وہ غائب تھا، جب خبر پہنچی تو کہا میں نے قبول کیا تو دونوں صورتوں میں نکاح نہ ہوا۔ اگرچہ جن گواہوں کے سامنے ایجاب ہوا، انہیں کے سامنے قبول بھی ہوا ہو۔ (3)

مسئلہ ۶۱: اگر ایجاب کے الفاظ خط میں لکھ کر بھیجے اور جس مجلس میں خط اُس کے پاس پہنچا، اُس میں قبول نہ کیا بلکہ دوسری مجلس میں گواہوں کو بلا کر قبول کیا تو ہو جائے گا جب کہ وہ شرطیں پائی جائیں جو اوپر مذکور ہوئیں، جس کے

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نکاح کے لیے فقط مرد و عورت کا ایجاب و قبول چاہئے اور دو مرد یا ایک مرد و عورتوں کا اسی جلسہ میں ایجاب و قبول کو مستنا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، بس اسی قدر درکار ہے، اس سے زیادہ قاضی وغیرہ کی حاجت نہیں،

فی الدر المختار ینعقد بالایجاب و قبول و شرط حضور شہدین حرین ا و حر و حر تین مکلفین سامعین قولہما معاً علی الاصح فامین انہ نکاح علی المذہب بحر اہ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) در مختار کتاب النکاح مجتہبی دہلی ۱/۸۶-۱۸۵

در مختار میں ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد و عورتوں کی موجودگی میں جو کہ عاقل بالغ اور حر ہوں اور انہوں نے لڑکے لڑکی کا ایجاب و قبول ایک مجلس میں سنا ہو تو نکاح ہو جائیگا بشرطیکہ ان گواہوں نے اس کو نکاح سمجھا ہو، مذہب یہی ہے، بحر اہ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۸۴۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حنائیں لقمے کھانے، تین گھونٹ پینے، تین گلے بولنے، تین قدم میدان میں چلنے، نکاح یا خرید و فروخت کرنے، لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب نکاح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً و دفعۃً، راجع، ج ۱، ص ۲۶۹

(3) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب نکاح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً و دفعۃً، راجع، ج ۱، ص ۲۶۹

ہاتھ خط بھیجا مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غیر آزاد، بالغ ہو یا نابالغ، صالح ہو یا فاسق۔ (4)

مسئلہ ۶۲: کسی کی معرفت ایجاب کے الفاظ کہلا کر بھیجے، اس پیغام پہنچانے والے نے جس مجلس میں پیغام پہنچایا،

اس میں قبول نہ کیا پھر دوسری مجلس میں قاصد نے تقاضا کیا اب قبول کیا تو نکاح نہ ہوا۔ (5)

مسئلہ ۶۳: چلتے ہوئے یا جانور پر سوار جا رہے تھے اور ایجاب و قبول ہوا نکاح نہ ہوا۔ کشتی پر جا رہے تھے اور

اس حالت میں ہوا تو ہو گیا۔ (6)

مسئلہ ۶۴: ایجاب کے بعد فوراً قبول کرنا شرط نہیں جب کہ مجلس نہ بدلی ہو، لہذا اگر نکاح پڑھانے والے نے

ایجاب کے الفاظ کہے اور دولہا نے سکوت کیا پھر کسی کے کہنے پر قبول کیا تو ہو گیا۔ (7)



(4) المرجع السابق

(5) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج ۴، ص ۸۶

(6) المرجع السابق، وغیرہ

(7) المرجع السابق، وغیرہ

ایجاب و قبول میں مخالفت نہ ہو

قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو، مثلاً اس نے کہا ہزار روپے مہر پر تیرے نکاح میں دی، اُس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مہر قبول نہیں تو نکاح نہ ہوا۔ اور اگر نکاح قبول کیا اور مہر کی نسبت کچھ نہ کہا تو ہزار پر نکاح ہو گیا۔ (1)

مسئلہ ۶۵: اگر کہا ہزار پر تیرے نکاح میں دی، اُس نے کہا دو ہزار پر میں نے قبول کی یا مرد نے عورت سے کہا ہزار روپے مہر پر میں نے تجھ سے نکاح کیا، عورت نے کہا پانسو مہر پر میں نے قبول کیا تو نکاح ہو گیا مگر پہلی صورت میں اگر عورت نے بھی اُسی مجلس میں دو ہزار قبول کیے تو مہر دو ہزار ورنہ ایک ہزار اور دوسری صورت میں مطلقاً پانسو مہر ہے۔ اگر عورت نے ہزار کو کہا، مرد نے پانسو پر قبول کیا تو ظاہر یہ ہے کہ نہیں ہوا، اس لیے کہ ایجاب کے مخالف ہے۔ (2)

مسئلہ ۶۶: غلام نے بغیر اجازت مولیٰ اپنا نکاح کسی عورت سے کیا اور مہر خود اپنے کو کیا اُس کے مولیٰ نے نکاح تو جائز کیا مگر غلام کے مہر میں ہونے کی اجازت نہ دی تو نکاح ہو گیا اور مہر کی نسبت یہ حکم ہے کہ مہر مثل و قیمت غلام دونوں میں جو کم ہے وہ مہر ہے غلام بیچ کر مہر ادا کیا جائے۔ (3)

لڑکی بالغہ ہے تو اُس کا راضی ہونا شرط ہے، (4) ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اُس کی رضا کے نکاح کر دے۔ کسی زمانہ آئندہ کی طرف نسبت نہ کی ہو، نہ کسی شرط نامعلوم پر معلق کیا ہو، مثلاً میں نے تجھ سے آئندہ روز میں نکاح کیا یا میں نے نکاح کیا اگر زید آئے ان صورتوں میں نکاح نہ ہوا۔

مسئلہ ۶۷: جب کہ صریح الفاظ (5) نکاح میں استعمال کیے جائیں تو عاقدین اور گواہوں کا ان کے معنی جاننا شرط

(1) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب النکاح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً وصفہ، ج ۱، ص ۲۶۹

درہ المختار، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج ۳، ص ۸۷

(2) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب النکاح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً وصفہ، ج ۱، ص ۲۶۹

درہ المختار، کتاب النکاح، مطلب: التزوج بارسال کتاب، ج ۳، ص ۸۷

(3) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب النکاح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً وصفہ، ج ۱، ص ۲۶۹

(4) علیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد 11 صفحہ 203 پر فرماتے ہیں: یعنی اس کی اجازت قول، فعل صریح یا دلائل

سے ہو جاتی ہے اگرچہ بطور جبر ہو۔

(5) صریح صرف دو لفظ ہیں (۱) نکاح (۲) تزوج۔ مثلاً عربی میں کہہ: تزوجت فشی یا اردو میں کہہ: میں نے اپنے کو تیری زوجیت یا تیرے نکاح میں دیا۔

نہیں۔ (6)

نکاح کی اضافت (نکاح کی نسبت) محل کی طرف ہو یا اُن اعضا کی طرف جن کو بول کر محل مراد لیتے ہیں تو اگر یہ کہا، فلاں کے ہاتھ یا پاؤں یا نصف سے نکاح کیا صحیح نہ ہوا۔ (7)



محرمات کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ الَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ الَّتِي فِي مَجْوَرِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمُ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَخَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۲۳﴾ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كَثَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَأُجَلَ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ تَلْبِغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ) (1)

(1) پ ۵۰۴ النساء: ۲۲-۲۳

اس آیت کے تحت مفسر شمس مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیونکہ باپ کی بی بی بمنزلہ ماں کے ہے کہا گیا ہے نکاح سے وہی مراد ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کی موطوءہ یعنی جس سے اس نے صحبت کی ہو خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا یا وہ باندی ہو اس کا وہ مالک ہو کر ان میں سے ہر صورت میں بیٹے کا اس سے نکاح حرام ہے۔

(مزید یہ کہ)

اب اس کے بعد جس قدر عورتیں حرام ہیں ان کا بیان فرمایا جاتا ہے ان میں سات تو نسب سے حرام ہیں۔

(مزید یہ کہ)

اور ہر عورت جس کی طرف باپ یا ماں کے ذریعہ سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی دادیاں و نانیاں خواہ قریب کی ہوں یا دور کی سب مائیں ہیں اور اپنی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔

(مزید یہ کہ)

پوتیوں اور نواسیوں کی درجہ کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں۔

(مزید یہ کہ)

دودھ کے رشتے شیر خواری کی مدت میں قلیل دودھ پیا جائے یا کثیر اس کے ساتھ حرمت متعلق ہوتی ہے شیر خواری کی مدت حضرت امام

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تیس ماہ اور صاحبین کے نزدیک دو سال ہیں شیر خواری کی مدت کے بعد دودھ پیا جائے اس سے ←

اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو، جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو مگر جو گزر چکا، بیشک یہ بے حیائی اور

حرمت متعلق نہیں ہوتی اللہ نے رضاعت (شیر خواری) کو نسب کے قائم مقام کیا ہے اور دودھ پلانے والی کو شیر خوار کی ماں اور اس کی لڑکی کو شیر خوار کی بہن فرمایا اسی طرح دودھ پلائی کا شوہر شیر خوار کا باپ اور اس کا باپ شیر خوار کا دادا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی اور اس کا ہر بچہ جو دودھ پلائی کے سوا اور کسی عورت سے بھی ہو خواہ وہ قبل شیر خواری کے پیدا ہوا یا اس کے بعد وہ سب اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں اور دودھ پلائی کی ماں شیر خوار کی مائی اور اُس کی بہن اُس کی خالہ اور اُس شوہر سے اُس کے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خوار کے رضاعی بھائی بہن اور اُس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اس کی سوتیلے بھائی بہن اس میں اصل یہ حدیث ہے کہ رضاع سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں اس لئے شیر خوار پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے نسبی و رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔ (مزید یہ کہ)

یہاں سے عمرات بالقسم یہ بیان ہے وہ تین ذکر فرمائی گئیں۔ (۱) بیبیوں کی مائیں، بیبیوں کی بیٹیاں اور بیٹوں کی بیبیاں بیبیوں کی مائیں صرف عقد نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں خواہ وہ بیبیاں مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ (یعنی ان سے صحبت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو) (مزید یہ کہ)

ان کی ماؤں سے طلاق یا موت وغیرہ کے ذریعہ سے قبل صحبت جدائی ہونے کی صورت میں اُن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ (مزید یہ کہ)

اس سے مستثنیٰ نکل گئے ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے اور رضاعی بیٹے کی بی بی بھی حرام ہے کیونکہ وہ نسبی کے حکم میں ہے اور پوتے پر پوتے بیٹوں میں داخل ہیں۔ (مزید یہ کہ)

یہ بھی حرام ہے خواہ دونوں بہنوں کو نکاح میں جمع کیا جائے یا ملک یمن کے ذریعے سے وطنی میں اور حدیث شریف میں پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی کا نکاح میں جمع کرنا بھی حرام فرمایا گیا اور ضابطہ یہ کہ نکاح میں ہر ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ہر ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری اس کے لئے حلال نہ ہو جیسے کہ پھوپھی بھتیجی اگر پھوپھی کو مرد فرض کیا جائے تو چچا ہوا بھتیجی اس پر حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کیا جائے تو بھتیجی ہوا پھوپھی اس پر حرام ہے اگر ایک طرف سے ہو تو جمع حرام نہ ہوگی جیسے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی ان دونوں کو جمع کرنا حلال ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد فرض کیا جائے تو اس کے لئے باپ کی بیوی تو حرام رہتی ہے۔ مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ہے یعنی شوہر کی بی بی کو اگر مرد فرض کیا جائے تو یہ اجنبی ہوگا اور کوئی رشتہ ہی نہ رہے گا۔ (مزید یہ کہ)

نکاح سے یا ملک یمن سے اس آیت سے کئی مسئلے ثابت ہوئے مسئلہ نکاح میں مہر ضروری ہے مسئلہ: اگر مہر معین نہ کیا ہو جب بھی واجب ہوتا ہے مسئلہ: مہر مال ہی ہوتا ہے نہ کہ خدمت و تعلیم وغیرہ جو چیزیں مال نہیں ہیں مسئلہ: اتنا قلیل جس کو مال نہ کہا جائے مہر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا حضرت جابر اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مہر کی ادنیٰ مقدار دس درم ہیں اس سے کم نہیں ہو سکتا۔

غضب کا کام ہے اور بہت بُری راہ۔ تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں، اُن بیبیوں سے جن سے تم جماع کر چکے ہو اور اگر تم نے اُن سے جماع نہ کیا ہو تو اُن کی بیٹیوں میں گناہ نہیں اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیٹیاں اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا مگر جو ہو چکا۔ بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے اور حرام ہیں شوہر والی عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آجائیں، یہ اللہ (عزوجل) کا نوشتہ ہے اور ان کے سوا جو رہیں وہ تم پر حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کر دو پار سائی چاہتے، نہ زنا کرتے۔

اور فرماتا ہے:

(وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوْا وَلَا مَٔمَّةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَ لَا تُعْجِبْكُمْ ؕ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَ لَا تُعْجِبْكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِآذَانِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾) (2)

مشرك عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک ایمان نہ لائیں، بیشک مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ تمہیں یہ بھلی معلوم ہوتی ہو اور مشرکوں سے نکاح نہ کرو جب تک ایمان نہ لائیں، بیشک مسلمان غلام مشرک سے بہتر ہے، اگرچہ تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہو، یہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ (عزوجل) بلاتا ہے جنت و مغفرت کی طرف اپنے حکم

(مزید یہ کہ)

اس سے حرام کاری مراد ہے اور اس تعبیر میں تنبیہ ہے کہ زانی محض شہوت رانی کرنا اور مستی نکالنا ہے اور اس کا فعل غرض صحیح اور مقصد حسن سے خالی ہوتا ہے نہ اولاد حاصل کرنا نہ نسل و نسب محفوظ رکھنا نہ اپنے نفس کو حرام سے بچانا ان میں سے کوئی بات اس کو مذہب نظر نہیں ہوتی وہ اپنے نطفہ و مال کو ضائع کر کے دین و دنیا کے خسارہ میں گرفتار ہوتا ہے۔

(2) ب ٢، البقرة: ٢٢١

اس آیت کے تحت مفسر شمشیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت مرشد غنیوی ایک بہادر شخص تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تاکہ وہاں سے تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں وہاں عناق نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت رکھتی تھی حسین اور مالدار تھی جب اس کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے پاس آئی اور طالب وصال ہوئی آپ نے بخوف الہی اس سے اعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا تب اس نے نکاح کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ یہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت پر موقوف ہے اپنے کام سے فارغ ہو کر جب آپ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کر کے نکاح کی بابت دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر احمدی) بعض علماء نے فرمایا جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کرے وہ مشرک ہے خواہ اللہ کو واحد ہی کہتا ہو اور تو حید کا مدی ہو (خازن)

سے اور لوگوں کے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرماتا ہے تاکہ لوگ نصیحت مانیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عورت اور اُس کی پھوپھی کو جمع نہ کیا جائے اور نہ عورت اور اُس کی خالہ کو۔ (3)

حدیث ۲: ابو داؤد و ترمذی و دارمی و نسائی کی روایت انھیں سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس سے منع فرمایا کہ پھوپھی کے نکاح میں ہوتے اُس کی بھتیجی سے نکاح کیا جائے یا بھتیجی کے ہوتے اُس کی پھوپھی سے یا خالہ کے ہوتے اُس کی بھانجی سے یا بھانجی کے ہوتے اُس کی خالہ سے۔ (4)

حدیث ۳: امام بخاری عاشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورتیں ولادت (نسب) سے حرام ہیں، وہ رضاعت سے حرام ہیں۔ (5)

(3) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الجمع بین المرأة وإخ، الحدیث: ۳۳۔ (۱۳۰۸)، ص ۳۱۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ایسی عورتوں کو نہ تو نکاح میں جمع کرو، نہ محبت میں، لہذا پھوپھی، بھتیجی وغیرہ ایک وقت ایک شخص کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں، اور اگر یہ دونوں ایک شخص کی لونڈیاں ہوں، تو مولیٰ ان دونوں سے محبت نہیں کر سکتا۔

۲۔ حرمت جمع کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے کہ ان میں سے جو بھی مرد فرض کی جائے تو دوسری اس پر حرام ہو دیکھو خالہ بھانجی، اگر خالہ مرد ہوتی تو ماموں ہوتی بھانجی اس پر حرام ہوتی، اگر بھانجی مرد ہوتی تو بھانجہ ہوتی خالہ اس پر حرام ہوتی لہذا اماں اور سوتیلی بیٹی کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں اگر بیٹی لڑکا ہوتی تو یہ سوتیلی ماں اس پر حرام ہوتی لیکن اگر ماں مرد ہوتی تو اس پر یہ لڑکی حرام نہ ہوتی لہذا حرمت ایک طرف سے ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۱)

(4) جامع الترمذی، أبواب النکاح، باب ما جاء لا نکح المرأة علی عمھا، إخ، الحدیث: ۱۱۲۹، ج ۲، ص ۳۶۷

(5) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یحل من الدخول والنظر الی النساء فی الرضا، الحدیث: ۵۲۳۹، ج ۳، ص ۶۴۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ دودھ پینے والے بچے پر دائی کے تمام وہ اہل قرابت حرام ہیں جو اپنے نسب سے حرام ہوتے ہیں دائی کا خاوند بیٹا، دیور، جینٹھ، بھائی وغیرہ مگر شیر خوار بچے کی ولادت دیکھی اس طرف والوں پر حرام ہوگی، رضاعت وضع سے بنا بمعنی پستان چوسنا۔ خیال رہے کہ دودھ کے رشتہ سے حرمت تو آئے گی مگر اس رشتہ سے میراث نہ ملے گی نیز اس رشتہ کی وجہ سے پردہ لازم نہ ہوگا اس کے ساتھ سفر و خلوت جائز ہوگا۔ لطیفہ۔ مام بخاری نے غلطی سے بکری و گائے کے دودھ سے حرمت رضاعت کا فتویٰ دے دیا تھا جس پر تمام علماء ان کے مخالف ہو گئے اور آپ کو بخارا چھوڑنا پڑا (فتح القدیر و مرقات)

۲۔ یہ حدیث مسلم و ابو داؤد و نسائی، ابن ماجہ نے بھی روایت کی لہذا اسے متفق علیہ کہنا چاہیے تھا۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۲)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے رضاعت سے انھیں حرام کر دیا جنھیں نسب سے حرام فرمایا۔ (6)



(6) صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب تحریم لبنہ الاغ من الرضاع، الحدیث: ۱۱ و ۱۲۔ (۱۳۳۶)، ص ۷۱۔

ومشكاة المصابيح، کتاب النکاح، باب المحرمات، الحدیث ۳۱۶۳، ج ۲، ص ۲۱۷۔

مسائل فقہیہ

محرمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند سبب ہیں، لہذا اس بیان کو نو قسم پر منقسم (یعنی تقسیم) کیا جاتا ہے:

قسم اول نسب: اس قسم میں سات ۷ عورتیں ہیں:

1- ماں، 2- بیٹی، 3- بہن، 4- پھوپھی، 5- خالہ، 6- بھتیجی، 7- بھانجی۔ (1)

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا): حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم وعمتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت۔

تم پر تمھاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، اور بھانجیاں حرام کی گئی ہیں۔ (۱۔ القرآن الکریم ۴/۲۳)

اس آیت کریمہ میں رب عزوجل نے بنات کا لفظ تین جگہ ارشاد فرمایا کہ حرام کی گئیں تم پر تمھاری بیٹیاں، بھائی کی بیٹیاں، بہن کی بیٹیاں، اگر بنات یعنی بیٹیاں پوتی نواسی کو بھی شامل تو ضرور بھائی بہن کی پوتی، نواسی بھی اسی حکم میں داخل، اور اگر شامل نہیں تو خود اپنی پوتی نواسی بھی حکم آیت میں داخل نہیں تو اس جاہل چپاک کے طور پر وہ حلال ٹھہرے گی، لقولہ تعالیٰ: داخل لکم مادران ذلکم ۲۔ (تمھارے لیے ان کے، سوا حلال قرار دی گئی ہیں، ت) (۲۔ القرآن الکریم ۴/۲۳)

لا جرم کتب تفسیر میں اسی آیت کریمہ سے بھائی بہن کی پوتی نواسی کا حرام ابدی ہونا ثابت فرمایا اور کتب فقہ میں انھیں بھتیجی بھانجی میں داخل مان کر محارم ابدیہ میں گنایا،

معالم التنزیل میں ہے: یدخل فیہن بنات اولاد الاخ والاخت وان سفلن ۳۔

ان محرمات ابدیہ میں بھائی اور بہن کی اولاد کی بیٹیاں خواہ نیچے تک ہوں، داخل ہیں۔

(۳۔ معالم التنزیل حرمت علیکم امہاتکم الخ کے تحت مصطفیٰ البابی مصر ۱/۵۰۱)

تفسیر کبیر میں ہے:

النوع الثانی من المحرمات البنات کل انثی یرجع نسبھا الیک بالولادة بدرجۃ بدرجۃ او بدرجات باناث او بذکر فہی بنتک النوع السادس والسابع بنات الاخ وبنات الاخ والقبول فی بنات الاخ وبنات الاخت کالقبول فی بنات الصلب فہذا الاقسام السبعة محرمة فی نص الكتاب بالانساب والارحام الہ ملقطاً۔

محرمات کی دوسری قسم بیٹیاں ہیں وہ تمام لڑکیاں جن کا نسب ایک درجہ یا کئی درجوں کے مرد اور عورتوں کے واسطے سے تیری طرف سے ہے۔

بطور ولادت لوٹتا ہے وہ سب کی سب تیری بیٹیاں ہیں اور چھٹی اور ساتویں قسم بھائی اور بہن کی بیٹیاں ہیں، اور بھائی بہن کی بیٹیوں کا حکم بھی اپنی اصلی بیٹیوں کی طرح ہے، تو یہ سات اقسام نسب اور ارحام کی وجہ سے قرآنی نص سے حرام ہیں اہ ملقطا

(۱۔ تفسیر کبیر تحت الآیہ حرمت علیکم امہا تکم مطبوعہ المہدیہ مصر ۱۰/۲۹-۲۸)

تفسیر بینادی و تفسیر ارشاد العقل میں ہے:

بنات الاخ و بنات الاخت تتناول القرنی والبعدی ۲۔

محرمات میں بھائی اور بہن کی بیٹیاں قریب ہوں یا بعید ہوں سب شامل ہیں۔

(۲۔ تفسیر بیناد تحت الآیہ حرمت علیکم امہا تکم مصطفیٰ البابی مصر ۱/۸۳)

تفسیر جلالین میں ہے:

وبنت الاخ و بنت الاخت وتدخل فیہن اولادھن ۳۔

بھائی اور بہن کی بیٹیوں میں ان بیٹیوں کی اولاد بھی داخل ہے۔ (۳۔ تفسیر جلالین تحت الآیہ حرمت علیکم امہا تکم اصح المطابع دہلی ص ۸۷۳) فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین میں ہے:

فشملت العبارۃ بنت ابن الاخ وان سفل و بنت ابن الاخت وان سفل ۴۔

یہ عبارت بھتیجوں اور بھانجی کی بیٹیوں کو بھی اگرچہ نیچے تک ہوشال ہے۔

(۴۔ فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین تحت الآیہ حرمت علیکم امہا تکم مصطفیٰ البابی مصر ۱/۳۷۰)

ملتقى الابحر میں ہے:

تحرم علی الرجل اختہ و بنتہا و بنت اخیه وان سفلتا ۱۔

مرد پر اس کی بہن اور اس کی بھانجی اور بھتیجی اور ان کی اولاد نیچے تک حرام ہے۔ (۱۔ ملتقى الابحر باب المحرمات موسسة الرسالة بیروت ۱/۲۳۹) نقایہ میں ہے:

حرمة اصله وفرعه اصله القریب ۲۔

مرد پر اس کے اصول و فروع اور اصل قریب (باپ اور ماں) کے فروع حرام ہیں۔

(۲۔ نقایہ مختصر الوقایہ کتاب النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب گراچی ص ۵۲)

شرح وقایہ میں ہے:

وبنات الاخوة والاخوات وان سفلت فیحرم جمیع هؤلاء ۳۔

بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک سب حرام ہیں۔ (۳۔ شرح وقایہ المحرمات من النساء مجتبیٰ دہلی ۲/۱۱)

اصلاح میں ہے:



حرم علی المرء اصلہ و فرعہ و اختہ و فرعہا و فرع اخیه ۴۔
مرد پر اس کے اصول و فروع اور اس کی بہن اور بھائیوں کی اولاد حرام ہے۔ (۴۔ اصلاح)
در میں ہے:

واختہ و بنتہا و ان سفلت ۵۔

بہن اور اس کی بیٹیاں نیچے تک حرام ہیں۔ (۵۔ دررالحکام کتاب النکاح احمد کامل الکائنہ دارالسعادت بیروت ۱/ ۳۰-۳۲۹)
فتح القدیر میں ہے:

تدخل فی ہنات الاخ والاخت بناتہن و ان سفلن ۶۔

بھتیجیوں اور بھانجیوں میں ان کی بیٹیاں بھی نیچے تک داخل ہیں۔ (۶۔ فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات خور یہ رضویہ سکر ۳/ ۱۱۸)
اختیار شرح مختار و خزانہ المفتین میں ہے:

وبنات الاخ و بنات الاخوات و ان سفلن فہن محرمات بنص الكتاب نکاحاً و وطاً و دواعیہ علی التابید۔
بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک محرمات ہیں جن سے نکاح، وطی اور اس کے دواعی کی ابدی حرمت کتاب اللہ کی نص سے ثابت ہے۔

(۱۔ الاختیار لتعلیل الاختیار فصل فی المحرماتہ ارفراس للمشر والتوزیع بیروت ۳/ ۸۵)

فتاویٰ قاضی خان وغیرہا میں ہے:

وبنات الاخوات و ان سفلن ۲۔

بھانجیاں نیچے تک۔ (۲۔ فتاویٰ قاضی خان باب فی المحرماتہ لکھنؤ ۱۶۵)

محیط سرخس و فتاویٰ غلکیری میں ہے:

وکذا ہنات الاخ والاخت و ان سفلن ۳۔

یونہی بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک۔ (۳۔ فتاویٰ ہندوستانی بیان المحرمات خورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۷۳)

انوار نام یوسف اردوبیلی شافعی میں ہے:

المحرمات علی التابید بالنسب الامہات و ان علت والبنات و ان سفلت و ہنات الاخوة والاخوات و ان

سفلت ۴۔ (۴۔ انوار الاعمال الابرار)

نہی طور پر ابدی محرمات مائیں اوپر تک، بیٹیاں نیچے تک، بھانجیاں اور بھتیجیاں نیچے تک ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۰۶-۳۰۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حرمت نسب

مسئلہ ۱: دادی، نانی، پردادی، پر نانی اگرچہ کتنی ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں کہ یہ باپ یا ماں یا دادا، دادی، نانا، نانی کی مائیں ہیں کہ ماں سے مراد وہ عورت ہے، جس کی اولاد میں یہ ہے بلا واسطہ یا بواسطہ۔ (1)

مسئلہ ۲: بیٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں۔ لہذا پوتی، پر پوتی، نواسی، پر نواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔

مسئلہ ۳: بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو سب حرام ہیں۔

مسئلہ ۴: باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہم اصول کی پھوپیاں یا خالائیں اپنی پھوپی اور خالہ کے حکم میں ہیں۔ خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔ یہ ہیں حقیقی یا علانی پھوپی کی پھوپی یا حقیقی یا اخیانی خالہ کی خالہ۔

مسئلہ ۵: بھتیجی، بھانجی سے بھائی، بہن کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔

مسئلہ ۶: زنا سے بیٹی، پوتی، بہن، بھتیجی، بھانجی بھی محرمات میں ہیں۔

مسئلہ ۷: جس عورت سے اس کے شوہر نے لعان کیا اگرچہ اس کی لڑکی اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگی مگر پھر بھی اس شخص پر وہ لڑکی حرام ہے۔ (2)

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نسبی رشتوں میں چار قسم کی عورتیں حرام ہیں،

ایک وہ کہ یہ جن کی اولاد سے ہے جیسے ماں، دادی، نانی کتنے ہی اوپر کی ہوں۔

دوسری وہ جو اس کی اولاد ہیں، جیسے بیٹی، پوتی، نواسی کتنے ہی نیچے کی ہوں۔

تیسری وہ جو اس کے ماں یا باپ کی اولاد خواہ اولاد در اولاد جیسے بہن، بھانجی، بھتیجی اور ان کی اور بھائیوں بھیبھوں کی اولاد کتنی ہی دور ہوں۔

چوتھی وہ کہ ماں باپ کے سوا اور جن کی اولاد سے یہ شخص ہے جیسے دادا، دادی، نانا، نانی کتنے ہی اوپر کے ہوں ان کی خاص اپنی اور دھیمے

اپنی پھوپھی خالہ یا اپنے ماں یا دادا یا دادی یا نانا یا نانی کی پھوپھی خالہ، ان لوگوں کی اولاد کی اولاد حرام نہیں جیسے پھوپھی کی بیٹی یا خالہ کی بیٹی،

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۰۶۔ ۳۱۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۰۹

حرمت مصاہرت

قسم دوم مصاہرت: 1- زوجہ موطوہ (یعنی وہ بیوی جس سے صحبت کی گئی ہو) کی لڑکیاں، 2- زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں، 3- باپ، دادا وغیرہ اصول کی بیبیاں، 4- بیٹے پوتے وغیرہما فردع کی بیبیاں۔

مسئلہ ۸: جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہوگئی اُس کی لڑکی اس پر حرام نہیں، نیز حرمت اس صورت میں ہے کہ وہ عورت مشتبہ ہو، اس لڑکی کا اس کی پرورش میں ہونا ضروری نہیں اور خلوت صحیحہ (1) بھی وطی ہی کے حکم میں ہے یعنی اگر خلوت صحیحہ عورت کے ساتھ ہوگئی، اس کی لڑکی حرام ہوگئی اگرچہ وطی نہ کی ہو۔ (2)

مسئلہ ۹: نکاح فاسد سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، جب تک وطی نہ ہو لہذا اگر کسی عورت سے نکاح فاسد کیا تو عورت کی ماں اس پر حرام نہیں اور جب وطی ہوئی تو حرمت ثابت ہوگئی کہ وطی سے مطلقاً حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ خواہ وطی حلال ہو یا شبہ و زنا سے، مثلاً بیع فاسد سے خریدی ہوئی کنیز سے یا کنیز مشترک (3) یا مکاتبہ یا جس عورت سے ظہار کیا یا مجوسہ باندی یا اپنی زوجہ سے، حیض و نفاس میں یا احرام و روزہ میں غرض کسی طور پر وطی ہو، حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی لہذا جس عورت سے زنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں اس پر حرام ہیں۔ یوئیں وہ عورت زانیہ اس شخص کے باپ، دادا اور بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے۔ (4)

مسئلہ ۱۰: حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے، یوئیں بشہوت (شہوت کے ساتھ) چھونے اور بوسہ لینے اور فرج داخل (شرمگاہ کا اندرونی حصہ) کی طرف نظر کرنے اور گلے لگانے اور دانت سے کاٹنے اور مباشرت، یہاں تک کہ سر پر جو بال ہوں انھیں چھونے سے بھی حرمت ہو جاتی ہے اگرچہ کوئی کپڑا بھی حائل ہو (درمیان میں

(1) خلوت صحیحہ: یعنی میاں بیوی کا اس طرح تنہا ہونا کہ جماع سے کوئی مانع شرعی یا طبعی یا حسی نہ ہو۔ مانع حسی سے مراد زوجین سے کوئی ایسی بیماری میں ہو کہ صحبت نہیں کر سکتا ہو۔ مانع طبعی شوہر اور عورت کے درمیان کسی تیسرے کا ہونا۔ اور مانع شرعی کی مثال عورت کا حیض یا نفاس کی حالت میں ہونا یا نماز فرض میں ہونا۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔

(2) رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۱۰

(3) ایسی کنیز جس کے مالک دو یا زیادہ ہوں۔

(4) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی المحرمات، القسم الثانی، ج ۱، ص ۲۷۴

رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۱۳

آڑ ہو) مگر جب اتنا موٹا کپڑا حائل ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو۔ یونٹیں بوسہ لینے میں بھی اگر بار یک نقاب حائل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ خواہ یہ باتیں جائز طور پر ہوں، مثلاً منکوحہ کنیز ہے یا ناجائز طور پر۔ جو بال سر سے لٹک رہے ہوں انہیں بشہوت چھوا تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوئی۔ (5)

مسئلہ ۱۱: فرج داخل کی طرف نظر کرنے کی صورت میں اگر شیشہ درمیان میں ہو یا عورت پانی میں تھی اس کی نظر وہاں تک پہنچی جب بھی حرمت ثابت ہو گئی، البتہ آئینہ یا پانی میں عکس دکھائی دیا تو حرمت مصاہرت نہیں۔ (6)

مسئلہ ۱۲: چھونے اور نظر کے وقت شہوت نہ تھی بعد کو پیدا ہوئی یعنی جب ہاتھ لگایا اُس وقت نہ تھی، ہاتھ جدا کرنے کے بعد ہوئی تو اس سے حرمت نہیں ثابت ہوتی۔ اس مقام پر شہوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے انتشار آلہ ہو جائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہو جائے یہ جوان کے لیے ہے۔ بوڑھے اور عورت کے لیے شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہو جائے، محض میلان نفس کا نام شہوت نہیں۔ (7)

مسئلہ ۱۳: نظر اور چھونے میں حرمت جب ثابت ہوگی کہ انزال (یعنی منی کا نکلنا) نہ ہو اور انزال ہو گیا تو حرمت

(5) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی الحرمات، القسم الثانی، ج ۱، ص ۲۷۳

در المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرمات، ج ۴، ص ۱۱۴، وغیرہ

(6) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرمات، ج ۴، ص ۱۱۴

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرمات، القسم الثانی، ج ۱، ص ۲۷۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

یعنی نگاہ کا خود مرنے کے سامنے ہونا یا اس کی مثال کہ جو آئینہ وغیرہ میں منعکس ہو یہ اس قول پر کہ آئینہ میں عکس کی صورت مطبوع ہوتی ہے اور شعاع بھری نکلنے والے قول پر تو مرنے کا سامنا انعکاس کی وجہ سے دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔ اقول ہمارے ائمہ فقہاء کا میدان قول انطباع کی طرف ہے کہ رویت انطباع سے واقع ہوتی ہے۔ وہ میلان یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے تصریح فرمائی ہے کہ جب عورت پانی کے اندر ہو اور کوئی مرد اس کی شرمگاہ دیکھے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، اور جب عورت پانی سے باہر ہے اور مرد نے پانی سے نہیں بلکہ پانی میں اس کی شرمگاہ دیکھی تو حرمت نہ ثابت ہوگی، اس لیے کہ پہلی صورت میں اس نے خود شرمگاہ دیکھی اور دوسری صورت میں خود شرمگاہ نہیں بلکہ اس کی مثال دیکھی، جیسا کہ خانیہ وغیرہ میں ہے۔ تو یہ فقہاء اگر انعکاس کے قائل ہوتے تو خود شرمگاہ کی رویت دونوں صورت میں قرار پاتی، اسے یاد رکھنا چاہئے اس لیے کہ اس پر تنبیہ میں نے کہیں نہ دیکھی۔ پھر حضرت محقق کو دیکھا کہ انھوں نے فتح القدیر میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔ اور حمد اللہ ہی کے لئے ہے ۱۲ منہ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۸۵۵ رضا فاؤنڈیشن، ماہور)

(7) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرمات، ج ۴، ص ۱۱۵

مصابرت نہ ہوگی۔ (8)

مسئلہ ۱۴: عورت نے شہوت کے ساتھ مرد کو چھوایا بوسہ لیا یا اس کے آلہ کی طرف نظر کی تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی۔ (9)

مسئلہ ۱۵: حرمت مصاہرت کے لیے شرط یہ ہے کہ عورت مشہوۃ ہو یعنی نو برس سے کم عمر کی نہ ہو، نیز یہ کہ زندہ ہو تو اگر نو برس سے کم عمر کی لڑکی یا مردہ عورت کو بشہوت چھوایا بوسہ لیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (10)

مسئلہ ۱۶: عورت سے جماع کیا مگر دخول نہ ہوا تو حرمت ثابت نہ ہوگی، ہاں اگر اس کو حمل رہ جائے تو حرمت مصاہرت ہوگئی۔ (11) بوڑھیا عورت کے ساتھ یہ افعال واقع ہوئے یا اس نے کیے تو مصاہرت ہوگئی، اس کی لڑکی اس شخص پر حرام ہوگئی نیز وہ اس کے باپ، دادا پر۔ (12)

(8) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرمات، ج ۴، ص ۱۱۵

(9) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرمات، ج ۴، ص ۱۱۴۔

والفتاویٰ الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرمات، القسم الثانی، ج ۱، ص ۲۷۴

(10) حرمت مصاہرت کے لیے عورت کا مشہوۃ ہونا ضروری ہے،

هذا اذا كانت حية مشهورة اما غيرها يعني الميتة وصغيرة لم تشته (فلا) تثبت الحرمة بها اصلا، در مختار۔
(۱) در مختار باب فی الحرمات قطع مجتہدین دہلی ۱/ ۱۸۸
حرمت مصاہرت تب ہوگی جب عورت زندہ اور شہوت والی ہو، لیکن اگر مردہ ہو یا صغیرہ غیر شہوت والی ہو تو حرمت مصاہرت ہرگز ثابت نہ ہوگی۔ در مختار۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ثبوت حرمت مصاہرت کے لیے مشہوۃ ہونا ضروری ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ عامہ کتب میں تصریح ہے اور

وجود الشهوة من احدهما يكفي ۳۔ (۳) ذخیرۃ العقبیٰ حاشیہ شرح وقایہ، کتاب النکاح منشی نولکشور لکھنؤ ۲/ ۱۷۹

(دونوں میں سے ایک کا شہوت سے ہونا کافی ہے۔ ت) کے یہ معنی نہیں کہ صرف یہ مشہمی اور دختر غیر مشہوۃ یا عورت مشہوۃ ہو اور لڑکا غیر مشہمی تو حرمت ثابت ہو جائے یہ کسی کا بھی قول نہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ مشہمی ہو اور وہ مشہوۃ اور بالفعل شہوت ایک کی طرف سے ہو مثلاً اس کے سوتے میں مس بشہوۃ کیا کہ اسے اطلاع بھی نہ ہوئی تو حرمت ہوگئی کہ وجود من احدهما کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۴۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(11) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرمات، القسم الثانی، ج ۱، ص ۲۷۴

(12) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرمات، ج ۴، ص ۱۱۷

مسئلہ ۷: ا: وطی نے مصاہرت میں یہ شرط ہے کہ آگے کے مقام میں ہو، اگر پیچھے میں ہوئی مصاہرت نہ ہوگی۔ (13)

مسئلہ ۱۸: اغلام (پیچھے کے مقام میں وطی کرنا) سے مصاہرت نہیں ثابت ہوتی۔ (14)

مسئلہ ۱۹: مراہق یعنی وہ لڑکا کہ ہنوز (یعنی ابھی تک) بالغ نہ ہوا مگر اس کے ہم عمر بالغ ہو گئے ہوں، اس کی مقدار بارہ برس کی عمر ہے، اس نے اگر وطی کی یا شہوت کے ساتھ چھو دیا یا بوسہ لیا تو مصاہرت ہوگئی۔ (15)

مسئلہ ۲۰: یہ افعال قصداً (یعنی جان بوجھ کر) ہوں یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہر حال مصاہرت ثابت ہو جائے گی، مثلاً اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لیے اٹھانا چاہا، غلطی سے شہوت کے ساتھ مشغول ہو لڑکی (16) پر ہاتھ پڑ گیا، اس کی ماں ہمیشہ کے لیے اُس پر حرام ہوگئی۔ یونہی اگر عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لڑکے پر پڑ گیا، جو مراہق تھا ہمیشہ کو اپنے اس شوہر پر حرام ہوگئی۔ (17)

(13) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۷۱

(14) رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۷۱

(15) اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

در مختار میں ہے:

لو جامع غیر مراہق زوجۃ ابیہ لم تحرم ۲۔

اگر غیر مراہق نے اپنے باپ کی زوجہ سے جماع کیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ فتح (۲) در مختار باب فی المحرمات مجتہائی دہلی ۱/۱۸۸

رد المحتار میں ہے:

لا بد فی کل منہما من سن البراہقۃ و اقلہ ثلاثی تسع وللذکر اثنا عشر لان ذلك اقل مدۃ یمکن فیہا البلوغ کما صرحوا بہ فی باب بلوغ الغلام و هذا یوافق ما أمر ان العلة هی الوطء الذی یکون سبباً للولد، والمس الذی یکون سبباً لهذا الوطء ولا ینغی ان غیر البراہق منہما لا یتأتی منہ الولد ۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) رد المحتار باب فی المحرمات تدریجاً التراث العربی بیروت ۲/۲۸۲

مرد و عورت دونوں کے لیے ضروری ہے کہ دونوں کم از کم مراہق کی عمر میں ہوں، اور مراہق کی عمر لڑکی کے لیے کم از کم نو سال اور لڑکے کے لیے بارہ سال، کیونکہ یہ وہ کم از کم عمر ہے جس میں بلوغ ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء نے لو کے کے بلوغ کے متعلق تصریح فرمائی ہے اور یہ بیان گزشتہ اس بیان کے موافق ہے کہ حرمت مصاہرہ کی علت وہ وطی ہے جو بچے کا سبب بن سکے اور وہ مس جو اس وطی کا سبب بن سکے، اور یہ ظاہر ہے کہ مراہق سے کم عمر والے کی وطی بچے کا سبب نہیں ہوتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(16) قابل شہوت لڑکی یعنی جس کی عمر نو ۹ سال سے کم نہ ہو۔

(17) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۷۱

مسئلہ ۲۱: مونہ (منہ یعنی لب) کا بوسہ لیا تو مطلقاً حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اگرچہ کہتا ہو کہ شہوت سے نہ تھا۔ یونہی اگر انتشار آلا تھا تو مطلقاً کسی جگہ کا بوسہ لیا حرمت ہو جائے گی اور اگر انتشار نہ تھا اور رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا مونہ کے علاوہ کسی اور جگہ کا بوسہ لیا اور کہتا ہے کہ شہوت نہ تھی تو اس کا قول مان لیا جائے گا۔ یونہی انتشار کی حالت میں گلے لگانا بھی حرمت ثابت کرتا ہے اگرچہ شہوت کا انکار کرے۔ (18)

مسئلہ ۲۲: چٹکی لینے (19)، دانت کاٹنے کا بھی یہی حکم ہے کہ شہوت سے ہوں تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ عورت کی شرمگاہ کو چھو یا پستان کو اور کہتا ہے کہ شہوت نہ تھی تو اس کا قول معتبر نہیں۔ (20)

مسئلہ ۲۳: نظر سے حرمت ثابت ہونے کے لیے نظر کرنے والے میں شہوت پائی جانا ضرور ہے اور بوسہ لینے، گلے لگانے، چھونے وغیرہ میں ان دونوں میں سے ایک کو شہوت ہو جانا کافی ہے اگرچہ دوسرے کو نہ ہو۔ (21)

مسئلہ ۲۴: مجنون اور نشہ والے سے یہ افعال ہوئے یا ان کے ساتھ کیے گئے، جب بھی وہی حکم ہے کہ اور شرطیں پائی جائیں تو حرمت ہو جائے گی۔ (22)

مسئلہ ۲۵: کسی سے پوچھا گیا تو نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا، جماع کیا۔ حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی، اب اگر کہے میں نے جھوٹ کہہ دیا تھا نہیں مانا جائے گا بلکہ اگرچہ مذاق میں کہہ دیا ہو جب بھی یہی حکم ہے۔ (23)

(18) رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۱۸

(19) ہاتھ کے انگوٹھے اور اس کے برابر کی انگلی سے دبانا یا نوچ لینے۔

(20) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثانی، ج ۱، ص ۲۷۶

والدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۱۹-۱۲۱

(21) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۲۰

(22) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۲۰

(23) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثانی، ج ۱، ص ۲۷۶، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مجرد اقرار وہ بھی ایک بار بس ہے۔ یہاں تک کہ اگر ہزل و مزاح ہی میں کہہ دیا کہ اس شخص نے اپنی ساس کے ساتھ جماع کیا، حرمت

مصاہرت ثابت کر دیں گے پھر ہزار بار کہا کرے میں نے جھوٹ کہا تھا ہرگز نہ سنیں گے،

محیط ہندیہ و خلاصہ و بحر الرائق و جامع الرموز و مجموعہ انقروی و در مختار وغیرہا معتمدات الاسفار میں ہے:

والنظم للند فی الخلاصۃ قیل لہ ما فعلت بامراتک فقال جامعہا تثبت الحرمة ولا یصدق انہ کذب ولوہا

مسئلہ ۲۶: حرمت مصاہرت مثلاً شہوت سے بوسہ لینے یا چھونے یا نظر کرنے کا اقرار کیا، تو حرمت ثابت ہوگئی اور اگر یہ کہے کہ اس عورت کے ساتھ نکاح سے پہلے اس کی ماں سے جماع کیا تھا جب بھی یہی حکم رہے گا۔ مگر عورت کا مہر اس سے باطل نہ ہوگا وہ بدستور واجب۔ (24)

مسئلہ ۲۷: کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے لڑکے نے عورت کی لڑکی سے کیا، جو دوسرے شوہر سے ہے تو حرج نہیں۔ یونہی اگر لڑکے نے عورت کی ماں سے نکاح کیا جب بھی یہی حکم ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۸: عورت نے دعویٰ کیا کہ مرد نے اس کے اصول یا فروغ کو بشہوت چھوا یا بوسہ لیا یا کوئی اور بات کی ہے، جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور مرد نے انکار کیا تو قول مرد کا لیا جائے گا یعنی جبکہ عورت گواہ نہ پیش

در کی غبارت ہے کہ خلاصہ میں ہے کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ تو نے اپنی ساس سے کیا کیا تو اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اس سے جماع کیا تو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی اور اب اگر یہ کہے کہ میں نے تو مذاق میں جھوٹ بولا تھا، تو بھی نہیں مانا جائے گا۔ (۲) در مختار فصل فی الحرمات مجتہبی دہلی ۱/ ۱۸۸ (۲) رد المحتار فصل فی الحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۷۹

خلاصہ و بحر و انقروی وغیرہ میں ہے:

والا صراہ لیس بشرط فی الاقرار بحرمۃ المصاہرۃ ۳۔

حرمت مصاہرت سے متعلق اقرار میں اصرار شرط نہیں ہے۔ (۳) خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الثالث فی حرمت المصاہرۃ مکتبہ حبیبہ کوئٹہ ۲/ ۱۰ یونہی اگر عورت سے بشرط دشیزگی نکاح کیا تو وقت ارادہ جماع غیر دشیزہ پایا، عورت نے کہا تیرے باپ نے ازالہ کیا اس نے تصدیق کردی حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی،

ظہیر یہ دہند یہ دشمنی در مختار وغیرہ میں ہے:

واللفظ للزوج بکرا الخ وجدھا ثیباً (ولفظ الاولین تزوج امرأة علی ابنھا عندا فلما اراد وقاعھا وجدھا قد افترضت) وقالت ابوک فضنی ان صدقھا بانک بلامہر والا، شمنی ۱۔

(۱) در مختار فصل فی الحرمات مطبع مجتہبی دہلی ۱/ ۱۸۸

در کے الفاظ میں ہے کہ باکرہ سے نکاح کیا تو اس کو ثیبہ پایا، اور پہلی دونوں کتب کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک عورت سے باکرہ ہونے کی شرط پر نکاح کیا تو جماع کے وقت اس کی بکارت ٹوٹی ہوئی پائی، اور عورت نے کہا کہ تیرے باپ نے میری بکارت توڑی (یعنی دخول کیا) تو اس نے بیوی کی بات کو سچ تسلیم کر لیا تو بیوی کا نکاح ختم ہو جائے گا اور مہر نہ ہوگا ورنہ نکاح ختم نہ ہوگا، شمنی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۳۵-۳۳۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(24) رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الحرمات، ج ۳، ص ۱۲۲

(25) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرمات، القسم الثانی، ج ۱، ص ۲۷۷

کر سکے۔ (26)



قسم سوم: جمع بین المحارم

مسئلہ ۲۹: وہ دو عورتیں کہ ان میں جس ایک کو مرد فرض کریں، دوسری اس کے لیے حرام ہو (مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کر دو تو بھائی، بہن کا رشتہ ہوا یا پھوپھی، بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فرض کر دو تو چچا، بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کر دو تو پھوپھی، بھتیجے کا رشتہ ہوا یا خالہ، بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کر دو تو ماموں، بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کر دو تو بھانجے، خالہ کا رشتہ ہوا) ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتا بلکہ اگر طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدت نہ گزر لے، دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا بلکہ اگر ایک باندی ہے اور اس سے دہلی کی تو دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا۔ یہ ہیں اگر دونوں باندیاں ہیں اور ایک سے دہلی کر لی تو دوسری سے دہلی نہیں کر سکتا۔ (1)

مسئلہ ۳۰: ایسی دو عورتیں جن میں اس قسم کا رشتہ ہو جو اوپر مذکور ہوا وہ نسب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دودھ کے لینے رشتے ہوں جب بھی دونوں کا جمع کرنا حرام ہے، مثلاً عورت اور اس کی رضاعی بہن یا خالہ یا پھوپھی۔ (2)

مسئلہ ۳۱: دو عورتوں میں اگر ایسا رشتہ پایا جائے کہ ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کے لیے حرام ہو اور دوسری کو مرد فرض کریں تو پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کے جمع کرنے میں حرج نہیں، مثلاً عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی کہ اس لڑکی کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اس پر حرام ہوگی، کہ اس کی سوتیلی ماں ہوئی اور عورت کو مرد فرض کریں تو لڑکی سے کوئی رشتہ پیدا نہ ہوگا یہ ہیں عورت اور اس کی بہو۔ (3)

(1) المرجع السابق، ص ۱۲۲

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

حرمت جمع کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے کہ ان میں سے جو بھی مرد فرض کی جائے تو دوسری اس پر حرام ہو دیکھو خالہ بھانجی، اگر خالہ مرد ہوتی تو ماموں ہوتی بھانجی اس پر حرام ہوتی، اگر بھانجی مرد ہوتی تو بھانجہ ہوتی خالہ اس پر حرام ہوتی لہذا ماں اور سوتیلی بیٹی کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں اگر بیٹی لڑکا ہوتی تو یہ سوتیلی ماں اس پر حرام ہوتی لیکن اگر ماں مرد ہوتی تو اس پر یہ لڑکی حرام نہ ہوتی لہذا حرمت ایک طرف سے ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۱)

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثالث، ج ۱، ص ۲۷۷

(3) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۲۴

اعلیٰ حضرت، امام، ہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

دو عورتیں کہ ان میں جس کو مرد فرض کریں دوسری اس پر ہمیشہ حرام ہو ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں خواہ ایک وقت میں

مسئلہ ۳۲: باندی سے وطی کی پھر اس کی بہن سے نکاح کیا، تو یہ نکاح صحیح ہو گیا مگر اب دونوں میں سے کسی سے وطی نہیں کر سکتا، جب تک ایک کو اپنے اوپر کسی ذریعہ سے حرام نہ کر لے، مثلاً منکوحہ کو طلاق دیدے یا وہ خلع کر لے اور دونوں صورتوں میں عدت گزر جائے یا باندی کو بیچ ڈالے یا آزاد کر دے، خواہ پوری بیٹی یا آزاد کی یا اُس کا کوئی حصہ نصف وغیرہ یا اس کو ہبہ کر دے اور قبضہ بھی دلا دے یا اُسے مکاتبہ کر دے یا اُس کا کسی سے نکاح صحیح کر دے اور اگر نکاح فاسد کر دیا تو اس کی بہن یعنی منکوحہ سے وطی نہیں ہو سکتی مگر جبکہ نکاح فاسد میں اس کے شوہر نے وطی بھی کر لی تو چونکہ اب اس کی عدت واجب ہوگی، لہذا مالک کے لیے حرام ہو گئی اور منکوحہ سے وطی جائز ہو گئی اور بیع (خرید و فروخت) وغیرہ کی صورت میں اگر وہ پھر اس کی ملک میں واپس آئی، مثلاً بیع فسخ ہو گئی یا اس نے پھر خرید لی تو اب پھر بدستور دونوں سے وطی حرام ہو جائے گی، جب تک پھر سب حرمت (حرام ہونے کا سبب) نہ پایا جائے۔ باندی کے احرام و روزہ و حیض و نفاس و رہمن و اجارہ سے منکوحہ حلال نہ ہوگی اور اگر باندی سے وطی نہ کی ہو تو اس منکوحہ سے مطلقاً وطی جائز ہے۔ (4)

مسئلہ ۳۳: مقدمات وطی مثلاً شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا چھوا یا اس باندی نے اپنے مولیٰ کو شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو یہ بھی وطی کے حکم میں ہیں، کہ ان افعال کے بعد اگر اس کی بہن سے نکاح کیا تو کسی سے جماع جائز نہیں۔ (5)

مسئلہ ۳۴: ایسی دو عورتیں جن کو جمع کرنا حرام ہے اگر دونوں سے بیک عقد (6) نکاح کیا تو کسی سے نکاح نہ ہوا، فرض ہے کہ دونوں کو فوراً جدا کر دے اور دخول نہ ہوا ہو تو مہر بھی واجب نہ ہوا اور دخول ہوا ہو تو مہر مثل اور بندھے ہوئے مہر میں جو کم ہو وہ دیا جائے، اگر دونوں کے ساتھ دخول کیا تو دونوں کو دیا جائے اور ایک کے ساتھ کیا تو ایک کو۔ (7)

خواہ مختلف اوقات میں۔ جیسے ماں بیٹی کہ بعد فرض ماں بیٹا یا باپ بیٹی ہوں گی اور اگر ایک کو مرد فرض کئے سے دوسری اس پر حرام ابدی ہو مگر دوسری کو مرد ٹھہرانے سے وہ پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں جیسے ساس بہو کہ ساس مرد ہو تو وہ خسر اور بہو ہیں، بہو خسر پر ہمیشہ حرام ہے اور اگر بہو مرد ہو تو اب ساس سے کوئی رشتہ نہیں وہ اس کے لیے حلال ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۳۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۲۵

(5) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۲۶

(6) یعنی ایک ہی ایجاب و قبول کے ساتھ۔

(7) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۲۶

مسئلہ ۳۵: اگر دونوں سے دو عقد کے ساتھ نکاح کیا تو پہلی سے نکاح ہوا اور دوسری کا نکاح باطل، لہذا پہلی سے وطی جائز ہے مگر جبکہ دوسری سے وطی کر لی تو اب جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے پہلی سے بھی وطی حرام ہے۔ پھر اس صورت میں اگر یہ یاد نہ رہا کہ پہلے کس سے ہوا تو شوہر پر فرض ہے کہ دونوں کو جدا کر دے اور اگر وہ خود جدا نہ کرے تو قاضی پر فرض ہے کہ تفریق (جدائی) کر دے اور یہ تفریق طلاق شمار کی جائے گی پھر اگر دخول سے پیشتر تفریق ہوئی تو نصف مہر میں دونوں برابر بانٹ لیں، اگر دونوں کا برابر برابر مقرر ہو اور اگر دونوں کے مہر برابر نہ ہوں اور معلوم ہے کہ فلاں کا اتنا تھا اور فلاں کا اتنا تو ہر ایک کو اس کے مہر کی چوتھائی ملے گی۔

اور اگر یہ معلوم ہے کہ ایک کا اتنا ہے اور ایک کا اتنا مگر یہ معلوم نہیں کہ کس کا اتنا ہے اور کس کا اتنا تو جو کم ہے، اس کے نصف میں دونوں برابر برابر تقسیم کر لیں اور اگر مہر مقرر ہی نہ ہوا تھا تو ایک حصہ (حصہ کے معنی مہر کے بیان میں آئیں گے) واجب ہوگا، جس میں دونوں بانٹ لیں اور اگر دخول کے بعد تفریق ہوئی تو ہر ایک کو اس کا پورا مہر واجب ہوگا۔ یا میں اگر ایک سے دخول ہوا تو اس کا پورا مہر واجب ہوگا اور دوسری کو چوتھائی۔ (8)

مسئلہ ۳۶: ایسی دو عورتوں سے ایک عقد کے ساتھ نکاح کیا تھا پھر دخول سے قبل تفریق ہو گئی، اب اگر ان میں سے ایک کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور دخول کے بعد تفریق ہوئی تو جب تک عدت نہ گزر جائے نکاح نہیں کر سکتا اور اگر ایک کی عدت پوری ہو چکی دوسری کی نہیں تو دوسری سے کر سکتا ہے اور پہلی سے نہیں کر سکتا، جب تک دوسری کی عدت نہ گزر لے اور اگر ایک سے دخول کیا ہے تو اس سے نکاح کر سکتا ہے اور دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا۔ جب تک مدخولہ (ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو) کی عدت نہ گزر لے اور اس کی عدت گزرنے کے بعد جس ایک سے چاہے نکاح کر لے۔ (9)

مسئلہ ۳۷: ایسی دو عورتوں نے کسی شخص سے ایک ساتھ کہا، کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا، اس نے ایک کا نکاح قبول کیا تو اس کا نکاح ہو گیا اور اگر مرد نے ایسی دو عورتوں سے کہا، کہ میں نے تم دونوں سے نکاح کیا اور ایک نے قبول کیا، دوسری نے انکار کیا، تو جس نے قبول کیا اس کا نکاح بھی نہ ہوا۔ (10)

مسئلہ ۳۸: ایسی دو عورتوں سے نکاح کیا اور ان میں سے ایک عدت میں تھی تو جو خالی ہے (یعنی جو عورت عدت میں نہیں ہے)، اس کا نکاح صحیح ہو گیا اور اگر وہ اسی کی عدت میں تھی تو دوسری سے بھی صحیح نہ ہوا۔ (11)

(8) الدر المختار رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ج ۴، ص ۱۲۶-۱۳۱

(9) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرامات، القسم الثالث، ج ۱، ص ۲۷۸

(10) المرجع السابق، ص ۲۷۸-۲۷۹

(11) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرامات، ج ۱، ص ۲۷۹

قسم چہارم: حرمت بالملک

مسئلہ ۳۹: عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کر سکتی، خواہ وہ تنہا اسی کی ملک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک

ہو۔ (1)

مسئلہ ۴۰: مولیٰ (مالک) اپنی باندی سے نکاح نہیں کر سکتا، اگرچہ وہ ام ولد یا مکاتبہ یا مدبرہ ہو یا اس میں کوئی دوسرا بھی شریک ہو، مگر بنظر احتیاط (یعنی احتیاط کرتے ہوئے) متاخرین نے باندی سے نکاح کرنا مستحسن بتایا ہے۔ (2) مگر یہ نکاح صرف بر بنائے احتیاط ہے کہ اگر واقع میں کنیز (لونڈی) نہیں جب بھی جماع جائز ہے، ولہذا ثمرات نکاح اس نکاح پر مترتب نہیں، نہ مہر واجب ہوگا، نہ طلاق ہو سکے گی، نہ دیگر احکام نکاح جاری ہوں گے۔

مسئلہ ۴۱: اگر زن و شو (یعنی میاں بیوی) میں سے ایک دوسرے کا یا اس کے کسی جز کا مالک ہو گیا تو نکاح باطل

ہو جائے گا۔ (3)

مسئلہ ۴۲: ماذون (4) یا مدبر یا مکاتب نے اپنی زوجہ کو خرید تو نکاح فاسد نہ ہوا۔ یوں اگر کسی نے اپنی زوجہ کو خرید اور بیع میں اختیار رکھا کہ اگر چاہے گا تو واپس کر دے گا تو نکاح فاسد نہ ہوگا۔ یوں جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہے وہ اگر اپنی منکوحہ کو خریدے تو نکاح فاسد نہ ہوا۔ (5)

مسئلہ ۴۳: مکاتب یا ماذون کی کنیز سے مولیٰ نکاح نہیں کر سکتا۔ (6)

مسئلہ ۴۴: مکاتب نے اپنی مالکہ سے نکاح کیا پھر آزاد ہو گیا تو وہ نکاح اب بھی صحیح نہ ہوا۔ ہاں اگر اب جدید

(1) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الرابع، ج ۱، ص ۲۸۲

والدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۳۱

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲

(3) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲

(4) وہ غلام جسے آقا نے تجارت وغیرہ کی عام اجازت دیدی ہو۔

(5) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲

ورد المختار، کتاب النکاح، مطلب مهم فی وطء السراری، ج ۴، ص ۱۳۱

(6) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲

نکاح کرے تو کر سکتا ہے۔ (7)

مسئلہ ۴۵: غلام نے اپنے مولیٰ کی لڑکی سے اس کی اجازت سے نکاح کیا، تو نکاح صحیح ہو گیا مگر مولیٰ کے مرنے سے یہ نکاح جائز رہے گا اور اگر مکاتب نے مولیٰ کی لڑکی سے نکاح کیا تھا تو مولیٰ کے مرنے سے فاسد نہ ہوگا۔ اگر بدل کتابت ادا کر دے گا تو نکاح برقرار رہے گا اور اگر ادا نہ کر سکا اور پھر غلام ہو گیا تو اب نکاح فاسد ہو گیا۔ (8)



(7) المرجع السابق

(8) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲

قسم پنجم: حرمت بالشک

مسئلہ ۴۶: مسلمان کا نکاح مجوسیہ (یعنی آگ کی پوجا کرنے والی)، بت پرست، آفتاب پرست (یعنی سورج کی پوجا کرنے والی)، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہو سکتا خواہ یہ عورتیں حترہ ہوں یا باندیاں، غرض کتابیہ کے سوا کسی کافر عورت سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ (1)

مسئلہ ۴۷: مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا، اگرچہ مرد و عورت دونوں ایک ہی مذہب کے ہوں۔ (2)

مسئلہ ۴۸: یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے مگر چاہیے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد کا (یعنی

(1) فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، ج ۳، ص ۱۳۶-۱۳۸، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

لا یموز نکاح المرتدۃ لاحد والمجوسیۃ لا تحل للمسلم وتحل لكل کافر الا المرتدۃ۔

(۲) فتاویٰ قاضی خاں، کتاب النکاح باب فی المحرمات نوکثور لکھنؤ ۱/۱۶۷

مرتدہ کا نکاح کسی کے ساتھ جائز نہیں۔ مجوسیہ مسلمان کو حلال نہیں وہ ہر اصلی کافر کے لیے حلال ہے اور مرتد کے لیے حلال نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الفتاویٰ الخیمیہ، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، ج ۱، ص ۱۶۹، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا، نہ کافر سے، نہ مرتد سے، نہ مسلمان سے، نہ انسان سے، نہ حیوان سے، جس سے ہو گا زنائے خالص ہو گا۔

عالمگیریہ میں ہے:

لا یموز للمرتدان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرة اصلیۃ و كذلك لا یموز نکاح المرتدۃ مع احد کذافی المبسوط ا۔ (۱) فتاویٰ ہند بہاب فی المحرمات خورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸۲

مرتد کو مرتدہ، مسلمہ اور اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔ اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرد سے نکاح جائز نہیں۔ مبسوط میں ایسی ہی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہت سی ٹرایوں کا۔) دروازہ کھلتا ہے۔ (3) مگر یہ جواز اسی وقت تک ہے جب کہ اپنے اسی مذہب یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کی یہودی نصرانی ہوں اور حقیقتہً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں، جیسے آجکل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو ان سے نکاح نہیں ہو سکتا، نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے یہاں تو ذبیحہ ہوتا بھی نہیں۔

(3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرامات، ج ۱، ص ۲۸۱ وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

کتابیہ سے نکاح کا جواز عدم ممانعت و عدم گناہ صرف کتابیہ ذمیہ میں ہے جو مطیع الاسلام ہو کردار الاسلام میں مسلمانوں کے زیر حکومت رہتی ہو وہ بھی خالی از کراہت نہیں بلکہ بے ضرر مکروہ ہے، فتح القدیر وغیرہ میں فرمایا:

الاولی ان لا یفعل ولا یأکل ذبیحہم الا للضرورة ۴۔

بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت ان سے نکاح نہ کرے اور نہ ذبیحہ کھائے۔ (۴۔ فتح القدیر فصل فی بیان الحرامات رضویہ نمبر ۱۳۵/۳)

مگر کتابیہ حربیہ سے نکاح یعنی مذکورہ جائز نہیں بلکہ عند التفتیش ممنوع و گناہ ہے، علمائے کرام وجہ ممانعت اندیشہ فتنہ قرار دیتے ہیں کہ ممکن کہ اس سے ایسا تعلق قلب پیدا ہو جس کے باعث آدمی دارالحرب میں وطن کر لے نیز بچے پر اندیشہ ہے کہ کفار کی عادات سیکھے نیز احتمال ہے کہ عورت بحالت حمل قید کی جائے تو بچہ غلام بنے،

محیط میں ہے:

یکرہ تزوج الکتابیۃ الحربیۃ لان الانسان لا یأمن ان یکون بینہا ولد فینشأ علی طبائع اهل الحرب ویبتلع باخلاقہم فلا یتطیع المسلم قلعه عن تلك العادات ۵۔

حربیہ کتابیہ عورت سے نکاح مکروہ ہے کیونکہ انسان اس بات سے بے فکر نہیں ہو سکتا کہ اس سے بچہ پیدا ہو تو وہ اہل حرب میں پرورش پائیگا اور اسکے طور طریقے اپنالے گا اور پھر مسلمان اس بچے سے ان کی عادات کو چھوڑنے پر قادر نہ ہوگا۔

(۱۔ بحر الرائق بحوالہ محیط فصل فی الحرامات ص ۱۰۳/۳)

فتح الشہین میں علامہ سید احمد حموی سے ہے:

عمد مالو کانت حربیۃ ولکن مکروہ بالاجماع لانه ربما یختار المقام فی دار الحرب ولانه فیہ تعریض ولده للرق فریما تحبل وتسبی معہ فیضیر ولده رقیقا وان کان مسلما ورعما یتخلق الولد باخلاق الکفار ۶۔

جواز نکاح کا حکم کتابیہ حربیہ کو بھی شامل ہے لیکن یہ مکروہ ہے بالاجماع، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بیوی کی وجہ سے دارالحرب میں قیام پسند کر لے، اور اس لیے بھی کہ اس میں بچے کو غلامی میں مبتلا کرنے کی سبیل ہو سکتی ہے کہ اس کی وہ حاملہ بیوی مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو جائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے قیدی ہو کر غلام بن جائے اگرچہ وہ مسلمان ہے نیز وہ بچہ دارالحرب میں کفار کی عادات کو اپنا سکتا ہے۔

(۲۔ فتح الشہین فصل فی الحرامات ص ۱۰۳/۳ سید کہنی کراچی ۲۰/۲)۔

مسئلہ ۴۹: کتابیہ سے نکاح کیا تو اُسے گر جا (عیسائیوں کا عبادت خانہ) جانے اور گھر میں شراب بنانے سے روک سکتا ہے۔ (4)

مسئلہ ۵۰: کتابیہ سے دارالحرب میں نکاح کر کے دارالاسلام میں لایا، تو نکاح باقی رہے گا اور خود چلا آیا اسے وہیں چھوڑ دیا تو نکاح ٹوٹ گیا۔ (5)

مسئلہ ۵۱: مسلمان نے کتابیہ سے نکاح کیا تھا، پھر وہ مجوسیہ ہو گئی تو نکاح فسخ ہو گیا اور مرد پر حرام ہو گئی اور اگر یہودیہ تھی اب نصرانیہ ہو گئی یا نصرانیہ تھی، یہودیہ ہو گئی تو نکاح باطل نہ ہوا۔ (6)

مسئلہ ۵۲: کتابی مرد کا نکاح مرتدہ کے سوا ہر کافرہ سے ہو سکتا ہے اور اولاد کتابی کے حکم میں ہے۔ مسلمان و کتابیہ سے اولاد ہوئی تو اولاد مسلمان کہلائے گی۔ (7)

مسئلہ ۵۳: مرد و عورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی نکاح سابق (یعنی پہلا نکاح) باقی ہے جدید نکاح کی حاجت نہیں اور اگر صرف مرد مسلمان ہوا تو عورت پر اسلام پیش کریں، اگر مسلمان ہو گئی

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں بعد عبارت مذکورہ فرمایا:

وتكره الكتابية الحربية اجماعاً لانفتاح باب الفتنة من امكان التعلق المستدعى للمقام معها في دار الحرب وتعريض الولد على التخلي باخلاقي اهل الكفر وعلى الرق بان تسي وهي حبل فيولد رقيقاً وان كان مسلماً۔
حربہ کتابیہ بالا جماع مکروہ ہے کیونکہ اس سے فتنے کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہے وہ یہ کہ بیوی سے تعلق مسلمان مرد کو دارالحرب میں رہنے پر آمادہ کر سکتا ہے اور بچے کو کفار کی عادات کا عادی بنانے کا راستہ ہے نیز بچے کی غلامی کے لیے راستہ ہموار کرنے کی کوشش ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ بیوی حاملہ ہو کر مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے غلام بنے اگرچہ وہ مسلمان ہوگا۔

(۳۔ فتح القدیر فصل فی المحرمات نور یہ رضویہ سکر ۳/۳۵)

رد المحتار میں ہے: قوله والاول ان لا يفعل يفيد كراهة التنزيه في غير الحربية وما بعده يفيد كراهة التحريم في الحربية۔ (۴۔ رد المحتار فصل فی المحرمات احواء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۹)

اس کے قول کہ بہتر ہے نہ کرے سے یہ قاعدہ ملتا ہے کہ کتابیہ غیر حربیہ سے نکاح مکروہ تہذیبہ ہے جبکہ اس کا مابعد میں حربیہ کے بارے میں مکروہ تحریمہ ہونے کا قاعدہ دیتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۴۰۰۔ ۴۰۳ رضا فاؤنڈیشن، ناہور)

(4) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ج ۱، ص ۲۸۱

(5) المرجع السابق

(6) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ج ۱، ص ۲۸۱

(7) المرجع السابق، ص ۲۸۲

فیہا (8) ورنہ تفریق کر دیں۔ یونہی اگر عورت پہلے مسلمان ہوئی تو مرد پر اسلام پیش کریں، اگر تین حیض آنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی ہے، ورنہ بعد کو جس سے چاہے نکاح کر لے کوئی اسے منع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۵۴: مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی مذہب والے سے نہیں ہو سکتا اور مسلمان کے نکاح میں کتابیہ ہے، اس کے بعد مسلمان عورت سے نکاح کیا یا مسلمان عورت نکاح میں تھی، اس کے ہوتے ہوئے کتابیہ سے نکاح صحیح ہے۔ (9)



(8) یعنی اگر وہ عورت مسلمان ہو گئی تو وہی پہلا نکاح باقی رہے گا۔

(9) الفتاویٰ المحمدیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرمات، القسم الثامن، ج ۱، ص ۲۸۲

اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسلمان عورت کا نکاح مطلقاً کسی کافر سے نہیں ہو سکتا۔ کتابی ہو یا مشرک یا دہریہ یہاں تک کہ ان کی عورتیں جو مسلمان ہوں انہیں واپس دینا حرام ہے۔

قال تعالیٰ: یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المؤمنات مهاجرات فامتحنوهن اللہ اعلم بایمانہن فان علمتھن مومنات فلا ترجعوهن الی الکفار لانہن حل لھم ولا ھم یحلون لھن۔

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس اسلام لانے والی عورتیں کافروں کا دیار چھوڑ کر آئیں تو ان کی آزمائش کرو، اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو، پھر اگر تمہیں آزمائش سے ان کا ایمان ثابت ہو تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو، نہ مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ کافر مسلمان عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ (۱۔ القرآن الکریم ۶۰/۱۰)

مسلمان مرد کا کافر کتابیہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

قال تعالیٰ: الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اتوا الکتب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذین اتوا الکتب من قبلکم اذا اتیتھن اجورھن۔

(۲۔ القرآن الکریم ۵/۵)

آج کے دن ستمری چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئیں اور کتابیوں کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے اور تمہارے لیے حلال کی گئیں پارہ مسلمان عورتیں اور عفت والی کتابیہ عورتیں جب تم انہیں ان کے ہر دو۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

قسم ششم: حصہ (۱) نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا

مسئلہ ۵۵: آزاد عورت نکاح میں ہے اور باندی سے نکاح کیا صحیح نہ ہوا۔ یونہی ایک عقد میں دونوں سے نکاح کیا، حصہ کا صحیح ہوا، باندی سے نہ ہوا۔ (2)

مسئلہ ۵۶: ایک عقد میں آزاد عورت اور باندی سے نکاح کیا اور کسی وجہ سے آزاد عورت کا نکاح صحیح نہ ہوا تو باندی سے نکاح ہو جائے گا۔ (3)

مسئلہ ۵۷: پہلے باندی سے نکاح کیا پھر آزاد سے تو دونوں نکاح ہو گئے اور اگر باندی سے بلا اجازت مالک نکاح کیا اور دخول (جماع) نہ کیا تھا پھر آزاد عورت سے نکاح کیا، اب اس کے مالک نے اجازت دی تو نکاح صحیح نہ ہوا۔ یونہی اگر غلام نے بغیر اجازت مولیٰ حصہ سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر باندی سے نکاح کیا، اب مولیٰ نے دونوں نکاح کی اجازت دی تو باندی سے نکاح نہ ہوا۔ (4)

مسئلہ ۵۸: آزاد عورت کو طلاق دے دی تو جب تک وہ عدت میں ہے، باندی سے نکاح نہیں کر سکتا اگرچہ تین طلاقین دے دی ہوں۔ (5)

مسئلہ ۵۹: اگر حصہ نکاح میں نہ ہو تو باندی سے نکاح جائز ہے مگر چہ اتنی استطاعت ہے کہ آزاد عورت سے نکاح کر لے۔ (6)

مسئلہ ۶۰: باندی نکاح میں تھی اسے طلاق رجعی دے کر آزاد سے نکاح کیا، پھر رجعت کر لی تو وہ باندی بدستور زوجہ ہو گئی۔ (7)

(1) یعنی آزاد عورت جو کسی کی لونڈی نہ ہو۔

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ج ۱، القسم الخامس، ص ۲۷۹

(3) المرجع السابق

(4) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ج ۱، ص ۲۷۹-۲۸۰

ورد المختار، کتاب النکاح، مطلب: محرم فی وطء السراوی، ج ۲، ص ۱۳۶

(5) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الخامس، ج ۱، ص ۲۷۹

(6) لدر المختار، کتاب النکاح، ج ۲، ص ۱۳۵، وغیرہ

(7) المرجع السابق، ص ۱۳۷

مسئلہ 11: اگر چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا تو باندیوں کا ہو گیا اور آزاد عورتوں کا نہ ہوا۔ در دونوں چار چار تھیں تو آزاد عورتوں کا ہوا، باندیوں کا نہ ہوا۔ (8)



قسم ہفتم: حرمت بوجہ تعلق حق غیر

مسئلہ ۶۲: دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدت میں ہو جب بھی نہیں ہو سکتا۔ عدت طلاق کی ہو یا موت کی یا شبہ نکاح یا نکاح فاسد میں دخول کی وجہ سے۔ (1)

مسئلہ ۶۳: دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کیا اور یہ معلوم نہ تھا کہ منکوحہ ہے تو عدت واجب ہے اور معلوم تھا تو عدت واجب نہیں۔ (2)

مسئلہ ۶۴: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے، پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی (ہبستری) بھی

(1) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرمات، القسم السادس، ج ۱، ص ۲۸۰

محرمات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا:

والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔

ترجمہ: اور حرام کیا گیا شوہر والی عورتوں سے نکاح کرنا۔ (النساء، ۲۴)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: لا یموز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب النکاح، ج ۱ ص ۲۸۰)

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرمات، ج ۱، ص ۲۸۰

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح صحیح ہے خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے، فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت بھی کر سکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کرے تو تا وضع حمل قربت نہیں کر سکتا۔

لثلا یسقی ماء ذرع غيرة احد مختار، وصحیح نکاح حبلی من زنا ۲۔ تنویر الابصار۔

تا کہ دوسرے کی کھیتی کو اپنے پانی سے بے سیراب نہ کرے۔ در مختار، زنا سے حاملہ کا نکاح صحیح ہے۔ تنویر الابصار

(۱) در مختار شرح تویر ال بصار، فصل فی الحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۹ (۲) در مختار شرح تویر ال بصار، فصل فی الحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۹

عدت زن شوہر دار پر ہوتی ہے، جب شوہر مرے طلاق دے اور ذات زوج کا حمل زوج ہی کا ٹھہرتا ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الولد للفراش وللعاہر الحجر۔

(۳) صحیح مسلم باب الولد للفراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۷۰

بچے کا نسب نکاح والے کے لیے ہے زانی کو محرومی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۲۳-۳۲۴، مضافہ ونڈیشن، لاہور)

- کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ نہ پیدا ہو لے وٹلی جائز نہیں۔ (3)
- مسئلہ ۶۵: جس عورت کا حمل ثابت النسب ہے اُس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ (4)
- مسئلہ ۶۶: کسی نے اپنی ام ولد حاملہ کا نکاح دوسرے سے کر دیا تو صحیح نہ ہوا اور حمل نہ تھا تو صحیح ہو گیا۔ (5)
- مسئلہ ۶۷: جس باندی سے وٹلی کرتا تھا اس کا نکاح کسی سے کر دیا نکاح ہو گیا مگر مالک پر استبراء واجب ہے یعنی جب اس کا نکاح کرنا چاہے تو وٹلی چھوڑ دے یہاں تک کہ اُسے ایک حیض آجائے بعد حیض نکاح کر دے اور شوہر کے

(3) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۳۸

(4) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حمل اگر حلال کا ہے (یعنی وہ جس میں شرعاً نسب ثابت ہو) تو قبل از وضع اس کا نکاح کسی غیر سے نہیں ہو سکتا۔

قال اللہ تعالیٰ: واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن ۳۔ حاملہ عورتوں کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔

(۳۔ القرآن ۶۵/۴)

ہاں شوہر سے جس کا حمل ہے نکاح جائز، اس کی صورت یہ کہ بعد حمل رہنے کے شوہر نے طلاق دے دی تو اگرچہ ہنوز وضع حمل نہ ہو اس سے نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ طلاق مغلطہ نہ ہو جس میں حلالہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

فی الدار المختار ینکح مہا ینتہ عما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع لا مطلقۃ بالثلث حتی یطأھا غیرہ ینکاح نالھذ ۴۔ (ملفوظات)

در مختار میں ہے کہ اپنی مطلقہ بابت سے عدت پوری ہونے سے قبل یا بعد نکاح کر سکتا ہے بالاجماع، تین طلاق والی سے نکاح نہیں کر سکتا، جب تک کسی غیر شخص سے اس کا نکاح اور وٹلی نہ ہو جائے۔ (ملفوظات) (۴۔ در مختار باب الرجعة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۴۰)

اور اگر زنا کا حمل ہے (جس میں بچہ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے) تو زانی و غیر زانی جس سے چاہے بے وضع حمل نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی کی شرع میں اصلاح و عزت نہیں۔ مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی سے نکاح جس کا حمل رہا تھا تو اسے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور غیر سے نکاح ہوا جب تک وضع حمل نہ ہو لے وہ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

فی الدار المختار صم نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ وان حرم وطؤها ودوا عیہ حتی تضع ولو نکحھا الزانی حل لہ وطؤها اتفاقاً ۱۔ ملخصاً۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (۱۔ در مختار فصل فی الحرامات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۹)

در مختار میں ہے: زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح جائز ہے نہ کہ غیر زنا کی حاملہ سے جبکہ اس سے وٹلی اور متعلقہ امور بچے کی پیدائش تک حرام ہیں، اور اس سے خود زانی نے نکاح کیا ہو تو وٹلی بھی بالاتفاق جائز ہے ۱۔ ملخصاً

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۲۳-۳۲۴ رضا فاؤنڈیشن، لہور)

(5) المرجع السابق

ذمہ استبرا نہیں، لہذا اگر استبرا سے پہلے شوہر نے وطی کر لی تو جائز ہے مگر نہ چاہیے اور اگر مالک بیچنا چاہتا ہے تو استبرا مستحب ہے واجب نہیں۔ زانیہ سے نکاح کیا تو استبرا کی حاجت نہیں۔ (6)

مسئلہ ۶۸: باپ اپنے بیٹے کی کنیز شرعی سے نکاح کر سکتا ہے۔ (7)



(6) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۴۰

(7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ج ۱، ص ۲۸۱

قسم ہشتم: متعلق بہ عدد

مسئلہ ۶۹: آزاد شخص کو ایک وقت میں چار عورتوں اور غلام کو دو سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت نہیں اور آزاد مرد کو کنیز کا اختیار ہے اس کے لیے کوئی حد نہیں۔ (1)

(1) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۳

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْلِي وَثَلَاثَ وَرُبْعَ

ترجمہ کنز الایمان: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو ۲ اور تین ۳ تین ۳ اور چار ۴ چار ۴۔ (پ ۴، النساء: ۳)

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ: آیت کے معنی میں چند قول ہیں حسن کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکی سے اُس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے باوجود یکہ اُس کی طرف رغبت نہ ہوتی پھر اُس کے ساتھ صحبت و معاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اور اُس کے مال کے وارث بننے کے لئے اُس کی موت کے منتظر رہتے اس آیت میں انہیں اس سے روکا گیا ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے تو بے انصافی ہو جانے کے اندیشہ سے گھبراتے تھے اور زنا کی پرداہ نہ کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ اگر تم بے انصافی کے اندیشہ سے یتیموں کی ولایت سے گریز کرتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اُس سے بچنے کے لئے جو عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں اُن سے نکاح کرو اور حرام کے قریب مت جاؤ۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت و سرپرستی میں تو بے انصافی کا اندیشہ کرتے تھے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ باک نہیں رکھتے تھے انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو اُن کے حق میں بے انصافی سے بھی ڈرو۔ اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو علیحدہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ قریش دس دس بلکہ اس سے زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب اُن کا بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں اُن کی سرپرستی میں ہوتیں اُن کے مال خرچ کر ڈالتے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار سے زیادہ نہ کرو تا کہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے خواہ وہ خرد ہوں یا ائمہ یعنی باندی مسئلہ: تمام امت کا اجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے اُن کی آٹھ بی بی تھیں حضور نے فرمایا ان میں سے چار رکھنا، ترمذی کی حدیث میں ہے کہ غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام لائے اُن کے دس بی بی تھیں وہ ساتھ مسلمان ہوئیں حضور نے حکم دیا ان میں سے چار رکھو۔

مسئلہ ۷۰: غلام کو کنیز رکھنے کی اجازت نہیں اگرچہ اس کے مولیٰ نے اجازت دے دی ہو۔ (2)

مسئلہ ۷۱: پانچ عورتوں سے ایک عقد کے ساتھ نکاح کیا، کسی سے نکاح نہ ہوا اور اگر ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ عقد کیا تو پانچویں کا نکاح باطل ہے، باقیوں کا صحیح۔ یوں غلام نے تین عورتوں سے نکاح کیا تو اس میں بھی وہی دو صورتیں ہیں۔ (3)

مسئلہ ۷۲: کافر عربی نے پانچ عورتوں سے نکاح کیا، پھر سب مسلمان ہوئے اگر آگے پیچھے نکاح ہوا تو چار پہلی باقی رکھی جائیں اور پانچویں کو جدا کر دے اور ایک عقد تھا تو سب کو علیحدہ کر دے۔ (4)

مسئلہ ۷۳: دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا اور ان میں ایک ایسی ہے جس سے نکاح نہیں ہو سکتا تو دوسری کا ہو گیا اور جو مہر مذکور ہوا وہ سب اسی کو ملے گا۔ (5)

مسئلہ ۷۴: متعہ حرام ہے (6)۔

(2) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۳۸

(3) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان الحرمات، ج ۱، ص ۲۷۷

(4) المرجع السابق

(5) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۴۲

(6) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِأُزْوَاجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ اهْتَلَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝

وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنی شرعی کنیزوں پر کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔ (۲۔ القرآن ۲۳/۷-۵)

ظاہر ہے کہ زن محومہ نہ اس کی بی بی ہے نہ کنیز شرعی، تو یہ وہی تیسری راہ ہے جو خدا کی باندگی ہوئی حد سے جدا اور حرام و گناہ ہے۔
رب تبارک و تعالیٰ مردوں سے فرماتا ہے:

مُحْصَنِينَ غَيْرِ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَغْذِي أَخْدَانٍ ۝

نکاح کرو بی بی بنا کر، قید میں رکھنے کو نہ پانی گرانے نہ آشنا بنانے کو۔ (۳۔ القرآن ۵/۵)

عورتوں سے فرماتا ہے:

مُحْصَنَاتٍ غَيْرِ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَغْذِيَاتٍ أَخْدَانٍ ۝ قِيدٌ فِي آتِيَا نَهْ مَسْتَقِي نَكَالِيَا نَهْ يَارَبَّنَا يَا

ظاہر ہے کہ حد بھی سنی نکالتے پانی گرانے کا صیغہ ہے۔ نہ قید رکھنے بی بی بنانے کا۔ صحیح مسلم شریف میں حدیث حضرت ہبرہ بن معبدہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي كُنْتُ أَذْنُ لَكُمْ فِي الْإِسْتِمَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

اے لوگو! میں نے پہلے تمہیں اجازت دی تھی عورتوں کے ساتھ حد کرنے کی، اور اب بیشک اللہ عزوجل نے اسے حرام کر دیا قیامت تک۔ (۱) صحیح مسلم باب نکاح المہتر القدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱) صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن متعة النساء يوم عيبر وعن الحور الانسية۔
بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے حد اور گدھے کا گوشت حرام فرمادیا۔

(۲) صحیح بخاری باب النہی عن نکاح المہتر القدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۶۷) جامع الترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قال إنما كانت في أول الإسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس له معرفة فيتزوج المرأة بقدر ما يرى أنه يقيم فتحفظ له متاعه وتصلح له شأنه حتى إذا نزلت الآية الأعلى أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم قال ابن عباس لكل فرج سواها فهو حرام۔

متحدہ ابتدائے اسلام میں تمام مرد کسی شہر میں جاتا جہاں کسی سے جان پہچان نہ ہوتی تو کسی عورت سے اتنے دنوں کے لیے عقد کر لیتا جتنے روز اس کے خیال میں وہاں ٹھہرنا ہوتا، وہ عورت اس کے اسباب کی حفاظت اس کے کاموں کی درستی کرتی، جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ سب سے اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھو سوا بیویوں اور کیزوں کے اس دن سے ان دو کے سوا جو فرج ہے وہ حرام ہوگئی۔

(۳) جامع الترمذی باب ما جاء في نکاح المہتر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۸۱) حازمی کتاب النسخ والنسخہ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی غزوہ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متعہ کیا۔

فجاء رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فنظر اليهن وقال من هؤلاء النسوة قلنا يا رسول الله نسوة تمتعنا منهن قال فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى احمرت وجنتاه وتمعر وجهه وقام فينا خطيبا، فحمد الله واثنى عليه ثم نهى عن المتعة۔ (۱) نصب الراية بحوالہ الحازمی کتاب النکاح المکتبۃ الاسلامیہ لصاحبہ ریاض الشیخ ۳/۱۷۹) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے انھیں دیکھا اور فرمایا یہ عورتیں کون ہیں؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ان سے ہم نے متعہ کیا ہے، یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب فرمایا، یہاں تک کہ دونوں رخسارہ مبارک سرخ ہو گئے اور چہرہ انور کا۔

- یوہیں اگر کسی خاص وقت تک کے لیے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی نہ ہوا اگرچہ دو سو ۲۰۰ برس کے لیے کرے۔ (7)
- مسئلہ ۷۵: کسی عورت سے نکاح کیا کہ اتنے دنوں کے بعد طلاق دے دے گا، تو یہ نکاح صحیح ہے یا اپنے ذہن میں کوئی مدت ٹھہرائی ہو کہ اتنے دنوں کے لیے نکاح کرتا ہوں مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو یہ نکاح بھی ہو گیا۔ (8)
- مسئلہ ۷۶: حالت احرام میں نکاح کر سکتا ہے مگر نہ چاہیے۔ یوہیں محرم (یعنی جو حالت احرام میں ہو) اُس لڑکی کا بھی نکاح کر سکتا ہے جو اس کی ولایت (جس کا یہ ولی ہے) میں ہے۔ (9)



رنگ بدل گیا، خطبہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر متعہ کا حرام ہونا بیان فرمایا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۴۷-۳۴۸ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۳۳

(8) اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر یوں عقد کرے کہ میں نے تجھ سے ایک مہینہ یا ایک برس یا سو برس کے لیے نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا کہ ایک وقت تک نکاح کو محدود کر دینا صورت متعہ ہے اور متعہ محض حرام اور زنا،

در مختار میں ہے: بطل نکاح متعہ وموقت وان جهلت المدۃ لو طالت فی الاصح ولیس منه مالو نکحها علی ان یطلقها بعد شهر او ثوی مکثہ معها مدۃ معینۃ۔

متعہ کے طور پر نکاح یا مقررہ مدت کے لیے نکاح خواہ مدت لمبی ہو یا مدت مجہول ہو تو صحیح مذہب میں یہ نکاح باطل ہے، اور اگر اس شرط پر نکاح کیا کہ ایک ماہ بعد طلاق دے دوں گا، یا اس وقت دل میں مقررہ مدت کی نیت کی تھی تو باطل نہ ہوگا۔

(۱) در مختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ج ۱، ص ۱۹۰

رد المحتار میں ہے:

لان اشتراط القاطع یدل علی انعقادہ مؤبدا وبطل الشرط بحر ۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۹۴

س لیے کہ نکاح میں صداق کی شرط دلالت کرتی ہے کہ یہ نکاح دائمی ہے اور شرط باطل ہوگی، بحر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۹۲ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(9) افتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ج ۱، ص ۲۸۳

قسم نہم:

رضاعت اس کا بیان مفصل آئے گا۔



دودھ کے رشتہ کا بیان

مسئلہ ۱: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لیے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو ۲ برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمت نکاح (نکاح کا حرام ہونا) ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیاء تو حرمت نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں (۱)۔

(۱) اعلیٰ حضرت، امام المسند، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نص: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب الـ رواہ الاثمة احمد و البخاری و مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ عن ام المومنین الصدیقة و احمد و مسلم و النسائی و ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جو کچھ نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے، (اس کو ائمہ کرام، احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور امام احمد، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)

(۱) صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۶۷

بھانجی بھانجی، بھتیجا بھتیجی نسب سے حرام ہیں یا نہیں؟ ضرور ہیں، تو دودھ سے بھی قطعاً حرام ہیں، اور شک نہیں کہ اپنی نسبتی ماں کی رضاعی اولاد بہن بھائی ہے، تو اس اولاد کی نسبتی اولاد اپنے سے بھی رشتے رکھتی ہے، اسے یوں سمجھئے مثلاً زید کی ماں ہندہ کا دودھ مرد نے پیا، تو مرد اور زید رضاعی بھائی ہوئے، اگر کہے نہ ہوئے تو ہندہ مرضعہ کی بیٹی لیلیٰ بھی مرد رضیع کی بہن نہ ہوگی کہ جب ہندہ کا بیٹا زید مرد کا بھائی نہ ہوا، تو ہندہ کی بیٹی لیلیٰ کس رشتہ سے مرد کی بہن ہو جائے گی حالانکہ وہ یہ نص قرآن مرد کی بہن ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: و امہتکم الّتی ارضعنکم و اخواتکم من الرضاعة ۲۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری، میں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں۔ (۲) القرآن الکریم ۳/ ۲۳

وہی ہذا القیاس باقی صورتیں، اور جب مرضعہ کی سب اولاد رضیع کے بہن بھائی ہو گئے تو رضیع کی اولاد مرضعہ کے لیے یقیناً اپنے بہن بھائی کی اولاد ہے، اور اپنے بہن بھائی کی اولاد یقیناً اجماعاً حرام ہے، تو پھر بھی بھتیجے یا چچا بھتیجی یا خالہ بھانجے یا ماموں بھانجی کا زنا کیونکر حلال ہو سکتا ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

نص ۲: صحیحین میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحیح مسلم میں امیر المومنین مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے، انہوں نے سے

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی قریش میں سب سے زائد خوبصورت توجوان ہیں حضور چاہیں تو ان سے نکاح فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انہا لا تحل لی انہا ابنۃ اخی من الرضاعة ویمحرم من الرضاعة ما یحرم من الرحمۃ۔
وہ میرے لیے حلال نہیں وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے، اور جو کچھ نسبی رشتہ سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے،
(۱۔ صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶۷)
دوسری حدیث کے لفظ یہ ہیں:

اما علمت ان حمزۃ اخی من الرضاعة وان اللہ حرم من الرضاعة ما حرم من النسب۔
تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں اور اللہ نے جو رشتے نسب سے حرام فرمائے وہ دودھ سے بھی حرام فرمائے ہیں۔
(۲۔ مسند امام احمد، کتاب الرضاع دار الفکر بیروت ۱/۲۷۵)
صاف اشارہ ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے جب بھائی نے اپنی بہن کا دودھ پیا تو وہ اپنی بہن کے بیٹے کا رضاعی بھائی ہو گیا تو اس کی بیٹی بہن کے بیٹے کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے!
نص ۳: نیز صحیحین میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں فرمایا:

لولہ تکن ربیبۃ ما حلت لی ارضعتنی واباھا ثویبۃ۔
یعنی اول تو میری ربیبہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہے اور اگر ربیبہ نہ بھی ہوتی جب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی کہ اس کے باپ ابو سلمہ میرے رضاعی بھائی تھے مجھے اور ان کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
(۳۔ صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۸)
یہ بھی اس طرح نص صریح ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔

نص ۴ و ۵: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں شرح النبی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرح حدیث اول میں ہے:
فی الحدیث دلیل علی ان حرمة الرضاعة کحرمة النسب فی المناکح فاذا ارضعت المرأة رضیعا یحرم علی الرضیع واولادہ من اقارب المرضعة کل من یحرم علی ولدها من النسب۔
یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ نکاحوں کے بارے میں دودھ اور نسب کی حرمت ایک سی ہے، تو جب کوئی عورت کسی بچہ کا دودھ پلائے تو اس رضیع اور رضیع کی اولاد پر مرضعہ کے وہ سب رشتہ دار حرام ہو جائیں گے جو مرضعہ کی نسبی اولاد پر حرام ہیں،

(۱۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الحرام مکتبۃ المدینہ ملتان ۶/۲۳-۲۲۲) ←

یہ عام نص صریح ہے کہ رضیع کی تمام اولاد پر مرفوعہ کی تمام اولاد حرام ہے،

نفس ۶: تنسیہ نیشاپور میں دودھ کی بھتیجیوں بھانجیوں کے بیان میں ہے:

كذلك بنات من ارضعت امك ۲۔

یعنی اسی طرح جس کو تیری ماں نے دودھ پلایا۔ (۲۔ غرائب القرآن (نیشاپوری) حرمت عظمیٰ ہما رحم کے تحت مصنفی البیہی مصر ۸) دودھ پلایا اس کی بیٹیاں تیری بھتیجیاں ہو گئیں، اور عورت تھی تو اس کی بیٹیاں تیری بھانجیاں ہو گئیں اور یہ سب بنت ۱۸ سال و بنت لا تحت میں داخل اور حرام ہیں۔

نفس ۷: مستخلص شرح کنز میں ہے:

تحريم زوجة الرضيع على زوج المرضعة و كذا بنات بناته على زوج المرضعة وابنائہ كذا فہم من شرح الوقایة ۳۔

یعنی رضیع کی بی بی مرصعہ کے شوہر پر حرام ہے یونہی رضیع کی بیٹیاں ذواسیاں مرصعہ کے شوہر اور اس کے بیٹوں پر حرام ہیں، شرح وقایہ کا مذہب یہی ہے۔ (۳۔ مستخلص الحقائق کتاب الرضاخ دلی پر تنگ در کس دلی ۹۹/۲)

نفس ۸: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ صحیحین بخاری و مسلم میں ہے:

جاء عی من الرضاۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه عمك فلیلج علیك ۴۔ هذا مختصر۔

میرے رضاعی چچا آئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ کا چچا بھی چچا ہے، ان سے پردہ کی حاجت نہیں۔ (مختصراً)

(۴۔ صحیح مسلم، کتاب الرضاخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶۶)

شیخ محقق نے لغات میں رضاعی چچا کی یہ تفسیر فرمائی:

بان ام ایہا ارضعته او امه ارضعت ابها ۵۔

یعنی دودھ کے چچا یوں کہ یا تو ام المومنین کی دادی نے انہیں دودھ پلایا یا ان کی ماں نے ام المومنین کے باپ کو دودھ پلایا۔

(۵۔ لغات لتفتح)

یہ صورت دوم تصریح صریح ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا اس کی بی بی اپنی بھتیجی اور محرم ہے

نفس ۹ و ۱۰: امام اجل الذکر یا لودی شرح صحیح مسلم اور امام بدر الدین عینی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں شوہر مرصعہ کی نسبت فرماتے ہیں:

واللفظ للذووی فمذہبنا ومذہب العلماء كافة ثبوت حرمة الرضاۃ بیئہ و بین الرضیع و یصور ولدالہ و یكون اولاد الرضیع اولاد الرجل ۱۔ (ملخصاً)

امام لودی کے الفاظ میں ہمارا اور تمام علماء کا مذہب یہ ہے کہ رضیع اور شوہر مرصعہ میں حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، رضیع اس کا بچہ ہو جاتا ہے

اور رضیع کی اولاد اس شخص کی اولاد ہو جاتی ہے، (۱۔ شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الرضاخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶۶)۔

یعنی وہی درمیں جس طرح مرضہ کی پوتا پوتی نواسا نواسی باجماع قطعی ہے یونکی باجماع مذاہب اربعہ و جملہ ائمہ و فقہاء و شہرہ مرضہ کے بھی جوتے نواسے ہیں، اور باجماع امت مرحومہ اپنے ماں باپ کے پوتا پوتی نواسا نواسی اپنے لیے حرام قطعی اور اپنے بھتیجا بھتیجی بھانجہ بھانجی ہیں۔

نص ۱۱: ۱۲، ۱۳، ۱۴: فتح القدیر، بحر الرائق، طحاوی، مرقاة شرح مشکوٰۃ وغیرہا میں ہے:

انه صلى الله تعالى عليه وسلم احوال ما يحرم من الرضاع على ما يحرم من النسب وما يحرم من النسب ما يتعلق خطاب محرمه به وقد تعلق بما قد عبر عنه بلفظ الامهات والمناات والحواتكم وعما تكم ومحالاتكم
یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ کی حرمتوں کو نسب کی حرمتوں پر حوالہ فرمایا کہ جو نسب سے حرام ہے دودھ سے بھی حرام ہے، اور نسب سے وہ حرام ہیں جن سے خطاب الہی تحریم کے ساتھ متعلق ہوا، اور وہ ان سے متعلق ہوا ہے، جن پر ماں اور بیٹی اور بہن اور پھوپھی اور خالہ یا بھائی کی بیٹی یا بہن کی بیٹی کا لفظ صادق آئے تو دودھ کے رشتوں میں جن جن پر یہ لفظ صادق آئیں وہ بھی حرام ہیں۔

(۲۔ بحر الرائق کتاب الرضاع اجماع ائمہ سعید کہنی کراچی ۳/ ۲۶-۲۲۵)

ظاہر ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا اس پر بہن یا بھائی کا لفظ صادق ہے اور اس لیے وہ اپنے اوپر حرام ہے تو اس کی اولاد پر اپنے بھائی یا بہن کے بیٹے کا لفظ صادق ہے لہذا جرم وہ بھی قطعاً حرام ہیں،

نص ۱۵: فتاویٰ بزاز یہ میں ہے:

الاصل الكل في الرضاع ان كل امرأة انتسبت اليك او انتسبت اليها بالرضاع او انتسبتا الى شخص واحد بلا واسطة او احد كما بلا واسطة والاخر بواسطة فهي حرام۔

یعنی دودھ کے رشتوں میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس سے چار قسم کی عورتیں حرام ہیں، اول وہ جو دودھ کے سبب تیری طرف منسوب ہو، یعنی تیری بیٹی پوتی نواسی کہلائے یہ رضاعی بیٹی ہوئی، دوسری وہ کہ دودھ کے سبب تو اس کی طرف منسوب ہو یعنی اس کا بیٹا پوتا نواسا ٹھہرے یہ رضاعی ماں ہوئی، تیسرے وہ کہ تو اور وہ دونوں ایک شخص کے بیٹا بیٹی قرار پائیں، یہ رضاعی بہن بھائی ہوئے، چوتھے وہ کہ تم میں ایک تو اس شخص کا بیٹا یا بیٹی ٹھہرے اور دوسرا اس شخص کا پوتا پوتی نواسا نواسی یہ رضاعی خالہ پھوپھی بھتیجی بھانجی ہوئے اور اگر تو پوتا نواسا ہے اور وہ بیٹی تو وہ تیری پھوپھی یا خالہ ہوئے، شک نہیں کہ صورت مسئلہ میں دودھ پلانے والی بہن کی اولاد بلا واسطہ اس کے بیٹا بیٹی ہے اور دودھ پینے والے بھائی کی اولاد اس مرضہ بہن کی پوتا پوتی، تو یہ تحریم کی خاص چوتھی صورت ہے۔

(۱۔ فتاویٰ بزاز یہ علی ہاشم فتاویٰ ہندیہ المربع فی الرضا عنورانی کتب خانہ پشاور ۳، ۱۱۵)

نص ۱۶: برجندی شرح نقایہ میں ہے:

بنت الاخ تشتمل البنت النسبية للاخ الرضاعي۔

رضائی بھائی کی بیٹی بھی بھتیجی میں داخل ہے۔ (۲۔ شرح نقایہ للبرجندی کتاب النکاح مطبع غشی نولکشور لکھنؤ ۶/۲)
نص ۱۷ و ۱۸: شرح وقایہ و درر شرح غرر میں ہے:

بنات الاخت لتشتمل البنات النسبیه للاخت الرضاعیه ۳۔

رضائی بہن کی بیٹی بھی بھانجی میں داخل ہے۔ (۳۔ شرح وقایہ کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/۲)

(درر شرح غرر کتاب النکاح احمد کمال الکاظمی فی دار سعادت بیروت ۱/۳۳۰)

نص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵: متون معتدہ مذہب کنز الدقائق، وقایہ، نقایہ، اصلاح، غرر، ملتقی، تنویر میں ہے:

واللفظ للغرر حرمة تزوج اصله وفرعه واخته وبناتها وبنات اخيه والكل رضاعاً ۴۔ (ملخصاً)

(غرر کے الفاظ میں) یعنی آدمی پر اس کے اصول و فروع اور بہن اور بہن کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے اور یہ سب دودھ کے

رشتے سے بھی حرام ہیں۔ (۴۔ الدرر الحکام شرح غرر الحکام کتاب النکاح احمد کمال الکاظمی فی دار سعادت بیروت ۱/۳۲۹-۳۳۰)

نص ۲۶: یونہی متن دانی میں لا یحل للرجل ان یتزوج بامه وبناته واخته وبنات اخته وبنات اخیه فرما کر شرح کافی میں فرمایا: اعلم ان من ذکرنا من المحرمات من اول الفصل الی هنا تحرم من الرضاع ۱۔ ایضاً۔

یعنی ۱۔ ما اور بیٹی اور بہن اور بھانجی اور بھتیجی حرام ہیں اور یہ جتنی محرمات شروع سے یہاں تک ہم نے ذکر کیں سب دودھ کے رشتے سے بھی حرام ہیں۔ (۱۔ کافی شرح دانی)

نص ۲۷: تمییز الحقائق میں ہے:

یحرم علیه جميع من تقدم ذكره من الرضاع وهي امه واخته وبنات اخوته ۲۔ الخ۔

یعنی جتنی عورتیں مذکور ہوئیں سب دودھ کے رشتے سے بھی حرام ہیں رضائی ماں اور بیٹی اور بہن اور رضائی بہن اور بھائی کی بیٹیاں۔

(۲۔ تمییز الحقائق فصل فی المحرمات مطبع الکبریٰ الامیریہ مصر ۲/۱۰۳)

نص ۲۸: در مختار میں ہے:

حرمة علی المتزوج ذکر اوانثی اصله وفرعه وبنات اخیه واخته وبناتها والكل رضاعاً ۳۔

یعنی ہر مرد و عورت پر اس کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی، بھتیجا بھتیجی، بہن اور بھائی کے بیٹا بیٹی خواہ یہ رشتے

نسب سے ہوں یا دودھ سے، حرام ہیں۔ (۳۔ در مختار فصل فی المحرمات مجتبائی دہلی ۱/۱۸۷)

نص ۲۹: جوہر شریہ میں ہے:

کذلک بنات اخیه وبنات اخته من الرضاعة لقول رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ۴۔

یعنی نسبی کی طرح رضائی بھائی بہن کی بیٹیاں بھی حرام ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نسب سے حرام ہے وہ

مسئلہ ۲: مدت پوری ہونے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں۔ (1A)

مسئلہ ۳: رضاع (یعنی دودھ کا رشتہ) عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے، مرد یا جانور کا دودھ پینے سے ثابت نہیں اور دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق (گلا) یا ناک میں ٹپکا یا گیا جب بھی یہی حکم ہے اور تھوڑا پیایا زیادہ بہر حال حرمت ثابت ہوگی، جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو اور اگر چھاتی مونہ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں۔ (2)

دودھ سے بھی حرام ہے۔ (۳۔ الجوہرۃ النیرۃ کتاب النکاح مکتبہ امدادیہ ملتان ۶۸/۲)

ان تمام نصوص جلیلہ میں بالاتفاق بلا خلاف صاف صاف و اشکاف تصریحیں فرمائی ہیں کہ رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں، بھانجی، بھتیجی بیٹی کی طرح حرام قطعی ہیں، اور شک نہیں کہ اخوت رشتہ منکر وہ ہے کہ دونوں طرف سے یکساں قائم ہوتا ہے، جس طرح مرضعہ کا بیٹا رضاع کا بھائی ہوا، واجب کہ یوں ہی رضاع پر مرضعہ کا بھائی ہو یہ محال ہے کہ زید تو عمرو کا بھائی ہو اور عمرو زید کا بھائی نہ ہو، اور جب رضاع اولاد مرضعہ کا یقیناً اجماعاً بھائی ہے جس سے انکار کسی ذی عقل بلکہ فہیم بچہ کو بھی متصور نہیں۔ اور جملہ ائمہ و نصوص مذہب صریح قطعی تصریحیں فرما رہے ہیں کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے تو رضاع کی اولاد مرضعہ کی اولاد کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے، یہ یقیناً نصوص قطعیہ و اجماع امت کے خلاف ہے، ائمہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے اور رضاع اور پر مرضعہ دونوں یقیناً آپس میں رضاعی بھائی ہیں۔ تو ان میں ہر ایک کی بیٹی دوسرے پر حرام قطعی ہے، کیا کوئی عاقل یہ بھی گمان کر سکتا ہے کہ ایک بھائی کی بیٹی دوسرے پر حرام ہو اور اس دوسرے بھائی کی بیٹی اس بھائی کے لیے حلال ہو، شرع، عرف، عقل، نقل کسی میں بھی اس لغو و بیہودہ فرق کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ حاشا ہرگز نہیں۔

نص ۳۰: شرح وقایہ میں فرمایا: از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند و از جانب شیرخوارہ زوجان و فروع اب

(۱۔ شرح وقایہ کتاب الرضاع مطبع مجتہد کی دہلی ۶۷/۲)

(دودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیرخوار کی جانب سے وہ اور اس کا زوج یا زوجہ اور اس کے فروع حرام ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(1A) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۸۹

(2) الہدایہ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۲۱۷

والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۲، وغیرہا

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جب تک دودھ کا کوئی قطرہ جوف میں جانا معلوم و ثابت نہ ہو حرمت ثابت نہ ہوگی،

در مختار میں ہے:

یثبت بہ ان علم و وصولہ بمحوفہ من قمہ او انفسہ لا غیر فلو التقم الحلبۃ ولم یدر دخل اللبن فی حلقہ ام ←

مسئلہ ۴: عورت کا دودھ اگر حقنہ سے (یعنی پیچھے کے مقام سے بطور علاج) اندر پہنچایا گیا یا کان میں ٹپکایا گیا یا پیشاب کے مقام سے پہنچایا گیا یا پیٹ یا دماغ میں زخم تھا اس میں ڈالا کہ اندر پہنچ گیا تو ان صورتوں میں رضاع نہیں۔ (3)

مسئلہ ۵: کوآری (کنواری) یا بڑھیا کا دودھ پیا بلکہ مردہ عورت کا دودھ پیا، جب بھی رضاعت ثابت ہے۔ (4) مگر نو برس سے چھوٹی لڑکی کا دودھ پیا تو رضاع نہیں۔ (5)

مسئلہ ۶: عورت نے بچہ کے مونہ میں چھاتی دی اور یہ بات لوگوں کو معلوم ہے مگر اب کہتی ہے کہ اس وقت میرے دودھ نہ تھا اور کسی اور ذریعہ سے بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ دودھ تھا یا نہیں تو اس کا کہنا مان لیا جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۷: بچہ کو دودھ پینا چھڑا دیا گیا ہے مگر اس کو کسی عورت نے دودھ پلا دیا، اگر ڈھائی برس کے اندر ہے تو رضاع ثابت ورنہ نہیں۔ (7)

لَا يَحْرُمُ لَانِ فِي الْمَانَعِ شَكَاوُلُو الْحَيْضَةِ

اس سے ثابت ہوا کہ دودھ کا طلق یا ناک کے ذریعہ پیٹ میں پہنچنے کا علم ہو، اس کے بغیر نہیں، اور اگر بچے نے پستان کا سرمہ میں ڈالا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ بچے کے طلق سے دودھ اتر آیا نہیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی کیونکہ نکاح سے مانع میں شک پایا گیا، دو وجوہ

(۱) درمختار باب الرضاع مطبع مجتہائی دہلی ۱/۲۲

دودھ اتر آنے کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں، عورت کے مزاج کی قوت اور خون کی کثرت پر ہے۔ کبھی بعد ولادت بھی نہیں اترتا اور کبھی کنواری کے اتر آتا ہے،

درمختار میں ہے: الرضاع المنص من ثدي آدمية ولو بكمرا ۲۱۔ عورت خواہ باکرہ ہو، کے پستان کو چوسنا رضاع کہلاتا ہے۔

(۲) درمختار باب الرضاع مطبع مجتہائی دہلی ۱/۲۱۲

یہ معاملہ عمر بھر کے حلال اور اولاد کے حلالی اور حرامی ہونے کا ہے۔ عورت پر فرض ہے کہ جو بات واقعی ہو ظاہر کر دے اخفاء نہ کرے، واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۹۱-۳۹۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الجوهرة النيرة، کتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص ۳۴

(4) امدد المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۹

(5) الجوهرة النيرة، کتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص ۳۷

(6) رد المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۲

(7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۴۲-۳۴۳

یہ یاد رہے کہ بھری سن کے حساب سے دو برس کے بعد بچے یا بچی کو اگرچہ عورت کا دودھ پلانا حرام ہے۔ مگر ڈھائی برس کے اندر ہے

مسئلہ ۸: عورت کو طلاق دے دی اس نے اپنے بچہ کو دو ۲ برس کے بعد تک دودھ پلایا تو دو ۲ برس کے بعد کی اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی یعنی لڑکے کا باپ اجرت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دو ۲ برس تک کی اجرت اس سے جبراً لی جاسکتی ہے۔ (8)

مسئلہ ۹: دو ۲ برس کے اندر بچہ کا باپ اس کی ماں کو دودھ چھڑانے پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کے بعد کر سکتا ہے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: عورتوں کو چاہیے کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیا کریں اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں اور لوگوں سے یہ بات کہہ بھی دیں، عورت کو بغیر اجازت شوہر کسی بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے، البتہ اگر اس کے ہلاک کا اندیشہ ہے تو کراہت نہیں۔ (10) مگر میعاد کے اندر رضاعت بہر صورت ثابت۔ (11)

مسئلہ ۱۱: بچہ نے جس عورت کا دودھ پیادہ اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اس کی وطنی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترتا) اس دودھ پینے والے بچہ کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی اور عورت کے بھائی، باموں اور اس کی بہن خالہ۔ یونہی اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اس کے بھائی اس کے چچا اور اس کی بہنیں، اس کی پھوپھیاں خواہ شوہر کی یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے۔ یونہی ہر ایک کے باپ، ماں اس کے دادا دادی، نانا، نانی۔ (12)

اگر دودھ پلائے گی تو رضاعت (یعنی دودھ کا رشتہ) ثابت ہو جائے گی۔

(8) المرجع السابق، ص ۳۴۳

(9) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۱

(10) المرجع السابق، ص ۳۹۲

(11) یعنی ڈھائی سال یا اس سے کم عمر کے بچے کو دودھ پلایا تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

(12) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۴۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تفسیر نیشاپوری میں ہے: املك من الرضاع كل انثی ارضعتك او ارضعت من ارضعتك ۲۔

تیری رضاعی ماں سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ عورت جس نے تجھے یا تیری رضاعی ماں کو دودھ پلایا ہو

(۲۔ غرائب القرآن (نیشاپوری) تحت آیت حرمت علینکم امھاتکم الخ مصطفیٰ البابی مصر ۵/ ۸)

مسئلہ ۱۲: مرد نے عورت سے جماع کیا اور اس سے اولاد نہیں ہوئی مگر دودھ اتر آیا تو جو بچہ یہ دودھ پیے گا، عورت

المحرمات بالصہریۃ اربع فرق الرابعۃ نساء الہاء والاجداد من جهة الاب والامہ وان علوا کذا فی المحاوی القدسیؒ۔

نکاح کی وجہ سے محرمات کے چار گروہ ہیں، چوتھا ماں باپ کی طرف سے سگے باپ دادوں کی بیویاں اگرچہ یہ باپ دادے اور پر تک ہیں،
حاوی القدسی میں ایسے ہی ہے۔ (۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح فی بیان المحرمات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۷۴) پھر لکھا:

المحرمات بالرضاع کل من تحرم بالقربۃ والصہریۃ کذا فی محیط للسرخسیؒ۔
رضائی محرمات وہ تمام جو قرابت اور نکاح سے حرام ہوتے ہیں۔ محیط سرخسی میں یوں ہی ہے۔

(۲۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح فی بیان المحرمات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۷۷) تبیین الحقائق میں ہے:

لا یجوز لہ ان یتزوج بامہ ولا بموطوۃ ابیہ ولا ببنت امرأۃ کل ذلک من الرضاع۔
اس کو یہ جائز نہیں کہ وہ ماں، باپ کی دلی کردہ (بیوی) اور اپنی بیوی کی بیٹی ان رضائی رشتوں سے نکاح کرے۔

(۳۔ تبیین الحقائق کتاب الرضاع مطبع الکبریٰ الامیریہ مصر ۲/ ۱۸۳)

غرض فقیر نے نہ دیکھا کہ اس شعر کا ایضاح کسی نے کیا ہو۔ اور اہل زمانہ کو اس کی فہم میں دقتیں بلکہ سخت لغزشیں ہوتی ہیں لہذا بقدر حاجت اس کی شرح کر دینی مناسب۔

فأقول وہاں التوفیق (پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) اصل علت حرمت جزئیت ہے کہ نسب میں ظاہر اور رضاع میں کراہت انسان کے لیے شرع کریم نے معتبر فرمائی اور عرف میں بھی معروف و مشہور ہوئی جس کے لحاظ سے "امہتکم التي ارضعنکم" فرمایا، اور زوجیت کا مرجع بھی جانب جزئیت ہے کما حقہ فی الہدایۃ والکافی والعمین وغیرہا (جیسا کہ ہدایہ، کافی اور تبیین وغیرہ میں تحقیق ہے۔ ت) مگر زوجیت میں اس کا تحقق نہایت غموض میں ہے کہ مدارک عامہ اس تک وصول سے قاصر، لہذا صاحب ضابطہ نے شعر میں دو علاقے رکھے، ایک زوجیت دوسرا جزئیت، عام ازیں کہ یہ نسباً ہو یا رضاعاً، پھر دو شخصوں میں علاقہ جزئیت کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ ان میں ایک دوسرے کا جز ہو، دوسرے یہ کہ دونوں تیسرے کے جز ہوں، صورت اولیٰ میں دو قسمیں پیدا ہوئیں، صول، جن کا تو جز ہے یعنی باپ، دادا، نانا، ماں، دادی، نانی جہاں تک بلند ہوں نسباً خواہ رضاعاً، اور فردغ جو تیسرے جز میں ہیں یعنی بیٹا، پوتا، نواسا، بیٹی، پوتی، نواسی جہاں تک نیچے جائیں، اور صورت ثانیہ میں تین صورتیں ہیں:

(۱) دونوں ثالث کے جز قریب ہوں، یہ یعنی یا علانی یا اخیانی بھائی یا بہن بھائی ہوئے، عام ازیں کہ دونوں اس کے جز نسباً ہوں یا دونوں رضاعی یا ایک نسباً ایک رضاعی۔

(۲) ان میں ایک تو ثالث کا جز قریب ہو اور دوسرا بعید، یہ انہی قسموں کے ساتھ عمومیت اور خولت کا رشتہ ہوا، جز قریب اپنے یا

اس کی ماں ہو جائے گی مگر شوہر اس کا باپ نہیں، لہذا شوہر کی اولاد جو دوسری بی بی سے ہے اس سے اس کا نکاح ہو سکتا

اپنے ماں یا باپ یا دادا یا دادی یا نانا کی کے چچا ماسوں خالہ پھوپھی، اور جزہ بعید انہی نسبتوں پر ان کے مقابل بھتیجا بھانجی بھتیجی بھانجی، (۳) دونوں ثالث کے جزہ بعید ہوں جیسے ایک شخص کا پوتا اور نواسی، یہ تیسری صورت تحریم سے ساقط ہے خالص نسب میں بھی حلال ہے تو حرمت میں چار صورتیں ہیں:

اول اصل، دوم فرع، یہ دونوں کتنے ہی نزدیک یا دور ہوں تو فروغ میں فروغ الغرور اور فروغ فردغ الفردغ ماوی نہایہ سب داخل ہیں۔ یونہی اصول میں اصول الاصول اور اصول الاصول الی غایہ انتہی، سوم اصل قریب کی فرع اگرچہ بعید ہو جیسے ماں یا باپ کی پوتی نواسی اور ان کی اولاد و اولاد و اولاد۔ چہارم اصل بعید کی فرع قریب جیسے پھوپھی کہ دادا کی بیٹی ہے یا خالہ کے نانا کی یا دادا کی پھوپھی کہ پردادا کے باپ کی بیٹی ہے یا اس کی خالہ کہ دادا کے نانا کی بیٹی ہے (اور قیاس اسی پر ہے۔ ت) چار یہ اور پانچواں علاقہ زوجیت انہیں شیردہ اور شیرخوارہ ہر ایک کی طرف نسبت کرنے سے دس ہوئے، پھر اصل تعلق رضیع اور مرضعہ میں پیدا ہوتا ہے، رضیع اس کا جزہ ہوتا ہے اور مرضعہ اس کی اصل، اور جب وہ ماں ہوئی تو جس مرد کا دودھ تھا وہ ضرور باپ ہو گیا، اور ان کے فروغ قریبہ اس کے اصل قریب کے فروغ قریب، اور فروغ بعیدہ اس کے اصل قریب کے فروغ بعید، اور ان کے اصول اس کے اصول کہ اصل کی اصل اصل ہے، ماہرہ جانب شیردہ سے سب علاقے متعلق و موجب تحریم ہوئے، مگر فرع کی اصل نہ اپنی اصل ہونا لازم نہ فرع، تو شیرخوارہ کے اصول کو شیردہ سے کچھ تعلق نہ ہوا، اور جب خود اصول غیر متعلق رہے تو اصول کے فروغ قریبہ یا بعیدہ اس حیثیت سے کہ ان اصول کے فروغ میں کیا علاقہ رکھیں گے کہ ان کا علاقہ تو بواسطہ اصول ہوتا۔ وہ خود بے تعلق ہیں، ہاں فرع کی فرع ضرور فرع ہوتی ہے تو جانب شیرخوارہ سے صرف دو علاقے ثابت و باعث حرمت ہوئے۔

زوجیت و فرعیّت۔ اب ان کی تفصیل اور ہر ایک میں معنی خویش شوند بجھئے (از جانب شیردہ)

اول زوجین یعنی مرضعہ کا شوہر کہ یہ دودھ جو رضعہ نے پیا اس کا نہ تھا دوسرے شوہر کا تھا، یا مرضعہ کی زوجہ کہ رضعہ نے اس کا دودھ نہ پیا بلکہ دوسری زوجہ کا، یا مرضعہ و مرضعہ کے اصول میں نزدیک و دور کسی کے زوج و زوجہ کہ سلسلہ شیران سے نہ ہوئے، یہ سب رضیع و رضیعہ پر حرام ہیں اور یہاں خویش شوند کے معنی یہ ہیں کہ وہ رضیعین کے سوتیلے ماں باپ یا سوتیلے دادا دادی، نانا نانی ہو گئے۔

دوم اصل کہ خود مرضعہ و مرضعہ ہیں یعنی وہ عورت جس نے دودھ پلایا اور وہ مرد جس کا یہ دودھ تھا اور ان کے اصول نسبی و رضاعی پدری مادری منتہی تک اور یہاں خویش کے یہ معنی ہیں کہ مرضعہ و رضیعین کے ماں باپ ہو گئے، اور ان کے اصول ان کے سکے دادا دادی، نانا نانی۔ سوم فرع کہ خود رضیعین ہیں اور رضیعین کے جملہ فروغ نسبی و رضاعی پسری و دختر کی انتہا تک، اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب مرضعہ و مرضعہ کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی ہو گئے۔

چہارم اصل قریب کی فرع یعنی رضیعین کے نسبی، رضاعی فروغ و فروغ الغرور آخر تک اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضیعین کے بہن بھائی، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی ہو گئے، پھر وہ اگر مرضعہ و مرضعہ دونوں کی فرع الفرع ہیں تو یعنی اور صرف مرضعہ کے فروغ ہیں تو علاقہ اور صرف مرضعہ کے تو اخیانی۔

ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۳: پہلے شوہر سے عورت کی اولاد ہوئی اور دودھ موجود تھا کہ دوسرے سے نکاح ہوا اور کسی بچہ نے دودھ پیا، تو پہلا شوہر اس کا باپ ہوگا دوسرا نہیں اور جب دوسرے شوہر سے اولاد ہوگئی تو اب پہلے شوہر کا دودھ نہیں بلکہ دوسرے کا ہے اور جب تک دوسرے سے اولاد نہ ہوئی اگرچہ حمل ہو پہلے ہی شوہر کا دودھ ہے دوسرے کا نہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۴: موٹی نے کنیز سے وٹلی کی اور اولاد پیدا ہوئی، تو جو بچہ اس کنیز کا دودھ پے گا یہ اس کی ماں ہوگی اور موٹی اس کا باپ۔ (15)

مسئلہ ۱۵: جو نسب میں حرام ہے رضاع (دودھ کا رشتہ) میں بھی حرام مگر بھائی یا بہن کی ماں کہ یہ نسب میں حرام ہے کہ وہ یا اس کی ماں ہوگی یا باپ کی موطوہ (یعنی وہ عورت جس سے باپ نے محبت کی ہو) اور دونوں حرام اور رضاع میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں، لہذا حرام نہیں اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ رضاعی بھائی کی رضاعی ماں یا رضاعی بھائی کی حقیقی ماں یا حقیقی بھائی کی رضاعی ماں۔ یوٹس بیٹے یا بیٹی کی بہن یا دادی کہ نسب میں پہلی صورت میں بیٹی ہوگی یا ربینہ (سوتیلی بیٹی) اور دوسری صورت میں ماں ہوگی یا باپ کی موطوہ۔ یوٹس چچا یا پھوپھی کی ماں یا ماموں یا خالہ کی ماں کہ نسب میں دادی نانی ہوگی اور رضاع میں حرام نہیں اور ان میں بھی دہی تین صورتیں ہیں۔ (16)

پنجم اصل بعید کی فرع قریب یعنی مرضعین کے اصول و اصول نسبی و رضاعی کے فروع قریب نسبی خواہ رضاعی، اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضعین یا رضعین کے اصول رضاعی چچا ماموں پھوپھی خالہ ہو گئے۔

(از جانب شیر خواہ) اول زوجین یعنی رضیع کی زوجہ اور رضیعہ کا شوہر یا رضیع و رضیعہ کے فروع نسبی رضاعی میں کسی کے زوج و زوجہ کہ یہ سب مرضعین پر حرام ہو گئے، اور یہاں یہ معنی کہ وہ مرضعین کے دور یا نزدیک کے داماد اور بہو ہو گئے۔

دوم فرع کہ رضعین کی تمام اولاد و اولاد اولاد جہاں تک جائے، نسبی ہو یا رضاعی، سب مرضعین کی اولاد و اولاد ہو گئے، مگر رضعین کے اصول یا فروع قریب و بعیدہ اصول کو مرضعین سے کچھ علاقہ نہ ہوا۔ الحمد للہ شعر کے یہ معنی ہیں، ان تمام تاصیلات و تفریعات پر کہ ہم نے ذکر کیں اگر نصوص لائیں موجب اطاعت ہو اور حاجت نہیں کہ اولیٰ بحمد اللہ تعالیٰ یہ سب مسائل خادم فقہ پر خود ظاہر، ثانیاً ان پر نصوص کتب مذہب میں دائر و سائر۔ والحمد للہ فی الاولیٰ والاخر مسئلہ نے بحمد اللہ تعالیٰ وضوح تام پایا۔ اب فتوائے خلاف کی طرف چلے اگرچہ حاجت نہ رہی:

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۴۹۸-۵۰۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(13) الجوهرة البیضاء، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۵

(14) المرجع السابق

(15) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۰۵

(16) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۴۳

مسئلہ ۱۶: حقیقی بھائی کی رضاعی بہن یا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن یا رضاعی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح

والدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۲، ص ۳۹۳-۳۹۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فتاویٰ بزاز یہ ہیں:

الاصل الكل في الرضاع ان كل امرأة انتسبت اليك او انتسبت اليها بالرضاع او انتسبتا الى شخص واحد بلا واسطة او احد كما بلا واسطة والاخر بواسطة فهي حرام

یعنی دودھ کے رشتوں میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس سے چار قسم کی عورتیں حرام ہیں، اول وہ جو دودھ کے سبب تیری طرف منسوب ہو، یعنی تیری بیٹی پوتی تو اسی کہلائے یہ رضاعی بیٹی ہوئی، دوسری وہ کہ دودھ کے سبب تو اس کی طرف منسوب ہو یعنی اس کا بیٹا پوتا تو اس کا بھائی یا بھینس ہوئی، تیسری وہ کہ تو اور وہ دونوں ایک شخص کے بیٹا بیٹی قرار پائیں، یہ رضاعی بہن بھائی ہونے، چوتھے وہ کہ تم میں ایک تو اس شخص کا بیٹا یا بیٹی بھائی یا بھینس اور دوسرا اس شخص کا پوتا پوتی تو اس کا بھائی یا بھینس ہوئے اور اگر تو پوتا تو اس کا بھائی یا بھینس ہوئے اور وہ بیٹی تو وہ تیری پھوپھی یا خالہ ہوئے، شک نہیں کہ صورت مسئلہ میں دودھ پلانے والی بہن کی اولاد بلا واسطہ اس کے بیٹا بیٹی ہے اور دودھ پینے والے بھائی کی اولاد اس مرفوعہ بہن کی پوتا پوتی، تو یہ تحریم کی غرض چوتھی صورت ہے۔

(۱) فتاویٰ بزاز یہ علی ہاشم فتاویٰ ہندیہ الرابع فی الرضا عنورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۵/۴

نص ۱۶: برجنڈی شرح نقایہ میں ہے:

ہنت الاخت تشتمل البنت النسبية للاخت الرضاعی ۲۔

رضاعی بھائی کی بیٹی بھی بھینس میں داخل ہے۔ (۲) شرح نقایہ للبرجنڈی کتاب النکاح مطبع غشی نو لکھنؤ ۶/۲

نص ۱۷ و ۱۸: شرح وقایہ و در شرح غرر میں ہے:

ہنت الاخت تشتمل البنت النسبية للاخت الرضاعی ۳۔

رضاعی بہن کی بیٹی بھی بھائی میں داخل ہے۔ (۳) شرح وقایہ کتاب النکاح مطبع مجتہبی دہلی ۱۲/۲

(در شرح غرر کتاب النکاح احمد کمال الکاظمی دار سعادت بیروت ۱/۳۳۰)

نص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵: متون معتمدہ مذہب کنز الدقائق، وقایہ نقایہ، اصلاح، غرر، ملتقی، تنویر میں ہے:

واللفظ للغرر حرم تزوج اصله وفرعه واخته و بنتها وبنت اخيه والكل رضاعاً ۴۔ (مختصاً)

(غرر کے الفاظ میں) یعنی آدمی پر اس کے اصول و فروع اور بہن اور بہن کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے اور یہ سب دودھ کے

رشتے سے بھی حرام ہیں۔ (۴) الدرر الحکام شرح غرر الحکام کتاب النکاح احمد کمال الکاظمی دار سعادت بیروت ۱/۳۲۹

نص ۲۶: یونہی متن دانی میں لا یجوز للرجل ان یتزوج بامه وبنته واخته وبنت اخته وبنت اخيه فرما کر شرح کافی میں

فرمایا: اعلم ان من ذکرنا من المحرمات من اول الفصل الى هنا محرم من الرضاع ۱۔ ایضاً۔

جائز ہے اور بھائی کی بہن سے نسب میں بھی ایک صورت جواز کی ہے، یعنی سوتیلے بھائی کی بہن جو دوسرے باپ سے

یعنی ماں اور بیٹی اور بہن اور بھائی اور بھتیجی حرام ہیں اور یہ جتنی محرمات شروع ہے یہاں تک ہم نے ذکر کیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں۔ (۱۔ کافی شرح دانی)

نص ۲۷: تبیین الحقائق میں ہے: یحرم علیہ جمیع من تقدم ذكره من الرضاع وهي امه واخته وبنات اخوته ۲۔ ص ۱۸
یعنی جتنی عورتیں مذکور ہوئیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں رضائی ماں اور بیٹی اور بہن اور رضائی بہن اور بھائی کی بیٹیاں۔

(۲۔ تبیین الحقائق فصل فی المحرمات مطبع الکبریٰ الامیریہ مصر ۲/ ۱۰۳)

نص ۲۸: درمختار میں ہے: حرّم علی المتزوّج ذکرا او انثی اصله وفرعه وبنات اخیه واخته وبناتها والکل رضاعاً ۳۔

یعنی ہر مرد و عورت پر اس کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی، بھتیجا بھتیجی، بہن اور بھائی کے بیٹا بیٹی خواہ یہ رشتے نسب سے ہوں یا دودھ سے، حرام ہیں۔ (۳۔ درمختار فصل فی المحرمات مجتہائی دہلی ۱/ ۱۸۷)

نص ۲۹: جو ہر نیرہ میں ہے: کذلک بنات اخیه وبنات اخته من الرضاۃ لقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحرم من الرضاۃ ما یحرم من النسب ۴۔

یعنی ایسی کی طرح رضائی بھائی بہن کی بیٹیاں بھی حرام ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔ (۴۔ الجوہرۃ النیرۃ کتاب النکاح مکتبہ امدادیہ لبنان ۲/ ۶۸)

ان تمام نصوص جلیلہ میں بالاتفاق بلا خلاف صاف صاف واشکاف تصریحیں فرمائیں کہ رضائی بھائی بہن کی بیٹیاں، بھانجی، بھتیجی ایسی کی طرح حرام قطعی ہیں، اور شک نہیں کہ اخوت رشتہ منکر رہے کہ دونوں طرف سے یکساں قائم ہوتا ہے، جس طرح مرضعہ کا بیٹا رضیع کا بھائی ہوا، واجب کہ یوں ہی رضیع پر مرضعہ کا بھائی ہو یہ محال ہے کہ زید تو عمر کا بھائی ہو اور عمرو زید کا بھائی نہ ہو، اور جب رضیع اولاد مرضعہ کا یقیناً اجماعاً بھائی ہے جس سے انکار کسی ذی عقل بلکہ فہیم بچہ کو بھی متصور نہیں۔ اور جملہ ائمہ و نصوص مذہب صریح قطعی تصریحیں فرما رہے ہیں کہ رضائی بھائی کی بیٹی حرام ہے تو رضیع کی اولاد مرضعہ کی اولاد کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے، یہ یقیناً نصوص قطعیہ و اجماع امت کے خلاف ہے، ائمہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ رضائی بھائی کی بیٹی حرام ہے اور رضیع اور پسر مرضعہ دونوں یقیناً آپس میں رضائی بھائی ہیں۔ تو ان میں ہر ایک کی بیٹی دوسرے پر حرام قطعی ہے، کیا کوئی عاقل یہ بھی گمان کر سکتا ہے کہ ایک بھائی کی بیٹی دوسرے پر حرام ہو اور اس دوسرے بھائی کی بیٹی اس بھائی کے لیے حلال ہو، شرع، عرف، عقل، نقل کسی میں بھی اس لغو و بیہودہ فرق کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ حاشا ہرگز نہیں۔

نص ۳۰: شرح وقایہ میں فرمایا: از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند و از جانب شیرخوارہ زوجان و فروع ۱۔

(۱۔ شرح وقایہ کتاب الرضاۃ مطبع مجتہائی دہلی ۲/ ۶۷)

(دودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیرخوار کی جانب سے وہ اور اس کا زوج یا زوجہ اور اس کے فروع ۱۔

ہو۔ (17)

مسئلہ ۱۷: ایک عورت کا دو بچوں نے دودھ پیا اور ان میں ایک لڑکا، ایک لڑکی ہے تو یہ بھائی بہن ہیں اور نکاح حرام اگرچہ دونوں نے ایک وقت میں نہ پیا ہو بلکہ دونوں میں برسوں کا فاصلہ ہو اگرچہ ایک کے وقت میں ایک شوہر کا دودھ تھا اور دوسرے کے وقت میں دوسرے کا۔ (18)

مسئلہ ۱۸: دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح پلانے والی کے بیٹوں، پوتوں سے نہیں ہو سکتا، کہ یہ ان کی بہن یا پھوپھی ہے۔ (19)

مسئلہ ۱۹: جس عورت سے زنا کیا اور بچہ پیدا ہوا، اس عورت کا دودھ جس لڑکی نے پیادہ زانی پر حرام ہے۔ (20)

مسئلہ ۲۰: پانی یا دوا میں عورت کا دودھ ملا کر پلایا تو اگر دودھ غالب ہے یا برابر تو رضاع ہے مغلوب ہے تو نہیں۔ یونہی اگر بکری وغیرہ کسی جانور کے دودھ میں ملا کر دیا تو اگر یہ دودھ غالب ہے تو رضاع نہیں ورنہ ہے اور دو عورتوں کا دودھ ملا کر پلایا تو جس کا زیادہ ہے اس سے رضاع ثابت ہے اور دونوں برابر ہوں تو دونوں سے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ بہر حال دونوں سے رضاع ثابت ہے۔ (21)

مسئلہ ۲۱: کھانے میں عورت کا دودھ ملا کر دیا، اگر وہ پتلی چیز پینے کے قابل ہے اور دودھ غالب یا برابر ہے تو رضاع ثابت، ورنہ نہیں اور اگر پتلی چیز نہیں ہے تو مطلقاً ثابت نہیں۔ (22)

مسئلہ ۲۲: دودھ کا پنیر یا کھویا بنا کر بچہ کو کھلایا تو رضاع نہیں۔ (23)

مسئلہ ۲۳: خلع مشکل کو دودھ اترائے بچہ کو پلایا، تو اگر اس کا عورت ہونا معلوم ہوا تو رضاع ہے اور مرد ہونا معلوم ہوا تو نہیں اور کچھ معلوم نہ ہوا تو اگر عورتیں کہیں اس کا دودھ مثل عورت کے دودھ کے ہے تو رضاع ہے ورنہ

حرام ہوں گے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۴۹۶۔ ۴۹۷ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(17) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۸

(18) المرجع السابق

(19) المرجع السابق، ص ۳۹۹

(20) الجوهرة الميرة، کتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص ۳۵

(21) المرجع السابق، ص ۳۶، ۳۷

(22) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۰۱

(23) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۰۱

نہیں۔ (24)

مسئلہ ۲۴: کسی کی دو عورتیں ہیں بڑی نے چھوٹی کو جو شیر خوار (دودھ پیتی) ہے دودھ پلایا تو دونوں اس پر ہمیشہ کو حرام ہو گئیں بشرطیکہ بڑی کے ساتھ وطی کر چکا ہو اور وطی نہ کی ہو تو دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ بڑی کو طلاق دے دی ہے اور طلاق کے بعد اس نے دودھ پلایا تو بڑی ہمیشہ کو حرام ہو گئی اور چھوٹی بدستور نکاح میں ہے۔ دوم یہ کہ طلاق نہیں دی ہے اور دودھ پلایا تو دونوں کا نکاح فسخ ہو گیا مگر چھوٹی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور بڑی سے وطی کی ہو تو پورا مہر پائے گی اور وطی نہ کی ہو تو کچھ نہ ملے گا مگر جب کہ دودھ پلانے پر مجبور کی گئی یا سوتی تھی سوتے میں چھوٹی نے دودھ پی لیا یا مجنونہ تھی حالت جنون میں دودھ پلایا یا اس کا دودھ کسی اور نے چھوٹی کے حلق میں ٹپکا دیا تو ان صورتوں میں نصف مہر بڑی بھی پائے گی اور چھوٹی کو نصف مہر ملے گا پھر اگر بڑی نے نکاح فسخ کرنے کے ارادہ سے پلایا تو شوہر یہ نصف مہر کہ چھوٹی کو دے گا، بڑی سے وصول کر سکتا ہے۔

یو میں اُس سے وصول کر سکتا ہے جس نے چھوٹی کے حلق میں دودھ ٹپکا دیا بلکہ اُس سے تو چھوٹی اور بڑی دونوں کا نصف نصف مہر وصول کر سکتا ہے جب کہ اُس کا مقصد نکاح فاسد کر دینا ہو اور اگر نکاح فاسد کرنا مقصود نہ ہو تو کسی صورت میں کسی سے نہیں لے سکتا اور اگر یہ خیال کر کے دودھ پلایا ہے، کہ بھوکی ہے ہلاک ہو جائے گی تو اس صورت میں بھی رجوع نہیں۔ عورت کہتی ہے کہ فاسد کرنے کے ارادہ سے نہ پلایا تھا تو حلف (قسم) کے ساتھ اس کا قول مان لیا جائے۔ (25)

مسئلہ ۲۵: بڑی نے چھوٹی کو بھوکی جان کر دودھ پلایا بعد کو معلوم ہوا کہ بھوکی نہ تھی، تو یہ نہ کہا جائے گا کہ فاسد کرنے کے ارادہ سے پلایا۔ (26)

مسئلہ ۲۶: رضاع کے ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ ہوں اگرچہ وہ عورت خود دودھ پلانے والی ہو، فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہو گا مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کر لے۔ (27)

(24) الجوهرة النيرة، کتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص ۳۷

(25) الجوهرة النيرة، کتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص ۳۷، ۳۸

والذرا المختار در المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۲، ص ۳۰۲-۳۰۵

(26) الجوهرة النيرة، کتاب الرضاع، الجزء الثاني، ص ۳۸

(27) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

رہا مسئلہ رضاعت، ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیان ثبوت رضاعت کے لیے کافی نہیں خصوصاً جبکہ خود مضطرب ہو،

کہا فصلناہ فی فتاونا السابقة الواردة علینا من المسائل فی هذا الباب

مسئلہ ۲۷: رضاع کے ثبوت کے لیے عورت کے دعویٰ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں مگر تفریق قاضی کے حکم سے ہوگی یا متارکہ سے مدخولہ میں کہنے کی ضرورت ہے، مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھے جدا کیا یا چھوڑا اور غیر مدخولہ میں محض اس سے علیحدہ ہو جانا کافی ہے۔ (28)

مسئلہ ۲۸: کسی عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت نے آکر کہا، میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اگر شوہر یا دونوں اس کے کہنے کو سچ سمجھتے ہوں تو نکاح فاسد ہے اور وٹلی نہ کی ہو تو مہر کچھ نہیں اور اگر دونوں اس کی بات جھوٹی سمجھتے ہوں تو بہتر جدائی ہے اگر وہ عورت عادلہ ہے، پھر اگر وٹلی نہ ہوئی ہو تو مرد کو افضل یہ ہے کہ نصف مہر دے اور عورت کو افضل یہ ہے کہ نہ لے اور وٹلی ہوئی ہو تو افضل یہ ہے کہ پورا مہر دے اور نان نفقہ بھی اور عورت کو افضل یہ ہے کہ مہر مثل اور مہر مقرر شدہ میں جو کم ہے وہ لے اور اگر عورت کو جدا نہ کرے جب بھی حرج نہیں۔ بلا میں تصدیق کی اور شوہر نے تکذیب تو نکاح فاسد نہیں مگر زوجہ شوہر سے حلف لے سکتی ہے اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو تفریق کر دی جائے۔ (29)

مسئلہ ۲۹: عورت کے پاس دو عادل نے شہادت دی اور شوہر منکر ہے (انکار کرتا ہے) مگر قاضی کے پاس شہادت نہیں گزری، پھر یہ گواہ مر گئے یا غائب ہو گئے تو عورت کو اس کے پاس رہنا جائز نہیں۔ (30)

جیسا کہ ہم نے اس بارے میں پہلے سے آئے ہوئے مسائل کے جوابات میں اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں بیان کر دی ہے۔

اس سے احتیاطاً بچنا صرف مرتبہ استقباب میں ہے اور فعل غایت درجہ مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ کہ نہ کرے تو بہتر، کرے تو کچھ گناہ نہیں، فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

رجل تزوج امرأة فأخبر رجل مسلم ثقة او امرأة انها ارتضعا من امرأة واحدة قال في الكتاب احب الى ان يتنزه فيطيقها ويعطيها نصف البهر ان لم يدخل بها ولا يثبت الحرمة بخبر الواحد عندنا ماله يشهد به رجلان اور رجل وامرأتان۔ (۱۔ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح والاباحہ فصل فیما یقبل قول الواحد الخ نوکشور لکھنؤ ۳، ۷۸۷)

ایک شخص کا عورت سے نکاح ہونے کے بعد ایک ثقہ مرد یا عورت نے یہ خبر دی کہ ان میاں بیوی نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، تو امام قاضی خان نے کتاب میں فرمایا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ وہ شخص بطور احتیاط عورت کو طلاق دے دے اور دخول نہ کیا ہو تو نصف مہر ادا کرے، جبکہ رضاعت کی حرمت ایک شخص کی خبر سے ثابت نہیں ہوتی جب تک دو مرد، یا ایک مرد و عورتیں شہادت نہ دیں حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۲۰۳-۲۰۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(28) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۱۰

(29) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۴۷

(30) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۱۰

مسئلہ ۳۰: صرف دو عورتوں نے قاضی کے پاس رضاع کی شہادت دی اور قاضی نے تفریق کا حکم دے دیا تو یہ حکم نافذ نہ ہوگا۔ (31)

مسئلہ ۳۱: کسی عورت کی نسبت کہا کہ یہ میری دودھ شریک بہن ہے پھر اس اقرار سے پھر گیا (یعنی مکر گیا) اس کا کہنا مان لیا جائے اور اگر اقرار کے ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ بات ٹھیک ہے، سچی ہے، صحیح ہے، حق وہی ہے جو میں نے کہہ دیا تو اب اقرار سے پھر نہیں سکتا اور اگر اس عورت سے نکاح کر چکا تھا، اب اس قسم کا اقرار کرتا ہے تو جدائی کر دی جائے اور اگر عورت اقرار کر کے پھر گئی اگرچہ اقرار پر اصرار کیا اور ثابت رہی ہو تو اس کا قول بھی مان لیا جائے۔ دونوں اقرار کر کے پھر گئے جب بھی یہی احکام ہیں۔ (32)

مسئلہ ۳۲: مرد نے اپنی عورت کی چھاتی چوسی (33) تو نکاح میں کوئی نقصان نہ آیا اگرچہ دودھ مونہ میں آ گیا بلکہ حلق سے اتر گیا۔ (34)

(31) المرجع السابق، ص ۴۱۱

(32) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۰۶-۴۰۸

(33) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

يجوز للرجل التمتع بعمره كيف ما شاء من رأسها الى قدمها الا ما نهى الله تعالى عنه، وكل ما ذكر في السؤال لا نهى عنه، اما التقبيل فمسنون مستحب يؤجر عليه ان كان بنية صالحة واما مص الثديها فكذلك ان لم تكن ذات لبن، وان كانت واختر من دخول اللبن حلقه فلا بأس به، وان شرب شيئاً منه قصداً فهو حرام وان كانت غزيرة اللبن وخشى ان لو مص ثديها يدخل اللبن في حلقه فالمص مكروه قال صلى الله تعالى عليه وسلم ومن رتع حول الحنثي اوشك ان يقع فيه ا- والله سبحانه وتعالى اعلم.

(۱- شرح النہ للامام المغوی باب مضاجعة الحائض للملك الاسدای بیروت ۲/ ۱۳۰)

مرد کے لئے جائز ہے کہ اپنی بیوی کے سر سے لے کر پاؤں تک جیسے چاہے لطف اندوز ہو سوائے ان کے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اور سوال مذکور امور میں سے کسی سے منع نہیں کیا گیا۔ پورے تو مسنون و مستحب ہے اور اگر تہمت صادر ہو تو باعث اجرو ثواب ہے۔ رہا پستان کو منہ میں دینا، تو اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے جب کہ بیوی دودھ دلی نہ ہو اور اگر وہ دودھ دلی ہے اور مرد اس بات کا لحاظ رکھے کہ دودھ کا کوئی قطرہ اس کے حلق میں داخل نہ ہونے پائے تو بھی حرج نہیں، اور اگر اس دودھ میں سے جان بوجھ کر کچھ پیا تو یہ پینا حرام ہے۔ اور اگر وہ زیادہ دودھ دلی ہے اور اسے ڈر ہے کہ پستان منہ میں لے گا تو دودھ حلق میں داخل ہوگا تو اس صورت میں پستان کو منہ میں لینا مکروہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چراگاہ کے ارد گرد (جانور) چرائے تو قریب ہے کہ وہ (جانور) چراگاہ میں جا پڑے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۲۶۷-۲۶۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(34) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۱۱

ولی کا بیان

امام احمد و مسلم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حبیب ولی سے زیادہ اپنے نفس کی حقدار ہے اور بکر (کو آری) (کنواری) سے اجازت لی جائے اور چپ رہنا بھی اس کا اذن ہے۔ (1)

ابوداؤد انھیں سے راوی، کہ ایک جوان لڑکی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی، کہ اس کے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسے اختیار دیا۔ (2) یعنی چاہے تو اس نکاح کو جائز کر دے یا رد کر دے۔

(1) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استئذان النشیب فی النکاح بالطلاق الخ، الحدیث: ۶۷ (۱۳۲۱) ج ۵ ص ۷۳۸
حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ بے خاندان والی بالغ لڑکی خواہ کنواری ہو یا بیوہ یا مطلقہ اپنے نفس کی مختار ہے کہ اگر اس کا ولی کسی اور سے اس کا نکاح کر دے اور یہ خود کسی دوسرے سے نکاح کرے تو اس کا اپنا کیا ہوا نکاح معتبر ہوگا نہ کہ ولی کا کیا ہوا نکاح۔ معلوم ہوا کہ عاقلہ بالغہ کے نکاح کے لیے اجازت ولی شرط نہیں اس کے بغیر بھی ہو سکتا ہے، جیسا کہ من و لیمما سے معلوم ہوا۔

۲۔ یہاں باکرہ کا ذکر علیحدہ فرمایا اس حکم کو بیان کرنے کے لیے ہے یعنی باکرہ و شبیبہ کے حکم میں صرف یہ کہ باکرہ کی خاموشی اجازت ہے اور شبیبہ کی نہیں اسے صاف الفاظ میں اجازت دینا ہوگی، باقی مختار ہونے میں دونوں برابر ہیں یہ حدیث احناف کی قوی دلیل ہے۔

۳۔ خاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سی روایات سے مروی ہے جن کے الفاظ میں قدرے فرق ہے مگر معنی و منشاء سب کا یکساں ہے وہ یہ کہ عاقلہ بالغہ لڑکی خواہ کنواری ہو خواہ بیوہ، خواہ طلاق والی اپنے نفس کی مختار ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا، اور اس کے نکاح کے لیے ولی شرط نہیں اور باکرہ کی خاموشی اس کی اجازت ہے مگر خاموشی اس وقت اجازت مانی جائے گی جب کہ اذن لینے والا اس کا ولی یا ولی کا وکیل ہو اور دولہا کا نام پتہ وغیرہ بتا کر اجازت مانگی جائے جس سے اسے دولہا کا پورا پتہ لگ جائے اگر ان میں سے کوئی چیز کم رہی تو خاموشی اجازت نہ ہوگی۔ (مرآۃ السانجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵ ص ۳۸)

(2) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجھا ابوھا الخ، الحدیث: ۲۰۹۶، ج ۲ ص ۲۳۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ وہ لڑکی بالغ تھی، جیسا کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہوتا ہے بعض شارحین نے کہا کہ وہ خنساء بنت خدام تھیں جن کا واقعہ پہلے گزر چکا مگر یہ درست نہیں کہ وہ کنواری نہ تھیں۔ یہ لڑکی کنواری ہے، بعض نے فرمایا کہ اس لڑکی کا نام واللہ ہے۔ واللہ اعلم



۲۔ صورت یہ تھی کہ باپ نے اس لڑکی سے پوچھے بغیر نکاح کر دیا لڑکی دل سے ناراض تھی بوقت نکاح لڑکی نے انکار نہ کیا تھا، ورنہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا اور لڑکی کو اختیار نہ ملتا لہذا حدیث بالکل واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

۳۔ یعنی وہ نکاح تیری رضا پر موقوف ہے اگر تو چاہے تو جائز رکھ اور چاہے فسخ کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالغ لڑکی پر باپ وغیرہ جبر نہیں کر سکتے اگر اس سے بغیر پوچھے نکاح کر دیں گے تو نکاح فضولی ہو گا لڑکی جائز رکھے یا نہ، ہمارے ہاں اس اختیار کی وجہ لڑکی کا بلوغ تھا امام شافعی کے ہاں اس کا بیکارہ یعنی کنواری ہونا۔

۴۔ یہ حدیث، احمد، نسائی، ابن ماجہ نے بھی نقل کی ابن قنطار کہتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے۔

مسائل فقہیہ

ولی وہ ہے جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو دوسرا چاہے یا نہ چاہے۔ ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے، بچہ اور مجنون ولی نہیں ہو سکتا۔ مسلمان کے ولی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے کہ کافر کو مسلمان پر کوئی اختیار نہیں، متقی ہونا شرط نہیں۔ فاسق بھی ولی ہو سکتا ہے۔ ولایت کے اسباب چار ہیں:

قرابت ۱ (یعنی قریبی رشتہ)، ملک ۲، ولایت ۳، امامت ۴۔ (1)

مسئلہ ۱: قرابت کی وجہ سے ولایت عصبہ بنفہ کے لیے ہے (1A) یعنی وہ مرد جس کو اس سے قرابت کسی عورت کی وساطت سے نہ ہو یا یوں سمجھو کہ وہ وارث کہ ذوی القروض کے بعد جو کچھ بچے سب لے لے اور اگر ذوی القروض نہ ہوں تو سارا مال یہی لے۔ ایسی قرابت والا ولی ہے اور یہاں بھی وہی ترتیب ملحوظ ہے جو وراثت میں معتبر ہے یعنی سب میں مقدم بیٹا، پھر پوتا، پھر پر پوتا اگرچہ کئی پشت کا فاصلہ ہو، یہ نہ ہوں تو باپ، پھر دادا، پھر پردادا، وغیرہم اصول اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو، پھر حقیقی بھائی، پھر سوتیلے بھائی، پھر حقیقی بھائی کا بیٹا، پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا، پھر حقیقی چچا، پھر حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا۔

خلاصہ یہ کہ اُس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو مرد ہو، وہ ولی ہے اگر بیٹا نہ ہو تو جو حکم بیٹے کا ہے وہی پوتے کا ہے، وہ نہ ہو تو پر پوتے کا اور عصبہ کے ولی ہونے میں اُس کا آزاد ہونا شرط ہے اگر غلام ہے تو اس کو ولایت

(1) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۳۷-۱۳۹، وغیرہ

(1A) اعلیٰ حضرت، امام المسند، محمد دین دلت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تنویر الابصار میں ہے: الولی فی النکاح العصبۃ بلا توسط النبی علی ترتیب الارث والحجب۔

نکاح کا ولی عصبہ بنفہ یعنی وہ مرد شخص جس کی نسبت میں عورت کا واسطہ نہ ہو، یہ ولی وراثت کی ترتیب اور ایک دوسرے کے لیے مانع ہونے کی ترتیب سے ہوں گے۔ (۱) در مختار شرح تنویر الابصار باب الوصی مطبع مجتہدی دہلی، ۱/۱۹۳

لو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ (۱) در مختار باب الولی مطبع مجتہدی دہلی، ۱/۱۹۳

اگر قریب ولی کی موجودگی میں بعید ولی نے نکاح کر دیا تو وہ نکاح قریب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔

نہیں بلکہ اس صورت میں ولی وہ ہوگا جو اس کے بعد ولی ہو سکتا ہے۔ (2)

مسئلہ ۲: کسی پاگل عورت کے باپ اور بیٹا یا دادا اور بیٹا ہیں تو بیٹا ولی ہے باپ اور دادا نہیں مگر اس عورت کا نکاح کرنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ باپ اس کے بیٹے (یعنی اپنے نواسے) کو نکاح کر دینے کا حکم کر دے۔ (3)

مسئلہ ۳: عصبہ نہ ہوں تو ماں ولی ہے، پھر دادی، پھر نانی، پھر بیٹی، پھر پوتی، پھر نواسی، پھر پرپوتی، پھر نواسی کی بیٹی، پھر نانا، پھر حقیقی بہن، پھر سوتیلی بہن، پھر اخیانی بھائی بہن یہ دونوں ایک درجے کے ہیں، ان کے بعد بہن وغیرہ کی اولاد اسی ترتیب سے پھر پھوپھی، پھر ماموں، پھر خالہ، پھر چچا زاد بہن، پھر اسی ترتیب سے ان کی اولاد۔ (4)

مسئلہ ۴: جب رشتہ دار موجود نہ ہوں تو ولی مولی الموالاة ہے یعنی وہ جس کے ہاتھ پر اس کا باپ مشرف باسلام ہوا اور یہ عہد کیا کہ اس کے بعد یہ اس کا وارث ہوگا یا دونوں نے ایک دوسرے کا وارث ہونا ٹھہرا لیا ہو۔ (5)

مسئلہ ۵: ان سب کے بعد بادشاہ اسلام ولی ہے پھر قاضی جب کہ سلطان کی طرف سے اسے نابالغوں کے نکاح کا اختیار دیا گیا ہو اور اگر اس کے متعلق یہ کام نہ ہو اور نکاح کر دیا پھر سلطان کی طرف سے یہ خدمت بھی اسے سپرد ہوئی اور قاضی نے اس نکاح کو جائز کر دیا تو جائز ہو گیا۔ (6)

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۳

والدر المختار، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۰، وغیرہا

(3) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۳

(4) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ج ۱، ص ۱۶۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تمویر الابصار میں ہے:

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب فان لم یکن عصبۃ فالولیۃ للام ثم للاخت ثم

لولد الام ثم للذوی الارحام العبات ثم الاخوال اسے۔ (۱) در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۹۳

نکاح کا ولی، دراخت اور مانع ہونے کی ترتیب کے مطابق عصبات بخمہ ہوتے ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر ولایت ماں کو حاصل ہوگی، پھر بہن کو پھر والدہ کی طرف سے بھائی پھر ذوی الارحام میں پھوپھی پھر ماموں کو حاصل ہوتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۶۳۰ رض ف و نڈیشن، لاہور)

(5) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ج ۱، ص ۱۶۵

ورد المختار، کتاب النکاح، مطلب: لا یصح تولیۃ الصغیر شیخ علی خیرات، ج ۴، ص ۱۸۵

(6) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ج ۱، ص ۱۶۵

مسئلہ ۶: قاضی نے اگر کسی نابالغ لڑکی سے اپنا نکاح کر لیا تو یہ نکاح بغیر ولی کے ہوا یعنی اس صورت میں قاضی ولی نہیں۔ یونہی بادشاہ نے اگر ایسا کیا تو یہ بھی بے ولی کے (ولی کے بغیر) نکاح ہوا اور اگر قاضی نے نابالغ لڑکی کا نکاح اپنے باپ یا لڑکے سے کر دیا تو یہ بھی جائز نہیں۔ (7)

مسئلہ ۷: قاضی کے بعد قاضی کا نائب ہے جب کہ بادشاہ اسلام نے قاضی کو یہ اختیار دیا ہو اور قاضی نے اس نائب کو اجازت دی ہو یا تمام امور میں اس کو نائب کیا ہو۔ (8)

مسئلہ ۸: وصی کو یہ اختیار نہیں کہ یتیم کا نکاح کر دے اگرچہ اس یتیم کے باپ دادا نے یہ وصیت بھی کی ہو کہ میرے بعد تم اس کا نکاح کر دینا، البتہ اگر وہ قریب کا رشتہ دار یا حاکم ہے تو کر سکتا ہے کہ اب وہ ولی بھی ہے۔ (9)

مسئلہ ۹: نابالغ بچے کی کسی نے پرورش کی، مثلاً اسے متبنی کیا (منہ بولا بیٹا بنایا) یا لاوارث بچہ کہیں پڑا ملا، اُسے پال لیا تو یہ شخص اس کے نکاح کا ولی نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۰: لونڈی، غلام کے نکاح کا ولی ان کا مولیٰ ہے، اس کے سوا کسی کو ولایت نہیں اگر کسی اور نے یا اس نے خود نکاح کر لیا تو وہ نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف رہے گا جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا، رد کر دے گا باطل ہو جائے گا اور اگر غلام دو شخص میں مشترک ہے تو ایک شخص تنہا اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ (11)

مسئلہ ۱۱: مسلمان شخص کا فرہ کے نکاح کا ولی نہیں مگر کافرہ باندی کا ولی اس کا مولیٰ ہے۔ یونہی بادشاہ اسلام

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
اور رد المحتار میں اختیار سے ہے:

ولا تنتقل الی السلطان لان السلطان ولی من لا ولی له وحذہا لہا اولیاء ۳۔

(۳۔ رد المحتار، باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۱۵)

سلطان کو ولایت منتقل نہ ہوگی کیونکہ سلطان اس وقت ولی بنتا ہے جب دوسرا کوئی ولی نہ ہو جبکہ اس کے اولیاء موجود ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۹۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۳

والدرد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۸۷

(8) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: لا یصح تولیہ الصغیر شجاع علی خیرات، ج ۴، ص ۱۸۵

(9) الدرد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۸۶

(10) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۳

(11) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ج ۱، ص ۱۶۵

اور قاضی بھی کافرو کے ولی ہیں کہ ان کو اس کا نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۲: لونڈی، غلام ولی نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ مکاتب اپنے لڑکے کا ولی نہیں۔ (13)

مسئلہ ۱۳: کافر اصلی، کافر اصلی کا ولی ہے اور مرتد کسی کا بھی ولی نہیں، نہ مسلم کا، نہ کافر کا یہاں تک کہ مرتد مرتد کا بھی ولی نہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۴: ولی اگر پاگل ہو گیا تو اس کی ولایت جاتی رہی اور اگر اس قسم کا پاگل ہے کہ کبھی پاگل رہتا ہے اور کبھی

(12) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۸۳

(13) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۴

(14) المرجع السابق

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
کافر دو قسم ہے: اصلی و مرتد۔ اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے، یہ دو قسم ہے: مجاہد و منافق، مجاہد وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو اور منافق وہ کہ ہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو، یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔
ان المتافقین فی الدلت الاسفل من النار۔ بیشک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں۔

(۱) القرآن الکریم ۴/۱۳۵

کافر ہر چار قسم ہے:

اول دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوم مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود جانتا ہے، جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں اور آریہ کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں، مگر قدیم و غیر مخلوق جانتے ہیں دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موجد سمجھنا سخت باطل ہے۔
سوم مجوسی آتش پرست۔

چہارم کتابی یہود و نصاریٰ کہ دہریہ نہ ہوں،

ان میں اول تین قسم کا ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل ہے اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع و گناہ ہے۔
کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے اس کی بھی دو قسم ہیں: مجاہد و منافق۔

مرتد مجاہد وہ کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا کلمہ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی یا کتابی کچھ بھی ہو۔
مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۴، ص ۳۲۸-۳۲۹، مرقا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہوش میں تو ولایت باقی ہے، افاقہ کی حالت میں جو کچھ تصرفات کریگا نافذ ہوں گے۔ (15)

مسئلہ ۱۵: لڑکا معتوہ یا مجنون ہے اور اسی حالت میں بالغ ہوا تو باپ کی ولایت اب بھی بدستور باقی ہے اور اگر بلوغ کے وقت عاقل تھا پھر مجنون یا معتوہ ہو گیا تو باپ کی ولایت پھر عود کر آئے گی (یعنی لوٹ آئے گی) اور کسی کا باپ مجنون ہو گیا تو اس کا بیٹا ولی ہے اپنے باپ کا نکاح کر سکتا ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۶: اپنے بالغ لڑکے کا نکاح کر دیا اور ابھی لڑکے نے جائز نہ کیا تھا کہ پاگل ہو گیا، اب اس کے باپ نے نکاح جائز کر دیا تو جائز ہو گیا۔ (17)

مسئلہ ۱۷: نابالغ نے اپنا نکاح خود کیا اور نہ اس کا ولی ہے، نہ وہاں حاکم تو یہ نکاح موقوف ہے بالغ ہو کر اگر جائز کر دے گا ہو جائے گا اور اگر نابالغ نے بالغ عورت سے نکاح کیا پھر غائب ہو گیا پھر عورت نے دوسرا نکاح کیا اور نابالغ نے بلوغ کے وقت نکاح جائز کر دیا تھا اگر دوسرا نکاح اجازت سے پہلے کیا تو دوسرا ہو گیا اور بعد میں تو نہیں اور اب پہلا ہو گیا۔ (18)

مسئلہ ۱۸: دو برابر کے ولی نے نکاح کر دیا۔ مثلاً اس کے دو ۲ حقیقی بھائی ہیں دونوں نے نکاح کر دیا تو جس نے پہلے کیا وہ صحیح ہے اور اگر دونوں نے ایک ساتھ کیا ہو یا معلوم نہ ہو کہ کون پیچھے ہے، کون پہلے تو دونوں باطل۔ (19)

مسئلہ ۱۹: ولی اقرب غائب ہے اس وقت دُور والے ولی نے نکاح کر دیا تو صحیح ہے اور اگر اس کی موجودگی میں نکاح کیا تو اس کی اجازت پر موقوف ہے محض اس کا سکوت کافی نہیں بلکہ صراحت یا دلالت اجازت کی ضرورت ہے، یہاں تک کہ اگر ولی اقرب مجلس میں موجود ہو تو یہ بھی اجازت نہیں اور اگر اس ولی اقرب نے نہ اجازت دی تھی، نہ رد کیا اور مر گیا یا غائب ہو گیا کہ اب ولایت اسی دُور والے ولی کو پہنچی تو وہ قبل میں اس کا نکاح کر دینا اجازت نہیں بلکہ اب اس کی جدید اجازت درکار ہے۔ (20)

(15) المرجع السابق

(16) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۳

(17) المرجع السابق

(18) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: لا یصح تولیہ الصغیر شیخ علی خیرات، ج ۲، ص ۱۸۷

(19) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۲، ص ۱۸۸

(20) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سکوت بکر کہ بجائے اذن داشتہ اندوران صورت ست کہ استیذان خود ولی اقرب یا وکیل یا رسول او کردہ باشد کہ فی الدر وغیرہ، بیجا کہ استیذان ولی بعد قیام اقرب کردہ است اگر نہ بروجہ وکالت و رسالت از اقرب بود بسکوت زن اصل کارے نکشود نکاح نکاح سے

مسدہ ۲۰: ولی کے غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کا انتظار کیا جائے تو وہ جس نے پیغام دیا ہے اور کفو بھی ہے، ہاتھ سے جاتا رہے گا اگر ولی قریب مفقود الخیر ہو یا کہیں دورہ کرتا ہو کہ اس کا پتا معلوم نہ ہو یا وہ ولی اسی شہر میں چھپا ہوا ہے مگر لوگوں کو اس کا حال معلوم نہیں اور ولی بعد نے نکاح کر دیا اور وہ اب ظاہر ہوا تو نکاح صحیح ہو گیا۔ (21)

فضولی شد و ہر اجازتے دیگر قولاً یا فعلاً یا سکوتاً چنانکہ در تلامذائے خود وجہ انہار روشن کردہ ایم از زن قولے یا لیسے مظہر رد نکاح ہیبتانہ نامہ اور داین خلوت برضائے اور دے نمود نکاح موقوف تھا ذیافت فی الدر المختار ان اسأذ تھا غیر الاقرب کو لی بعید فلا عبرۃ لیسکو تھا بل لا بد من القول اور صوفی معنای من فعل یدل علی الرضا کمنکح من الوطی (مخلصاً)، (۱) در مختار باب الوطی معیتا ہیبتا ہی، دہلی ۱/ ۱۹۲

باکرہ کی خاموشی وہاں اجازت قرار دی جاتی ہے جب اجازت طلب کرنے والا خود یا ولی اقرب ہو یا اس کا وکیل یا قاصد ہو، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے، یہاں کی صورت میں ولی بعد نے اجازت ولی اقرب کی موجودگی میں طلب کی ہے تو اگر اس نے ولی اقرب کی وکالت یا قاصد ہونے کی حیثیت سے اجازت نہ طلب کی ہو تو اس صورت میں باکرہ کی خاموشی رضا کے لئے کارآمد نہیں ہے، یہ نکاح نکاح فضولی ہوا جو کہ عورت کی اجازت پر موقوف تھا، اگر باکرہ نے خلوت سے قبل قولاً یا فعلاً یا خاموش رہ کر کسی قول یا فعل کے ذریعے نکاح کو رد نہ کیا ہو (جیسا کہ رد کے وجوہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں واضح کئے ہیں) تو یہ خلوت جو باکرہ کی رضامندی سے ہوئی ہے اجازت قرار پائے گی اور موقوف نکاح نافذ ہو جائیگا، در مختار میں ہے کہ اگر لڑکی سے غیر اقرب مثلاً ولی بعد نے اجازت طلب کی ہو تو لڑکی کے سکوت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ لڑکی کی طرف سے صراحت قول یا اس کے قائم مقام کسی اپنے فعل، جو رضا پر دلالت کرتا ہو، کا اظہار ضروری ہے مثلاً وہ خاوند کو دہلی کی اجازت دے دے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۶۱۳-۶۱۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(21) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ج ۱، ص ۱۶۶، وغیرہا

اعلیٰ حضرت، امام، اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: تو یہ سات قول ہیں جن میں اتنی دلائل و دلائل با کد الفاظ فقہی صرف اول و دوم ہیں مگر اصح انکسین دار الخ استر جمہور و معتد علیہ یہی ہے کہ جب اس کی رائے لینے تک کفو حاضر انتظار نہ کرے اور اس پر اٹھا رکھنے میں یہ موقع ہاتھ سے جاتا ہے تو غیبت غیبت منقطعہ ہے یہاں تک کہ اگر ولی، اقرب شہر ہی میں روپوش ہو اور پتا معلوم یا رسائی نہیں اور انتظار باعث فوت کفو ہو تو غیبت منقطعہ سمجھی جائے گی اور ولی بعید کو جو مرتب ولایت میں اس اقرب کے متصل ہے ولایت ہاتھ آئے گی اور اگر اقرب ہزار کوس دور ہے در کفو حاضر نہیں یا انتظار پر راضی تو یہ غیبت منقطعہ نہیں، ولی بعید نکاح کرے گا تو نافذ نہ ہوگا بلکہ اجازت اقرب پر موقوف رہے گا۔

فی تنویر الابصار للولی الا بعد التزوج بغیبة الاقرب مسافة القصر ۳۷ھ

تنویر ابصار میں ہے ولی اقرب سفر کی مسافت پر غائب ہو تو ولی بعد کو نکاح کر دینا جائز ہے ۳۷ھ

(۳) در مختار شرح تنویر الابصار باب الوطی معیتا ہیبتا ہی، دہلی ۱/ ۹۲

فی رد المحتار نسبه فی الهدایة لبعض المتأخرین والزیلعی لا کثر هم قال وعلیہ الفتوی ۳۷ھ

ردالمحتار میں ہے کہ ہدایہ میں اس کو بعض متاخرین کی طرف منسوب کیا ہے اور زیلعی میں اس کو اکثر کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ اس پر فتویٰ ہے اھ (۳ ردالمحتار باب الولید اراحیا التراث العربی بیروت ۲/۳۱۵)

قلت وکذا قال علیہ الفتوی فی الولو الجیۃ کہا فی مجمع الانہر قال القہستانی فی جامع الرموز هو الصحیح وبہ یفتی اھ

قلت (میں کہتا ہوں) یوں ہی دلو الجیہ میں کہا اس پر فتویٰ ہے جیسا کہ مجمع الانہر میں قہستانی نے جامع الرموز میں کہا: یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اھ (۱ جامع الرموز باب الولی والکفۃ ۵۰ مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاسم ایران ۱/۳۶۹)

فی البدو واختار فی الملتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ واعتمدہ الباقانی ونقل ابن کمال ان علیہ الفتوی وثمرة الخلاف فی من اختفی فی المدینۃ هل تكون غیبة منقطعة ۲ اھ

درمیں ہے: اور اس کو ملتقی میں پسندیدہ قرار دیا ہے مگر مگر کرنے والا کفو کے جواب کا انتظار نہ کرے، اور باقانی نے اس کو معتد قرار دیا، اور ابن کمال نے اس پر فتویٰ کو نقل کیا اور ثمرہ اختلاف اس شخص کے متعلق ظاہر ہوگا جو شہر میں چھپ گیا ہو، تو کیا اس صورت میں غیبت منقطعہ ہوگی اھ (۲ ردالمحتار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۴)

قال الشامی قال فی الذخیرۃ الاصح انه اذا کان فی موضع لوانتظر حضورہ واستطلاع رأیہ فات الکفو الذی حضر فالغیبة منقطعة والیہ اشار فی کتاب اھ وفی البحر عن المجتبی والمبسوط انه الاصح وفی النہایۃ واختارہ اکثر المشائخ وصحہ ابن الفضل وفی الہدایہ انه اقرب الی الفقه وفی الفتح انه الاشبه بالفقہ وانه لا تعارض بین اکثر المتأخرین واکثر المشائخ ای لان المراد من المشائخ المتقدمون وفی شرح الملتقی عن الحفائض انه اصح الاقاویل وعلیہ الفتوی اھ وعلیہ مشی فی الاختیار والنقایۃ ویشیر کلام النہر الی اختیارہ وفی البحر والاحسن الافشاء بما علیہ اکثر المشائخ اھ کلام الشامی.

(۱ ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۱۵)

شامی نے کہا کہ ذخیرہ میں کہا ہے کہ اصح یہ ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ حاضر کفو، اس کی انتظار اور اس کی رائے معلوم کرنے تک، ضائع اور فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو یہ غیبت منقطعہ ہوگی، اور کتاب میں اسی صورت کی طرف اشارہ ہے اھ، بحر میں مجتبیٰ اور مبسوط سے منقول ہے کہ یہی اصح ہے، اور نہایہ میں ہے کہ اس کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ابن فضل نے اس کی تصحیح کی ہے، اور ہدایہ میں ہے کہ یہ اقرب فقہ ہے، اور فتح میں کہا کہ یہ فقہ کے اشبہ ہے اور یہ کہ اکثر متاخرین اور اکثر مشائخ میں کوئی تعارض نہیں ہے، یعنی اکثر مشائخ سے مراد متقدمین ہیں، اور شرح ملتقی میں حقائق سے منقول ہے کہ اقوال میں سے یہی اصح ہے اور اس پر فتویٰ ہے اھ، اور اختیار اور نقایہ میں اسی پر رجحان ہے، اور نہر کی کلام میں اس کے مختار ہونے کا اشارہ ہے، اور بحر میں کہا کہ جس پر اکثر مشائخ ہوں اس پر فتویٰ بہتر ہے، شامی کا کلام ختم ہوا، (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۸۷-۵۹۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۲۱: ولی اقرب صالح ولایت نہیں، مثلاً بچہ ہے یا مجنون تو ولی الاعد ہی نکاح کا ولی ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۲: مولیٰ اگر غائب بھی ہو جائے اور اس کا پتا بھی نہ چلے، جب بھی لونڈی، غلام کے نکاح کی ولایت اسی کو ہے اس کے رشتہ دار ولی نہیں۔ (23)

(22) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۵

اعلیٰ حضرت، امام المسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

الاعد میں افضل التفصیل اپنے باب پر نہیں بلکہ اس سے ہر ولی بعید مراد ہے مگر نہ مطلقاً بلکہ وہی جو اس ولی اقرب کے متصل ہو یعنی باقی تمام ادیب، میں کوئی اس سے اقرب نہ ہو سب اس سے نیچے ہوں یا برابر، مثلاً باپ غائب اور جد و برادران و عم موجود ہیں تو ولایت جد کے لئے ہے، نہ برادران و عم کے واسطے، اور جد نہ ہو تو سب برادران و مسرک، نہ عم کو،

فی رد المحتار المراد بالاعد من یلی الغائب فی القرب کما عبر بہ فی کافی الحاکم وعلیہ فلو کان الغائب اباً یا ولہا جد و عم فالولاية للجد لا للعم۔

رد المحتار میں ہے کہ اعد سے مراد ولی اقرب کے بعد دوسرے مرتبے والا ہے جیسا کہ اس کی تعبیر امام حاکم کی کافی میں ہے، اس بنا پر اگر والد غائب کے بعد لڑکی کا دادا اور چچا دونوں موجود ہوں تو ولایت دادا کو ہوگی، چچا کو نہ ہوگی۔

(۱) رد المحتار باب الولیة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۱۵

اور جبکہ ذوی الارحام بلکہ مولی الموالاتہ بھی ہمارے نزدیک سلسلہ اولیاء میں داخل تو من یلی الغائب فی القرب (جو قرب میں بعد والے مرتبہ پر ہو۔ ت) انھیں بھی شامل، مثلاً والد ولی اقرب غائب ہے تو اس کے من یلی فی القرب بھی ذوی الارحام ہیں، اور ذوی الارحام اقرب الاولیاء الموجودین ہوں تو ان کی غیبت میں من الموالاتہ من یلی ہے کما ہو قضیۃ الترتیب وهو ظاہر جدا (جیسا کہ ترتیب کا تقاضا ہے، یہ بالکل ظاہر ہے۔ ت)

در مختار میں ہے:

ثم لولد الام ثم لذوی الارحام ثم مولی الموالاتہ ثم للسلطان۔ ۲۔ الخ۔

پھر والدہ کے بیٹے اور پھر ذوی الارحام کو پھر معاہدہ والے کو پھر سلطان کو حق ولایت ہے الخ (۲) در مختار، باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۹۳ اور رد المحتار میں اختیار سے ہے:

ولا تنتقل الی السلطان لان السلطان ولی من لا ولی له وھذا لھا اولیاء۔ ۳۔

(۳) رد المحتار، باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۱۵

سلطان کو ولایت منتقل نہ ہوگی کیونکہ سلطان اس وقت ولی بنتا ہے جب دوسرا کوئی ولی نہ ہو جبکہ اس کے اولیاء موجود ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۹۱-۵۹۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۲۳: لونڈی آزاد ہوگئی اور اس کا عصبہ کوئی نہ ہو تو وہ عصبہ ہے، جس نے اسے آزاد کیا اور اسی کی اجازت سے نکاح ہوگا، وہ مرد ہو یا عورت اور ذوی الارحام پر آزاد کنندہ (آزاد کرنے والا) مقدم ہے۔ (24)

مسئلہ ۲۴: کفو نے پیغام دیا اور وہ غبرشل بھی دینے پر تیار ہے مگر ولی اقرب لڑکی کا نکاح اس سے نہیں کرتا بلکہ بلاوجہ انکار کرتا ہے تو ولی بعد نکاح کر سکتا ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۵: نابالغ اور مجنون اور لونڈی غلام کے نکاح کے لیے ولی شرط ہے، بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا اور حرہ بالغہ عاقلہ نے بغیر ولی کفو سے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو گیا اور غیر کفو سے کیا تو نہ ہوا اگرچہ نکاح کے بعد راضی ہو گیا۔ البتہ اگر ولی نے سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا اور عورت کے بچہ بھی پیدا ہو گیا تو اب نکاح صحیح مانا جائے گا۔ (26)

مسئلہ ۲۶: جس عورت کا کوئی عصبہ نہ ہو، وہ اگر اپنا نکاح جان بوجھ کر غیر کفو سے کرے تو نکاح ہو جائے گا۔ (27)

مسئلہ ۲۷: جس عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں بعد عدت اس نے جان بوجھ کر غیر کفو سے نکاح کر لیا اور ولی راضی نہیں یا ولی کو اس کا غیر کفو ہونا معلوم نہیں تو یہ عورت شوہر اذل کے لیے حلال نہ ہوئی۔ (28)

مسئلہ ۲۸: ایک درجہ کے چند ولی ہوں۔ بعض کا راضی ہو جانا کافی ہے اور اگر مختلف درجے کے ہوں تو اقرب کا راضی ہونا ضروری ہے کہ حقیقت یہی ولی ہے اور جس ولی کی رضا سے نکاح ہوا جب اس سے کہا گیا تو یہ کہتا ہے کہ یہ شخص کفو ہے تو اب اس کی رضا بے کار ہے اس کی رضا سے بقیہ ورثہ کا حق ساقط نہ ہوگا۔ (29)

مسئلہ ۲۹: راضی ہونا دو طرح ہے۔ ایک یہ کہ صراحۃً کہہ دے کہ میں راضی ہوں۔ دوسرے یہ کہ کوئی ایسا فعل پایا جائے جس سے راضی ہونا سمجھا جاتا ہو، مثلاً مہر پر قبضہ کرنا یا مہر کا مطالبہ یا دعویٰ کر دینا یا عورت کو رخصت کر دینا کہ یہ سب افعال راضی ہونے کی دلیل ہیں، اس کو دلالتہ رضا کہتے ہیں اور ولی کا سکوت رضا نہیں۔ (30)

مسئلہ ۳۰: شافعیہ (امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیروی کا) عورت بالغہ کو آری (کنواری) نے حنفی (امام اعظم

(24) الجوهرة المیرة، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص ۱۳

(25) الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۹۱

(26) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۳۹-۱۵۱

(27) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۵۳، وغیرہ

(28) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۵۲

(29) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۵۳، وغیرہ

(30) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۵۴

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیروکار) سے نکاح کیا اور اس کا باپ راضی نہیں تو نکاح صحیح ہو گیا۔ یوں اس کا عکس۔ (31)

مسئلہ ۳۱: عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا باپ نہ بادشاہ اسلام کو آری (کنواری) ہو یا یتیم۔ یوں نہیں مرد بالغ آزاد اور مکاتب و مکاتبہ کا عقد نکاح بلا (بغیر) ان کی مرضی کے کوئی نہیں کر سکتا۔ (32)

مسئلہ ۳۲: کو آری (کنواری) عورت سے اُس کے ولی یا ولی کے وکیل یا قاصد نے اذن مانگا یا ولی نے براہ اجازت لیے نکاح کر دیا۔ اب اس کے قاصد نے یا کسی فضولی عادل نے خبر دی اور عورت نے سکوت کیا یا ہنسی یا مسکرائی یا بغیر آواز کے روئی تو ان سب صورتوں میں اذن سمجھا جائے گا کہ پہلی صورت میں نکاح کر دینے کی اجازت ہے، دوسری میں نکاح کیا ہوا منظور ہے اور اگر اذن طلب کرتے وقت یا جس وقت نکاح ہو جانے کی خبر دی گئی، اس نے سن کر کچھ جواب نہ دیا بلکہ کسی اور سے کلام کرنا شروع کیا مگر نکاح کو رد نہ کیا تو یہ بھی اذن ہے اور اگر چپ رہنا اس وجہ سے ہوا کہ اسے کھانسی یا چھینک آگئی تو یہ رضا نہیں اس کے بعد رد کر سکتی ہے۔ یوں اگر کسی نے اس کا مونہ بند کر دیا کہ بول نہ سکی تو رضا نہیں۔ اور ہنسنا اگر بطور استہزاء کے (مذاق کے طور پر) ہو یا رونا آواز سے ہو تو اذن نہیں۔ (33)

(31) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۷

(32) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۷

والدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۵۵

(33) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۵۵

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۷، ۲۸۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سکوت بکر کہ بجائے اذن داشتہ اندر ان صورت ست کہ استیذان خود ولی اقرب یا وکیل یا رسول او کردہ باشد کما فی الدر وغیرہ ایجاب کہ استیذان ولی بعد قیام اقرب کردہ است اگر نہ بروجہ وکالت ورسالت از اقرب بود بسکوت زن اصلاً کارے نکشود نکاح نکاح فضولی شدہ براجازتے دیگر قولاً یا فعلاً یا سکوتاً چنانکہ در فتاویٰ خود وجہ آنہا روشن کردہ ایم از زن قولے یا فعلے مظہر رد نکاح بمیان نیامدہ بود و این خصوص برضائے او ردے نمود نکاح موقوف نفاذ یافت فی الدر المختار ان اساً ذمخا غیر الاقرب کوئی بعید فلا عبرۃ لسکوتہ بل لا بد من القول او ہونی معاذ من فعل یدل علی الرضا کتمکینہا من الوطیٰ (ملخصاً)، (۱) در مختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۹۲

باکرہ کی خاموشی وہاں اجازت قرار دی جاتی ہے جب اجازت طلب کرنے والا خود یا ولی اقرب ہو یا اس کا وکیل یا قاصد ہو، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے، یہاں کی صورت میں ولی بعد نے اجازت ولی اقرب کی موجودگی میں طلب کی ہے تو اگر س نے ولی اقرب کی

مسئلہ ۳۳: ایک درجہ کے دو ولی نے بیک وقت دو شخصوں سے نکاح کر دیا اور دونوں کی خبر ایک ساتھ پہنچی عورت نے سکوت کیا (یعنی خاموش رہی)، تو دونوں موقوف ہیں اپنے قول یا فعل سے جس ایک کو جائز کرے جائز ہے اور دوسرا باطل اور دونوں کو جائز کیا تو دونوں باطل اور دونوں نے اذن مانگا اور عورت نے سکوت کیا تو جو پہلے نکاح کر دے وہ ہو گا۔ (34)

مسئلہ ۳۴: ولی نے نکاح کر دیا عورت کو خبر پہنچی اس نے سکوت کیا مگر اس وقت شوہر مر چکا تھا تو یہ اذن نہیں اور اگر شوہر کے مرجانے کے بعد کہتی ہے کہ میرے اذن سے میرے باپ نے اس سے نکاح کیا۔ اور شوہر کے ورثہ انکار کریں تو عورت کا قول مانا جائے گا لہذا وارث ہوگی اور عدت واجب۔ اور اگر عورت نے یہ بیان کیا کہ میرے اذن کے بغیر نکاح ہوا مگر جب نکاح کی خبر پہنچی میں نے نکاح کو جائز کیا تو اب ورثہ کا قول معتبر ہے اب نہ مہر پائے گی نہ میراث۔ رہا یہ کہ عدت گزارے گی یا نہیں اگر واقع میں سچی ہے تو عدت گزارے ورنہ نہیں مگر نکاح کرنا چاہے تو عدت تک روکی جائے گی کہ جب اس نے اپنا نکاح ہونا بیان کیا تو اب بغیر عدت کیوں نکاح کرے گی۔ (35)

مسئلہ ۳۵: عورت سے اذن (اجازت) لینے گئے اس نے کہا کسی اور سے ہوتا تو بہتر تھا تو یہ انکار ہے اور اگر نکاح کے بعد خبر دی گئی اور عورت نے وہی لفظ کہے تو قبول سمجھا جائے گا۔ (36)

مسئلہ ۳۶: ولی اس عورت سے خود اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے اور اجازت لینے گیا اس نے سکوت کیا تو یہ رضا ہے اور اگر نکاح اپنے سے کر لیا اب خبر دی اور سکوت کیا تو یہ رد ہے رضا نہیں۔ (37)

وکالت یا قاصد ہونے کی حیثیت سے اجازت نہ طلب کی ہو تو اس صورت میں باکرہ کی خاموشی رضا کے لئے کارآمد نہیں ہے، یہ نکاح نکاح فضولی ہوا جو کہ عورت کی اجازت پر موقوف تھا، اگر باکرہ نے خلوت سے قبل قول یا فعل یا خاموشی وہ کسی قول یا فعل کے ذریعے نکاح کو رد نہ کیا ہو (جیسا کہ رد کے وجوہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں واضح کئے ہیں) تو یہ خلوت جو باکرہ کی رضامندی سے ہوئی ہے اجازت قرار پائے گی اور موقوف نکاح نافذ ہو جائیگا، درمختار میں ہے کہ اگر لڑکی سے غیر اقرب مثلاً ولی بعد نے اجازت طلب کی ہو تو لڑکی کے سکوت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ لڑکی کی طرف سے صراحۃً قول یا اس کے قائم مقام کسی اپنے فعل، جو رضا پر دلالت کرتا ہو، کا اظہار ضروری ہے مثلاً وہ خاوند کو دلی کی اجازت دے دے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۶۱۱-۶۱۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(34) الدر المختار رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۵۶

(35) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۹

والدر المختار رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۵۷

(36) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۵۷

(37) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۵۸

مسئلہ ۷۳: کسی خاص کی نسبت عورت سے اذن مانگا اس نے انکار کر دیا مگر ولی نے اسی سے نکاح کر دیا۔ اب خبر پہنچی اور ساکت رہی تو یہ اذن ہو گیا اور اگر کہا کہ میں تو پہلے ہی سے اُس سے نکاح نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہے اور اگر جس وقت خبر پہنچی انکار کیا پھر بعد کو رضا ظاہر کی تو یہ نکاح جائز نہ ہوا۔ (38)

مسئلہ ۷۳۸: اذن لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا نام اس طرح لیا جائے جس کو وہ عورت جان سکے۔ اگر یوں کہا کہ ایک مرد سے تیرا نکاح کر دوں یا یوں کہ فلاں قوم کے ایک شخص سے نکاح کر دوں تو یوں اذن نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یوں کہا کہ فلاں یا فلاں سے تیرا نکاح کر دوں اور عورت نے سکوت کیا تو اذن ہو گیا۔ ان دونوں میں جس ایک سے چاہے کر دے یا یوں کہا کہ پڑوس والوں میں سے کسی سے نکاح کر دوں یا یوں کہ کہ چچا زاد بھائیوں میں کسی سے نکاح کر دوں اور سکوت کیا اور ان دونوں صورتوں میں ان سب کو جانتی بھی ہو تو اذن ہو گیا۔ ان میں جس ایک سے کریگا ہو جائے گا اور سب کو جانتی نہ ہو تو اذن نہیں۔ (39)

مسئلہ ۷۳۹: عورت نے اذن عام دے دیا، مثلاً ولی نے کہا کہ بہت سے لوگوں نے پیغام بھیجا ہے، عورت نے کہا جو تو کرے مجھے منظور ہے یا جس سے تو چاہے نکاح کر دے تو یہ اذن عام ہے جس سے چاہے نکاح کر دے مگر اس صورت میں بھی اگر کسی خاص شخص کی نسبت عورت پیشتر انکار کر چکی ہے تو اس کے بارے میں اذن نہ سمجھا جائے گا۔ (40)

مسئلہ ۷۴۰: اذن لینے میں مہر کا ذکر شرط نہیں اور بعض مشائخ نے شرط بتایا لہذا ذکر ہو جانا چاہیے کہ اختلاف ہے بچنا ہے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ جو مہر باندھا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر زیادہ کی ہو تو اگرچہ عورت راضی ہو اولیا کو اعتراض کا حق حاصل ہے یعنی جب کہ کسی غیر ولی نے نکاح کیا ہو اور ولی نے خود ایسا کیا تو اب کون اعتراض کرے۔ (41)

مسئلہ ۷۴۱: ولی نے عورت بالغہ کا نکاح اس کے سامنے کر دیا اور اُسے اس کا علم بھی ہوا اور سکوت کیا تو یہ رضا ہے۔ (42)

(38) الدر المختار رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۵۸

(39) المرجع السابق، ص ۱۵۸

(40) المرجع السابق، ص ۱۵۹

(41) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۵۹

(42) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۶۰

مسئلہ ۴۲: یہ احکام جو مذکور ہوئے ولی اقرب کے ہیں، اگر ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کو آری (کنواری) ہے تو صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو، مثلاً مہر یا نفقہ طلب کرنا، خوشی سے ہنسنا، خلوت پر راضی ہونا، مہر یا نفقہ قبول کرنا۔ (43)

مسئلہ ۴۳: ولی نے عورت سے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ فلاں سے تیرا نکاح کر دوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، جب چلا گیا تو کہنے لگی میں راضی نہیں اور ولی کو اس کا علم نہ ہوا اور نکاح کر دیا تو صحیح ہو گیا۔ (44)

مسئلہ ۴۴: بکر (کنواری) وہ عورت ہے جس سے نکاح کے ساتھ دہلی نہ کی گئی ہو، لہذا اگر زینہ (سیڑھی) پر چڑھنے یا اترنے یا کودنے یا حیض یا زخم یا بلا نکاح زیادہ عمر ہو جانے یا زنا کی وجہ سے بکارت (یعنی کنوار پن) زائل ہو گئی جب بھی وہ کو آری (کنواری) ہی کہلائے گی۔ یوں اگر اس کا نکاح ہوا مگر شوہر نامرد ہے یا اس کا عضو تناسل مقطوع (کٹا ہوا) ہے اس وجہ سے تفریق ہو گئی بلکہ اگر شوہر نے دہلی سے پہلے طلاق دے دی یا مر گیا اگرچہ ان سب صورتوں میں خلوت ہو چکی ہو جب بھی بکر ہے مگر جب چند بار اس نے زنا کیا کہ لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو گیا یا اس پر حد زنا قائم کی گئی اگرچہ ایک ہی بار واقع ہوا ہو تو اب وہ عورت بکر نہیں قرار دی جائے گی اور جو عورت کو آری (کنواری) نہ ہو اس کو شیب کہتے ہیں۔ (45)

مسئلہ ۴۵: لڑکی کا نکاح نابالغ سمجھ کر اس کے باپ نے کر دیا وہ کہتی ہے میں بالغ ہوں میرا نکاح صحیح نہ ہوا اور اس کا باپ یا شوہر کہتا ہے نابالغ ہے اور نکاح صحیح ہے تو اگر اس کی عمر نو برس کی ہو اور مراہقہ ہو تو لڑکی کا قول مانا جائے گا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو بلوغ کے گواہ کو ترجیح ہے۔ یوں اگر لڑکے مراہق (46) نے اپنے بلوغ کا دعویٰ کیا تو اسی کا قول معتبر ہے، مثلاً اس کے باپ نے اس کی کوئی چیز بیچ ڈالی، یہ کہتا ہے میں بالغ ہوں اور بیع صحیح نہ ہوئی اس کا باپ یا خریدار کہتا ہے نابالغ ہے تو بالغ ہونا قرار پائے گا جب کہ اس کی عمر اس قابل ہو۔ (47)

مسئلہ ۴۶: نابالغ لڑکا اور لڑکی اگرچہ شیب ہو اور مجنون و معتوہ کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ نہ چاہیں ولی نے جب نکاح کر دیا ہو گیا۔ پھر اگر باپ دادا یا بیٹے نے نکاح کر دیا ہے تو اگرچہ مہر مثل سے بہت کم یا زیادہ پر نکاح کیا یا غیر کفو سے کیا جب بھی ہو جائے گا بلکہ لازم ہو جائے گا کہ ان کو باغ ہونے کے بعد یا

(43) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۶۰

(44) فتاویٰ الھند، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۸، ۲۸۹

(45) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۶۱-۱۶۳

(46) یعنی دو لڑکا کہ ہنوز بالغ نہ ہوا مگر اس کے ہم عمر بالغ ہو گئے ہوں، اس کی مقدار بارہ برس کی عمر ہے۔

(47) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۳، ص ۱۶۵

مجنون کو ہوش آنے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ یوں موٹی کا نکاح کیا ہوا بھی فسخ نہیں ہو سکتا، ہاں اگر باپ، دادا یا لڑکے کا سوء اختیار معلوم ہو چکا ہو مثلاً اس سے پیشتر اس نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کر دیا اور اب یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کریگا تو صحیح نہ ہوگا۔

یوں اگر نشہ کی حالت میں غیر کفو سے یا مہر مثل میں زیادہ کمی کے ساتھ نکاح کیا تو صحیح نہ ہوا اور اگر باپ، دادا یا بیٹے کے سوا کسی اور نے کیا ہے اور غیر کفو یا مہر مثل میں زیادہ کمی بیشی کے ساتھ ہوا تو مطلقاً صحیح نہیں اور اگر کفو سے مہر مثل کے ساتھ کیا ہے تو صحیح ہے مگر بالغ ہونے کے بعد اور مجنون کو افاقہ کے بعد اور معتوہ کو عاقل ہونے کے بعد فسخ کا اختیار ہوگا اگرچہ خلوت (یعنی خلوت صحیح) بلکہ وطی ہو چکی ہو یعنی اگر نکاح ہونا پہلے سے معلوم ہے تو بکر بالغ ہوتے ہی فوراً اور اگر معلوم نہ تھا تو جس وقت معلوم ہوا اسی وقت فوراً فسخ کر سکتی ہے اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو اختیار فسخ جاتا رہا۔ یہ نہ ہوگا کہ آخر مجلس تک اختیار باقی رہے مگر نکاح فسخ اس وقت ہوگا جب قاضی فسخ کا حکم بھی دیدے لہذا اسی اثنا میں قبل حکم قاضی اگر ایک کا انتقال ہو گیا تو دوسرا وارث ہوگا اور پورا مہر لازم ہوگا۔ (48)

مسئلہ ۷۴: عورت کو خیار بلوغ حاصل تھا جس وقت بالغ ہوئی، اسی وقت اسے یہ خبر بھی ملی کہ فلاں جائیداد فروخت ہوئی جس کا شفعہ یہ کر سکتی ہے، ایسی حالت میں اگر شفعہ کرنا ظاہر کرتی ہے تو خیار بلوغ جاتا ہے اور اپنے نفس کو اختیار کرتی ہے تو شفعہ جاتا ہے اور چاہتی یہ ہے کہ دونوں حاصل ہوں لہذا اس کا طریقہ یہ ہے کہ کہے میں دونوں حق طلب کرتی ہوں، پھر تفصیل میں پہلے خیار بلوغ کو ذکر کرے اور شیب کو ایسا معاملہ پیش آئے تو شفعہ کو مقدم کرے اور اس کی وجہ سے خیار بلوغ باطل نہ ہوگا۔ (49)

(48) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۶۶-۱۷۱

والفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الخیارات الّتی تعلّق بالنکاح، ج ۱، ص ۱۹۰

والجوهرة المیرة، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص ۱۰، ۱۱، وغیرھا

(49) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۷۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور بحال ولایت نکاح منعقد و نافذ ہوتا مگر صغیرہ کو خیار بلوغ ملتا ہے یعنی اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر نکاح کا حال اسے پہلے سے معلوم ہے تو جس وقت بالغ ہو یعنی عدم بلوغ مثل حیض ظاہر ہو یا پندرہ برس کی عمر ہو جائے، اور اگر پہلے سے معلوم نہیں تو بعد بلوغ جس وقت نکاح کی خبر ہو جائے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں۔ اس صورت میں حاکم مطلقاً نکاح فسخ کر دے گا اگرچہ شوہر نامرد و مخنث نہ بھی ہو، مگر اس خیال میں کنواری لڑکی کو حکم ہے کہ بالغ ہوتے ہی یا بعد بلوغ خبر پاتے ہی فوراً فوراً بلا توقف اپنی ناراضی ظاہر کرے، اگر ذرا دیر لگائے گی یہ اختیار جاتا رہے گا اگرچہ شوہر نامرد و مخنث بھی، اور جو لڑکی شوہر رسیدہ ہو اسے اختیار وسیع ملتا ہے کہ بعد بلوغ یا بالغ ہونے پر اطّاع کے بعد

مسئلہ ۴۸: عورت جس وقت بالغ ہوئی اسی وقت کسی کو گواہ بنائے کہ میں ابھی بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کرتی ہوں اور رات میں اگر اسے حیض آیا تو اسی وقت اپنے نفس کو اختیار کرے اور صبح کو گواہوں کے سامنے اپنا بالغ ہونا اور اختیار کرنا بیان کرے مگر یہ نہ کہے کہ رات میں بالغ ہوئی بلکہ یہ کہ میں اس وقت بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کیا اور اس لفظ سے یہ مراد لے کہ میں اس وقت بالغ ہوں تا کہ جھوٹ نہ ہو۔ (50)

مسئلہ ۴۹: عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسے خیار بلوغ حاصل ہے اس بنا پر اس نے اس پر عملدرآمد بھی نہ کیا، اب اسے یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی کہ اس کے لیے جہل عذر نہیں اور لونڈی کسی کے نکاح میں ہے اب آزاد ہوئی تو اسے خیار عتق حاصل ہے کہ بعد آزادی چاہے اس نکاح پر باقی رہے یا فسخ کرالے۔ اس کے لیے جہل عذر ہے کہ باندیوں کو مسائل سیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور حرمہ کو ہر وقت حاصل ہے اور نہ سیکھنا خود اسی کا قصور ہے لہذا قابل معذوری نہیں۔ (51)

مسئلہ ۵۰: لڑکا یا یتیم بالغ ہوئے تو سکوت سے خیار بلوغ باطل نہ ہوگا، جب تک صاف طور پر اپنی رضا یا کوئی ایسا فعل جو رضا پر دلالت کرے (مثلاً بوسہ لینا، چھونا، مہر لینا دینا، دلی پر راضی ہونا) نہ پایا جائے، مجلس سے اٹھ جانا بھی

جب چاہے ناراضی ظاہر کرے نکاح فسخ کر دیا جائے گا جب تک کہ وہ مراد زبان یا کسی فعل مثل بوسہ لینے یا نان و نفقہ مانگنے سے رضامندی ظاہر نہ کرے، اور جب باپ دادا نکاح کریں تو صغیرہ کو اس راہ سے اصلاً اختیار فسخ نہیں ہوتا اگرچہ کفایت نہ ہو یا مہر مثل میں کمی فاحش ہو بشرطیکہ نکاح خود باپ دادا نے پڑھایا یا شوہر و مقدار مہر معین کر کے کسی کو وکیل کیا یا جس نے چاہا بلا اجازت پڑھا دیا مگر جب باپ یا دادا ولی اقرب کو خبر ہوئی تو باوصف علم عدم کفایت وغبین فاحش اسے نافذ کر دیا کہ ان صورتوں میں بھی وہ نکاح باپ دادا کا بذات خود ہی کیا ہوا ٹھہرے گا اور صغیرہ کو اصلاً اختیار اعتراض نہ ملے گا مگر یہ کہ باپ دادا اس تزویج یا وکیل یا صغیرہ کے وقت نشے میں ہوں یا اس سے پہلے بھی اپنے بچے کا نکاح غیر کفو یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کر چکے ہوں تو یہ نکاح ان کا کیا ہوا بھی صحیح نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۰۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(50) استادی البرازیہ ہاشمی علی الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، نوع فی خیار البلوغ، ج ۴، ص ۱۲۵، وغیرہ

(51) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

بالغ ہوتے ہی فوراً فوراً اس نکاح کو فسخ چاہے تو فسخ کر دیا جائے گا اگر بعد بلوغ ذرا دیر گزری اور اس نے فسخ کا ارادہ ظاہر نہ کیا تو نکاح تام و لازم ہو گیا کہ اب اس کی رضا و عدم رضا کچھ دخل نہ رہا، اس صورت اخیرہ اور نیز اس صورت سابقہ میں جبکہ نکاح دادا کے کردینے سے لازم ہو چکا ہو، رضیہ اگر جدائی چاہے تو اس کے ہاتھ کوئی ذریعہ سوا خلع چاہنے کے نہیں بہ عوض مہر خواہ اور مال کے جس پر شوہر راضی ہو شوہر سے طلاق مانگے اگر وہ دے دے کا قطع تعلق ہو جائے گا ورنہ صبر لازم ہے،

فسخ القدر میں ہے:

خیر کو باطل نہیں کرتا کہ اس کا وقت محدود نہیں عمر بھر اس کا وقت ہے۔ (52) رہا یہ اسر کہ فسخ نکاح سے مہر لازم آئے گا یہ نہیں اگر اس سے وطی نہ ہوئی تو مہر بھی نہیں اگرچہ فرقت جانب زوج سے ہو اور وطی ہو چکی ہے تو مہر لازم ہوگا اگرچہ فرقت جانب زوجہ سے ہو۔ (53)

مسئلہ ۵۱: اگر وطی ہو چکی ہے تو فسخ کے بعد عورت کے لیے عدت بھی ہے ورنہ نہیں اور اس زمانہ عدت میں اگر شوہر اسے طلاق دے تو واقع نہ ہوگی اور یہ فسخ طلاق نہیں، لہذا اگر پھر انھیں دونوں کا باہم نکاح ہو تو شوہر تین طلاق کا مالک ہوگا۔ (54)

مسئلہ ۵۲: شیب کا نکاح ہوا اس کے بعد شوہر کے یہاں سے کچھ تحفہ آیا، اس نے لے لیا رضا ثابت نہ ہوئی۔ یہ وہیں اگر اس کے یہاں کھانا کھایا یا اس کی خدمت کی اور پہلے بھی خدمت کرتی تھی تو رضا نہیں۔ (55)

مسئلہ ۵۳: نابالغ غلام کا نکاح نابالغہ لونڈی سے ان کے مولیٰ نے کر دیا پھر ان کو آزاد کر دیا۔ اب بالغ ہوئے تو ان کو خیار بلوغ حاصل نہیں اور اگر لونڈی کو آزاد کرنے کے بعد نکاح کیا تو بالغ ہونے کے بعد اسے خیار حاصل ہے۔ (56)

الصبي اذا باع او اشترى او تزوج يتوقف على اجازة الولي في حالة الصغر فلو بلغ قبل ان يجهز الولي فاجاز بنفسه نفذ لانها كانت متوقفة ولا تنفذ بمجرد بلوغه ا۔ اه مختصرا وفي تنوير الابصار بطل خيار البكر بالسكوت عالبة بالنكاح ولا يمتد الى المجلس وان جهلت به ۲۔ وباقى المسائل مشهورة وفي الكتب مذكورة۔
(فتح القدیر فصل فی الوكالة بالنکاح مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳/ ۱۹۸) (۲۔ رد مختار شرح تنویر الابصار باب فی مطیع مجتہد دہلی ۱/ ۱۹۳)
بچے نے جب خرید و فروخت یا نکاح کر لیا تو یہ امور ولی کی اجازت پر موقوفہ ہوں گے، اور اگر اس ولی نے بچے کے بلوغ سے قبل اجازت نہ دی ہو تو بچے کا اپنے بلوغ کے بعد ان امور کو نافذ کر سکتا ہے کیونکہ موقوف تھے اس لئے صرف لڑکے کے بلوغ سے نافذ نہ ہوں گے اہ مختصرا۔
اور تنویر الابصار میں ہے باکرہ بالغہ اگر اپنے نکاح کا علم ہو جانے پر خاموش رہے تو اس کا حق فسخ باطل ہو جاتا ہے اور جس مجلس میں علم ہوا اس مجلس کے اختتام تک باقی نہ رہے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ میں جاہل ہو، باقی مسائل مشہور اور کتب میں مذکور ہیں،

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۶۲۳ رضائف و نڈیشن، لاہور)

(52) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ج ۱، ص ۱۶۶

(53) الجوهرة النيرة، کتاب النکاح، الجزء الثاني، ص ۲۹

(54) رد المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج ۴، ص ۱۷۲

(55) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۹-۲۹۰

(56) المرجع السابق، ص ۲۸۶

کفو کا بیان

حدیث ۱: ترمذی و حاکم و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایسا شخص پیغام بھیجے، جس کے خُلق و دین کو پسند کرتے ہو تو نکاح کر دو، اگر نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم ہوگا۔ (1)

حدیث ۲: ترمذی شریف میں مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو۔ (۱) نماز کا جب وقت آجائے، (۲) جنازہ جب موجود ہو، (۳) بے شوہر والی کا جب کفو ملے۔ (2)

کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیا کے لیے باعث

(1) جامع الترمذی، أبواب النکاح، باب ما جاء کم من ترصون دینہ رائج، الحدیث: ۱۰۸۶، ج ۲، ص ۳۴۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ان میں خطاب لڑکی کے اولیاء کو ہے چونکہ عادت عورت خصوصاً باکرہ لڑکی کے اولیاء سے ہی نکاح کی گفت و شنید کی جاتی ہے اس لیے ان سے خطاب فرمایا۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ سنت یہ ہے کہ لڑکے والے پیغام دیں لڑکی والوں کو اگرچہ اس کے عکس بھی جائز ہے۔

۲۔ معنی جب تمہاری لڑکی کے لیے دیندار عادات و طوار کا درست لڑکا مل جائے تو شخص مال کی ہوس میں اور لکھ پتی کے انتظار میں جہان لڑکی کے نکاح میں دیر نہ کر دے لڑکے کے خُلق سے مراد سندرتی، عادت کی خوبی، نفقہ پر قدرت سب ہی داخل ہیں۔

۳۔ اس لیے کہ اگر دیندار کے انتظار میں لڑکیوں کے نکاح نہ کیے گئے تو ادھر تو لڑکیاں بہت کنواری بیٹھی رہیں گی اور ادھر لڑکے بہت سے بے شادی رہیں گے جس سے زنا پھیلے گا اور زنا کی وجہ سے لڑکی والوں کو عار و ننگ ہوگی، نتیجہ یہ ہوگا کہ خاندان آپس میں ٹریں گے، قتل و غارت ہوں گے، جس کا آج کل ظہور ہونے لگا ہے۔ خیال رہے کہ اس حدیث کی بنا پر امام مالک فرماتے ہیں کہ کفایت میں صرف دین کا غلط ہے اور کسی چیز کا اعتبار نہیں، دیگر امام فرماتے ہیں کہ کفایت میں چار چیزیں ملحوظ ہیں: دین، حریت نسب، پیشہ، لہذا مسلم کا نکاح کافر سے نہیں ہو سکتا، یوں ہی صی لڑکی کا نکاح فاسق و بدکار مرد سے نہ کرنا چاہیے۔ حرہ کا نکاح غلام سے، اعلیٰ خاندان والی کا نکاح خسیس ذلیل خاندان والے سے، اعلیٰ پیشہ والے کا نکاح ذلیل پیشہ والے سے نہ ہونا چاہیے۔ اگر لڑکی خلاف کفو سے نکاح کر لے جس سے اس کے اولیاء

کو ذلت ہو تو نکاح درست نہ ہوگا۔ (مرقات و لمعات و اشعہ) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۱)

(2) جامع الترمذی، ابواب، لہنا نر، باب ما جاء فی تعجیل الجنائز، الحدیث: ۱۰۷۷، ج ۲، ص ۳۳۹

ننگ و عار (بے عزتی و رسوائی کا سبب) ہو، کفایت (حسب و نسب میں ہم پلہ ہونا) صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔ (3)

مسئلہ ۱: باپ، دادا کے سوا کسی اور ولی نے نابالغ لڑکے کا نکاح غیر کفو سے کر دیا تو نکاح صحیح نہیں اور نابالغ اپنا خود نکاح کرنا چاہے تو غیر کفو عورت سے کر سکتا ہے کہ عورت کی جانب سے اس صورت میں کفایت معتبر نہیں اور نابالغ میں دونوں طرف سے کفایت کا اعتبار ہے۔ (4)

مسئلہ ۲: کفایت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے:

1- نسب، 2- اسلام، 3- حرفہ، (یعنی پیشہ) 4- حریت، (آزاد ہونا) 5- دیانت، 6- مال۔

قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب باہم کفو ہیں، یہاں تک کہ قرشی غیر ہاشمی ہاشمی کا کفو ہے اور کوئی غیر قرشی قریش کا کفو نہیں۔ قریش کے علاوہ عرب کی تمام قومیں ایک دوسرے کی کفو ہیں، انصار و مہاجرین سب اس میں برابر ہیں، عجمی النسل عربی کا کفو نہیں مگر عالم دین کہ اس کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ (5)

(3) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفۃ، ج ۴، ص ۱۹۴

(4) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفۃ، ج ۴، ص ۱۹۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ان کان المزوج غیرہ ای غیر الاب وایہ لایصح من غیر کفو او بغین فاحش اصلا وان کان من کفو و مہر المثل صح السالح اہ ملخصاً۔ (۱۔ در مختار باب الولی مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۱۹۲)

اگر نکاح دینے والا باپ اور دادا نہ ہو تو غیر کفو یا مہر مثل سے صریح کم کی صورت میں نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا۔ اور کفو اور مہر مثل ہو تو نکاح صحیح ہوگا اہ ملخصاً۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۵۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الکفۃ، ج ۱، ص ۱۹۳

والفتاویٰ المحمدیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفۃ، ج ۱، ص ۲۹۰، ۲۹۱

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی، رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے ورنہ اگر سیدانی نابالغ ہے اور اس غیر قریشی کے ساتھ اس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگرچہ چچا یا سکا بھائی کرے، و اگر باپ دادا اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہیں تو اب ان کے کئے بھی نہ ہو سکے گا اور اگر بالغ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں تو

مسئلہ ۳: جو خود مسلمان ہوا یعنی اس کے باپ، دادا مسلمان نہ تھے وہ اس کا کفو نہیں جس کا باپ مسلمان ہو اور وہ اپنی خوشی سے اس غیر قریشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے، اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا پر دادا ان کی اولاد نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قریشی جان کر صراحۃً اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا، ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی باطل محض ہوگا۔ ان تمام مسائل کی تفصیل در مختار و رد المحتار وغیرہما کتب معتبرہ مذہب اور فقیر کے فتاویٰ میں متعدد جگہ ہے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

سادات کرام کی صاحبزادیاں کسی مغل پٹھان یا غیر قریشی شیخ مثلاً انصاری کو بھی نہیں پہنچتیں جب تک وہ عالم دین نہ ہوں اگرچہ یہ قومیں شریف مکنی جاتی ہیں مگر سادات کا شرف اعظم و اعلیٰ ہے اور غیر قریش قریش کا کفو نہیں ہو سکتا تو رد ذیل قوم والے معاذ اللہ کیونکر سادات کے کفو ہو سکتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالغہ سیدانی خود اپنا نکاح اپنی خوشی و مرضی سے کسی مغل پٹھان یا انصاری شیخ غیر عالم دین سے کرے گی تو نکاح سرے سے ہوگا ہی نہیں جب تک اس کا ولی پیش از نکاح مرد کے نسب پر مطلع ہو کر صراحۃً اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے، اور اگر بالغہ ہے اور اس کا نکاح باپ دادا کے سوا کوئی ولی اگرچہ حقیقی بھائی یا چچا یا ماں ایسے شخص سے کر دے تو وہ بھی باطل و مردود ہوگا۔ اور باپ دادا بھی ایک ہی بار ایسا نکاح کر سکتے ہیں دوبارہ اگر کسی دختر کا نکاح ایسے شخص سے کریں گے تو ان کا کیا ہوا بھی باطل ہوگا۔

کل ذلک معروف فی کتب الفقہ کالدرا المختار وغیرہ من الاسفار وقد فصلنا القول فیہ فی فتاونا۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

یہ تمام کتب فقہ میں معروف ہے جیسے در مختار وغیرہ اور ہم نے تفصیل کے طور پر اپنا قول اپنے فتاویٰ میں بیان کر دیا ہے، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۸-۱۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عجم کی قوموں (یعنی غیر عربوں) میں نسب کے علاوہ باقی امور کا کفایت میں لحاظ کیا جائے گا اور عجمی قوموں (کو رد ذیل یعنی گھٹیا قرار دینے) کا اکثر مدار (یعنی دار و مدار) پیشوں (یعنی دھندے روزگار) پر ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ ج ۲ ص ۱۳۲)

لہذا عرف میں کسی قوم کو اس کے پیشے کی بنا پر کم حیثیت کا سمجھا جاتا ہو تو یہ بات بھی لڑکے کے کفو نہ ہونے کا باعث ہوگی۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۷۰۵)

عالم کی ایک بہت بڑی فضیلت

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔ بلکہ علم کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے جیسا کہ در مختار میں ہے: اس لئے کہ علم کی شرافت نسب و مال کی شرافت سے اولیٰ ہے۔ جیسا کہ اس پر بڑا زور نے جزم فرمایا ہے اگر کوئی شخص عالم صالح ماہر کو الفاظ مندرجہ بالا سے طعن و تحقیر کے طور پر مخاطب کرے تو دائرہ کفر میں پاؤں رکھے گا۔

حررہ جز الفاتر الجانی محمد لطف الرحمن البردوانی المحاطب شمس العلماء مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ (بنگال) (۳- تحائف السادة المتعلمین دار الفکر بیروت ۷/ ۷۷ و ۲۸۱) (صحیح مسلم کتاب الایمان ۱/ ۱۱۳ و کنز العمال حدیث ۷۵۳/ ۱۶۳۳) (۱۹/ ۱۶۳۳) (۳- القرآن الکریم ۱۱/ ۵۸) ۷۷

جس کا صرف باپ مسلمان ہو اس کا کفو نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہو اور باپ دادا دو پشت سے اسلام ہو تو اب دوسری طرف اگرچہ زیادہ پشتوں سے اسلام ہو کفو ہیں مگر باپ دادا کے اسلام کا اعتبار غیر عرب میں ہے، عربی کے لیے خود مسلمان ہوا یا باپ، دادا سے اسلام چلا آتا ہو سب برابر ہیں۔ (6)

مسئلہ ۴: مرتد اگر اسلام لایا تو وہ اس مسلمان کا کفو ہے جو مرتد نہ ہوا تھا۔ (7)

مسئلہ ۵: غلام، حُرہ کا کفو نہیں، نہ وہ جو آزاد کیا گیا حُرہ اصلہ (یعنی جو کبھی لونڈی نہ بنی ہو) کا کفو ہے اور جس کا باپ آزاد کیا گیا، وہ اس کا کفو نہیں جس کا دادا آزاد کیا گیا اور جس کا دادا آزاد کیا گیا وہ اس کا کفو ہے جس کی آزادی کئی پشت سے ہے۔ (8)

مسئلہ ۶: جس لونڈی کے آزاد کرنے والے اشراف ہوں، اس کا کفو وہ نہیں جس کے آزاد کرنے والے غیر اشراف ہوں۔ (9)

مسئلہ ۷: فاسق شخص متقی کی لڑکی کا کفو نہیں اگرچہ وہ لڑکی خود متقیہ نہ ہو۔ (10) اور ظاہر کہ فسق یا اعتقادی

(۱۔ القرآن الکریم ۳۵/۲۷) (۲۔ سنن ابن ماجہ باب فضل العلماء الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰) (۳۔ جامع ترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة امین کمپنی دہلی ۲/۹۳) (۴۔ الدر المختار کتاب النکاح باب الکفایۃ مطبع مجتبیٰ دہلی ۱/۱۹۵) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، ص ۲۰۲-۲۰۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الکفایۃ، ج ۱، ص ۱۶۳

والدر المختار، کتاب النکاح، باب الکفایۃ، ج ۴، ص ۱۹۸

(7) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الکفایۃ، ج ۴، ص ۲۰۰

(8) فتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الکفایۃ، ج ۱، ص ۱۶۳

(9) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفایۃ، ج ۱، ص ۲۹۰، ۲۹۱

(10) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

در مختار میں ہے:

لیس فاسق کفو الصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان اولاً علی الظاہر نہرا۔

فاسق صدمہ ترک، ایسی ذستہ جو صالح کی بیٹی ہو کا کفو نہیں ہے، وہ فاسق اعلانیہ فسق کرتا ہو یا مخفی طور پر ظاہر روایت پر یہی حکم ہے، نہر۔

(۱۔ در مختار باب الکفایۃ مطبع مجتبیٰ دہلی ۱/۱۹۵)

عامہ شروع میں ہے: لا ینکح الفاسق کفو البنت الصالحین ۲۔ فاسق نیک لوگوں کی بیٹی کا کفو نہیں۔

(۲۔ در مختار باب الکفایۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۲۰) ←

(عقیدے کا برا ہونا) فسق عملی (عمل کے لحاظ سے برا ہونا) سے بدرجہا بدتر، لہذا سنی عورت کا کفو وہ بد مذہب نہیں ہو سکتا جس کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو اور جو بد مذہب ایسے ہیں کہ ان کی بد مذہبی کفر کو پہنچی ہو، ان سے تو نکاح ہی نہیں توہید سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں، کفو ہونا تو بڑی بات ہے جیسے روافض و وہابیہ زمانہ کہ ان کے عقائد و اقوال کا بیان حصہ اول میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۸: مال میں کفالت کے یہ معنی ہیں کہ مرد کے پاس اتنا مال ہو کہ مہر متجل اور نفقہ (کپڑے، کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات) دینے پر قادر ہو۔ اگر پیشہ نہ کرتا ہو تو ایک ماہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو، ورنہ روز کی مزدوری اتنی ہو کہ عورت کے روز کے ضروری مصارف (یعنی ضروری اخراجات) روز دے سکے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ مال میں یہ اس کے برابر ہو۔ (11)

متن جمع میں ہے:

لایکون الفاسق کفو للصالحۃ ۳۔ فاسق صالحہ کا کفو نہیں ہے۔

(۳۔ رد المحتار بحوالہ الجمع باب الکفۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۲۰)

فتاویٰ امام فقیہ انفس میں ہے:

قال بعض المشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ الفاسق لایکون کفو البنت الصالحین معلنا کان اولم یکن وهو اختیار الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل ۴۔

بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاسق معطن ہو یا غیر معطن وہ صالحین کی بیٹی کا کفو نہیں ہے، یہی امام شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل کا مختار ہے۔ (۴۔ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الکفۃ منشیٰ نوکشف لکھنؤ ۱/۱۶۱)

اسی میں ہے:

لایکون الفاسق کفو البنت الصالحین ۵۔ (۵۔ رد المحتار بحوالہ خانیۃ باب الکفۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۲۰)

الذائقہ ص ۶۷ عین کی بیٹی کے لئے کفو نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۶۵۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(11) الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب النکاح، فصل فی الکفۃ، ج ۱، ص ۱۶۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نیز ایسا معسر کہ نہ روزانہ کماتا ہو نہ ایک مہینے کے اپنے ہی قوت کا مالک ہو نفقہ درکنار کفو نہیں ہو سکتا اگرچہ عورت بھی فقیرہ ہو،

درمختار میں ہے:

تعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقویٰ ومالا بان یقدر علی المعجل ونفقة شہر لو غیر محترف ۱۔

کفو میں جس چیز کا عرب و عجم میں اعتبار کیا جاتا ہے وہ دیانت یعنی تقویٰ، اور مال جس سے مہر متجل اور ایک ماہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو۔

مسئلہ ۹: مرد کے پاس مال ہے مگر جتنا مہر ہے اتنا ہی اس پر قرض بھی ہے اور مال اتنا ہے کہ قرض ادا کر دے یا دین مہر تو کفو ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۰: عورت محتاج ہے اور اس کے باپ، دادا بھی ایسے ہی ہیں تو اس کا کفو بھی بحیثیت مال وہی ہوگا کہ مہر معجل اور نفقہ دینے پر قادر ہو۔ (13)

مسئلہ ۱۱: مالدار شخص کا نابالغ لڑکا اگرچہ وہ خود مال کا مالک نہیں مگر مالدار قرار دیا جائے گا کہ چھوٹے بچے، باپ، دادا کے تمول (یعنی مالدار) سے غنی کہلاتے ہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۲: محتاج نے نکاح کیا اور عورت نے مہر معاف کر دیا تو وہ کفو نہیں ہو جائے گا، کہ کفایت کا اعتبار وقت عقد ہے اور عقد کے وقت وہ کفو نہ تھا۔ (15)

مسئلہ ۱۳: نفقہ پر قدرت کفو ہونے میں اس وقت ضروری ہے کہ عورت قابلِ جماع ہو، ورنہ جب تک اس قابل نہ ہو شوہر پر اس کا نفقہ واجب نہیں، لہذا اس پر قدرت بھی ضروری نہیں، صرف مہر معجل پر قدرت کافی ہے۔ (16)

اگر کار گیر نہ ہو۔ (۱- درمختار باب الکفاۃ مطبع مجتہدی دہلی ۱/۱۹۵)

ردالمحتار میں ہے:

شمل مآلو كانت فقيرة بنت فقراء كما صرح به في الواقعات معللاً بأن المهر والنفقة عليه فيعتبر هذا الوصف

في حقه ۲۔ (۲- ردالمختار باب الکفاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۱)

یہ فقیر کی بیٹی کو شامل ہے، جیسا کہ واقعہات میں تصریح کی گئی ہے کہ وجہ یہ ہے کہ مہر اور نفقہ فائدہ پر ہی ہوتا ہے لہذا اس کا مالدار ہونا مستلزم ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۶۵۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) ردالمختار، کتاب النکاح، باب الکفاۃ، ج ۴، ص ۲۰۲

(13) فتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الکفاۃ، ج ۱، ص ۱۶۳

(14) فتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الکفاۃ، ج ۱، ص ۱۶۳، وغیرہا

(15) فتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفاۃ، ج ۱، ص ۲۹۱

(16) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مال میں کفایت کو صرف اس قدر کفایت کہ وہ شخص اگر پیشہ ور ہو تو روز کاروز اتنا کماتا ہو جو اس عورت غنیہ کے قابل کفایت روزانہ دے سکے، اور پیشہ ور نہیں تو ایک مہینہ کا نفقہ دے سکے، اور مہر جس قدر معجل ٹھہرے اس کے ادا پر قدرت بہر حال درکار ہے۔

فی الدر المختار تعتبر الکفاۃ فی العرب والعجم مآلاً بأن یقدر علی المعجل ونفقة شهر لو غیر محترف والافان کان یکتسب کل یوم کفایتها لو تطیق الجماع ۱۔ ملخصاً۔ (۱- درمختار باب الکفاۃ مطبع مجتہدی دہلی ۱/۱۹۵)

مسئلہ ۱۴: جن لوگوں کے پیشے ذلیل سمجھے جاتے ہوں وہ اچھے پیشہ والوں کے کفو نہیں، مثلاً جو تانبے والے، چمڑا پکانے والے، سائیکس (یعنی گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے والا شخص)، چرواہے یہ ان کے کفو نہیں جو کپڑا بیچتے، عطر فروشی کرتے، تجارت کرتے ہیں اور اگر خود جو تانبہ بناتا ہو بلکہ کارخانہ دار ہے کہ اس کے یہاں لوگ نوکریں یہ کام کرتے ہیں یا دکاندار ہے کہ بنے ہوئے جوتے لیتا اور بیچتا ہے تو تاجر وغیرہ کا کفو ہے۔ یوہن اور کاموں میں۔ (17)

مسئلہ ۱۵: تاجرانہ محکموں کی نوکری کرنے والے یا وہ نوکریاں جن میں ظالموں کا اتباع کرنا ہوتا ہے، اگرچہ یہ سب پیشوں سے ذلیل (گھٹیا) پیشہ ہے اور علمائے متقدمین نے اس بارہ میں یہی فتویٰ دیا تھا کہ اگرچہ یہ کتنے ہی مالدار ہوں، تاجر وغیرہ کے کفو نہیں مگر چونکہ کفوئی کا مدار (انحصار) عرف دنیوی پر ہے اور اس زمانہ میں تقویٰ و دیانت پر عزت کا مدار نہیں بلکہ اب تو دنیوی وجاہت (دنیوی مقام و مرتبہ) دیکھی جاتی ہے اور یہ لوگ چونکہ عرف میں وجاہت والے کہے جاتے ہیں، لہذا علمائے متاخرین نے ان کے کفو ہونے کا فتویٰ دیا جب کہ ان کی نوکریاں عرف میں ذلیل نہ ہوں۔ (18)

مسئلہ ۱۶: اوقاف کی نوکری بھی منجملہ پیشہ کے ہے، اگر ذلیل کام پر نہ ہو تو تاجر وغیرہ کا کفو ہو سکتا ہے۔ یوہن علم دین پڑھانے والے تاجر وغیرہ کے کفو ہیں، بلکہ علمی فضیلت تو تمام فضیلتوں پر غالب ہے کہ تاجر وغیرہ عالم کے کفو نہیں۔ (19)

مسئلہ ۱۷: نکاح کے وقت کفو تھا، بعد میں کفوئی جاتی رہی تو نکاح فسخ نہیں کیا جائے گا اور اگر پہلے کسی کا پیشہ کم درجہ کا تھا جس کی وجہ سے کفو نہ تھا اور اس نے اس کام کو چھوڑ دیا اگر عار باقی ہے (یعنی ابھی تک اس کام کی وجہ سے ذلت و رسوائی ہو رہی ہے) تو اب بھی کفو نہیں ورنہ ہے۔ (20)

درمختار میں ہے کہ مال کے اعتبار سے عرب و عجم میں کفو کا اعتبار بایں طور ہے کہ مہر مہجل دینے اور ایک روزانہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو جبکہ غیر کا رو باری ہو ورنہ روزانہ کا خرچہ دینے پر قدرت رکھتا ہو بشرطیکہ بیوی نجات کی قدرت رکھتی ہو ملخصاً

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۲۱۴-۲۱۵ رضائی و تفسیر، لہور)

(17) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج ۴، ص ۲۰۳

(18) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج ۴، ص ۲۰۳

(19) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج ۴، ص ۲۰۵

(20) اعلیٰ حضرت، امام المسند، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

کفوئی کا اعتبار ابتداء نکاح کے وقت ہے اگر اس وقت کفو ہو پھر کفوئی جاتی رہے تو اس کا لحاظ نہ ہوگا۔

فی الدر المختار والکفاءة اعتبارها عند ابتداء العقد فلا یضر زوالها بعدہ فلو کان وقتہ کفوئی ثم

مسئلہ ۱۸: کفایت میں شہری اور دیہاتی ہونا معتبر نہیں جبکہ شرائط مذکورہ پائے جائیں۔ (21)

مسئلہ ۱۹: حسن و جمال کا اعتبار نہیں مگر اولیا کو چاہیے کہ اس کا بھی خیال کر لیں، کہ بعد میں کوئی خرابی نہ واقع ہو۔ (22)

مسئلہ ۲۰: امراض و عیوب مثلاً جذام، جنون، برص، گندہ دہنی (یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری) وغیرہا کا اعتبار نہیں۔ (23)

مسئلہ ۲۱: کسی نے اپنا نسب چھپایا اور دوسرا نسب بتا دیا بعد کو معلوم ہوا تو اگر اتنا کم درجہ ہے کہ کفو نہیں تو عورت اور اس کے اولیا کو حق فسخ حاصل ہے اور اگر اتنا کم نہیں کہ کفو نہ ہو تو اولیا کو حق نہیں ہے عورت کو ہے اور اگر اس کا نسب اس سے بڑھ کر ہے جو بتایا تو کسی کو نہیں۔ (24)

مسئلہ ۲۲: عورت نے شوہر کو دھوکا دیا اور اپنا نسب دوسرا بتایا تو شوہر کو حق فسخ نہیں، چاہے رکھے یا طلاق دیدے۔ (25)

مسئلہ ۲۳: اگر غیر کفو سے عورت نے خود یا اس کے ولی نے نکاح کر دیا مگر اس کا غیر کفو ہونا معلوم نہ تھا اور کفو ہوا اس نے ظاہر بھی نہ کیا تھا تو فسخ کا اختیار نہیں۔ پہلی صورت میں عورت کو نہیں، دوسری میں کسی کو نہیں۔ (26)

مسئلہ ۲۴: عورت مجہولۃ النسب (یعنی وہ عورت جس کا نسب معلوم نہ ہو) سے کسی غیر شریف نے نکاح کیا، بعد میں کسی قرشی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری لڑکی ہے اور قاضی نے اس کی بیٹی ہونے کا حکم دے دیا تو اس شخص کو نکاح فسخ

لغو لم یفسخ ا۔ (۱) در مختار باب الکفایۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۹۵

در مختار میں ہے کہ کفو کا اعتبار ابتداء نکاح کے وقت ہے لہذا نکاح کے بعد اگر کفو ختم ہو جائے تو معتبر نہیں جیسے کہ نکاح کے وقت صالح ہونے کی وجہ سے کفو تھا اور بعد میں وہ فاسق بن گیا تو نکاح فسخ نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۴۰۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(21) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الکفایۃ، ج ۴، ص ۲۰۷

(22) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفایۃ، ج ۱، ص ۲۹۲

(23) رد المختار، کتاب النکاح، باب الکفایۃ، ج ۴، ص ۲۰۸

(24) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفایۃ، ج ۱، ص ۲۹۳

(25) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفایۃ، ج ۱، ص ۲۹۳

(26) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، فصل فی الکفایۃ، ج ۱، ص ۱۶۳

و الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفایۃ، ج ۱، ص ۲۹۲، ۲۹۳

کرنے کا اختیار ہے۔ (27)



نکاح کی وکالت کا بیان

مسئلہ ۱: نکاح کی وکالت میں گواہ شرط نہیں۔ (۱) بغیر گواہوں کے وکیل کیا اور اُس نے نکاح پڑھا دیا ہو گیا۔ گواہ کی یوں ضرورت ہے کہ اگر انکار کر دیا کہ میں نے تجھ کو وکیل نہیں بنایا تھا تو اب وکالت ثابت کرنے کے لیے گواہوں کی حاجت ہے۔

مسئلہ ۲: عورت نے کسی کو وکیل بنایا کہ تو جس سے چاہے میرا نکاح کر دے تو وکیل خود اپنے نکاح میں اسے نہیں لاسکتا۔ یونہی مرد نے عورت کو وکیل بنایا تو وہ عورت اپنا نکاح اس سے نہیں کر سکتی۔ (۲)

مسئلہ ۳: مرد نے عورت کو وکیل کیا کہ تو اپنے ساتھ میرا نکاح کر دے یا عورت نے مرد کو وکیل کیا کہ میرا نکاح اپنے ساتھ کر لے، اُس نے کہا میں نے فلاں مرد (موکل کا نام لے کر) یا فلاں عورت (موکلہ کا نام لے کر) سے اپنا نکاح کیا، ہو گیا قبول کی بھی حاجت نہیں۔ (۳)

مسئلہ ۴: کسی کو وکیل کیا کہ فلاں عورت سے اتنے مہر پر میرا نکاح کر دے۔ وکیل نے اس مہر پر اپنا نکاح اس عورت سے کر لیا تو اسی وکیل کا نکاح ہوا، پھر وکیل نے اسے مہینے بھر رکھ کر دخول کے بعد اُسے طلاق دے دی اور عدت گزرنے پر موکل سے نکاح کر دیا تو موکل کا نکاح جائز ہو گیا۔ (۴)

(۱) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالة بالنکاح وغیرہا، ج ۱، ص ۲۹۲

علی حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: وکیل کے ساتھ شہدوں کی حاجت کچھ نہیں، اگر واقع میں عورت نے وکیل کو اذن دیا اور اس نے پڑھا دیا نکاح ہو گیا، ہاں اگر عورت انکار کرے گی میں نے ذن نہ دیا تھا تو حاکم کے یہاں گواہوں کی حاجت ہوگی، یہ تو کوئی غلطی نہیں۔ ہاں یہ ضرور غلطی ہے کہ وکیل ہوتا ہے کوئی اور۔ نکاح پڑھتا ہے دوسرا، مذہب صحیح و ظاہر الروایہ میں وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا، اس میں بہت دقتیں ہیں جن کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ لہذا یہ چاہئے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہے اس کے نام کی اجازت لی جائے یا اذن مطلق لے لیا جائے واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۲۷۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) المرجع السابق، ص ۲۹۳، ۲۹۵

(۳) المرجع السابق، ص ۲۹۵

(۴) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالة بالنکاح وغیرہا، ج ۱، ص ۲۹۵، ۲۹۶

مسئلہ ۵: وکیل سے کہا کسی عورت سے میرا نکاح کر دے، اس نے باندی سے کیا صحیح نہ ہوا۔ یوہیں اپنی بالغہ یا نابالغہ لڑکی یا نابالغہ بہن یا بھتیجی سے کر دیا، جس کا یہ ولی ہے تو نکاح صحیح نہ ہوا اور اگر بالغہ بہن یا بھتیجی سے کیا تو صحیح ہے۔ یوہیں عورت کے وکیل نے اس کا نکاح اپنے باپ یا بیٹے سے کر دیا تو صحیح نہ ہوا۔ (5)

مسئلہ ۶: عورت نے اپنے کاموں میں تصرفات کا کسی کو وکیل کیا۔ اس نے اس وکالت کی بنا پر اپنا نکاح اس سے کر لیا، عورت کہتی ہے میں نے تو خرید و فروخت کے لیے وکیل بنایا تھا، نکاح کا وکیل نہیں کیا تھا تو یہ نکاح صحیح نہ ہوا کہ اگر نکاح کا وکیل ہوتا بھی تو اسے کب اختیار تھا کہ اپنے ساتھ نکاح کر لے۔ (6)

مسئلہ ۷: وکیل سے کہا فلاں عورت سے میرا نکاح کر دے، اس نے دوسری سے کر دیا یا حزدہ سے کرنے کو کہا تھا باندی سے کیا، یا باندی سے کرنے کو کہا تھا آزاد عورت سے کیا، یا جتنا مہر بتا دیا تھا اس سے زیادہ باندھا، یا عورت نے نکاح کا وکیل کر دیا تھا اس نے غیر کفو سے نکاح کر دیا، ان سب صورتوں میں نکاح صحیح نہ ہوا۔ (7)

مسئلہ ۸: عورت کے وکیل نے اس کا نکاح کفو سے کیا، مگر وہ اندھا یا اچانچ یا بچہ یا مستوہ (دیوانہ) ہے تو ہو گیا۔ یوہیں مرد کے وکیل نے اندھی یا لکھی (8) یا مجنونہ یا نابالغہ سے نکاح کر دیا صحیح ہو گیا اور اگر خوبصورت عورت سے نکاح کرنے کو کہا تھا، اس نے کالی جھن سے کر دیا یا اس کا عکس، تو نہ ہوا اور اندھی سے نکاح کرنے کے لیے کہا تھا، وکیل نے آنکھ والی سے کر دیا تو صحیح ہے۔ (9)

مسئلہ ۹: وکیل سے کہا کسی عورت سے میرا نکاح کر دے، اُس نے اُس عورت سے کیا جس کی نسبت موکل کہہ چکا تھا کہ اس سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو نکاح ہو گیا اور طلاق پڑ گئی۔ (10)

مسئلہ ۱۰: وکیل سے کہا کسی عورت سے نکاح کر دے، وکیل نے اُس عورت سے کیا جس کو موکل تو وکیل سے پہلے چھوڑ چکا ہے، اگر موکل نے اسکی بدخلقی (بد اخلاقی) وغیرہ کی شکایت وکیل سے نہ کی ہو تو نکاح ہو جائے گا اور اگر جس سے

(5) المرجع السابق

والد المختار، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج ۳، ص ۲۱۰

(6) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالة بالنکاح وغیرھا، ج ۱، ص ۲۹۵

(7) امد المختار و رد المختار، کتاب النکاح، باب الکفاءة، مطلب: فی الوکیل والفضولی فی النکاح، ج ۴، ص ۲۱۱

(8) وہ عورت جس کے ہاتھ یا پاؤں ٹل (بے کار) ہو گئے ہوں۔

(9) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالة بالنکاح وغیرھا، ج ۱، ص ۲۹۵

(10) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالة بالنکاح وغیرھا، ج ۱، ص ۲۹۵

نکاح کیا اسے وکیل بنانے کے بعد چھوڑا ہے تو نہ ہوا۔ (11)

مسئلہ ۱۱: وکیل سے کہا فلانی یا فلانی سے کر دے تو جس ایک سے کریگا ہو جائے گا اور اگر دونوں سے ایک عقد میں کیا (یعنی دونوں عورتوں سے ایک ساتھ نکاح کیا) تو کسی سے نہ ہوا۔ (12)

مسئلہ ۱۲: وکیل سے کہا ایک عورت سے نکاح کر دے، اس نے دو سے ایک عقد میں کیا تو کسی سے نافذ نہ ہوا پھر اگر موکل ان میں سے ایک کو جائز کر دے تو جائز ہو جائے گا اور دونوں کو تو دونوں، اور اگر دو عقد میں دونوں سے نکاح کیا تو پہلا لازم ہو جائے گا اور دوسرا موکل کی اجازت پر موقوف رہے گا اور اگر دو عورتوں سے ایک عقد کے ساتھ نکاح کرنے کو کہا تھا، اس نے ایک سے کیا یا دو سے دو عقدوں میں کیا تو جائز ہو گیا اور اگر کہا تھا فلانی سے کر دے، وکیل نے اس کے ساتھ ایک عورت ملا کر دونوں سے ایک عقد میں کیا تو جس کو بتا دیا تھا اس کا ہو گیا۔ (13)

مسئلہ ۱۳: وکیل سے کہا اس سے میرا نکاح کر دے، بعد کو معلوم ہوا کہ وہ شوہر والی ہے پھر اس عورت کا شوہر مر گیا یا اس نے طلاق دے دی اور عدت بھی گزر گئی، اب وکیل نے اس سے نکاح کر دیا تو ہو گیا۔ (14)

مسئلہ ۱۴: وکیل سے کہا میری قوم کی عورت سے نکاح کر دے، اس نے دوسری قوم کی عورت سے کیا، جائز نہ ہوا۔ (15)

مسئلہ ۱۵: وکیل سے کہا اتنے مہر پر نکاح کر دے اور اس میں اتنا معجل ہو، وکیل نے مہر تو وہی رکھا مگر معجل کی مقدار بڑھا دی تو نکاح شوہر کی اجازت پر موقوف رہا اور اگر شوہر کو علم ہو گیا اور عورت سے وطی کی تو اجازت ہو گئی اور عہمی میں کی تو نہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۶: کسی کو بھیجا کہ فلانی سے میری منگنی کر آ۔ وکیل نے جا کر اس سے نکاح کر دیا ہو گیا اور اگر وکیل سے کہا فلاں کی لڑکی سے میری منگنی کر دے، اس نے لڑکی کے باپ سے کہا اپنی لڑکی مجھے دے، اس نے کہا دی، اب وکیل کہتا ہے میں نے اس لفظ سے اپنے موکل کا نکاح مراد لیا تھا تو اگر وکیل کا لفظ منگنی کے طور پر تھا اور لڑکی کے باپ کا جواب بھی عقد کے طور پر نہ تھا تو نکاح نہ ہوا اور اگر جواب عقد کے طور پر تھا تو نکاح ہو گیا مگر وکیل سے ہوا موکل سے نہ ہوا اور اگر

(11) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح وغیرہا، ج ۱، ص ۲۹۵

(12) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الوکالۃ، ج ۱، ص ۱۶۲

(13) الدر المختار رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفایۃ، مطلب: فی الوکیل والفضولی فی النکاح، ج ۳، ص ۲۱۲

(14) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الوکالۃ، ج ۱، ص ۱۶۲

(15) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح وغیرہا، ج ۱، ص ۲۹۶

(16) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح وغیرہا، ج ۱، ص ۲۹۶

دکیل اور لڑکی کے باپ میں موکل سے نکاح کے متعلق بات چیت ہو چکنے کے بعد لڑکی کے باپ نے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح اتنے مہر پر کر دیا، یہ نہ کہا کہ کس سے دکیل سے یا موکل سے، دکیل نے کہا میں نے قبول کی تو لڑکی کا نکاح اس دکیل سے ہو گیا۔ (17)

مسئلہ ۱۷: یہ بات تو پہلے بتا دی گئی ہے کہ نکاح کے دکیل کو یہ اختیار نہیں کہ وہ دوسرے سے نکاح پڑھوا دے۔ ہاں اگر عورت نے دکیل سے کہہ دیا کہ تو جو کچھ کرے منظور ہے تو اب دکیل دوسرے کو دکیل کر سکتا ہے یعنی دوسرے سے پڑھوا سکتا ہے اور اگر دو شخصوں کو مرد یا عورت نے دکیل بنایا، ان میں ایک نے نکاح کر دیا جائز نہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۸: عورت نے نکاح کا کسی کو دکیل بنایا پھر اُس نے بطور خود نکاح کر لیا تو دکیل کی وکالت جاتی رہی، دکیل کو اس کا علم ہوا یا نہ ہوا اور اگر اس نے وکالت سے معزول کیا تو جب تک دکیل کو اس کا علم نہ ہو معزول نہ ہوگا، یہاں تک کہ معزول کرنے کے بعد دکیل کو علم نہ ہوا تھا، اس نے نکاح کر دیا ہو گیا اور اگر مرد نے کسی خاص عورت سے نکاح کا دکیل کیا تھا پھر موکل نے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کر لیا تو وکالت ختم ہو گئی۔ (19)

مسئلہ ۱۹: جس کے نکاح میں چار عورتیں موجود ہیں اُس نے نکاح کا دکیل کیا تو یہ وکالت معطل رہے گی، جب ان میں سے کوئی بائن ہو جائے، اس وقت دکیل اپنی وکالت سے کام لے سکتا ہے۔ (20)

مسئلہ ۲۰: کسی کی زبان بند ہو گئی اس سے کسی نے پوچھا، تیری لڑکی کے نکاح کا دکیل ہو جاؤں، اس نے کہا ہاں ہاں، اس کے سوا کچھ نہ کہا اور دکیل نے نکاح کر دیا صحیح نہ ہوا۔ (21)

مسئلہ ۲۱: جس مجلس میں ایجاب ہوا اگر اسی میں قبول نہ ہوا تو وہ ایجاب باطل ہو گیا، بعد مجلس قبول کرنا بے کار ہے اور یہ حکم نکاح کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بیع وغیرہ تمام عقود (یعنی معاملات) کا یہی حکم ہے، مثلاً مرد نے لوگوں سے کہا، گواہ ہو جاؤ میں نے فلانی عورت سے نکاح کیا اور عورت کو خبر پہنچی اس نے جائز کر دیا تو نکاح نہ ہوا، یا عورت نے کہا، گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فلاں شخص سے جو موجود نہیں ہے نکاح کیا اور اسے جب خبر پہنچی تو جائز کر دیا نکاح نہ ہوا۔ (22)

(17) المرجع السابق، ص ۲۹۷-۲۹۸

(18) المرجع السابق، ص ۲۹۸

(19) المرجع السابق، ص ۲۹۸

(20) المرجع السابق

(21) المرجع السابق

(22) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج ۲، ص ۲۴۳

مسئلہ ۲۲: پانچ صورتوں میں ایک شخص کا ایجاب قائم مقام قبول کے بھی ہوگا:

- 1- دونوں کا ولی ہو مثلاً یہ کہے میں نے اپنے بیٹے کا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا یا پوتے کا نکاح پوتی سے کر دیا۔
- 2- دونوں کا وکیل ہو، مثلاً میں نے اپنے موکل کا نکاح اپنی موکلہ سے کر دیا اور اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جو دو گواہ مرد کے وکیل کرنے کے ہوں، وہی عورت کے وکیل بنانے کے ہوں اور وہی نکاح کے بھی گواہ ہوں۔
- 3- ایک طرف سے اصیل (یعنی جو اپنا معاملہ خود طے کرے)، دوسری طرف سے وکیل، مثلاً عورت نے اسے وکیل بنایا کہ میرا نکاح تو اپنے ساتھ کر لے اس نے کہا میں نے اپنی موکلہ کا نکاح اپنے ساتھ کیا۔
- 4- ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف سے ولی، مثلاً چچا زاد بہن نابالغہ سے اپنا نکاح کرے اور اس لڑکی کا یہی ولی اقرب بھی ہے اور اگر بالغہ ہو اور بغیر اجازت اس سے نکاح کیا تو اگرچہ جائز کر دے نکاح باطل ہے۔
- 5- ایک طرف سے ولی ہو دوسری طرف سے وکیل، مثلاً اپنی لڑکی کا نکاح اپنے موکل سے کرے۔

اور (۱) اگر ایک شخص دونوں طرف سے فضولی ہو یا ایک (۲) طرف سے فضولی ہو، دوسری طرف سے وکیل یا ایک (۳) طرف سے فضولی ہو، دوسری طرف سے ولی یا ایک (۴) طرف سے فضولی ہو، دوسری طرف سے اصیل تو ان چاروں صورتوں میں ایجاب و قبول دونوں نہیں کر سکتا اگر کیا تو نکاح نہ ہوا۔ (23)

مسئلہ ۲۳: فضولی نے ایجاب کیا اور قبول کرنے والا کوئی دوسرا ہے، جس نے قبول کیا خواہ وہ اصیل ہو یا وکیل یا ولی یا فضولی تو یہ عقد اجازت پر موقوف رہا، جس کی طرف سے فضولی نے ایجاب یا قبول کیا اس نے جائز کر دیا، جائز ہو گیا اور رد کر دیا، باطل ہو گیا۔ (24)

(23) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج ۴، ص ۲۱۳

(24) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالة بالنکاح وغیرھا، ج ۱، ص ۲۹۹

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

رد المحتار میں ہے:

اذا كان فضولياً منهما او من احدهما ومن الآخر اصيلاً او وكيلاً او ولياً ففي هذه الاربع لا يتوقف بل يبطل عندهما خلافاً للشأن حيث قال يتوقف على قبول الغائب كما يتوقف اتفاقاً لو قبل عنه فضولي آخر قوله وان تكلم بكلامين خلافاً لما في حواشي الهداية وشرح الكافي من انه لو تكلم بكلامين يتوقف اتفاقاً ورده في الفتح بان الحق خلافه ولا وجود لهذا القيد في كلام اصحاب المذهب ۲۔ ۱۔ مختصراً۔

(۲) رد المحتار باب الکفاءة مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۲۶

اگر کوئی شخص دونوں جانب سے فضولی ہو یا ایک جانب سے فضولی اور دوسری جانب سے اصیل ہو یا وکیل یا ولی ہو تو ان چاروں صورتوں میں

مسئلہ ۲۴: فضولی نے جو نکاح کیا اُس کی اجازت قول و فعل دونوں سے ہو سکتی ہے، مثلاً کہا تم نے اچھا کیا یا اللہ (عزوجل) ہمارے لیے مبارک کرے یا تو نے ٹھیک کیا اور اگر اُس کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اجازت کے الفاظ استہزا کے طور پر کہے تو اجازت نہیں۔ اجازت فعلی مثلاً مہر بھیج دینا، اُس کے ساتھ خلوت کرنا۔ (25)

مسئلہ ۲۵: فضولی نے نکاح کیا اور مر گیا، اس کے مرنے کے بعد جس کی اجازت پر موقوف تھا، اس نے اجازت دی صحیح ہو کیا اگرچہ دونوں طرف سے دو فضولیوں نے ایجاب و قبول کیا ہو اور فضولی نے بیچ کی ہو تو اس کے مرنے کے بعد جائز نہیں کر سکتا۔ (26)

مسئلہ ۲۶: فضولی اپنے کیے ہوئے نکاح کو فسخ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا، نہ قول سے فسخ کر سکتا ہے مثلاً کہے میں نے فسخ کر دیا، نہ فعل سے مثلاً اُسی شخص کا نکاح اس عورت کی بہن سے کر دیا تو پہلا فسخ نہ ہوگا اور اگر فضولی نے مرد کی بغیر اجازت نکاح کر دیا، اس کے بعد اسی شخص نے اس فضولی کو وکیل کیا کہ میرا کسی عورت سے نکاح کر دے، اس نے اس پہلی عورت کی بہن سے نکاح کیا تو پہلا فسخ ہو گیا اور کہتا کہ میں نے فسخ کیا تو فسخ نہ ہوتا۔ (27)

مسئلہ ۲۷: فضولی نے چار عورتوں سے ایک عقد میں کسی کا نکاح کر دیا، اُس نے ان میں سے ایک کو طلاق دیدی تو باقیوں کے نکاح کی اجازت ہو گئی اور پانچ عورتوں سے متفرق عقد کے ساتھ نکاح کیا تو شوہر کو اختیار ہے کہ ان میں سے چار کو اختیار کر لے اور ایک کو چھوڑ دے۔ (28)

مسئلہ ۲۸: غلام اور باندی کا نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، وہ جائز کرے تو جائز، رد کرے تو باطل۔ خواہ مدبر ہوں یا مکاتب یا ام ولد یا وہ غلام جس میں کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا اور باندی کو جو مہر ملے گا اُس کا مالک مولیٰ

نکاح موقوف نہ ہوگا بلکہ امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک باطل ہوگا، امام یوسف اس کے خلاف ہیں ان کے نزدیک یہ موقوف ہوگا جس طرح ایک فضولی کی طرف سے ایجاب کو دوسرا فضولی قبول کر لے تو بالاتفاق موقوف ہوتا ہے، قولہ (اس کا قول) کہ اگرچہ دو کلاموں سے ایجاب و قبول کرے، یہ خلاف ہے اس کے جو ہدایہ کے بعض حواشی اور کافی کی شرح میں ہے کہ اگر دو کلاموں سے اس نے ادا کیا تو بالاتفاق نکاح موقوف ہوگا، اس کو فتح میں رد کر دیا گیا ہے کیونکہ حق اس کے خلاف ہے اور اس قید کا اسباب مذہب میں کوئی وجود نہیں ہے اھ مختصر۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۱۳ ارضافاؤنڈیشن، لاہور)

(25) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح وغیرھا، ج ۱، ص ۲۹۹

(26) الدر المختار رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفایۃ، مطلب: فی الوکیل والفضولی فی النکاح، ج ۴، ص ۲۱۸

(27) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی فسخ عقد الفضولی، ج ۱، ص ۱۶۱

(28) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح وغیرھا، ج ۱، ص ۲۹۹

ے مکرہ تہہ ورجس باندی کا بعض آزاد ہوا ہے ان کو جو مہر ملے گا انھیں کاہدگا۔ (29)



مہر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(فَمَا اسْتَبْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرْضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا) (1)

جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہو، ان کے مہر مقرر شدہ انھیں دو اور قرار داد کے بعد تمہارے آپس میں جو رضا مندی ہو جائے، اس میں کچھ گناہ نہیں۔ بیشک اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے۔ اور فرماتا ہے:

(وَأْتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا) (2)

عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو پھر اگر وہ خوشی دل سے اس میں سے کچھ تمہیں دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا۔ اور فرماتا ہے:

(لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرَهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ وَإِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَيَصِفْ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوا الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

(1) پ ۵، النساء: ۲۳

(2) پ ۴، النساء: ۴

اس آیت کے تحت مفسر شبیر مولا ناسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ مہر کی مستحق عورتیں ہیں نہ کہ ان کے اولیاء اگر اولیاء نے مہر وصول کر لیا ہو تو انہیں لازم ہے کہ وہ مہر اس کی مستحق عورت کو پہنچادیں۔ (مزید یہ کہ)

مسئلہ: عورتوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو نہر کا کوئی جز دہیہ کریں یا کل مہر مگر بخشوانے کے لئے انہیں مجبور کرنا ان کے ساتھ ہر خلقی کرنا نہ چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طہن لکم فرمایا جس کے معنی ہیں دل کی خوشی سے معاف کرنا

بصیرۃ (۲۴، ۴) (3)

تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو، جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا مہر نہ مقرر کیا ہو اور ان کو ہاتھ برتنے کو دو، مالدار پر اس کے لائق اور تنگ دست پر اس کے لائق حسب دستور برتنے کی چیز واجب ہے، بھلائی والوں پر اور اگر تم نے عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدی اور ان کے لیے مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا مقرر کیا اس کا نصف واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں معاف کر دیں یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ اور اسے مردوں تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے زیادہ نزدیک ہے اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو، بے شک اللہ (عزوجل) تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ہے ابو سلمہ کہتے ہیں، میں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مہر کتنا تھا؟ فرمایا: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مہر ازواج مطہرات کے لیے ساڑھے بارہ اوقیہ تھا۔ (4) یعنی پانسو ۵۰۰ درم۔

(3) پ ۲، البقرة: ۲۳۶-۲۳۷

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایک انصاری کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور کوئی مہر معین نہ کیا پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اگر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی تو مہر لازم نہیں ہاتھ لگانے سے مہر معین مراد ہے اور خلوت صحیحہ اسی کے حکم میں ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ذکر مہر بھی نکاح درست ہے مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر معین کرنا ہوگا اگر نہ کیا تو بعد دخول مہر مثل لازم ہو جائے گا۔

(مزید یہ کہ)

تین کپڑوں کا ایک جوڑا۔

(مزید یہ کہ)

جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس کو قبل دخول طلاق دی ہو اس کو تو جوڑا دینا واجب ہے اور اس کے سوا ہر مطلقہ کے لئے مستحب ہے۔ (مدارک)

(4) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الصداق، الخ، الحدیث: ۷۸- (۱۳۲۶) ص ۷۴۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ سوال عام ازواج پاک کے مہر کے متعلق تھا اور نہ بی بی ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم تھا جو نجاشی شاہ حبشہ نے ادا کیا تھا۔

۲۔ یعنی ساڑھے بارہ اوقیہ مہر تھا ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے کل پانچ سو درہم یعنی تقریباً ایک سو پینسٹھ روپے ہوئے درہم۔

حدیث ۲: ابو داؤد و نسائی ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ نجاشی نے ان کا نکاح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کیا اور چار ہزار مہر کے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف سے خود ادا کیے اور شریحیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ انھیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں بھیج دیا۔ (5)

ساڑھے چار آنہ کا ہوتا ہے۔

۳۔ لٹن کے پیش اور شین کے شد سے بمعنی نصف روٹی اور ہر نصف کوٹش کہتے ہیں مشکوٰۃ کے بعض نسخوں میں ٹٹانج سے ہے۔ مگر پیش کی روایت شرح وغیرہ کتب کے موافق ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۲۲)

(5) سنن النسائی، کتاب النکاح، باب القسط فی الامدقۃ، الحدیث: ۳۳۳، ص ۵۴۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ام حبیبہ کا نام شریف رملہ ہے ابوسفیان کی صاحبزادی امیر معاویہ کی بہن مسلمانوں کی والدہ یعنی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ کی ماں کا نام صفیہ بنت عاص یعنی حضرت عثمان کی پھوپھی آپ کا انتقال مدینہ منورہ ۳۲ھ میں ہوا، فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے، رضی اللہ عنہا۔

۲۔ یہاں صاحب مشکوٰۃ سے غلطی ہوئی عبد اللہ ابن جحش تو صحابی ہیں جنگ احد میں شریک ہوئے، حضرت ام حبیبہ ان کے بھائی عبید اللہ ابن جحش کے نکاح میں تھیں۔ یہ عبید اللہ پہلے تو مسلمان ہوئے اور حبشہ کو ہجرت کر گئے مگر وہاں جا کر عیسائی ہو گئے اور عیسائیت پر ہی مرے یہ دونوں بھائی حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش کے بھائی ہیں۔ (مرقات و اشعۃ وغیرہ)

۳۔ عبید اللہ ابن جحش زمین حبشہ میں عیسائیت کی حالت میں فوت ہوئے، حضرت ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں۔

۴۔ اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجاز میں تشریف فرما رہے اور حضرت ام حبیبہ حبشہ میں، نجاشی بادشاہ نے ام حبیبہ سے اجازت لے کر جمع کے سامنے ان کا نکاح حضور انور سے کر دیا اور نکاح کی اطلاع حضور کو بھیج دی حضور نے یہ نکاح مجمع صحابہ میں قبول فرمایا اسے غائبانہ نکاح کہتے ہیں، اب بھی جائز ہے نجاشی شاد جحش کا لقب تھا ان کا نام اممہ تھا حضور کا زمانہ پایا زیارت نہ کر سکے اس لیے تابعین میں سے ہیں انہوں نے مسلمانوں کی بڑی خدمات انجام دیں، اشعۃ اللمعات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ مہمری کو اپنا وکیل نکاح کر کے حبشہ بھیج دیا تھا اس صورت میں تو نجاشی ام حبیبہ کے وکیل نکاح ہوئے اور عمرو ابن امیہ حضور کے وکیل مگر پہلی روایت زیادہ قوی ہے۔

۵۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اس نکاح کے موقع پر خالد ابن سعید ابن عاص کے ذریعہ نجاشی نے بی بی ام حبیبہ کو حضور کی طرف سے پیغام نکاح دیا۔ ابراہیم لونڈی حضرت جعفر ابن ابی طالب اور دوسرے مسلمان نکاح میں شریک ہوئے حضور کی طرف سے نجاشی نے اور ام حبیبہ کی طرف سے خالد نے خطبہ نکاح پڑھا اور چار سو دینار یعنی چار ہزار درہم اپنی جیب سے نجاشی نے مہر ادا کیا بعد میں تمام حاضرین کو کھانا کھلایا پھر حضرت شریحیل کے ساتھ حضور کی خدمت میں ام حبیبہ کو بھیج دیا، خیال رہے کہ یہ خالد بی بی ام حبیبہ کے والد یعنی ابوسفیان کے چچ ہیں اور نجاشی نے یہ نکاح اس لیے کیا تا کہ ابوسفیان حضور کی طرف مائل ہوں جنگ ہلکی پڑ جائے یہ نکاح ۶ھ میں ہوا، حسنہ شریحیل کی والدہ کا نام

نہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۲۹)

حدیث ۳: ابو داؤد و ترمذی و نسائی و دارمی راوی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نکاح کیا اور مہر کچھ نہیں بندھا اور دخول سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عورت کو مہر مثل ملے گا، نہ کم نہ زیادہ اور اس پر عدت ہے اور اُسے میراث ملے گی۔ معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ برو ع بنت واشق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم فرمایا تھا۔ یہ سن کر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوئے۔ (6)

(6) جامع ترمذی، أبواب النکاح، باب ما جاء فی الرجل یتزوج المرأة رآه، الحدیث: ۱۱۳۸، ج ۲، ص ۷۷۷
حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ غالباً یہ علقہ ابن ابی علقہ ہیں علقہ کا نام بلال ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں مشہور تابعی ہیں واللہ اعلم۔ علقہ ابن ابی وقاص نہیں وہ تو صحابی ہیں۔

۲۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی ایک عورت سے بغیر مہر نکاح کیا یا تو مہر کا ذکر ہی نہیں کیا یا مہر کی نفی کر دی کہ مہر کچھ نہ دوں گا یا ایسی چیز مہر مقرر کی جو مہر بننے کے قابل نہیں مثلاً ہوا یا پانی کے گلاس پر نکاح کیا پھر خلوت صحیح سے پہلے مر گیا تو اس کی عورت کو مہر ملے گا یا نہیں اگر ملے گا تو کیا؟

۳۔ خلاصہ جواب یہ ہوا کہ اس عورت کو پورا مہر مثل ملے گا عدت و فات واجب ہوگی یعنی چار ماہ دس دن اور چوتھائی مہر و مال میراث میں ملے گا۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے یہ فتویٰ تو دیا مگر دل میں خیال کرتا تھا کہ نہ معلوم صحیح ہے یا غلط کیونکہ آپ نے اس کے متعلق حدیث نہیں سنی تھی، قرآن کریم سے یہ حکم مستنبط کیا تھا کہ کیا یہ خبر استنباط صحیح ہے یا نہیں۔ (مرقات مع زیادت)

۴۔ آپ صحابی ہیں فتح مکہ کے دن غزوہ میں شریک تھے قوم اشجع کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں جنگ حرہ کے دن اپنے بیٹے کے ساتھ شہید ہوئے (اشعہ)

۵۔ یعنی یہ ہی صورت مسئلہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل یہی حکم دیا تھا، آپ کا اجتہاد حدیث کے موافق ہے۔ خیال رہے کہ یہ حکم وفات کی صورت میں ہے، اگر ایسی عورت کو خلوت سے پہلے طلاق ہو جائے تو نہ اس پر عدت ہے نہ مہر بلکہ کپڑوں کا ایک جوڑا ملے گا طلاق کی عدت خلوت سے واجب ہوتی ہے اور مہر مثل کبھی بھی آدھا ہو کر نہیں ملتا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے ان کا مذہب بعینہ وہی ہے بعض اماموں کے ہاں اس صورت میں عورت کو مہر نہیں ملتا۔

۶۔ روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود یہ سن کر ایسے خوش ہوئے کہ اسلام کے بعد ایسی خوشی آپ کو کبھی نہ ہوئی تھی۔

۷۔ بیہقی نے فرمایا کہ حدیث بہت سی استادوں سے مروی ہے جو سب صحیح ہیں۔ واللہ اعلم!

حدیث ۴: حاکم و بیہقی عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: بہتر وہ مہر ہے جو آسان ہو۔ (7)

حدیث ۵: ابو یعلیٰ و طبرانی صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ عورت کو مہر میں سے کچھ نہ دے گا، تو جس روز مرے گا زانی مرے گا اور جو کسی سے کوئی شے خریدے اور یہ نیت ہو کہ قیمت میں سے اُسے کچھ نہ دے گا تو جس دن مرے گا، خائن مرے گا اور خائن تار میں ہے۔ (8)



(7) المستدرک، لمی کم کتاب النکاح، خیر الصداق البیرو، الحدیث: ۲۷۹۶، ج ۲، ص ۵۳۷

(8) المعجم الکبیر، باب الصداق، الحدیث: ۷۳۰۲، ج ۸، ص ۳۵

مسائل فقہیہ

مہر کم سے کم دس ۱۰ درہم (یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ 618.30 گرام) چاندی یا اُس کی قیمت) ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا، جس کی مقدار آج کل کے حساب سے ۵۳ پائی ہے خواہ سکہ ہو یا ویسی ہی چاندی یا اُس قیمت کا کوئی سامان، اگر درہم کے سوا کوئی اور چیز مہر ٹھہری تو اُس کی قیمت عقد کے وقت دس ۱۰ درہم سے کم نہ ہو اور اگر اُس وقت تو اسی قیمت کی تھی مگر بعد میں قیمت کم ہو گئی تو عورت وہی پائے گی پھیرنے کا اُسے حق نہیں اور اگر اس وقت دس ۱۰ درہم سے کم قیمت کی تھی اور جس دن قبضہ کیا قیمت بڑھ گئی تو عقد کے دن جو کی تھی وہ لے لی، مثلاً اُس روز اس کی قیمت آٹھ درہم تھی اور آج دس ۱۰ درہم ہے تو عورت وہ چیز لے گی اور دو درہم اور اگر اُس چیز میں کوئی نقصان آگیا تو عورت کو اختیار ہے کہ دس درہم لے یا وہ چیز۔ (1)

مسئلہ ۱: نکاح میں دس ۱۰ درہم یا اس سے کم مہر باندھا گیا، تو دس ۱۰ درہم واجب اور زیادہ باندھا ہو تو جو مقرر ہوا واجب۔ (2)

مسئلہ ۲: وطی یا خلوت صحیحہ یا دونوں میں سے کسی کی موت ہو ان سب سے مہر مؤکد (یعنی لازم) ہو جاتا ہے (2A) کہ جو مہر ہے اب اس میں کمی نہیں ہو سکتی۔ یونہی اگر عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عدت کے اندر اس سے

(1) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۰۳، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

شریعت میں مہر کی کم سے کم تعداد مقرر ہے کہ دس ۱۰ درہم سے کم نہ ہو جس کے اس روپے سے کچھ کوڑیا کم دو ۲ روپے تیرہ ۱۳ آنے بھر چاندی ہوئی یعنی دو ۲ روپے بارہ ۱۲ آنے ۹-۵/۳ پائی بھر اس کے سوا شریعت میں مہر کا کوئی درجہ مقرر نہیں فرمایا ہے، یہ ان قاضیوں کی گھڑت ہے کہ ۶۵ روپے کا کوئی درجہ مہر کا نہیں ہے، اکثر ازواج مطہرات کا مہر پانسو ۵۰۰ درہم تھا کہ یہاں کے روپوں سے ایک سو چالیس ۱۴۰ ہوئے، اور حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو ۴۰۰ مثقال چاندی تھا جس کے ایک سو ساٹھ ۱۶۰ روپے بھر چاندی ہوئی، اور حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار ہزار درہم یا دینار تھا جس کے گیارہ سو بیس ۱۲۰ یا گیارہ ہزار دو سو ۱۲۰۰ روپے ہوئے، مہر معین کر دینا چاہئے، فقط شرع پیغمبری یا اس کا فلاں درجہ کہنا بیوقوفی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۱۶۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۳، ص ۲

(2A) دینی، الدر المختار المہر بتا کہ عند طء او خلوة صحت من الزوج او موت احدہما ۴۱۱

پھر نکاح کر لیا تو یہ مہر بغیر دخول وغیرہ کے مؤکد ہو جائیگا۔ ہاں اگر صاحب حق نے کل یا جز معاف کر دیا تو معاف ہو جائے گا اور اگر مہر مؤکد نہ ہوا تھا اور شوہر نے طلاق دے دی تو نصف واجب ہوگا اور اگر طلاق سے پہلے پورا مہر ادا کر چکا تھا تو نصف تو عورت کا ہوا ہی اور نصف شوہر کو واپس ملے گا مگر اس کی واپسی میں شرط یہ ہے کہ یا عورت اپنی خوشی سے پھیر دے یا قاضی نے واپسی کا حکم دے دیا ہو اور یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو شوہر کا کوئی تصرف اس میں نافذ نہ ہوگا، مثلاً اس کو بیچنا، ہبہ کرنا (تحفہ دینا)، تصدق کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔

اور اگر وہ مہر غلام ہے تو شوہر اس کو آزاد نہیں کر سکتا اور قاضی کے حکم سے پیشتر (پہلے) عورت اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتی ہے مگر بعد حکم قاضی اس کی آدمی قیمت دینی ہوگی اور اگر مہر میں زیادتی ہو، مثلاً گائے، بھینس وغیرہ کوئی جانور مہر میں تھا، اس کے بچہ ہوا یا درخت تھا، اس میں پھل آئے یا کپڑا تھا، رنگا گیا یا مکان تھا، اس میں کچھ نئی تعمیر ہوئی یا غلام تھا، اس نے کچھ کمایا تو اگر زوجہ کے قبضہ سے پیشتر اس مہر میں زیادتی (3) متولد ہے، اس کے نصف کی عورت مالک ہے اور نصف کا شوہر ورنہ کل زیادتی کی بھی عورت ہی مالک ہے۔ (4)

مسئلہ ۳: جو چیز مال مستقیم نہیں وہ نہیں ہو سکتی اور مہر مثل واجب ہوگا، مثلاً مہر یہ ٹھہرا کہ آزاد شوہر عورت کی سال بھر تک خدمت کریگا یا یہ کہ اسے قرآن مجید یا علم دین پڑھادے گا یا حج و عمرہ کرا دے گا یا مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت سے ہوا اور مہر میں خون یا شراب یا خنزیر کا ذکر آیا یا یہ کہ شوہر اپنی پہلی بی بی کو طلاق دے دے تو ان سب صورتوں میں مہر مثل واجب ہوگا۔ (5)

مسئلہ ۴: اگر شوہر غلام ہے اور ایک مدت معینہ تک عورت کی خدمت کرنا مہر ٹھہرا اور مالک نے اس کی اجازت بھی دے دی ہو تو صحیح ہے ورنہ عقد صحیح نہیں۔ آزاد شخص عورت کے مولیٰ یا ولی کی خدمت کریگا یا شوہر کا غلام یا اس کی

اور درمختار میں ہے کہ دہی، خلوت صحیحہ اور خاوند بیوی میں سے کسی ایک کے فوت ہو جانے سے مہر لازم ہو جاتا ہے اھ

(۳) الدر المختار باب المہر مطبع مجتہبی دہلی ۱/ ۱۹۷

(3) زیادت دو قسم ہے متولدہ اور غیر متولدہ اور ہر ایک کی دو قسم متولدہ منفصلہ، متولدہ متعلقہ درخت کے پھل جبکہ درخت میں لگے ہوں۔

متولدہ منفصلہ مثلاً جانور کا بچہ یا ٹوٹے ہوئے پھل۔ غیر متولدہ متعلقہ جیسے کپڑے کو رنگنا یا مکان میں تعمیر۔ غیر متولدہ منفصلہ جیسے غلام نے کچھ کمایا اور ہر ایک عورت کے قبضہ سے پیشتر ہے یا بعد تو یہ سب آٹھ قسمیں ہوئیں اور تنصیف صرف زیادت متولدہ قبل القبض کی ہے باقی کی نہیں (رد المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۲۷)

(4) الدر المختار و رد المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۲۳-۲۲۷

(5) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السالط فی المہر، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۰۲، ۳۰۳

والدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۲۹-۲۳۲

باندی عورت کی خدمت کرے گی تو یہ مہر صحیح ہے۔ (6)

مسئلہ ۵: اگر مہر میں کسی دوسرے آزاد شخص کا خدمت کرنا ٹھہرا تو اگر نہ اس کی اجازت سے ایسا ہوا، نہ اس نے جائز رکھا تو اس خدمت کی قیمت مہر ہے اور اگر اس کے حکم سے ہوا اور خدمت وہ ہے جس میں عورت کے پاس رہنا سہنا ہوتا ہے تو واجب ہے کہ خدمت نہ لے بلکہ اس کی قیمت لے اور اگر وہ خدمت ایسی نہیں تو خدمت لے سکتی ہے اور اگر خدمت کی نوعیت معین نہیں تو اگر اس قسم کی لے گی تو وہ حکم ہے اور اس قسم کی تو یہ۔ (7)

مسئلہ ۶: شغار یعنی ایک شخص نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک کا مہر دوسرا نکاح ہے تو ایسا کرنا گناہ و منع ہے اور مہر مثل واجب ہوگا۔ (8)

مسئلہ ۷: کسی شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں نے نکاح کیا بعوض اس غلام کے، حالانکہ وہ آزاد تھا یا بٹکے کی طرف اشارہ کر کے کہا بعوض اس سرکہ کے اور وہ شراب ہے تو مہر مثل واجب ہے۔ یوں اگر کپڑے یا جانور یا مکان کے عوض کہا اور جنس نہیں بیان کی یعنی یہ نہیں کہا کہ فلاں قسم کا کپڑا یا فلاں جانور تو مہر مثل واجب ہے۔ (9)

(6) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۲۹، وغیرہ

(7) فتح القدیر، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۳، ص ۲۲۳، ۲۲۴

(8) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۲۸

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

یعنی دور جاہلیت میں عرب میں نکاح شغار ہوتا تھا اسلام نے اسے منع فرمادیا، خیال رہے کہ اگر یہ شرط درست رہتی تو شغار بنتا جب احناف نے اس شرط کو باطل قرار دیا اور ہر لڑکی کو مہر مثل دلویا تو شغار نہ رہا، لہذا یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں جیسے دیگر فاسد شروط سے نکاح فاسد نہیں ہوتا بلکہ شرط فاسد ہو جاتی ہے ایسے ہی یہ نکاح بھی بالشرط ہے، جس میں نکاح درست اور شرط فاسد ہے جیسے کوئی شخص سونا یا شراب کے عوض نکاح کرے تو نکاح درست ہے یہ شرط فاسد ہے مہر مثل دیا جائے گا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۶۶)

(9) المرجع السابق، ص ۲۳۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

عالمگیریہ میں ہے:

فاذا تزوجها علی هذا العبد وهو ملك الغیر او علی هذه الدار وهو ملك الغیر فالنکاح جائز والتسمیة صحیحة فبعد ذلك ينظر ان اجاز صاحب الدار وصاحب العبد ذلك فلها عين المسمى وان لم یجز المستحق لا یبطل النکاح ولا التسمیة حتی لا یجب مہر المثل وانما تجب قیمة المسمى کذا فی المحيط

(۱) فتاویٰ ہندیہ باب المہر نورانی کتب خانہ پشاور ۱ / ۳۰۳

مسئلہ ۸: نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوت صحیح ہوگئی یا دونوں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے بشرطیکہ بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے نہ پا گیا ہو اور اگر طے ہو چکا تو وہی طے شدہ ہے۔ یوں اگر قاضی نے مقرر کر دیا تو جو مقرر کر دیا وہ ہے اور ان دونوں صورتوں میں مہر جس چیز سے مؤکد ہوتا ہے، مؤکد ہو جائے گا اور مؤکد نہ ہوا بلکہ خلوت صحیح سے پہلے طلاق ہوگئی، تو ان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے یعنی کرتہ، پاجامہ، دوپٹا جس کی قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو اور زیادہ ہو تو مہر مثل کا نصف دیا جائے اگر شوہر مالدار ہو اور ایسا جوڑا بھی نہ ہو جو پانچ درہم سے کم قیمت کا ہو اگر شوہر محتاج ہو اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجہ کا ہو اور دونوں محتاج ہوں تو معمولی اور ایک مالدار ہو ایک محتاج تو درمیانی۔ (10)

جب کسی نے ایک خاص عبد یا ایک مکان بطور مہر پر نکاح کیا جبکہ وہ عبد اور مکان کسی غیر کی ملکیت ہوں تو یہ نکاح جائز ہوگا، اور مہر کے طور پر ان کا ذکر صحیح ہے، بعد میں دیکھا جائے کہ اس عبد یا مکان کا مالک دینے پر تیار ہے تو وہی عبد یا مکان مذکورہ دیا جائے گا اور مالک دینے پر تیار نہ ہو تو پھر بھی نکاح اور مہر باطل نہ ہوگا حتیٰ کہ مہر مثل واجب نہ ہوگا بلکہ اب اس عبد یا مکان کی قیمت دی جائے۔ محیط میں یوں نہیں ہے۔ آمدنی خانقاہ جیسے نذر وغیرہا کہ فی الحال معدوم ہیں وہ داخل مہر نہ ہو مگر ان چیزوں کے نکل جانے سے جائداد کے حصص موجودہ کہ مہر کئے گئے ان پر اثر نہ پڑے گا وہ مہر میں ہو چکے، نہ اس کی وجہ سے مہر مثل لازم آئے بلکہ وہی حصص موجودہ مہر میں دئے جائیں گے۔ عالمگیری میں ہے:

وإذا سمی فی العقد ما هو معدوم فی الحال بان تزوجها علی ما یشر نخیلہ العام او علی ما تخرج ارضہ العام او حل ما یکتسب غلامہ لا یصح التسمیة وکان لها مہر المثل ۲۔

اگر نکاح میں ایسی چیز کو مہر ذکر کیا جو فی الحال معدوم ہے مثلاً اس سال کھجوریں یا زمین جو فصل دیں گی، یا میرا غلام اس سال جو مکے کا وغیرہ، تو مہر میں ان کا ذکر صحیح نہیں لہذا مہر مثل واجب ہوگا۔ (۲۔ فتاویٰ ہندیہ باب المہر نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۰۳)

رد المحتار میں ہے:

لو سمی عشرة دراهم و رطل خمر فلها المسمی ولا یکمل مہر المثل بحر ۳۔

(۳۔ رد المحتار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۳۵)

اگر مہر میں دس ۱۰ درہم اور ایک رطل شراب مقرر کیا ہو تو بیوی کو مقررہ مہر دیا جائیگا اور مہر مثل کو پورا نہ کیا جائے گا، بحر۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۱۹۲ رضا فاؤنڈیشن، لہور)

(10) الجوهرة النيرة، کتاب النکاح، الجزء الثاني، ص ۱۷

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۳۰۳

اعلیٰ حضرت، امام، ہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ ۹: جوڑا دینا اس وقت واجب ہے جب فرقت (جدائی) زوج کی جانب سے ہو، مثلاً طلاق، ایلاء، لعان، نامرد ہونا، شوہر کا مرتد ہونا، عورت کی ماں یا لڑکی کو شہوت کے ساتھ بوسہ دینا اور اگر فرقت جانب زوجہ سے ہو تو واجب نہیں، مثلاً عورت کا مرتد ہو جانا یا شوہر کے لڑکے کو شہوت بوسہ دینا، سوت (سوکن) کو دودھ پلا دینا، بلوغ یا آزادی کے بعد اپنے نفس کو اختیار کرنا۔ یوں اگر زوجہ کنیز تھی، شوہر نے یا اس کے وکیل نے مولیٰ سے خرید لی تو اب وہ جوڑا

پھر اگر زوجہ سے ابھی خلوت یعنی بغیر کسی مانع کے تنہائی کچائی نہ کی یا زوجہ کی ابھی وہ ۱۰ سالہ ہے قابلیت جماع اصلاً نہ رکھتی ہو جب تو نفہ مہر دینا ہوگا اگر بندھا ہو، اور کچھ نہ بندھا ہو تو ایک پورا جوڑا جس میں دوپٹہ، پاجامہ اور عورتوں کے چھوٹے کپڑے اور جو تاسب کچھ ہو، اور مرد عورت دونوں کے حال کے لحاظ سے عمدہ نفیس یا کم درجہ یا متوسط ہو دینا آئے گا جس کی قیمت نہ پانچ درہم سے کم ہو نہ عورت کے نصف مہر مثل سے زیادہ ہو، اگر مرد عورت دونوں غنی ہیں تو نفیس اور دونوں فقیر تو ادنیٰ اور ایک فقیر دوسرا فنی تو اوسط اور اگر یہ دس ۱۰ سارہ بڑی قابل جماع ہے اور خلوت ہو چکی تو پورا مہر لازم ہوگا۔

تویر الابصار و در مختار میں ہے:

تجب متعة لفقوۃ وھی من زوجت بلا مہر طلقت قبل الوطء وھی دوع و خمار و ملحفة (قال فخر الاسلام هذا فی دیار ہم اما فی دیار نافیزاد علی انوار و مکعب کذا فی الدرایۃ۔ قلت مقتضی هذا ان یعبر عرف کل بدنة لا حلها فیما تکتبی به المرأة عند الخروج اهـ) لا تزيد علی نصف مہر المثل لو الزوج غنیا، ولا تنقص عن خمسة دراهم لو فقیر او تعتبر المتعة حالهما كالنفقة، به یفتی (فان كان غنیین فلها الا علی من الشیاب، او فقیرین فالادنی، او مختلفین فالوسط، وما ذکره قول الخصاص و فی الفتح انه الاشبه بالفقة قال فی البحر قول الخصاص لان الولوالجی صححه وقال وعلیه الفتوی كما افتوا به فی النفقة اهـ) الش کل ملخص والله تعالی اعلم۔

(۱) رد المحتار مع در مختار شرح تویر الابصار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۳۶

مفوضہ یعنی جس عورت سے مہر کے بغیر نکاح کیا ہوا اور اس کو طی سے قبل طلاق دے دی ہو تو ایسی عورت کے لئے پورا جوڑا لباس دینا بطور متعہ واجب ہے، اور وہ قمیص، دوپٹہ اور بڑی چادر ہے (فخر الاسلام نے فرمایا یہ ان کے علاقہ کا رواج ہے، لیکن ہمارے ہاں اس پر تہ بند اور جو تاسب مزید دیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں اس کا مقتضی یہ ہے کہ ہر علاقہ کا رواج وہاں کے لوگوں میں معتبر ہوگا یعنی جو لباس عورت باہر نکلتے وقت پہنتی ہو وہ دیا جائے گا اھ ش) اور وہ جوڑا قیمت میں مہر مثل کے نصف سے زائد نہ ہو اگر خاوند امیر ہو، اور اگر وہ غریب ہو تو پھر کم از کم پانچ درہم سے کم نہ ہو، اور اس جوڑے میں خاوند بیوی کی حیثیت کا اعتبار ہوگا جیسا کہ نفقہ میں دونوں کا لحاظ کیا جاتا ہے، اسی پر فتویٰ ہے پھر اگر دونوں امیر ہیں تو عورت کو اس کا اعلیٰ لباس اور اگر دونوں فقیر ہوں تو ادنیٰ لباس، اگر دونوں کی حیثیت مختلف ہو تو پھر درمیانہ لباس دیا جائے گا اور یہ جو خصاف کا قول مذکور ہے۔ اور فتح میں اس کو اشبه بالفقة کہا ہے۔ بحر الرائق میں کہا ہے کہ خصاف کا قول ارنج ہے کیونکہ ولوالجی نے اس کو صحیح بتایا ہے اور کہا کہ اس پر فتویٰ ہے جیسا کہ فقہ میں فقہاء نے فتویٰ دیا ہے، اھ ش) یہ تمام عبارت ملخص ہے۔ واللہ تعالیٰ

اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۲۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ساقط ہو گیا اور اگر مولیٰ نے کسی اور کے ہاتھ بیچی، اُس سے خریدی تو واجب ہے۔ (11)

مسئلہ ۱۰: جوڑے کی جگہ اگر قیمت دیدے، تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور عورت قبول کرنے پر مجبور کی جائے گی۔ (12)

مسئلہ ۱۱: جس عورت کا مہر معین ہے اور خلوت سے پہلے اسے طلاق دے دی گئی، اُسے جوڑا دینا مستحب بھی نہیں

اور دخول کے بعد طلاق ہوئی تو مہر معین ہو یا نہ ہو جوڑا دینا مستحب ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۲: مہر مقرر ہو چکا تھا، بعد میں شوہر یا اس کے ولی نے کچھ مقدار بڑھا دی، تو یہ مقدار بھی شوہر پر واجب

ہوئی بشرطیکہ اسی مجلس میں عورت نے یا نابالغہ ہو تو اس کے ولی نے قبول کر لی ہو اور زیادتی کی مقدار معلوم ہو اور اگر

زیادتی کی مقدار معین نہ کی ہو تو کچھ نہیں، مثلاً کہا میں نے تیرے مہر میں زیادتی کر دی اور یہ نہ بتایا کہ کتنی، اس کے صحیح

ہونے کے لیے گواہوں کی بھی حاجت نہیں۔ ہاں اگر شوہر انکار کر دے تو ثبوت کے لیے گواہ درکار ہوں گے اگر عورت

نے مہر معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا ہے جب بھی زیادتی ہو سکتی ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۳: پہلے خفیہ نکاح ہوا اور ایک ہزار کا مہر یا نہ ہا پھر اعلانیہ ایک ہزار پر نکاح ہوا تو دو ہزار واجب ہو گئے

اور اگر محض احتیاطاً تجدید نکاح کی تو دوبارہ نکاح کا مہر واجب نہ ہوا اور اگر مہر ادا کر چکا تھا پھر عورت نے ہبہ کر دیا پھر اس

کے بعد شوہر نے اقرار کیا کہ اس کا مجھ پر اتنا ہے تو یہ مقدار لازم ہو گئی، خواہ یہ اقرار بقصد زیادتی ہو یا نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۴: مہر مقرر شدہ پر شوہر نے اضافہ کیا مگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دی، تو اصل مہر کا نصف عورت پائے

گی اس اضافہ کا بھی نصف لینا چاہیے تو نہیں ملے گا۔ (16)

مسئلہ ۱۵: عورت کل مہر یا جز معاف کرے تو معاف ہو جائے گا بشرطیکہ شوہر نے انکار نہ کر دیا ہو۔ (17) اگر وہ

عورت نابالغہ ہے اور اس کا باپ معاف کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر سکتا اور بالغہ ہے تو اس کی اجازت پر معافی موقوف

(11) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰۴

(12) المرجع السابق

(13) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۳۶

(14) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، مطلب فی احکام المحدثہ، ج ۴، ص ۲۳۷

(15) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۳۸

والفتاویٰ الخلیفہ، کتاب النکاح، باب فی ذکر مسائل المہر، ج ۱، ص ۷۵

(16) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۳۹

(17) المرجع السابق



اعلیٰ حضرت، امام، ہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

شرع محمدی حنفیہ مذاہب کا اس سوال کے جواب میں کیا حکم ہے میرا مہر سات سو روپے کا تھا میں نے اپنے شوہر کو معاف کر دیا میں نے نیک کام کیا یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

الجواب

پیشک نیک کام کیا اور اس میں بڑے ثواب کی امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من نفس عن غریبہ او محی عنہ کان فی ظل العرش یوم القیامۃ۔ جو اپنے مدیون کو مہلت دے یا معاف کر دے قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہو۔ رواہ الامام احمد و مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا امام البغوی شرح السنۃ عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال حدیث حسن۔

(اسے امام احمد اور امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام بغوی نے شرح السنۃ میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔ ت) (۱۔ مسند امام احمد حدیث ابو قتادہ انصاری مطبع دار الفکر ۵/ ۳۰۸)

اگلی امتوں میں ایک گنہگار آدمی اپنے مدیونوں سے درگزر کرتا تھا جب وہ مرا اللہ تعالیٰ نے اُس کے گناہوں سے درگزر فرمائی ۲۔ رواہ الشیخان عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اس کو بخاری اور مسلم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت) اور اُسے جنت میں جگہ بخش ۳۔ دویاکہ عنہ وعن ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما (انہوں نے اس سے اور ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت) مولیٰ تعالیٰ نے فرمایا: جب یہ اپنے مدیون سے درگزر کرتا تھا تو مجھے زیادہ لائق ہے کہ درگزر فرماؤں ۴۔ رواہ مسلم عن ابی مسعود وعن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کلہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲۔ صحیح مسلم کتاب المساقاۃ والمزارعۃ فصل انظار المسر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۸) (۳۔ صحیح مسلم کتاب المساقاۃ والمزارعۃ فصل انظار المسر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۸)

(اس کو مسلم نے ابو مسعود اور عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے ان سب نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۱۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(18) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: فی حظ المہر والابراء منہ، ج ۴، ص ۲۳۹

اعلیٰ حضرت، امام، ہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر لڑکی نابالغہ تھی اور باپ نے مہر معاف کیا تو یہ معافی محض باطل ہے اور مہر کا اپنی دختر کے لئے اسے مطالبہ پہنچتا ہے، یونہی اگر وقت معافی مہر دختر بالغہ تھی اور باپ نے اس کی اجازت کے بغیر معاف کیا بعد معافی عورت نے اسے جائز کہا، جب بھی مہر معاف نہ ہوا اور مطالبہ صحیح ہے ۲۔ اگر وقت معافی دختر بالغہ تھی اور اس کی اجازت سے باپ نے معاف کیا یا بعد کو اس نے یہ معافی منظور کر لی تو مہر معاف ہو گیا اب اس کا مطالبہ نہیں ہو سکتا، نہ اب اس کے لئے جڑھا دار دک سکتا ہے (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۹، ص ۳۴۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

خلوت صحیحہ کس طرح ہوگی

مسئلہ ۱۶: خلوت صحیحہ یہ ہے (۱) کہ زوج زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو (یعنی جماع کرنے سے کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو)۔ یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے اور موانع تین ہیں: حسی ۱، شرعی ۲، طبعی ۳۔

مانع حسی جیسے مرض کہ شوہر بیمار ہے تو مطلقاً خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور زوجہ بیمار ہو تو اس حد کی بیمار ہو کہ طبی سے ضرر (تکلیف) کا اندیشہ صحیح ہو اور ایسی بیماری نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔

مانع طبعی جیسے وہاں کسی تیسرے کا ہونا، اگرچہ وہ سوتا ہو یا نابینا ہو، یا اس کی دوسری بی بی ہو یا دونوں میں کسی کی باندی ہو، ہاں اگر اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ کسی کے سامنے بیان نہ کر سکے گا تو اس کا ہونا مانع نہیں یعنی خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔ مجنون و معتوہ بچہ کے حکم میں نہیں اگر عقل کچھ رکھتے ہیں تو خلوت نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی اور اگر وہ شخص بے ہوشی میں ہے تو خلوت ہو جائے گی۔ اگر وہاں عورت کا لگتا ہے تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور اگر مرد کا ہے اور نکلتنا (کاٹنے والا) ہے جب بھی نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی۔

مانع شرعی مثلاً عورت حیض یا نفاس میں ہے یا دونوں میں کوئی محرم ہو (یعنی حالت احرام میں ہو)، احرام فرض کا ہو یا نفل کا، حج کا ہو یا عمرہ کا، یا ان میں کسی کا رمضان کا روزہ ادا ہو یا نماز فرض میں ہو، ان سب صورتوں میں خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور اگر نفل یا نذر یا کفارہ یا قضا کا روزہ ہو یا نفلی نماز ہو تو یہ چیزیں خلوت صحیحہ سے مانع نہیں اور اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوئے مگر کوئی مانع شرعی یا طبعی یا حسی پایا جاتا ہے تو خلوت فاسدہ ہے۔ (1A)

(۱) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زن و شوہر تنہائی کے مکان میں جہاں کسی کے آنے جانے یا نظر پڑنے سے اطمینان ہو، یوں متفق ہوں کہ ان کے ساتھ کوئی تیسرا ایسا نہ ہو جو ان کے افعال کو سمجھ سکے، نہ ان میں کسی کو مقاربت مانع شرعی یا حسی ہو مثلاً مرد یا عورت کی ایسی کم سنی جس میں صامیت قربت و قابلیت صحبت نہ ہو یا شوہر کی ناسازی طبع یا عورت کا حیض یا نفاس یا ایسے مرض میں ہونا جس کے سبب وقت وقوع فعل قربت سے اسے مضرت پہنچے یا ان میں کسی کا نماز میں فرض یا ماہ رمضان میں روزہ فرض سے مشغول ہونا کل ذمہ فی الخبیۃ و لدر المختار

(حواشیہ) (یہ تمام بحث خانیہ، در مختار اور اس کے حواشی میں ہے۔ ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۱۳۰، رض فاؤنڈیشن، ر. ہور)

(1A). فتاویٰ لھند یہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰۴، ۳۰۵

مسئلہ ۱۷: عورت مرد کے پاس تنہائی میں گئی مرد نے اسے نہ پہچانا، تھوڑی دیر ٹھہر کر چلی آئی یا مرد عورت کے پاس گیا اور اسے نہیں پہچانا، چلا آیا تو خلوت صحیحہ نہ ہوئی، لہذا اگر عورت خلوت صحیحہ کا دعویٰ کرے اور مرد یہ عذر پیش کرے تو مان لیا جائے گا اور اگر مرد نے پہچان لیا اور عورت نے نہ پہچانا تو خلوت صحیحہ ہوگئی۔ (2)

مسئلہ ۱۸: لڑکا جو اس قابل نہیں کہ صحبت کر سکے مگر اپنی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہا یا زوجہ اتنی چھوٹی لڑکی ہے کہ اس قابل نہیں اس کے ساتھ اس کا شوہر رہا تو دونوں صورتوں میں خلوت صحیحہ نہ ہوئی۔ (3)

مسئلہ ۱۹: عورت کے اندام نہانی (شرمگاہ) میں کوئی ایسی چیز پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے وطی نہیں ہو سکتی، مثلاً وہاں گوشت آگیا یا مقام جڑ گیا یا ہڈی پیدا ہوگئی یا غدد (گلٹی) ہو گیا تو ان صورتوں میں خلوت صحیحہ نہیں ہو سکتی۔ (4)

مسئلہ ۲۰: جس جگہ اجتماع ہوا (یعنی جس جگہ میاں اور بیوی جمع ہوئے) وہ جگہ اس قابل نہیں کہ وہاں وطی کی جائے تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی، مثلاً مسجد اگرچہ اندر سے بند ہو اور راستہ اور میدان اور ختام میں جب کہ اس میں کوئی ہو یا اس کا دروازہ کھلا ہو اور اگر بند ہو تو ہو جائے گی اور جس چھت پر پردہ کی دیوار نہ ہو یا ٹاٹ وغیرہ موٹی چیز کا پردہ نہ ہو یا ہے مگر اتنا نیچا ہے کہ اگر کوئی کھڑا ہو تو ان دونوں کو دیکھ لے تو اس پر بھی نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی اور اگر مکان ایسا ہے جس کا دروازہ کھلا ہوا ہے کہ اگر کوئی باہر کھڑا ہو تو ان دونوں کو دیکھ سکے یا یہ اندیشہ ہے کہ کوئی آجائے تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی۔ (5)

مسئلہ ۲۱: خیمہ میں ہو جائے گی۔ یوہیں باغ میں اگر دروازہ ہے اور وہ بند ہے تو ہو جائے گی، ورنہ نہیں اور محل اگر اس قابل ہے کہ اس میں صحبت ہو سکے تو ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ (6)

والد المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۴۰-۲۴۵، وغیرہا

(2) الجوهرة البیضاء، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص ۱۹

وتمییز الحق، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۲، ص ۵۴۹

(3) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰۵

(4) والد المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۴۱

(5) الجوهرة البیضاء، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص ۱۹

والد المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۴۳

(6) الجوهرة البیضاء، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص ۱۹

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، ج ۱، ص ۳۰۵

مسئلہ ۲۲: شوہر کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے یا انٹین (خسی) نکال لیے گئے ہیں یا عنین (یعنی نامرد) ہے یا خنثی ہے اور اس کا مرد ہونا ظاہر ہو چکا تو ان سب میں خلوت صحیح ہو جائے گی۔ (7)

مسئلہ ۲۳: خلوت صحیح کے بعد عورت کو طلاق دی تو مہر پورا واجب ہوگا (7A)، جبکہ نکاح بھی صحیح ہو اور اگر نکاح فاسد ہے یعنی نکاح کی کوئی شرط مفقود ہے، مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح ہو یا دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا یا عورت کی عدت میں اس کی بہن سے نکاح کیا یا جو عورت کسی کی عدت میں ہے اس سے نکاح کیا یا چوتھی کی عدت میں پانچویں سے نکاح کیا یا حترہ نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کیا تو ان سب صورتوں میں نقطہ خلوت سے واجب نہیں بلکہ اگر وٹھی ہوئی تو مہر مثل واجب ہوگا اور مہر مقرر نہ تھا تو خلوت صحیح سے نکاح صحیح میں مہر مثل مؤکد ہو جائے گا۔ خلوت صحیح کے یہ احکام بھی ہیں:

(۱) طلاق دی تو عورت پر عدت واجب، بلکہ عدت میں نان و نفقہ اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے۔ بلکہ نکاح صحیح میں عدت تو مطلقاً خلوت سے واجب ہوتی ہے صحیح ہو یا فاسدہ البتہ نکاح فاسد ہو تو بغیر وٹھی کے عدت واجب نہیں۔ (۲) خلوت کا یہ حکم بھی ہے کہ جب تک عدت میں ہے اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (۳) اور اس کے علاوہ چار عورتیں نکاح میں نہیں ہو سکتیں۔ (۴) اگر وہ آزاد ہے تو اس کی عدت میں باندی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (۵) اور اس عورت کو جس سے خلوت صحیح ہوئی اس زمانہ میں طلاق دے جو موطؤہ کے طلاق کا زمانہ ہے۔ (۶) اور عدت میں اسے طلاق بائن دے سکتا ہے مگر اس سے رجعت نہیں کر سکتا، نہ طلاق رجعی دینے کے بعد فقط خلوت صحیح سے رجعت ہو سکتی ہے۔ (۷) اور اس کی عدت کے زمانہ میں شوہر مر گیا تو وارث نہ ہوگی۔ (۸) خلوت سے جب مہر مؤکد ہو چکا تو اب ساقط نہ ہوگا اگرچہ جدائی عورت کی جانب سے ہو۔ (8)

(7) الذرائع، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۴۶

(7A) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور خلوت صحیح وجوب مہر کی شرط نہیں، وجوب مہر تو عقد نکاح سے ہوتا ہے، ہاں خلوت سے مہر تاکد ہو جاتا ہے بایں معنی کہ اگر پیش از وٹھی خلوت صحیح طلاق تو نصف مہر لازم آتا، اب کہ خلوت واقع ہو گئی کل لازم آئے گا۔

نقایہ میں ہے:

يجب نصفه بطلاق قبلها ای قبل خلوة الصحيحة ۲۔ اہ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایۃ فصل اقل المہر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۵

نصف مہر، طلاق قبل از خلوت صحیح سے واجب ہوتا ہے اہ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۱۴۳ رض فاؤنڈیشن، لاہور)

(8) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب النکاح، ص ۱۹

مسئلہ ۲۴: اگر میاں بی بی میں تفریق ہوگئی، مرد کہتا ہے کہ خلوت صحیحہ نہ ہوئی، عورت کہتی ہے ہوگئی تو عورت کا قول معتبر ہے اور اگر خلوت ہوئی مگر عورت مرد کے قابو میں نہ آئی اگر کو آری (کنواری) ہے مہر پورا واجب ہو جائے گا اور شیب ہے تو مہر مؤکد نہ ہوا۔ (9)

والفتاویٰ الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، ج ۱، ص ۳۰۶

والدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۶۶، وغیرہا

(9) اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: اگر عورت خلوت صحیحہ ہونا بیان کرتی ہے اور شوہر منکر ہو تو عورت کا قول معتبر ہے، تحریر میں ہے۔

ولو افترقا: قالت بعد الدخول وقال الزوج قبل الدخول فالقول لهما۔

جب دونوں میں مفارقت ہوئی تو بیوی نے کہا کہ دخول کے بعد ہوئی ہے اور خاوند نے کہا دخول سے قبل مفارقت ہوئی ہے، تو بیوی کا قول معتبر ہوگا۔ (۱) در مختار شرح تحریر الابصار باب المہر مطبع مجتہائی دہلی ۱/۲۰۰

رد المختار میں ہے:

قوله فقالت بعد الدخول المراد هنا الاختلاف في الخلوة۔

اس کے قول کہ بیوی نے دخول کے بعد کہا ہے مراد خلوت میں اختلاف ہے۔

(۲) رد المختار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۴۳

اور اگر عکس ہو تو قول شوہر بدرجی اولیٰ معتبر ہے کہ وہ مقرر ہے اور عورت انکار ہے معصت

در مختار میں ہے:

والاصل ان من خرج كلامه تعنتا فالقول لصاحبه بالاتفاق۔

ضابطہ یہ ہے کہ جو بھی اپنے مفاد کے خلاف بات کرے تو دوسرے فریق کی بات معتبر ہوگی بالاتفاق۔

(۱) در مختار کتاب البیوع باب السلم مطبع مجتہائی دہلی ۲/۴۹

رد المختار میں ہے:

تعنتا بان ينكر ما ينفعه ۲۔ (تعنت یہ ہے کہ وہ اپنے مفاد کے خلاف بات کرے۔ ت)

(۲) رد المختار کتاب البیوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۱۱

بہر حال ان میں جو کوئی خلوت صحیحہ ہونا بیان کرتا ہو دوسرے کو قبل عدت نکاح پر اقدام نہ چاہئے، قل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف وقد

قیل ۳۔ (۳) صحیح البخاری باب الرحلة فی المسألة النازلة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا کیا جائے جب بات کہہ دی گئی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵: جو رقم مہر کی مقرر ہوئی وہ شوہر نے عورت کو دے دی، عورت نے قبضہ کرنے کے بعد شوہر کو ہبہ کر دی اور قبل طلاق ہوئی تو شوہر نصف اس رقم کا عورت سے اور وصول کریگا اور اگر بغیر قبضہ کیے کل کو ہبہ کر دیا یا صرف نصف پر قبضہ کیا اور کل کو ہبہ کر دیا یا نصف باقی کو تو اب کچھ نہیں لے سکتا۔ یوں اگر مہر اسباب (یعنی ساز و سامان) تھا قبضہ کرنے کے بعد یا بغیر قبضہ ہبہ کر دے تو بہر صورت کچھ نہیں لے سکتا۔ ہاں اگر قبضہ کرنے کے بعد اسے عیب دار کر دیا اور عیب بھی بہت ہے اس کے بعد ہبہ کیا، تو جس دن قبضہ کیا اس دن اس چیز کی جو قیمت تھی اس کا نصف شوہر وصول کریگا اور اگر عورت نے شوہر کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی جب بھی نصف قیمت لے گا۔ (10)

مسئلہ ۲۶: خلوت سے پہلے زن و شوہر میں ایک نے دوسرے کو یا کسی دوسرے نے ان میں سے کسی کو مار ڈالا یا شوہر نے خودکشی کر لی یا زوجہ حرامہ نے خودکشی کر لی تو مہر پورا واجب ہوگا اور اگر زوجہ باندی تھی، اس نے خودکشی کر لی تو نہیں۔ یوں اگر اس کے موٹی نے جو عاقل بالغ ہے اس کنیز کو مار ڈالا تو مہر ساقط ہو جائے گا اور اگر نابالغ یا مجنون تھا تو ساقط نہ ہوا۔ (11)



(10) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، مطلب فی أحكام الخلوۃ، ج ۳، ص ۲۵۳

(11) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰۶

مہر مثل کا بیان

مسند ۷۲: عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو، وہ اس کے لیے مہر مثل ہے (۱)، مثلاً اس کی بہن، پھوپھی، چچا کی بیٹی وغیرہ کا مہر۔ اس کی ماں کا مہر اس کے لیے مہر مثل نہیں جبکہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو اور اگر اس کی ماں اسی خاندان کی ہو، مثلاً اس کے باپ کی چچا زاد بہن ہے تو اس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہے اور وہ عورت جس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہے وہ کن امور میں اس جیسی ہو ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) عمر، (۲) جمال، (۳) مال میں مشابہ ہو، (۴) دونوں ایک شہر میں ہوں، (۵) ایک زمانہ ہو، (۶) عقل و (۷) تمیز و (۸) دیانت و (۹) پارسائی و (۱۰) علم و (۱۱) ادب میں یکساں ہوں، (۱۲) دونوں کو آری (کنواری) ہوں یا دونوں شیب، (۱۳) اولاد ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں کہ ان چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ شوہر کا حال بھی ملحوظ ہوتا ہے، مثلاً جوان اور بوڑھے کے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ عقد کے وقت ان امور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے، بعد میں کسی بات کی کمی بیشی ہوئی تو اس کا اعتبار نہیں، مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت جس حیثیت کی تھی، دوسری بھی اپنے نکاح کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہو گئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اس کا اعتبار نہیں۔ (1A)

(1) فقہاء کرام نے جہاں مہر مثل کہا ہے اُس سے مراد لڑکی کے دھیالی خاندان کی اس جیسی عورتوں کا مہر ہے، یعنی مہر مثل لڑکی کی بہنوں، پھوپھوں وغیرہ کے مہر کی مقدار کے برابر ہوتا ہے، خاندان کی اس جیسی عورتوں کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت عقد کے وقت عمر، جمال، مال، شہر، زمانہ، عقل، دینداری، پاکدامنی، ادب، خوش اخلاقی میں لڑکی کے برابر ہو اور دونوں کنواری ہونے یا شیبہ ہونے و نیز اولاد والی ہونے یا نہ ہونے میں برابر ہوں۔

اس کے ساتھ ساتھ اُس عورت کا شوہر تمام صفات میں اس لڑکی کے شوہر کی طرح ہو۔
در مختار میں ہے:

يعتبر بأخواتها وعماتها، فإن لم يكن فبنت الشقيقة وبنت العم انتهي ومفاد اعتبار الترتيب فليحفظ. وتعتبر الماثلة في الاوصاف (وقت العقد سنا وجمالاً ومالاً وبلداً وعصراً وعقلاً وديناً وبكارة وثيوبة وعفة وعلماً وأدباً وكمال خلق) وعدم ولد. ويعتبر حال الزوج أيضاً، ذكر الكمال.

(در مختار، کتاب النکاح، باب المہر، مطلب فی بیان مہر مثل)

مسئلہ ۲۸: اگر اس خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو، جس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہو سکے تو کوئی دوسرا خاندان جو اس کے خاندان کے مثل ہے اس میں کوئی عورت اس جیسی ہو، اُس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہوگا۔ (2)

مسئلہ ۲۹: مہر مثل کے ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہانِ عادل چاہیے، جو بلفظ شہادت بیان کریں اور گواہ نہ ہوں تو زوج کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (3)

مسئلہ ۳۰: ہزار روپے کا مہر باندھا گیا اس شرط پر کہ اس شہر سے عورت کو نہیں لے جائے گا یا اس کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح نہ کریگا تو اگر شرط پوری کی تو وہ ہزار مہر کے ہیں اور اگر پوری نہ کی بلکہ اسے یہاں سے لے گیا یا اس کی موجودگی میں دوسرا نکاح کر لیا تو مہر مثل ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ یہاں رکھے تو ایک ہزار مہر اور باہر لے جائے تو دو ہزار اور یہیں رکھا تو وہی ایک ہزار ہیں اور باہر لے گیا تو مہر مثل واجب مگر مہر مثل اگر دو ہزار سے زیادہ ہے تو دو ہی ہزار پائے گی زیادہ نہیں اور اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہے تو پورے ایک ہزار لے گی کم نہیں اور اگر دخول سے پہلے طلاق ہوئی تو بہر صورت جو مقرر ہوا اس کا نصف لے گی یعنی یہاں رکھا تو پانسوا اور باہر لے گیا تو ایک ہزار۔

یوئیں اگر کوآری (کنواری) اور شیب میں دو ہزار اور ایک ہزار کی تفریق تھی تو شیب میں ایک ہزار مہر رہے گا اور کوآری (کنواری) ثابت ہوئی تو مہر مثل۔ یہ شرط ہے کہ خوبصورت ہے تو دو ہزار اور بد صورت ہے تو ایک ہزار تو اگر خوبصورت ہے، دو ہزار لے گی اور بد صورت ہے تو ایک ہزار اس صورت میں مہر مثل نہیں۔ (4)

مسئلہ ۳۱: نکاح فاسد میں جب تک وطی نہ ہو مہر لازم نہیں یعنی خلوت صحیحہ کافی نہیں اور وطی ہوگئی تو مہر مثل واجب ہے، جو مہر مقرر سے زائد نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہے تو جو مقرر ہوا وہی دیں گے اور نکاح فاسد کا حکم یہ ہے کہ اُن میں ہر ایک پر فسخ کر دینا واجب ہے۔ اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے فسخ کرے اور اگر خود فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ تفریق کر دے اور تفریق ہوگئی یا شوہر مر گیا تو عورت پر عتد واجب ہے جبکہ وطی ہو چکی ہو مگر موت میں بھی عتد وہی تین حیض ہے، چار مہینے دس دن نہیں۔ (5)

مسئلہ ۳۲: نکاح فاسد میں تفریق یا متارکہ کے وقت سے عتد ہے، اگرچہ عورت کو اس کی خبر نہ ہو۔ متارکہ یہ ہے کہ اسے چھوڑ دے، مثلاً یہ کہے میں نے اسے چھوڑا، یا چلی جا، یا نکاح کر لے یا کوئی اور لفظ اسی کے مثل کہے اور فقط

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع لی المہر، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰۶

(3) المرجع السابق، ص ۳۰۶

(4) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۲، ص ۲۵۵-۲۵۷، وغیرہ

(5) المرجع السابق، ص ۲۶۶-۲۶۸

جانا، آنا، چھوڑنے سے متار کہ نہ ہوگا، جب تک زبان سے نہ کہے اور لفظ طلاق سے بھی متار کہ ہو جائے گا مگر اس طلاق سے یہ نہ ہوگا کہ اگر پھر اس سے نکاح صحیح کرے، تو تین طلاق کا مالک نہ رہے بلکہ نکاح صحیح کرنے کے بعد تین طلاق کا اسے اختیار رہے گا۔ نکاح سے انکار کر بیٹھا متار کہ نہیں اور اگر چہ تفریق وغیرہ میں اس کا وہاں ہونا ضرور نہیں مگر کسی کا جاننا ضروری ہے اگر کسی نے نہ جانا تو عدت پوری نہ ہوگی۔ (6)

مسئلہ ۳۳: نکاح فاسد میں نفقہ واجب نہیں، اگر نفقہ پر مصالحت ہوئی جب بھی نہیں۔ (7)

مسئلہ ۳۴: آزاد مرد نے کنیز سے نکاح کر کے پھر اپنی عورت کو خرید لیا تو نکاح فاسد ہو گیا اور غلام ماذون نے اپنی زوجہ کو خرید اتو نہیں۔ (8)



اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی الدد المختار ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد بالوطی (لا بغيره ولم یزد علی المسمی لرضاعا بالخط، ولو کان دون المسمی لزم مہر المثل لفساد التسمیۃ بفساد العقد، ولو لم یسم او جہل لزم بالغام بالغ المسمی ملخصاً وفيہ ایضاً یتحق الارث برحم ونکاح صحیح فلا توارث بفساد ولا باطل اجماعاً ۲ انعمی ملقطاً،

(۱) در مختار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۰۱ (۲) در مختار کتاب الفرائض مطبع مجتبائی دہلی ۲/۳۵۲

در مختار میں ہے اور نکاح فاسد میں صرف وطی کی وجہ سے مہر مثل واجب ہوتا ہے وطی کے بغیر نہیں، پھر وہ مہر مثل مقررہ سے زائد نہ ہوگا کیونکہ عورت مقررہ کم مہر پر راضی تھی، اور اگر مہر مثل مقررہ سے کم ہو تو ایسی صورت میں مہر مثل ہی واجب ہوگا کیونکہ نکاح کے فساد کی وجہ سے مقررہ مہر فاسد ہو جاتا ہے، اور اگر مہر مقررہ نہ کیا گیا ہو یا مقدار معلوم نہ ہو سکے تو پھر مہر مثل جتنا بھی ہو وہی لازم ہوگا اہ ملخصاً اور اسی میں ہے کہ ورثت کا استحقاق رشتہ اور صحیح نکاح کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا محض نکاح فاسد یا باطل کی بناء پر استحقاق ورثت بالا جماع نہ ہوگا اہ ملخصاً

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۳۲۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثامن فی النکاح الفاسد وأحكامہ، ج ۱، ص ۳۳۰

والدر المختار در المختار، کتاب النکاح، باب المہر، مطلب: فی النکاح الفاسد، ج ۴، ص ۲۶۹

(7) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثامن فی النکاح الفاسد وأحكامہ، ج ۱، ص ۳۳۰

(8) المرجع السابق

مہر مستحیٰ کی صورتیں

مسئلہ ۳۵: مہر مسیٰ تین قسم کا ہے:

اول: مجہول الجنس والوصف، مثلاً کپڑا یا چوپایہ یا مکان یا باندی کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا اس سال باغ میں جتنے پھل آئیں گے، ان سب میں مہر مثل واجب ہے۔
دوم: معلوم الجنس مجہول الوصف، مثلاً غلام یا گھوڑا یا گائے یا بکری ان سب میں متوسط درجہ کا واجب ہے یا اس کی قیمت۔

سوم: جنس، وصف دونوں معلوم ہوں تو جو کہا وہی واجب ہے۔ (۱)



مہر کی ضمانت

مسئلہ ۳۶: عورت کا ولی اس کے مہر کا ضامن ہو سکتا ہے، اگرچہ نابالغہ ہو اگرچہ خود ولی نے نکاح پڑھوایا ہو مگر شرط یہ ہے کہ وہ ولی مرض الموت میں مبتلا نہ ہو۔ اگر مرض الموت میں ہے تو دو صورتیں ہیں، وہ عورت اس کی وارث ہے تو کفالت صحیح نہیں اور اگر وارث نہ ہو تو اپنے تہائی مال میں کفالت کر سکتا ہے۔ یہ وہیں شوہر کا ولی بھی مہر کا ضامن ہو سکتا ہے اور اس میں بھی وہی شرط ہے اور وہی صورتیں ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ عورت یا اس کا ولی یا فضولی اسی مجلس میں قبول بھی کر لے، ورنہ کفالت صحیح نہ ہوگی اور عورت بالغہ ہو تو جس سے چاہے مطالبہ کرے شوہر سے یا ضامن سے، اگر ضامن سے مطالبہ کیا اور اس نے دیدیا تو ضامن شوہر سے وصول کرے اگر اس کے حکم سے ضمانت کی ہو اور اگر بطور خود ضامن ہو گیا تو نہیں لے سکتا اور اگر شوہر نابالغ ہے تو جب تک بالغ نہ ہو اس سے مطالبہ نہیں کر سکتی اور اگر شوہر نابالغ کے باپ نے کفالت کی اور مہر دے دیا تو بیٹے سے نہیں وصول کر سکتا۔ ہاں اگر ضامن ہونے کے وقت یہ شرط لگا دی تھی کہ وصول کر لے گا تو اب لے سکتا ہے۔ (1)

مسئلہ ۳۷: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمرو سے دو ہزار مہر پر کیا۔ یوں کہ ہزار میں دوں گا اور ہزار عمرو پر اور عمرو نے قبول بھی کر لیا تو دونوں ہزار عمرو پر ہیں اور زید ہزار کا ضامن قرار دیا جائے گا۔ اگر عورت نے اپنے باپ زید سے لے لیا تو زید عمرو سے وصول کر لے اور اگر عورت نے زید کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ میں سے ہزار لے لیے تو زید کے ورثہ عمرو سے وصول کریں۔ (2)

مسئلہ ۳۸: شوہر کے باپ کے کہنے سے کسی اجنبی نے ضمانت کر لی پھر ادا کرنے سے پہلے باپ مر گیا تو عورت کو اختیار ہے شوہر سے لے لیا اس کے باپ کے ترکہ سے، اگر ترکہ سے لیا تو باقی ورثہ شوہر سے وصول کریں۔ (3)

مسئلہ ۳۹: نکاح کے وکیل نے مہر کی ضمانت کر لی، اگر شوہر کے حکم سے ہے تو واپس لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (4)

(1) اعتدالی الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الرابع عشر، ج ۱، ص ۳۲۶

واحد المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۳، ص ۲۷۹

(2) اعتدالی الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الرابع عشر، ج ۱، ص ۳۲۶

(3) المرجع السابق، ص ۳۲۶

(4) المرجع السابق، ص ۳۲۷

مسئلہ ۴۰: شوہر نابالغ محتاج ہے تو اس کے باپ سے مہر کا مطالبہ نہیں ہو سکتا اور اگر مالدار ہے تو یہ مطالبہ ہو سکتا ہے کہ لڑکے کے مال سے مہر ادا کر دے، یہ نہیں کہ اپنے مال سے ادا کرے۔ (5)

مسئلہ ۴۱: باپ نے بیٹے کا مہر ادا کر دیا اور ضامن نہ تھا تو اگر دیتے وقت گواہ بنا لیے کہ واپس لے لے گا تو لے سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ (6)



(5) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۸۰

(6) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، مطلب: بی ضمان الولی المہر، ج ۴، ص ۲۸۱

مہر کی قسمیں

مسئلہ ۴۲: مہر تین قسم ہے:

(۱) معجل کہ خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے۔ اور (۲) مؤجل جس کے لیے کوئی میعاد مقرر ہو۔ اور (۳) مطلق جس میں نہ وہ ہو، نہ یہ (۱) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ حصہ معجل ہو، کچھ مؤجل یا مطلق یا کچھ مؤجل ہو، کچھ مطلق یا کچھ معجل اور کچھ مؤجل اور کچھ مطلق۔

(۱) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مہر تین قسم ہے:

معجل کہ پیش از رخصت دینا قرار پایا ہو اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کر لے رخصت نہ ہو، اور اگر رخصت ہو گئی تو اسے اب بھی اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کرے اور اس کے وصول تک اپنے نفس کو شوہر سے روک لے اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر گئے ہو۔

دوسرا مؤجل جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن کے بعد ادا کیا جائے گا اس میں جب تک وہ میعاد نہ گزرے عورت کو مطالبہ کا اختیار نہیں اور بعد انقضائے میعاد ہر وقت مطالبہ کر سکتی ہے۔

تیسرا مؤخر کہ نہ پیشگی کی شرط ٹھہری ہو نہ کوئی میعاد معین کی گئی ہو، یونہی مطلق و مبہم طور پر بندھا ہو جیسا کہ آج کل عام مہریوں ہی بندھتے ہیں اس میں تا وقتیکہ موت یا طلاق نہ ہو، عورت کو مطالبہ کا اختیار نہیں، مہر معجل و مؤجل کے لئے شرع مطہر نے کوئی تعداد معین نہ فرمائی، جتنا پیشگی دینا ٹھہرے اس قدر معجل ہوگا باقی کی کوئی میعاد قرار پائی تو اتنا مؤجل ہوگا ورنہ مؤخر رہے گا، ہاں اگر کسی قوم یا شہر کا رواج عام ہو کہ اگرچہ تصریح نہ کریں مگر اس قدر پیشگی دینا ہوتا ہے تو بلا قرار و تصریح بھی اتنا معجل ہو جائے گا باقی بدستور مؤجل یا مؤخر رہے گا۔ درمختار میں ہے:

لہا منعه من الوطی ودواعیہ ولو بعد و طء و خلوقا رضیتہما لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ او اخذ قدر ما یعجل لہا عر فابہ یفتی ان لہم یؤجل اور یعجل کلہ فکما بشرط ا۔

بیوی کو مہر معجل کل یا بعض جتنا بیان ہوا یا عرف میں جتنی مقدار معجل ہوتی ہے وصول کرنے کے لئے خاوند کو وہی اور اس کے دوائی سے منع کرنے کا حق ہے اگرچہ زوجہ کی رضامندی سے پہلے وہی یا خلوت ہو چکی ہے اسی پر فتویٰ ہے (یعنی رواج کا اعتبار ہے اگر کل مہر کی مدت یا تعجیل مقرر نہ کی گئی ہو، اگر مدت یا تعجیل مقرر ہو چکی ہو) تو ویسا ہی کرنا چاہیے جیسا کہ دونوں نے شرط کیا۔

مہر معجل وصول کرنے کے لیے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ وہ دہلی و مقدمات دہلی (دہلی سے پہلے بوس و کنار وغیرہ) سے باز رکھے، خواہ کل معجل ہو یا بعض اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے، اگرچہ اس کے پیشتر عورت کی رضا مندی سے دہلی و خلوت ہو چکی ہو یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے، جب تک وصول نہ کر لے۔ یونہی اگر شوہر سفر میں لے جانا چاہتا ہے تو مہر معجل وصول کرنے کے لیے جانے سے انکار کر سکتی ہے۔

یونہی اگر مہر مطلق ہو اور وہاں کا عرف ہے کہ ایسے مہر میں کچھ قبل خلوت ادا کیا جاتا ہے تو اس کے خاندان میں جتنا پیشتر ادا کرنے کا رواج ہے، اس کا حکم مہر معجل کا ہے یعنی اس کے وصول کرنے کے لیے دہلی و سفر سے منع کر سکتی ہے۔

اور اگر مہر مؤجل یعنی میعادی ہے اور میعاد مجہول ہے، جب بھی فوراً دینا واجب ہے۔ ہاں اگر مؤجل ہے اور میعاد یہ ٹھہری کہ موت یا طلاق پر وصول کرنے کا حق ہے تو جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہو وصول نہیں کر سکتی، (2) جیسے عموماً ہندوستان میں یہی رائج ہے کہ مہر مؤجل سے یہی سمجھتے ہیں۔

مسئلہ ۴۳: زوجہ نابالغہ ہے تو اس کے باپ یا دادا کو اختیار ہے کہ مہر معجل لینے کے لیے رخصت نہ کریں اور زوجہ خود اپنے کو شوہر کے قبضہ میں نہیں دے سکتی اور نابالغہ کا مہر معجل لینے سے پہلے صرف باپ یا دادا رخصت کر سکتے ہیں، ان کے سوا اور کسی دلی کو اختیار نہیں کہ رخصت کر دے۔ (3)

مسئلہ ۴۴: عورت نے جب مہر معجل پالیا تو اب شوہر اسے پردیس کو بھی لے جاسکتا ہے، عورت کو اب انکار کا حق نہیں اور اگر مہر معجل میں ایک روپیہ بھی باقی ہے تو دہلی و سفر سے باز رہ سکتی ہے۔ یونہی اگر عورت کا باپ مع اہل و عیال

رد المحتار میں ہے:

لومات زوج المرأة او طلقها بعد عشرین سنة مثلاً من وقت النکاح فلها طلب مؤخر المهر لان حق طلبه انما ثبت لها بعد الموت او لطلاق لا من وقت النکاح ا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) رد المحتار کتاب القضاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۴۳

اگر خاندان فوت ہو جائے یا نکاح سے بیس سال بعد فوت ہو یا اس نے طلاق دی ہو تو بیوی کو مؤخر مہر طلب کرنے کا حق ہے کیونکہ بیوی کے لئے موت یا طلاق کے بعد ہی مہر کے مطالبہ کا حق ثابت ہوتا ہے نہ کہ وقت نکاح سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۱۷۰-۱۷۲ ارشاد فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۸۳

و اختاری المندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الحادی عشر، ج ۱، ص ۳۱۷-۳۱۸

(3) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، مطلب فی منع الزوج نفسہا لقبض المہر، ج ۴، ص ۲۸۳

پر دیس کو جانا چاہتا ہے اور اپنے ساتھ اپنی جوان لڑکی کو لے جانا چاہتا ہے جس کی شادی ہو چکی ہے اور شوہر نے مہر معجل ادا نہیں کیا ہے تو لے جاسکتا ہے اور مہر وصول ہو چکا ہے تو بغیر اجازت شوہر نہیں لے جاسکتا۔ اگر مہر معجل کل ادا ہو چکا ہے صرف ایک درہم باقی ہے تو لے جاسکتا ہے اور شوہر یہ چاہے کہ جو دیا ہے واپس کر لے، تو واپس نہیں لے سکتا۔ (4)

(4) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وقایہ میں ہے:

لہا منعه من الوطی والسفر بہا والنفقة لو منعت ولو بعد ووطی او خلوة برضاها ۱۔

مہر معجل وصول کرنے کیلئے خاوند کو جماع سے اور سفر پر ساتھ لے جانے سے روکنے اور نفقہ وصول کرنے کا بیوی کو حق ہے اگرچہ وطی اور خلوت رضا مندی سے ہو جانے کے بعد روک دے۔ (۱۔ شرح الوقایہ باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۲/۳۵)

نقایہ میں ہے:

قبل اخذ المعجل لہا منعه من الوطی والسفر بہا ولو بعد ووطی برضاها بلا سقوط النفقة ۲۔

مہر معجل وصول کرنے سے قبل بیوی کو حق ہے کہ خاوند کو جماع، سفر پر ساتھ لے جانے سے روک دے اگرچہ رضا مندی سے وطی کے بعد بیوی کا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔ (۲۔ مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ باب المہر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۶)

کنز میں ہے:

لہا منعه من الوطی والاخراج للہجر وان وطئها ۳۔

بیوی کو مہر کے لئے وطی اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے (۳۔ کنز الدقائق باب المہر ایچ ایم کمپنی کراچی ص ۱۰۴)

تویر الابصار میں ہے: لہا منعه من الوطی والسفر بہا ولو ووطی او خلوة رضتہا ۴۔

خوشی سے وطی یا خلوت کے بعد بھی بیوی کو مہر وصول کرنے کیلئے خاوند کو جماع اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے۔

(۴۔ درمختار شرح تویر الابصار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۰۲)

درمختار میں ہے:

لان کل وطأة معقود علیہا فتسليم البعض لا یوجب تسليم الباقی ۱۔

ہر وطی مہر کے بدلے میں ہے (ہر وطی پر جدا جدا مہر لازم ہے) تو بعض کا بدل دینے سے باقی کا دینا ثابت نہ ہوگا۔

(۱۔ درمختار شرح تویر الابصار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۰۲)

اسی میں ہے:

النفقة تجب للزوجة علی زوجها ولو منعت نفسها للہجر دخل بها ولا ۲۔ ملخصاً۔

خاوند پر بیوی کا نفقہ واجب ہے اگرچہ بیوی نے مہر کے لئے خاوند کو اپنے سے روک رکھا ہو و دخول ہو چکا یا نہیں ۲۔ ملخصاً۔

(۲۔ درمختار شرح تویر الابصار باب نفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۶۷-۶۸-۶۹)

مسئلہ ۴۵: نابالغہ کی رخصت ہو چکی مگر مہر معجل وصول نہیں ہوا ہے، تو اس کا ولی ردک سکتا ہے اور شوہر کچھ نہیں کر سکتا جب تک مہر معجل ادا نہ کر لے۔ (5)

مسئلہ ۴۶: باپ اگر لڑکی کا مہر شوہر سے وصول کرنا چاہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ لڑکی بھی وہاں حاضر ہو، پھر اگر شوہر لڑکی کے باپ سے رخصت کے لیے کہے اور لڑکی اپنے باپ کے گھر موجود ہو تو رخصت کر دے اور اگر وہاں نہ ہو اور بھیجنے پر بھی قدرت نہ ہو تو مہر پر قبضہ کرنے کا بھی اسے حق نہیں، اگر شوہر مہر دینے پر تیار ہے مگر یہ کہتا ہے کہ لڑکی کا باپ لڑکی کو نہیں دے گا خود لے لے گا تو قاضی حکم دے گا کہ لڑکی کا باپ ضامن دے کہ مہر لڑکی کے پاس پہنچ جائے گا اور شوہر کو حکم دے گا مہر ادا کر دے۔ (6)

مسئلہ ۴۷: مہر مؤجل یعنی میعادی تھا اور میعاد پوری ہو گئی تو عورت اپنے کو ردک سکتی ہے یا بعض معجل تھا، بعض میعادی اور میعاد پوری ہو گئی تو عورت اپنے کو ردک سکتی ہے۔ (7)

مسئلہ ۴۸: اگر مہر مؤجل (جس کی میعاد موت یا طلاق تھی) یا مطلق تھا اور طلاق یا موت واقع ہوئی تو اب یہ بھی معجل ہو جائے گا یعنی فی الحال مطالبہ کر سکتی ہے اگرچہ طلاق رجعی ہو مگر رجعی میں رجوع کے بعد پھر مؤجل ہو گیا (8) اور

تحقیق مقام یہ ہے کہ مہر معجل لینے سے پہلے دہلی یا غلوٹ برضائے عورت واقع ہو جانا صاحب مذہب امام اقدم قدوہ اعظم امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حق منع نفس و منع سفر کسی کا اصلاً مسقط نہیں، اور عورت کو اختیار ہے جب تک ایک روپیہ بھی باقی رہ جائے نہ تسلیم نفس کرے نہ شوہر کے ساتھ سفر پر راضی ہو اگرچہ اس سے پہلے بارہا دہلی برضائے عورت ہو چکی ہو اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف غلوٹ برضا واقع ہو جانا بھی حق منع نفس و منع سفر دونوں کا مسقط ہے، امام ابوالقاسم صفار علیہ رحمۃ الغفار دربارہ سفر قبول امام اور دربارہ دہلی قول صاحبین پر لٹوے دیتے تھے اصل معنی اس تفصیل کے یہی ہیں اُن کے بعد جس نے ادھر میل کیا نہیں کا اتباع کیا مثلاً امام صدر شہید شرح جامع صغیر میں ان کا مسلک نقل کر کے فرماتے ہیں:

وانہ حسن ۳ (۳- حاشیۃ الجامع الصغیر باب فی المہور مطبع مجبائی دہلی ص ۳۱)

(بینک وہ حسن ہے۔) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) المرجع السابق

(6) المرجع السابق، ص ۳۱۷، ۳۱۸

(7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الحادی عشر، ج ۱، ص ۳۱۸

والدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۸۳

(8) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

← جب طلاق یا زن و شوہر میں کسی کی موت واقع ہو اس وقت واجب الادا ہوگا اس سے پہلے عورت مطالبہ نہیں کر سکتی،

اگر مہر منجم ہے یعنی قسط بقسط وصول کرے گی اور طلاق ہوئی تو اب بھی قسط ہی کے ساتھ لے گی۔ (9)

مسئلہ ۴۹: مہر معجل لینے کے لیے عورت اگر طہی سے انکار کرے تو اس کی وجہ سے نفقہ ساقط نہ ہوگا اور اس صورت میں بلا اجازت شوہر کے گھر سے باہر بلکہ سفر میں بھی جاسکتی ہے جبکہ ضرورت سے ہو اور اپنے میکے والوں سے ملنے کے لیے بھی بلا اجازت جاسکتی ہے اور جب مہر وصول کر لیا تو اب بلا اجازت نہیں جاسکتی مگر صرف ماں باپ کی ملاقات کو ہر ہفتہ میں ایک بار دن بھر کے لیے جاسکتی ہے اور محارم (10) کے یہاں سال بھر میں ایک بار اور محارم کے سوا اور رشتہ داروں یا غیروں کے یہاں غمی یا شادی کی کسی تقریب میں نہیں جاسکتی، نہ شوہر ان موقعوں پر جانے کی اجازت دے، اگر اجازت دی تو دونوں گنہگار ہوئے۔ (11)

هو المتعارف في بلاد في رد المختار حق طلبه انما ثبت لها بعد الموت او الطلاق لا من وقت النكاح ۳
والله تعالى اعلم۔ (۲۔ رد المختار کتاب القضاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۴۳)

ہاں رے عد قہ میں یہی متعارف ہے، رد المختار میں ہے کہ بیوی کو مہر کے مطالبے کا حق طلاق یا موت کے بعد ہوگا، نکاح کے وقت سے نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۱۳۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(9) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السالھ فی المہر، الفصل الحادی عشر، ج ۱، ص ۳۱۸

رد المختار، کتاب النکاح، باب المہر، مطلب: فی منع الزوجۃ نفسها لقبض المہر، ج ۲، ص ۲۸۴

(10) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تا ادائے مہر معجل اپنے ماں باپ کے گھر رہنے اور شوہر کو ہاتھ نہ لگانے دینے کا خود ہی اختیار حاصل اور بعد ایفائے تمام مہر معجل رقیہ بیگم کا یہ اختیار یک لخت زائل، ہاں والدین کے یہاں آٹھویں دن بے اجازت شوہر بھی جاسکتی ہے کہ دن کے دن رہے اور رات کو چلی آئے۔ رد المختار میں ہے:

فی البحر الصحیح المفتی بہ انها تخرج للوالدین فی کل جمعة باذنه وبدونه وللبحارم فی کل سنة مرة باذنه وبدونه۔ (۱۔ رد المختار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۶۴)

بحر میں ہے: صحیح مفتی بہ یہ ہے کہ بیوی ہر ہفتہ میں (شرعی اصطلاح جمعہ میں) خاوند کی اجازت ہو یا نہ ہو والدین کی ملاقات کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے اور اپنے باقی محارم کی ملاقات کے لئے سال میں ایک مرتبہ جاسکتی ہے خاوند کی اجازت ہو یا نہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۳۱۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(11) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۲، ص ۲۸۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جنہی مردوں کے پاس بے ضرورت شرمیہ باذن شوہر جانے کی اجازت نہیں۔



حتی لو اذن کاناً عاصیین کہا فی الخلاصۃ والاشباہ ۱۔ والدروغیرھا من الاسفار الغروان بغیت التفصیل
فعلیک ہفتاونا ومن لم یعرف ناس زمانہ فہو جاہل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۔ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب النکاح الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۵۳)

حتی کہ اگر شوہر بیوی کو بغیر ضرورت شرعی باہر جانے کی اجازت دے تو بصورت عمل میاں بیوی دونوں گنہگار ہوں گے جیسا کہ خلاصۃ الاشباہ،
الدر اور دوسری بڑی کتابوں میں موجود ہے۔ اگر تمہیں تفصیل مطلوب ہو تو ہمارے فتاویٰ سے رجوع کریں۔ اور جو شخص اپنے زمانے کے
لوگوں کی معرفت نہیں رکھتا وہ نرا جاہل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۰۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مہر میں اختلاف کی صورتیں

مسئلہ ۵۰: مہر میں اختلاف ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ نفس مہر میں اختلاف ہوا، ایک کہتا ہے مہر بندھا تھا، دوسرا کہتا ہے نکاح کے وقت مہر کا ذکر ہی نہ آیا تو جو کہتا ہے بندھا تھا، گواہ پیش کرے، نہ پیش کر سکے تو انکار کرنے والے کو حلف دیا جائے اگر حلف (قسم) اٹھانے سے انکار کرے تو مدعی (دعویٰ کرنے والا) کا دعویٰ ثابت اور حلف اٹھالے تو مہر مثل واجب ہوگا یعنی جبکہ نکاح باقی ہو یا خلوت کے بعد طلاق ہوئی ہو اور اگر خلوت سے پہلے طلاق ہوئی تو کپڑے کا جوڑا واجب ہوگا۔ اس کا حکم پیشتر بیان ہو چکا۔

دوسری صورت یہ کہ مقدار میں اختلاف ہو تو اگر مہر مثل اتنا ہے جتنا عورت بتاتی ہے یا زائد تو عورت کی بات قسم کے ساتھ مانی جائے اور اگر مہر مثل شوہر کے کہنے کے مطابق ہے یا کم تو قسم کے ساتھ شوہر کی بات مانی جائے اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اس کا قول مانا جائے، مہر مثل کچھ بھی ہو تو اگر دونوں نے پیش کیے تو جس کا قول مہر مثل کے خلاف ہے، اس کے گواہ مقبول ہیں اور اگر مہر مثل دونوں دعویوں کے درمیان ہے، مثلاً زوج کا دعویٰ ایک ہزار کا ہے اور عورت کا دو ہزار کا اور مہر مثل ڈیڑھ ہزار ہے تو دونوں کو قسم دیں گے جو قسم کھا جائے، اس کا قول معتبر ہے یا جو گواہ پیش کرے، اس کا قول مانا جائے اور اگر دونوں قسم کھا جائیں یا دونوں گواہ پیش کریں تو مہر مثل پر فیصلہ ہوگا۔

یہ تفصیل اس وقت ہے کہ نکاح باقی ہو دخول ہوا ہو یا نہیں یا دونوں میں ایک مرچکا ہو۔ یوں ہیں اس صورت میں کہ دخول کے بعد طلاق دے دی ہو اور اگر قبل دخول طلاق دی ہو تو متعہ مثل (یعنی جوڑا) جس کے قول کے موافق ہو قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے اور اگر متعہ مثل دونوں کے درمیان ہو تو دونوں پر حلف رکھیں جو حلف اٹھالے اس کی بات معتبر ہے اور دونوں اٹھالیں تو متعہ مثل دیں گے اور اگر کوئی گواہ پیش کرے تو اس کا قول معتبر ہے اور دونوں نے پیش کیے تو جس کا قول متعہ مثل کے خلاف ہے وہ معتبر ہے اور اگر دونوں کا انتقال ہو چکا اور دونوں کے ورثہ میں اختلاف ہو تو مقدار میں زوج کے ورثہ کا قول مانا جائے اور نفس مہر میں اختلاف ہوا کہ مقرر ہوا تھا یا نہیں تو مہر مثل پر فیصلہ کریں گے۔ (1)

مسئلہ ۵۱: شوہر اگر کاہن نامہ (مہر کی تحریر) لکھنے سے انکار کرے تو مجبور نہ کیا جائے اور اگر مہر روپے کا باندھا گیا اور کاہن نامہ میں اشرفیاں لکھی گئیں تو شوہر پر روپے واجب ہیں مگر قاضی اشرفیاں دلوائے گا، جبکہ اسے علم نہ ہو کہ روپے

کا مہر بندھا تھا۔ (2)



شوہر کا عورت کے یہاں کچھ بھیجنا

مسئلہ ۵۲: شوہر نے کوئی چیز عورت کے یہاں بھیجی اگر یہ کہہ دیا کہ ہدیہ ہے تو اب نہیں کہہ سکتا کہ وہ مہر میں تھی اور اگر کچھ نہ کہا تھا اور اب کہتا ہے کہ مہر میں بھیجی اور عورت کہتی ہے کہ ہدیہ ہے اور وہ چیز کھانے کی قسم سے ہے، مثلاً، گوشت، حلوا، مٹھائی وغیرہ تو عورت سے قسم لے کر اس کا قول مانا جائے اور اگر کھانے کی قسم سے نہیں یعنی باقی رہنے والی چیز ہو، مثلاً کپڑے، بکری، گھی، شہد وغیرہ تو شوہر کو حلف دیا جائے، قسم کھالے تو اس کی بات مانیں اور عورت کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ چیز از قسم مہر نہیں اور باقی ہے تو واپس دے اور اپنا مہر وصول کرے۔ (1)

مسئلہ ۵۳: شوہر نے عورت کے یہاں کوئی چیز بھیجی اور عورت نے باپ کے یہاں کچھ بھیجا، شوہر کہتا ہے وہ چیز میں نے مہر میں بھیجی تھی تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیا جائے گا اور عورت کو اختیار ہوگا کہ وہ شے واپس کرے یا مہر میں محسوب (شمار) کرے اور عورت کے باپ نے جو بھیجا تھا، اگر وہ شے ہلاک ہوگئی تو کچھ واپس نہیں لے سکتا اور موجود ہے تو واپس لے سکتا ہے۔ (2)

مسئلہ ۵۴: جس لڑکی سے مٹگنی ہوئی اس کے پاس لڑکے کے یہاں سے شکر اور میوے وغیرہ آئے، پھر کسی وجہ سے نکاح نہ ہوا تو اگر وہ چیزیں تقسیم ہو گئیں اور بھیجنے والے نے تقسیم کی اجازت بھی دے دی تھی تو واپس نہیں لے سکتا، ورنہ واپس لے سکتا ہے۔ (3) تقسیم کی اجازت صراحۃً ہو یا عرفاً، مثلاً ہندوستان میں اس موقع پر ایسی چیزیں اسی لیے بھیجتے ہیں کہ لڑکی والا اپنے کنبہ اور رشتہ داروں میں بانٹے گا یہ چیزیں اس لیے نہیں ہوتیں کہ رکھ لے گا یا خود کھا جائے گا۔

مسئلہ ۵۵: شوہر نے عورت کے یہاں عیدی بھیجی، پھر یہ کہتا ہے کہ وہ روپے مہر میں بھیجے تھے، اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ (4)

مسئلہ ۵۶: عورت مرگئی، شوہر نے گائے، بکری وغیرہ کوئی جانور بھیجا کہ ذبح کر کے تیجہ میں کھلایا جائے اور اس کی

(1) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثانی عشر، ج ۱، ص ۳۲۲

والدہ را مختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۳، ص ۲۹۷-۳۰۰

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثانی عشر، ج ۱، ص ۳۲۲

(3) المرجع السابق

(4) المرجع السابق، ص ۳۲۳

قیمت نہیں بتائی تھی تو نہیں لے سکتا اور قیمت بتادی تھی تو لے سکتا ہے اور اگر اختلاف ہو وہ کہتا ہے کہ بتادی تھی اور لڑکی والا کہتا ہے کہ نہیں بتائی تھی تو اگر لڑکی والا قسم کھالے تو اس کی بات مان لی جائے گی۔ (5)

مسئلہ ۵۷: کوئی عورت عدت میں تھی اسے خرچ دیتا رہا، اس امید پر کہ بعد عدت اس سے نکاح کریگا اگر نکاح ہو گیا تو جو کچھ خرچ کیا ہے، واپس نہیں لے سکتا اور عورت نے نکاح سے انکار کر دیا تو جو اسے بطور تملیک دیا ہے، واپس لے سکتا ہے اور جو بطور اباحت دیا ہے، مثلاً اس کے یہاں کھانا کھاتی رہی تو یہ واپس نہیں لے سکتا۔ (6)

مسئلہ ۵۸: لڑکی کو جو کچھ چیزیں دیا ہے، وہ واپس نہیں لے سکتا اور ورثہ کو بھی اختیار نہیں جبکہ مرض الموت میں نہ دیا ہو۔ جو کچھ سامان نابالغہ لڑکی کے لیے خریدا اگرچہ ابھی نہ دیا ہو یا مرض الموت میں دیا، اس کی مالک بھی تنہا لڑکی ہے۔ (7)

(5) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثانی عشر، ج ۱، ص ۳۲۳

(6) تنویر الابصار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۳۰۲-۳۰۴

(7) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۳۰۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جہیز ہمارے بلاد کے عرف عام شائع سے خاص بلکہ زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں، طلاق ہوئی تو کُل لے گئی، اور مرگئی تو اسی کے ورثاء پر تقسیم ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے:

کل احد یعلم ان الجہاز للمراۃ وانہ اذا طلقھا تاخذہ کلہ واذا ماتت بیورت عنہا۔

ہر شخص جانتا ہے کہ جہیز عورت کی ملکیت ہوتا ہے، جب شوہر اس کو طلاق دے دے تو وہ تمام جہیز لے لے گی اور جب عورت مر جائے تو جہیز اس کے وارثوں کو دیا جائے گا۔ (ردالمحتار باب الخفۃ احوال الترات العربی بیروت ۲/ ۶۵۳)

ہاں مرد بحالت بختاگئی اُن کے والدین بھی بعض اشیائے جہیز مثل ظروف و فرش وغیرہ اپنے استعمال میں لاتے ہیں اور عرفاً اس سے ممانعت نہیں ہوتی اس کی بنا ملک شوہر یا والدین شوہر پر نہیں بلکہ باہمی انبساط کہ زن و شو کے اطلاق میں تفاوت نہیں سمجھا جاتا جیسے عورتیں بے تکلف اسواں شوہر استعمال میں رکھتی ہیں اس سے وہ اُس کی ملک نہ ہو گئے۔

مفت والدیریہ کتاب الفرائض میں بحر الرائق سے ہے:

لا یكون استمتاعها بمشریہ ورضاءہ بذلك دلیلاً علی انہ ملکھا ذلک كما تفہمہ النساء والعوام وقد افتیت بذلك مراراً۔

شوہر کے خریدے ہوئے مال سے عورت کا نفع حاصل کرنا اور شوہر کا اس پر رضامند ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ عورت اس مال کی ہے۔

مسئلہ ۵۹: لڑکی والوں نے نکاح یا رخصت کے وقت شوہر سے کچھ لیا ہو یعنی بغیر لیے نکاح یا رخصت سے انکار کرتے ہوں اور شوہر نے دے کر نکاح یا رخصت کرائی تو شوہر اس چیز کو واپس لے سکتا ہے اور وہ نہ رہی تو اس کی قیمت لے سکتا ہے کہ یہ رشوت ہے۔ (8) رخصت کے وقت جو کچھ لے بھیجے اگر بطور تمنا لیا ہے، جیسے ہندوستان میں عروہ رواج ہے کہ ڈال بری (شادی بیاہ کی ایک رسم) میں جوڑے بھیجے جاتے ہیں اور عرف یہی ہے کہ لڑکی کو مالک کر دینے ہیں تو انھیں واپس نہیں لے سکتا اور تمنا لیا (مالک بنانا) نہ ہو تو لے سکتا ہے۔ (9)

مالک ہو گئی جیسا کہ عورتیں اور عام لوگ سمجھتے ہیں اور تحقیق میں اس پر متعدد بار فتویٰ دے چکا ہوں۔

(۲) العقود الدریہ تنقیح فی فتاویٰ حامد یہ، کتاب الدعوی ۲/۳۵، کتاب الفرائض ۲/۳۵۰ حاجی عبدالغفار قندھار افغانستان

یہاں سے ظاہر کہ جانب شوہر کی بری اگرچہ بامید کثرت چیز گراں بہا بنے معاوضہ نہیں کہ اگر یہ اشیاء اپنے ملک پر رکھتے اور وقت پر برے نام بھیج دیتے ہوں کہ ہمارے گھر آجائے گی جب تو ظاہر کہ جانب شوہر سے کوئی تمنا لیا نہ ہوئی اور تمنا لیا ہی قصد کرتے اور دلہن کو اس گینے جوڑے کا، لک جانتے ہوں تاہم معاوضہ نہ ہو کہ اس کے عوض میں جس شے کی امید رکھتے ہیں یعنی چیز وہ بھی ملک زوجہ ہی ہوگا اور عوض معوض ایک ملک میں جمع نہیں ہو سکتے۔ ہاں کثرت چیز کی امید پر بھاری جوڑے گینے بھیجتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ ہم یہ دے کر چیز کے مالک ہوں گے بلکہ اس خیال سے کہ بسبب انبساط مذکور ہمیں بھی تمتع و انتفاع ملے گا ہمارے گھر کی زیب و آرائش ہوگی نام ہوگا آرام ہوگا و قیہ حاجت ہر گونہ کا برآری کی توقع ہے کہ یہاں کی نیک بیبیاں غالباً اپنا مال خصوصاً ہنگام ضرورت اپنے شوہروں سے دریغ نہیں رکھتیں یہ وجہ اس باعث ہوتی ہیں کہ ادھر سے دوسو ۲ کا جائے گا تو چار سو ۴۰۰ کا آئے گا جیسے بلا دشام وغیرہ میں اسی امید پر مہر بڑھاتے ہیں۔

فی رد المحتار کل احد یعلم ان الجہاز ملک المرأة ولا یختص بشیئی منه وانما المعروف الہ یزید فی المہر لتال مجہاز کثیر لیزین بہ بیتہ وینتفع بہ باذنہا ویرثہ ہو واولادہ اذا ماتت کما یزید فی مہر الغنیۃ لاجل ذلک لالیکن الجہاز کلہ او بعضہ ملکالہ، ولا لیمک الافتقاع بہ وان لم تأذن ا۔

(۱) رد المحتار باب النفقہ اراحیا التراث العربی بیروت ۲/۱۵۳

رد المحتار میں ہے ہر شخص جانتا ہے کہ چیز عورت کی ملکیت ہوتا ہے اور شوہر اس میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا، اور بیشک متعارف ہے کہ شوہر مہر میں اس توقع پر اضافہ کرتا ہے کہ عورت بھی زیادہ چیز لائے گی تاکہ اس سے گھر کی زینت و آرائش ہو اور عورت کی اجازت سے شوہر اس سے نفع اٹھائے گا اور عورت کے مرنے کے بعد وہ اور اس کی اولاد چیز کی وارث بنے گی، جیسا کہ اسی غرض سے وہ غنی عورت کے مہر میں اضافہ کرتا ہے، اس لئے نہیں کہ وہ تمام یا بعض چیز کا مالک بن جائے گا یا عورت کی اجازت کے بغیر اس سے نفع حاصل کر سکے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۲۰۳-۲۰۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(8) البحر الرائق، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۳، ص ۳۲۵، وغیرہ

(9) فتاویٰ احمدیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل السادس عشر، ج ۱، ص ۳۲۷

مسئلہ ۶۰: لڑکی کو جہیز دیا پھر یہ کہتا ہے کہ میں نے بطور عاریت (یعنی عارضی طور پر) دیا ہے اور لڑکی یا اس کے مرنے کے بعد شوہر کہتا ہے کہ بطور تملیک دیا ہے تو اگر وہ چیز ایسی ہے کہ عموماً لوگ اسے جہیز میں دیا کرتے ہیں تو لڑکی یا اس کے شوہر کا قول مانا جائے اور اگر عموماً یہ بات نہ ہو بلکہ عاریت و تملیک دونوں طرح دی جاتی ہو تو اس کے باپ یا ورثہ کا قول معتبر ہے۔ (10)

مسئلہ ۶۱: جس صورت میں لڑکی کا قول معتبر ہے اگر اس کے باپ نے گواہ پیش کیے، جو اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ دیتے وقت اس نے کہا کہ دیا تھا کہ عاریت ہے تو گواہ مان لیے جائیں گے۔ (11)

مسئلہ ۶۲: بالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا اور جہیز کے اسباب بھی معین کر دیے مگر ابھی دیے نہیں اور وہ عقد فسخ ہو گیا پھر دوسرے سے نکاح ہوا تو لڑکی اس جہیز کا باپ سے مطالبہ نہیں کر سکتی۔ (12)

مسئلہ ۶۳: لڑکی نے ماں باپ کے مال اور اپنی دستکاری سے کوئی چیز جہیز کے لیے تیار کی اور اس کی ماں مر گئی، باپ نے وہ چیز جہیز میں دے دی تو اس کے بھائیوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس چیز میں ماں کی طرف سے میراث کا دعویٰ کریں۔ یوں اس کا باپ جو کپڑے لاتا رہا اس میں سے یہ اپنے جہیز کے لیے بنا کر رکھتی رہی اور بہت کچھ جمع کر لیا اور باپ مر گیا تو یہ اسباب سب لڑکی کا ہے۔ (13)

مسئلہ ۶۴: ماں نے بیٹی کے لیے اس کے باپ کے مال سے جہیز تیار کیا یا اس کا کچھ اسباب جہیز میں دے دیا اور اسے علم ہوا اور خاموش رہا اور لڑکی رخصت کر دی گئی تو اب باپ اس جہیز کو لڑکی سے واپس نہیں لے سکتا۔ (14)

مسئلہ ۶۵: جس گھر میں زن و شوہر رہتے ہیں اس میں کچھ اسباب ہے، جس کا ہر ایک مدعی ہے تو اگر وہ ایسی شے ہے جو عورتیں برتنی ہیں، مثلاً دوپٹہ، سنگار دان، خاص عورتوں کے پہننے کے کپڑے تو ایسی چیز عورت کو دی جائے گی۔ ہاں اگر شوہر ثبوت دے کہ یہ چیز اس کی ہے تو اسے دیدیں گے اور اگر وہ خاص مردوں کے برتنے کی ہے، مثلاً ٹوپی، عمامہ، انگرکھا (ایک قسم کا مردانہ لباس) اور ہتھیار وغیرہ تو ایسی چیز مرد کو دیں گے مگر جب عورت گواہ سے اپنی ملک ثابت کرے تو اسے دیں گے اور اگر دونوں کے کام کی وہ چیز ہو، مثلاً پچھونا تو یہ بھی مرد ہی کو دیں مگر جب عورت گواہ پیش کرے تو

(10) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المهر، ج ۴، ص ۳۰۵

(11) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المهر، الفصل السادس عشر، ج ۱، ص ۳۲۷

(12) المرجع السابق.

(13) المرجع السابق، ص ۳۲۸

(14) تنویر الابصار، کتاب النکاح، باب المهر، ج ۴، ص ۳۰۷

اُسے دیدیں اور اگر ان دونوں میں ایک کا انتقال ہو چکا ہے اس کے ورثہ اور اس میں اختلاف ہو جب بھی وہی تفصیل ہے مگر جو چیز دونوں کے برتنے کی ہو وہ اسے دین جو زندہ ہے وارث کو نہیں اور اگر مکان میں مال تجارت ہے اور مشہور ہے کہ وہ شخص اس چیز کی تجارت کرتا تھا تو مرد کو دیں۔ (15)

مسئلہ ۶۶: جو چیز مسلمان کے نکاح میں مہر ہو سکتی ہے، وہ کافر کے نکاح میں بھی ہو سکتی ہے اور جو مسلمان کے نکاح میں مہر نہیں ہو سکتی، کافر کے نکاح میں بھی نہیں ہو سکتی سوا شراب و خنزیر کے کہ یہ کافر کے مہر میں ہو سکتے ہیں، مسلمان کے نہیں۔ (16)

مسئلہ ۶۷: کافر کا نکاح بغیر مہر کے ہو یعنی مہر کا ذکر نہ آیا یا کہا کہ مہر نہیں دیا جائے گا یا مرد ار کا مہر باندھا اور یہ ان کے مذہب میں جائز بھی ہو یعنی ان صورتوں میں ان کے یہاں مہر مثل کا حکم نہ دیا جاتا ہو تو ان صورتوں میں عورت کو مہر نہ ملے گا اگرچہ وطی ہو چکی ہو یا قبل وطی طلاق ہو گئی ہو یا شوہر مر گیا ہو اگرچہ وہ دونوں اب مسلمان ہو گئے یا مسلمانوں کے پاس اس کا مقدمہ پیش کیا ہو، ہاں باقی احکام نکاح ثابت ہوں گے، مثلاً وجوب نفقہ، وقوع طلاق، عدت، نسب، اختیار بلوغ وغیرہ وغیرہ۔ (17)

مسئلہ ۶۸: نابالغ نے بغیر اجازت ولی نکاح کیا اور وطی بھی کر لی پھر ولی نے رد کر دیا تو مہر لازم نہیں۔ (18)

مسئلہ ۶۹: نابالغہ کے باپ کو حق ہے کہ اپنی لڑکی کا مہر معجل شوہر سے طلب کرے اور اگر لڑکی قابل جماع ہے تو شوہر رخصت کر سکتا ہے اور اس کے لیے کسی بن (عمر) کی تخصیص نہیں اور اگر اس قابل نہیں اگرچہ بالغہ ہو تو رخصت پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔ (19)



(15) افتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل السادس عشر، ج ۱، ص ۳۲۹

(16) افتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الخامس عشر، ج ۱، ص ۳۲۷

(17) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۳۰۹

(18) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی النکاح علی الشرط، ج ۱، ص ۱۶۰

(19) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، مطلب: فی لابی الصغیرۃ الطالیۃ بالمہر، ج ۴، ص ۳۱۲

لونڈی غلام کے نکاح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَإِنْ كُنَّ هُنَّ بِأَذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ) (1)

اور تم میں قدرت نہ ہونے کے سبب جس کے نکاح میں آزاد عورتیں مسلمان نہ ہوں تو اس سے نکاح کرے، جس کو تمہارے ہاتھ مالک ہیں، ایمان والی باندیاں اور اللہ (عزوجل) تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے، تم میں ایک دوسرے سے ہے تو ان سے نکاح کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور حسب دستور ان کے مہر انہیں دو۔



(1) پ ۵، النساء: ۲۵

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یعنی مسلمانوں کی ایماندار کنیزیں کیونکہ نکاح اپنی کنیز سے نہیں ہوتا وہ بغیر نکاح ہی مولیٰ کے لئے حلال ہے معنی یہ ہیں کہ جو شخص خُورہ مؤمنہ سے نکاح کی مقدرت و وسعت نہ رکھتا ہو وہ ایماندار کنیز سے نکاح کرے یہ بات عار کی نہیں ہے۔

مسئلہ: جو شخص خُورہ سے نکاح کی وسعت رکھتا ہو اس کو بھی مسلمان باندی سے نکاح کرنا جائز ہے یہ مسئلہ اس آیت میں تو نہیں ہے مگر اُد پر کی آیت وَأَجَلَ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَلِكَ سے ثابت ہے

مسئلہ: ایسے ہی کہ یہ باندی سے بھی نکاح جائز ہے اور مؤمنہ کے ساتھ افضل و مستحب ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوا۔
(مزید یہ کہ)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ باندی کو اپنے مولیٰ کی اجازت بغیر نکاح کا حق نہیں اسی طرح غلام کو۔
(مزید یہ کہ)

اگرچہ مالک اُن کے مہر کے مولیٰ ہیں لیکن باندیوں کو دینا مولیٰ ہی کو دینا ہے کیونکہ خود وہ اور جو کچھ اُن کے قبضہ میں ہو سب مولیٰ کی ملک ہے یا یہ معنی ہیں کہ اُن کے مالکوں کی اجازت سے مہر انہیں دو۔

احادیث

حدیث ۱: امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و حاکم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو غلام بغیر مولیٰ کی اجازت کے نکاح کرے، وہ زانی ہے۔ (1)

حدیث ۲: ابو داؤد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب غلام نے بغیر اجازت مولیٰ کے نکاح کیا، تو اس کا نکاح باطل ہے۔ (2)

حدیث ۳: امام شافعی و بیہقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، انہوں نے فرمایا: غلام دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے، زیادہ نہیں۔ (3)

مسئلہ ۱: لونڈی غلام نے اگر خود نکاح کر لیا یا ان کا نکاح کسی اور نے کر دیا تو یہ نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے جائز کر دے گا نافذ ہو جائے گا، رد کر دے گا باطل ہو جائے گا، پھر اگر وطی بھی ہو چکی اور مولیٰ نے رد کر دیا تو جب تک آزاد نہ ہو لونڈی اپنا مہر طلب نہیں کر سکتی، نہ غلام سے مطالبہ ہو سکتا ہے اور اگر وطی نہ ہوئی جب تو مہر واجب ہی نہ ہوا۔ (4) یہاں مولیٰ سے مراد وہ ہے جسے اس کے نکاح کی ولایت حاصل ہو، مثلاً مالک نابالغ ہو تو اس کا باپ یا دادا یا قاضی یا وصی اور لونڈی، غلام سے مراد عام ہیں، مدبر، مکاتب، مازون، ام ولد یا وہ جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا سب کو شامل ہے۔ (5)

(1) جامع الترمذی، أبواب النکاح، باب ما جاء فی نکاح العبد، راجع، الحدیث: ۱۱۱۳، ج ۲، ص ۳۵۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

اب امام شافعی و احمد کے ہاں غلام کا نکاح بغیر مولیٰ کی اجازت کے منعقد ہی نہیں ہوتا لہذا اگر بعد میں مولیٰ اجازت بھی دے دے تب بھی درست نہیں مگر امام اعظم اور امام مالک کے ہاں نکاح مالک کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، اگر جائز رکھے تو جائز نہ باطل جیسے نکاح فضولی کا حکم ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مالک کے انکار کے باوجود غلام نکاح کرے تو نکاح باطل ہے اور وطی حرام، یا مالک کی اجازت سے پہلے ہی درست نہیں جیسے تمام موقوف نکاحوں کا حکم ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۵)

(2) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی نکاح العبد، راجع، الحدیث: ۲۰۷۹، ج ۲، ص ۳۳۱

(3) السنن الکبریٰ، للبیہقی، کتاب النکاح، باب نکاح العبد، راجع، الحدیث: ۱۳۸۹، ج ۷، ص ۲۵۶

(4) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۱۶

(5) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۱۶

مسئلہ ۲: مکاتب اپنی لونڈی کا نکاح اپنے اذن سے کر سکتا ہے اور اپنا یا اپنے غلام کا نہیں کر سکتا اور ماذون غلام، لونڈی کا بھی نہیں کر سکتا۔ (6)

مسئلہ ۳: مولیٰ کی اجازت سے غلام نے نکاح کیا تو مہر و نفقہ خود غلام پر واجب ہے، مولیٰ پر نہیں اور مرگیا تو مہر و نفقہ دونوں ساقط اور غلام خالص مہر و نفقہ کے سبب بیچ ڈالا جائے گا اور مدبر مکاتب نہ بیچے جائیں بلکہ انھیں حکم دیا جائے کہ کما کر ادا کرتے رہیں۔ ہاں مکاتب اگر بدل کتابت سے عاجز ہو تو اب مکاتب نہ رہے گا اور مہر و نفقہ میں بیچا جائے گا اور غلام کی بیع اُس کا مولیٰ کرے، اگر وہ انکار کرے تو اس کے سامنے قاضی بیع کر دے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن داموں کو فروخت ہو رہا ہے، مولیٰ اپنے پاس سے اتنے دام دیدے اور فروخت نہ ہونے دے۔ (7)

مسئلہ ۴: مہر میں فروخت ہوا مگر وہ دام ادا نہ کرے مہر کے لیے کافی نہ ہوں تو اب دوبارہ فروخت نہ کیا جائے بلکہ بقیہ مہر بعد آزادی طلب کر سکتی ہے اور اگر خود اسی عورت کے ہاتھ بیچا گیا تو بقیہ مہر ساقط ہو گیا اور نفقہ میں بیچا گیا اور اُن داموں سے نفقہ ادا نہ ہوا تو باقی بعد عتق (یعنی آزادی کے بعد) لے سکتی ہے اور بیع کے بعد پھر اور نفقہ (کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات) واجب ہوا تو دوبارہ بیع ہو، اس میں بھی اگر کچھ باقی رہا تو بعد آزادی۔ یہ ہیں ہر جدید نفقہ میں بیع ہو سکتی ہے اور بقیہ میں نہیں۔ (8)

مسئلہ ۵: کسی نے اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کر دیا تو اصح یہ ہے کہ مہر واجب ہی نہ ہوا یعنی جب کنیز ماذونہ (9)، مدیونہ (مقروض) نہ ہو، ورنہ مہر میں بیچا جائے گا۔ (10)

مسئلہ ۶: غلام کا نکاح اس کے مولیٰ نے کر دیا پھر فروخت کر ڈالا، تو مہر غلام کی گردن سے وابستہ ہے یعنی عورت جب چاہے اسے فروخت کر اگر مہر وصول کرے اور عورت کو یہ بھی اختیار ہے کہ پہلی بیع فسخ کر دے۔ (11)

مسئلہ ۷: مولیٰ کو اپنے غلام اور لونڈی پر جبری ولایت ہے یعنی جس سے چاہے نکاح کر دے، ان کو منع کا کوئی حق نہیں مگر مکاتب و مکاتبہ کا نکاح بغیر اجازت نہیں کر سکتا اگرچہ نابالغ ہوں کر دے گا تو ان کی اجازت پر موقوف رہے گا اور اگر نابالغ مکاتب و مکاتبہ نے بدل کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہو گئے تو اب مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے جبکہ اور کوئی

(6) رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۱۶۔

(7) الدر المختار، رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۱۷۔

(8) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۱۸-۳۲۰۔

(9) خرید و فروخت کے معاملے میں اجازت یافتہ۔

(10) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۱۹۔

(11) المرجع السابق، ص ۳۲۰۔

عصبہ نہ ہو کہ یہ بوجہ نابالغی اجازت کے اہل نہیں اور اگر بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوئے تو مکاتب غلام کا مالک اجازت مولیٰ پر موقوف ہے اور مکاتبہ کا باطل۔ (12)

مسئلہ ۸: غلام نے بغیر اذن مولیٰ نکاح کیا، اب مولیٰ سے اجازت مانگی اس نے کہا بطلاق رجعی دیدے تو اجازت ہوگئی اور پہلا نکاح صحیح ہو گیا اور کہا بطلاق دیدے یا اُسے علیحدہ کر دے تو یہ اجازت نہیں بلکہ پہلا نکاح رد ہو گیا۔ (13)

مسئلہ ۹: مولیٰ سے نکاح کی اجازت لی اور نکاح فاسد کیا تو اجازت ختم ہوگئی یعنی پھر نکاح صحیح کرنا چاہے تو دوبارہ اجازت لینی ہوگی اور نکاح فاسد میں وطی کر لی ہے تو مہر غلام پر واجب یعنی غلام مہر میں بیچا جاسکتا ہے اور اگر اجازت دینے میں مولیٰ نے نکاح صحیح کی نیت کی تھی تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا اور نکاح فاسد کی اجازت دی تو یہی نکاح صحیح بھی اجازت ہے بخلاف وکیل کہ اس نے اگر پہلی صورت میں نکاح فاسد کر دیا، تو ابھی وکالت ختم نہ ہوئی دوبارہ صحیح نکاح کر سکتا ہے اور اگر اسے نکاح فاسد کا وکیل بنایا ہے تو نکاح صحیح کا وکیل نہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۰: غلام کو نکاح کی اجازت دی تھی، اس نے ایک عقد میں دو عورتوں سے نکاح کیا تو کسی کا نہ ہوا۔ ہاں اگر اجازت ایسے لفظوں سے دی جن سے تعیم (یعنی عام اجازت) سمجھی جاتی ہے تو ہو جائے گا۔ (15)

مسئلہ ۱۱: کسی نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے مکاتب سے کر دیا پھر مر گیا تو نکاح فاسد نہ ہوگا۔ ہاں اگر مکاتب ہر کتابت ادا کرنے سے عاجز آیا تو اب فاسد ہو جائے گا کہ لڑکی اسکی مالکہ ہوگئی۔ (16)

مسئلہ ۱۲: مکاتب یا مکاتبہ نے نکاح کیا اور مولیٰ مر گیا تو وارث کی اجازت سے صحیح ہو جائے گا۔ (17)

مسئلہ ۱۳: لونڈی کا نکاح ہوا تو جو کچھ مہر ہے مولیٰ کو ملے گا، خواہ عقد سے مہر واجب ہوا ہو یا دخول سے، مثلاً نکاح فاسد کہ اس میں نفس نکاح سے مہر واجب نہیں ہوتا مگر مکاتبہ یا جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہے، کہ ان کا مہر انھیں کوئے گا مولیٰ کو نہیں۔ کنیز کا نکاح کر دیا تھا پھر آزاد کر دیا اب اُس کے شوہر نے مہر میں کچھ اضافہ کیا تو یہ بھی مولیٰ ہی کو ملے گا۔ (18)

(12) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب التاسع فی نکاح الرقیق، ج ۱، ص ۳۳۱-۳۳۲

(13) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۲۱

(14) المرجع السابق، ص ۳۲۳-۳۲۵

(15) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب التاسع فی نکاح الرقیق، ج ۱، ص ۳۳۲

(16) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۲۶

(17) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب التاسع فی نکاح الرقیق، ج ۱، ص ۳۳۳

(18) المرجع السابق، ص ۳۳۲

مسئلہ ۱۴: بغیر اجازت مولیٰ نکاح کیا اور اجازت سے پہلے طلاق دے دی تو اگرچہ یہ طلاق نہیں مگر اب مولیٰ کی اجازت سے بھی جائز نہ ہوگا۔ (19)

مسئلہ ۱۵: کنیز نے بغیر اذن (یعنی اجازت کے بغیر) نکاح کیا تھا اور مولیٰ (مالک) نے اسے بیچ ڈالا اور وطی ہو چکی ہے تو مشتری (خریدار) کی اجازت سے صحیح ہو جائے گا، ورنہ نہیں اور اگر مشتری ایسا شخص ہو کہ اس کنیز سے وطی اس کے لیے حلال نہ ہو تو اگرچہ وطی نہ ہوئی ہو اجازت دے سکتا ہے۔ یوں غلام نے بغیر اذن نکاح کیا تھا، مولیٰ نے اسے بیچ ڈالا اور مشتری نے جائز کر دیا یا مولیٰ مرگیا اور وارث نے جائز کر دیا ہو گیا اور آزاد کر دیا گیا تو خود صحیح ہو گیا، اجازت کی حاجت ہی نہ رہی۔ (20)

مسئلہ ۱۶: لونڈی نے بغیر اجازت نکاح کیا تھا اور مولیٰ نے اجازت دے دی تو مہر مولیٰ کو ملے گا اگرچہ اجازت کے بعد آزاد کر دیا ہو اگرچہ اجازت کے بعد صحبت ہوئی اور اگر مولیٰ نے اجازت سے پہلے آزاد کر دیا اور بالغہ ہے تو نکاح جائز ہو گیا پھر اگر آزادی سے پہلے وطی ہو چکی ہے تو مہر مولیٰ کو ملے گا ورنہ لونڈی کو اور اگر نابالغہ ہے تو آزادی کے بعد اجازت مولیٰ پر موقوف ہے جبکہ کوئی اور عصبہ نہ ہو ورنہ اس کی اجازت پر۔ (21)

مسئلہ ۱۷: بغیر گواہوں کے نکاح ہوا اور مولیٰ نے گواہوں کے سامنے جائز کیا تو نکاح صحیح نہ ہوا۔ (22)

مسئلہ ۱۸: باپ یا دمی نے نابالغ کی کنیز کا نکاح اس کے غلام سے کیا تو صحیح نہ ہوا۔ (23)

مسئلہ ۱۹: لونڈی نے بغیر اجازت مولیٰ نکاح کیا اس کے بعد مولیٰ نے وطی کی یا شہوت سے بوسہ لیا تو نکاح فسخ ہو گیا مولیٰ کو نکاح کا علم ہو یا نہ ہو۔ (24)

مسئلہ ۲۰: کنیز خریدی اور قبضہ سے پہلے اس کا نکاح کر دیا تا اگر بیع تمام ہو گئی نکاح ہو گیا اور اگر بیع فسخ ہو گئی تو نکاح باطل۔ (25)

مسئلہ ۲۱: باپ کی کنیز کا بیٹے نے نکاح کر دیا پھر باپ مر گیا تو اب یہ نکاح باپ کی بیٹے کی اجازت پر موقوف ہے

(19) المرجع السابق، ص ۳۳۲

(20) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب النکاح، الباب التاسع فی نکاح الرقی، ج ۱، ص ۳۳۳

(21) المرجع السابق، ج ۱، ص ۳۳۳

(22) المرجع السابق، ص ۳۳۳

(23) المرجع السابق

(24) المرجع السابق، ص ۳۳۳

(25) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب النکاح، الباب التاسع فی نکاح الرقی، ج ۱، ص ۳۳۳

رد کردے گا تو رد ہو جائے گا اور اگر بیٹے نے باپ کے مرنے کے بعد اپنا نکاح اس کی کنیز سے کیا تو صحیح نہ ہوا۔ (26)
مسئلہ ۲۲: مکاتب نے اپنی زوجہ کو خرید تو نکاح فاسد نہ ہوا اور اگر طلاق بائن دیدی پھر نکاح کرنا چاہے تو بغیر اجازت نہیں کر سکتا۔ (27)

مسئلہ ۲۳: لونڈی کا نکاح کر دیا تو مولیٰ پر یہ واجب نہیں کہ اسے شوہر کے حوالے کر دے اور خدمت نہ سے (اور اس کو تنبیہ کہتے ہیں۔) ہاں اگر شوہر کے پاس آتی جاتی ہے اور مولیٰ کی خدمت بھی کرتی ہے تو یوں کر سکتی ہے اور شوہر کو موقع ملے تو وطی کر سکتا ہے اور اگر شوہر نے مہر ادا کر دیا ہے تو مولیٰ پر یہ ضرور ہے کہ اتنا کہہ دے اگر تجھے موقع ملے تو وطی کر سکتا ہے اور اگر عقد میں بتویہ کی شرط تھی جب بھی مولیٰ پر واجب نہیں۔ (28)

مسئلہ ۲۴: اگر کنیز کو اس کے شوہر کے حوالے کر دیا جب بھی مولیٰ کو اختیار ہے، جب چاہے اس سے خدمت لے اور زمانہ بتویہ میں نفقہ اور رہنے کو مکان شوہر کے ذمہ ہے اور اگر مولیٰ واپس لے تو مولیٰ پر ہے، شوہر سے ساقط ہو گیا اور اگر خود کسی کسی وقت اپنے آقا کا کام کر جاتی ہے، مولیٰ نے حکم نہیں دیا ہے تو نفقہ وغیرہ شوہر ہی پر ہے۔ یو نہیں اگر مولیٰ دن میں کام لیتا ہے مگر رات کو شوہر کے مکان پر بھیج دیتا ہے جب بھی نفقہ شوہر پر ہے۔ (29)
مسئلہ ۲۵: زمانہ تنبیہ میں طلاق بائن دی تو نفقہ وغیرہ شوہر کے ذمہ ہے اور واپس لینے کے بعد دی تو مولیٰ پر۔ (30)

مسئلہ ۲۶: جس کنیز کا نکاح کر دیا اسے سفر میں لے جانا چاہتا ہے، تو مطلقاً اسے اختیار ہے اگرچہ شوہر منع کرے بلکہ اگرچہ شوہر نے پورا مہر دے دیا ہو۔ (31)

مسئلہ ۲۷: جس کنیز سے وطی کرتا ہے اب اس کا نکاح کرنا چاہتا ہے تو استبراء واجب ہے، اگر نکاح کر دیا اور چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو بچہ مولیٰ کا قرار دیا جائے گا یعنی جبکہ وہ کنیز ام ولد ہو اور مولیٰ نے انکار نہ کیا ہو اور ام ولد نہ ہو تو وہ بچہ مولیٰ کا اس وقت ہے جب اس نے دعویٰ کیا ہو اور اگر لاعلمی میں نکاح کیا تو بہر صورت نکاح فاسد ہے۔ شوہر

(26) المرجع السابق

(27) المرجع السابق، ص ۳۳۳

(28) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۳، ص ۳۲۷-۳۲۹

(29) المرجع السابق، ص ۳۲۹، وغیرہ

(30) اقتادی الھندیہ، کتاب النکاح، الباب التاسع فی نکاح الرقیق، ج ۱، ص ۲۳۵

(31) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب فی الفرق بین الاذن والا جازۃ، ج ۳، ص ۳۲۹

نے دہلی کی ہے تو مہر واجب ہے، ورنہ نہیں اور دانستہ (جان بوجھ کر) نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائے گا۔ (32)

مسئلہ ۲۸: کنیز کا نکاح کر دیا تو اس سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ آزاد نہیں مگر جبکہ نکاح میں آزادی کی شرط لگادی ہو تو اس نکاح سے جتنی اولادیں پیدا ہوئیں آزاد ہیں اور اگر طلاق دے کر پھر نکاح کیا تو اس نکاح ثانی کی اولاد آزاد نہیں۔ (33)

مسئلہ ۲۹: کنیز کا نکاح کر دیا اور دہلی سے پہلے موٹی نے اس کو مار ڈالا، اگرچہ خطا قتل واقع ہوا تو مہر ساقط ہو گیا جبکہ وہ موٹی عاقل بالغ ہو اور اگر لونڈی نے خودکشی کی یا مرتدہ ہو گئی یا اس نے اپنے شوہر کے بیٹے کا بشہوت بوسہ لیا یا شوہر کی دہلی کے بعد موٹی نے قتل کیا تو ان صورتوں میں مہر ساقط نہیں۔ (34)

مسئلہ ۳۰: دہلی کرنے میں اگر انزال باہر کرنا چاہتا ہے تو اس میں اجازت کی ضرورت ہے، اگر عورت حذہ یا مکاتبہ ہے تو خود اسکی اجازت سے اور کنیز بالغہ ہے تو موٹی کی اجازت سے اور اپنی کنیز سے دہلی کی تو اصلاً اجازت کی حاجت نہیں۔ (35)

مسئلہ ۳۱: کنیز جو کسی کے نکاح میں ہے اگرچہ اس کا شوہر آزاد ہو جب وہ آزاد ہوگی، تو اسے اختیار ہے چاہے اپنے نفس کو اختیار کرے تو نکاح فسخ ہو جائے گا اور دہلی نہ ہوئی ہو تو مہر بھی نہیں اور چاہے شوہر کو اختیار کرے تو نکاح برقرار رہے گا اور نابالغہ ہے تو وقت بلوغ اسے یہ اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے یا شوہر کو۔ (36)

مسئلہ ۳۲: خیار عتق سے نکاح فسخ ہونا حکم قاضی پر موقوف نہیں اور اگر آزادی کی خبر سن کر ساکت رہی تو خیار (اختیار) باطل نہ ہوگا، جب تک کوئی فعل ایسا نہ پایا جاوے جس سے نکاح کا اختیار کرنا سمجھا جائے اور مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو اب اختیار نہ رہا اور اگر اب یہ کہتی ہے کہ مجھے یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ آزادی کے بعد اختیار ملتا ہے تو اس کا یہ جہل عذر قرار دیا جائے گا، لہذا مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اپنے نفس کو اختیار کیا نکاح فسخ ہو گیا اور یہ اختیار صرف باندی کے لیے ہے، غلام کو نہیں اور خیار بلوغ یعنی نابالغ کا نکاح اگر اس کے باپ یا دادا کے سوا کسی اور ولی نے کیا ہو تو وقت بلوغ اسے فسخ نکاح کا اختیار ملتا ہے مگر خیار بلوغ سے نکاح فسخ ہونا حکم قاضی پر موقوف ہے اور بالغ ہوتے وقت اگر

(32) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب: فی الفرق بین الاذن والا جازۃ، ج ۴، ص ۳۳۰

(33) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۲۷

(34) المرجع السابق، ص ۳۳۲

(35) المرجع السابق، ص ۳۳۳-۳۳۵، وغیرہ

(36) المرجع السابق، ص ۳۲۶

سکوت کیا تو خیار جاتا رہا، جبکہ نکاح کا علم ہو اور یہ آخر مجلس تک نہیں رہتا بلکہ فوراً فسخ کرے تو فسخ ہوگا ورنہ نہیں اور اس میں جہل عذر نہیں اور خیار بلوغ عورت و مرد دونوں کے لیے حاصل۔ (37)

مسئلہ ۳۳: نکاح کنیز کی خوشی سے ہوا تھا، جب بھی خیار عتق اسے حاصل ہے اور اگر بغیر اجازت مولیٰ نکاح کیا تھا اور مولیٰ نے نہ اجازت دی، نہ رد کیا اور آزاد کر دیا تو نکاح صحیح ہو گیا اور خیار عتق نہیں ہے۔ (38)

مسئلہ ۳۴: بیٹے کی کنیز سے نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی تو یہ اولاد اپنے بھائی کی طرف سے آزاد ہے مگر وہ کنیز ام ولد نہ ہوئی۔ یوں اگر باپ کی کنیز سے نکاح کیا تو اولاد باپ کی طرف سے آزاد ہوگی اور کنیز ام ولد نہیں۔ (39)

مسئلہ ۳۵: بیٹے کی باندی سے وطی کی اور اولاد نہ ہوئی تو عقر واجب ہے اور وطی حرام ہے اور عقر یہ ہے کہ صرف باعتبار جمال جو اس کی مثل کا مہر ہونا چاہیے، وہ دینا ہوگا اور اولاد ہوئی اور باپ نے اس کا دعویٰ بھی کیا اور وہ باپ کی مسلم، عاقل ہو تو نسب ثابت ہو جائے گا بشرطیکہ وقت وطی سے وقت دعویٰ تک لڑکا اس کنیز کا مالک رہے اور کنیز باپ کی ام ولد ہو جائے گی اور اولاد آزاد اور باپ کنیز کی قیمت لڑکے کو دے، عقر اور اولاد کی قیمت نہیں اور اگر اس درمیان میں لڑکے نے اس کنیز کو اپنے بھائی کے ہاتھ بیچ ڈالا، جب بھی نسب ثابت ہوگا اور یہی احکام ہوں گے۔ لڑکے نے اپنی ام ولد کی اولاد کی نفی کر دی یعنی یہ کہ یہ میری نہیں اور باپ نے دعویٰ کیا کہ یہ میری اولاد ہے یا لڑکے کی مدبرہ یا مکاتبہ کی اولاد کا باپ نے دعویٰ کیا تو ان سب صورتوں میں محض باپ کے دعویٰ کرنے سے نسب ثابت نہ ہوگا جب تک لڑکا باپ کی تصدیق نہ کرے۔ (40)

مسئلہ ۳۶: دادا باپ کے حکم میں ہے جبکہ باپ مر چکا ہو یا کافر یا مجنون یا غلام ہو بشرطیکہ وقت علق سے (یعنی حاملہ ہونے کے وقت سے) وقت دعویٰ تک دادا کو ولایت حاصل ہو۔ (41)



(37) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ج ۱، ص ۵۷، وغیرہ

(38) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۳۹

(39) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب التاسع فی نکاح الرقیق، ج ۱، ص ۳۳۶

(40) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب فی حکم اسقاط الحمل، ج ۴، ص ۳۴۰-۳۴۳

(41) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ج ۴، ص ۳۴۳

نکاح کافر کا بیان

زہری نے مرسل روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں کچھ عورتیں اسلام لائیں اور ان کے شوہر کافر تھے پھر جب شوہر بھی مسلمان ہو گئے، تو اسی پہلے نکاح کے ساتھ یہ عورتیں ان کو واپس کی گئیں۔ (1) یعنی جدید نکاح نہ کیا گیا۔

مسئلہ ۱: جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے اگر اُس طرح کافر نکاح کریں تو ان کا نکاح بھی صحیح ہے مگر بعض اس قسم کے نکاح ہیں جو مسلمان کے لیے ناجائز اور کافر کر لے تو ہو جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نکاح کی کوئی شرط مفقود ہو، مثلاً بغیر گواہ نکاح ہو یا عورت کافر کی عدت میں تھی، اس سے نکاح کیا مگر شرط یہ ہے کہ کفار ایسے نکاح کے جائز ہونے کے معتقد ہوں۔ پھر ایسے نکاح کے بعد اگر دونوں مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں (یعنی اسی پہلے نکاح پر باقی رکھے جائیں) جدید نکاح کی حاجت نہیں۔ یوں اگر قاضی کے پاس مقدمہ دائر کیا تو قاضی تفریق نہ کریگا۔ (2)

مسئلہ ۲: کافر نے محرم سے نکاح کیا، اگر ایسا نکاح ان لوگوں میں جائز ہو تو نکاح کے لوازم نفقہ وغیرہ ثابت ہو جائیں گے مگر ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا اور اگر دونوں اسلام لائے یا ایک تو تفریق کر دی جائے گی۔ یوں اگر قاضی یا کسی مسلمان کے پاس دونوں نے اس کا مقدمہ پیش کیا تو تفریق کر دے گا اور ایک نے کیا تو نہیں۔ (3)

مسئلہ ۳: دو بہنوں کے ساتھ ایک عقد میں نکاح کیا، پھر ایک کو جدا کر دیا پھر مسلمان ہوا تو جو باقی ہے اس کا نکاح صحیح ہے، اسی نکاح پر برقرار رکھے جائیں اور جدا نہ کیا ہو تو دونوں باطل اور اگر دو عقد کے ساتھ نکاح ہوا تو پہلی کا صحیح ہے، دوسری کا باطل۔ (4)

مسئلہ ۴: کافر نے عورت کو تین طلاقیں دیدیں، پھر اس کے ساتھ بدستور رہتا رہا نہ اس سے دوسرے نے نکاح کیا، نہ اس نے دوبارہ نکاح کیا یا عورت نے خلع کرایا اور بعد خلع بغیر تجدید نکاح بدستور رہا کیا تو ان دونوں صورتوں میں

(1) کنز العمال، کتاب النکاح، الحدیث: ۴۵۸۴۲، ج ۱۶، ص ۲۳۰

(2) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۳۷-۳۵۱، وغیرہ

(3) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نکاح الکفار، ج ۱، ص ۳۳۷، وغیرہ

(4) المرجع السابق

قاضی تفریق کر دے گا اگرچہ نہ مسلمان ہوا، نہ قاضی کے پاس مقدمہ آیا اور اگر تین طلاقیں دینے کے بعد عورت کا دوسرے سے نکاح نہ ہوا مگر اس شوہر نے تجدید نکاح کی تو تفریق نہ کی جائے۔ (5)

مسئلہ ۵: کتابیہ سے مسلمان نے نکاح کیا تھا اور طلاق دے دی، ہنوز (ابھی) عدت ختم نہ ہوئی تھی کہ اس سے کسی کافر نے نکاح کیا تو تفریق (جدائی) کر دی جائے۔ (6)

مسئلہ ۶: زوج و زوجہ دونوں کافر غیر کتابی تھے، ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو قاضی دوسرے پر اسلام پیش کرے اگر مسلمان ہو گیا فیہا (یعنی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں نئے نکاح کی ضرورت نہیں) اور انکار یا سکوت کیا تو تفریق کر دے، سکوت کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ تین بار پیش کرے۔ یو نہیں اگر کتابی کی عودت مسلمان ہو گئی تو مرد پر اسلام پیش کیا جائے، اسلام قبول نہ کیا تو تفریق کر دی جائے اور اگر دونوں کتابی ہیں اور مرد مسلمان ہوا تو عورت بدستور اس کی زوجہ ہے۔ (7)

مسئلہ ۷: نابالغ لڑکا یا لڑکی سمجھ دار ہوں تو ان کا بھی وہی حکم ہے اور نا سمجھ ہوں تو انتظار کیا جائے، جب تمیز آ جائے تو اسلام پیش کیا جائے اور اگر شوہر مجنون ہے تو اس کا انتظار نہ کیا جائے کہ ہوش میں آئے تو اس پر اسلام پیش کریں بلکہ اس کے باپ ماں پر اسلام پیش کریں ان میں جو کوئی مسلمان ہو جائے وہ مجنون اس کا تابع ہے اور مسلمان قرار دیا جائے گا۔ اور اگر کوئی مسلمان نہ ہوا تو تفریق کر دیں اور اگر اس کے والدین نہ ہوں تو قاضی کسی کو اس کے باپ کا وصی قرار دے کر تفریق کر دے۔ یہ سب تفصیل جنون اصلی (وہ جنون جو بالغ ہونے سے پہلے لاحق ہوا اور بالغ ہونے کے وقت بھی موجود رہا ہو) میں ہے اور اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو وہ مسلمان ہی ہے اگرچہ اس کے ماں باپ کافر ہوں۔ (8)

مسئلہ ۸: شوہر مسلمان ہو گیا اور عورت مجوسیہ تھی اور یہودیہ یا نصرانیہ ہو گئی تو تفریق نہیں۔ یو نہیں اگر یہودیہ تھی اب نصرانیہ ہو گئی یا بالعکس تو بدستور زوجہ ہے۔ یو نہیں اگر مسلمان کی عورت نصرانیہ تھی، یہودیہ ہو گئی یا یہودیہ تھی، نصرانیہ ہو گئی تو بدستور اس کی عورت ہے۔ یو نہیں اگر نصرانی کی عورت مجوسیہ ہو گئی تو وہ اس کی عورت ہے۔ (9)

مسئلہ ۹: یہ تمام صورتیں اس وقت ہیں کہ دارالاسلام میں اسلام قبول کیا ہو اور اگر دارالحرب میں مسلمان ہوا تو

(5) المرجع السابق

(6) اندر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۵۲

(7) اندر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۵۳، ۳۵۵، ۳۶۰

(8) اندر المختار و رد المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۵۳

(9) رد مختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: فی الکلام علی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۴، ص ۳۵۳

عورت تین حیض گزرنے پر نکاح سے خارج ہوگئی اور حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے گزرنے پر۔ کم عمر ہونے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا بڑھیا ہوگئی کہ حیض بند ہو گیا اور حاملہ ہو تو وضع حمل سے نکاح جاتا رہا اور یہ تین حیض یا تین مہینے عدت کے نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۰: جو جگہ ایسی ہو کہ نہ دارالاسلام ہو، نہ دارالحرب وہ دارالحرب کے حکم میں ہے۔ (11) اور اگر وہ جگہ دارالاسلام ہو مگر کافر کا تسلط ہو جیسے آج کل ہندوستان تو اس معاملہ میں یہ بھی دارالحرب کے حکم میں ہے، یعنی تین حیض یا تین مہینے گزرنے پر نکاح سے باہر ہوگی۔

مسئلہ ۱۱: ایک دارالاسلام میں آکر رہنے لگا، دوسرا دارالحرب میں رہا جب بھی عورت نکاح سے باہر ہو جائے گی، مثلاً مسلمان ہو کر یا ذمی بن کر دارالاسلام میں آیا یا یہاں آکر مسلمان یا ذمی ہوا یا قید کر کے دارالحرب سے دارالاسلام میں لایا گیا تو نکاح سے باہر ہوگئی اور اگر دونوں ایک ساتھ قید کر کے لائے گئے یا دونوں ایک ساتھ مسلمان یا ذمی بن کر وہاں سے آئے یا یہاں آکر مسلمان ہوئے یا ذمہ قبول کیا تو نکاح سے باہر نہ ہوئی یا حربی امن لے کر دارالاسلام میں آیا یا مسلمان یا ذمی دارالحرب کو امن لے کر گیا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوگی۔ (12)

(10) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والجنون لیسا باهل، راجع، ج ۴، ص ۳۵۸

(11) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۵۹

(12) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۵۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

دارحرب حکومت اسلام سے دارالاسلام ہو جاتی ہے اور عیاذ باللہ عکس کے لئے فقط حکومت کفر کافی نہیں بلکہ شرط ہے کہ وہ جگہ کسی طرف دارالحرب سے متصل ہو اور کوئی مسلم ذمی پہلے امان پر نہ رہے اور شعائر اسلام اُس سے بالکل بند کر دیئے جائیں و عیاذ باللہ تعالیٰ جب شعائر اسلام سے کچھ بھی باقی ہے بدستور دارالاسلام رہے گی۔

تویر میں ہے: لا تصیر دارالاسلام دارحرب الا باجراء احکام الشریک و باتصالها بدارالحرب و بان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی بالامان الاول و دارالحرب تصیر دارالاسلام باجراء احکام اهل الاسلام فیہا و ان بقی فیہا کافر اصلی و ان لم تتصل بدارالاسلام۔

دارالاسلام اس وقت دارالحرب بنتا ہے جب وہاں احکام شرک جاری ہوں (یعنی معاذ اللہ وہاں شعائر اسلام بالکل ختم کر دیئے جائیں) اور وہ جگہ کسی طرف سے دارالحرب سے متصل ہو اور وہاں کوئی مسلمان اور ذمی پہلے امان پر نہ رہے اور دارالحرب اس وقت دارالاسلام بنتا ہے جب وہاں احکام اسلام جاری ہوں اگرچہ وہاں کافر اصلی موجود ہوں اور اگرچہ وہ کسی طرف سے دارالاسلام کے ساتھ متصل بھی نہ ہوں۔

(۲) در مختار شرح تویر الابصار، فصل فی استیمان الکافر مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۴۷ سے

مسئلہ ۱۲: باغی کی حکومت سے نکل کر امام برحق کی حکومت میں آیا یا بالعکس تو نکاح پر کوئی اثر نہیں۔ (13)
 مسئلہ ۱۳: مسلمان یا ذمی نے دارالحرب میں حربیہ کتابیہ سے نکاح کیا تھا۔ وہ وہاں سے قید کر کے لائی گئی تو نکاح سے خارج نہ ہوئی۔ یوں اگر وہ شوہر سے پہلے خود آئی، جب بھی نکاح باقی ہے اور اگر شوہر پہلے آیا اور عورت بعد میں تو نکاح جاتا رہا۔ (14)

مسئلہ ۱۴: ہجرت کر کے دارالاسلام میں آئی، مسلمان ہو کر یا ذمی بن کر یا یہاں آ کر مسلمان یا ذمیہ ہوئی تو اگر حاملہ نہ ہو، فوراً نکاح کر سکتی ہے اور حاملہ ہو تو بعد وضع حمل مگر یہ وضع حمل اس کے لیے عذت نہیں۔ (15)
 مسئلہ ۱۵: کافر نے عورت اور اس کی لڑکی دونوں سے نکاح کیا، اب مسلمان ہوا، اگر ایک عقد میں نکاح ہوا تو دونوں کا باطل اور علیحدہ علیحدہ نکاح کیا اور دخول کسی سے نہ ہوا تو پہلا نکاح صحیح ہے دوسرا باطل اور دونوں سے وطی کر لی ہے تو دونوں باطل اور اگر پہلے ایک سے نکاح ہوا اور دخول بھی ہو گیا، اس کے بعد دوسری سے نکاح کیا تو پہلا جائز دوسرا باطل اور اگر پہلی سے صحبت نہ کی، مگر دوسری سے کی تو دونوں باطل، مگر جبکہ پہلی عورت ماں ہو اور دوسری اسکی بیٹی اور فقط

جامع الرموز میں ہے:

لا خلاف ان دارالحرب یصیر دارالاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیہا واما صیرورتھا دارالحرب نعوذ
 باللہ منہ فعندہ بشر وط احداھا اجراء احکام الکفر اشتھار اباں یحکم الحاکم بحکمہم ولا یرجعون الی قضاء
 المسلمین کما فی الخیرۃ والثانی الاتصال بدار الحرب والثالث زوال الامان الاول وقال شیخ الاسلام
 والامام الاسبیجانی ان الدار محکومۃ بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العبادی وغیرہ ا۔

(ا۔ جامع الرموز کتاب الجہاد مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کتبہ قاموس ایران ۵۵۶/۴)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بعض احکام اسلامی کے اجراء سے دارالحرب دارالاسلام بن جاتا ہے لیکن دارالاسلام کا نعوذ باللہ دارالحرب بننے کے لئے امام صاحب کے ہاں کچھ شرائط ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ احکام کفر اعلانیہ جاری ہوں مثلاً حاکم کفر کے مطابق فیصلہ کرے اور لوگ مسلمان قاضیوں سے رجوع نہ کر سکیں جیسا کہ خیر یہ میں ہے، دوسری یہ کہ وہ جگہ دارالحرب کے ساتھ متصل ہو، تیسری یہ کہ پہلی امان ختم ہو جائے، شیخ الاسلام اور امام اسبیجانی کہتے ہیں اگر وہاں ایک حکم بھی اسلام کا باقی ہے تو اسے دارالاسلام ہی کہا جائے گا جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۳۶۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(13) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نکاح الکفار، ج ۱، ص ۳۳۸

(14) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نکاح الکفار، ج ۱، ص ۳۳۸

(15) الدر المنثور، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۶۱

اس دوسری سے دہلی کی تو اس لڑکی سے پھر نکاح کر سکتا ہے اور اس کی ماں سے نہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۶: عورت مسلمان ہوئی اور شوہر پر اسلام پیش کیا گیا، اس نے اسلام لانے سے انکار یا سکوت کیا تو تفریق کی جائے گی اور یہ تفریق طلاق قرار دی جائے، یعنی اگر بعد میں مسلمان ہوا اور اسی عورت سے نکاح کیا تو اب دوسری طلاق کا مالک رہے گا، کہ منجملہ تین طلاؤں کے ایک پہلے ہو چکی ہے اور یہ طلاق بائن ہے اگرچہ دخول ہو چکا ہو یعنی اگر مسلمان ہو کر رجعت کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا، بلکہ جدید نکاح کرنا ہوگا اور دخول ہو چکا ہو تو عورت پر عدت واجب ہے اور عدت کا نفقہ شوہر سے لے گی اور پورا مہر شوہر سے لے سکتی ہے اور قبل دخول ہو تو نصف مہر واجب ہوا اور عدت نہیں اور اگر شوہر مسلمان ہوا اور عورت نے انکار کیا تو تفریق فسخ نکاح ہے، کہ عورت کی جانب سے طلاق نہیں ہو سکتی ہے پھر اگر دہلی ہو چکی ہے تو پورا مہر لے سکتی ہے ورنہ کچھ نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۷: زن و شوہر سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو نکاح فوراً ٹوٹ گیا اور یہ فسخ ہے طلاق نہیں، عورت موطوہ (ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو) ہے تو مہر بہر حال پورا لے سکتی ہے اور غیر موطوہ ہے تو اگر عورت مرتد ہوئی کچھ نہ پائے گی اور شوہر مرتد ہوا تو نصف مہر لے سکتی ہے اور عورت مرتد ہوئی اور زمانہ عدت میں مر گئی اور شوہر مسلمان ہے تو ترکہ پائے گا۔ (18)

مسئلہ ۱۸: دونوں ایک ساتھ مرتد ہو گئے پھر مسلمان ہوئے تو پہلا نکاح باقی رہا اور اگر دونوں میں ایک پہلے مسلمان ہوا پھر دوسرا تو نکاح جاتا رہا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرتد ہوا تو دونوں کا مرتد ہونا ایک ساتھ قرار دیا جائے۔ (19)

مسئلہ ۱۹: عورت مرتد ہو گئی تو اسلام لانے پر مجبور کی جائے یعنی اسے قید میں رکھیں، یہاں تک کہ مرجائے یا اسلام لائے اور جدید نکاح ہو تو مہر بہت تھوڑا رکھا جائے۔ (20)

(16) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نکاح الکفار، ج ۱، ص ۳۳۹

(17) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۳، ص ۳۵۳

والبحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۳، ص ۳۶۷-۳۷۰

(18) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۳، ص ۳۶۲

(19) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نکاح الکفار، ج ۱، ص ۳۳۹

(20) اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مگر مرتد ہونے سے مہر مدخولہ ساقط نہیں ہوتا تمام وکمال بدستور زید پر واجب ہے، تجدید نکاح میں مہر جدید برضائے فریقین معین ہونا یا پہلی تعداد کا لحاظ کچھ ضرور نہیں بلکہ ہندہ سب سے کم مہر پر مجبور کی جاسکتی ہے جس طرح نکاح پر مجبور کی جائے گی۔

مسئلہ ۲۰: عورت نے زبان سے کلمہ کفر جاری کیا تاکہ شوہر سے پیچھا چھوڑے یا اس لیے کہ دوسرا نکاح ہوگا تو اس کا مہر بھی وصول کرے گی تو ہر قاضی کو اختیار ہے کہ کم سے کم مہر پر اسی شوہر کے ساتھ نکاح کر دے، عورت راضی ہو یا ناراض اور عورت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے سے نکاح کر لے۔ (21)

مسئلہ ۲۱: مسلمان کے نکاح میں کتابیہ عورت تھی اور مرتد ہو گیا، یہ عورت بھی اس کے نکاح سے باہر ہو گئی۔ (22)

مسئلہ ۲۲: بچہ اپنے باپ ماں میں اس کا تابع ہوگا جس کا دین بہتر ہو، مثلاً اگر کوئی مسلمان ہو تو اولاد مسلمان ہے، ہاں اگر بچہ دار الحرب میں ہے اور اس کا باپ دارالاسلام میں مسلمان ہو تو اس صورت میں اس کا تابع نہ ہوگا اور اگر ایک کتابی ہے، دوسرا مجوسی یا بت پرست تو بچہ کتابی قرار دیا جائے۔ (23)

در مختار میں ہے:

تجدید علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجر الہامہر/یسیر کدینار و علیہ الفتویٰ ۱۔

اسلام پر مجبور کی جائے گی اور بطور زجر کمترین مہر مثلاً ایک دینار کے بدلے تجدید نکاح پر مجبور کی جائے گی اور اسی پر فتویٰ ہے۔

(۱۔ در مختار باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۰)

رد المحتار میں ہے: فلکل قاض ان یجددہ بمہر یشیر ولو بدینار رضیت ام لا ۲۔

یہ قاضی کو اختیار ہے کہ وہ اس عورت سے کمترین مہر کے عوض تجدید نکاح کرائے اگرچہ ایک دینار ہو چاہے وہ عورت اس پر راضی ہو یا نہ ہو۔

(۲۔ رد المحتار باب نکاح الکافر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۹۲)

مہر کی اقل مقدار دس ۱۰ درم ہے کہ یہاں کے دو ۲ روپے تیرہ آنے سے کچھ کم ہے یعنی ۱۲/۹ - ۵/۳ پائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۲۶۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(21) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نکاح الکفار، ج ۱، ص ۳۳۹

(22) المرجع السابق

(23) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وفی نکاحہ: الولد یتبع خیر الابین دیناً ان اتحدت الدار ۱۔ الخ۔

در مختار کتاب النکاح میں ہے: باعتبار دین ماں باپ میں سے جو بہتر ہو بچہ اسی کا تابع ہوتا ہے اگر دار ایک ہو الخ

(۱۔ الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۰)

جب یہ امر صحیح ہو لیا اب یہاں اس نرے تا سمجھ کی عمر پر بھی یہ ناگوار و نامناسب خیال دوسرے کے ثبوت کافی کا محتاج:

امراول حضرت فاطمہ (عہا) بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابو طالب دونوں کا اس وقت تک کافر ہونا کہ ان میں ایک بھی موحد نہ ہو تو بچہ اس

کی مہیعت سے موحد کہا جائے گا کافر کی تبعیت ہرگز نہ کرے گا، لہذا نصوا علیہ قاطبۃ من ان الولد یتبع خیر الابین

دینا ۲۔ (۲۔ الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۰)

مسئلہ ۲۳: مسلمان کا کسی لڑکی سے نکاح ہوا اور اس لڑکی کے والدین مسلمان تھے، پھر مرتد ہو گئے تو وہ لڑکی نکاح سے باہر نہ ہوئی اور اگر لڑکی کے والدین مرتد ہو کر لڑکی کو لے کر دارالحرب کو چلے گئے تو اب باہر ہو گئی اور اگر اس کے والدین میں سے کوئی حالت اسلام میں مرچکا ہے یا مرتد ہونے کی حالت میں مرا پھر دوسرا مرتد ہو کر لڑکی کو دارالحرب میں لے گیا تو باہر نہ ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ والدین کے مرتد ہونے سے چھوٹے بچے مرتد نہ ہوں گے، جب تک دونوں مرتد ہو کر اسے دارالحرب کو نہ لے جائیں۔ نیز یہ کہ ایک مرگیا تو دوسرے کے تابع نہ ہوں گے اگرچہ یہ مرتد ہو کر دارالحرب کو لے جائے اور تابع ہونے میں یہ شرط ہے کہ خود وہ بچہ اس قابل نہ ہو کہ اسلام و کفر میں تمیز کر سکے اور سمجھ وال ہے تو اسلام و کفر میں کسی کا تابع نہیں۔

مجنون بھی بچہ ہی کے حکم میں ہے کہ وہ تابع قرار دیا جائے گا، جبکہ جنون اصلی ہو اور بلوغ سے پہلے یا بعد بلوغ مسلمان تھا پھر مجنون ہو گیا تو کسی کا تابع نہیں، بلکہ یہ مسلمان ہے۔ بوہرے کا بھی یہی حکم ہے، کہ اصلی ہے تو تابع اور عارضی ہے تو نہیں۔ (24)

مسئلہ ۲۴: بالغ ہو اور سمجھ بھی رکھتا ہو مگر اسلام سے واقف نہیں تو مسلمان نہیں یعنی جبکہ ایمان اجمالی بھی نہ ہو۔
 مسئلہ ۲۵: مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا، نہ مسلمان سے، نہ کافر سے، نہ مرتدہ و مرتد سے۔ (25)
 مسئلہ ۲۶: زبان سے کلمہ کفر نکلا، اس نے تجدید اسلام و تجدید نکاح کی، اگر معاذ اللہ کئی بار یوہیں ہوا جب بھی

(کیونکہ تمام علماء نے نص فرمایا کہ ماں باپ میں سے باعتبار دین جو بہتر ہو بچہ اسی کے تابع ہوتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(24) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۷۱

والفتاویٰ الرحمہ، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نکاح الکفار، ج ۱، ص ۳۳۹-۳۴۰، وغیرہ

(25) الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۷۲

اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مرتد و مرتدہ کا نکاح تمام عالم میں کسی سے نہیں ہو سکتا نہ مسلم سے، نہ کافر سے، نہ اصلی سے نہ مرتد سے۔

فتاویٰ انگلیزیہ میں ہے:

لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية و كذلك لا يجوز نکاح المرتدة مع احد کذافی

المبسوط ۱۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۔ فتاویٰ ہندیہ باب فی الحرمات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸۲)

مرتد کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرد سے نکاح جائز نہیں، مبسوط میں یونہی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۵۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اسے حلالہ کی اجازت نہیں۔ (26)

مسئلہ ۲۷: نشہ والا جس کی عقل جاتی رہی اور زبان سے کلمہ کفر نکلا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوئی۔ (27) مگر تجدید نکاح کی جائے۔



(26) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نکاح الکفار، ج ۱، ص ۳۴۰

(27) المرجع السابق

باری مقرر کرنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ آذُنِي أَلَّا تَعُولُوا) (1)

اگر تمہیں خوف ہو کہ عدل نہ کرو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو یا وہ باندیاں جن کے تم مالک ہو، یہ زیادہ قریب ہے اس سے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

اور فرماتا ہے:

(وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَدْرُوا كَالْمُخَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا) (2)

تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو، اگرچہ حرص کرو تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ اور دوسری کو لٹکی چھوڑ دو اور اگر نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

(1) پ ۴، النساء: ۳

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ بی بیوں کے درمیان عدل فرض ہے نئی پرانی یا کرہ مثیبہ سب اس استحقاق میں برابر ہیں یہ عدل لباس میں کھانے پینے میں سکنی یعنی رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔

(2) پ ۵، النساء: ۱۲۹

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یعنی اگر کئی بیبیاں ہوں تو یہ تمہاری قدرت میں نہیں کہ ہر امر میں تم انہیں برابر رکھو اور کسی امر میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہونے دو نہ میل و محبت میں نہ خواہش و رغبت میں نہ عشرت و اختلاط میں نہ نظر و توجہ میں تم کوشش کر کے یہ تو کر نہیں سکتے لیکن اگر اتنا تمہارے مقدور میں نہیں ہے اور اس وجہ سے ان تمام پابندیوں کا بار تم پر نہیں رکھا گیا، اور محبت قہری اور میل طبعی جو تمہارا اختیار نہیں ہے اس میں برابری کرنے کا تمہیں حکم نہیں دیا گیا۔

(مزید یہ کہ)

بلکہ یہ ضرور ہے کہ جہاں تک تمہیں قدرت و اختیار ہے وہاں تک یکساں برتاؤ کرو محبت و اختیاری شے نہیں تو بات چیت حسن و اخلاق کھانے پینے پاس رکھنے اور ایسے امور میں برابری کرنا اختیار ہے ان امور میں دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا لازم و ضروری ہے۔

احادیث

حدیث ۱: امام احمد و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی دو عورتیں ہوں، ان میں ایک کی طرف مائل ہو تو قیامت کے دن اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کا آدھا دھڑ مائل ہوگا۔ (1)

ترمذی اور حاکم کی روایت ہے، کہ اگر دونوں میں عدل نہ کریگا تو قیامت کے دن حاضر ہوگا، اس طرح پر کہ آدھا دھڑ ساقط (بیکار) ہوگا۔ (2)

حدیث ۲: ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باری میں عدل فرماتے اور کہتے: الہی! میں جس کا مالک ہوں، اس میں میں نے یہ تقسیم کر دی اور جس کا مالک تو ہے میں مالک نہیں (یعنی محبت قلب) اس میں ملامت نہ فرما۔ (3)

(1) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، الحدیث: ۲۱۳۳، ج ۲، ص ۳۵۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

اب اس کروٹ ٹیڑھی ہونے سے اسے چلنے پھرنے میں سخت تکلیف بھی اور تمام محشر میں بدنامی بھی کہ ہر شخص پہچان لے گا کہ یہ غلام خاوند ہے جس نے اپنی بیویوں میں انصاف نہ کیا تھا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر تمام بیویاں آزاد ہوں یا لونڈیاں تو سب میں یکسانیت کرے اور اگر ایک بیوی آزاد ہو، دوسری لونڈی تو آزاد کے ہاں دو دن رہے، لونڈی کے پاس ایک دن، نیز عبادات میں مشغول ہو کر بیوی بچوں سے سبے خبر ہو جانا سخت منع ہے۔ عبادت بھی کرو بیوی بچوں میں بھی مشغول رہو، ہفتہ میں دو بار ضروران کی خبر گیری کرے (مرقات)

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۵۷)

(2) جامع الترمذی، أبواب النکاح، باب ماجاء فی التسویۃ بین الضرائر، الحدیث: ۱۱۴۴، ج ۲، ص ۳۷۵

(3) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، الحدیث: ۲۱۳۴، ج ۲، ص ۳۵۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

اب ہر طرح عدل فرماتے تھے باری میں خرچہ میں، ہدیہ و عطیہ میں، یہ ایک کلمہ تمام قسم کے عدل اور انصاف کو شامل ہے مگر باری کا عدل استجاباً تھا نہ کہ وجوباً کیونکہ آپ پر باری واجب نہ تھی۔

۲۔ یعنی برتاوے میں تو ہر طرح برابری کرتا ہوں رہا میلان قلبی اور دلی محبت وہ حضرت عائشہ صدیقہ سے زیادہ ہے، دل تیرے قبضہ میں ہے اور زیادتی میلان تیری طرف سے ہے، اس میں مجھ پر عتاب نہ فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند پر برتاوے اور ادائے حقوق میں

حدیث ۳: صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک عدل کرنے والے اللہ (عزوجل) کے نزدیک رحمن کی دہنی طرف نور کے منبر پر ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ دہنے ہیں، وہ لوگ جو حکم کرتے اور اپنے گھر والوں میں عدل کرتے ہیں۔ (4)

حدیث ۴: صحیح حدیث میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

برابری کرنا لازم ہے، میلان قلبی اگر کسی بڑی کی طرف زیادہ ہو تو اس کا گناہ نہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ"۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۱۵۶) (4) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلت الامیر العادل، راجع، الحدیث: ۱۸۔ (۱۸۲۷، ص ۱۰۱۵)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مقط باب افعال کا اسم فاعل ہے، اس کا مادہ قسط ہے بمعنی حصہ مگر اس میں لطف یہ ہے کہ مجرد کا اسم فاعل قاسط بمعنی ظالم آتا ہے یعنی دوسروں کا حصہ ظلمنا لے لینے والا اور باب افعال کا اسم فاعل بمعنی عادل آتا ہے یعنی لوگوں کو ان کا حصہ دینے والا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَقْصَا الْقَاسِطُونَ فَاَكَانُوا اِلَیْهِمْ حَکْمًا"۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ قسط بمعنی ظلم ہے باب افعال کا ہمزہ سلب کے لیے ہے لہذا اقساط کے معنی دفع ظلم مقسط بمعنی دفع ظلم کرنے والا یعنی عادل یا قاسط بنا قسوط بمعنی ظلم سے اور مقسط بنا ہے بمعنی انصاف سے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ"۔ غرضکہ اس کلمہ میں عجیب خوبی ہے۔

۲۔ متابر جمع ہے منبر کی اور منبر اسم آلہ یا ظرف ہے منبر مصدر کا بمعنی اٹھانا اور چڑھانا، منبر چڑھانے اٹھانے کا آلہ یا اس کی جگہ۔ محشر میں مؤمنوں کے مقامات مختلف ہوں گے کوئی مشک کے ٹیلوں پر کوئی نور کے منبروں پر۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں منبر اپنے حقیقی معنی میں ہے تاویل کی کوئی ضرورت نہیں۔

۳۔ داہنا فرمانا صرف سمجھانے کے لیے ہے، بادشاہوں کے ہاں جسے عزت دیتے ہیں اسے سلطان کی داہنی طرف جگہ دیتے ہیں، قرب و عزت کے بیان کے لیے یحییٰ فرمایا گیا اور ظاہری معنی سے براءت کے لیے ارشاد ہوا کہ اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف یحییٰ کی نسبت تو کی جاتی ہے مگر شمال میں بائیں کی نسبت نہیں کی جاتی کہ یحییٰ بنا ہے یحییٰ سے بمعنی برکت، شمال کی نسبت رب کی طرف بے ادبی ہے۔ (ازمرقات)

۴۔ حکمہم سے مراد ہے سلطنت و حکومت و قضاء جس کا تعلق عام رعایا سے ہے اور اہلہم سے مراد اپنے بال بچے نوکر چاکر ہیں جن کا تعلق گھر سے ہے اور مادلوا سے مراد وہ یتیم بیوگان وغیرہ ہیں جن کی پرورش اس کے ذمہ آن پڑی ہے۔ غرضکہ سیاست مدنی اور تمدن ہر منزل سب میں عدل و انصاف کرتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ مادلوا میں خود اپنی ذات بھی داخل ہے یعنی اپنے متعلق بھی انصاف سے کام لیتے ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی امت کی تین قسمیں فرمائیں: ظالم، مقصد اور سابق، سابق وہ ہے جو اپنے اندر عدل و احسان دونوں جمع کرے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۵۹۰)

جب سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواجِ مطہرات میں قرعہ ڈالتے، جن کا قرعہ لگتا انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ (5)



(5) صحیح البخاری، کتاب الشہادات، باب القرعۃ فی الشکات، الحدیث: ۲۶۸۸، ج ۲، ص ۲۰۸
حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ ہر بی بی کا نام کاغذ کی پرچیوں پر لکھ کر ان کی گولیاں بنا کر کسی بچے کے ذریعہ ایک گولی اٹھواتے، اس میں جس کا نام نکل آتا، اس کو سفر میں لے جاتے، قرعہ ڈالنے کی اور بھی کئی صورتیں ہیں، مگر یہ زیادہ مروج ہے۔

۲۔ اس حدیث کی بناء پر امام شافعی فرماتے ہیں کہ گھر کی طرح سفر میں لے جانے میں بھی باری واجب ہے اور قرعہ کے ذریعہ لے جانا واجب ہے، مگر یہ دلیل نہایت ہی ضعیف ہے چند وجہ سے: ایک یہ کہ اگر سفر میں باری واجب ہوتی تو قرعہ کی ضرورت نہ پڑتی بلکہ ترتیب در لے جانا واجب ہوتا کہ پہلے سفر میں ساتھ فلاں بی بی گئی تھی اب فلاں چلے، دوسرے یہ کہ یہ حضور انور کا فعل شریف ہے اور فعل سے بغیر امر و جواب ثابت نہیں ہوتا حضور نے اس کا حکم نہ دیا۔ تیسرے یہ کہ یہ عمل شریف بھی حضور نے اپنی طرف سے کیا حکم خداوندی نہ تھا، آپ پر بیویوں میں عدل گھر میں ہی واجب نہ تھا چہ جائیکہ سفر میں واجب ہوتا لہذا حق یہ ہی ہے کہ سفر میں باری مقرر کرنا واجب نہیں، جسے چاہے جائے، جسے چاہے چھوڑ دے، بعض بیویاں گھر کے انتظام کے لیے سوزوں ہوتی ہیں بعض سفر کے انتظام کے لیے مناسب، ہاں مستحب ہے کہ قرعہ ڈال کر لے جائے، سرکار عالی کا یہ عمل شریف بیان استجاب کے لیے ہے دیکھو مرقات، لمعات فتح القدیر وغیرہ۔

مسائل فقہیہ

جس کی دو یا تین یا چار عورتیں ہوں اس پر عدل فرض ہے، یعنی جو چیزیں اختیاری ہوں، اُن میں سب عورتوں کا یکساں لحاظ کرے یعنی ہر ایک کو اس کا پورا حق ادا کرے۔ پوشاک (لباس) اور نان نفقہ اور رہنے سہنے میں سب کے حقوق پورے ادا کرے اور جو بات اس کے اختیار کی نہیں اس میں مجبور و معذور ہے، مثلاً ایک کی زیادہ محبت ہے، دوسری کی کم۔ یہ تین جماع سب کے ساتھ برابر ہونا بھی ضروری نہیں۔ (1)

مسئلہ ۱: ایک مرتبہ جماع قضاء واجب ہے اور دیا نہ یہ حکم ہے کہ گاہے گاہے (یعنی کبھی کبھی) کرتا رہے اور اس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں مگر اتنا تو ہو کہ عورت کی نظر اوروں کی طرف نہ اٹھے اور اتنی کثرت بھی جائز نہیں کہ عورت کو ضرر پہنچے اور یہ اس کے بخیر (جسامت) اور قوت کے اعتبار سے مختلف ہے۔ (2)

مسئلہ ۲: ایک ہی بی بی ہے مگر مرد اس کے پاس نہیں رہتا بلکہ نماز روزہ میں مشغول رہتا ہے، تو عورت شوہر سے مطالبہ کر سکتی ہے اور اسے حکم دیا جائے گا کہ عورت کے پاس بھی رہا کرے، کہ حدیث میں فرمایا: ((وَأَنَّ لِرِزْوَجِكَ

(1) الدر المختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۵۷۵

حکیم امامت ملتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں

خیال رہے کہ چند بیویوں میں عدل و انصاف کرنا نہایت ہی اہم واجب ہے۔ دل کے میلان میں تو برابری ناممکن ہے اس کا حساب نہ ہوگا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ"۔ رہا عطیہ، خرچہ کپڑے، زیور، ہدیہ، سوغات اور شب باشی ان تمام میں عدل و انصاف واجب ہے، ہاں بچوں والی عورت کو تنہا عورت سے زیادہ خرچ دیا جائے بچوں کی وجہ سے، مہرقات نے یہاں فرمایا کہ چار عورتوں سے نکاح کرنا اس وقت حلال ہے جب ظلم کا خطرہ نہ ہو، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُعْدِلُوا فَوَاحِشَةً" اگر تم کو انصاف نہ کرنے کا خطرہ بھی ہو تو ایک ہی نکاح کرو اس خطرہ پر تعدد نکاح سخت ممنوع ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ محبت یعنی جماع میں برابری واجب نہیں بلکہ ہر بیوی کے پاس رات گزارنے میں برابری ضروری ہے، رات اصل مقصود ہے، دن اس کے تابع، اگر کوئی رات میں نوکری کرتا ہو تو دن میں رہنے میں برابری کرے، ایک کی باری میں دوسری کے پاس نہ رہے، نہ چند بیویوں کو اکٹھا رہنے پر مجبور کرے، وہ جو احادیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب میں تمام ازواج پاک کے پاس تشریف لے گئے، اور ہر بار غسل کیا، یہ یا تو آپ کی خصوصیات سے ہے کہ آپ پر بیویوں میں عدل واجب نہ تھا یا عدل واجب ہونے سے پہلے ہے یا ان ازواج کی

اجازت سے تھا۔ (معات، مہرقات، اشعہ) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۵۰)

(2) الدر المختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۷۶ وغیرہ

عَلَيْكَ حَقًّا)) (3) تیری بی بی کا تجھ پر حق ہے۔ روزِ مَرّہ شبِ بیداری اور روزے رکھنے میں اس کا حق تلف ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ اس کے پاس رہنے کی کیا میعاد ہے اس کے متعلق ایک روایت یہ ہے، کہ چار دن میں ایک دن اس کے لیے اور تین دن عبادت کے لیے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اسے حکم دیا جائے کہ عورت کا بھی لحاظ رکھے، اس کے لیے بھی کچھ وقت دے اور اس کی مقدار شوہر کے متعلق ہے۔ (4)

مسئلہ ۳: نئی اور پرانی، کوآری (کنواری) اور شیب، تندرست اور بیمار، حاملہ اور غیر حاملہ اور وہ نابالغہ جو قابلِ وطی ہو، حیض و نفاس والی اور جس سے ایلا یا ظہار کیا ہو اور جس کو طلاق رجعی دی اور رجعت کا ارادہ ہو اور احرام والی اور وہ مجنونہ جس سے ایذا کا خوف نہ ہو، مسلمہ اور کتابیہ سب برابر ہیں، سب کی باریاں برابر ہوں گی۔ یوہیں مرد عنین (یعنی نامزد) ہو یا خفی (وہ شخص جس کے خفیے نکال دیئے گئے ہوں)، مریض ہو یا تندرست، بالغ ہو یا نابالغ قابلِ وطی ان سب کا ایک حکم ہے۔ (5)

مسئلہ ۴: ایک زوجہ کنیز ہے دوسری حرہ تو آزاد کے لیے دودن اور دو راتیں اور کنیز کے لیے ایک دن رات اور اگر اس عورت کے پاس جو کنیز ہے، ایک دن رات رہ چکا تھا کہ آزاد ہو گئی تو حرہ کے پاس چلا جائے۔ یوہیں حرہ کے پاس ایک دن رات رہ چکا تھا اب کنیز آزاد ہو گئی، تو کنیز کے پاس چلا جائے کہ اب اس کے یہاں دودن رہنے کی کوئی وجہ نہیں، جو کنیز اس کی ملک میں ہے اس کے لیے باری نہیں۔ (6)

مسئلہ ۵: باری میں رات کا اعتبار ہے لہذا ایک کی رات میں دوسری کے یہاں بلا ضرورت نہیں جاسکتا۔ دن میں کسی حاجت کے لیے جاسکتا ہے اور دوسری بیمار ہے تو اس کے پوچھنے کو رات میں بھی جاسکتا ہے اور مرض شدید ہے تو اس کے یہاں رہ بھی سکتا ہے یعنی جب اس کے یہاں کوئی ایسا نہ ہو جس سے اس کا جی بھلے اور تیمارداری کرے۔ ایک کی باری میں دوسری سے دن میں بھی جماع نہیں کر سکتا۔ (7)

مسئلہ ۶: رات میں کام کرتا ہے مثلاً پہرہ دینے پر نوکر ہے تو باریاں دن کی مقرر کرے۔ (8)

(3) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لزوجک علیک حق، الحدیث: ۵۱۹۹، ج ۳، ص ۶۳

(4) الجوهرة النيرة، کتاب النکاح، الجزء الثاني، ص ۳۳

و الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی القسم، ج ۱، ص ۲۰۱

(5) الفتاویٰ بھندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج ۱، ص ۳۲۰

(6) المرجع السابق

(7) الجوهرة النيرة، کتاب النکاح، الجزء الثاني، ص ۳۲

(8) الدر المختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۲، ص ۳۸۵

مسئلہ ۷: ایک عورت کے یہاں آفتاب کے غروب کے بعد آیا۔ دوسری کے یہاں بعد مشا تو باری کے خلاف ہوا۔ یعنی رات کا حصہ دونوں کے پاس برابر صرف کرنا چاہیے۔ رہا دن اس میں برابری ضروری نہیں ایک کے پاس دن کا زیادہ حصہ گزرا، دوسری کے پاس کم تو اس میں حرج نہیں۔ (9)

مسئلہ ۸: شوہر بیمار ہوا اور عورتوں کے مکانات سکونت کے علاوہ بھی اس کا کوئی مکان ہے۔ اور اسی گھر میں ہے تو ہر ایک کو اس کی باری پر اس مکان میں بلائے اور اگر ان میں سے کسی کے مکان میں ہے تو دوسری کی باری میں اس کے مکان پر چلا جائے۔ اور اگر اتنی طاقت نہیں کہ دوسری کے یہاں جائے تو صحت کے بعد دوسری کے یہاں اتنے ہی دن ٹھہرے جتنے دن بیماری میں اس کے یہاں تھا۔ (10)

مسئلہ ۹: یہ اختیار شوہر کو ہے کہ ایک ایک دن کی باری مقرر کرے یا تین تین دن کی بلکہ ایک ایک ہفتہ کی بھی مقرر کر سکتا ہے اور یہ بھی شوہر ہی کو اختیار ہے کہ شروع کس کے پاس سے کرے ایک ہفتہ سے زیادہ نہ رہے۔ اور اگر ایک کے پاس جو مقرر کیا ہے اس سے زیادہ رہا تو دوسری کے پاس بھی اتنے ہی دنوں رہے۔ (11)

مسئلہ ۱۰: جب سب عورتوں کی باریاں پوری ہو گئیں تو کچھ دنوں ان میں کسی کے پاس نہ رہنے بلکہ کسی کنیز کے پاس رہنے یا تنہا رہنے کا شوہر کو اختیار ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ ہمیشہ کسی نہ کسی کے یہاں رہے۔ (12)

مسئلہ ۱۱: ایک عورت کے پاس مہینے بھر رہا اور دوسری کے پاس نہ رہا۔ اس نے دعویٰ کیا تو آئندہ کے لیے قاضی حکم دے گا کہ دونوں کے پاس برابر برابر رہے اور پہلے جو ایک مہینہ رہ چکا ہے اس کا معاوضہ نہیں اگرچہ عدل نہ کرنے

(9) رد المحتار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۳۸۳

(10) الدر المختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۳۸۳

(11) الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۳۸۳

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

باکرہ جدیدہ بیوی کے پاس سات دن ٹھہرے، پھر پرانی بیویوں کے پاس بھی سات سات دن ہی قیام کرے، اور بیوہ جدیدہ کے پاس تین دن ٹھہرے، پھر پرانی بیویوں کے پاس بھی تین تین دن ہی قیام کرے، غرض کہ یہ سات یا تین دن باریوں میں شمار ہوں گے یہی احناف کا مذہب ہے قرآن کریم فرماتا ہے: "فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً"۔ آئندہ احادیث بھی اسی معنی کی تائید کر رہی ہیں، امام شافعی کے ہاں اس کے معنی یہ ہیں کہ نئی بیوی کے پاس سات یا تین دن قیام کر کے پھر باری مقرر کرے، یہ قیام ان باریوں میں شمار نہ ہوگا، مگر احناف کا قول بہت قوی ہے، (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۵۴)

(12) رد المحتار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۳۸۵

سے گنہگار ہوا اور قاضی کے منع کرنے پر بھی نہ مانے تو سزا کا مستحق ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۲: سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے اور بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے لے جائے اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا۔ اتنے ہی اتنے دنوں ان باقیوں کے پاس رہے بلکہ اب سے باری مقرر ہوگی۔ (14)

مسئلہ ۱۳: عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری سؤت (سوکن) کو ہبہ کر دے اور ہبہ کرنے کے بعد واپس لینا چاہے تو واپس لے سکتی ہے۔ (15)

(13) الدر المختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۳۸۰

(14) الجوهرة البیضاء، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص ۳۳

مراة المناجیح میں ہے:

روایت ہے ان ہی سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج پاک کے درمیان قرعہ ڈالنے لگتے۔ پھر ان میں سے جس کا حصہ نکل آیا اسے اپنے ساتھ لے جاتے ۲۔ (مسلم، بخاری)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

۱۔ اس طرح کہ ہر بی بی کا نام کاغذ کی پرچیوں پر لکھ کر ان کی گولیاں بنا کر کسی بچے کے ذریعہ ایک گولی اٹھواتے، اس میں جس کا نام نکل آتا، اس کو سفر میں لے جاتے، قرعہ ڈالنے کی اور بھی کئی صورتیں ہیں، مگر یہ زیادہ مروج ہے۔

۲۔ اس حدیث کی بناء پر امام شافعی فرماتے ہیں کہ گھر کی طرح سفر میں لے جانے میں بھی باری واجب ہے اور قرعہ کے ذریعہ لے جانا واجب ہے، مگر یہ دلیل نہایت ہی ضعیف ہے چند وجہ سے: ایک یہ کہ اگر سفر میں باری واجب ہوتی تو قرعہ کی ضرورت نہ پڑتی بلکہ ترتیب وار سے جانا واجب ہوتا کہ پہلے سفر میں ساتھ فلاں بی بی گئی تھی اب فلاں چلے، دوسرے یہ کہ یہ حضور انور کا فعل شریف ہے اور فعل سے بغیر امر وجوب ثابت نہیں ہوتا حضور نے اس کا حکم نہ دیا۔ تیسرے یہ کہ یہ عمل شریف بھی حضور نے اپنی طرف سے کیا حکم خداوندی نہ تھا، آپ پر بیویوں میں عدل گھر میں ہی واجب نہ تھا چہ جائیکہ سفر میں واجب ہوتا لہذا حق یہ ہی ہے کہ سفر میں باری مقرر کرنا واجب نہیں، جسے چاہے لے جائے، جسے چاہے چھوڑ دے، بعض بیویاں گھر کے انتظام کے لیے موزوں ہوتی ہیں بعض سفر کے انتظام کے لیے مناسب، ہاں مستحب ہے کہ قرعہ ڈال کر لے جائے، مگر کار عالی کا یہ عمل شریف بیان استحباب کے لیے ہے دیکھو مرقعات، لمعات فتح القدیر وغیرہ۔

(مراة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۵۳)

(15) الجوهرة البیضاء، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص ۳۳، وغیرہا

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

مسئلہ ۱۴: دو عورتوں سے نکاح کیا اس شرط پر کہ ایک کے یہاں زیادہ رہے گا یا عورت نے کچھ مال دیا یا مہر میں سے کچھ کم کر دیا کہ اس کے پاس زیادہ رہے یا شوہر نے ایک کو مال دیا کہ وہ اپنی باری سؤت کو دے دے یا ایک عورت نے دوسری کو مال دیا کہ یہ اپنی باری اسے دے دے یہ سب صورتیں باطل ہیں اور جو مال دیا ہے واپس ہوگا۔ (16)

مسئلہ ۱۵: وطی و بوسہ ہر قسم کے تمتع سب عورتوں کے ساتھ یکساں کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۶: ایک مکان میں دو یا چند عورتوں کو اکٹھا نہ کرے اور اگر عورتیں ایک مکان میں رہنے پر خود راضی ہوں تو رہ سکتی ہیں مگر ایک کے سامنے دوسری سے وطی نہ کرے اگر ایسے موقع پر عورت نے انکار کر دیا، تو تا فرمان نہیں قرار دی جائے گی۔ (18)

مسئلہ ۱۷: عورت کو جنابت و حیض و نفاس کے بعد نہانے پر مجبور کر سکتا ہے مگر عورت کتابیہ ہو تو جبر نہیں۔ خوشبو استعمال کرنے اور موئے زیر ناف (یعنی ناف کے نیچے کے بال) صاف کرنے پر بھی مجبور کر سکتا ہے اور جس چیز کی بو سے اسے نفرت ہے مثلاً کچا لہسن، کچی پیاز، مولی وغیرہ کھانے، تمباکو کھانے حقہ پینے کو منع کر سکتا ہے بلکہ ہر مباح چیز جس سے شوہر منع کرے عورت کو اس کا ماننا واجب۔ (19)

مسئلہ ۱۸: شوہر بناؤ سنگار کو کہتا ہے یہ نہیں کرتی یا وہ اپنے پاس بلاتا ہے اور یہ نہیں آتی اس صورت میں شوہر کو مارنے کا بھی حق ہے اور نماز نہیں پڑھتی تو طلاق دینی جائز ہے اگرچہ مہر ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ (20)

کیونکہ حقوق کا بہ درست ہے لیکن بعد میں اگر چاہے تو اس سے رجوع بھی کر سکتی ہے، اسی طرح اپنا نفقہ مہر وغیرہ معاف کر سکتی ہے، اس کی تفصیل کتب فقہ خصوصاً فقہ القدر میں ملاحظہ کیجئے، (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۱۵۱)

(16) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج ۱، ص ۳۴۱

(17) فقہ القدر، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۳، ص ۳۰۲

(18) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج ۱، ص ۳۴۱

(19) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج ۱، ص ۳۴۱

در المختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۳۸۵

(20) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج ۱، ص ۳۴۱

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

بلکہ علماء تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ عورت اگر مارے سے بھی نماز نہ پڑھے طلاق دے دے اگرچہ اس کا مہر دینے پر قادر نہ ہو کہ اللہ

تعالیٰ سے اس حال پر منا کہ اس کا مطالبہ مہر اس کی گردن پر ہو اس سے بہتر ہے کہ ایک بے نمازی عورت سے محبت کرے،

مسئلہ ۱۹: عورت کو مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو تو اگر شوہر عالم ہو تو اس سے پوچھ لے اور عالم نہیں تو اس سے نہ وہ پوچھ آئے اور ان صورتوں میں اسے خود عالم کے یہاں جانے کی اجازت نہیں اور یہ صورتیں نہ ہوں تو جاسکتی ہے۔ (21)

مسئلہ ۲۰: عورت کا باپ اپنا بیٹا ہو اور اس کا کوئی نگران نہیں تو عورت اس کی خدمت کے لیے جاسکتی ہے اگرچہ شوہر منع کرتا ہو۔ (22)



فی الغنیۃ الزوج لہ ان یضرب زوجته علی ترک الصلوۃ وان لم تنتہ عن ترکها بالضررب یطلقها ولو لم یکن قادر علی مہرها ولان ینلقی اللہ تعالیٰ ومہرها فی ذمتہ خیر لہ من ان یطأ امرأۃ لا تصلی ۲۔

(۲۔ غنیۃ المستملی احکام المساجد سنن شعیب السہیل اکیڈمی لاہور ص ۶۲۱)

غنیۃ میں ہے کہ شوہر کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو نماز چھوڑنے پر مارے اور اگر مارنے کے باوجود وہ نماز چھوڑنے سے باز نہیں آتی تو طلاق دے دے اگرچہ اس کو مہر کی ادائیگی پر قدرت نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس جال میں ملنا کہ اس کی بیوی کا مہر اسکے ذمہ پر ہو بہتر ہے

اس سے کہ اس کی عورت سے صحبت کرے جو نماز نہیں پڑھتی ہے (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۳۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(21) الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج ۱، ص ۳۴۱

(22) المرجع السابق، ص ۳۴۱۔ ۳۴۲

حقوق الزوجین

آج کل عام شکایت ہے کہ زن و شو (میاں بیوی) میں نا اتفاقی ہے۔ مرد کو عورت کی شکایت ہے تو عورت کو مرد کی، ہر ایک دوسرے کے لیے بلائے جان (یعنی معیبت) ہے اور جب اتفاق نہ ہو تو زندگی تلخ (تکلیف دہ) اور نتائج نہایت خراب۔ آپس کی نا اتفاقی علاوہ دنیا کی خرابی کے دین بھی برباد کرنے والی ہوتی ہے اور اس نا اتفاقی کا اثر بد (برا اثر) انھیں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اولاد پر بھی اثر پڑتا ہے اولاد کے دل میں نہ باپ کا ادب رہتا ہے نہ ماں کی عزت اس نا اتفاقی کا بڑا سبب یہ ہے کہ طرفین (میاں بیوی) میں ہر ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے (1) اور باہم رواداری

(1) شوہر کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے اس لئے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے ہر حکم کی تابعداری کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے یاد رکھو کہ اپنے شوہر کو راضی و خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔

(جامع الترمذی، کتاب الرضا، (۱۰) باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، رقم ۱۱۶۲، ج ۲، ص ۳۸۶) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ مرتے وقت اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ عورت جنت میں جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، ۴۴۔ باب حق الزوج علی المرأة، رقم ۱۸۵۳، ج ۲، ص ۴۱۲) اور یہ بھی فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی کام کے لئے بلائے تو وہ عورت اگر چہ چو لھے کے پاس بیٹھی ہو اس کو لزم ہے کہ وہ اٹھ کر شوہر کے پاس چلی آئے۔ (جامع الترمذی، کتاب الرضا، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة (ت: ۱۰) رقم ۱۶۶۳، ج ۲، ص ۳۸۶) حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت چاہے کتنے بھی ضروری کام میں مشغول ہو مگر شوہر کے بلانے پر سب کاموں کو چھوڑ کر شوہر کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو یہ بھی حکم دیا کہ اگر شوہر اپنی عورت کو یہ حکم دے کہ پیسے رنگ کے پہاڑ کو کالے رنگ کا بنادے اور کالے رنگ کے پہاڑ کو سفید بنادے تو عورت کو اپنے شوہر کا یہ حکم بھی بجالانا چاہیے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، ۴/۳۔ باب حق الزوج علی المرأة، رقم ۱۸۵۲، ج ۲، ص ۴۱۱)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے مشکل اور دشوار سے دشوار کام کا بھی اگر شوہر حکم دے تو جب بھی عورت کو شوہر کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کے ہر حکم کی فرماں برداری کے لئے اپنی طاقت بھر کر بہتہ رہنا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ہے۔

سے کام نہیں لیتے مرد چاہتا ہے کہ عورت کو باندی سے بدتر کر کے رکھے اور عورت چاہتی ہے کہ مرد میرا غلام رہے جو جس قدر ہے کہ شوہر بیوی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور عورت آنے سے انکار کر دے اور اس کا شوہر اس بات سے ناراض ہو کر دوسرے عورت بھر خدائے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم اتصاف محاسن فرأش زوجہا، رقم ۱۳۳۶، ص ۵۳۔)

بیوی بہنوئی ان حدیثوں سے سنی ملتا ہے کہ شوہر کا بہت بڑا حق ہے اور ہر عورت پر اپنے شوہر کا حق ادا کرنا فرض ہے شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں ان میں سے نیچے لکھے ہوئے چند حقوق بہت زیادہ قابل لحاظ ہیں۔

- ۱۔ عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر نہ کسی دوسرے کے گھر۔
- ۲۔ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال و سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کسی کو بھی نہ مکان میں آنے دے نہ شوہر کی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔
- ۳۔ شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امانت ہے اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز، جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔
- ۴۔ عورت ہرگز ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔
- ۵۔ بچوں کی نگہداشت ان کی تربیت اور پرورش خصوصاً شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لئے بہت بڑا فریضہ ہے۔
- ۶۔ عورت کو لازم ہے کہ مکان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوہڑ میلی کچلی نہ بنی رہے بلکہ بناؤ سنگھار سے رہا کرے تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بہترین عورت وہ ہے کہ جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگھار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس قسم کو پوری کر دے اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب فضل النساء، رقم ۱۸۵۷، ج ۲، ص ۲۱۲)

شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ

یاد رکھو کہ میاں بیوی کا رشتہ ایک ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمر اسی بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔ اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد اور ملاپ رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور اگر خدا نہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے بھگڑا کی نوبت آگئی تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور جلن کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں میاں بیوی کے جھگڑوں کا فساد اس قدر زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں اور مسلمانوں کے ہزاروں گھر اس اختلاف کی آگ میں جل رہے ہیں اور میاں بیوی دونوں اپنی زندگی سے بیزار ہو کر دن رات موت کی دعا میں مانگا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر چند ایسی نصیحتیں لکھ دیں کہ اگر عورت ان پر عمل کرنے لگیں

چاہوں وہ ہو، چاہے کچھ ہو جائے مگر بات میں فرق نہ آئے جب ایسے خیالات فاسدہ طرفین میں پیدا ہوں گے تو کیونکر

توانہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میاں بیوی کے جھگڑوں سے مسلم معاشرہ پاک ہو جائے گا اور مسلمانوں کا ہر گھر امن، سکون اور آرام و راحت کی جست بن جائے گا۔

(۱) ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر یہ لازم کر لے وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لئے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی ہوئی مجھے پکھا جھلتی رہو تو عورت کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر بھی عمل کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

(۲) ہر عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں ناپسند ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے پہننے اوڑھنے اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے؟ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے ہر گز ہر گز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام۔

(۳) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے نہ کبھی اس کے سامنے غصہ میں چلا چلا کر بولے نہ اس کی باتوں کا کڑوا ٹیکھا جواب دے نہ کبھی اس کو طعنہ مارے نہ کوئی دے نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے نہ شوہر کے مکان و سامان وغیرہ کو حقیر بتائے نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل و صورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر برا لگے اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آ جاتی ہے یا بیوی اپنے سیکے میں جھڑ رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاد جوں کے وطنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور سیکے اور سسرال والوں کے دونوں خاندانوں میں بھی اسی طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ پکھری کی نوبت آ جاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

(۴) عورت کو چاہیے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر و شکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آ جائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لاسکے تو کبھی ہر گز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہر گز کوئی شکوہ شکایت نہ کرے نہ غصہ سے منہ پھلائے نہ طعنہ مارے بلکہ افسوس ظاہر کرے۔ بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر شوہر خود پوچھے کہ میں تمہارے لئے کیا لاؤں تو عورت کو چاہیے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے اور جب شوہر چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہیے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے۔

بھ سکے۔ دن رات کی لڑائی اور ہر ایک کے اخلاق و عادات میں برائی اور گھر کی بربادی اسی کا نتیجہ ہے۔

ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہو جائے گا اور میاں بیوی کی شاد بانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔

(۵) عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی صورت و سیرت پر نہ طعنہ مارے نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہر گز ہر گز کبھی اس قسم کی جی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں کبھی اس گھر میں سکھی نہیں رہی۔ ہائے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں گئی۔ اس اجڑے گھر میں آکر میں نے کیا دیکھا۔ میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا مجھ کو ڈی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے میں کس بھکڑ اور دلہ ر سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ اُلو ہی بولتا رہا۔ اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہوگی جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر ٹخمری پھیر دینے کے برابر ہے ظاہر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن بن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا اور محبت کی جگہ نفرت و عداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی جس پر تمام عمر بچھتا پڑے گا مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے ویتی ہی رہتی ہیں اور اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا۔ یہ سن کر صحابہ کرام علیہم السلام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بڑی خصلتوں کی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی رہتی ہیں دوسری یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرتے رہو۔ لیکن اگر کبھی ایک ذرا سی کئی تمہاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان۔ ۲۱۔ باب کفران العشیر و کفر دون کفر، رقم ۲۹، ج ۱، ص ۲۳ و ایضاً کتاب النکاح ۸۹، باب کفران العشیر و جواز زوج الخ، رقم ۵۱۹۱، ج ۳، ص ۶۳)۔

(۶) بیوی کو لازم ہے کہ ہمیشہ اچھے اچھے بیٹھے بات چیت میں ہر حالت میں شوہر کے سامنے باادب رہے اور اس کے اعزاز و اکرام کا خیال رکھے۔ شوہر جب کبھی بھی باہر سے گھر میں آئے تو عورت کو چاہیے کہ سب کام چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور شوہر کی طرف متوجہ ہو جائے اس کی مزاج پر مبنی کرے اور فوراً ہی اسی کے آرام و راحت کا انتظام کرے اور اسکے ساتھ دلجوئی کی باتیں کرے اور ہر گز ہر گز ایسی کوئی بات نہ کہے نہ کہ کوئی ایسا سوال کرے جس سے شوہر کا دل دکھے۔

(۷) اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش رہ جائے اور اس وقت ہر گز کوئی ایسی بات نہ کہے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصہ میں بھر کر عورت کو بر بھد کہے اسے اور تاناؤں ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ خود روٹھ کر اور گال بھٹکا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر، پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ اپنے اسے مناسب سمجھے اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا۔

اقصور ہو جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھ نہیں رہنا چاہیے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر دینا چاہیے کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اپنے شوہر سے معافی طلبی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لئے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کر لے۔

(۸) عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیوں کہ شوہر دلوں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہر کو ہڑ پیدا ہو جاتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی خرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے اس ہڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے اس طرح عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۹) جب تک ساس اور خسر زندہ ہیں عورت کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری اور خدمت گزاری کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کو راضی اور خوش رکھے۔ ورنہ یاد رکھو! کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر چانپ چڑھا دی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائے گا اور میاں بیوی کے درمیان باہمی تعلقات ٹھس ٹھس ہو جائیں گے اسی طرح اپنے جیٹھوں، دیورہوں اور بھندوں، بھادجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتے اور ان سمجھوں کی دل جی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے۔ ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ عورت کو سسرال میں ساس اور خسر سے الگ تھلگ رہنے کی ہرگز کبھی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ بی بی جل کر رہنے میں ہی بھلائی ہے۔ کیونکہ ساس اور خسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس اسید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور اس کی دہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دہن کی اس حکمت سے ماں باپ کو کس قدر غم آئے گا اور کتنی جھنجھڑاہٹ پیدا ہوگی اس لئے گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ و فساد شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے ٹکرائی کی نوبت آ جاتی ہے اور پھر دسے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں لہذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور خسر کی زندگی بھر ہرگز کبھی عورت کے الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر ساس اور خسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت و محبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے اور اتفاق و اتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

(۱۰) عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز میکے میں آکر چغلی نہ کھائے کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی شکایت میکے میں آکر ماں باپ سے کرنی یہ بہت خراب اور جری بات ہے سسرال والوں کو سے

عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابل نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔ (۱۱) عورت کو چاہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھے۔ میلی کچیلی اور پھوہڑ نہ بن رہے بلکہ اپنے شوہر کی مرضی اور مزاج کے مطابق بناؤ سنگھار بھی کرتی رہے۔ کم سے کم ہاتھ پاؤں میں مہندی، کنگھی چوٹی، سرے کا جل وغیرہ کا اہتمام کرتی رہے۔ بال بکھرے اور میلے کھیلے چڑیل بنی نہ پھرے کہ عورت کا پھوہڑ پن عام طور پر شوہر کی نفرت کا باعث ہوا کرتا ہے خدا نہ کرے کہ شوہر عورت کے پھوہڑ پن کی وجہ سے متنفر ہو جائے اور دوسری عورتوں کی طرف تاک جھانک شروع کر دے تو پھر عورت کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور پھر اس کو عمر بھر رونا دھونے اور سر پٹنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہ جائے گا۔

(۱۲) عورت کے لئے یہ بات بھی خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ جب تک شوہر اور ساس اور خسر وغیرہ نہ کھاپی لیں خود نہ کھائے بلکہ سب کو کھلا پلا کر خود سب سے اخیر میں کھائے۔ عورت کی اس ادا سے شوہر اور اس کے سب گھر والوں کے دل میں عورت کی قدر و منزلت درجہ بڑھ جائے گی۔

(۱۳) عورت کو چاہے کہ سسرال میں جا کر اپنے میکے والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو کچھ لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے اس لئے سسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور ان کی نفرت کرنے لگتے ہیں۔

(۱۴) گھر کے اندر ساس، نندیں یا جیہٹیاں، دیورانی یا کوئی دوسری عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہے کہ اپنے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ یہ جھگڑ کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلا وجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

(۱۵) عورت کو یہ بھی چاہے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی کام کرنے لگے اس سے ساس نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہو گا کہ وہ عورت کو اپنا انگار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی خصوصاً ساس، خسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہیے کہ ایسی باتوں سے ساس، خسر، نندوں بلکہ شوہر۔ دل میں عورت کی طرف سے جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار و خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کا نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

(۱۶) عورت کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لئے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا گھریلو کام کاج خود کر لیا کرے اس میں ہرگز ہرگز نہ عورت کی کوئی دستہ ہے نہ شرم۔ بخاری شریف کی بہت سے روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج —

خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں کنویں سے پانی بھر کر اور اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی لایا کرتی تھیں خود ہی چکی چلا کر آٹا بھی پیس لیتی تھیں اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں میں کبھی کبھی چمائلے پڑ جاتے تھے اسی طرح امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق بھی روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اپنے گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کر لیا کرتی تھیں یہاں تک کہ اونٹ کو کھلانے کے لئے باغوں میں سے سمجوروں کی گھنٹیاں چن چن کر اپنے سر پر لاتی تھیں اور گھوڑے کے لئے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑے کی مالش بھی کرتی تھیں۔

(۱۷) ہز بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور گھر کا خرچ اس طرح چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے۔ اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو ہرگز ہرگز شوہر پر بیجا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے۔ اس لئے کہ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھالیا اور خدا نہ کرے اس قرض کا ادا کرنا دشوار ہو گیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائے گا اور میاں بیوی کی زندگی تنگ ہو جائے گی اس لئے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر و قناعت کے ساتھ جو کچھ بھی ملے خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے اور گھر کے اخراجات کو ہرگز ہرگز آمدنی سے بڑھنے نہ دے۔

(۱۸) عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکے میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لئے میکے میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس کا خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کے ناز اٹھانے کو تیار ہوگا۔ اس لئے سسرال میں عورت کی ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ اور چڑچڑاپن عورت کے لئے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال داغے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔

(۱۹) عموماً سسرال کا ماحول میکے کے ماحول سے الگ تھلک ہوتا ہے اور سب نئے نئے لوگوں سے عورت کا واسطہ پڑتا ہے اس لئے بیچ پوچھو تو سسرال ہر عورت کے لئے ایک امتحان گاہ ہے جہاں اس کی ہر حرکت و سکون پر نظر رکھی جائے گی اور اس کے ہر عمل پر تنقید کی جائے گی۔ نیا ماحول ہونے کی وجہ سے ساس اور تندوں سے کبھی کبھی خیالات میں ٹکراؤ بھی ہوگا اور اس موقع پر بعض وقت ساس اور تندوں کی طرف سے جلی کٹی اور طعنوں کو سنوں کی کڑوی کڑوی باتیں بھی سننی پڑیں گی ایسے موقعوں پر صبر اور خاموشی عورت کی بہترین ڈھال ہے عورت کو چاہیے کہ ساس اور تندوں کو ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی رہے اور ان کے طعنوں کو سنوں پر صبر کر کے بالکل ہی جواب نہ دے اور چپ سادہ لے یہ بہترین طریقہ عمل ہے ایسا کرتے رہنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساس اور تندیں خود ہی شرمندہ ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں گی۔

(۲۰) عورت کو سسرال میں خاص طور پر بات چیت میں اس چیز کا ڈھیلا رکھنا چاہیے کہ نہ تو اتنی زیادہ بات چیت کرے جو سسرال والوں اور پڑوسیوں کو ناگوار گزرے اور نہ اتنی کم بات کرے کہ منت و خوشامد کے بعد بھی کچھ نہ بولے اس لئے کہ یہ غرور و گھمنڈ کی علامت ہے اور کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے اور اتنی نرم اور پیارا بھرتے لہجوں میں بات کرتے کہ کسی کو ناگوار نہ گزرتے اور کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے کسی کے دل پر بھی ٹھیس لگے تاکہ عورت سسرال والوں اور رشتہ ٹاٹا والوں اور پڑوسیوں سب کی نظروں میں ہر دلعزیز بنی رہے۔

بہترین بیوی کی پہچان

اوپر لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین بیوی کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ۔
بہترین بیوی وہ ہے!

(۱) جو اپنے شوہر کی فرماں برداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منجی سمجھے۔

(۲) جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے!

(۳) جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

(۴) جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی رہے۔

(۵) جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جمل جائے اس پر ضرورت و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرتے۔

(۶) جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے اور نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

(۷) جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

(۸) جو شوہر کے دل اور مکان و سامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔

(۹) جو اپنے شوہر کی منجیت میں اپنی جائی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

(۱۰) جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

(۱۱) جو میکا اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو!

(۱۲) جو پڑوسیوں اور ملنے بچنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مردت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں

(۱۳) جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کرتی رہے۔

(۱۴) جو سسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔

(۱۵) جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پیے۔

بیوی کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے جن طرح مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر لازم فرمائے ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیے ہیں۔

جن کا ادا کرنا مردوں پر فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَهُنَّ بِالنَّكَاحِ

یعنی عورتوں کے مردوں کے اوپر اسی طرح کچھ حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر، اچھے برتاؤ کے ساتھ (پ 2، البقرہ: 228) اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب عشرة النساء والکل باحدة من الحقوق، رقم ۳۲۶۳، ج ۲، ص ۲۴۰)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ میں تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہذا تم لوگ میری وصیت کو قبول کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم صلوات اللہ علیہ الخ، رقم ۳۳۳۱، ج ۲، ص ۳۱۲)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض و نفرت نہ رکھے کیونکہ اگر عورت کی کوئی عادت بری معلوم ہوتی ہو تو ایسی کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الرضا، باب الوصیۃ بالنساء، رقم ۱۳۶۹، ص ۷۷۵)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی عورت کی تمام عادتیں خراب ہی ہوں بلکہ اس میں کچھ اچھی کچھ بری ہر قسم کی عادتیں ہوں گی تو مرد کو چاہیے کہ عورت کی صرف خراب عادتوں ہی کو نہ دیکھتا رہے بلکہ خراب عادتوں سے نظر بچا کر اس کی اچھی عادتوں کو بھی دیکھا کرے۔ بہر حال اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے کچھ حقوق مردوں کے اوپر لازم قرار دے دیئے ہیں۔ لہذا ہر مرد پر ضروری ہے کہ نیچے لکھی ہوئی باتوں پر عمل کرتا رہے ورنہ خدا کے دربار میں بہت بڑا گنہگار اور برادری اور سماج کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوگا۔

(۱) ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے، پہننے اور رہنے اور دوسری ضروریات زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی حالت بھرا نظام کرے اور ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ یہ اللہ کی بندی میرے نکاح کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور یہ اپنے ماں، باپ، بھائی بہن اور تمام عزیز و اقارب سے جدا ہو کر صرف میری ہو کر رہ گئی ہے اور میری زندگی کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک بن گئی ہے اس لئے اس کی زندگی کی تمام ضروریات کا انتظام کرنا میرا فرض ہے۔ یاد رکھو! جو مرد اپنی لاپرواہی سے اپنی بیویوں کے نان و نفقہ اور اخراجات زندگی کا انتظام نہیں کرتے وہ بہت بڑے گنہگار، حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار و عذاب نار کے سزاوار ہیں۔

(۲) عورت کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا چاہیے کہ عورت کی خواہش پوری ہو جایا کرے اور وہ ادھر ادھر تاک جھانک نہ کرے جو مرد عداوی کر کے بیویوں سے الگ تھلک رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق نہیں ادا کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بہت بڑے گنہگار ہیں۔ اگر خدا نہ کرے شوہر کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو نہ ادا کر سکے تو شوہر پر لازم ہے کہ عورت سے اس کے اس حق کو معاف کرے بیوی کے اس حق کی کتنی اہمیت ہے اس بارے میں حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بہت زیادہ عبرت خیز و نصیحت آمیز ہے۔ منقول ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو رعایا کی خبر گیری کے لئے شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے چانک ایک

مکان سے وردناک اشعار پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ اسی جگہ کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے تو ایک عورت یہ شعر بڑے ہی دردناک پر
میں پڑھ رہی تھی کہ۔

فَوَلَّوْا لِلّٰهِ لَوْ لَا اِنَّهُ تَخَفِي عَوَاقِبُهُ
لَتُخْرِجَنَّ مِنْ هٰذَا السَّيْرِ لِيُجَوِّبَنِيْهُ

یعنی خدا کی قسم اگر خدا کے عذابوں کا خوف نہ ہوتا تو بلاشبہ اس چار پائی کے کنارے جنبش میں ہو جاتے۔
امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ عورت کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور
عورت اس کو یاد کر کے رنج و غم میں یہ شعر پڑھتی رہتی ہے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ فوراً ہی آپ سے
تمام سہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔

(تاریخ الخلفاء للسید علی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، فصل فی ہذ من اخبارہ وفتاویٰ، ص ۱۰۰)
(۳) عورت کو بلا کسی بڑے تصور کے کبھی ہرگز ہرگز نہ مارے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص عورت کو اس طرح
نہ مارے جس طرح اپنے غلام کو مارا کرتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے محبت بھی کرے۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ ۹۴۔ باب ما یکرہ من ضرب النسا، ج ۳، ص ۲۶۵)
ہاں البتہ اگر عورت کوئی بڑا تصور کر بیٹھے تو بدلہ لینے یا دکہ دینے کے لئے نہیں بلکہ عورت کی انسانیت اور سببیہ کی نیت سے شوہر اس کو مار سکتا ہے
مگر مارنے میں اس کا پوری طرح دھیان رہے کہ اس کو شدید چوٹ یا زخم نہ پہنچے۔

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو چار باتوں پر سزا دے سکتا ہے اور وہ چار باتیں یہ ہیں۔
(۱) شوہر اپنی بیوی کو بناؤ سنگھار اور صفائی ستھرائی کا حکم دے لیکن پھر بھی وہ پھوہڑ اور میلی کچلی بنی رہے۔
(۲) شوہر محبت کرنے کی خواہش کرے اور بیوی بلا کسی عذر شرعی منع کرے۔

(۳) عورت حیض اور جنابت سے غسل نہ کرتی ہو۔

(۴) بلا وجہ نماز ترک کرتی ہو۔ (الفتاویٰ القاضی خان، کتاب النکاح، فصل فی حقوق الزوجیہ، ج ۱، ص ۲۰۳)

ان چاروں صورتوں میں شوہر کو چاہے کہ پہلے بیوی کو بجائے اگر مان جائے تو بہتر ہے ورنہ ڈرائے دھکائے۔ مگر اس پر بھی نہ مارنے تو اس
شرط کے ساتھ مارنے کی اجازت ہے کہ منہ پر نہ مارے۔ اور ایسی سخت مار نہ مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر زخم ہو جائے۔

(۴) میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا کلی ظہر رکھنا ضروری ہے اسی طرح مردوں کو بھی
لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اس طرح عورت کی
ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔ اس لئے مرد کو لازم ہے کہ عورت کی سیرت و صورت پر ہنسنے نہ مارے اور عورت کے
میکا و ناؤں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے۔ نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز واقارب کو عورت کے سامنے برا بھلا کہے کیونکہ

ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور کشن سے تلخ بلکہ عذاب جان بن جاتی ہے۔

(۵) مرد کو چاہے کہ خبردار خبردار کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی ساٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کاٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لئے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو! کہ جس طرح کوئی شوہر اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز کبھی اس بات کی تاب نہیں لاسکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوا کرتے ہیں لہذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کر دے گا۔

(۶) مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے مگر پھر مرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو۔ کیونکہ اگرچہ عورت جبراً قہراً وہ کام کر دے گی۔ مگر اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

(۷) مرد کو چاہے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لئے روک ٹوک کرتا رہے۔ کبھی سختی اور غصہ کے انداز میں اور کبھی محبت اور پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بھی بات چیت کرے جو مرد ہر وقت اپنی مونچھ میں ڈنڈا باندھے پھرتے ہیں۔ ماسوائے ڈانٹ پھنکار اور مار پیٹ کے اپنی بیوی سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ تو ان کی بیویاں شوہروں کی محبت سے مایوس ہو کر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔ اور جو لوگ ہر وقت بیویوں کا بازو بٹھاتے رہتے ہیں اور بیوی لاکھ غلطیاں کرے مگر پھر بھی بیگلی ملی کی طرح اس کے سامنے میاؤں میاؤں کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کی بیویاں گستاخ اور شوخ ہو کر شوہروں کو اپنی انگلیوں پر نیچاتی رہتی ہیں۔ اس لئے شوہروں کو چاہے کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کریں کہ

رو درشتی و نرمی بہم در رہ است چو فاصد کہ جراح دمر ہم نہ است

یعنی سختی اور نرمی دونوں اپنے اپنے موقع پر بہت اچھی چیز ہیں جیسے فصد کھولنے والا زخم بھی لگاتا ہے اور مرہم بھی رکھ دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ شوہر کو چاہے کہ نہ بہت ہی کڑوا بنے نہ بہت ہی میٹھا۔ بلکہ سختی اور نرمی موقع موقع سے دونوں پر عمل کرتا رہے۔

(۸) شوہر کو یہ بھی چاہے کہ سفر میں جاتے وقت اپنی بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی سے ملاقات کر کے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے لئے ضرور لائے کچھ نہ ہو تو کچھ کھانا میٹھا ہی لیتا آئے اور بیوی سے کہے کہ یہ خاص ہے

تمہارے لئے بنی لایا ہوں۔ شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے گا اور وہ اس خیال سے بہت ہی خوش اور مگن رہے گی کہ میرے شوہر کو مجھ سے ایسی محبت ہے کہ وہ میری نظروں سے غائب رہنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھتا ہے اور اس کو میرا خیال اگا رہتا ہے ظاہر ہے کہ اس سے بیوی اپنے شوہر کے ساتھ کس قدر زیادہ محبت کرنے لگے گی۔

(۹) عورت اگر اپنے میکا سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے۔ تو مرد کو چاہے کہ اگرچہ وہ چیز بالکل ہی ٹھنی درجے کی ہو۔ مگر اس پر خوشی کا اظہار کرنے اور نہایت ہی پر تپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہے تاکہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔ خبردار خبردار عورت کے پیش کئے ہوئے تحفوں کو کبھی ہرگز ہرگز نہ ٹھکرائے نہ ان کو حقیر بتائے نہ ان میں عیب نکالے۔ ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ نونا ہوا شیشہ تو جولا بوسل ہے مگر نونا ہوا دل بڑی مشکل سے جڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد بھی اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح نونا ہوا دل جڑ جائے ہر بھی دل میں داغ دھبہ باقی ہی رہ جاتا ہے۔

(۱۰) عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور خیارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے بلکہ ہلکے ہلکے دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش بنوادے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی۔ اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لٹا دے گی۔

(۱۱) شوہر کو چاہے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے اور گھریلو معاملات اس کے سپرد کرے تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو بچانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرنے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھو گھو فرمائے گا۔

بیوی پر اعتماد کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ دار خیال کرے گی اور شوہر کو بڑی حد تک گھریلو بکھیزوں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی!

(۱۲) غنیمت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بہ ترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے۔ پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہوں میں رسوا کرے۔ (صحیح مسلم، کتاب النکاح۔ ۲۱۔ باب تحریم اختفاء سر المرأة، رقم ۱۳۳۷، ص ۷۵۳)

(۱۳) شوہر کو چاہے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن اور لباس و بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرے شوہر میاں کچھ نہ رہے۔ لہذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچھلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہیں۔ اس حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہیے۔

(۱۴) عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ شوہر عورت کی نفاست اور بناؤ سنگھار کا سامان یعنی صابن * تیل کنگھی * مہندی * خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے۔ تاکہ عورت اپنے آپ کو صاف ستھری رکھ سکے۔ اور بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔

(۱۵) شوہر کو چاہیے کہ معمولی معمولی بے جیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے یاد رکھو کہ معمولی شبہات کی بنا پر بیوی کے اوپر الزام لگانا یا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ دیہاتی کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا سرخ رنگ کے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو۔ اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنا دیا ہو۔ اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب اذا عرض بنی الولد، رقم ۵۳۰۵، ج ۳، ص ۴۹۷)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محض اتنی سی بات پر کہ بچہ اپنے باپ کا ہم شکل نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیہاتی کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے اس بچے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محض شبہ کی بنا پر اپنی بیوی کے اوپر الزام لگا دینا جائز نہیں ہے بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔

(۱۶) اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے۔ بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کرے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ سمجھ کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نکل آئے تو ہرگز ہرگز طلاق نہ دے۔ کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب کرہیۃ الطلاق، رقم ۲۱۷۸، ج ۲، ص ۳۷۰)

اگر خدا نخواستہ ایسی سخت ضرورت پیش آجائے کہ طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے۔

ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے!

بعض جاہل ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دی تھی، کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی، غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ منہ سے نکل گیا، کبھی کہتے ہیں کہ عورت ماہواری کی حالت میں تھی، کبھی کہتے ہیں کہ میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق لی نہیں۔ حالانکہ ان گنواروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب صورت میں طلاق پڑ جاتی ہے اور بعض تو ایسے بد نصیب ہیں کہ تین طلاق دے کر جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے ایک ہی بار کہا تھا اور یہ کہہ کر بیوی کو رکھ لیتے ہیں اور عمر بھر زنا کاری کے گناہ میں پڑے رہتے ہیں۔ ان ظالموں کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ تین طلاق کے بعد عورت بیوی نہیں رہ جاتی۔ بلکہ وہ ایک ایسی اجنبی عورت ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ کرائے اس سے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ خداوند کریم ان لوگوں کو ہدایت دے۔ (آمین)

(۱۷) اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور برسرِ کرے کھانے، پینے، مکان، سامان، روشنی، بناؤ سنگھار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے۔ اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے۔ یاد رکھو! کہ اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حق دار ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو وہ قیامت کے دن میدانِ محشر میں اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا۔

(جامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فی التثویۃ بین الضرائر، رقم ۱۱۳۲، ج ۲، ص ۷۵)

(۱۸) اگر بیوی کے کسی قول و فعل، بد خوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیے کہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے۔ کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت حضرت آدم علیہ السلام کی سب سے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی اگر کوئی شخص ٹیڑھی پسلی کو سیدھی کرنے کی کوشش کریگا تو پسلی کی ہڈی ٹوٹ جائے گی مگر وہ کبھی سیدھی نہیں ہو سکے گی۔ ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بالکل ہی سیدھی کرنے کی کوشش کریگا تو یہ ٹوٹ جائے گی یعنی طلاق کی نوبت آجائے گی۔ لہذا اگر عورت سے قائدہ اٹھانا ہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے قائدہ اٹھالو یہ بالکل سیدھی کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح ٹیڑھی پسلی کی ہڈی کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الوصایۃ بالنساء، رقم ۵۱۸۵، ج ۳، ص ۷۵)

(۱۹) شوہر کو چاہیے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیل اور کنجوسی نہ کرے نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے۔ نہ اپنی طاقت سے بہت کم، نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ۔

(۲۰) شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو گھر کی چار دیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں لے

قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ: (الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ) (2) جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ: (وَعَايِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ) (3) جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔

اس موقع پر ہم بعض حدیثیں ذکر کریں جن سے ہر ایک کے حقوق کی معرفت حاصل ہو مگر مرد کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے ذمہ عورت کے کیا حقوق ہیں انھیں ادا کرے اور عورت شوہر کے حقوق دیکھے اور پورے کرے، یہ نہ ہو کہ ہر ایک اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور دوسرے کے حقوق سے سروکار نہ رکھے اور یہی فساد کی جڑ ہے اور یہ بہت ضرور ہے کہ ہر ایک دوسرے کی بجا باتوں کا تحمل کرے (یعنی ان باتوں کو برداشت کرے) اور اگر کسی موقع پر دوسری طرف سے زیادتی ہو تو آمادہ بفساد (یعنی لڑائی جھگڑے کے لئے تیار) نہ ہو کہ ایسی جگہ ضد پیدا ہو جاتی ہے اور سمجھی ہوئی بات اُلجھ جاتی ہے۔



آنے جانے کی اجازت دیتا رہے اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جمنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن یا بد اخلاق ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔ (جنتی زیور)

(2) پ ۵، النساء: ۳۴

اس آیت کے تحت مفسر شبیر مولا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ عورتوں کو اُن کی اطاعت لازم ہے اور مردوں کو حق ہے کہ وہ عورتوں پر رعایا کی طرح حکمرانی کریں اور اُن کے مصالح اور تدابیر اور تادیب و حفاظت کا سرانجام کریں

شان نزول: حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بی بی حبیبہ کو کسی خطا پر ایک طمانچہ مارا اُن کے والد انہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور انکے شوہر کی شکایت کی اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(3) پ ۳، النساء: ۱۹

احادیث

حدیث ۱: حاکم نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا۔ (1)

حدیث ۲ تا ۵: نسائی ابو ہریرہ سے اور امام احمد معاذ سے اور حاکم بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (2) اسی کے مثل ابو داؤد اور حاکم کی روایت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اس میں سجدہ کی وجہ بھی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مزدوں کا حق عورتوں کے ذمہ کر دیا ہے۔ (3)

حدیث ۶: امام احمد وابن ماجہ وابن حبان عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کے لیے سجدہ کرے تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے! عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی

(1) المستدرک، للحاکم، کتاب البر والصلة، باب اعظم الناس حقاً، الخ، الحدیث: ۴۱۸، ج ۵، ص ۲۴۲

وکنز العمال، کتاب النکاح، الحدیث: ۶۳۷۴، ج ۱۶، ص ۱۳۱

(2) المستدرک، للحاکم، کتاب البر والصلة، باب حق الزوج، الحدیث: ۴۰۶، ج ۵، ص ۲۴۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ہمارے شریعت میں غیر خدا کو سجدہ حرام ہے، سجدہ عبادت کفر ہے، سجدہ تعظیم حرام، دوسری شریعتوں میں بندوں کو سجدہ تعظیم جائز تھا۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک احکام ہیں کہ فرماتے ہیں اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا اس کی پوری تحقیق ہادی کتاب سلطنت مصطفیٰ میں دیکھئے۔ یہاں حکم سے مراد وجوبی حکم ہے یا استحبابی یا اباحت کا۔

۲۔ کیونکہ خاوند کے حقوق بہت زیادہ ہیں اور عورت اس کے احسانات کے شکر یہ سے عاجز ہے اسی لیے خاوند ہی اس کے سجدے کا مستحق ہوتا۔ (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کی اطاعت و تعظیم اشد ضروری ہے اس کی ہر جائز تعظیم کی جائے، اسی قاعدے سے فقیر کہتا ہے کہ اگر اسام میں کسی بندے کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو میں اپنے نبی کو بلکہ ان کے نام کو سجدہ کرتا۔ خیر دل تو ان کو ساجد ہی ہے۔ شعر

اے جوش دل گر ان کو یہ سجدہ روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

(مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۷۵)

(3) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرأة، الحدیث: ۲۱۳۰، ج ۲، ص ۳۳۵

جب تک شوہر کے کل حق ادا نہ کرے۔ (4)

حدیث ۷: امام احمد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اگر آدمی کا آدمی کے لیے سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اس کا اس کے ذمہ بہت بڑا حق ہے قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زخم ہوں جن سے پیپ اور کچھ لہو (پیپ ملا ہوا خون) بہتا ہو پھر عورت اسے چائے تو حق شوہر ادا نہ کیا۔ (5)

حدیث ۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: شوہر نے عورت کو بلایا اس نے انکار کر دیا اور غصہ میں اس نے رات گزاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ (6) اور دوسری روایت میں ہے کہ: جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو، اللہ عزوجل اس عورت سے ناراض رہتا ہے۔ (7)

حدیث ۹: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا دیتی ہے تو حور عین کہتی ہیں خدا تجھے قتل کرے، اسے ایذا نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔ (8)

(4) سنن ابن ماجہ، أبواب النکاح، الحدیث: ۱۸۵۳، ج ۲، ص ۳۰۷

(5) المسند، للإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۲۶۱۳، ج ۱، ص ۳۱۸

(6) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، الحدیث: ۳۲۳

(7) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الخ، الحدیث: ۱۲۱

(8) ترمذی، أبواب الرضا، رقم ۱۱۸۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جو اس کے نکاح میں آچکی ہے ملے گی بعد قیامت رب تعالیٰ فرماتا ہے: جو زونہم بخور عین۔

۲۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حوریں نورانی ہونے کی وجہ سے جنت میں زمین کے وقعت دیکھتی ہیں، دیکھو یہ لڑائی ہو رہی ہے کسی گھر کی بند کوٹھڑی میں اور حور دیکھ رہی ہے، یہاں مرقات نے فرمایا کہ ملاء اعلیٰ دنیا والوں کے ایک ایک عمل پر خبردار ہیں۔ دوسرے یہ کہ حوروں کو لوگوں کے انجام کی خبر ہے کہ فلاں مؤمن متقی مرے گا۔ تیسرے یہ ہے کہ حوروں کو لوگوں کے مقام کی خبر ہے کہ بعد قیامت یہ جنت کے فلاں درجہ میں رہے گا۔ چوتھے یہ کہ حوریں آج بھی اپنے خاوند انسانوں کو جانتی پہچانتی ہیں، پانچواں یہ کہ آج بھی حوروں کو ہمارے دکھ سے دکھ پہنچتا ہے ہمارے مخالف سے ناراض ہوتی ہیں۔ جب حوروں کے علم کا یہ حال ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام خلق سے بڑے عالم ہیں ان کے علم کا کیا پوچھنا، آج لوگ حضور کو حاضر ناظر ماننا شرک کہتے ہیں، یہاں سے معلوم ہوا کہ حور سے

حدیث ۱۰: طبرانی معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت ایمان کا مزہ نہ پائے گی جب تک حق شوہر ادا نہ کرے۔ (9)

حدیث ۱۱: طبرانی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرمایا: جو عورت خدا کی اطاعت کرے اور شوہر کا حق ادا کرے اور اسے نیک کام کی یاد دلائے اور اپنی عصمت اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے تو اس کے اور شہیدوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا، پھر اس کا شوہر با ایمان نیک جو ہے تو جنت میں وہ اس کی بی بی ہے، ورنہ شہدا میں سے کوئی اس کا شوہر ہوگا۔ (10)

حدیث ۱۲: ابو داؤد و طیالسی و ابن عساکر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بدون اجازت (بغیر اجازت) اس کا کوئی عمل مقبول نہیں اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر یہ کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ (عز و جل) اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔ (11)

حدیث ۱۳: طبرانی تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اسکی قسم کو سچا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور

حاضر ناظر ہے، چھٹے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے حالات حوروں کے کلام سے خبردار ہیں جب ہی حور کا یہ کلام نقل فرما رہے ہیں وہ ہے حور، حضور ہیں نور، صلی اللہ علیہ وسلم ہر حور دنیا کے ہر گھر کے ہر حال سے خبردار ہے مگر یہ کلام وہ ہی حور کرتی ہے جس کا زوج اس گھر میں ہو۔

۳۔ یعنی ترمذی کی روایت میں یہ حدیث غریب ہے ابن ماجہ کی روایت میں نہیں مگر یہ غرابت مضرب نہیں کیونکہ اس حدیث کی تائید قرآن کریم سے ہو رہی ہے، رب تعالیٰ فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے: "يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ" تمہارے کام فرشتے جانتے ہیں اور انہیں و ذریت انہیں کے متعلق فرماتا ہے: "إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ" جب حدیث کی تائید قرآن مجید سے ہو جائے تو ضعیف بھی تو کی ہو جاتی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۷۸)

(9) المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۰، ج ۲، ص ۵۲

(10) المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۸، ج ۲۴، ص ۱۶

(11) کنز العمال، کتاب النکاح، رقم: ۳۴۸۰۱، ج ۱۶، ص ۱۳۴

ایسے شخص کو مکان میں آنے نہ دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو۔ (12)

حدیث ۱۴: ابو نعیم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: اے عورتو! خدا سے ڈرو اور شوہر کی رضا مندی کی تلاش میں رہو، اس لیے کہ عورت کو اگر معلوم ہوتا کہ شوہر کا کیا حق ہے تو جب تک اس کے پاس کھانا حاضر رہتا یہ کٹھری رہتی۔ (13)

حدیث ۱۵: ابو نعیم حلیہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (14)

حدیث ۱۶: ترمذی ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (15)

(12) المعجم الکبیر، باب التاء، الحدیث: ۱۲۵۸، ج ۲، ص ۵۲

(13) کنز العمال، کتاب النکاح، رقم: ۴۳۸۰۹، ج ۱۶، ص ۱۲۵

(14) حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۸۸۳۰، ج ۶، ص ۳۳۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں خصوصیت سے عورت کا ذکر اس لیے ہے کہ آگے خاندان کی اطاعت کا بھی ذکر آ رہا ہے جو صرف عورت پر فرض ہے، نمازوں سے مراد پاکی کے زمانہ کی نمازیں ہیں، روزوں سے مراد رمضان کے روزے اداء ہوں یا قضاء کہ ناپاکی کی حالت میں عورت روزے ادا نہیں کر سکتی، قضاء کرے گی۔

۲۔ اس طرح کہ زنا اور اسباب زنا سے بچے پر دگی کا ناپاچا وغیرہ حرام کام کے اسباب بھی حرام ہیں جیسے فرض کے اسباب و شرائط فرض نماز کی وجہ سے وضو وغیرہ بھی فرض ہے۔

۳۔ کہ اس کا ہر جائز حکم مانے بشرطیکہ قادر ہو۔

۴۔ چونکہ اس صالحہ بی بی نے ہر قسم کی عبادات کی ہیں اس لیے اسے ہر قسم کے دروازے سے جنت میں جانے کی اجازت ہے، جنت کے بہت دروازے ہیں ہر دروازہ خاص عبادت والے کے لیے۔ (مرآۃ السانج شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۱۷۴)

(15) جامع الترمذی، أبواب الرضا، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، الحدیث: ۱۱۶۴، ج ۲، ص ۲۸۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں خاندان سے مراد مسلمان عالم متقی خاندان ہے (مرقات) یہ قیود بہت ہی مناسب ہیں، بعض بے دین خاندان تو عورت کی نماز سے ناراض ہوتے ہیں اس کے گانے بجانے، سینما جانے، بے پردہ پھرنے سے راضی ہوتے ہیں یہ رضا بے ایمانی ہے۔

حدیث ۱۷: بیہقی شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی بلند نہیں ہوتی: (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ نہ آئے اور اپنے کو ان کے قابو میں نہ دے دے۔ اور (۲) وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور (۳) نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ (16)

یہ چند حدیثیں حقوق شوہر کی ذکر کی گئیں عورتوں پر لازم ہے کہ حقوق شوہر کا تحفظ کریں اور شوہر کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا وبال اپنے سر نہ لیں کہ اس میں دنیا و آخرت دونوں کی بربادی ہے نہ دنیا میں چین نہ آخرت میں راحت۔

اب بعض وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے، مردوں پر ضرور ہے کہ ان کا لحاظ کریں اور ان ارشادات عالیہ کی پابندی کریں۔

حدیث ۱۸: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرماتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔ (17)

اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے، کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی، وہ تیرے لیے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی اگر

۲۔ مرتے ہی روحانی طور پر یا بعد قیامت جسمانی طور پر، کیونکہ اس نیک بی بی نے اللہ کے حقوق بھی ادا کیے بندے کے حقوق بھی۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۷۶)

(16) شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاطلین، الحدیث: ۸۷۲، ج ۶، ص ۴۱۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی بارگاہ الہی میں قبولیت کے لیے نہیں چڑھتی رب تعالیٰ فرماتا ہے: "إِلَیْہِ یَقْعَدُ الْقُلُوبُ"۔

۲۔ جب کہ اس غلام کے مولیٰ بہت سے ہوں اور اگر ایک ہی مولیٰ ہو تو اس ایک ہی کے پاس حاضر ہو جائے ہاتھ میں دینے سے مراد ہے کہ اس کی فرماں برداری کرنا اپنے کو اس کے حوالے کر دینا۔

۳۔ یا اس طرح کہ نشہ پینے سے توبہ کرے یا اس طرح کہ نشہ اتر جائے، پہلی صورت بہت ہی اعلیٰ ہے مقصد یہ ہے کہ گناہ کی حالت میں غضب الہی متوجہ ہوتا ہے توبہ کرنے سے رحمت الہی بندے کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۹۰)

(17) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الوصایۃ بالنساء، الحدیث: ۵۱۸۶، ج ۳، ص ۳۵۷

تو اسے برتنا چاہیے تو اسی حالت میں برت سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہیے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔ (18)
حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مرد عورت مومنہ کو
مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی۔ (19) یعنی تمام عادتیں خراب نہیں ہوں
کی جب کہ اچھی بُری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو یہ نہ چاہیے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس جملہ کے چند مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ میں تم کو اپنی بیویوں سے اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں، تم لوگ قبول کرو ان سے اچھا
برتاؤ کرو، یا تم لوگ اپنی بیویوں کے متعلق اچھی وصیت کیا کرو کہ ان کے ساتھ تمہارے عزیز و اقارب اچھے سلوک کریں، یا اپنی بیویوں کو
بھلائی کا حکم کرو، غرض کہ یہاں باب استفعال کئی احتمال رکھتا ہے۔ (اشعہ مرقات، لمعات)

۲۔ یعنی حضرت حوا کی پیدائش آدم علیہ السلام کی پہلی کے اوپری حصہ سے ہوئی جو ٹیڑھا ہے اور تمام عورتیں انہی حوا کی اولاد سے ہیں فطری
طور پر سب میں قدر کی سخت مزاجی ہے اور رہے گی۔ حضرت حوا کی پیدائش کی تفصیل ہماری تفسیر نعیمی کدوں پارہ اول میں ملاحظہ کیجئے۔

۳۔ یعنی جو چیز ٹیڑھی بھی ہو خشک بھی وہ سیدھی نہیں ہو سکتی، پہلی کا اوپر حصہ ٹیڑھا اور خشک ہے اور وہ سیدھا نہیں ہو سکتا اسی طرح عورت
بالکل سیدھی نہیں ہو سکتی، معلوم ہوا کہ اصل کا اثر شاخ میں ہوتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۵۹)

(18) صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ۶۱۔ (۱۳۶۸)، ص ۷۷۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ ٹیڑھا پن عورت کی فطرت میں داخل ہے تعلیم و تربیت سے کچھ درست ہو جاتی ہے مگر بالکل سیدھی نہیں ہوتی۔

۲۔ یعنی اسے اس کی حالت پر رہنے دو، اس کی بد خلقی یا شکری وغیرہ کی برداشت کرو اور اپنا کام نکالو، اس کے بغیر تمہارے کام نہیں چل
سکتے، وہ تمہاری وزیر اور گھر کی منتظم ہے۔

۳۔ اگر تم اسے ہر بات پر ملامت کرو، اس کے ہر عمل کی نگرانی کرو تو تمہارا گھر میدان جنگ بن جائے گا، اور آخر طلاق دینا پڑے گی۔ لہذا
بعض باتوں میں چشم پوشی کیا کرو۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۶۰)

(19) المرجع السابق، الحدیث: ۶۳۔ (۱۳۶۹)، ص ۷۷۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سبحان اللہ! کیسی نفیس تعلیم، مقصد یہ ہے کہ بے عیب بیوی ملنا ناممکن ہے، لہذا اگر بیوی میں دو ایک برائیاں بھی ہوں تو اسے برداشت کرو
کہ کچھ خوبیاں بھی پاؤ گے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ جو شخص بے عیب ساتھی کی تلاش میں رہے گا وہ دنیا میں اکیلا ہی رہ جائے گا، ہم خود
ہزار ہا برائیوں کا چشمہ ہیں، ہر دوست عزیز کی برائیوں سے درگزر کرو، اچھائیوں پر نظر رکھو، ہاں اصلاح کی کوشش کرو، بے عیب تو رسول اللہ
ہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۶۱)

چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔

حدیث ۲۰: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔ (20)

حدیث ۲۱: صحیحین میں عبد اللہ بن زمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت کریگا۔ (21)

دوسری روایت میں ہے، عورت کو غلام کی طرح مارنے کا قصد کرتا ہے (یعنی ایسا نہ کرے) کہ شاید دوسرے وقت اسے اپنا ہم خواب کرے۔ (22) یعنی زوجیت کے تعلقات اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک کو دوسرے کی حاجت اور باہم

(20) سنن ابن ماجہ، أبواب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، الحدیث: ۱۹۷۸، ج ۲، ص ۷۸

(21) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ضرب النساء، الحدیث: ۵۲۰۴، ج ۳، ص ۶۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ حضرت سودہ بنت زمرہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے زمرہ آپ کے والد کا نام ہے قرشی ہیں اسدی ہیں۔

۲۔ سختی دے دزدی کے ساتھ، اس میں اشارۃ فرمایا جا رہا ہے کہ اصلاح کے لیے بیوی کو تدریس کر سکتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اطْرِبُوهُنَّ" کیونکہ خاندان بیوی کا حاکم ہے، حاکم اپنے محکوم کی اصلاح مار سے بھی کر سکتا ہے، استاذ شاگرد کو، باپ بیٹے کو مار سکتا ہے۔

۳۔ یہ کلمہ یا تو گزشتہ حکم کی علت ہے یا اظہار تعجب کے لیے ہے یعنی چونکہ آخر اس عورت سے محبت و محبت بھی کرتا ہے لہذا اسے غلاموں کی طرح نہ مار دینا، تعجب ہے کہ اب تو تم اسے اسی طرح مارو اور پھر عنقریب گلے بھی لگاؤ گے، بزرگ فرماتے ہیں ایک آنکھ لڑنے کی رکھو دوسری مٹنے کی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۶۳)

(22) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ (والنفس وطمحاً)، الحدیث: ۴۹۴۲، ج ۳، ص ۷۸

مردوں کو عورتوں پر فضیلت

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ہر چند اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی،

الرجال قوامون على النساء بما فضل بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم

مرد فسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ایک دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر مال خرچ کئے۔

(۱۔ القرآن الکریم ۴/۳۴)

یہاں تک کہ حدیث میں آیا اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم کرتا عورت کو حکم دیتا کہ مرد کو سجدہ کرے مگر عورتوں کو بے وجہ شرعی ایذا نہ

ایسے مراسم کہ ان کو چھوڑنا دشوار لہذا جوان باتوں کا خیال کریگا مارنے کا ہرگز قصد نہ کریگا۔



دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ نرمی اور خوش خلقی اور ان کی بد خوئی پر صبر اور ان کی دلجوئی اور جن باتوں میں مخالفت شرع نہیں ان کی مراعات شارع کو پسند ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از دارج مطہرات کی دلجوئی کرتے اور فرماتے:

ان من اکمل المؤمنین ایماناً احسنهم خلقاً والطفہم باہلہ ۱۔

بیشک مومنوں میں سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں سے زیادہ حسن اخلاقی والا اور اپنی اہل کے ساتھ زیادہ مہربان ہے۔

(۱۔ شعب الایمان حدیث ۸۷۱۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۲۱۵)

اور فرماتے ہیں: خیر کم خیر کم لاهلہ وانا خیر کم لاهلی ۲۔

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی اہل کے ساتھ زیادہ اچھا برتاؤ کرنے والا ہے اور میں اپنی اہل کے ساتھ حسن سلوک میں تم سب سے بہتر ہوں۔ (۲۔ شعب الایمان ۸۷۱۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۲۱۵)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وعايروهن بالمعروف ۳۔ (اور ان (اپنی بیویوں) کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ ت) (۳۔ القرآن الکریم ۴/۱۹)

امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

واعلم انه ليس من حسن الخلق معها كف الاذى عنها بل احتمال الاذى منها والحلم عند طيشها وغضبها اقتداء برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ۴۔

اور توجان سے کہ عورت کے ساتھ حسن خلق یہ ہی نہیں کہ اس کو ایذا نہ دے بلکہ اس کی طرف سے اذیتیں برداشت کرنا ہے، در رسوہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اس (عورت) کے طیش و غضب کے وقت تحمل اختیار کرنا ہے۔

(۴۔ احیاء العلوم الباب الثالث فی آداب العاشرۃ المکتبۃ المشبہ، حسینی یران ۲/۲۳)

اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کے حق ان پر مقرر فرمائے ان کے حق بھی مردوں پر مقرر کئے۔

ولهن مثل الذي عليهن بالمعروف ۵۔ (۵۔ القرآن الکریم ۲/۲۲۸)

(اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق۔ ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۲۷۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شادی کے رسوم

شادیوں میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں، ہر ملک میں نئی رسوم ہر قوم و خاندان کے رواج اور طریقے جدا گانہ جو رسمیں ہمارے ملک میں جاری ہیں ان میں بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ رسوم کی بنا عرف پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں لہذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا نہ ہو۔

بعض لوگ اس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں، مثلاً لڑکی جوان ہے اور رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہوگا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں کہ سبکدوش (یعنی بری الذمہ) ہوں اور فتنہ کا دروازہ بند ہو۔ اب رسوم کے پورا کرنے کو بھیک مانگنے طرح طرح کی فکریں کرتے، اس خیال میں کہ کہیں سے مل جائے تو شادی کریں برسیں (یعنی کئی سال) گزار دیتے ہیں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ قرض لے کر رسوم کو انجام دیتے ہیں، یہ ظاہر کہ مفلس کو قرض دے کون پھر جب یوں قرض نہ ملا تو بنیوں (یعنی ہندو تاجروں) کے پاس گئے اور سودی قرض کی نوبت آئی سود لینا جس طرح حرام اسی طرح دینا بھی حرام حدیث میں دونوں پر لعنت آئی اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی لعنت کے مستحق ہوتے اور شریعت کی مخالفت کرتے ہیں مگر رسم چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔ پھر اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائداد ہے تو اسے سودی قرض میں مکفول کیا ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گروہی رکھا تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہا لے گیا۔ جائداد نیلام ہو گئی مکان پیسے کے قبضہ میں گیا در بدر مارے مارے پھرتے ہیں نہ کھانے کا ٹھکانہ، نہ رہنے کی جگہ اسکی مثالیں ہر جگہ بکثرت ملیں گی کہ ایسے ہی غیر ضروری مصارف کی وجہ سے مسلمانوں کی بیشتر جائدادیں سود کی نذر ہو گئیں، پھر قرضخواہ کے تقاضے اور اسکے تشدد آمیز (سخت) لہجہ سے رہی سہی عزت پر بھی پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ ساری تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہے ہیں مگر اب بھی عبرت نہیں ہوتی اور مسلمان اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتے، یہی نہیں کہ اسی پر بس ہو اس کی خرابیاں اسی زندگی دنیا ہی تک محدود ہوں بلکہ آخرت کا وبال الگ ہے۔ بموجب حدیث صحیح لعنت کا استحقاق والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید براں عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق و ہجر و وصال کے

اشعار یا گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چلا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی ہی دور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان جوان کو آری (کنواری) لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کریگا اور اخلاق و عادات پر اس کا کہاں تک اثر پڑے گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔

نیز اسی ضمن میں رت جگا (ایک رسم جس میں رات بھر جاگتے ہیں) بھی ہے کہ رات بھر جگاتی ہیں اور گلگلے پکتے ہیں، صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں۔ یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جاسکتے ہیں عورتوں کی کیا ضرورت، پھر اگر اس رسم کی ادا کے لیے عورت ہی ہونا ضرور ہو تو اس جگہ (ہجوم) کی کیا حاجت، پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرأت کس قدر حماقت ہے، پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لیے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ میں ایک چوک ہوتا ہے یہ سب ناجائز جب صبح ہو گئی چراغ کی کیا ضرورت اور اگر چراغ کی حاجت تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے۔

دولھا، دلہن کو بٹنا لگانا (1)، مائیوں بٹھانا، جائز ہے ان میں کوئی حرج نہیں۔ دولھا کو مہندی لگانا، ناجائز ہے۔ یوئیں کٹنا باندھنا، ڈال بڑی کی رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں جائز۔ دولھا کو ریشمی کپڑے پہنانا حرام۔ یوئیں مفرق جوتے (2) بھی ناجائز اور خالص پھولوں کا سہرا جائز بلا وجہ ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔

ناچ باجے آتش بازی حرام ہیں (3)۔ کون اس کی حرمت سے واقف نہیں مگر بعض لوگ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ابٹن مانا جائز ہے اور کسی خوشی پر گڑ کی تقسیم اسراف نہیں اور دولھا کی عمر نو دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اس کے بدن میں ابٹن مٹنا بھی گناہ و ممنوع نہیں۔ ہاں بالغ کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا ناجائز ہے اور بدن کو ہاتھ تو ماں بھی نہیں لگا سکتی یہ حرام اور سخت حرام ہے۔ اور عورت و مرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا یہ شیطانی و عندوانی رسم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۴۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) وہ جوتے جس پر مکمل سونے چاندی کا کام کیا ہوا ہو۔

(3) آتش بازی کا موجد کون

مفت شہیر حکیم مفت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان کا فرماتے ہیں:

آتش بازی فرود بادشاہ نے ایجاد کی جبکہ اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہو گئی۔

بہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی، بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ محرمات (ممنوعات شرعیہ) نہ ہوں تو اُسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے، دوسرے مال ضائع کرنا ہے، تیسرے تمام تماشاویوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ۔ آتش بازی میں کبھی کپڑے جلتے کبھی کسی کے مکان یا چھپر میں آگ لگ جاتی ہے کوئی جمل جاتا ہے۔

ناچ میں جن فواحش و بدکاریوں اور مخرب اخلاق (اخلاق بگاڑنے والی) باتوں کا اجتماع ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں، ایسی ہی مجلسوں سے اکثر نوجوان آوارہ ہو جاتے ہیں، دھن دولت برباد کر بیٹھتے ہیں، بازیوں سے تعلق اور گھر والی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیسے بُرے بُرے نتائج رونما ہوتے ہیں اور اگر ان بیہودہ کاریوں سے کوئی محفوظ رہا تو اتنا ضرور ہوتا ہے کہ حیا و غیرت اٹھا کر طاق پر رکھ دیتا ہے۔ بعضوں کو یہاں تک سن گیا ہے کہ خود بھی دیکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ جوان بیٹوں کو دکھاتے ہیں۔ ایسی بد تہذیبی کے مجمع میں باپ بیٹے کا ساتھ ہونا کہاں تک حیا و غیرت کا پتا دیتا ہے۔

تو اس کے آدمیوں نے آگ کے کنارے بھر کر ان میں آگ لگا کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی طرف پھینکے۔

(سنائی زندگی ص ۶۳)

آتش بازی حرام ہے

افسوس! آتش بازی کی ناپاک رسم اب مسلمانوں میں زور پکوتی جا رہی ہے، مسلمانوں کا کروڑھا کروڑ روپیہ ہر سال آتش بازی کی نذر ہو جاتا ہے اور آئے دن یہ خبریں آتی ہیں کہ فلاں جگہ آتش بازی سے اتنے گھر جل گئے اور اتنے آدمی ٹھلس کر مر گئے وغیرہ وغیرہ۔ اس میں جان کا خطرہ، مال کی بربادی اور مکان میں آگ لگنے کا اندیشہ ہے، پھر یہ کام اللہ عز و جل کی نافرمانی بھی ہے۔ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں، آتش بازی بنانا، بیچنا، خریدنا اور خریدانا، چلانا اور چلوانا سب حرام ہے۔ (اسلامی زندگی ص ۶۳)

ناچ گانا

شادیوں میں دو قسم کے ناچ کرائے جاتے ہیں۔ ایک رنڈیوں کا ناچ جو مردوں کی محفل میں ہوتا ہے۔ دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی زومنی یا مراثی ناچتی ہے اور کمر کو لپے منکا منکا کر اور ہاتھوں سے چمکا چمکا کر تماشا کرتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ناچ ناجائز و حرام ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں۔ کہ ایک نامحرم عورت کو سب مرد بے پردہ دیکھتے ہیں۔ یہ ننگھوں کا زنا ہے۔ اس کی شہوت انگیز آواز کو سنتے ہیں۔ یہ کانوں کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں۔ یہ زبان کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں یہ ہاتھوں کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف چل کر داد دیتے ہیں اور انعام کا روپیہ دیتے ہیں۔ یہ پاؤں کا زنا ہے۔ بعض بدکاری بھی کر لیتے ہیں۔ یہ اصل زنا ہے۔ (اسلامی زندگی ص ۱۵۱)

شادی میں ناچ باجے کا ہونا بعض کے نزدیک اتنا ضروری امر ہے کہ نسبت (یعنی سنگتی) کے وقت طے کر لیتے ہیں کہ ناچ لانا ہوگا ورنہ ہم شادی نہ کریں گے۔ لڑکی والا یہ نہیں خیال کرتا کہ بیجا صرف نہ ہو تو اُسی کی اولاد کے کام آئے گا۔ ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کر لیا مگر یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کر گئی وہاں تو اب اُس کے بیٹھنے کا بھی ٹھکانہ نہ رہا۔ ایک مکان تھا وہ بھی سود میں گیا اب تکلیف ہوئی جو میاں بی بی میں لڑائی ٹھنی اور اس کا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہو گئی، یہ شادی ہوئی یا اعلان جنگ۔ ہم نے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے بے شک خوشی کرو مگر حد سے گزرنا اور حد و شرع سے باہر ہو جانا کسی عاقل کا کام نہیں۔

ولیمہ سنت ہے (4) بنیت اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیمہ کرو خویش و اقارب اور دوسرے مسلمانوں کو

(4) اعلیٰ حضرت، امام، اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

دعوت ولیمہ کا قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے جبکہ وہاں کوئی معصیت مثل حرامیہ وغیرہ نہ ہو نہ اور کوئی مانع شرعی ہو، اور اس کا قبول وہاں جانے میں ہے، کھانے نہ کھانے کا اختیار ہے باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے جبکہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اس سے زیادہ اہم کام ہو، اور خاص اس کی کوئی دعوت کرے تو قبول کرنے نہ کرنے کا اسے مطلق اختیار ہے۔
ردالمحتار میں ہے:

دعی الی الولیمة ہی طعام العرس وقیل الولیمة اسم لکل طعام وفی الہندیۃ عن التمر تاشی اختلف فی اجابۃ الدعوة وقال بعضهم واجبة لا یسع ترکها وقال العامة ہی سنة والافضل ان یجیب اذا کانت ولیمة والافہو مخیر والاجابۃ افضل لان فیہا ادخال السرور فی قلب المؤمن واذا اجاب فعل ما علیہ اکل اولاً والافضل ان یأکل لو غیر صائم وفی البنایۃ اجابۃ الدعوة سنة ولیمة او غیرہا وامادعوة یقصد بہا التطاول وانشاء الحمد او ما اشبهہ فلا ینبغی اجابتہا لاسیما اهل العلم اذ ومقتضاہ انہا سنة مؤکدۃ بخلاف غیرہا وصرح شراح الہدایۃ بانہا قریبۃ من الواجب وفی التاتارخانیۃ عن الیمانیۃ لو دعی الی دعوة فالواجب الاجابۃ ان لم یکن ہنالك معصیۃ ولا بدعة والامتناع اسلم فی زماننا الا اذا علم یقیناً ان لا بدعة ولا معصیۃ اہ والظاهر حملہ علی غیر الولیمة لما مر تأمل اھل اللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۱

کسی کو ولیمہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی، اور ولیمہ شادی کی دعوت کا نام ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ہر دعوت طعام ولیمہ کہلاتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں امام ترمذی سے روایت ہے کہ دعوت قبول کرنے میں اختلاف کیا گیا (یعنی اس کی شرعی حیثیت و نوعیت میں ماہرین قانون فقہ کا اختلاف ہے) چنانچہ بعض ائمہ کے نزدیک دعوت قبول کرنا شرعاً واجب ہے، لہذا اس کے ترک کی کوئی گنجائش نہیں لیکن علماء کرام نے فرمایا کہ وہ سنت ہے۔ اور افضل (اور عمدہ) یہ ہے کہ دعوت طعام ضرور قبول کرے بشرطیکہ دعوت ولیمہ ہو ورنہ اسے اختیار ہے کہ

کھانا کھلاؤ۔ بالجملہ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے، اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مخالفت سے بچے اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانِ



(یعنی دعوت قبول کرنے نہ کرنے میں وہ خود مختار ہے) لیکن اجابت بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے دل کی خوشنودی ہے (کہ اس طرح کرنے سے اس کو دلی مسرت ہوگی جو کہ اسلام میں مطلوب ہے) اور جب دعوت قبول کر لے تو پھر جو کچھ اس کی ذمہ داری ہے اسے نبھائے کھانا خواہ کھائے یا نہ کھائے، لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا ضرور کھائے، اور البنا یہ شرح الہدایہ میں ہے کہ اجابت دعوت طعام سنت ہے خواہ دعوت ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوت ہو، رہی وہ دعوت کہ جس سے نام و نمود، نمائش اور فخر و ریا اور قصیدہ گوئی وغیرہ مقصود ہو، تو پھر اس قسم کی دعوت کو قبول نہ کرنا اور مسترد کر دینا ہی زیادہ مناسب ہے خصوصاً اہل علم حضرات کے لئے (یہی زیادہ موزوں ہے) ھ اور اس کا مقتضایہ یہ ہے کہ دعوت ولیمہ سنت مؤکدہ ہے جس کے علاوہ یہ حکم نہیں البتہ شارحین ہدایہ نے یہ تصریح فرمائی کہ دعوت کا حکم واجب کے قریب ہے۔ تا نثار خانیہ میں ینایع کے حوالے سے منقول ہے کہ اگر کسی کو شمولیت دعوت کے لئے مدعو کیا جائے تو اسے قبول کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہاں کوئی گناہ اور بدعت کا کام نہ ہو، اور ہمارے زمانے میں زیادہ سلامتی اسی میں ہے کہ دعوت میں شمولیت سے باز رہے۔ ہاں البتہ اگر اسے قوی یقین ہو کہ وہاں کوئی گناہ اور بدعت نہیں (تو پھر ضرور شریک ہو) اور ظاہر یہ ہے کہ اسے غیر ولیمہ پر حمل کیا جائے۔ اس وجہ سے جو بات گزر چکی۔ غور و فکر کیجئے اھ و اللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، ص ۶۵۹، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

فت حنفی کی عالم بنانے والی کتاب



فیضانِ شریعت

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی عارضی علیہ السلام
علی مدنی سنی سنی تہذیبی

شراح

مفت محمد ناصر الدین ناصر علیہ السلام

یوسف نازکیٹ ۰ غزنی سٹیٹ
اردو بازار ۰ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگریسو بکس

جميع حقوق الطبع محفوظة للناسر
جميعه حقوق ناسر محفوظ هيس

فيضان شريعت

شرح
بہار شريعت

مفت
حضرت مولانا محمد امجد علی
علی دہلوی

شرح
ڈاکٹر محمد ناصر الدین ناصر دہلوی



مئی 2017

آر۔ آر پرنٹرز

النافع گرافکس

600/-

چونہری غلام رسول۔ میاں جواد رسول
میاں شہزاد رسول

/= روپے

باراول

پرنٹرز

سرورق

تعداد

ناشر

قیمت

ملنے کے پتے

المسلم بک ٹریڈو

042-37112941
0323-8836776

ملت پبلی کیشنز

Ph: 051-2254111

E-mail: millat_publication@yahoo.com

شوروم ملت پبلی کیشنز
دکان نمبر 5- مکتبہ سنٹر نیوار دو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

صفحہ	عنوانات
	طلاق کا بیان
11	احادیث
11	حکیم الامت کے مدنی پھول
12	حکیم الامت کے مدنی پھول
12	حکیم الامت کے مدنی پھول
13	حکیم الامت کے مدنی پھول
14	حکیم الامت کے مدنی پھول
15	حکیم الامت کے مدنی پھول
16	احکام فقہیہ
19	رجوع کرنا واجب
20	عائل، بالغ ہونا شرط
20	نشہ میں طلاق
26	مسائل طلاق بذریعہ تحریر
27	صریح و کنایہ کا بیان
28	صریح کا حکم:
28	کنایہ کی تعریف:
28	کنایہ کی مثال:
28	کنایہ کا حکم:

صریح کا بیان اضافت کا بیان

غیر مدخولہ کی طلاق کا بیان

42

کنایہ کا بیان

کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں
طلاق سپرد کرنے کا بیان

47

احادیث

51

52

حکیم الامت کے مدنی پھول

52

احکام فقہیہ

55

مجلس بدلنے کی صورتیں

57

تعلیق کا بیان استثنا کا بیان

طلاق مریض کا بیان

84

رجعت کا بیان

حلالہ کے مسائل

100

خودکشی کی مذمت میں چار فرامین مصطفیٰ:

106

ایلا کا بیان خلع کا بیان

حکیم الامت کے مدنی پھول

123

بلاعذر شرعی شوہر سے طلاق مانگنا

123

ظہار کا بیان

آیت مبارکہ کی مختصر وضاحت

135

مسائل فقہیہ

137

کفارہ کا بیان

143

حکیم الامت کے مدنی پھول

145

مسائل فقہیہ

لعان کا بیان

154

حکیم الامت کے مدنی پھول

155

احادیث

155

حکیم الامت کے مدنی پھول

156

حکیم الامت کے مدنی پھول

157

حکیم الامت کے مدنی پھول

159

حکیم الامت کے مدنی پھول

160

حکیم الامت کے مدنی پھول

161

مسائل فقہیہ

عین کا بیان

170

مسائل فقہیہ

عدت کا بیان

179

احادیث

179

حکیم الامت کے مدنی پھول

180

مسائل فقہیہ

سوگ کا بیان

189

احادیث

189

حکیم الامت کے مدنی پھول

190

حکیم الامت کے مدنی پھول

190

حکیم الامت کے مدنی پھول

191

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول
حکیم الامت کے مدنی پھول
مسائل فقہیہ

192

192

194

ثبوت نسب کا بیان

مسائل فقہیہ
بچہ کی پرورش کا بیان
حکیم الامت کے مدنی پھول
حکیم الامت کے مدنی پھول
مسائل فقہیہ
لڑکیوں کی تعلیم:

205

209

209

210

212

221

نفقہ کا بیان

احادیث

227

227

227

230

231

231

232

233

238

238

264

264

اہل خانہ پر خرچ کرنے کا ثواب
اس بارے میں احادیث مبارکہ:
حکیم الامت کے مدنی پھول
حکیم الامت کے مدنی پھول
حکیم الامت کے مدنی پھول
حکیم الامت کے مدنی پھول
مسائل فقہیہ

جواب سوال دوم

اقول وبالله التوفیق وہ الوصول الی ذری التتبع
جانوروں پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنا کیسا؟
گدھے کی نصیحت:



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
طلاق کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيْحٍ بِاِحْسَانٍ) (1)

طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دوبار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھائی) کے ساتھ چھوڑ دینا۔

اور فرماتا ہے:

(فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہَا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہَا اَنْ يَتَوَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ یُفِیْمَا حُدُودَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ یُبَيِّنُہَا لِقَوْمٍ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲۰﴾) (2)

پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو اُن دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کر لیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ اللہ (عزوجل) کے حدود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو سمجھ دار ہیں۔

اور فرماتا ہے:

(وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا

(1) پ ۲، البقرة: ۲۲۹

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور رجعت کرتا رہے گا ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کر لے گا پھر طلاق دے دے گا اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ طلاق رجعی دوبار تک ہے اس کے بعد طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں۔

(2) پ ۲، البقرة: ۲۳۰

تَمْسِكُوهُنَّ صَرَازًا لَتَعْتَدُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا
نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٢١﴾ (3)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہونے لگے تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا خوبی کے ساتھ
چھوڑ دو اور انہیں ضرر دینے کے لیے نہ روکو کہ حد سے گزر جاؤ اور جو ایسا کریگا اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ
(عزوجل) کی آیتوں کو ٹھٹھانہ بناؤ اور اللہ (عزوجل) کی نعمت جو تم پر ہے اُسے یاد کرو اور وہ جو اُس نے کتاب و حکمت تم
پر اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) ہر شے کو جانتا ہے۔
اور فرماتا ہے:

(وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ
بِالْعُرُوفِ ذَلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَمْ آذَنٌ لَكُمْ وَأَظْهَرُ وَاللَّهُ
يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٢٢﴾ (4)

اور جب عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے دلیوا انہیں شوہروں سے نکاح
کرنے سے نہ روکو جب کہ آپس میں موافق شرع رضا مند ہو جائیں۔ یہ اُس کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ
(عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ سُخرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ (عزوجل) جانتا ہے
اور تم نہیں جانتے۔



احادیث

حدیث ۱: دارقطنی معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کوئی چیز اللہ (عزوجل) نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہ کی۔ (1)

حدیث ۲: ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (2)

حدیث ۳: امام احمد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر کو بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبہ والا اُس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے۔ اُن میں ایک آکر کہتا ہے میں نے یہ کیا، یہ کیا۔ ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے میں نے مرد اور عورت میں جدائی ڈال دی۔ اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے، ہاں تو ہے۔ (3)

(1) سنن الدارقطنی، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۹۳۹، ج ۴، ص ۴۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی غلام کو آزاد کرنا مستحب ہے مگر دیگر مستحبات سے افضل داعی ہے کیونکہ اس سے ایک جان کو غلامی سے نجات دینا ہے اسے جانوروں کی حد سے نکال کر انسانی حدود میں داخل کرنا ہے۔

۲۔ یعنی بلا ضرورت طلاق دینا اگرچہ جائز ہے مگر رب تعالیٰ کو ناپسند ہے ورنہ کبھی طلاق دینا مستحب یا واجب بھی ہوتی ہے، چنانچہ فی سبقتہ فاجرہ رب کی ناشکری بیوی کو طلاق دے دینا بہتر ہے، حضرت ابو حفص بخاری فرماتے ہیں کہ کل قیامت میں اگر میں رب تعالیٰ سے اس حار میں ملوں کہ میری مطلقہ بیوی کا مہر میرے گلے میں لٹکا ہو اس سے بہتر ہے کہ بے نمازی بیوی میرے نکاح میں رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کرنا دوسرے دنیاوی کاروبار بلکہ نوافل عبادت سے افضل ہے یہی احناف کا مذہب ہے۔ (مرقات) لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر طلاق رب تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی بیوی کو طلاق کیوں دلوائی تھی؟ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی سودہ کو طلاق دینے کا ارادہ کیوں فرمایا، یا امام حسن رضی اللہ عنہ نے بہت نکاح کیوں کیے اور بہت طلاقیں کیوں دیں کیونکہ طلاق رب تعالیٰ کو ناپسند بھی ہے اور پسند بھی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۱۲)

(2) سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب کرہیۃ الطلاق، الحدیث: ۲۱۷۸، ج ۲، ص ۳۷۰

(3) المسند، للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: ۱۳۳۸۳، ج ۵، ص ۵۲

حدیث ۴: ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ہر طلاق واقع ہے مگر معتوہ (یعنی بوہرے) کی اور اُس کی جس کی عقل جاتی رہی یعنی مجنون کی۔ (4)

حدیث ۵: امام احمد و ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ و دارمی و ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (5)

حدیث ۶: بخاری و مسلم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زوجہ کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس واقعہ کو ذکر کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس پر غضب فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اُس سے رجعت کر لے اور روکے رکھے یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے۔ اس کے بعد اگر طلاق دینا چاہے تو طہارت کی حالت میں جماع سے پہلے طلاق دے۔ (6)

(4) جامع الترمذی، أبواب الطلاق، باب ما جاء في طلاق المعتوه، الحدیث: ۱۱۹۵، ج ۲ ص ۳۰۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ غالباً مغلوب العقل معتوہ کی تفسیر ہے اور یہ عطف تفسیری ہے ہو سکتا ہے کہ معتوہ وہ جس کی عقل میں فتور ہو اور مغلوب العقل بالکل دیوانہ حضرت علی امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ نشہ والے کی طلاق واقعی ہو جاوے گی اگرچہ وہ بے عقل ہو چکا ہو جب کہ اس نے گناہ کے طور پر نشہ کیا اسی لیے اس پر نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔ بچہ، دیوانہ، سوتے ہوئے بے ہوش کی طلاق نہیں ہوتی۔

۲۔ اس حدیث کی تائید میں بہت زیادہ احادیث بخاری ابن ابی شیبہ وغیرہ میں آئی ہیں اگر تفصیل دیکھنا ہو تو یہاں مرقات کا مطالعہ کیجئے، لہذا اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہو مگر دوسری احادیث کی تائید سے قوی ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۰۵)

(5) جامع الترمذی، أبواب الطلاق، باب ما جاء في المختلعات، الحدیث: ۱۱۹۰، ج ۲ ص ۳۰۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں باس سے مراد سختی ہے، مازائدہ ہے یعنی جو بغیر سخت تکلیف کے طلاق مانگے۔

۲۔ یعنی ایسی عورت کا جنت میں جانا تو کیا ہی ہوگا وہاں کی خوشبو بھی نہ پائے گی اس سے مراد ہے اولیٰ داخلہ ورنہ آخر کار سارے مومن جنت میں پہنچیں گے اگرچہ کیسے ہی گنہگار ہوں لہذا یہ حدیث شفاعت کے خلاف نہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ ایسی عورت جنت میں پہنچ کر بھی وہاں کی خوشبو سے محروم رہے گی جیسے یہاں نزلہ و زکام والا آدمی پھول ناک پر رکھ کر بھی خوشبو نہیں پاتا۔ (مرقات) مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۹۸)

(6) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الطلاق، الحدیث: ۴۹۰۸، ج ۳ ص ۲۵۷

حدیث ۷: نسائی نے محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں ایک ساتھ دے دیں اس کوئن کر غصہ میں کھڑے ہو گئے اور یہ فرمایا کہ کتاب

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اس حالت میں طلاق دی جب بیوی کو حیض آ رہا تھا۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو بحالت حیض طلاق دینا حرام ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض نہ ہوتے اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔

۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بحالت حیض طلاق دینا اگرچہ حرام ہے مگر وہ طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ رجوع کرنے کے کیا معنی؟ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک یا دو طلاق رجعی ہوتی ہیں کہ عدت کے اندر خاندن رجوع کر سکتا ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۴۔ یعنی طلاق والے حیض کے بعد جو طہر آئے اس میں طلاق نہ دیں بلکہ اس طہر کے بعد حیض آئے پھر اس دوسرے حیض کے بعد جو طہر آئے اس میں طلاق دیں۔ بعض علماء کا یہ بھی مذہب ہے کہ حیض میں طلاق دینے والا اس طلاق سے رجوع کرے پھر اگر طلاق دینا چاہے تو اس کے متصل طہر میں بھی طلاق نہ دے یہ طہر اس طلاق والے حیض کے تابع ہے اگر طہر میں طلاق دے گا تو گویا حیض ہی میں طلاق دے رہا ہے مگر حق یہ ہے کہ اس متصل طہر میں طلاق دے سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی اس لیے تھا کہ شاید اس طہر میں ساتھ رہنے بسنے سے دل مل جائے اور پھر طلاق کی ضرورت پیش نہ آئے یہ مشورہ مصلحت کی بنا پر ہے اس کی اور بھی حکمتیں بیان کی گئی ہیں مگر یہ زیادہ قوی ہے۔ (از نو دی شرح مسلم و مرقات و لمعات) غرض کہ یہ حکم شرعی نہیں بلکہ رائے ہے جس پر عمل مستحب ہے۔

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طہر میں طلاق دینا ہو اس میں عورت سے صحبت نہ کرے یہ ہی فقہاء فرماتے ہیں۔

۶۔ یعنی قرآن کریم جو فرماتا ہے: "فَطَلِّقُوهُنَّ رِعَظْنِهِنَّ" اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ طلاق طہر میں دو اور طہر بھی وہ ہے جس میں صحبت نہ کی ہو۔ خیال رہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رِعَظْنِهِنَّ کا لام بمعنی فی نہیں بلکہ بمعنی اجل ہے یعنی نہیں عدت کے لحاظ سے طلاق دو صحبت سے خالی طہر میں تا کہ عدت معلوم رہے کہ اس کی عدت حیض ہے یا وضع حمل، امام شافعی کے ہاں یہ لام بمعنی فی ہے یعنی انہیں عدت کے زمانہ میں طلاق دو اس بنا پر وہ فرماتے ہیں کہ عدت غیر حاملہ کی طہر ہے ہمارے ہاں حیض۔

۷۔ معلوم ہوا کہ حاملہ عورت کو طلاق دینا جائز ہے اس کی عدت حمل جن دینا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ رجعت میں عورت کی رضا ضروری نہیں اگر عورت رجوع سے ناراض بھی ہو خاندن رجوع کر سکتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ"۔ خیال رہے کہ بہتر یہ ہی ہے کہ مرد صرف ایک ہی طلاق دے وہ بھی ایسے طہر میں جس میں صحبت نہ ہوئی ہو اور اگر تین طلاقیں دینا ہی ہوں تو ہر طہر میں ایک طلاق دے، عدت پہلی طلاق سے شروع ہوگی، ایک دم تین طلاقیں دے دینا حرام ہے لیکن اگر دے دیں تو واقع ہو جائیں گی جیسے بحالت حیض طلاق دینا حرام لیکن اگر دے تو واقع ہو جائے گی اس کے لیے ہماری کتاب "طلاق الادلہ فی الطلاق" کا مطالعہ کیجئے۔

اللہ سے کھیل کرتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر ابھی موجود ہوں۔ (7)

حدیث ۸: امام مالک مؤطا میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا میں نے اپنی عورت کو سو ۱۰۰ طلاقیں دے دیں آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ تیری عورت تین طلاقوں سے بائن

(7) سنن النسائي، کتاب الطلاق، الثلاث المجموعۃ وما فیہ من التغلیظ، الحدیث: ۳۳۹۸، ص ۵۵۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ انصاری دہلی ہیں، بعض نے فرمایا کہ صحابی ہیں، بعض نے فرمایا کہ تابعی ہیں، ۹۶ھ میں وفات پائی، شیخ نے فرمایا کہ امام بخاری نے انہیں صحابی فرمایا ہے امام مسلم نے تابعی کہا صحیح قول امام بخاری کا ہے۔ (اشعہ)

۲۔ اس طرح کہ ایک ہی مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دے دیں یا اس طرح کہہ دیا تجھے تین طلاق یا اس طرح کہ کچھ طلاق، طلاق، طلاق۔

۳۔ کیونکہ اس طرح طلاق دینا بدعت ہے چاہیے یہ کہ اگر تین طلاقیں دینا ہی ہوں تو ہر طہر میں ایک طلاق دے تین طہروں میں تین طلاقیں اور بہتر یہ ہے کہ صرف ایک ہی طلاق دے تین طلاق دے ہی نہیں۔

۴۔ اس میں انتہائی غضب کا اظہار ہے یعنی تین طلاقیں یکدم دینا کتاب اللہ کا مذاق اڑانا ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَطْلُقْ مَرْءًا مَرَّةً" یہ ایک دم طلاقیں دے رہا ہے۔ خیال رہے کہ امام ابوحنیفہ، شافعی، احمد، مالک اور جمہور علماء کے نزدیک بیک وقت تین طلاقوں سے تین ہی واقع ہوتی ہیں مگر ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس سے ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی، طاؤس کہتے ہیں کہ اس سے ایک طلاق ہوتی ہے، جمہور علماء کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے "وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهُ يُخْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا" دیکھو قرآن کریم نے طلاقیں جمع کرنے کو ظلم قرار دیا اور باعث ندامت مگر طلاقیں واقع مان لیں نیز بہت سی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے یک دم تین طلاقوں سے تین ہی واقع ہوتی ہیں ابھی گزر چکا کہ ابورکانہ سے حضور نے قسم لی کہ کیا تم نے صرف ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی؟ اس کی پوری اور نفیس تحقیق ہماری کتاب طلاق الادلہ میں دیکھئے۔

۵۔ شاید یہ صاحب اجازت قتل مانگنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے آپ کا خیال یہ ہوا ہوگا کہ کتاب اللہ سے کھیلنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچانا کفر ہے اور مسلمان کا کفر ارتداد ہوتا ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے مگر ان کے قتل کی اجازت نہ دی گئی کیونکہ حضور کو دکھ پہنچانا اور آپ کو رنجیدہ کرنے کی غرض سے کوئی کام کرنا تو کفر ہے مگر کسی کے کسی کام سے حضور کو دکھ پہنچانا جانا کفر نہیں دکھ پہنچانے اور پہنچ جانے میں بڑا فرق ہے، مسلمان کے گناہ سے حضور کو صدمہ ہوتا ہے "عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ" مگر گناہ کفر نہیں ہوتا اس شخص نے یہ کام نادانی سے کیا تھا نہ کہ حضور کو صدمہ پہنچانے کے لیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں ایک دم دے دینا برا ہے لیکن اس سے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی جیسے بحالت حیض طلاق دینا حرام ہے مگر اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے ایک دم تین طلاقیں دینا اس لیے بھی برا ہے کہ اس میں پھر دوبارہ رجوع کا موقع نہیں ملتا پھر خاوند چھٹاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۱۰)

ہو گئی اور ستانوں کے طلاق کے ساتھ تو نے اللہ (عزوجل) کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا۔ (8)



(8) الموسطی امام مالک، کتاب الطلاق، باب ما جاء فی البتہ، الحدیث: ۱۱۹۲، ج ۲، ص ۹۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی اور اگر کوئی شخص ہزار یا لاکھ طلاقیں دے دیں تو تین تو واقع ہو جائیں گی باقی لغو جائیں گی یہ ہی علماء امت کا قول ہے اس پر تمام آئمہ متفق ہیں وہ جو مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نیز صدیق اکبر کے زمانہ اور شروع خلافت فاروقی میں ایک دم تین طلاقیں ایک مانی جاتی تھیں پھر فاروق اعظم نے انہیں تین طلاق قرار دیا وہاں تو یہ مراد ہے کہ کوئی شخص تین طلاق اس طرح دیتا کہ تجھے طلاق ہے، طلاق، طلاق، دوسری دو طلاقیں سے پہلی طلاق کی تاکید کرنا تھا اور کوئی شخص اپنی غیر مدخولہ بیوی جس سے صرف نکاح ہوا ہو رخصت نہ ہوئی ہو اس سے کہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق تو اس سے صرف ایک طلاق پہلی ہی واقع ہوگی دوسری دو طلاقیں واقع نہ ہوں گی کیونکہ غیر مدخولہ عورت پر عدت نہیں ہوگی وہ پہلی طلاق سے ہی نکاح سے بالکل ہی خارج ہو گئی، عہد فاروقی میں حالات بدل چکے تھے لوگ اپنی مدخولہ بی بی کو تین طلاقیں ہی دیا کرتے تھے لہذا حضرت فاروق اعظم کا فرمان عالی نہایت ہی درست و صحیح تھا ورنہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قانون جاری فرماتے اور تمام صحابہ کرام خاموش رہتے لہذا حکم یہ ہی ہے کہ جو شخص اپنی مدخولہ بیوی کو جس سے خوت کر چکا ہو تین طلاقیں ایک دم دے تو تین ہی واقع ہوں گی۔ اس جگہ مرقات نے اس کے متعلق قریباً پندرہ بیس حدیثیں نقل فرمائیں کہ تین طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی اور اس کے خلاف متعدد جوابات دیئے، نیز ہم نے اپنی کتاب طلاق الادلۃ فی احکام الطلاق الشلثہ میں اس کی بہت تحقیق کی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے غرض یہ ہی حق ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوں گی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۲۱۱)

احکام فقہیہ

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اٹھانے کو طلاق کہتے ہیں اور اس کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اسے بائن کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ عدت گزرنے پر باہر ہوگی، اسے رجعی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے (1) اور وجہ شرعی ہو تو مباح (جائز) (1A) بلکہ بعض

(۱) اعلیٰ حضرت، امام ابسن، مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

شیء واحد میں و حشر کا وجہ سے مجتمع ہو، کچھ بعید نہیں، طلاق فی نفسہ حلال ہے، اور از انجا کہ شرع کو اتفاق محبوب اور افتراق مبغض ہے، بے حاجت یا ریت مکتوب ہے، حدیث میں ان دونوں چیزوں کے اجتماع کی طرف صاف اشارہ فرمایا گیا:

بعض الحلال فی اللہ مطلق۔

حال چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں طلاق ناپسندیدہ ترین ہے (ت)۔

(۱) سنن ابوداؤد باب کربیۃ الطلاق کتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۹۶

حدس بھی فرمایا اور مبغض بھی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۳۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(1A) اعلیٰ حضرت، امام ابسن، مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

در بہت حدت عدم، رامہ ۳ قول ست: یکے آنکہ مضیق مباح ست گو بے سبب محض باشد مثنیٰ علیہ العلامة الغزلی فی متن التویر و عدم شارح

اعمر سے لغزنی اللہ حقول العزائم و ادنیٰ العلامة المذہب۔ دوم آنکہ جبروج پیروی زن یا آوارگی و بد وضعی او اباحت نہ دارد و حقول ضعیف کہ

فی رد المحتار سوم آنکہ حاجتے باشد مباح ست ورنہ ممنوع ہمیں صحیح و مؤید بدلائل ست صحیح العلامة المحقق علی الاطلاق فی الفتح و البصر لہ خاتم

محققین عدست الشاہی برہمین استنادتہ ایں جا کہ آوارگی زناں محقق ست ہر سہ قول بر اباحت خلاق متفق آمد بلکہ چون فسق و ارتکاب

چیز سے از محرمات ثابت شود طلاق مستحب گرد و فی الدر المختار علی۔ مستحب لومو ذیہ اذ تارکہ صلوة کذا فی الغایۃ اللہ فی رد المحتار و الظاہر ان ترک

غفر کث غیر الصلوۃ کا صلوة ۲۔ او واجب نیست اگر شوئے دادن نخواہد بدنی الدر المختار لا سبب علی الزوج تطبیق الفاجرة ۳۔ واللہ تعالیٰ

صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اُس کا مہر میرے ذمہ باقی ہو، اس حالت کے ساتھ دربار خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا بیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچاتا ہے۔ (2)

مسئلہ ۲: طلاق کی تین قسمیں ہیں: (۱) حسن۔ (۲) احسن۔ (۳) بدی۔ جس طہر میں (پاکی کے ایام میں) وطی نہ کی ہو اُس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدت گزر جائے، یہ احسن ہے۔ اور غیر موطوہ کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو یا موطوہ (ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو) کو تین

اپنی کتاب بحر میں دھوی کیا ہے کہ یہی حق اور یہی مذہب ہے۔ دوسرا (۲) یہ کہ بیوی کے بڑھاپے یا اس کی آوارگی یا بد وضعی کے بغیر شوہر کے لئے طلاق دینا مباح نہیں ہے، یہ ضعیف قول ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے۔ تیسرا (۳) قول یہ ہے کہ اگر شوہر کو طلاق کی کوئی حاجت ہے تو مباح ہے ورنہ ممنوع ہے، یہی قول صحیح اور دلائل سے مؤید ہے۔ علامہ محقق نے فتح القدیر میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ خاتمہ الحقیقین شامی نے اس کا دفاع کیا ہے جس سے اس کی صحت مستفاد ہوتی ہے، مسئلہ صورت میں جب آوارگی پائی جاتی ہے تو تینوں اقوال پر طلاق کا مباح ہونا محقق ہے بلکہ عورت کا فسق اور کسی حرام فعل کا ارتکاب ثابت ہے تو طلاق مستحب ہے۔ درمختار میں ہے: بلکہ عورت اگر موذی ہے یا نماز کو ترک کرنے کی عادی ہے تو مستحب ہے غایہ میں اسی طرح ہے، اور رد المحتار میں ہے کہ نماز کے علاوہ دیگر فرائض کا ترک بھی نماز کی طرح ہے، تاہم اس صورت میں طلاق دینا واجب نہیں ہے اگر خاوند طلاق نہ دینا چاہے تو نہ دے۔ درمختار میں ہے کہ فاسقہ عورت کا طلاق دینا خاوند پر واجب نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۲۱-۳۲۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) رد المحتار، کتاب الطلاق، ج ۲، ص ۴۱۳-۴۱۴، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام، ہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: اگر عورت پر کوئی شبہ ہو یا ذہ عاصیہ ہو یا نماز نہ پڑھتی ہو یا بوڑھی ہو گئی ہو اور اُسے قسم بین النساء سے بچنا ہو تو ان سب صورتوں میں طلاق بلا کراہت جائز و مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں مستحب، علماء فرماتے ہیں کہ اگر عورت نماز نہ پڑھے اور یہ ادائے مہر پر قادر نہ بھی ہو جب بھی طلاق دے دینی چاہئے کہ

لان (ف) یلقی اللہ ومہرہا فی عنقہ خیر لہ من ان یعاشر امرأۃ لا تصلی کما فی الخانیۃ والغنیۃ وغیرہا ۴۔
(۳) رد المحتار کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۱۶

اللہ تعالیٰ کے ہاں پیشی میں بیوہ کا ہر شوہر کے گلے میں پڑا ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ بے نماز عورت سے معاشرت جاری رکھے، جیسا کہ خانیہ، غنیہ وغیرہا میں ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۳۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

طہر میں تین طلاقیں دیں۔ بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں یا تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حاملہ والی ہے یا ایاس کی عمر کو پہنچ گئی تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔ حمل والی یا اس ایاس (ایسی عمر جس میں حیض آتا بند ہو جائے) والی کو وطی کے بعد طلاق دینے میں کراہت نہیں۔ یوہیں اگر اُس کی عمر نو سال سے کم کی ہو تو کراہت نہیں اور نو برس یا زیادہ کی عمر ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو افضل یہ ہے کہ وطی و طلاق میں ایک مہینے کا فاصلہ ہو۔ (2A)

بدی یہ کہ ایک طہر میں دو یا تین طلاق دیدے، تین دفعہ میں یا دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں یا ایک ہی طلاق دی مگر اُس طہر میں وطی کر چکا ہے یا موطوہ کو حیض میں طلاق دی یا طہر ہی میں طلاق دی مگر اُس سے پہلے جو حیض آیا تھا اُس میں وطی کی تھی یا اُس حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر

(2A) اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں

فی الدہ طلاق رجعیہ فقط فی طہر لا وطی فیہ احسن، وطلاقہ لغیر موطوءة ولو فی حیض، ولبوطوۃ تفریق الثلاث فی ثلاثہ اطہار لا وطی فیہا ولا فی حیض قبلہا ولا طلاق فیہ فیمن تحيض وفي ثلثة اشهر فی حق غیرہا حسن ووسی، وحل طلاق الایسۃ والصغیرۃ والحامل عقب وطی لان الکراہۃ فیمن تحيض لتوہم الحبل، والبدعی ما خالفہما والخلع فی الحیض لا یکرہ والنفاس کالحیض اہ ملخصاً۔ قال الشامی قولہ لا وطء فیہ لم یقل منہ لیدخل فی کلامہ ما لو وطئت بشہۃ، فان طلاقہا فیہ حیثئذ بدعی نص علیہ الاسبیجانی،

(۱۔ در مختار کتاب الطلاق مطبع مجتہائی دہلی، ۱/ ۲۱۵ تا ۲۱۷)

اور دُر میں ہے کہ ایک رجعی طلاق ایسے طہر میں جس میں وطی نہ کی ہو فقط وہی احسن طلاق ہے اور غیر موطوہ بیوی کو اگرچہ حیض کے دوران ایک طلاق، دو وطی شدہ کو تین طہروں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جن میں وطی نہ ہوئی اور نہ ایسے طہر سے پہلے حیض میں وطی ہو اور نہ طلاق ہو حیض والی کے لئے، اور تین مہینوں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جن میں وطی نہ ہوئی ہو اور نہ ایسے طہر سے پہلے حیض میں وطی ہو اور نہ طلاق ہو، حیض والی کے لئے، اور تین مہینوں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جس کو حیض نہ آتا ہو تو ایسی طلاقیں حسن اور سنی ہوں گی۔ اور بوزمی، نابالغہ اور حامدہ کو وطی کے بعد طلاق دینا حلال ہے کیونکہ وطی کے بعد طلاق دینا اسلئے مکروہ ہے کہ حمل ٹھہرنے کا احتمال ہوتا ہے جو کہ جوان حیض والی میں ہو سکتا ہے، اور بدعی طلاق وہ ہے جو ان مذکورہ دو قسموں (احسن اور حسن) کے خلاف ہو، اور حیض میں خلع مکروہ نہیں اور نفاس بھی حیض کا حکم رکھتا ہے اھ ملخصاً۔ علامہ شامی نے فرمایا: ماتن کا قول وہ طہر جس میں وطی نہ ہو کہا، یہ نہ کہا کہ اس عائدہ سے وطی نہ ہوئی ہو، یہ اس لئے تاکہ کلام شبہ سے وطی کو بھی شامل ہو سکے، کیونکہ ایسی صورت میں بھی طلاق بدی ہوگی جیسا کہ اس پر اسبیجانی نے نص کی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۵۵۳-۵۵۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

میں طلاق بائن دی۔ (3)

مسئلہ ۳: حیض میں طلاق دی تو رجعت (رجوع کرنا) واجب ہے کہ اس حالت میں طلاق دینا گناہ تھا اگر طلاق دینا ہی ہے تو اس حیض کے بعد طہر گزر جائے پھر حیض آکر پاک ہو اب دے سکتا ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ جماع سے رجعت کی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چھونے سے رجعت کی ہو تو اس حیض کے بعد جو طہر ہے اس میں بھی طلاق دے سکتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے طہر کے انتظار کی حاجت نہیں۔ (4)

مسئلہ ۴: موطؤہ سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں۔ اگر اُسے حیض آتا ہے تو ہر طہر میں ایک واقع ہوگی پہلی اُس طہر میں پڑے گی جس میں وطی نہ کی ہو اور اگر یہ کلام اُس وقت کہا کہ پاک تھی اور اس طہر میں وطی بھی نہیں کی ہے تو ایک فوراً واقع ہوگی۔ اور اگر اس وقت اُسے حیض ہے یا پاک ہے مگر اس طہر میں وطی کر چکا ہے تو اب حیض کے بعد پاک ہونے پر پہلی طلاق واقع ہوگی اور غیر موطؤہ ہے یا اُسے حیض نہیں آتا تو ایک فوراً واقع ہوگی، اگرچہ غیر موطؤہ کو اس وقت حیض ہو پھر اگر غیر موطؤہ ہے تو باقی اُس وقت واقع ہوگی کہ اُس سے نکاح کرے کیونکہ پہلی ہی طلاق

(3) الدر المختار، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۱۹-۴۲۴، وغیرہ

چار امانوں چاروں مذہب کا اجماع ہے کہ تین طلاقیں ایک جگہ ایک وقت ایک ہی دفعہ ایک ہی لفظ میں واقع ہو جاتی ہیں۔

قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بآنت امرأتک وعصیت ربک ان لم تتق اللہ فلم یجعل لک مفرجا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تیری بیوی بائنے طلاق والی ہو گئی ہے اور تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے، مگر تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف نہ کرے گا تو پھر تیرے لئے اللہ تعالیٰ کوئی سبیل نہ فرمائے گا۔ (ت) (۱- سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب نسخ امر اجبت بعد التسلیقات الثلاث، آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۹/۱) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۲۰۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)۔

(4) الجوهرة البیضاء، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص ۴۱، وغیرہ

رجوع کرنا واجب

حیض کی حالت میں طلاق دینا گناہ ہے اور اگر ایک یا دو طلاقیں رجعی دی ہوں تو رجوع کرنا واجب ہے۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دی تو نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں طلاق سے رجوع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ رجوع کر کے پھر طہر یعنی پاکی کے دن گزر جائیں۔ پھر حیض کے دن آئیں پھر جو دن پاکی کے آئیں ان میں طلاق دے (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۸۳) لہذا جو شخص حیض کی حالت میں عورت کو یک یا دو طلاقیں دے تو اس پر لازم ہے کہ رجوع کرے کہ اس حالت میں طلاق دینا گناہ تھا اگر طلاق دینی ہے تو اس حیض کے بعد پاکی کے دن گزر جائیں پھر حیض آکر پاک ہو تو اب طلاق دے یہ حکم اُس وقت ہے کہ جماع سے رجعت کی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چھونے سے رجعت کی ہو تو اس حیض کے بعد جو طہر ہے اس میں بھی طلاق دے سکتا ہے اس کے بعد دوسرے طہر (پاکی کے دنوں) کے انتظار کی حاجت نہیں۔

سے بائن ہو گئی اور نکاح سے نکل گئی دوسری کے لیے محل نہ رہی اور اگر موطوہ ہے مگر حیض نہیں آتا تو دوسرے مہینے میں دوسری اور تیسرے مہینے میں تیسری واقع ہوگی اور اگر اس کلام سے یہ نیت کی کہ تینوں ابھی پڑ جائیں یا ہر مہینے کے شروع میں ایک واقع ہو تو یہ نیت بھی صحیح ہے۔ (5) مگر غیر موطوہ میں یہ نیت کہ ہر ماہ کے شروع میں ایک واقع ہو، بیکار ہے کہ وہ پہلی ہی سے بائن ہو جائے گی (یعنی نکاح سے نکل جائے گی) اور محل نہ رہے گی (یعنی طلاق کا محل نہ رہے گی)۔

مسئلہ ۵: طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو، نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا ولی۔ مگر نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ (بھنگ) وغیرہ کسی اور چیز سے۔ افیون کی پینک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں نابالغ ہو یا مجنون، بہر حال طلاق واقع ہوگی۔ (6)

مسئلہ ۶: کسی نے مجبور کر کے اسے نشہ پلا دیا یا حالت اضطراب میں پیا اور نشہ میں طلاق دے دی تو صحیح یہ ہے کہ واقع نہ ہوگی۔ (7)

(5) الدر المختار، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۲۶

(6) الدر المختار، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۲۷-۴۲۸

والفتاویٰ المحدثۃ، کتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فیمن یفعل طلاقہ، ج ۱، ص ۳۵۳

عاقل، بالغ ہونا شرط

نابالغ اور پاگل نہ خود طلاق دے سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے ان کے ولی (سرپرست) دے سکتے ہیں اور یہ طلاق واقع بھی نہ ہوگی کیونکہ طلاق کے لئے شوہر کا عاقل، بالغ ہونا شرط ہے البتہ اگر لڑکی نابالغ یا پاگل ہے لیکن طلاق دینے والا عاقل و بالغ ہے تو طلاق ہو جائے گی۔ نابالغ لڑکے کا باپ جس طرح اپنے بیٹے کا نکاح کر سکا اس طرح طلاق نہیں دے سکتا۔

(7) رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب: فی النشیۃ والافیون والخبخ، ج ۴، ص ۴۲۳

نشہ میں طلاق

اگر کسی نے نشہ پی کر طلاق دی تو ہو جائے گی۔ نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ یا افیون یا چرس یا کسی اور چیز سے۔ بہر صورت طلاق ہو جائے گی۔ البتہ اگر کسی نے اُسے مجبور کر کے یعنی قتل یا عضو کاٹ دینے کی دھمکی یا دھوکے سے نشہ پلا دیا یا حالت اضطراب میں مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور کوئی حلال شے پینے کو نہ تھی تو ایسی حالت میں شراب وغیرہ نشہ کی چیز پی اور اس کے نشہ میں طلاق دی تو واقع نہ ہوگی اور نیند میں دی جانے والی طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

طلاق بخوشی دی جائے خواہ مجبور واقع ہو جائے گی۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق سنگ، شیشہ پر پتھر خوشی سے پھینکے یا جبر سے یا خود

مسئلہ ۷: یہ شرط نہیں کہ مرد آزاد ہو غلام بھی اپنی زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے اور مولیٰ اُس کی زوجہ کو طلاق نہیں ہاتھ سے چھٹ پڑے شیشہ ہر طرح ٹوٹ جائے گا۔ مگر یہ زبان سے الفاظ طلاق کہنے میں ہے، اگر کسی کے جبر و اکراہ سے عورت کو خطرہ میں طلاق لکھی یا طلاق نامہ لکھ دیا اور زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے تو طلاق نہ پڑے گی۔
تویر الابصار میں ہے:

ووقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو مکرھا او مخطئاً۔ وفي رد المحتار عن البحران المراد الا کراه علی تلفظ بالطلاق فلوا کراه علی ان کتب طلاق امراته فتکتب لا تطلق لان الکتابه اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة والحاجة هنا ۱۔

(۱۔ در مختار کتاب الطلاق مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۷) (۲۔ رد المحتار، کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۲۱)
ہر عاقل بالغ خاوند کی طلاق نافذ ہو جائیگی اگرچہ مجبور کیا گیا یا خطا سے طلاق کا کہہ دیا ہو، اور رد المحتار میں بحر سے منقول ہے کہ جبر سے مراد لفظ طلاق کہنے پر جبر کیا گیا ہو، اور اگر اس کو اپنی بیوی کو طلاق لکھنے پر مجبور کیا گیا تو اس نے مجبور ہو کر لکھ دی تو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ کتابت کو حلف کے قائم مقام محض حاجت کی بناء پر کیا گیا ہے اور یہاں خاوند کو حاجت نہیں ہے۔ (ت)
مگر یہ سب اس صورت میں جبکہ اکراہ شرعی ہو کہ اُس سے ضرر رسائی کا اندیشہ ہو اور ذہا یداء پر قادر ہو صرف اس قدر کہ اُس نے اپنے سخت اصرار سے مجبور کر دیا اور اس کے لحاظ پاس سے اسے لکھتے بنی، اکراہ کے لئے کافی نہیں ہوں لکھے گا تو طلاق ہو جائے گی کمالاً مخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۸۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
آگے مزید ارشاد فرماتے ہیں:

لوگ کسی کے اصرار کو بھی جبر کہتے ہیں، یہ جبر نہیں، اگر ایسے جبر سے نشہ کی چیز پی اور اس نشہ میں طلاق دی بلاشبہ بالاتفاق ہوگی، ہاں اگر جبر و اکراہ شرعی ہو۔ مثلاً قتل یا قطع عضو کی دھمکی دے جس کے نفاذ پر یہ اسے قادر جانتا ہو، یا یوں کہ کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر منہ چیر کر حق میں شراب ڈال دی تو یہ صورت ضرور جبر کی ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ اس نشہ میں اگر طلاق دے نہ پڑے گی۔
در مختار میں ہے:

اختلف التصحيح فيمن سكر مكرها او مضطرا ۱۔

جس شخص نے مجبور ہو کر یا مضطرب حالت میں نشہ آور چیز کو استعمال کیا اور اسی نشہ میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو ایسے شخص کی طلاق میں تصحیح مختلف ہے (ت) (۱۔ در مختار کتاب الطلاق مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۷)
رد المحتار میں ہے:

صح في التحفة وغيرها عدم الوقوع وفي النهر عن تصحيح القيدوري انه التحقيق ۲۔ ملخصاً. والله تعالى اعلم (۲۔ رد المحتار، کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۲۳)

تحفہ وغیرہ میں طلاق واقع نہ ہونے کو صحیح قرار دیا گیا ہے، اور نہر میں قدوری کی تصحیح بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہی تحقیق ہے، ۱۔

دے سکتا۔ اور یہ بھی شرط نہیں کہ خوشی سے طلاق دی جائے بلکہ اکراہ شرعی (8) کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ (9)

مسئلہ ۸: الفاظ طلاق بطور ہزل کہے یعنی اُن سے دوسرے معنی کا ارادہ کیا جو نہیں بن سکتے جب بھی طلاق ہو گئی۔ یوہیں خفیف العقل (کم عقل) کی طلاق بھی واقع ہے اور یوہرا مجنون کے حکم میں ہے۔ (10)

مسئلہ ۹: گوئی نے اشارہ سے طلاق دی ہو گئی جبکہ لکھنا نہ جانتا ہو، اور لکھنا جانتا ہو تو اشارہ سے نہ ہوگی بلکہ لکھنے سے ہوگی۔ (11)

مسئلہ ۱۰: کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہے، زبان سے لفظ طلاق نکل گیا یا لفظ طلاق بولا مگر اس کے معنی نہیں جانتا یا سہواً (بھول کر) یا غفلت میں کہا ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہو گئی۔ (12)

واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۸۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(8) یعنی کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو نے طلاق نہ دی تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا اور یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے کر گزرے گا۔

(9) الجوهرة النيرة کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص ۳۱

(10) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب: فی المسائل التي تصح مع الاكراه، ج ۴، ص ۳۳۱-۳۳۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
در مختار میں فرمایا:

تلفظ به (ای بالطلاق) غیر عالم بمعناہ او غافلا او ساهیا او بالفاظ مصحفۃ یقع قضاء فقط بخلاف الهازل واللاعب فانه یقع قضاء و دیانۃ لان الشارع جعل هزله به جدانہ فتح.

(۱) در مختار کتاب الطلاق مطبع مہتابی دہلی ۱/۲۱۷

معنی معلوم نہ ہونے یا غفلت یا بھول کر، یا غلط تلفظ کی صورت میں طلاق کا لفظ بولا تو صرف قضاء طلاق ہوگی، اس کے برخلاف جبکہ مذاق اور کھیل کے طور پر لفظ طلاق بولے تو قضاء و دیانۃ دونوں طرح طلاق ہو جائی گی کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلاق میں مذاق کو قصداً طلاق کا حکم دیا ہے۔ فتح۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۲۲۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(11) فتح القدیر، کتاب الطلاق، فصل، ج ۳، ص ۳۳۸

(12) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

یعنی علم بمعنی دوم طلاق بھی ضرور ہے، اگر وہ صورت پائی جائے کہ اس کے جہل میں معذور ہو جیسے جہل با حکم بوجہ جہل باللسان تو دیانۃ طلاق نہ ہوگی،

مسئلہ ۱۱: مریض جس کا مرض اس حد کو نہ پہنچا ہو کہ عقل جاتی رہے اُس کی طلاق واقع ہے۔ کافر کی طلاق واقع

نہر الفائق میں ہے:

اراد انہ شرط للوقوع قضاء و دیانۃ لخرج مالا یقع بہ لاقضاء و لادیانۃ کمن کرد مسائل الطلاق و مایقع بہ قضاء فقط کمن سبق لسانہ لانہ لایقع فیہ دیانۃ ۲۔ اہ قلت فقولہ قضاء و دیانۃ ای معاً ای ہو شرط لان یقع دیانۃ ایضاً کیا یقع قضاء و لو بدو نہ فافہم۔

ان کی مراد یہ ہے کہ وہ قضاء و دیانۃ وقوع طلاق کے لیے شرط ہے تو اس سے وہ صورت خارج ہے جس میں قضاء و دیانۃ واقع نہ ہو، جیسے کوئی شخص مسائل طلاق کا تکرار کرے اور وہ صورت بھی خارج ہے جس میں صرف قضاء واقع ہو، جیسے غلطی سے کہہ دیا ہو تو اس میں دیانۃ واقع نہ ہوگی، اہ قلت اس کے قول قضاء و دیانۃ کا مطلب یہ ہے کہ قضاء و دیانۃ دونوں اکٹھی یعنی یہ شرط دیانۃ وقوع کے لیے بھی ہے جس طرح قضاء بغیر دیانۃ کے لیے شرط ہے اسے سمجھو۔ (۲ نہر الفائق)

البتہ قاضی دعویٰ جہل نہ مانے گا اور حکم طلاق دے گا جب تک دلائل واضح سے اس کا عذر رد نہ ہو جائے۔

ولہذا در مختار میں فرمایا:

تلفظ بہ (ای بالطلاق) غیر عالم بمعناہ او غافلاً او ساہیاً او بالفاظ مصحفۃ یقع قضاء فقط بخلاف الہارل واللاعب فانہ یقع قضاء و دیانۃ لان الشارع جعل ہزلہ بہ جدا ۱۔ فتح۔

معنی معلوم نہ ہونے یا غفلت یا بھول کر، یا غلط تلفظ کی صورت میں طلاق کا لفظ بولا تو صرف قضاء طلاق ہوگی، اس کے برخلاف جبکہ مذاق اور کھیل کے طور پر لفظ طلاق بولے تو قضاء و دیانۃ دونوں طرح طلاق ہو جائی گی کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلاق میں مذاق کو تصدأ طلاق کا حکم دیا ہے۔ فتح۔ (ت) (۱۔ در مختار کتاب الطلاق مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۷)

اس تقریر سے مستفیر ہوا کہ جن اکابر نے صورت مسئلہ میں انعقاد نہ مانا وہ حکم دیانت ہے اور جن ائمہ نے مانا وہ حکم قضا ہے۔

لا جرم، امام فقیہ انفس نے صاف فرمایا:

ان لم یعرفا معنی اللفظ ولم یعلمیا ان هذا لفظ ینعقد بہ النکاح فہذہ جملۃ مسائل الطلاق و العتاق و التدبیر و النکاح و الخلع و الابرأء عن الحقوق و البیع و التملیک فالطلاق و العتاق و التدبیر واقع فی الحکم ذکرہ فی عتاق الاصل فی باب التدبیر و اذا عرف الجواب فی الطلاق و العتاق ینبغی ان یکون النکاح كذلك لان العلم بمضمون اللفظ انما یعتبر لاجل القصد فلا یشرط فیما یتوہی فیہ الجہل و الہزل بخلاف البیع و نحو ذلك ۲۔

(۲۔ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح نو لکھنؤ ۱/ ۱۵۱)

اگر دونوں لفظ کا معنی نہیں جانتے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس لفظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے تو طلاق عتاق، تدبیر، خلع، حقوق سے بری کرنا بیع اور تمسک یہ تمام مسائل ہیں ان میں سے طلاق، عتاق اور تدبیر (مدبر بنانا) حکم میں شامل ہیں، امام محمد نے اس حکم کو اصل کے باب

ہے یعنی جب کہ مسلمان کے پاس مقدمہ پیش ہو تو طلاق کا حکم دے گا۔ (13)

مسئلہ ۱۲: مجنون نے ہوش کے زمانہ میں کسی شرط پر طلاق معلق کی تھی اور وہ شرط زمانہ جنون میں پائی گئی تو طلاق ہو گئی۔ مثلاً یہ کہا تھا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو تجھے طلاق ہے اور اب جنون کی حالت میں اُس گھر میں گیا تو طلاق ہو گئی ہاں اگر ہوش کے زمانہ میں یہ کہا تھا کہ میں مجنون ہو جاؤں تو تجھے طلاق ہے تو مجنون ہونے سے طلاق نہ ہو گی۔ (14)

مسئلہ ۱۳: مجنون نامرد ہے یا اُس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے یا عورت مسلمان ہو گئی اور مجنون کے والدین اسلام سے منکر ہیں تو ان صورتوں میں قاضی تفریق (علیحدگی) کر دے گا اور یہ تفریق طلاق ہو گی۔ (15)

مسئلہ ۱۴: سرسام و برسام (بیماریوں کے نام) یا کسی اور بیماری میں جس میں عقل جاتی رہی یا غشی کی حالت میں یا سوتے میں طلاق دے دی تو واقع نہ ہو گی۔ یوں اگر غصہ اس حد کا ہو کہ عقل جاتی رہے تو واقع نہ ہو گی۔ (16) آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتویٰ لیا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو۔ ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی۔ مفتی کو چاہیے یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں۔ معمولی غصہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔ وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہے بہت نادر ہے، لہذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔ (16A)

مسئلہ ۱۵: عد و طلاق میں عورت کا لحاظ کیا جائے گا یعنی عورت آزاد ہو تو تین طلاقیں ہو سکتی ہیں اگرچہ اُس کا شوہر غلام ہو اور باندی ہو تو اُسے دو ہی طلاقیں دی جاسکتی ہیں اگرچہ شوہر آزاد ہو۔ (17)

عناق کی بحث تہ بیر میں ذکر کیا ہے اور جب طلاق و عناق کا حکم معلوم ہو گیا تو نکاح کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے کیونکہ لفظ کے مضمون کا علم قصد و اختیار کے لیے معتبر ہوتا ہے تو جہاں قصد و مذاق کا حکم مساوی ہو وہاں یہ علم شرط نہیں ہوگا بخلاف بیع جیسے امور کے (وہاں علم مذکور شرط ہے) (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۲۳۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(13) الدر المختار، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۳۶

(14) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب: فی الحشیۃ والا فیون والبیج، ج ۴، ص ۴۳۷

(15) الدر المختار، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۳۷

(16) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب: فی طلاق المدحوش، ج ۴، ص ۴۳۸

(17) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

غضب اگر واقعی اس درجہ شدت ہو کہ حد جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہو گی اور یہ کہ غضب اس شدت پر تھا، یا تو گواہان عادل سے ثابت ہو یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اس کی یہ عادت معهود معروف ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں۔ گے ورنہ مجرد دعویٰ معتبر نہیں، ۔۔۔

مسئلہ ۱۶: نابالغ کی عورت مسلمان ہوگئی اور شوہر پر قاضی نے اسلام پیش کیا۔ اگر وہ سمجھ و اہل (سمجھدار) ہے اور اسلام سے انکار کرے تو طلاق ہوگئی۔ (18)



یہاں تو ہر شخص اس کا ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہو حالانکہ غالباً طلاق نہیں ہوتی مگر بہت غصہ، رد الحکمہ میں خیر یہ ہے:

الدھش من اقسام فلا یقع واذا کان یعتادہا ن عرج هذا الدھش مرقۃ یصدق بلا برھان اھ او تمام تحقیقہ فی فتاوانا۔ (۱) رد الحکمہ کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۲۷

مدہوش، جنون کی قسم ہے۔ لہذا طلاق نہ ہوگی۔ جب عادت بن چکی ہو اور ایک مرتبہ مدہوشی معلوم ہو چکی ہو تو خاوند کی بات بلا دلیل مان لی جائے گی اھ اس کی تحقیق ہمارے فتویٰ سے معلوم کی جائے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۷۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک جگہ فرماتے ہیں:

غصہ مانع وقوع طلاق نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر حائل ہوتا ہے، تو اسے مانع قرار دینا گویا حکم طلاق کا راساً ابطال ہے، ہاں اگر شدت غیظ و جوش غضب اس حد کو پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جائے، خبر نہ رہے کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہے، تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی، (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۸۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(18) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فیمن یقع طلاقہ، ج ۱، ص ۲۵۴

رد الحکمہ، کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیۃ والافیون والیخ، ج ۳، ص ۴۳۸

مسائل طلاق بذریعہ تحریر

مسئلہ ۱۷: زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے مگر کسی ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز (نمایاں) نہ ہوتے ہوں مثلاً پانی یا ہوا پر تو طلاق نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں مثلاً کاغذ یا تختہ وغیرہ پر اور طلاق کی نیت سے لکھے تو ہو جائے گی اور اگر لکھ کر بھیجا یعنی اُس طرح لکھا جس طرح خطوط لکھے جاتے ہیں کہ معمولی القاب و آداب کے بعد اپنا مطلب لکھتے ہیں جب بھی ہوگئی بلکہ اگر نہ بھی بھیجے جب بھی اس صورت میں ہو جائے گی۔ اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اُسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔ اور اگر یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اُس وقت طلاق ہوگی عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض کیجئے کہ عورت کو تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً اُس نے نہ بھیجی یا راستہ میں گم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی اور اگر یہ تحریر عورت کے باپ کو ملی اُس نے چاک کر دی (پھاڑ دی) لڑکی کو نہ دی تو اگر لڑکی کے تمام کاموں میں یہ تصرف کرتا ہے اور وہ تحریر اُس شہر میں اُسکو ملی جہاں لڑکی رہتی ہے تو طلاق ہوگئی ورنہ نہیں مگر جب کہ تحریر آنے کی لڑکی کو خبر دی اور وہ پھٹی ہوئی تحریر بھی اُسے دی اور وہ پڑھنے میں آتی ہے تو واقع ہو جائے گی۔ (1)

مسئلہ ۱۸: کسی پرچہ پر طلاق لکھی اور کہتا ہے کہ میں نے مشق کے طور پر لکھی ہے تو قضاء اس کا قول معتبر نہیں۔ (2)

مسئلہ ۱۹: دو پرچوں پر یہ لکھا کہ جب میری یہ تحریر تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے اور عورت کو دونوں پرچے پہنچے تو قاضی دو طلاقوں کا حکم دے گا۔ (3)

(1) الدر المختار، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۴۲

وافتاویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، ج ۱، ص ۳۷۸، وغیرہا

خرید و فروخت، نکاح و طلاق وغیرہ عقود کے الفاظ لکھ کر دینے سے بھی یہ عقود اسی طرح درست قرار پاتے ہیں جس طرح بذریعہ زبان یہ عقود کیے جاتے ہیں لیکن کتابت کے ذریعے ان عقود میں یہ شرط ہے کہ عاقد یا تو خود اقرار کرے کہ یہ میری طرف سے ہے یا اس پر اور کوئی دلیل شرعی قائم ہو جائے۔ (مجموعۃ قواعد الفقہ، ص ۹۹)

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، مطلب: فی الطلاق بالکتابة، ج ۴، ص ۴۴۲

(3) المرجع السابق

مسئلہ ۲۰: دوسرے سے طلاق لکھوا کر بھیجی تو طلاق ہو جائے گی۔ لکھنے والے سے کہا میری عورت کو طلاق لکھ دے تو یہ اقرار طلاق ہے یعنی طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ نہ لکھے۔ (4)

مسئلہ ۲۱: عورت کو بذریعہ تحریر طلاق سنت دینا چاہتا ہے تو اگر ایک طلاق دینی ہے۔ یوں لکھے کہ جب میری یہ تحریر تجھے پہنچے اس کے بعد حیض سے پاک ہونے پر تجھے طلاق ہے۔ اور تین دینی ہوں تو یوں لکھے میری تحریر پہنچنے کے بعد جب تو حیض سے پاک ہو تجھے طلاق پھر جب حیض سے پاک ہو تو طلاق پھر جب حیض سے پاک ہو تو طلاق یا یوں لکھ دے میری تحریر پہنچنے پر تجھے سنت کے موافق تین طلاقیں تو یہ بھی اسی ترتیب سے واقع ہوں گی یعنی ہر حیض سے پاک ہونے پر ایک ایک طلاق پڑے گی اور اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو لکھ دے جب چاند ہو جائے تجھے طلاق پھر دوسرے مہینے میں طلاق پھر تیسرے مہینے میں طلاق یا وہی لفظ لکھ دے کہ سنت کے موافق تین طلاقات ہیں۔ (5)

مسئلہ ۲۲: شوہر نے عورت کو خط لکھا اُس میں ضرورت کی جو باتیں لکھنی تھیں لکھیں آخر میں یہ لکھ دیا کہ جب میرا یہ خط تجھے پہنچے تجھے طلاق پھر یہ طلاق کا جملہ مٹا کر خط بھیج دیا تو عورت کو خط پہنچتے ہی طلاق ہو گئی اور اگر خط کا تمام مضمون مٹا دیا اور طلاق کا جملہ باقی رکھا اور بھیج دیا تو طلاق نہ ہوئی اور اگر پہلے یہ لکھا کہ جب میرا یہ خط پہنچے تجھے طلاق اور اُس کے بعد اور مطلب کی باتیں لکھیں تو حکم بالعکس ہے یعنی الفاظ طلاق مٹا دیے تو طلاق نہ ہوئی اور باقی رکھے تو ہو گئی۔ (6)

مسئلہ ۲۳: خط میں طلاق لکھی اور اُس کے بعد متصلاً (فوراً، ساتھ ہی) انشاء اللہ تعالیٰ لکھا تو طلاق نہ ہوئی اور اگر فصل کے ساتھ لکھا (یعنی اگر کچھ دیر کے بعد یا فاصلہ کے بعد لکھا) تو ہو گئی۔ (7)

مسئلہ ۲۴: تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضرور ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھی یا لکھوائی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے محض اُس کے خط سے مشابہ ہونا یا اُس کے سے دستخط ہونا یا اُس کی سی مہر ہونا کافی نہیں۔ ہاں اگر عورت کو اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اُسی کی ہے تو اس پر عمل کرنے کی عورت کو اجازت ہے مگر جب شوہر انکار کرے تو بغیر شہادت چارہ نہیں۔ (8)

مسئلہ ۲۵: کسی نے شوہر کو طلاق نامہ لکھنے پر مجبور کیا اُس نے لکھ دیا، مگر نہ دل میں ارادہ ہے، نہ زبان سے طلاق

(4) المرجع السابق، ص ۳۳۳

(5) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الاول فی تفسیر و رکنہ الخ، ج ۱، ص ۳۵۲

(6) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابۃ، ج ۱، ص ۳۷۸

(7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابۃ، ج ۱، ص ۳۷۸

(8) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الحظر والاباحۃ، باب ما یکرہ من الشیاب الخ، ج ۴، ص ۳۷۶، وغیرہا

کا لفظ کہ تو طلاق نہ ہوگی۔ مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے محض کسی کے اصرار کرنے پر لکھ دینا یا بڑا ہے اُس کی بات کیسے نالی جائے، یہ مجبوری نہیں۔ (9)

مسئلہ ۲۶: طلاق دو ۲ قسم ہے صریح و کنایہ۔ صریح وہ جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو، اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو، اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو۔ (10)



(9) رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب: علی الاکراہ علی التوکیل، ج ۴، ص ۴۲۸

(10) الجوهرة النيرة، کتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص ۴۲، وغیرہا

صریح و کنایہ کا بیان

صریح کی تعریف: صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد بالکل واضح ہو اس طور پر کہ جب وہ لفظ بولا جائے تو مراد سمجھ میں آجائے۔
صریح کی مثال: اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا: اَنْتِ طَالِقٌ تو فوراً طلاق واقع ہو جائے گی اگرچہ وہ یہ کہے کہ غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا تھا یا میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی کیونکہ لفظ طالق، طلاق دینے میں بالکل صریح ہے اس میں نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔
نوٹ: صریح میں نیت و تاویل کا اعتبار اس لئے نہیں ہوتا کیونکہ اس طرح تو کوئی بھی شخص کچھ بھی صراحت کہہ کر نکھر سکتا ہے حتیٰ کہ معاذ اللہ کفر تک تک کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میری یہ نیت نہیں تھی۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ ص ۱۸۹ پر شفاء شریف کے حوالے سے ہے کہ: التاویل فی لفظ صراح لا یقبل یعنی صریح لفظ میں تاویل قبول نہیں کی جاسکتی۔

صریح کا حکم:

صریح سے کلام کی مراد ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ وہ خبر، صفت یا عدا ہی کیوں نہ ہو اور اس میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

کنایہ کی تعریف:

کنایہ وہ لفظ ہے جس کی مراد پوشیدہ ہو۔

کنایہ کی مثال:

اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا: اَنْتِ طَالِقٌ یعنی تو جدا ہے تو محض اس کے تکلم سے طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ بائِن کے معنی تو معلوم ہیں یعنی عورت جدا ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ عورت مال سے جدا ہے یا خاندان سے یا شوہر سے۔ اس لئے طلاق کے واقع ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ شوہر طلاق کی نیت کرے یا مذاکرہ طلاق موجود ہو، ورنہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

کنایہ کا حکم:

نیت یا دلالت حال پائے جانے کے وقت کنایہ کا حکم ثابت ہوتا ہے جیسے: اَنْتِ طَالِقٌ سے اس وقت طلاق واقع ہوگی جب قائل نیت طلاق کرے یا پھر مذاکرہ طلاق ہو۔

صریح کا بیان

مسئلہ ۱: لفظ صریح مثلاً (۱) میں نے تجھے طلاق دی، (۲) تجھے طلاق ہے، (۳) تو مطلقہ ہے، (۴) تو طالق ہے، (۵) میں تجھے طلاق دیتا ہوں، (۶) اے مطلقہ۔ ان سب الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا یا نیت واقع نہ ہوگی۔ (۱)

مسئلہ ۲: (۷) طلاق، (۸) تلاق، (۹) طلاق، (۱۰) تلاق، (۱۱) تلاق، (۱۲) تلاق، (۱۳) تلاق، (۱۴) تلاق، (۱۵) طلاق، (۱۶) طلاق۔ بلکہ تو تلے کی زبان سے، (۱۷) تلات۔ یہ سب صریح کے الفاظ ہیں، ان سب سے ایک طلاق رجعی ہوگا، اگرچہ نیت نہ ہو یا نیت کچھ اور ہو۔ (۱۸) طلاق، (۱۹) طلاق الف قاف کہا اور نیت طلاق ہو تو ایک

لاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۴۳-۴۴۸، وغیرہ

(۱) الدر

ت، مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اعلیٰ

تنویر

صریحہ انت طالق و مطلقہ یقع بہا و احدة رجعية و ان نوى خلافها۔

صریح طلاق یہ ہے میں نے تجھے طلاق دی، تو طلاق دالی ہے، تو مطلقہ ہے جیسے الفاظ ہیں، ان الفاظ سے ایک رجعی طلاق ہوگی اگرچہ نیت اس کے خلاف بھی کرے۔ (ت) (۱) در مختار شرح تنویر الابصار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۸

ہدایہ میں ہے:

انت طالق و مطلقہ و طلقک فهذا یقع به الطلاق الرجعی ولا یفتقر الی النیة و کذا اذا لوی الالبانة لانه قصد التنجیز ما علقه الشرع بانقضاء العدة فیرد علیہ (ملخصاً)

(۱) الہدایہ باب ایقاع الطلاق، المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۳۳۹

تجھے طلاق، تو مطلقہ ہے، میں نے تجھے طلاق دی، ان الفاظ سے رجعی طلاق ہوگی اور کسی نیت کی ضرورت نہیں ہے، یونہی اگر ان الفاظ سے بائنہ طلاق کی نیت کرے تب بھی رجعی ہی ہوگی کیونکہ شریعت نے ان الفاظ سے طلاق بائنہ کو عدت ختم ہونے تک معلق رکھا ہے جبکہ طلاق دینے والے نے فی الحال نافذ ہونے کی نیت کی ہے اس لئے بائنہ نہ ہوگی (ملخصاً)۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۱۳۷-۱۳۸ رضاناؤنڈیشن، لاہور)

رجعی ہوگی۔ (2)

مسئلہ ۳: اردو میں یہ لفظ کہ (۲۰) میں نے تجھے چھوڑا، صریح ہے اس سے ایک رجعی ہوگی، کچھ نیت ہو یا نہ ہو۔
یوہیں یہ لفظ کہ (۲۱) میں نے فارغ خطی یا (۲۲) فارغ خطی یا (۲۳) فارغ خطی دی، صریح ہے۔ (3)

مسئلہ ۴: لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم و جاہل برابر ہیں۔ بہر حال طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ کہے میں نے دھمکانے کے لیے غلط طور پر ادا کیا طلاق مقصود نہ تھی ورنہ صحیح طور پر بولتا۔ ہاں اگر لوگوں سے پہلے کہہ دیا تھا کہ میں دھمکانے کے لیے غلط لفظ بولوں گا طلاق مقصود نہ ہوگی تو اب اس کا کہا مان لیا جائیگا۔ (4)

مسئلہ ۵: کسی نے پوچھا تو نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اس نے کہا ہاں یا کیوں نہیں تو طلاق ہو گئی اگرچہ طلاق دینے کی نیت سے نہ کہا ہو۔ (5) مگر جبکہ ایسی سخت آواز اور ایسے لہجہ سے کہا جس سے انکار سمجھا جاتا ہو تو نہیں۔
(6) کسی نے کہا تیری عورت پر طلاق نہیں کہا کیوں نہیں یا کہا کیوں تو طلاق ہو گئی اور اگر کہا نہیں یا ہاں تو نہیں۔ (7)

مسئلہ ۶: عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر لوگوں سے کہتا ہے میں طلاق دے آیا تو قضاء ہو جائے گی اور دیانہ نہیں اور اگر ایک طلاق دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے تین دی ہیں تو دیانہ ایک ہوگی قضاء تین، اگرچہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ (8)

مسئلہ ۷: عورت سے کہا اے مطلقہ، (۲۴) اے طلاق دی گئی، (۲۵) اے طلاق، (۲۶) اے طلاق شدہ، (۲۷) اے طلاق یافتہ، (۲۸) اے طلاق کردہ۔ طلاق ہو گئی اگرچہ کہے میرا مقصود گالی دینا تھا طلاق دینا نہ تھا۔ اور اگر یہ کہے کہ میرا مقصود یہ تھا کہ وہ پہلے شوہر کی مطلقہ ہے اور حقیقت میں وہ ایسی ہی ہے یعنی شوہر اول کی مطلقہ ہے تو دیانہ اس کا قول مان لیا جائیگا اور اگر وہ عورت پہلے کسی کی منکوحہ تھی ہی نہیں یا تھی مگر اس نے طلاق نہ دی تھی بلکہ مر گیا ہو تو یہ تاویل نہیں مانی جائیگی۔ یوہیں اگر کہا (۲۹) تیرے شوہر نے تجھے طلاق دی تو بھی وہی حکم ہے۔ (9)

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۴۴-۴۴۸، وغیرہ

(3) الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲، ص ۵۵۹-۵۶۰، وغیرہ

(4) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۴۶

(5) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۴۶

(6) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، ج ۱، ص ۲۰۷

(7) الفتاویٰ الرضویہ، ج ۱۲، ص ۵۳۸

(8) الفتاویٰ الخیریہ، کتاب الطلاق، ص ۳۸

(9) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: فی قول البحر ان الصریح یشترک، ج ۴، ص ۴۴۹

مسئلہ ۸: عورت سے کہا تجھے طلاق دیتا ہوں یا کہا (۳۰) تو مطلقہ ہو جا تو طلاق ہو گئی (۱۰) مگر یہ لفظ کہ طلاق دیتا ہوں یا چھوڑتا ہوں اس کے یہ معنی لیے کہ طلاق دینا چاہتا ہوں یا چھوڑنا چاہتا ہوں تو دیانتہ نہ ہوگی قضاء ہو جائیگی۔ اور اگر یہ لفظ کہا کہ چھوڑے دیتا ہوں تو طلاق نہ ہوگی کہ یہ لفظ قصد و ارادہ کے لیے ہے۔

مسئلہ ۹: (۳۱) تجھ پر طلاق (۳۲) تجھے طلاق (۳۳) طلاق ہو جا (۳۴) تو طلاق ہے (۳۵) تو طلاق ہو گئی (۳۶) طلاق ملے، باہر جاتی تھی کہا (۳۷) طلاق لے جا (۳۸) اپنی طلاق اوڑھ اور روانہ ہو (۳۹) میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی (۴۰) جا تجھ پر طلاق۔ ان سب میں ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر فقط جا، بہ نیت طلاق کہتا تو بائن ہوتی۔ (۱۱)

مسئلہ ۱۰: (۴۱) تجھے مسلمانوں کے چاروں مذہب یا (۴۲) مسلمانوں کے تمام مذہب پر طلاق یا (۴۳) تجھے یہود و نصاریٰ کے مذہب پر طلاق اس سے ایک طلاق رجعی ہوگی۔ یوں اگر کہا (۴۴) جا تجھے طلاق ہے سوزوں یا یہودیوں کو حلال اور مجھ پر حرام ہو تو رجعی ہوگی یعنی جبکہ اس لفظ سے (کہ مجھ پر حرام ہو) طلاق کی نیت نہ کی ہو ورنہ دو بائن واقع ہوگی۔ (۱۲)

مسئلہ ۱۱: (۴۵) تو مطلقہ اور بائنہ یا (۴۶) مطلقہ پھر بائنہ ہے اس سے ایک رجعی ہوگی اور اگر لفظ بائنہ سے جدا طلاق کی نیت کی تو دو بائن اور تین کی تو تین۔ (۱۳)

مسئلہ ۱۲: عورت کے بچہ کو دیکھ کر کہا (۴۷) اے مطلقہ کے بچے یا (۴۸) اے مطلقہ کے جنے تو طلاق رجعی ہوئی (۱۴) ہاں اگر یہ نیت ہو کہ وہ پہلے شوہر کی مطلقہ ہے تو دیانتہ مان لیا جائیگا جبکہ پہلے شوہر نے طلاق دی ہو۔

مسئلہ ۱۳: عورت کی نسبت کہا (۴۹) اُسے اُس کی طلاق کی خبر دے یا (۵۰) طلاق کی خوشخبری سنا دے یا (۵۱) اُس کی طلاق کی خبر اُس کے پاس لے جایا (۵۲) اُسے لکھ بھیج یا (۵۳) اُس سے کہہ کہ وہ مطلقہ ہے یا (۵۴) اُس کے

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۵۵

(۱۰) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: ((سن بوش))، بیعہ الرجعی، ج ۴، ص ۴۴۵

(۱۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، ج ۲، ص ۲۰۷

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الاول فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۵۵، وغیرہا

(۱۲) الفتاویٰ الخیریہ، کتاب الطلاق، ص ۳۶-۵۰

رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: فیما لو قال امرأتہ طالق، ج ۴، ص ۵۱۱

(۱۳) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: فی قول الامام ایمانی، ج ۴، ص ۳۸۵-۳۸۸

(۱۴) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، ج ۱، ص ۳۵۵

لیے اُس کی طلاق کی سند یا یادداشت لکھ دے تو طلاق ابھی پڑ گئی اگرچہ نہ اُس نے اُس سے کہا نہ لکھا اور اگر یوں کہا کہ (۵۵) اُس سے کہہ کہ تو مطلق ہے یا (۵۶) اُسے طلاق دے آ تو جب جا کر کہے گا طلاق ہوگی ورنہ نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۴: (۵۷) تو فلانی سے زیادہ مطلقہ ہے طلاق پڑ گئی اگرچہ وہ فلانی مطلقہ نہ بھی ہو۔ (16)

مسئلہ ۱۵: (۵۸) اے مطلقہ (بسکون طا) (۵۹) میں نے تیری طلاق چھوڑ دی (۶۰) میں نے تیری طلاق ردائہ کر دی (۶۱) میں نے تیری طلاق کا راستہ چھوڑ دیا (۶۲) میں نے تیری طلاق تجھے ہبہ کر دی (۶۳) قرض دی (۶۴) تیرے پاس گرو کی (یعنی گرو کی رکھی) (۶۵) امانت رکھی (۶۶) میں نے تیری طلاق چاہی (۶۷) تیرے لیے طلاق ہے (۶۸) اللہ (عزوجل) نے تیری طلاق چاہی (۶۹) اللہ (عزوجل) نے تیری طلاق مقدر کر دی، ان سب الفاظ سے اگر نیت طلاق ہو رجعی واقع ہوگی۔ (17)

مسئلہ ۱۶: (۷۰) میں نے تیری طلاق تیرے ہاتھ بیچی عورت نے کہا میں نے خریدی اور کسی مال کے بدلے میں ہونا مذکور نہ ہوا تو رجعی ہوگی اور مال کے بدلے میں ہونا مذکور ہو تو بائن اور اگر یوں کہا (۷۱) میں نے اس عوض پر طلاق دی کہ تو اپنا مطالبہ اتنے دنوں کے لیے ہٹا دے جب بھی رجعی ہوگی۔ (18)

مسئلہ ۱۷: عورت کو کہا میں نے تجھے چھوڑا اور کہتا ہے میرا مقصود یہ تھا کہ بندھی ہوئی تھی اُس کی بندش کھول دی یا مقید تھی اب چھوڑ دی تو یہ تاویل سنی نہ جائیگی ہاں اگر تصریح کر دی کہ تجھے قید یا بندش سے چھوڑا تو قول مان لیا جائیگا۔ (19)

مسئلہ ۱۸: اپنی عورت سے کہا (۷۲) تو مجھ پر حرام ہے تو ایک بائن طلاق ہوگی اگرچہ نیت نہ کی ہو اور اگر وہ اُس کی عورت نہ ہو تو یمین (قسم) ہے حانث ہونے پر (قسم توڑنے پر) کفارہ واجب۔ یوہیں اگر یہ کہا (۷۳) میں تجھ پر حرام ہوں اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر صرف یہ کہا کہ میں حرام ہوں تو واقع نہ ہوگی۔ (20)

(15) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، ج ۲، ص ۲۱۰

(16) افتاویٰ الرضویہ، ج ۱۲، ص ۵۳۸

(17) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: الاعتبار بالاعراب، ج ۳، ص ۵۵۵، ۵۲۳

والبحر الرائق، کتاب الطلاق، باب الطلاق، ج ۳، ص ۵۲۱، ۵۳۸

(18) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: الاعتبار بالاعراب، ج ۳، ص ۵۲۳

(19) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۳، ص ۴۴۹

(20) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۳، ص ۵۲، ۵۵۰

مسئلہ ۱۹: عورت سے کہا (۷۳) تیری طلاق مجھ پر واجب ہے تو بعض کے نزدیک طلاق ہو جائیگی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (21)

مسئلہ ۲۰: اگر کہا تجھے خدا طلاق دے تو واقع نہ ہوگی اور یوں کہا کہ (۷۵) تجھے خدا نے طلاق دی تو ہو سکتی۔ (22)

مسئلہ ۲۱: اگر کہا تجھے طلاق تو واقع نہ ہوگی، اگرچہ طلاق کی نیت ہو۔ (23)



(21) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب فی قولہ: علی الطلاق من ذراعی، ج ۴، ص ۲۵۴

(22) المربع السابق

(23) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب فی قولہ: علی الطلاق من ذراعی، ج ۴، ص ۲۵۵

اضافت کا بیان

مسئلہ ۲۲: طلاق میں اضافت ضرور ہونی چاہیے بغیر اضافت طلاق واقع نہ ہوگی خواہ حاضر کے صیغہ سے بیان کرے مثلاً تجھے طلاق ہے یا اشارہ کے ساتھ مثلاً اے یا اُسے یا نام لے کر کہے کہ فلاں کو طلاق ہے یا اُس کے جسم و بدن یا روح کی طرف نسبت کرے یا اُس کے کسی ایسے عضو کی طرف نسبت کرے جو کل کے قائم مقام تصور کیا جاتا ہو مثلاً گردن یا سر یا شرمگاہ یا جزو شائع کی طرف نسبت کرے مثلاً نصف تہائی چوتھائی وغیرہ یہاں تک کہ اگر کہا تیرے ہزار حصوں میں سے ایک حصہ کو طلاق ہے تو طلاق ہو جائیگی۔ (1)

(1) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۵۶، ۴۶۱

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فتاویٰ خانیہ میں پھر فتاویٰ خلاصہ پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

واللفظ للاولی رجل قال لامرأته فی الغضب اگر تو زن من سے طلاق و حذف الیاء لا تطلق لانه ما اضاف الطلاق الیہا۔

یعنی اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے حالت غضب میں کہا تو میری عورت ہے تو تین طلاق۔ اور یوں نہ کہا کہ تو میری عورت ہے تو تجھے تین طلاق طلاق نہ ہوگی کہ جب اس نے تجھے کا لفظ نہ کہا تو طلاق کو عورت کی طرف اضافت نہ کیا۔

(۲) فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الکنایات والبدلومات نوکثور لکھنؤ ۲/۲۱۵

نیز فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

امراة قالت لزوجها طلقنی ثلاثا فقال الزوج اینک هزار طلاق لا تطلق امرأته لانه کلام محتمل۔ ۳

یعنی عورت نے شوہر سے کہا مجھے تین طلاق دے دے اس نے کہا فی الحال ہزار طلاق طلاق نہ ہوگی کہ اس میں اپنی عورت کو طلاق دینا صاف نہیں۔ (۳) فتاویٰ قاضی خاں کتاب الطلاق نوکثور لکھنؤ ۲/۲۱۵

فتاویٰ خلاصہ میں ہے:

قالت طلقنی فضر بها وقال اینک طلاق لا یقع ولو قال اینک طلاق یقع۔ ۱

یعنی عورت نے کہا مجھے طلاق دے دے اس پر مرد نے اسے مارا اور کہا فی الحال طلاق طلاق نہ ہوگی اور اگر کہانی الیٰ ل تجھے طلاق طلاق ہو جائیگی۔ (۱) خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الطلاق مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/۷۶

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

مسئلہ ۲۳: اگر سر یا گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا تیرے اس سر یا اس گردن کو طلاق تو واقع نہ ہوگی اور اگر ہاتھ نہ رکھا

رجل قال نان حردیم ونہیل خوریم زن ماہسہ ثم قال لہ رجل بعد ما سکت ہسہ طلاق فقال الرجل ہسہ طلاق لا تطلق امرأۃ لانہ لہا فرغ عن الکلام وسکت ساعة کان هذا ابتداء کلام لیس فیہ اضافۃ الی شیء ۲۔

ایک شخص نے کہا: ہم نے روئی کھائی اور نیند پی ہماری عورتوں کو تین پھر جب چپ رہا دوسرے نے اس سے کہا تین طلاقیں تو جواب میں اس نے کہا تین طلاقیں طلاق نہ ہوگی کہ جب وہ پہلی بات کہہ کر کچھ دیر چپ رہا تو اب یہ ابتدائی کلام ہوا اور اس میں کسی طرف اضافت نہیں۔

محیط پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

سئل شیخ الاسلام الفقیہ ابو نصر عن سکران قال لامرأۃ اتریدون ان اطلقک قالت نعم فقال بالفارسیۃ اگر تو زن منی یک طلاق دو ۲ طلاق سہ ۲ طلاق قومی واخر جی من عندی وهو یزعم انه لم یرد بہ الطلاق قال قولہ۔ ۳۔

یعنی امام شیخ الاسلام لقیہ ابو نصر سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے نشہ میں کہا کیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں اس نے کہا ہاں مرد نے کہا اگر تو میری جو رہے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق، اٹھ میرے پاس سے دور ہو اور اس کا بیان ہے کہ اس نے ان لفظوں سے طلاق کی نیت نہ کی، تو اس کا قول معتبر ہے۔

(۳۔ فتاویٰ ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۳)

امام اجل قاضی خان نے فرمایا:

لانہ لم یضف الطلاق الیہا ۳۔ اس کا قول اس لئے معتبر ہوا کہ اس نے ان لفظوں میں طلاق کو عورت کی طرف نسبت نہ کیا تھا یعنی یوں نہ کہا تھا کہ اگر تو میری عورت ہے تو تجھے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق۔ (۴۔ فتاویٰ قاضی خاں باب التعمیق لکھنؤ ۲/ ۲۱۹)

فتاویٰ ذخیرہ پھر فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

سئل نجم الدین عن قالت لہ امرأۃ مراہرک ہاتوہاشیدن نیست مرا طلاق دہ فقال الزوج چوں تو روی طلاق دادہ شد و قال لم انو الطلاق هل یصدی قال نعم۔ ۱۔

امام نجم الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا ایک شخص سے اس کی عورت نے کہا تیرے ساتھ میرے رہنے کا فائدہ نہیں مجھے طلاق دے دے شوہر نے کہا تجھے جیسی کو طلاق دے دی گئی اور کہا میری نیت طلاق کی نہ تھی، کیا اس کا قول مانا جائیگا۔ فرمایا ہاں۔

(۱۔ فتاویٰ ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۱۵)

فتاویٰ امام قاضی خاں پھر فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

اور یوں کہا اس سر کو طلاق اور عورت کے سر کی طرف اشارہ کیا تو واقع ہو جائے گی۔ (2)

مسئلہ ۲۴: ہاتھ یا انگلی یا ناخن یا پاؤں یا بال یا ناک یا پنڈلی یا ران یا پیٹھ یا پیٹ یا زبان یا کان یا مونہ یا ٹھوڑی یا دانت یا سینہ یا پستان کو کہا کہ اسے طلاق تو واقع نہ ہوگی۔ (3)

مسئلہ ۲۵: جزو طلاق بھی پوری طلاق ہے اگرچہ ایک طلاق کا ہزارواں حصہ ہو مثلاً کہا تجھے آدمی یا چوتھائی طلاق ہے تو پوری ایک طلاق پڑے گی کہ طلاق کے حصے نہیں ہو سکتے۔ اگر چند اجزا ذکر کیے جن کا مجموعہ ایک سے زیادہ نہ ہو تو ایک ہوگی اور ایک سے زیادہ ہو تو دوسری بھی پڑ جائے گی مثلاً کہا ایک طلاق کا نصف اور اس کی تہائی اور چوتھائی کہ نصف اور تہائی اور چوتھائی کا مجموعہ ایک سے زیادہ ہے لہذا دو ۲ واقع ہوئیں اور اگر اجزا کا مجموعہ دو سے زیادہ ہے تو تین ہوگی۔ یوں ڈیڑھ میں دو ۲ اور ڈھائی میں تین اور اگر دو ۲ طلاق کے تین نصف کہے تو تین ہوگی اور ایک طلاق کے تین نصف میں دو ۲ اور اگر کہا ایک سے دو ۲ تک تو ایک، اور ایک سے تین تک تو دو۔ (4)

مسئلہ ۲۶: اگر کہا (۷۶) تجھے طلاق ہے یہاں سے ملک شام تک تو ایک رجعی ہوگی۔ ہاں اگر یوں کہا کہ (۷۷)

قال لها لا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لا یقع لعدم ذکر حلفه بطلاقها ویحتمل الحلف بطلاق غیرها فالقول له ۲۔

یعنی عورت سے کہا ہے میری اجازت کے باہر نہ جانا کہ میں طلاق کا حلف کر چکا ہوں۔ عورت بے اجازت چلی گئی، طلاق نہ ہوگی کہ اس نے یہ نہ کہا کہ تیری طلاق کا حلف کر چکا ہوں ممکن ہے کہ اگر کسی کی طلاق کا حلف کیا ہو تو جب وہ اس عورت کو طلاق دینے کی نیت سے مگر ہے تو اس کا قول معتبر ہے۔ (۲) فتاویٰ بزاز علی ہامش فتاویٰ ہندیہ کتاب الایمان نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۲۷۰ (۲۷۰) درمختار میں ہے:

لعدم یقع لتركه اضافة اليها۔ ۳۔ اس صورت میں طلاق اس لئے نہ ہوئی کہ عورت کی طرف طلاق کی اضافت نہ کی۔

(۳) درمختار کتاب الطلاق باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۸

کتب معتمدہ میں اس مسئلہ میں سندیں بہت بکثرت ہیں اور تمام تحقیق ہمارے رسالہ انکاس الدعوات بإضالة الطلاق (۱۳۱۳ھ) میں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۱۲۰-۱۲۲ اضافہ و تہذیب، لاہور)

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۵۹، وغیرہ

(3) الجوهرة النيرة، کتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص ۴۸

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۶۰

(4) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۶۱، ۴۶۳، وغیرہ

اتنی بڑی یا اتنی لمبی کہ یہاں سے ملک شام تک تو بائن ہوگی۔ (5)

مسئلہ ۲۷: اگر کہا (۷۸) تجھے مکہ میں طلاق ہے یا (۷۹) گھر میں یا (۸۰) سایہ میں یا (۸۱) دھوپ میں تو فوراً پڑ جائے گی، یہ نہیں کہ مکہ کو جائے جب پڑے ہاں اگر یہ کہے میرا مطلب یہ تھا کہ جب مکہ کو جائے طلاق ہے تو دیا نہ یہ قول معتبر ہے قضاء نہیں اور اگر کہا تجھے قیامت کے دن طلاق ہے تو کچھ نہیں بلکہ یہ کلام لغو ہے اور اگر کہا (۸۲) قیامت سے پہلے تو ابھی پڑ جائے گی۔ (6)

مسئلہ ۲۸: اگر کہا (۸۳) تجھے کل طلاق ہے تو دوسرے دن صبح چمکتے ہی طلاق ہو جائے گی۔ یوہیں اگر کہا (۸۴) شعبان میں طلاق ہے تو جس دن رجب کا مہینہ ختم ہوگا، اُس دن آفتاب ڈوبتے ہی طلاق ہوگی۔ (7)

مسئلہ ۲۹: اگر کہا تجھے میری پیدائش سے یا تیری پیدائش سے پہلے طلاق یا کہا میں نے اپنے بچپن میں یا جب سوتا تھا یا جب مجنون تھا تجھے طلاق دیدی تھی اور اس کا مجنون ہونا معلوم ہو تو طلاق نہ ہوگی بلکہ یہ کلام لغو ہے۔ (8)

مسئلہ ۳۰: کہا کہ (۸۵) تجھے میرے مرنے سے دو مہینے پہلے طلاق ہے اور دو مہینے گزرنے نہ پائے کہ مر گیا تو طلاق واقع نہ ہوئی اور اس کے بعد مرا تو ہو گئی اور اُسی وقت سے مطلقہ قرار پائے گی جب اُس نے کہا تھا۔ (9)

مسئلہ ۳۱: اگر کہا میرے نکاح سے پہلے تجھے طلاق یا کہا کل گزشتہ میں حالانکہ اُس سے نکاح آج کیا ہے تو دونوں صورتوں میں کلام لغو ہے اور اگر دوسری صورت میں کل یا کل سے پہلے نکاح کر چکا ہے تو اس وقت طلاق ہو گئی۔ (10) یوہیں اگر کہا (۸۶) تجھے دو مہینے سے طلاق ہے اور واقع میں نہیں دی تھی تو اس وقت پڑی بشرطیکہ نکاح کو دو مہینے سے کم نہ ہوئے ہوں ورنہ کچھ نہیں اور اگر جھوٹی خبر کی نیت سے کہا تو عند اللہ نہ ہوگی مگر قضاء ہوگی۔

مسئلہ ۳۱: اگر کہا (۸۷) زید کے آنے سے ایک ماہ پہلے تجھے طلاق ہے اور زید ایک مہینے کے بعد آیا تو اس وقت طلاق ہوگی اس سے پہلے نہیں۔ (11)

(5) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۶۵

(6) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۶۵-۴۶۷

(7) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۶۸

(8) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۷۱

(9) تخریر الابصار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۷۲

(10) فتح القدیر، کتاب الطلاق، فصل فی اخلاص الطلاق، ج ۳، ص ۴۷۱، ۴۷۲، وغیرہ

(11) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۷۴

مسئلہ ۳۲: یہ کہا کہ (۸۸) جب کبھی تجھے طلاق نہ دوں تو طلاق ہے یا (۸۹) جب تجھے طلاق نہ دوں تو طلاق ہے تو چپ ہوتے ہی طلاق پڑ جائے گی۔ اور یہ کہا کہ (۹۰) اگر تجھے طلاق نہ دوں تو طلاق ہے تو مرنے سے کچھ پہلے طلاق ہوگی۔ (12)

مسئلہ ۳۳: یہ کہا کہ (۹۱) اگر آج تجھے تین طلاقیں نہ دوں تو تجھے تین طلاقیں تو دیگا جب بھی ہوگی اور نہ دیگا جب بھی اور بچنے کی یہ صورت ہے کہ عورت کو ہزار روپے کے بدلے میں طلاق دیدے اور عورت کو چاہیے کہ قبول نہ کرے اب اگر دن گزر گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ (13)

مسئلہ ۳۴: کسی عورت سے کہا (۹۲) تجھے طلاق ہے جس دن تجھ سے نکاح کروں اور رات میں نکاح کیا تو طلاق (12) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۷۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددین و ملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
ہدایہ فصل اضلاع الطلاق الی الزمان میں ہے:

العدم لا یتحقق الا بالیأس عن الحیاء وهو الشرط کما فی قوله ان لم ات البصرۃ ۲۔
عدم طلاق کا تحقق صرف زندگی سے مایوس ہو جانے پر ہو سکتا ہے جبکہ طلاق نہ دینا شرط ہے، جیسا کہ کوئی یوں کہے اگر میں بصرہ نہ آؤں تو بصرہ میں نہ آنا زندگی بھر میں متوقع رہتا ہے صرف موت سے ہی یہ توقع ختم ہوتی ہے۔ (ت)

(۲) الہدایہ، فصل فی اضلاع الطلاق الی الزمان المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۲۲۵ فتح القدیر میں ہے:

ولو قال انت طالق ان لم اطلقک لم تطلق حتی بموت باتفاق الفقہاء لان الشرط ان لا یطلقها وذلک لا یتحقق الا بالیأس عن الحیاء لانه متى طلقها فی عمره لم یصدق انه لم یطلقها بل صدق نقیضه وهو انه طلقها والیأس یکون فی آخر جزء من اجزاء حیاته ۱۔

(۱) فتح القدیر فصل فی اضلاع الطلاق الی الزمان مکتبۃ نوریہ رضویہ سکر ۳/ ۷۳-۷۴ (۲) اگر خاوند نے کہا اگر تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے کی صورت میں موت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، اس لئے کہ طلاق نہ دینے کی شرط ہے، اور یہ شرط تا حیات متحقق نہ ہوگی صرف زندگی سے مایوسی پر ہی متحقق ہوگی، کیونکہ زندگی میں جب طلاق دے گا تو طلاق نہ دینا صادق نہ آئے گا بلکہ اس کی نفی صادق آئے گی، اور وہ یہ کہ اس نے طلاق دی ہے، اس لئے طلاق نہ دینا عمر کے آخری ادنیٰ جزء میں معلوم ہو سکے گا اور وہی زندگی سے مایوسی کا وقت ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۱۳۳-۱۳۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(13) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۱، ص ۲۲۱، ۲۲۲

ہوگئی۔ (14)

مسئلہ ۳۵: کسی عورت سے کہا (۹۳) اگر تجھ سے نکاح کروں یا (۹۴) جب، یا (۹۵) جس وقت تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے تو نکاح ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی۔ یوں اگر خاص عورت کو معین نہ کیا بلکہ کہا اگر یا جب یا جس وقت میں نکاح کروں تو اُسے طلاق ہے تو نکاح کرتے ہی طلاق ہو جائیگی مگر اسکے بعد دوسری عورت سے نکاح کریگا تو اُسے طلاق نہ ہوگی۔ ہاں اگر کہا (۹۶) جب کبھی میں کسی عورت سے نکاح کروں اُسے طلاق ہے تو جب کبھی نکاح کریگا طلاق ہو جائیگی۔ ان صورتوں میں اگر چاہے کہ نکاح ہو جائے اور طلاق نہ پڑے تو اسکی صورت یہ ہے کہ فضولی (یعنی جسے اس نے نکاح کا وکیل نہ کیا ہو) بغیر اس کے حکم کے اُس عورت یا کسی عورت سے نکاح کر دے اور جب اسے خبر پہنچے تو زبان سے نکاح کو نافذ نہ کرے بلکہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے اجازت ہو جائے مثلاً مہر کا کچھ حصہ یا کل اُس کے پاس بھیج دے یا اُس کے ساتھ جماع کرے یا شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائے یا بوسہ لے یا لوگ مبارکباد دیں تو خاموش رہے انکار نہ کرے تو اس صورت میں نکاح ہو جائے گا اور طلاق نہ پڑیگی اور اگر کوئی خود نہیں کر دیتا اسے کہنے کی ضرورت پڑے تو کسی کو حکم نہ دے بلکہ تذکرہ کرے کہ کاش کوئی میرا نکاح کر دے یا کاش تو میرا نکاح کر دے یا کیا اچھا ہوتا کہ میرا نکاح ہو جاتا اب اگر کوئی نکاح کر دیا تو نکاح فضولی ہو گا اور اس کے بعد وہی طریقہ برتے جو اوپر مذکور ہوا۔ (15)

مسئلہ ۳۶: اس کی عورت کسی کی باندی ہے اس نے اُس سے کہا (۹۷) کل کا دن آئے تو تجھ کو دو ۲ طلاقیں اور مولیٰ نے کہا کل کا دن آئے تو تُو آزاد ہے تو دو ۲ طلاقیں ہو جائیں گی اور شوہر رجعت نہیں کر سکتا مگر اس کی عدت تین حیض ہے اور شوہر مریض تھا تو یہ وارث نہ ہوگی۔ (16)

مسئلہ ۳۷: (۹۸) انگلیوں سے اشارہ کر کے کہا تجھے اتنی طلاقیں تو ایک دو تین جتنی انگلیوں سے اشارہ کیا اتنی طلاقیں ہوئیں یعنی جتنی انگلیاں اشارہ کے وقت کھلی ہوں اُنکا اعتبار ہے بند کا اعتبار نہیں اور اگر وہ کہتا ہے میری مراد بند انگلیاں یا ہتھیلی تھی تو یہ قول دیا نہ معتبر ہوگا، قضاء معتبر نہیں۔ اور (۹۹) اگر تین انگلیوں سے اشارہ کر کے کہا تجھے اسکی مثل

(14) تنویر الابصار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۷۸

(15) البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۱۱

ورد البحر، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: التعلیق المراد به الصریح، ج ۴، ص ۵۸۳

وافقادی الخیریہ، کتاب نکاح، فصل فی نکاح الفضولی، الجزء الاول، ص ۲۷

(16) تنویر الابصار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۸۲

۱۰۰) اگر اشارہ کر کے کہا تجھے اتنی اور نیت طلاق ہے اور لفظ طلاق نہ

طلاق نہ کم نہ زیادہ تو ظاہر الروایۃ میں تین ہوگی اور امام ابو جعفر ہندوانی و امام قاضی خاں اس کو ترجیح دیتے ہیں کہ دو واقع ہوں اور اگر کہا (۱۳۶) کمتر طلاق تو ایک رجعی ہوگی۔ (22)

مسئلہ ۴۲: اگر کہا (۱۳۷) تجھے طلاق ہے پوری طلاق تو ایک ہوگی اور کہا کہ (۱۳۸) کل طلاقیں تو تین۔ (23)

مسئلہ ۴۳: اگر طلاق کے عدد میں وہ چیز ذکر کی جس میں تعدد نہ ہو جیسے کہا (۱۳۹) بعدد خاک (خاک کی تعداد کے برابر) یا معصوم نہ ہو کہ اس میں تعدد ہے یا نہیں مثلاً کہا (۱۴۰) ایلئس کے بال کی گنتی برابر تو دونوں صورتوں میں ایک واقع ہوگی اور ان دونوں مثالوں میں وہ بائن ہوگی۔ اور اگر معلوم ہے کہ اُس میں تعدد ہے تو اُس کی تعداد کے موافق ہوگی مگر تعداد تین سے زیادہ ہو تو تین ہی ہوگی باقی لغو مثلاً کہا (۱۴۱) اتنی جتنے میری پنڈلی یا کلائی میں بال ہیں یا اتنی جتنی اس تالاب میں مچھلیاں ہیں اور اگر تالاب میں کوئی مچھلی نہ ہو جب بھی ایک واقع ہوگی اور پنڈلی یا کلائی کے بال اڑا دیے ہوں اُس وقت کوئی بال نہ ہو تو طلاق نہ ہوگی اور اگر یہ کہا کہ (۱۴۲) جتنے میری ہتھیلی میں بال ہیں اور بال نہ ہو تو ایک ہوگی۔ (24)

مسئلہ ۴۳: اس میں شک ہے کہ طلاق دی ہے یا نہیں تو کچھ نہیں اور اگر اس میں شک ہے کہ ایک دی ہے یا زیادہ تو قضاء ایک ہے دیا نہ زیادہ۔ اور اگر کسی طرف غالب گمان ہے تو اُسی کا اعتبار ہے اور اگر اس کے خیال میں زیادہ ہے مگر اُس مجلس میں جو لوگ تھے وہ کہتے ہیں کہ ایک دی تھی اگر یہ لوگ عادل ہوں اور اس بات میں اُنھیں سچا جانتا ہو تو اعتبار کر لے۔ (25)

مسئلہ ۴۴: جس عورت سے نکاح فاسد کیا پھر اُس کو تین طلاقیں دیں تو بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے کہ یہ حقیقتہً طلاق نہیں بلکہ متارکہ (عورت کو چھوڑ دینا) ہے۔ (26)



(22) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: فی قول الامام الخ، ج ۳، ص ۹۱

(23) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ص ۹۳

(24) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۳، ص ۹۴

(25) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: فی قول الامام ایمانی الخ، ج ۴، ص ۹۶

(26) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب: فی قول الامام ایمانی الخ، ج ۴، ص ۹۶

غیر مدخولہ کی طلاق کا بیان

مسئلہ ۱: غیر مدخولہ کو کہا تجھے تین طلاقیں تو تین ہو گئی اور اگر کہا تجھے طلاق تجھے طلاق یا بر تجھے طلاق طلاق یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک تو ان صورتوں میں ایک بائن واقع ہوئی بقی خود بیکارتہ ہیں چند اشکوں سے واقع کرنے میں صرف پہلے لفظ سے واقع ہوئی اور باقی کے لیے کمال نہ رہے گی اور موشوہہ میں بہر حال تین واقع ہو گئی۔ (1)

مسئلہ ۲: کہا تجھے تین طلاقیں الگ الگ تو ایک ہو گئی۔ یوں اگر کہا تجھے دو طلاقیں اُس طلاق کے ساتھ جو مہر تجھے دوں پھر ایک طلاق دی تو ایک ہی ہو گئی۔ (2)

مسئلہ ۳: اگر کہا ڈیڑھ طلاق تو دو ہو گئی اور اگر کہا آدمی اور ایک تو ایک۔ یوں ڈھائی کہا تو تین اور دو اور آدمی کہا تو دو۔ (3)

مسئلہ ۴: جب طلاق کے ساتھ کوئی عدد یا وصف مذکور ہو تو اُس عدد یا وصف کے ذکر کرنے کے بعد واقع ہوئی صرف طلاق سے واقع نہ ہوگی مثلاً لفظ طلاق کہا اور عدد یا وصف کے بولنے سے پہلے عورت مر گئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عدد یا وصف بولنے سے پہلے شوہر مر گیا یا کسی نے اُس کا مونہ بند کر دیا تو ایک واقع ہوگی کہ جب شوہر مر گیا تو ذکر نہ پڑ گیا صرف ارادہ پایا گیا اور صرف ارادہ نا کافی ہے اور مونہ بند کر دینے کی صورت میں اگر ہاتھ ہٹاتے ہی اُسے فوراً عدد یا وصف کو ذکر کر دیا تو اس کے موافق ہوگی ورنہ وہی ایک۔ (4)

مسئلہ ۵: غیر مدخولہ سے کہا تجھے ایک طلاق ہے، ایک کے بعد یا اس کے پہلے ایک یا اس کے ساتھ ایک تو دو ہو گئی۔ (5)

مسئلہ ۶: تجھے ایک طلاق ہے اور ایک اگر گھر میں گئی تو گھر میں جانے پر دو ہو گئی اور اگر یوں کہا کہ اگر تو گھر میں

(1) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول، ج ۴، ص ۴۹۶-۴۹۹

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول، ج ۴، ص ۴۹۹

(3) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول، ج ۴، ص ۴۹۹

(4) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول، ج ۴، ص ۵۰۰

(5) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول، ج ۴، ص ۵۰۲ وغیرہ

مئی تو تجھے ایک طلاق ہے اور ایک تو ایک ہوگی اور موطوءہ میں بہر حال دو ہوگی۔ (6)

مسئلہ ۷: کسی کی دو یا تین عورتیں ہیں اُس نے کہا میری عورت کو طلاق تو اُن میں سے ایک پر پڑے گی اور یہ اُسے اختیار ہے کہ اُن میں سے جسے چاہے طلاق کے لیے معین کر لے اور ایک کو مخاطب کر کے کہا تجھ کو طلاق ہے یا تو مجھ پر حرام ہے تو صرف اُسی کو ہوگی جس سے کہا۔ (7)

مسئلہ ۸: چار عورتیں ہیں اور یہ کہا کہ تم سب کے درمیان ایک طلاق تو چاروں پر ایک ایک ہوگی۔ یوہیں دو یا تین یا چار طلاقیں کہیں جب بھی ایک ایک ہوگی مگر اُن صورتوں میں اگر یہ نیت ہے کہ ہر ایک طلاق چاروں پر تقسیم ہو تو دو میں ہر ایک پر دو (۲) ہوگی اور تین یا چار میں ہر ایک پر تین، اور پانچ، چھ، سات، آٹھ میں ہر ایک پر دو اور تقسیم کی نیت ہے تو ہر ایک پر تین نو، دس وغیرہ میں بہر حال ہر ایک پر تین واقع ہوگی۔ یوہیں اگر کہا میں نے تم سب کو ایک طلاق میں شریک کر دیا تو ہر ایک پر ایک و علی ہذا القیاس۔ (8)

مسئلہ ۹: دو ۲ عورتیں ہیں اور دونوں غیر موطوءہ (یعنی دونوں میں سے کسی سے صحبت نہیں کی) اس نے کہا میری عورت کو طلاق میری عورت کو طلاق تو دونوں مطلقہ ہو گئیں اگرچہ وہ کہے کہ ایک ہی عورت کو میں نے دونوں بار کہا تھا اور اگر دونوں مدخولہ ہوں اور کہتا ہے کہ دونوں بار ایک ہی کی نسبت کہا تھا تو اُس کا قول مان لیا جائیگا۔ یوہیں اگر ایک مدخولہ ہو دوسری غیر مدخولہ اور مدخولہ کی نسبت دونوں مرتبہ کہا تو اُسی کو دو ۲ طلاقیں ہوگی اور غیر مدخولہ کی نسبت بیان کرے تو ہر ایک کو ایک ایک۔ (9)

مسئلہ ۱۰: کہا میری عورت کو طلاق ہے اور اُس کا نام نہ لیا اور اُس کی ایک ہی عورت ہے جس کو لوگ جانتے ہیں تو اسی پر طلاق پڑے گی اگرچہ کہتا ہو کہ میری ایک عورت دوسری بھی ہے میں نے اُسے مراد لیا ہاں اگر گواہوں سے دوسری عورت ہونا ثابت کر دے تو اُس کا قول مان لیں گے اور دو ۲ عورتیں ہوں اور دونوں کو لوگ جانتے ہوں تو اسے اختیار ہے جسے چاہے مراد لے یا معین کرے۔ یوہیں اگر دونوں غیر معروف ہوں تو اختیار ہے۔ (10)

(6) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بہ، ج ۴، ص ۵۰۳

(7) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بہ، مطلب: فیما لو اُتخ، ج ۴، ص ۵۰۶

(8) فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب ایتاع الطلاق، ج ۴، ص ۳۶۳

والفتاویٰ الحامیہ، کتاب الطلاق، ج ۱، ص ۲۰۹ والبحر الرائق، کتاب الطلاق، ج ۳، ص ۵۸ وغیرھا

(9) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بہ، مطلب: فیما لو اُتخ، ج ۴، ص ۵۰۹

(10) الفتاویٰ الحامیہ، کتاب الطلاق، ج ۲، ص ۲۰۷

رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بہ، مطلب: فیما لو اُتخ، ج ۴، ص ۵۰۹

مسئلہ ۱۱: مدخول کو کہا تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے یا میں نے تجھے طلاق دی میں نے تجھے طلاق دی تو دودھ طلاق کا حکم دیا جائے گا اگرچہ کہتا ہو کہ دوسرے لفظ سے تاکید کی نیت تھی طلاق دینا مقصود نہ تھا ہاں دینا نہ اُس کا قول مان لیا جائیگا۔ (11)

مسئلہ ۱۲: اپنی عورت کو کہا اس کتیا کو طلاق یا انکھاری (درست آنکھوں والی) ہے اُس کو کہا اس اندھی کو طلاق تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر کسی دوسری عورت کو دیکھا اور سمجھا کہ میری عورت ہے اور اپنی عورت کا نام لیکر کہا اے فلانی تجھے طلاق ہے بعد کو معلوم ہوا کہ یہ اُس کی عورت نہ تھی تو طلاق ہو گئی مگر جبکہ اُسکی طرف اشارہ کر کے کہا تو نہ ہوگی۔ (12)

مسئلہ ۱۳: اگر کہا دنیا کی تمام عورتوں کو طلاق تو اس کی عورت کو طلاق نہ ہوئی اور اگر کہا کہ اس محلہ یا اس گھر کی عورتوں کو تو ہو گئی۔ (13)

مسئلہ ۱۴: عورت نے خاوند سے کہا مجھے تین طلاقیں دیدے اس نے کہا دی تو تین واقع ہوئیں اور اگر جواب میں کہا تجھے طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی اگرچہ تین کی نیت کرے۔ (14)

مسئلہ ۱۵: عورت نے کہا مجھے طلاق دیدے مجھے طلاق دیدے اس نے کہا دیدی تو ایک ہوئی اور تین کی نیت کی تو تین۔ (15)

مسئلہ ۱۶: عورت نے کہا میں نے اپنے کو طلاق دے دی شوہر نے جائز کر دی تو ہو گئی۔ (16)

مسئلہ ۱۷: کسی نے کہا تو اپنی عورت کو طلاق دیدے اس نے کہا ہاں ہاں طلاق واقع نہ ہوئی اگرچہ بہ نیت طلاق کہا کہ یہ ایک وعدہ ہے۔ (17)

مسئلہ ۱۸: کسی نے کہا جس کی عورت اُس پر حرام ہے وہ یہ کام کرے اُن میں سے ایک نے وہ کام کیا تو عورت

(11) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بھا، ج ۲، ص ۵۰۹

(12) الفتاویٰ الخلیفہ، کتاب الطلاق، ج ۲، ص ۲۰۸، وغیرہا

(13) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بھا، ج ۳، ص ۵۱۱

(14) الفتاویٰ الخلیفہ، کتاب الطلاق، الفصل الاول فی صرح الطلاق، ج ۲، ص ۲۰۷، وغیرہا

(15) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بھا، ج ۳، ص ۵۱۲

(16) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بھا، ج ۳، ص ۵۱۲

(17) الفتاویٰ الرضویہ، کتاب الطلاق، ج ۱۲، ص ۲۷۹

حرام ہونے کا اقرار ہے۔ یوہیں اگر کہا جس کی عورت مُطلقہ ہو وہ تالی بجائے اور سب نے بجائی تو سب کی عورتیں مُطلقہ ہو جائیں گی۔ کسی نے کہا اب جو بات کرے اُس کی عورت کو طلاق ہے پھر خود اسی نے کوئی بات کہی تو اس کی عورت کو طلاق ہو گئی اور اوروں نے بات کی تو کچھ نہیں۔ یوہیں اگر آپس میں ایک دوسرے کو چیت (تھپڑ) مارتا تھا اور کسی نے کہا جواب چیت مارے اُس کی عورت کو طلاق ہے اور خود اسی نے چیت ماری تو اس کی عورت کو طلاق ہو گئی۔ (18)



کنایہ کا بیان

کنایہ طلاق وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی اُن کا استعمال ہوتا ہو۔

مسئلہ ۱: کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔ کنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہیں۔ بعض میں سوال رد کرنے کا احتمال ہے، بعض میں گالی کا احتمال ہے اور بعض میں نہ یہ ہے نہ وہ، (یعنی نہ گالی کا احتمال ہے نہ سوال رد کرنے کا احتمال) بلکہ جواب کے لیے متعین ہیں۔ اگر رد کا احتمال ہے تو مطلقاً ہر حال میں نیت کی حاجت ہے بغیر نیت طلاق نہیں اور جن میں گالی کا احتمال ہے اُن سے طلاق ہونا خوشی اور غضب میں نیت پر موقوف ہے اور طلاق کا ذکر تھا تو نیت کی ضرورت نہیں اور تیسری صورت یعنی جو فقط جواب ہو تو خوشی میں نیت ضروری ہے اور غضب و مذاکرہ کے وقت بغیر نیت بھی طلاق واقع ہے۔ (۱)



کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں

(۱) جا (۲) نکل (۳) چل (۴) روانہ ہو (۵) اوٹھ (۶) کھڑی ہو (۷) پردہ کر (۸) دوپٹہ اوڑھ (۹) نقاب ڈال (۱۰) ہٹ سرک (۱۱) جگہ چھوڑ (۱۲) گھر خالی کر (۱۳) دُور ہو (۱۴) چل دُور (۱۵) اے خالی (۱۶) اے بُری (۱۷) اے جُدا (۱۸) تو جُدا ہے (۱۹) تو مجھ سے جُدا ہے (۲۰) میں نے تجھے بے قید کیا (۲۱) میں نے تجھ سے مفارقت (جدائی) کی (۲۲) رستہ ناپ (۲۳) اپنی راہ لے (۲۴) کالا مونہہ کر (۲۵) چال دکھا (۲۶) چلتی بن (۲۷) چلتی نظر آ (۲۸) دفع ہو (۲۹) دال فے عین ہو (۳۰) رفو چکر ہو (۳۱) پنجر خالی کر (۳۲) ہٹ کے سڑ (۳۳) اپنی صورت گما (۳۴) بستر اٹھا (۳۵) اپنا سو جھتا دیکھ (۳۶) اپنی گھٹری باندھ (۳۷) اپنی نجاست الگ پھیلا (۳۸) تشریف لیجیے (۳۹) تشریف کا ٹوکرا لیجائیے (۴۰) جہاں سینگ سائے جا (۴۱) اپنا مانگ کھا (۴۲) بہت ہو چکی اب مہربانی فرمائیے (۴۳) اے بے علاقہ (۴۴) مونہہ چھپا (۴۵) جہنم میں جا (۴۶) چولھے میں جا (۴۷) بھاڑ میں پڑ (۴۸) میرے پاس سے چل (۴۹) اپنی مُراد پر فتح مند ہو (۵۰) میں نے نکاح فسخ کیا (۵۱) تو مجھ پر مثل مُردار (۵۲) یا سوزِ یا (۵۳) شراب کے ہے۔ (نہ مثل بنگ۔ یا افیون یا مال فلاں یا زوجہ فلاں کے) (۵۴) تو مثل میری ماں یا بہن یا بیٹی کے ہے (اور یوں کہا کہ تو ماں بہن بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں) (۵۵) تو خلاص ہے (۵۶) تیری گلو خلاصی ہوئی (۵۷) تو خلاص ہوئی (۵۸) حلال خدا یا (۵۹) حلال مسلمانان یا (۶۰) ہر حلال مجھ پر حرام (۶۱) تو میرے ساتھ حرام میں ہے (۶۲) میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا اگرچہ کسی عوض کا ذکر نہ آئے اگرچہ عورت نے یہ نہ کہا کہ میں نے

خریدا (۶۳) میں تجھ سے باز آیا (۶۴) میں تجھ سے درگزر (۶۵) تو میرے کام کی نہیں (۶۶) میرے مطلب کی نہیں (۶۷)

میرے مصرف کی نہیں (۶۸) مجھے تجھ پر کوئی راہ نہیں (۶۹) کچھ قابو نہیں (۷۰) بلک نہیں (۷۱) میں نے تیری راہ خالی کر دی (۷۲) تو میری ملک (ملکیت) سے نکل گئی (۷۳) میں نے تجھ سے خلع کیا (۷۴) اپنے میکے بیٹھ (۷۵) تیری باگ ڈھیلی کی (۷۶) تیری رٹی چھوڑ دی (۷۷) تیری لگام اتار لی (۷۸) اپنے رفیقوں سے جا مل (۷۹) مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں (۸۰) میں تجھ سے لا دعویٰ ہوتا ہوں (۸۱) میرا تجھ پر کچھ دعویٰ نہیں (۸۲) خاندہ تلاش کر (۸۳) میں تجھ سے جُدا ہوں یا ہوا (فقط میں جُدا ہوں یا ہوا کافی نہیں اگرچہ بہ نیت طلاق کہا) (۸۴) میں نے تجھے جُدا کر دیا

(۸۵) میں نے تجھ سے جدائی کی (۸۶) تو خود مختار ہے (۸۷) تو آزاد ہے (۸۸) مجھ میں تجھ میں نکاح نہیں (۸۹) مجھ میں تجھ میں نکاح باقی نہ رہا (۹۰) میں نے تجھے تیرے گھر والوں یا (۹۱) باپ یا (۹۲) ماں یا (۹۳) خاندان کو دیا یا (۹۴) خود تجھ کو دیا (اور تیرے بھائی یا ماموں یا چچا یا کسی اجنبی کو دینا کہا تو کچھ نہیں) (۹۵) مجھ میں تجھ میں کچھ معاملہ نہ رہا یا نہیں (۹۶) میں تیرے نکاح سے بیزار ہوں (۹۷) بڑی ہوں (۹۸) مجھ سے دور ہو (۹۹) مجھے صورت نہ دکھ (۱۰۰) کنارے ہو (۱۰۱) تو نے مجھ سے نجات پائی (۱۰۲) الگ ہو (۱۰۳) میں نے تیرا پاؤں کھول دیا (۱۰۴) میں نے تجھے آزاد کیا (۱۰۵) آزاد ہو جا (۱۰۶) تیری بندگئی (۱۰۷) تو بے قید ہے (۱۰۸) میں تجھ سے بڑی ہوں (۱۰۹) اپنا نکاح کر (۱۱۰) جس سے چاہے نکاح کر لے (۱۱۱) میں تجھ سے بیزار ہوا (۱۱۲) میرے لیے تجھ پر نکاح نہیں (۱۱۳) میں نے تیرا نکاح فسخ کیا (۱۱۴) چاروں راہیں تجھ پر کھول دیں (اور اگر یوں کہا کہ چاروں راہیں تجھ پر کھلی ہیں تو کچھ نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ (۱۱۵) جو راستہ چاہے اختیار کر) (۱۱۶) میں تجھ سے دست بردار ہوا (۱۱۷) میں نے تجھے تیرے گھر والوں یا باپ یا ماں کو واپس دیا (۱۱۸) تو میری عصمت سے نکل گئی (۱۱۹) میں نے تیری ہلک سے ٹرٹی طور پر اپنا نام اتار دیا (۱۲۰) تو قیامت تک یا عمر بھر میرے لائق نہیں (۱۲۱) تو مجھ سے ایسی دور ہے جیسے مکہ معظمہ مدینہ طیبہ سے یا دلی لکھنؤ سے۔ (1)

مسئلہ ۱: ان الفاظ سے طلاق نہ ہوگی اگرچہ نیت کرے، مجھے تیری حاجت نہیں۔ مجھے تجھ سے سروکار نہیں۔ تجھ سے مجھے کام نہیں۔ غرض نہیں۔ مطلب نہیں۔ تو مجھے درکار نہیں۔ تجھ سے مجھے رغبت نہیں۔ میں تجھے نہیں چاہتا۔ (2)

مسئلہ ۲: کنایہ کے ان الفاظ سے ایک بائن طلاق ہوگی اگر بہ نیت طلاق بولے گئے اگرچہ بائن کی نیت نہ ہو اور دو ۲ کی نیت کی جب بھی ایک واقع ہوگی مگر جبکہ زوجہ باندی ہو تو دو ۲ کی نیت صحیح ہے اور تین کی نیت کی تو تین واقع ہوگی۔ (3)

مسئلہ ۳: مدخولہ (جس سے جماع کیا گیا ہو) کو ایک طلاق دی تھی پھر عدت میں کہا کہ میں نے اُسے بائن کر دیا یا تین تو بائن یا تین واقع ہو جائیں گی اور اگر عدت یا رجعت کے بعد ایسا کہا تو کچھ نہیں۔ (4)

مسئلہ ۴: صریح صریح کو لاحق ہوتی ہے یعنی پہلے صریح لفظوں سے طلاق دی پھر عدت کے اندر دوسری مرتبہ

(1) الفتاویٰ الرضویہ، کتاب الطلاق، باب الکناہ، ج ۱۲، ص ۵۱۵-۵۲۷

(2) الفتاویٰ الرضویہ، کتاب الطلاق، باب الکناہ، ج ۱۲، ص ۵۲۰

(3) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکناہ، ج ۴، ص ۵۲۲

(4) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکناہ، ج ۴، ص ۵۲۸

طلاق کے صریح لفظ کہے تو اس سے دوسری واقع ہوگی۔ یوہیں بائن کے بعد بھی صریح لفظ سے واقع کر سکتا ہے جبکہ عورت عدت میں ہو اور صریح سے مراد یہاں وہ ہے جس میں نیت کی ضرورت نہ ہو اگرچہ اس سے طلاق بائن پڑے اور عدت میں صریح کے بعد بائن طلاق دے سکتا ہے۔ اور بائن بائن کو لاحق نہیں ہوتی جبکہ یہ ممکن ہو کہ دوسری کو پہلی کی خبر دینا کہہ سکیں مثلاً پہلے کہا تھا کہ تو بائن ہے اس کے بعد پھر یہی لفظ کہا تو اس سے دوسری واقع نہ ہوگی کہ یہ پہلی طلاق کی خبر ہے یا دوبارہ کہا میں نے تجھے بائن کر دیا اور اگر دوسری کو پہلی سے خبر دینا نہ کہہ سکیں مثلاً پہلے طلاق بائن دی پھر کہا میں نے دوسری بائن دی تو اب دوسری پڑے گی۔ (5) یوہیں پہلی صورت میں بھی دو ۲ واقع ہوگی جبکہ دوسری سے دوسری طلاق کی نیت ہو۔ (6)

مسئلہ ۵: بائن کو کسی شرط پر معلق کیا یا کسی وقت کی طرف مضاف کیا اور اس شرط یا وقت کے پائے جانے سے پہلے طلاق بائن دیدی مثلاً یہ کہا اگر تو آج گھر میں گئی تو بائن ہے یا کل تجھے طلاق بائن ہے پھر گھر میں جانے اور کل آنے سے پہلے ہی طلاق بائن دیدی تو طلاق ہو گئی پھر عدت کے اندر شرط پائی جانے اور کل آنے سے ایک طلاق اور پڑے گی۔ (7)

مسئلہ ۶: اگر عورت کو طلاق بائن دی یا اس سے خلع کیا اسکے بعد کہا تو گھر میں گئی تو بائن ہے تو اب طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر دو شرطوں پر طلاق بائن معلق کی مثلاً کہا اگر تو گھر میں جائے تو بائن ہے اور اگر میں فلاں سے کلام کروں تو تو بائن ہے ان دونوں باتوں کے کہنے کے بعد اب وہ گھر میں گئی تو ایک طلاق پڑی پھر اگر اس شخص سے عدت میں شوہر نے کلام کیا تو دوسری پڑی۔ یوہیں اگر پہلے کلام کیا پھر گھر میں گئی جب بھی دو واقع ہوگی اور اگر پہلے ایک شرط پر معلق کی پھر اس کے پائے جانے کے بعد دوسری شرط پر معلق کی دوسری کے پائے جانے پر طلاق نہ ہوگی۔ (8)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ عورت کے پاس نہ جائے گا پھر چار مہینے گزرنے سے پہلے بہ نیت طلاق اسے بائن کہا یا اس سے خلع کیا تو طلاق واقع ہو گئی پھر قسم کھانے سے چار مہینے تک اس کے پاس نہ گیا تو یہ دوسری طلاق ہوئی اور اگر پہلے

(5) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکنايات، مطلب: الصریح یلحق، ج ۳، ص ۵۲۸-۵۲۲

(6) بشرطیکہ اس نیت پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ بھی مذکور ہو۔ علیہ، انظر منہ الخالق، ج ۳، ص ۵۲۲

والفتاویٰ الرضویہ، ج ۱۲، ص ۵۷۸، ۵۸۲، ۵۸۵

(7) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکنايات، ج ۳، ص ۵۲۳

(8) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکنايات، مطلب: الصریح یلحق والبائن، ج ۳، ص ۵۳۵

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی إیجاب الطلاق، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۳۷۷

خلع کیا پھر کہا تو بائن ہے تو واقع نہ ہوگی۔ (9)

مسئلہ ۸: یہ کہا کہ میری ہر عورت کو طلاق ہے یا اگر یہ کام کروں تو میری عورت کو طلاق ہے تو جس عورت سے خلع کیا ہے یا جو طلاق بائن کی عدت میں ہے ان لفظوں سے اُسے طلاق نہ ہوگی۔ (10)

مسئلہ ۹: جو فرقت (جدائی) ہمیشہ کے لیے ہو یعنی جس کی وجہ سے اُس سے کبھی نکاح نہ ہو سکتا ہو جیسے حرمتِ مصاہرت و حرمتِ رضاع (دودھ کے رشتے کی وجہ سے نکاح کا حرام ہونا) تو اس عورت پر عدت میں بھی طلاق نہیں ہو سکتی۔ یوں اگر اس کی عورت کنیز تھی اُس کو خرید لیا تو اب اُسے طلاق نہیں دے سکتا کہ وہ نکاح سے بالکل نکل گئی۔ (11)

مسئلہ ۱۰: زن و شوہر (میاں بیوی) میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو اگر دارالاسلام میں رہا تو طلاق ہو سکتی ہے اور اگر دارالحرب کو چلا گیا تو اب طلاق نہیں ہو سکتی اور مرد مرتد ہو کر دارالحرب کو چلا گیا تھا پھر مسلمان ہو کر واپس آیا اور عورت ابھی عدت میں ہے تو طلاق دے سکتا ہے اور عورت اگر چہ واپس آجائے طلاق نہیں ہو سکتی۔ (12)

مسئلہ ۱۱: خیار بلوغ یعنی بالغ ہوتے ہی نکاح سے ناراضی ظاہر کی اور خیار عتق کہ آزاد ہو کر تفریق چاہی ان دونوں کے بعد طلاق نہیں ہو سکتی۔ (13)



(9) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی إیضاح الطلاق، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۳۷۷

(10) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج ۳، ص ۵۳۶

(11) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی إیضاح الطلاق، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۳۷۸

(12) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: المختلعة والبنات، ج ۳، ص ۵۳۷

(13) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج ۳، ص ۵۳۸

طلاق سپرد کرنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكُمْ إِن كُنْتُمْ تُرِيدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنْتُمْهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنْتُمْ تُرِيدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾) (1)

اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور تم کو اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو اللہ (عزوجل) نے تم میں نیکی والوں کے لیے بڑا اجر طیار کر رکھا ہے۔



(1) پ ۲۱، الاحزاب: ۲۸، ۲۹

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات نے آپ سے دیوی سامان طلب کئے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی یہاں تو کمال نہ ہوتا تھا سامان دنیا اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا، اس لئے یہ خاطر اقدس پر گراں ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی اور ازواج مطہرات کو تحییر دی گئی، اس وقت حضور کی نو بیویاں تھیں، پانچ قریشیہ (۱) حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) (۲) حفصہ بنت قاروق (۳) اُم حبیبہ بنت ابی سفیان (۴) اُم سلمیٰ بنت امیہ (۵) سودہ بنت زمعہ اور چار غیر قریشیہ (۶) زینب بنت جحش اسدیہ (۷) میمونہ بنت حارث ہلالیہ (۸) صفیہ بنت خنیس بن اخطب خیبریہ (۹) جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو، انھوں نے عرض کیا حضور کے معاملہ میں مشورہ کیسا، میں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواج نے بھی یہی جواب دیا۔ مسئلہ: جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اگر اپنے زوج کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ہمارے نزدیک طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ میں تجھ پر ایک بات پیش کرتا ہوں، اُس میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لینا جواب نہ دینا (اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو معلوم تھا کہ ان کے والدین جدائی کے لیے مشورہ نہ دیں گے)۔ اُم المومنین نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ کیا بات ہے؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اہل آیت کی تلاوت کی۔ اُم المومنین نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بارے میں مجھے والدین سے مشورہ کی کیا حاجت ہے، بلکہ میں اللہ (عز وجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں اور میں یہ چاہتی ہوں کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کو میرے جواب کی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خبر نہ دیں۔ ارشاد فرمایا: جو مجھ سے پوچھے گی کہ عائشہ نے کیا جواب دیا ہے، میں اُسے خبر کر دوں گا اللہ (عز وجل) نے مجھے مشقت میں ڈالنے والا اور مشقت میں پڑنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے، اُس نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (1)

(1) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخیرہ امراتہ الخ، الحدیث: ۷۸۷، ۱۲، ص ۷۸۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ واقعہ یہ تھا کہ ازواج مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر و فاقہ کی شکایت کرتے ہوئے زیادہ خرچہ دینے کے متعلق عرض کیا بعض نے یہ بھی کہا کہ فلاں فلاں کی بیویاں ایسے عمدہ لباس پہنتی ہیں ایسے عیش میں ہیں تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ایک ماہ تک تم میں سے کسی کے پاس نہ آئیں گے اور بالا خانہ پر تشریف فرما ہو گئے اور تمام صحابہ سے بھی علیحدگی اختیار فرمائی۔ اس پر مشہور ہو گیا کہ حضور نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، لوگ گھبرا گئے، اسی گھبراہٹ میں حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق حاضر ہوئے، کیونکہ ان کی صاحبزادیاں بی بی عائشہ صدیقہ اور بی بی حفصہ حضور کے نکاح میں تھیں۔

۲۔ چونکہ اس وقت تک پردہ کی آیات نہ آئی تھیں اس لیے ان دونوں بزرگوں کو ازواج پاک کی موجودگی میں اجازت دے دی گئی۔

۳۔ غالباً یہ اجتماع عائشہ صدیقہ کے حجرے میں تھا۔

۴۔ یہ ہنسنا بھی عبادت تھا حضور کو خوش کرنا عبادت ہے، جیسے آپ کو غمگین کرنا گناہ، ایسے موقعوں پر جناب عمر ہمیشہ یہ عمل کرتے تھے۔

۵۔ بنت خارجہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ پاک ہیں۔

حدیث ۲: صحیح بخاری شریف میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

۶۔ یعنی میری بیوی نے مجھ سے حاجت سے زیادہ جو خرچہ مانگا عیش و طرب کے لیے تو میں نے اسے یہ سزا دی کیونکہ بقدر ضرورت تو خرچہ میں دیتا ہوں۔

۷۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق کا یہ عمل پسند فرمایا، پتہ لگا کہ خاوند اپنی زوجہ کو نافرمانی یا بے جا مطالبہ پر سزا دے سکتا ہے، مرد عورت کا حاکم ہے۔

۸۔ یعنی ہمارے ہاں بھی یہی معاملہ درپیش ہے کہ ہماری یہ ازواج ہم سے زیادہ خرچہ کا مطالبہ کر رہی ہیں۔

۹۔ معلوم ہوا کہ والد اپنی جوان شادی شدہ بیٹی کو سزا دے سکتا ہے ان دونوں حضرات نے حضور کی موجودگی میں اپنی صاحبزادیوں سے یہ برتاؤ کیا۔

۱۰۔ شعر

مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
بوریا مضمون خواب را حش
تاج کسریٰ زیر پائے امتش

جہاں کو غنی فرمایا اپنے پاس کچھ نہ رکھا "أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ"۔

۱۱۔ یہ ماجرا دیکھ کر تمام ازواج پاک نے بیک زبان یہ وعدہ کیا۔

۱۲۔ کیونکہ حضور اس واقعہ سے پہلے علیحدگی کی قسم اٹھا چکے تھے اس لیے اگرچہ ان بیویوں نے یہ وعدہ کر لیا۔ مگر حضور نے اپنی قسم پوری فرمائی۔ (مرقات، لمعات)

۱۳۔ واقعہ کی ترتیب یہ ہوئی کہ اولاً ازواج مطہرات نے عرصہ تک زیادہ خرچہ کا مطالبہ کیا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلاء کی قسم اٹھائے پھر حضرت صدیق و فاروق کا یہ واقعہ پیش آیا پھر ازواج پاک نے یہ وعدہ کیا جو یہاں مذکور ہے پھر حضور نے علیحدگی اختیار کی، مدت ایلاء ختم ہونے پر آیت کا نزول ہوا پھر ازواج پاک کو طلاق لینے کا اختیار دیا گیا۔

۱۴۔ کیونکہ عائشہ صدیقہ ان سب میں عالمہ عاقلہ تھیں۔

۱۵۔ چونکہ تم عمر میں چھوٹی ہو اور چھوٹی بچیاں کبھی دنیا کی نریب و زینت پر زیادہ مائل ہوتی ہیں اس لیے والدین سے مشورہ کر کے فیصلہ کرو (مرقات) اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ سرکار عائشہ صدیقہ کے اپنے پاس رہنے پر بہت ہی خوش ہیں۔

۱۶۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ اے نبی کی بیویو! اگر تم کو دنیاوی ٹیپ ٹاپ کا شوق ہے تو آؤ میں تم کو طلاق دے دوں اور اگر اللہ رسول اور قیامت کی بہتری چاہتی ہو تو میرے ساتھ فقر و فاقہ پر قناعت کرو تب ام المؤمنین نے یہ جواب دیا۔

۱۷۔ یہ ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی فراست و انائی، علم و عقل اس سے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کا اجتماع نہیں ہوتا۔

۱۸۔ تاکہ ہر بی بی پاک کے علم و عقل کا امتحان ہو جائے۔

ہمیں اختیار دیا ہم نے اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اختیار کیا اور اس کو کچھ (یعنی طلاق) نہیں شمار کیا۔ اُسی میں ہے، مسروق کہتے ہیں مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اُس کو ایک دفعہ اختیار دوں یا سو دفعہ جب کہ وہ مجھے اختیار کرے یعنی اس صورت میں طلاق نہیں ہوتی۔ (2)



۱۹۔ تاکہ وہ پوچھنے والی بی بی تمہاری پیروی کریں جس سے تم کو بھی ثواب ملے۔

۲۰۔ معصیت بنا ہے عہد سے بمعنی گناہ مشقت، معصیت دوسروں کو گناہ یا مشقت میں ڈالنے والا معصیت خود گناہ یا مشقت میں واقع ہونے والا، مطلب یہ ہے کہ دوسری بیویوں کو تمہارے جواب سے ضرور خبردار کروں گا تاکہ ان کے لیے تمہارا جواب مشعل راہ بنے اس جواب کی اشاعت مفید ہے چھپانا ان کے لیے مضر ہوگا۔ چنانچہ ان بیویوں نے وہی جواب دیا جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے دیا تھا سب فقر و فاقہ پر راضی ہو گئیں۔ اور سب نے حضور کے ساتھ زندگی گزارنے کو اللہ کی بڑی نعمت سمجھا۔

۲۱۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ضرورت کے وقت حاکم عالم سلطان اپنے دروازے پر ڈیوڑھی بان کو سنبھال سکتے ہیں ورنہ عموماً حضور کے دروازے پر حاجت ڈیوڑھی بان نہ ہوتے تھے، کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہونا چاہیے، خواہ خاص دوست ہو یا اجنبی، اپنی جوان اولاد کو باپ مرادے سکتا ہے اگرچہ اولاد شادی شدہ ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج پاک نے بخوشی اپنی زندگی مسکینیت میں گزار دی۔ بالا خانہ پر رہنا درست ہے، خاوند اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے سکتا ہے یہ اختیار دینا طلاق نہ ہوگا بلکہ اگر بیوی طلاق کو اختیار کرے تب طلاق ہوگی حضرت علی اور زید ابن ثابت و حسن سے جو مروی ہے کہ اختیار طلاق دینا ہی طلاق ہے شاید انہیں یہ

حدیث نہ پہنچی (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۷۰)

(2) صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب من خیر نساء داخ، الحدیث: ۵۲۶۲، ۵۲۶۳، ج ۳، ص ۳۸۲

احکام فقہیہ

مسئلہ از عورت سے کہا تجھے اختیار ہے یا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور اس سے مقصود طلاق کا اختیار دینا ہے تو عورت اُس مجلس میں اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اگرچہ وہ مجلس کتنی ہی طویل ہو اور مجلس بدلنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتی اور اگر عورت وہاں موجود نہ تھی یا موجود تھی مگر سنا نہیں اور اُسے اختیار انھیں لفظوں سے دیا تو جس مجلس میں اُسے اسکا علم ہوا اُس کا اعتبار ہے۔ ہاں اگر شوہر نے کوئی وقت مقرر کر دیا تھا مثلاً آج اُسے اختیار ہے اور وقت گزرنے کے بعد اُسے علم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی اور اگر ان لفظوں سے شوہر نے طلاق کی نیت ہی نہ کی تو کچھ نہیں کہ یہ کنایہ ہیں اور کنایہ میں بے نیت طلاق نہیں ہاں اگر غضب کی حالت میں کہا یا اُس وقت طلاق کی بات چیت تھی تو اب نیت نہیں دیکھی جائے گی۔ اور اگر عورت نے ابھی کچھ نہ کہا تھا کہ شوہر نے اپنے کلام کو واپس لیا تو مجلس کے اندر واپس نہ ہوگا یعنی بعد واپس شوہر بھی عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اور شوہر اُسے منع بھی نہیں کر سکتا۔ اور اگر شوہر نے یہ لفظ کہے کہ تو اپنے کو طلاق دیدے یا تجھے اپنی طلاق کا اختیار ہے جب بھی یہی سب احکام ہیں مگر اس صورت میں عورت نے طلاق دیدی تو رجعی پڑیگی ہاں اس صورت میں عورت نے تین طلاقیں دیں اور مرد نے تین کی نیت بھی کر لی ہے تو تین ہوں گی اور مرد کہتا ہے میں نے ایک کی نیت کی تھی تو ایک بھی واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر نے تین کی نیت کی یا یہ کہا کہ تو اپنے کو تین طلاقیں دے لے اور عورت نے ایک دی تو ایک پڑے گی اور اگر کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو تین طلاقیں دے عورت نے ایک دی یا کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو ایک طلاق دے عورت نے تین دیں تو دونوں صورتوں میں کچھ نہیں مگر پہلی صورت میں اگر عورت نے کہا میں نے اپنے کو طلاق دی ایک اور ایک اور ایک تو تین پڑیں گی۔ (1)

مسئلہ ۴: ان الفاظ مذکورہ کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جب چاہے یا جس وقت چاہے تو اب مجلس بدلنے سے اختیار باطل نہ ہوگا اور شوہر کو کلام واپس لینے کا اب بھی اختیار نہ ہوگا۔ (2)

(1) الجوہرۃ المیرۃ، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص ۵۸

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۳، ص ۵۳۱

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، راجع، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۷-۳۸۹، وغیرہا

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۳، ص ۵۳۳

مسئلہ ۳: اگر عورت سے کہا تو اپنی سوت (3) کو طلاق دیدے یا کسی اور شخص سے کہا تو میری عورت کو طلاق دیدے تو مجلس کے ساتھ مقید نہیں بعد مجلس بھی طلاق ہو سکتی ہے اور اس میں رجوع کر سکتا ہے کہ یہ وکیل ہے اور موکل کو اختیار ہے کہ وکیل کو معزول کر دے مگر جبکہ مشیت (مرضی) پر معلق کر دیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ اگر تو چاہے تو طلاق دیدے تو اب توکیل (وکیل بنانا) نہیں بلکہ تملیک (مالک بنانا) ہے لہذا مجلس کے ساتھ خاص ہے اور رجوع نہ کر سکے گا اور اگر عورت سے کہا تو اپنے کو اور اپنی سوت کو طلاق دیدے تو خود اُس کے حق میں تملیک ہے اور سوت کے حق میں توکیل اور ہر ایک کا حکم وہ ہے جو اوپر مذکور ہوا یعنی اپنے کو مجلس بعد نہیں دے سکتی اور سوت کو دے سکتی ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: تملیک و توکیل میں چند باتوں کا فرق ہے تملیک میں رجوع نہیں کر سکتا۔ معزول نہیں کر سکتا بعد تملیک کے شوہر مجنون ہو جائے تو باطل نہ ہوگی۔ جس کو مالک بنایا اُس کا عاقل ہونا ضروری نہیں اور مجلس کے ساتھ مقید ہے اور توکیل میں ان سب کا عکس ہے اگر بالکل نا سمجھ بچے سے کہا تو میری عورت کو اگر چاہے طلاق دیدے اور وہ بول سکتا ہے اُس نے طلاق دیدی واقع ہوگئی۔ یوہیں اگر مجنون کو مالک کر دیا اور اُس نے دیدی تو ہوگئی اور وکیل بنایا تو نہیں اور مالک کرنے کی صورت میں اگر اچھا تھا اُس کے بعد مجنون ہو گیا تو واقع نہ ہوگی۔ (5)



(3) ایک خاندن کی دو یا زیادہ بیویاں آپس میں ایک دوسرے کی سوت کہلاتی ہیں۔

(4) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۴، ص ۵۴۴

و، الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص ۶۰

(5) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۴، ص ۵۴۴

مجلس بدلنے کی صورتیں

مسئلہ ۵: بیٹھی تھی کھڑی ہو گئی یا ایک کام کر رہی تھی اُسے چھوڑ کر دوسرا کام کرنے لگی مثلاً کھانا منگوا یا سو گئی یا غسل کرنے لگی یا مہندی لگانے لگی یا کسی سے خرید و فروخت کی بات کی یا کھڑی تھی جانور پر سوار ہو گئی یا سوار تھی اتر گئی یا ایک سواری سے اتر کر دوسری پر سوار ہوئی یا سوار تھی مگر جانور کھڑا تھا چلنے لگا تو ان سب صورتوں میں مجلس بدل گئی اور اب طلاق کا اختیار نہ رہا اور اگر کھڑی تھی بیٹھ گئی یا کھڑی تھی اور مکان میں ٹہلنے لگی یا بیٹھی ہوئی تھی تکیہ لگالیا یا تکیہ لگائے ہوئے تھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی یا اپنے باپ وغیرہ کسی کو مشورہ کے لیے بلایا یا گواہوں کو بلانے گئی کہ ان کے سامنے طلاق دے بشرطیکہ وہاں کوئی ایسا نہیں جو بزدلے یا سواری پر جاری تھی اُسے روک دیا یا پانی پیا یا کھانا وہاں موجود تھا کچھ تھوڑا سا کھالیا، ان سب صورتوں میں مجلس نہیں بدلی۔ (1)

مسئلہ ۶: کشتی گھر کے حکم میں ہے کہ کشتی کے چلنے سے مجلس نہ بدلے گی اور جانور پر سوار ہے اور جانور چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے، ہاں اگر شوہر کے سکوت کرتے ہی فوراً اُسی قدم میں جواب دیا تو طلاق ہو گئی اور اگر محمل (یعنی کجاوہ) میں دونوں سوار ہیں جسے کوئی کھینچے لیے جاتا ہے تو مجلس نہیں بدلی کہ یہ کشتی کے حکم میں ہے۔ (2) گاڑی پالکی (ڈولی) کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۷: بیٹھی ہوئی تھی لیٹ گئی اگر تکیہ وغیرہ لگا کر اُس طرح لیٹی جیسے سونے کے لیے لیٹتے ہیں تو اختیار جاتا رہا۔ (3)

مسئلہ ۸: دو ۲ زانو بیٹھی تھی چار زانو بیٹھ گئی یا عکس کیا یا بیٹھی سو گئی تو مجلس نہیں بدلی۔ (4)

(1) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۷

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۲، ص ۵۴۵، وغیرہ

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۲، ص ۵۴۶

(3) رد المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۲، ص ۵۴۶

(4) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۷، ۳۸۸

ورد المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۲، ص ۵۴۵

مسئلہ ۹: شوہر نے اُسے مجبور کر کے کھڑا کیا یا جماع کیا تو اختیار نہ رہا۔ (5)

مسئلہ ۱۰: شوہر کے اختیار دینے کے بعد عورت نے نماز شروع کر دی اختیار جاتا رہا نماز فرض ہو یا واجب یا نفل۔ اور اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی اُسی حالت میں اختیار دیا تو اگر وہ نماز فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ ہے تو پوری کر کے جواب دے اختیار باطل نہ ہوگا اور اگر نفل نماز ہے تو دو رکعت پڑھ کر جواب دے اور اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑی ہوئی تو اختیار جاتا رہا اگرچہ سلام نہ پھیرا ہو۔ اور اگر سبّحِ اَللّٰہ کہا یا کچھ تھوڑا سا قرآن پڑھا تو باطل نہ ہوا اور زیادہ پڑھا تو باطل ہو گیا۔ (6) اور اگر عورت نے جواب میں کہا تو اپنی زبان سے کیوں طلاق نہیں دیتا تو اس کہنے سے اختیار باطل نہ ہوگا اور اگر یہ کہا اگر تو مجھے طلاق دیتا ہے تو اتنا مجھے دیدے تو اختیار باطل ہو گیا۔ (7)

مسئلہ ۱۱: اگر بیک وقت اس کی اور شفعہ کی خبر پہنچی اور عورت دونوں کو اختیار کرنا چاہتی ہے تو یہ کہنا چاہیے کہ میں نے دونوں کو اختیار کیا ورنہ جس ایک کو اختیار کرے گی دوسرا جاتا رہے گا۔ (8)

مسئلہ ۱۲: مرد نے اپنی عورت سے کہا تو اپنے نفس کو اختیار کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا میں نے اختیار کیا یا اختیار کرتی ہوں تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور تین کی نیت صحیح نہیں۔ (9)

مسئلہ ۱۳: تفویض طلاق (طلاق کا سپرد کرنا) میں یہ ضرور ہے کہ زن و شو (میاں بیوی) دونوں میں سے ایک کے کلام میں لفظ نفس یا طلاق کا ذکر ہو اگر شوہر نے کہا تجھے اختیار ہے عورت نے کہا میں نے اختیار کیا طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا شوہر نے کہا تھا تو اپنے نفس کو اختیار کر عورت نے کہا میں نے اختیار کیا یا کہا میں نے کیا تو اگر نیت طلاق تھی تو ہوگئی اور یہ بھی ضرور ہے کہ لفظ نفس کو متصل (ساتھ ہی) ذکر کرے اور اگر اس لفظ کو کچھ دیر بعد کہا اور مجلس بدلی نہ ہو تو متصل ہی کے حکم میں ہے یعنی طلاق واقع ہوگی اور مجلس بدلنے کے بعد کہا تو بیکار ہے۔ (10)

(5) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۳، ص ۵۳۶

(6) الجوهرة الميرة، کتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص ۵۸

(7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۸

در المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۳، ص ۵۳۶

(8) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۸

(9) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۳، ص ۵۳۶

(10) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، ج ۱، ص ۳۸۸-۳۸۹ وغیرہ

مسئلہ ۱۴: شوہر نے دوبار کہا اختیار کر اختیار کر یا کہا اپنی ماں کو اختیار کر تو اب لفظ نفس ذکر کرنے کی حاجت نہیں یہ اُس کے قائم مقام ہو گیا۔ یوں عورت کا کہنا کہ میں نے اپنے باپ یا ماں یا اہل یا ازدواج کو اختیار کیا لفظ نفس کے قائم مقام ہے اور اگر عورت نے کہا میں نے اپنی قوم یا کنبہ والوں یا رشتہ داروں کو اختیار کیا تو یہ اسکے قائم مقام نہیں اور اگر عورت کے ماں باپ نہ ہوں تو یہ کہنا بھی کہ میں نے اپنے بھائی کو اختیار کیا کافی ہے اور ماں باپ نہ ہونے کی صورت میں اُس نے ماں باپ کو اختیار کیا جب بھی طلاق ہو جائے گی۔ عورت سے کہا تین کو اختیار کر عورت نے کہا میں نے اختیار کیا تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔ (11)

مسئلہ ۱۵: عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا نہیں بلکہ اپنے شوہر کو تو واقع ہو جائے گی اور یوں کہا کہ میں نے اپنے شوہر کو اختیار کیا نہیں بلکہ اپنے نفس کو تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا میں نے اپنے نفس یا شوہر کو اختیار کیا تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا اپنے نفس اور شوہر کو تو واقع ہوگی اور اگر کہا شوہر اور نفس کو تو نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۶: مرد نے عورت کو اختیار دیا تھا عورت نے ابھی جواب نہ دیا تھا کہ شوہر نے کہا اگر تو اپنے کو اختیار کر لے تو ایک ہزار دو نکاح عورت نے اپنے کو اختیار کیا تو نہ طلاق ہوئی نہ مال دینا واجب آیا۔ (13)

مسئلہ ۱۷: شوہر نے اختیار دیا عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے کو بائن کیا یا حرام کر دیا یا طلاق دی تو جواب ہو گیا اور ایک بائن طلاق پڑ گئی۔ (14)

مسئلہ ۱۸: شوہر نے تین بار کہا تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے عورت نے کہا میں نے اختیار کیا یا کہا پہلے کو اختیار کیا یا بیع والے کو یا پچھلے کو یا ایک کو بہر حال تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ اور اگر اس کے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی یا میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق کے ساتھ اختیار کیا یا میں نے پہلی طلاق اختیار کی تو ایک بائن واقع ہوگی۔ (15)

مسئلہ ۱۹: شوہر نے تین مرتبہ کہا مگر عورت نے پہلی ہی بار کے جواب میں کہہ دیا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو بعد والے الفاظ باطل ہو گئے۔ یوں اگر عورت نے کہا میں نے ایک کو باطل کر دیا تو سب باطل ہو گئے۔ (16)

(11) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۳، ص ۵۳۸، وغیرہا

(12) فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۳، ص ۴۱۴

(13) فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۳، ص ۴۱۴

(14) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الخ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۹

(15) تنویر الجواہر، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۴، ص ۵۵۰-۵۵۲

(16) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الخ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۹

مسئلہ ۲۰: شوہر نے کہا تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ تو طلاق دیدے عورت نے طلاق دی تو بائن ہو گئی۔ (17)

مسئلہ ۲۱: عورت سے کہا تین طلاقوں میں سے جو تو چاہے تجھے اختیار ہے تو ایک یا دو کا اختیار ہے تین کا نہیں۔ (18)

مسئلہ ۲۲: عورت کو اختیار دیا اُس نے جواب میں کہا میں تجھے نہیں اختیار کرتی یا تجھے نہیں چاہتی یا مجھے تیری حاجت نہیں تو یہ سب کچھ نہیں اور اگر کہا میں نے یہ اختیار کیا کہ تیری عورت نہ ہوں تو بائن ہو گئی۔ (19)

مسئلہ ۲۳: کسی سے کہا تو میری عورت کو اختیار دیدے تو جب تک یہ شخص اُسے اختیار نہ دے گا عورت کو اختیار حاصل نہیں اور اگر اُس شخص سے کہا تو عورت کو اختیار کی خبر دے تو عورت کو اختیار حاصل ہو گیا اگرچہ خبر نہ کرے۔ (20)

مسئلہ ۲۴: کہا تجھے اس سال یا اس مہینے یا آج دن میں اختیار ہے تو جب تک وقت باقی ہے اختیار ہے اگرچہ مجلس بدل گئی ہو۔ اور اگر ایک دن کہا تو چوبیس گھنٹے اور ایک ماہ کہا تو تیس دن تک اختیار ہے اور چاند جس وقت دکھائی دیا اُس وقت ایک مہینے کا اختیار دیا تو تیس دن ضرور نہیں بلکہ دوسرے ہلال (چاند) تک ہے۔ (21)

مسئلہ ۲۵: نکاح سے پیشتر (پہلے) تفویض طلاق کی مثلاً عورت سے کہا اگر میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو تجھے اپنے نفس کو طلاق دینے کا اختیار ہے تو یہ تفویض نہ ہوئی کہ اضافت ملک کی طرف نہیں۔ یوں اگر ایجاب و قبول میں شرط کی اور ایجاب شوہر کی طرف سے ہو مثلاً کہا میں تجھے اس شرط پر نکاح میں لایا عورت نے کہا میں نے قبول کیا جب بھی تفویض نہ ہوئی۔ اور اگر عقد میں شرط کی اور ایجاب عورت یا اُس کے وکیل نے کیا مثلاً میں نے اپنے نفس کو اپنی فلاں موکلہ (وکیل بنانے والی) کو اس شرط پر تیرے نکاح میں دیا مرد نے کہا میں نے اس شرط پر قبول کیا تو تفویض طلاق ہو گئی شرط پائی جائے تو عورت کو جس مجلس میں علم ہوا اپنے کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔ (22)

(17) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۴، ص ۵۵۲

(18) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الخ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۹۰

(19) المرجع السابق

(20) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۴، ص ۵۵۲

(21) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، ج ۴، ص ۵۵۳

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۹۰

(22) رد المختار، کتاب الطلاق، مطلب: فی الحشیہ الخ، ج ۴، ص ۴۳۷

مسئلہ ۲۶: مرد نے عورت سے کہا تیرا امر (یعنی معاملہ) تیرے ہاتھ ہے تو اس میں بھی وہی شرائط و احکام ہیں جو اختیار کے ہیں کہ نیت طلاق سے کہا ہو اور نفس کا ذکر ہو اور جس مجلس میں کہا یا جس مجلس میں علم ہوا اسی میں عورت نے طلاق دی ہو تو واقع ہو جائے گی اور شوہر رجوع نہیں کر سکتا صرف ایک بات میں فرق ہے وہاں تین کی نیت صحیح نہیں اور اس میں اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین واقع ہوگی اگرچہ عورت نے اپنے کو ایک طلاق دی یا کہا میں نے اپنے نفس کو قبول کیا یا اپنے امر کو اختیار کیا یا تو مجھ پر حرام ہے یا مجھ سے جدا ہے یا میں تجھ سے جدا ہوں یا مجھے طلاق ہے۔ اور اگر مرد نے ۲ کی نیت کی یا ایک کی یا نیت میں کوئی عدد نہ ہو تو ایک ہوگی۔ (23)

مسئلہ ۲۷: زوجہ نابالغہ ہے اُس سے یہ کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اُس نے اپنے کو طلاق دیدی ہوگئی اور اگر عورت کے باپ سے کہا کہ اُس کا امر تیرے ہاتھ ہے اس نے کہا میں نے قبول کیا یا کوئی اور لفظ طلاق کا کہا طلاق ہوگئی۔ (24)

مسئلہ ۲۸: عورت کے لیے یہ لفظ کہا مگر اُسے اس کا علم نہ ہوا اور طلاق دے لی واقع نہ ہوئی۔ (25)

مسئلہ ۲۹: شوہر نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اس کے جواب میں عورت نے کہا میرا امر میرے ہاتھ ہے تو یہ جواب نہ ہوا یعنی طلاق نہ ہوئی بلکہ جواب میں وہ لفظ ہونا چاہیے جس کی نسبت عورت کی طرف اگر زوج (شوہر) کرتا تو طلاق ہوتی۔ (26) مثلاً کہے میں نے اپنے نفس کو حرام کیا، بائن کیا، طلاق دی، وغیرہا۔ یوہیں اگر جواب میں کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا قبول کیا یا عورت کے باپ نے قبول کیا جب بھی طلاق ہوگئی۔ یوہیں اگر جواب میں کہا تو مجھ پر حرام ہے یا میں تجھ پر حرام ہوئی یا تو مجھ سے جدا ہے یا میں تجھ سے جدا ہوں یا کہا میں حرام ہوں یا میں جدا ہوں تو ان سب صورتوں میں طلاق ہے اور اگر کہا تو حرام ہے اور یہ نہ کہا کہ مجھ پر یا تو جدا ہے اور یہ نہ کہا کہ مجھ سے تو باطل ہے طلاق نہ ہوئی۔ (27)

مسئلہ ۳۰: اس کے جواب میں اگرچہ رجعی کا لفظ ہو طلاق بائن پڑے گی ہاں اگر شوہر نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے طلاق دینے میں تو رجعی ہوگی یا شوہر نے کہا تین طلاق کا امر تیرے ہاتھ ہے اور عورت نے ایک یا دو دی تو رجعی

(23) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الامر بالید، ج ۴، ص ۵۵۴، وغیرہ

(24) رد المختار، کتاب الطلاق، باب الامر بالید، ج ۴، ص ۵۵۵

(25) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق الذی یکون من الوکیل الخ، ج ۲، ص ۲۵۱

(26) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الامر بالید، ج ۴، ص ۵۵۴-۵۵۶

(27) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۰، ۳۹۱

ہے۔ (28)

مسئلہ ۳۱: کہا تیرا امر تیری پھیلی میں ہے یا ذہن ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں یا تیرا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا یا تیرے ہاتھ کو سپرد کر دیا یا تیرے ہاتھ میں ہے یا زبان میں، جب بھی دعویٰ حکم ہے۔ (29)

مسئلہ ۳۲: اگر ان الفاظ کو بہ نیت طلاق نہ کہا تو کچھ نہیں مگر حالت غضب یا مذاکرہ طلاق (یعنی طلاق کے متعلق گفتگو) میں کہا تو نیت نہیں دیکھی جائے گی بلکہ حکم طلاق دیدیں گے۔ اور اگر مرد کو حالت غضب یا مذاکرہ طلاق سے انکار ہے تو عورت سے گواہ لیے جائیں گواہ نہ پیش کر سکے تو قسم لیکر شوہر کا قول مانا جائے۔ اور نیت طلاق پر اگر عورت گواہ پیش کرے تو مقبول نہیں ہاں اگر مرد نے نیت کا اقرار کیا ہو اور اقرار کے گواہ عورت پیش کرے تو مقبول ہیں۔ (30)

مسئلہ ۳۳: شوہر نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے، آج اور پرسوں تو دونوں راتیں درمیان کی داخل نہیں اور یہ دو تفویضیں جدا جدا ہیں، لہذا اگر آج رد کر دیا تو پرسوں عورت کو اختیار رہے گا اور رات میں طلاق دگی تو واقع نہ ہوگی پھر ایک دن میں ایک ہی بار طلاق دے سکتی ہے اور اگر کہا آج اور کل تو رات داخل ہے اور آج رد کر دگی تو کل کے لیے بھی اختیار نہ رہا کہ یہ ایک تفویض ہے اور اگر یوں کہا آج تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور کل تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو رات داخل نہیں اور جدا جدا دو تفویضیں ہیں اور اگر کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے آج اور کل اور پرسوں تو ایک تفویض ہے اور راتیں داخل ہیں اور جہاں دو تفویضیں ہیں، اگر آج اُس نے طلاق دے لی پھر کل آنے سے پہلے اُسی سے نکاح کر لیا تو کل پھر اُسے طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے۔ (31)

مسئلہ ۳۴: عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے میرا امر میرے ہاتھ میں دیا تو یہ دعویٰ نہ مٹا جائے کہ بیکار ہے۔ ہاں عورت نے اس امر کے سبب اپنے کو طلاق دے دی پھر طلاق ہونے اور مہر لینے کے لیے دعویٰ کیا تو اب مٹا جائیگا۔ (32)

مسئلہ ۳۵: اگر یہ کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے جس دن فلاں آئے تو صرف دن کے لیے ہے اگر رات میں آیا تو

(28) المرجع السابق

(29) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۱

(30) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۱

(31) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۱، ۳۹۲

والدراختار، کتاب الطلاق، باب الامر بالید، ج ۴، ص ۵۵۷

(32) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۱

طلاق نہیں دے سکتی اور اگر وہ دن میں آیا مگر عورت کو اس کے آنے کا علم نہ ہوا یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا تو اب اختیار نہ رہا۔ (33)

مسئلہ ۳۶: اگر کوئی وقت معین نہ کیا تو مجلس بدلنے سے اختیار جاتا رہے گا جیسا اوپر مذکور ہوا اور اگر وقت معین کر دیا ہو مثلاً آج یا کل یا اس مہینے یا اس سال میں تو اس پورے وقت میں اختیار حاصل ہے۔

مسئلہ ۳۷: کاتب سے کہا تو لکھ دے اگر میں اپنی عورت کی بغیر اجازت سفر کو جاؤں تو وہ جب چاہے اپنے کو ایک طلاق دے لے، عورت نے کہا میں ایک طلاق نہیں چاہتی تین طلاقیں لکھوا مگر شوہر نے انکار کر دیا اور لکھنے کی نوبت نہ آئی تو عورت کو ایک طلاق کا اختیار حاصل رہا۔ (34)

مسئلہ ۳۸: اجنبی شخص سے کہا کہ میری عورت کا امر تیرے ہاتھ ہے تو اس کو طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے اور وہی احکام ہیں جو خود عورت کے ہاتھ میں اختیار دینے کے ہیں۔ (35)

مسئلہ ۳۹: دو شخصوں کے ہاتھ میں دیا تو تنہا ایک کچھ نہیں کر سکتا اور اگر کہا میرے ہاتھ میں ہے اور تیرے اور مخاطب نے طلاق دے دی تو جب تک شوہر اس طلاق کو جائز نہ کریگا نہ ہوگی اور اگر کہا اللہ (عزوجل) کے ہاتھ میں ہے اور تیرے ہاتھ میں اور مخاطب نے طلاق دیدی تو ہوگئی۔ (36)

مسئلہ ۴۰: عورت کے اولیا (سرپرستوں) نے طلاق لینی چاہی شوہر عورت کے باپ سے یہ کہہ کر چلا گیا کہ تم جو چاہو کرو اور والد زوجہ نے طلاق دیدی تو اگر شوہر نے تفویض کے ارادہ سے نہ کہا ہو طلاق نہ ہوگی۔ (37)

مسئلہ ۴۱: عورت سے کہا اگر تیرے ہوتے ساتے (یعنی تیرے ہوتے ہوئے) نکاح کروں تو اسکا امر تیرے ہاتھ میں ہے پھر کسی فضولی (وہ شخص جو دوسرے کے حق میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف (عمل دخل) کرے) نے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے کوئی کام ایسا کیا جس سے وہ نکاح جائز ہو گیا مثلاً مہر بھیج دیا یا وٹلی کی۔ زبان سے کہہ کر جائز نہ کیا تو پہلی عورت کو اختیار نہیں کہ اسے طلاق دیدے۔ اور اگر اس کے وکیل نے نکاح کر دیا یا فضولی کے نکاح کو زبان سے جائز کیا یا کہا تھا کہ میرے نکاح میں اگر کوئی عورت آئے تو ایسا ہے تو ان سب صورتوں میں عورت کو اختیار

(33) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۲

(34) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۳

(35) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۳

(36) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۳

(37) امدار المختار، کتاب الطلاق، باب الامر بالید، ج ۲، ص ۵۶۲

ہے۔ (38)

مسئلہ ۴۲: اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تمہارا امر تمہارے ہاتھ ہے تو اگر دونوں اپنے کو طلاق دیں تو ہوگی، ورنہ نہیں۔ (39)

مسئلہ ۴۳: اپنی عورت سے کہا کہ میری عورتوں کا امر تیرے ہاتھ میں ہے یا تو میری جس عورت کو چاہے طلاق دیدے تو خود اپنے کو وہ طلاق نہیں دے سکتی۔ (40)

مسئلہ ۴۴: فضولی نے کسی کی عورت سے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور یہ خبر شوہر کو پہنچی اُس نے جائز کر دیا تو طلاق واقع نہ ہوئی مگر جس مجلس میں عورت کو اجازت شوہر کا علم ہوا اُسے اختیار حاصل ہو گیا یعنی اب چاہے تو طلاق دے سکتی ہے۔ یوں اگر عورت نے خود ہی کہا میں نے اپنا امر اپنے ہاتھ میں کیا پھر کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے جائز کر دیا تو طلاق نہ ہوئی مگر اختیار طلاق حاصل ہو گیا۔ اور اگر عورت نے یہ کہا کہ میں نے اپنا امر اپنے ہاتھ میں کیا اور اپنے کو میں نے طلاق دی شوہر نے جائز کر دیا تو ایک طلاق رجعی ہو گئی اور عورت کو اختیار بھی حاصل ہو گیا یعنی اب اگر عورت اپنے نفس کو اختیار کرے تو دوسری بائن طلاق واقع ہوگی۔ عورت نے کہا میں نے اپنے کو بائن کر دیا شوہر نے جائز کیا اور شوہر کی نیت طلاق کی ہے تو طلاق بائن ہو گئی۔ اور عورت نے طلاق دینا کہا تو اجازت شوہر کے وقت اگر شوہر کی نیت نہ بھی ہو طلاق ہو جائیگی اور تین کی نیت صحیح نہیں۔ اور عورت نے کہا میں نے اپنے کو تجھ پر حرام کر دیا شوہر نے جائز کر دیا طلاق ہو گئی۔ (41)

مسئلہ ۴۵: شوہر سے کسی نے کہا فلاں شخص نے میری عورت کو طلاق دیدی اُس نے جواب میں کہا اچھا کیا تو طلاق ہو گئی اور اگر کہا بُرا کیا تو نہ ہوئی۔ (42)

مسئلہ ۴۶: اپنی عورت سے کہا جب تک تو میرے نکاح میں ہے اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اُس کا امر تیرے ہاتھ میں ہے پھر اس عورت سے خلع کیا (یعنی مال کے بدلے نکاح سے آزاد کیا) یا طلاق بائن یا تین طلاقیں دیں اب دوسری عورت سے نکاح کیا تو پہلی عورت کو کچھ اختیار نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ کسی عورت سے نکاح کروں تو اُس

(38) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الامر بالید، ج ۴، ص ۵۶۲

(39) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۳

(40) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۳

(41) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۳

(42) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۹۳

کا امر تیرے ہاتھ ہے تو خلع وغیرہ کے بعد بھی اس کو اختیار ہے۔ (43)

مسئلہ ۴۷: عورت سے کہا تو اپنے کو طلاق دیدے اور نیت کچھ نہ ہو یا ایک یا دو ۲ کی نیت ہو اور عورت آزاد ہو تو عورت کے طلاق دینے سے ایک رجعی واقع ہوگی اور تین کی نیت کی ہو تو تین پڑیں گی اور عورت باندی ہو تو دو ۲ کی نیت بھی صحیح ہے۔ اور اگر عورت نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے کو بائن کیا یا جدا کیا یا میں حرام ہوں یا بڑی ہوں جب بھی ایک رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ نہیں اگرچہ شوہر نے جائز کر دیا ہو۔ (44) کسی اور سے کہا تو میری عورت کو رجعی طلاق دے اُس نے بائن دی جب بھی رجعی ہوگی اور اگر دکیل نے طلاق کا لفظ نہ کہا بلکہ کہا میں نے اُسے بائن کر دیا یا جدا کر دیا تو کچھ نہیں۔ (45)

مسئلہ ۴۸: عورت سے کہا اگر تو چاہے تو اپنے کو دس طلاقیں دے عورت نے تین دیں یا کہا اگر چاہے تو ایک طلاق دے عورت نے آدھی دی تو دونوں صورتوں میں ایک بھی واقع نہیں۔ (46)

مسئلہ ۴۹: شوہر نے کہا تو اپنے کو رجعی طلاق دے عورت نے بائن دی یا شوہر نے کہا بائن طلاق دے عورت نے رجعی دی تو جو شوہر نے کہا وہ واقع ہوگی عورت نے جیسی دی وہ نہیں اور اگر شوہر نے اُس کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ تو اگر چاہے اور عورت نے اُس کے حکم کے خلاف بائن یا رجعی دی تو کچھ نہیں۔ (47)

مسئلہ ۵۰: کسی کی دو عورتیں ہیں اور دونوں مدخولہ ہیں اُس نے دونوں کو مخاطب کر کے کہا تم دونوں اپنے کو یعنی خود کو اور دوسری کو تین طلاقیں دو ہر ایک نے اپنے کو اور عورت کو آگے پیچھے تین طلاقیں دیں تو پہلی ہی کے طلاق دینے سے دونوں مُطلقہ ہو گئیں اور اگر پہلے عورت کو طلاق دی پھر اپنے کو تو عورت کو پڑ گئی اسے نہیں کہ اختیار ساقط (ختم) ہو چکا لہذا دوسری نے اگر اسے طلاق دی تو یہ بھی مُطلقہ ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ اور اگر شوہر نے اس طرح اختیار دینے کے بعد منع کر دیا کہ طلاق نہ دو تو جب تک مجلس باقی ہے ہر ایک اپنے کو طلاق دے سکتی ہے عورت کو نہیں کہ دوسری کے حق میں وکیل ہے اور منع کر دینے سے وکالت باطل ہو گئی۔ اور اگر اُس لفظ کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم چاہو تو فقط ایک کے طلاق دینے سے طلاق نہ ہوگی جب تک دونوں اُسی مجلس میں اپنے کو اور دوسری کو طلاق نہ دیں طلاق نہ ہوگی اور مجلس

(43) الفتاویٰ الھندیۃ، المرجع السابق، ص ۳۹۶، ۳۹۷

(44) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی المشیۃ، ج ۳، ص ۵۶۳-۵۶۵

(45) رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی المشیۃ، ج ۳، ص ۵۶۹

(46) الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۲، ص ۲۳۱

(47) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی المشیۃ، ج ۳، ص ۵۶۹

کے بعد کچھ نہیں ہو سکتا۔ (48)

مسئلہ ۵۱: کسی سے کہا اگر تو چاہے عورت کو طلاق دیدے اُس نے کہا میں نے چاہا تو طلاق نہ ہوئی اور اگر کہا اُس کو طلاق ہے اگر تو چاہے اُس نے کہا میں نے چاہا تو ہو گئی۔ (49)

مسئلہ ۵۲: عورت سے کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو طلاق دیدے عورت نے جواب میں کہا میں نے چاہا کہ اپنے کو طلاق دیدوں تو کچھ نہیں۔ اگر کہا تو چاہے تو اپنے کو تین طلاقیں دیدے عورت نے کہا مجھے طلاق ہے تو طلاق نہ ہوئی جب تک یہ نہ کہے کہ مجھے تین طلاقیں ہیں۔ (50)

مسئلہ ۵۳: عورت سے کہا اپنے کو تو طلاق دیدے جیسی تو چاہے تو عورت کو اختیار ہے ہاں دے یا رجعی ایک دے یا دو یا تین مگر مجلس بدلنے کے بعد اختیار نہ رہے گا۔ (51)

مسئلہ ۵۴: اگر کہا تو چاہے تو اپنے کو طلاق دیدے اور تو چاہے تو میری فلاں بی بی کو طلاق دیدے تو پہلے اپنے کو طلاق دے یا اُس کو دونوں مُطلقہ ہو جائیں گی۔ (52)

مسئلہ ۵۵: عورت سے کہا تو جب چاہے اپنے کو ایک طلاق بائن دیدے پھر کہا تو جب چاہے اپنے کو ایک وہ طلاق دے جس میں رجعت کا میں مالک رہوں عورت نے کچھ دنوں بعد اپنے کو طلاق دی تو رجعی ہوگی اور شوہر کے پیچھے کلام کا جواب سمجھا جائیگا۔ (53)

مسئلہ ۵۶: عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے اگر تو ارادہ کرے یا پسند کرے یا خواہش کرے یا محبوب رکھے جواب میں کہا میں نے چاہا یا ارادہ کیا ہو گئی۔ یوں اگر کہا تجھے موافق آئے جواب میں کہا میں نے چاہا ہو گئی اور جواب میں کہا میں نے محبوب رکھا تو نہ ہوئی۔ (54)

مسئلہ ۵۷: عورت سے کہا اگر تو چاہے تو تجھ کو طلاق ہے جواب میں کہا ہاں یا میں نے قبول کیا یا میں راضی ہوئی

(48) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۰۳

(49) رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی المشیء، ج ۴، ص ۵۶۷

(50) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۰۳

(51) المرجع السابق، ص ۴۰۳

(52) المرجع السابق، ص ۴۰۳

(53) المرجع السابق، ص ۴۰۳

(54) المرجع السابق، ص ۴۰۳

واقع نہ ہوئی اور اگر کہا تو اگر قبول کرے تو تجھ کو طلاق ہے جواب میں کہا میں نے چاہی تو ہو گئی۔ (55)

مسئلہ ۵۸: عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے، جواب میں کہا میں نے چاہا اگر تو چاہے، مرد نے بہ نیت طلاق کہا میں نے چاہا، تو واقع نہ ہوئی اور اگر مرد نے آخر میں کہا میں نے تیری طلاق چاہی تو ہو گئی جبکہ نیت بھی ہو۔ (56) اگر عورت نے جواب میں کہا میں نے چاہا اگر فلاں بات ہوئی ہو کسی ایسی چیز کے لیے جو ہو چکی ہو یا اُس وقت موجود ہو مثلاً اگر فلاں شخص آیا ہو یا میرا باپ گھر میں ہو اور واقع میں وہ آچکا ہے یا وہ گھر میں ہے تو طلاق واقع ہو گئی اور اگر وہ ایسی چیز ہے جواب تک نہ ہوئی ہو اگرچہ اُس کا ہونا یقینی ہو مثلاً کہا میں نے چاہا اگر رات آئے یا اُس کا ہونا محتمل ہو مثلاً اگر میرا باپ چاہے تو طلاق نہ ہوئی اگرچہ اُس کے باپ نے کہہ دیا کہ میں نے چاہا۔ (57)

مسئلہ ۵۹: عورت سے کہا تجھ کو ایک طلاق ہے اگر تو چاہے، تجھ کو دو ۲ طلاقیں ہیں اگر تو چاہے، جواب میں کہا میں نے ایک چاہی میں نے دو چاہی اگر دونوں جملے متصل ہوں تو تین طلاقیں ہو گئیں۔ یوں اگر کہا تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے ایک اور اگر تو چاہے دو اُس نے جواب میں کہا میں نے چاہی تو تین طلاقیں ہو گئیں۔ (58)

مسئلہ ۶۰: شوہر نے کہا اگر تو چاہے اور نہ چاہے تو تجھ کو طلاق ہے۔ یا تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے اور نہ چاہے تو طلاق نہیں ہو سکتی چاہے یا نہ چاہے۔ اور اگر کہا تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو بہر حال طلاق ہے چاہے یا نہ چاہے۔ اگر عورت سے کہا تو طلاق کو محبوب رکھتی ہے تو تجھ کو طلاق اور اگر تو اُس کو مبغوض رکھتی ہے (یعنی بُرا سمجھتی ہے) تو تجھ کو طلاق اگر عورت کہے میں محبوب رکھتی ہو یا بُرا جانتی ہوں تو طلاق ہو جائے گی اور اگر کچھ نہ کہے یا کہے میں نہ محبوب رکھتی ہوں نہ بُرا جانتی تو نہ ہوگی۔ (59)

مسئلہ ۶۱: اپنی دو عورتوں سے کہا تم دونوں میں سے جسے طلاق کی زیادہ خواہش ہے اُس کو طلاق، دونوں نے اپنی خواہش دوسری سے زیادہ بتائی اگر شوہر دونوں کی تصدیق کرے تو دونوں مُطلقہ ہو گئیں ورنہ کوئی نہیں۔ (60)

(55) المرجع السابق، ص ۴۰۴

(56) الھدایۃ، کتاب الطلاق، فصل فی المشیئۃ، ج ۱، ص ۲۴۲

(57) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۰۴

واحد مختار، کتاب الطلاق، فصل فی المشیئۃ، ج ۴، ص ۵۷۰

(58) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۰۴

(59) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی المشیئۃ، مطلب: أنت طالق ان ھمت الخ، ج ۴، ص ۵۷۶

(60) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب: أنت طالق الخ، ج ۴، ص ۵۷۷

مسئلہ ۶۲: عورت سے کہا اگر تو مجھ سے محبت یا عداوت رکھتی ہے تو تجھ پر طلاق، عورت نے اُسی مجلس میں محبت یا عداوت (دشمنی) ظاہر کی طلاق ہو گئی اگرچہ اُسکے دل میں جو کچھ ہے اُس کے خلاف ظاہر کیا ہو اور اگر شوہر نے کہا اگر دل سے تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو تجھ پر طلاق، عورت نے جواب میں کہا میں تجھے محبوب رکھتی ہوں طلاق ہو جائیگی اگرچہ جھوٹی ہو۔ (61)

مسئلہ ۶۳: عورت سے کہا تجھ پر ایک طلاق اور اگر تجھے ناگوار (ناپسند) ہو تو دو، عورت نے ناگوار کی ظاہر کی تو تین طلاقیں ہوئیں اور چپ رہی تو ایک۔ (62)

مسئلہ ۶۴: تجھ کو طلاق ہے جب تو چاہے یا جس وقت چاہے یا جس زمانہ میں چاہے، عورت نے رد کر دیا یعنی کہا میں نہیں چاہتی، تو رد نہ ہوا بلکہ آئندہ جس وقت چاہے طلاق دے سکتی ہے مگر ایک ہی دے سکتی ہے زیادہ نہیں۔ اور اگر یہ کہا کہ جب کبھی تو چاہے تو تین طلاقیں بھی دے سکتی ہے مگر دو ایک ساتھ یا تینوں ایک ساتھ نہیں دے سکتی بلکہ متفرق طور پر اگرچہ ایک ہی مجلس میں تین بار میں تین طلاقیں دیں اور اس لفظ میں اگر دو یا تین اکٹھا دیں تو ایک بھی نہ ہوئی۔ اور اگر عورت نے متفرق طور پر اپنے کو تین طلاقیں دیکر دوسرے سے نکاح کیا اس کے بعد پھر شوہر اول سے نکاح کیا تو اب عورت کو طلاق دینے کا اختیار نہ رہا۔ اور اگر خود طلاق نہ دی یا ایک یا دو دے کر بعد عداوت دوسرے سے نکاح کیا پھر شوہر اول کے نکاح میں آئی تو اب پھر اُسے تین طلاقیں متفرق طور پر دینے کا اختیار ہے۔ (63)

مسئلہ ۶۵: تو طالق ہے جس جگہ چاہے تو اُسی مجلس تک اختیار ہے بعد مجلس چاہا کرے کچھ نہیں ہو سکتا۔ (64)

مسئلہ ۶۶: اگر کہا جتنی تو چاہے یا جس قدر یا جو تو چاہے تو عورت کو اختیار ہے اُس مجلس میں جتنی طلاقیں چاہے دے اگرچہ شوہر کی کچھ نیت ہو اور بعد مجلس کچھ اختیار نہیں۔ اور اگر کہا تین میں سے جو چاہے یا جس قدر یا جتنی تو ایک اور دو کا اختیار ہے تین کا نہیں اور ان صورتوں میں تین یا دو طلاقیں دینا یا حالت حیض میں طلاق دینا بدعت نہیں۔ (65)

مسئلہ ۶۷: شوہر نے کسی شخص سے کہا میں نے تجھے اپنے تمام کاموں میں وکیل بنایا۔ وکیل نے اُس کی عورت کو طلاق دے دی واقع نہ ہوئی اور اگر کہا تمام امور (معاملات) میں وکیل کیا جن میں وکیل بنانا جائز ہے تو تمام باتوں میں

(61) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۰۵

(62) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفویض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۰۵

(63) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی المشیئة، ج ۴، ص ۵۷۰-۵۷۳

(64) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی المشیئة، ج ۴، ص ۵۷۳

(65) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی المشیئة، مطلب: فی مسألة الحمد، ج ۴، ص ۵۷۵

دکیل بن گیا۔ (66) یعنی اُس کی عورت کو طلاق بھی دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۸: ایک طلاق دینے کے لیے دکیل کیا، دکیل نے دو دیدیں تو واقع نہ ہوئی اور بائن کے لیے دکیل کیا دکیل نے رجعی دی تو بائن ہوگی اور رجعی کے لیے دکیل سے کہا اُس نے بائن دی تو رجعی ہوئی۔ اور اگر ایسے کو دکیل کیا جو غائب ہے اور اُسے ابھی تک وکالت کی خبر نہیں اور موکل کی عورت کو طلاق دیدی تو واقع نہ ہوئی کہ ابھی تک دکیل ہی نہیں۔ اور اگر کسی سے کہا میں تجھے اپنی عورت کو طلاق دینے سے منع نہیں کرتا تو اس کہنے سے دکیل نہ ہو یا اس کے سامنے اسکی عورت کو کسی نے طلاق دی اور اس نے اُسے منع نہ کیا جب بھی وہ دکیل نہ ہوا۔ (67)

مسئلہ ۶۹: طلاق دینے کے لیے دکیل کیا اور دکیل کے طلاق دینے سے پہلے خود موکل نے عورت کو طلاق بائن یا رجعی دے دی تو جب تک عورت عدت میں ہے دکیل طلاق دے سکتا ہے۔ اور اگر دکیل نے طلاق نہیں دی اور موکل نے خود طلاق دیکر عدت کے اندر اُس عورت سے نکاح کر لیا تو دکیل اب بھی طلاق دے سکتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد اگر نکاح کیا تو نہیں۔ اور اگر میاں بی بی میں کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا جب بھی عدت کے اندر دکیل طلاق دے سکتا ہے ہاں اگر مرتد ہو کر دار الحرب کو چلا گیا اور قاضی نے حکم بھی دیدیا تو اب وکالت باطل ہوگئی۔ یوہیں اگر دکیل معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو وکالت باطل نہ ہوگی ہاں اگر دار الحرب کو چلا گیا اور قاضی نے حکم بھی دیدیا تو باطل۔ (68)

مسئلہ ۷۰: طلاق کے دکیل کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو دکیل بنا دے۔ (69)

مسئلہ ۷۱: کسی کو دکیل بنایا اور دکیل نے منظور نہ کیا تو دکیل نہ ہوا اور اگر چنپ رہا پھر طلاق دیدی ہوگئی۔ سمجھ وال بچہ اور غلام کو بھی دکیل بنا سکتا ہے۔ (70)

مسئلہ ۷۲: دکیل سے کہا تو میری عورت کو کل طلاق دیدیتا اُس نے آج ہی کہہ دیا تجھ پر کل طلاق ہے تو واقع نہ ہوئی۔ یوہیں اگر دکیل سے کہا طلاق دے دے اُس نے طلاق کو کسی شرط پر معنی کیا مثلاً کہا اگر تو گھر میں جائے تو تجھ پر طلاق ہے اور عورت گھر میں گئی طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں دکیل سے تین طلاق کے لیے کہا دکیل نے ہزار طلاقیں دیدیں یا آدمی کے لیے کہا دکیل نے ایک طلاق دی تو واقع نہ ہوئی۔ (71)

(66) الفتاویٰ الحامیہ، کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق الذی یكون من الوکیل أو من المرأة، ج ۱، ص ۲۵۳

(67) الفتاویٰ الحامیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفریض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۳۰۸

(68) الفتاویٰ الحامیہ، کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق الذی یكون من الوکیل أو من المرأة، ج ۱، ص ۲۵۳

(69) الفتاویٰ الحامیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث فی تفریض الطلاق، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۳۰۹

(70) المرجع السابق

(71) البحر الرائق، کتاب الطلاق، فصل فی المشیء، ج ۳، ص ۵۷۷

تعلیق کا بیان

تعلیق کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے یہ دوسری چیز جس پر یہی موقوف ہے اس کو شرط کہتے ہیں۔ تعلیق صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ شرط فی الحال معدوم ہو (یعنی موجود نہ ہو) مگر عداۃ ہو سکتی ہو لہذا اگر شرط معدوم نہ ہو مثلاً یہ کہے کہ اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو تجھ کو طلاق ہے یہ تعلیق نہیں بلکہ فوراً طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر شرط عداۃ محال ہو مثلاً یہ کہ اگر سوئی کے ناکے میں اونٹ چلا جائے تو تجھ کو طلاق ہے یہ کلام لغو (ففسول) ہے اس سے کچھ نہ ہوگا۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ شرط متصلہ (یعنی ساتھ ہی) بولی جائے اور یہ کہ سزا دینا مقصود نہ ہو مثلاً عورت نے شوہر کو کمینہ کہا شوہر نے کہا اگر میں کمینہ ہوں تو تجھ پر طلاق ہے تو طلاق ہو گئی اگرچہ کمینہ نہ ہو کہ ایسے کلام سے تعلیق مقصود نہیں ہوتی بلکہ عورت کو ایذا (تکلیف) دینا، اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ فعل ذکر کیا جائے جسے شرط ٹھہرایا، لہذا اگر یوں کہا تجھے طلاق ہے اگر، اور اس کے بعد کچھ نہ کہا تو یہ کلام لغو ہے طلاق نہ واقع ہوئی نہ ہوگی۔ تعلیق کے لیے شرط یہ ہے کہ عورت تعلیق کے وقت اُس کے نکاح میں ہو مثلاً اپنی منکوحہ سے یا جو عورت اُس کی عدت میں ہے کہا اگر تو فلاں کام کرے یا فلاں کے گھر جائے تو تجھ پر طلاق ہے یا نکاح کی طرف اضافت ہو مثلاً کہا اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اُس پر طلاق ہے یا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے یا جس عورت سے نکاح کروں اُسے طلاق ہے اور کسی اجنبیہ سے کہا اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھ پر طلاق، پھر اُس سے نکاح کیا اور وہ عورت اُس کے یہاں گئی طلاق نہ ہوئی یا کہا جو عورت میرے ساتھ سوئے اُسے طلاق ہے پھر نکاح کیا اور ساتھ سوئی طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں اگر والدین سے کہا اگر تم میرا نکاح کر دو گے تو اُسے طلاق پھر والدین نے اس کے بے کہے نکاح کر دیا طلاق واقع نہ ہوگی۔ یوہیں اگر طلاق ثبوت ملک (ملکیت کا ثابت ہونا) یا زوال ملک (ملکیت کا ختم ہونا) کے مقارن (متصل) ہو تو کلام لغو ہے طلاق نہ ہوگی، مثلاً تجھ پر طلاق ہے تیرے نکاح کے ساتھ یا میری یا تیری موت کے ساتھ۔ (1)

(1) لدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: فیما لو طلق لا یختلف فعلق، ج ۴، ص ۸، ۵۸۶، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام ہسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جب طلاق کسی شرط پر مشروط کی جائے تو اس شرط کے واقع ہوجانے سے واقع ہوجائے گی،

فی لہدایۃ اذا اضافہ الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامرأۃ ان دخلت الدار فانت طالق وهذا

بالاتفاق ا۔ (لہدایۃ باب الایمان فی الطلاق المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۳۶۵)

مسئلہ ۱: طلاق کسی شرط پر معلق کی تھی اور شرط پائی جانے سے پہلے تین طلاقیں دیدیں تو تعلیق باطل ہوگئی یعنی وہ عورت پھر اس کے نکاح میں آئے اور اب شرط پائی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر تعلیق کے بعد تین سے کم طلاقات دیں تو تعلیق باطل نہ ہوگی لہذا اب اگر عورت اس کے نکاح میں آئے اور شرط پائی جائے تو جتنی طلاقیں معلق کی تھیں سب واقع ہو جائیں گی یہ اُس صورت میں ہے کہ دوسرے شوہر کے بعد اس کے نکاح میں آئی۔ اور اگر دو ایک طلاق دیدی پھر بغیر دوسرے کے نکاح کے خود نکاح کر لیا تو اب تین میں جو باقی ہے واقع ہوگی اگرچہ بائن طلاق دی ہو یا رجعی کی عدت ختم ہوگئی ہو کہ بعد عدت رجعی میں بھی عورت نکاح سے نکل جاتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ ملک نکاح جانے سے تعلیق باطل نہیں ہوتی۔ (2)

مسئلہ ۲: شوہر مرتد ہو کر دار الحرب کو چلا گیا تو تعلیق باطل ہوگئی یعنی اب اگر مسلمان ہوا اور اُس عورت سے نکاح کیا پھر شرط پائی گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ (3)

مسئلہ ۳: شرط کا محل جاتا رہا تعلیق باطل ہوگئی مثلاً کہا اگر فلاں سے بات کرے تو تجھ پر طلاق اب وہ شخص مر گیا تو تعلیق باطل ہوگئی لہذا اگر کسی ولی کی کرامت سے جی گیا (یعنی زندہ ہو گیا) اب کلام کیا طلاق واقع نہ ہوگی یا کہا اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ پر طلاق اور وہ مکان منہدم ہو کر (مگر کر) کھیت یا باغ بن گیا تعلیق جاتی رہی اگرچہ پھر دوبارہ اُس جگہ مکان بنایا گیا ہو۔ (4)

مسئلہ ۴: یہ کہا اگر تو اس گلاس میں کا پانی پیے گی تو تجھ پر طلاق ہے اور گلاس میں اُس وقت پانی نہ تھا تو تعلیق باطل ہے اور اگر پانی اُس وقت موجود تھا پھر گرا دیا گیا تو تعلیق صحیح ہے۔

مسئلہ ۵: زوجہ کنیز (لونڈی) ہے اُس سے کہا اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ پر تین طلاقیں پھر اُس کے مالک نے اُسے آزاد کر دیا اب گھر میں گئی تو دو طلاقیں پڑیں اور شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے کہ بوقت تعلیق تین طلاق کی اُس میں صلاحیت نہ تھی لہذا دہی کی تعلیق ہوگی اور اب کہ آزاد ہوگئی تین کی صلاحیت اُس میں ہے مگر اُس تعلیق کے سبب دہی واقع ہوگی کہ ایک طلاق کا اختیار شوہر کو اب جدید حاصل ہوا۔ (5)

ہدایہ میں ہے کہ اگر طلاق کو شرط کی طرف منسوب کیا ہو تو وہ شرط کے پائے جانے کے بعد واقع ہوگی، مثلاً یوں کہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے یہ ضابطہ متفق علیہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۱۰۳۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۵۸۹، وغیرہ

(3) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۵۹۰

(4) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب فی معنی تو نغم: لیس لمقلد، ج ۴، ص ۵۹۰

(5) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۵۹۱

مسئلہ ۶: حروف شرط اردو زبان میں یہ ہیں۔ اگر، جب، جس وقت، ہر وقت، جو، ہر، جس، جب کبھی، ہر بار۔
 مسئلہ ۷: ایک مرتبہ شرط پائی جانے سے تعلیق ختم ہو جاتی ہے یعنی دوبارہ شرط پائی جانے سے طلاق نہ ہوگی مثلاً عورت سے کہا اگر تو فلاں کے گھر میں گئی یا تو نے فلاں سے بات کی تو تجھ کو طلاق ہے عورت اُس کے گھر گئی تو طلاق ہو گئی دوبارہ پھر گئی تو اب واقع نہ ہوگی کہ اب تعلیق کا حکم باقی نہیں مگر جب کبھی یا جب جب یا ہر بار کے لفظ سے تعلیق کی ہے تو ایک دوبارہ پر تعلیق ختم نہ ہوگی بلکہ تین بار میں تین طلاقیں واقع ہوگی کہ یہ کُلُّما کا ترجمہ ہے اور یہ لفظ عموم افعال کے واسطے آتا ہے مثلاً عورت سے کہا جب کبھی تو فلاں کے گھر جائے یا فلاں سے بات کرے تو تجھ کو طلاق ہے تو اگر اُس کے گھر تین بار گئی تین طلاقیں ہو گئیں اب تعلیق کا حکم ختم ہو گیا یعنی اگر وہ عورت بعد حلہ پھر اُس کے نکاح میں آئی اب پھر اُس کے گھر گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی ہاں اگر یوں کہا ہے کہ جب کبھی میں اُس سے نکاح کروں تو اُسے طلاق ہے تو تین پر بس نہیں بلکہ سو بار بھی نکاح کرے تو ہر بار طلاق واقع ہوگی۔ (6) یوں اگر یہ کہا کہ جس جس شخص سے تو کلام کرے تجھ کو طلاق ہے یا ہر اُس عورت سے کہ میں نکاح کروں اُسے طلاق ہے یا جس جس وقت تو یہ کام کرے تجھ پر طلاق ہے کہ یہ الفاظ بھی عموم کے واسطے ہیں، لہذا ایک بار میں تعلیق ختم نہ ہوگی۔

مسئلہ ۸: عورت سے کہا جب کبھی میں تجھے طلاق دوں تو تجھے طلاق ہے اور عورت کو ایک طلاق دی تو دو واقع ہوئیں ایک طلاق تو خود اب اُس نے دی اور ایک اُس تعلیق کے سبب اور اگر یوں کہا کہ جب کبھی تجھے طلاق ہو تو تجھ کو طلاق ہے اور ایک طلاق دی تو تین ہوئیں ایک تو خود اس نے دی اور ایک تعلیق کے سبب اور دوسری طلاق واقع ہونے سے طلاق ہوتا پایا گیا لہذا ایک اور پڑ گئی کہ یہ لفظ عموم کے لیے ہے مگر بہر صورت تین سے متجاوز (زیادہ) نہیں ہو سکتی۔ (7)

مسئلہ ۹: شرط پائی جانے سے تعلیق ختم ہو جاتی ہے اگرچہ شرط اُس وقت پائی گئی کہ عورت نکاح سے نکل گئی ہو البتہ اگر عورت نکاح میں نہ رہی تو طلاق واقع نہ ہوگی مثلاً عورت سے کہا تھا اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ کو طلاق ہے، اس کے بعد عورت کو طلاق دیدی اور عدت گزر گئی اب عورت اُس کے گھر گئی پھر شوہر نے اُس سے نکاح کر لیا اب پھر گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی کہ تعلیق ختم ہو چکی ہے لہذا اگر کسی نے یہ کہا ہو کہ اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ پر تین طلاقیں اور چاہتا ہو کہ اُس کے گھر آدو رفت شروع ہو جائے تو اُس کا حیلہ یہ ہے کہ عورت کو ایک طلاق دیدے پھر عدت کے بعد عورت اُس کے گھر جائے پھر نکاح کر لے اب جایا آیا کرے طلاق واقع نہ ہوگی مگر عموم کے الفاظ استعمال کیے ہوں تو

(6) الفتویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط الخ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۵۳

(7) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۳، ص ۵۹۷-۶۰۱

یہ حیلہ کام نہیں دیکھا۔ (8)

مسئلہ ۱۰: یہ کہا کہ ہر اُس عورت سے کہ میں نکاح کروں اُسے طلاق ہے تو جتنی عورتوں سے نکاح کریگا سب کو طلاق ہو جائے گی اور اگر ایک ہی عورت سے دوبار نکاح کیا تو صرف پہلی بار طلاق پڑے گی دوبارہ نہیں۔ (9)

مسئلہ ۱۱: یہ کہا کہ جب کبھی میں فلاں کے گھر جاؤں تو میری عورت کو طلاق ہے اور اُس شخص کی چار عورتیں ہیں اور چار مرتبہ اُس کے گھر گیا تو ہر بار میں ایک طلاق واقع ہوئی لہذا اگر عورت کو معین نہ کیا ہو تو اب اختیار ہے کہ چاہے تو سب طلاقیں ایک پر کر دے یا ایک ایک، ایک ایک پر (یعنی ایک ایک طلاق ایک ایک عورت پر کر دے)۔ اور اگر دو شخصوں سے یہ کہا جب کبھی میں تم دونوں کے یہاں کھانا کھاؤں تو میری عورت کو طلاق ہے اور ایک دن ایک کے یہاں کھانا کھایا دوسرے دن دوسرے کے یہاں، تو عورت کو تین طلاقیں پڑ گئیں یعنی جبکہ تین لقمے یا زیادہ کھایا ہو۔ (10)

مسئلہ ۱۲: یہ کہا کہ جب کبھی میں کوئی اچھا کلام زبان سے نکالوں تو تجھ پر طلاق ہے، اس کے بعد کہا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر بغیر داو کے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ کہا تو تین۔ (11)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ جب کبھی میں اس مکان میں جاؤں اور فلاں سے کلام کروں تو میری عورت کو طلاق ہے، اُس کے بعد اُس گھر میں کئی مرتبہ گیا مگر اُس سے کلام نہ کیا تو عورت کو طلاق نہ ہوئی اور اگر جانا کئی بار ہوا اور کلام ایک بار تو ایک طلاق ہوئی۔ (12)

مسئلہ ۱۴: شوہر نے دروازہ کی کنڈی بجائی کہ کھول دیا جائے اور کھولا نہ گیا اُس نے کہا اگر آج رات میں تُو دروازہ نہ کھولے تو تجھ کو طلاق ہے اور گھر میں کوئی تھا ہی نہیں کہ دروازہ کھولتا، یوہیں رات گزر گئی تو طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں اگر جیب میں روپیہ تھا مگر ملا نہیں اس پر کہا اگر وہ روپیہ کہ تو نے میری جیب سے لیا ہے واپس نہ کرے تو تجھ کو طلاق ہے پھر دیکھا تو روپیہ جیب ہی میں تھا تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ (13)

(8) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب مهم: الاضاحۃ للتعریف الخ، ج ۳، ص ۶۰۰

(9) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۱۵

(10) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۳۱۶

(11) المرجع السابق

(12) المرجع السابق، ص ۳۱۷

(13) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۲، ص ۲۳۲، وغیرہا

مسئلہ ۱۵: عورت کو حیض ہے اور کہا اگر تو حائض ہو تو تجھ کو طلاق، یا عورت بیمار ہے اور کہا اگر تو بیمار ہو تو تجھ کو طلاق، تو اس سے وہ حیض یا مرض مراد ہے کہ زمانہ آئندہ میں ہو اور اگر اس موجود کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر کہا کہ کل اگر تو حائض ہو تو تجھ کو طلاق اور اسے علم ہے کہ حیض سے ہے تو یہی حیض مراد ہے، لہذا اگر صبح چمکتے وقت حیض رہا تو طلاق ہوگئی جبکہ اُس وقت تین دن پورے یا اس سے زائد ہوں۔ اور اگر اُسے اس حیض کا علم نہیں تو جدید حیض مراد ہوگا لہذا طلاق نہ ہوگی اور اگر کھڑے ہونے، بیٹھنے، سوار ہونے، مکان میں رہنے پر تعلیق کی اور کہتے وقت وہ بات موجود تھی تو اس کہنے کے کچھ بعد تک اگر عورت اُسی حالت پر رہی تو طلاق ہوگئی اور مکان میں داخل ہونے یا مکان سے نکلنے پر تعلیق کی تو آئندہ کا جانا اور نکلنا مراد ہے اور مارنے اور کھانے سے مراد وہ ہے جو اب کہنے کے بعد ہوگا اور روزہ رکھنے پر معلق کیا اور تھوڑی دیر بھی روزہ کی نیت سے رہی تو طلاق ہوگئی اور اگر یہ کہا کہ ایک دن اگر تو روزہ رکھے تو اُس وقت طلاق ہوگی کہ اُس دن کا آفتاب ڈوب جائے۔ (14)

مسئلہ ۱۶: یہ کہا اگر تجھے حیض آئے تو طلاق ہے، تو عورت کو خون آتے ہی طلاق کا حکم نہ دینگے جب تک تین دن رات تک مُسْتَبْر (جاری) نہ ہو، اور جب یہ مدت پوری ہوگی تو اُسی وقت سے طلاق کا حکم دینگے جب سے خون دیکھا ہے اور یہ طلاق بدی ہوگی کہ حیض میں واقع ہوئی۔ اور یہ کہا کہ اگر تجھے پورا حیض آئے یا آدھا یا تہائی یا چوتھائی تو ان سب صورتوں میں حیض ختم ہونے پر طلاق ہوگی پھر اگر دس دن پر حیض ختم ہو تو ختم ہوتے ہی اور کم میں منقطع (ختم) ہو تو نہانے یا نماز کا وقت گزر جانے پر ہوگی۔ (15)

مسئلہ ۱۷: حیض اور احتلام وغیرہ مخفی (پوشیدہ) چیزیں عورت کے کہنے پر مان لی جائیگی مگر دوسرے پر اس کا کچھ اثر نہیں مثلاً عورت سے کہا اگر تجھے حیض آئے تو تجھ کو اور فلانی کو طلاق ہے، اور عورت نے اپنا حائض (حیض والی) ہونا بتایا تو خود اس کو طلاق ہوگئی دوسری کو نہیں ہاں اگر شوہر نے اُس کے کہنے کی تصدیق کی یا اُس کا حائض ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہوا تو دوسری کو بھی طلاق ہوگی۔ (16)

مسئلہ ۱۸: کسی کی دو عورتیں ہیں دونوں سے کہا جب تم دونوں کو حیض آئے تو دونوں کو طلاق ہے، دونوں نے کہا ہمیں حیض آیا اور شوہر نے دونوں کی تصدیق کی تو دونوں مطلقہ ہو گئیں اور دونوں کی تکذیب کی تو کسی کو نہیں اور ایک کی

(14) افتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۲۱

(15) لہذا مختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۶۰۷-۶۰۹

(16) لہذا مختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۶۰۳-۶۰۷

تصدیق کی اور ایک کی تکذیب، تو جس کی تصدیق کی ہے اُسے طلاق ہوئی اور جس کی تکذیب کی اُس کو نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۹: یہ کہا کہ تو لڑکا جنے تو ایک طلاق اور لڑکی جنے تو دو، اور لڑکا لڑکی دونوں پیدا ہوئے تو جو پہلے پیدا ہوا اسی کے بموجب طلاق واقع ہوگی اور معلوم نہ ہو کہ پہلے کیا پیدا ہوا تو قاضی ایک طلاق کا حکم دیگا اور احتیاط یہ ہے کہ شوہر دو طلاقیں سمجھے اور عدت بھی دوسرے بچے کے پیدا ہونے سے پوری ہوگئی لہذا اب رجعت بھی نہیں کر سکتا اور دونوں ایک ساتھ پیدا ہوں تو تین طلاقیں ہوں گی اور عدت حیض سے پوری کرے اور خنثی (بیمجرا) پیدا ہوا تو ایک ابھی واقع مانی جائے گی اور دوسری کا حکم اُس وقت تک موقوف رہیگا جب تک اُس کا حال نہ کھلے اور اگر ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں تو قاضی دو کا حکم دیگا اور احتیاط یہ ہے کہ تین سمجھے اور اگر دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی تو قاضی ایک کا حکم دیگا اور احتیاط تین سمجھے۔ (18)

مسئلہ ۲۰: یہ کہا کہ جو کچھ تیرے شکم (پیٹ) میں ہے اگر لڑکا ہے تو تجھ کو ایک طلاق اور لڑکی ہے تو دو، اور لڑکا لڑکی دونوں پیدا ہوئے تو کچھ نہیں۔ یوں اگر کہا کہ بوری میں جو کچھ ہے اگر گیہوں ہیں تو تجھے طلاق یا آٹا ہے تو تجھے طلاق، اور بوری میں گیہوں اور آٹا دونوں ہیں تو کچھ نہیں اور یوں کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہے تو ایک طلاق اور لڑکی تو دو اور دونوں ہوئے تو تین طلاقیں ہوئیں۔ (19)

مسئلہ ۲۱: عورت سے کہا اگر تیرے بچہ پیدا ہو تو تجھ کو طلاق، اب عورت کہتی ہے میرے بچہ پیدا ہوا اور شوہر تکذیب کرتا ہے (یعنی جھٹلاتا ہے) اور حمل ظاہر نہ تھا نہ شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا تو صرف جنائی (دائی) کی شہادت پر حکم طلاق نہ دیئے۔ (20)

مسئلہ ۲۲: یہ کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو طلاق ہے اور مردہ بچہ پیدا ہوا طلاق ہوگئی اور کچا بچہ جنی اور بعض اعضا بن چکے تھے جب بھی طلاق ہوگئی ورنہ نہیں۔ (21)

(17) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی المطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۲۲

جس کی تصدیق کی ہے اُسے طلاق ہوئی اور جس کی تکذیب کی اُس کو نہیں۔ غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے، اصل کتاب میں مسئلہ اس طرح ہے جس کی تکذیب کی ہے اُسے طلاق ہوئی اور جس کی تصدیق کی ہے اس کو نہیں۔ علیہ

(18) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: اختلاف الزوجین فی وجود الشرط، ج ۳، ص ۶۱۰

(19) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۳، ص ۶۱۱

(20) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی المطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۲۳

(21) الجوهرة النيرة، کتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص ۵۴، وغیرہا

مسئلہ ۲۳: عورت سے کہا اگر تو بچہ جنے تو تجھ کو طلاق، پھر کہا اگر تو اُسے لڑکا جنے تو دو طلاقیں، اور لڑکا ہوا تو تین واقع ہو گئیں۔ (22) اور اگر یوں کہا کہ تو اگر بچہ جنے تو تجھ کو دو طلاقیں، پھر کہا وہ بچہ کہ تیرے شکم میں ہے لڑکا ہو تو تجھ کو طلاق، اور لڑکا ہوا تو ایک ہی طلاق ہوگی اور بچہ پیدا ہوتے ہی عدت بھی گزر جائے گی۔ (23)

مسئلہ ۲۴: حمل پر طلاق معلق کی ہو تو مستحب یہ ہے کہ استبراء یعنی حیض کے بعد وطی کرے کہ شاید حمل ہو۔ (24)

مسئلہ ۲۵: اگر دو شرطوں پر طلاق معلق کی مثلاً جب زید آئے اور جب عمرو آئے یا جب زید و عمرو آئیں تو تجھ کو طلاق ہے تو طلاق اُس وقت واقع ہوگی کہ پچھلی شرط اس کی ملک (ملکیت) میں پائی جائے اگرچہ پہلی اُس وقت پائی گئی کہ عورت ملک میں نہ تھی مثلاً اُسے طلاق دیدی تھی اور عدت گزر چکی تھی اب زید آیا پھر اُس سے نکاح کیا اب عمرو آیا تو طلاق واقع ہوگئی اور دوسری شرط ملک میں نہ ہو تو پہلی اگرچہ ملک میں پائی گئی طلاق نہ ہوئی۔ (25)

مسئلہ ۲۶: وطی پر تین طلاقیں معلق کی تھیں تو حشفہ داخل ہونے سے طلاق ہو جائے گی، اور واجب ہے کہ فوراً اجدا ہو جائے۔ (26)

مسئلہ ۲۷: اپنی عورت سے کہا جب تک تو میرے نکاح میں ہے اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اُسے طلاق پھر عورت کو طلاق بائن دی اور عدت کے اندر دوسری عورت سے نکاح کیا تو طلاق نہ ہوئی اور رجعی کی عدت میں تھی تو ہوگئی۔ (27)

مسئلہ ۲۸: کسی کی تین عورتیں ہیں، ایک سے کہا اگر میں تجھے طلاق دوں تو اُن دونوں کو بھی طلاق ہے، پھر دوسری اور تیسری سے بھی یوں کہا، پھر پہلی کو ایک طلاق دی، تو اُن دونوں کو بھی ایک ایک ہوئی اور اگر دوسری کو ایک طلاق دی تو پہلی کو ایک ہوئی اور دوسری اور تیسری پر دودو، اور اگر تیسری عورت کو ایک طلاق دی تو اس پر تین ہوئیں اور دوسری پر دو، اور پہلی پر ایک۔ (28)

(22) ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: اختلاف الزوجین فی وجود الشرط، ج ۴، ص ۶۱۱

(23) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۲۴، ۴۲۵

(24) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۲۵

(25) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۶۱۳، وغیرہ

(26) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۶۱۴

(27) المرجع السابق، ص ۶۱۵

(28) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۲۶

مسئلہ ۲۹: یہ کہا کہ اگر اس شب میں تو میرے پاس نہ آئی تو تجھے طلاق، عورت دروازہ تک آئی اندر نہ گئی، طلاق ہوگئی اور اگر اندر گئی مگر شوہر سو رہا تھا تو نہ ہوئی اور پاس آنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی قریب آجائے کہ شوہر ہاتھ بڑھائے تو عورت تک پہنچ جائے۔ مرد نے عورت کو بلایا اُس نے انکار کیا اس پر کہا اگر تو نہ آئی تو تجھ کو طلاق ہے، پھر شوہر خود زبردستی اُسے لے آیا طلاق نہ ہوئی۔ (29)

مسئلہ ۳۰: کوئی شخص مکان میں ہے لوگ اُسے نکلنے نہیں دیتے، اُس نے کہا اگر میں یہاں سوؤں تو میری عورت کو طلاق ہے اُسکا مقصد خاص وہ جگہ ہے جہاں بیٹھا یا کھڑا ہے پھر اُسی مکان میں سویا مگر اُس جگہ سے ہٹ کر تو قضائے طلاق ہو جائے گی دیا نہ نہیں۔ (30)

مسئلہ ۳۱: عورت سے کہا اگر تو اپنے بھائی سے میری شکایت کرے گی تو تجھ کو طلاق ہے، اُس کا بھائی آیا عورت نے کسی بچے کو مخاطب کر کے کہا میرے شوہر نے ایسا کیا ایسا کیا اور اُسکا بھائی سب سن رہا ہے طلاق نہ ہوگی۔ (31)

مسئلہ ۳۲: آپس میں جھگڑ رہے تھے مرد نے کہا اگر تو چپ نہ رہے گی تو تجھ کو طلاق ہے، عورت نے کہا نہیں چپ ہوں گی اس کے بعد خاموش ہوگئی طلاق نہ ہوئی۔ یوں اگر کہا کہ تو چیخے گی تو تجھ کو طلاق ہے عورت نے کہا چیخوں گی تو مگر پھر چپ ہوگئی طلاق نہ ہوئی۔ یوں اگر کہا کہ فلاں کا ذکر کرے گی تو ایسا ہے عورت نے کہا میں اُس کا ذکر نہ کروں گی یا کہا جب تو منع کرتا ہے تو اُس کا ذکر نہ کروں گی طلاق نہ ہوگی کہ اتنی بات مستثنیٰ ہے۔ (32)

مسئلہ ۳۳: عورت نے فاتحہ کشی کی شکایت کی، شوہر نے کہا اگر میرے گھر تو بھوکا رہے تو تجھے طلاق ہے، تو علاوہ روزے کے بھوکا رہنے پر طلاق ہوگی۔ (33)

مسئلہ ۳۴: اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ کو طلاق ہے اور وہ شخص مر گیا اور مکان ترکہ میں چھوڑا اب وہاں جانے سے طلاق نہ ہوگی۔ یوں اگر بیع یا ہبہ (تحفہ) یا کسی اور وجہ سے اُس کی ملک میں مکان نہ رہا جب بھی طلاق نہ ہوگی۔ (34)

(29) الفتاویٰ الھندیۃ، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۳۰

(30) المرجع السابق، ص ۴۳۱

(31) المرجع السابق، ص ۴۳۲

(32) المرجع السابق، ص ۴۳۲

(33) المرجع السابق، ص ۴۳۲

(34) الفتاویٰ الھندیۃ، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۳۴

مسئلہ ۳۵: عورت سے کہا اگر تو بغیر میری اجازت کے گھر سے نکلی تو تجھ پر طلاق پھر سائل نے دروازہ پر سوال کیا شوہر نے عورت سے کہا اُسے روٹی کا ٹکڑا دے آ اگر سائل دروازہ سے اتنے فاصلہ پر ہے کہ بغیر باہر نکلے نہیں دے سکتی تو باہر نکلنے سے طلاق نہ ہوگی اور اگر بغیر باہر نکلے دے سکتی تھی مگر نکلی تو طلاق ہوگئی اور اگر جس وقت شوہر نے عورت کو بھیجا تھا اُس وقت سائل دروازہ سے قریب تھا اور جب عورت وہاں لے کر پہنچی تو ہٹ گیا تھا کہ عورت کو نکل کر دینا پڑا جب بھی طلاق ہوگئی۔ اور اگر عربی میں اجازت دی اور عورت عربی نہ جانتی ہو تو اجازت نہ ہوئی لہذا اگر نکلے گی حلاق ہو جائے گی۔ یوہیں سوتی تھی یا موجود نہ تھی یا اُس نے سنا نہیں تو یہ اجازت نا کافی ہے یہاں تک کہ شوہر نے اگر لوگوں کے سامنے کہا کہ میں نے اُسے نکلنے کی اجازت دی مگر یہ نہ کہا کہ اُس سے کہہ دو یا خبر پہنچا دو اور لوگوں نے بطور خود عورت سے جا کر کہا کہ اُس نے اجازت دیدی اور اُن کے کہنے سے عورت نکلی طلاق ہوگئی۔ اگر عورت نے میکے جانے کی اجازت مانگی شوہر نے اجازت دی مگر عورت اُس وقت نہ گئی کسی اور وقت گئی تو طلاق ہوگئی۔ (35)

مسئلہ ۳۶: اس بچہ کو اگر گھر سے باہر نکلنے دیا تو تجھ کو طلاق ہے، عورت غافل ہوگئی یا نماز پڑھنے لگی اور بچہ نکل بھاگا تو طلاق نہ ہوگی۔ اگر تو اس گھر کے دروازہ سے نکلی تو تجھ پر طلاق، عورت چھت پڑے پڑوس کے مکان میں گئی طلاق نہ ہوئی۔ (36)

مسئلہ ۳۷: تجھ پر طلاق ہے یا میں مرد نہیں، تو طلاق ہوگئی اور اگر کہا تجھ پر طلاق ہے یا میں مرد ہوں تو نہ ہوئی۔ (37)

مسئلہ ۳۸: اپنی عورت سے کہا اگر تو میری عورت ہے تو تجھے تین طلاقیں اور اُس کے متصل ہی (38) اگر ایک طلاق بائن دیدی، تو یہی ایک پڑے گی ورنہ تین۔ (39)



(35) الفتاویٰ الھندیہ، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۲۳۸، ۲۳۹

(36) المرجع السابق، ص ۲۴۱

(37) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۲، ص ۲۲۲

(38) فوراً ہی یعنی درمیان میں کوئی اور کلام وغیرہ نہ کیا۔

(39) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۲، ص ۲۲۶

استثنا کا بیان

استثنا کے لیے شرط یہ ہے کہ کلام کے ساتھ متصل ہو یعنی بلا وجہ نہ سکوت کیا ہو نہ کوئی بیکار بات درمیان میں کہی ہو، اور یہ بھی شرط ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ اگر شور و غل وغیرہ کوئی مانع (یعنی رکاوٹ) نہ ہو تو خود سن سکے بہرے کا استثنائ صحیح ہے۔ (1)

مسئلہ ۱: عورت نے طلاق کے الفاظ سننے مگر استثنائ نہ سنا تو جس طرح ممکن ہو شوہر سے علیحدہ ہو جائے اُسے جماع نہ کرنے دے۔ (2)

مسئلہ ۲: سانس یا چھینک یا کھانسی یا ڈکار یا جماہی یا زبان کی گرانی (یعنی لگنت) کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ کسی نے اس کا مونہ بند کر دیا اگر وقفہ ہوا تو اتصال (یعنی ملا ہوا ہونا) کے منافی نہیں۔ یوں اگر درمیان میں کوئی مفید بات کہی تو اتصال کے منافی نہیں مثلاً تاکید کی نیت سے لفظ طلاق دو بار کہہ کر استثنا کا لفظ بولا۔ (3)

مسئلہ ۳: درمیان میں کوئی غیر مفید بات کہی پھر استثنا کیا تو صحیح نہیں مثلاً تجھ کو طلاق رجعی ہے ان شاء اللہ تو طلاق ہو گئی اور اگر کہا تجھ کو طلاق بائن ہے ان شاء اللہ تو واقع نہ ہوئی۔ (4)

مسئلہ ۴: لفظ ان شاء اللہ اگرچہ بظاہر شرط معلوم ہوتا ہے مگر اس کا شمار استثنا میں ہے مگر انہیں چیزوں میں جن کا وجود بولنے پر موقوف ہے مثلاً طلاق و حلف وغیرہ اور جن چیزوں کو تلفظ سے خصوصیت نہیں وہاں استثنا کے معنی نہیں مثلاً یہ کہانؤیث ان اَصُوْمَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی (5) کہ یہاں نہ استثنا ہے نہ نیت روزہ پر اسکا اثر بلکہ یہ لفظ ایسے مقام پر برکت و طلب توفیق کے لیے ہوتا ہے۔ (6)

(1) اندر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: الاستثناء، مطلق علی الشرط لغو، استعمال، ج ۴، ص ۶۱۷-۶۱۹

و الفتاوی الخانیہ، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۲، ص ۲۴۲

(2) فتاوی الخانیہ

(3) اندر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۶۱۷ وغیرہ

(4) المرجع السابق، ص ۶۱۷

(5) ترجمہ: میں نیت کرتا ہوں کہ کل روزہ رکھوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(6) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: مسائل الاستثناء، و مطلب: الاستثناء مثبت حکمہ الخ، ج ۴، ص ۶۱۶

مسئلہ ۵: عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ طلاق واقع نہ ہوئی اگرچہ ان شاء اللہ کہنے سے پہلے مر گئی اور اگر شوہر اتنا غلط کہہ کر کہ تجھ کو طلاق ہے مر گیا ان شاء اللہ کہنے کی نوبت نہ آئی مگر اُس کا ارادہ اس کے کہنے کا بھی تھا تو طلاق ہو گئی رہا یہ کہ کیونکر معلوم ہوا کہ اُس کا ارادہ ایسا تھا یہ یوں معلوم ہوا کہ پہلے سے اُس نے کہہ دیا تھا کہ میری اپنی عورت کو طلاق دے کر استننا کروں گا۔ (7)

مسئلہ ۶: استننا میں یہ شرط نہیں کہ بالقصد (ارادتا) کہا ہو بلکہ بلا قصد (ارادہ کے بغیر) زبان سے نکل گیا جب بھی طلاق واقع نہ ہوگی، بلکہ اگر اُس کے معنی بھی نہ جانتا ہو جب بھی واقع نہ ہوگی اور یہ بھی شرط نہیں کہ لفظ طلاق و استننا دونوں بولے، بلکہ اگر زبان سے طلاق کا لفظ کہا اور فوراً لفظ ان شاء اللہ لکھ دیا یا طلاق لکھی اور زبان سے انشاء اللہ کہہ دیا جب بھی طلاق واقع نہ ہوئی یا

دونوں کو لکھا پھر لفظ استننا مٹا دیا یا طلاق واقع نہ ہوئی۔ (8)

مسئلہ ۷: دو شخصوں نے شہادت دی کہ تو نے انشاء اللہ کہا تھا مگر اسے یاد نہیں تو اگر اُس وقت غصہ زیادہ تھا اور لڑائی جھگڑے کی وجہ سے یہ احتمال ہے کہ بوجہ مشغولی یاد نہ ہوگا تو اُن کی بات پر عمل کر سکتا ہے اور اگر اتنی مشغولی نہ تھی کہ بھول جاتا تو اُن کا قول نہ مانے۔ (9)

مسئلہ ۸: تجھ کو طلاق ہے مگر یہ کہ خدا چاہے یا اگر خدا نہ چاہے یا جو اللہ (عزوجل) چاہے یا جب خدا چاہے یا مگر جو خدا چاہے یا جب تک خدا نہ چاہے یا اللہ (عزوجل) کی مشیت (یعنی اگر اللہ نے چاہا) یا ارادہ یا رضا کے ساتھ یا اللہ (عزوجل) کی مشیت یا ارادہ یا اُس کی رضا یا حکم یا اذن (اجازت) یا امر میں تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ اللہ (عزوجل) کے امر یا حکم یا اذن یا علم یا قضا یا قدرت سے یا اللہ (عزوجل) کے علم میں یا اُس کی مشیت یا ارادہ یا حکم وغیرہا کے سبب تو ہو جائے گی۔ (10)

مسئلہ ۹: ایسے کی مشیت پر طلاق معلق کی جس کی مشیت کا حال معلوم نہ ہو سکے یا اُس کے لیے مشیت ہی نہ ہو تو طلاق نہ ہوگی جیسے جن و ملائکہ اور دیوار اور گدھا وغیرہا۔ یوں اگر کہا کہ اگر خدا چاہے اور فلاں (11) تو طلاق نہ ہوگی

(7) الدر المختار رد المحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: قال: انت طالق وسکت الخ، ج ۳، ص ۶۱۶، ۶۱۹

(8) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۳، ص ۶۱۹

(9) الدر المختار رد المحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب: فیما لو حلف وأنه آخر، ج ۳، ص ۶۲۱

(10) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۳۵۴، ۳۵۵

(11) اس طرح کہنا ناجائز ہے کہ مشیت خدا کے ساتھ بندہ کی مشیت کو جمع کیا ۱۲ منہ

اگر چہ فلاں کا چاہنا معلوم ہو۔ یوں اگر کسی سے کہا تو میری عورت کو طلاق دیدے اگر اللہ (عزوجل) چاہے اور تو یا جو اللہ (عزوجل) چاہے اور تو اور اُس نے طلاق دیدی طلاق واقع نہ ہوئی۔ (12)

مسئلہ ۱۰: عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے اگر اللہ (عزوجل) میری مدد کرے یا اللہ (عزوجل) کی مدد سے اور نیت استثنا کی ہے تو دیانۃ طلاق نہ ہوئی۔ (13)

مسئلہ ۱۱: تجھ کو طلاق ہے اگر فلاں چاہے یا ارادہ کرے یا پسند کرے یا خواہش کرے۔ یا مگر یہ کہ فلاں اس کے غیر کا ارادہ کرے یا پسند کرے یا خواہش کرے یا چاہے یا مناسب جانے تو یہ تملیک (مالک بنانا) ہے لہذا جس مجلس میں اُس شخص کو علم ہوا اگر اُس نے طلاق چاہی تو ہوئی ورنہ نہیں یعنی اپنی زبان سے اگر طلاق چاہنا ظاہر کیا ہوگئی اگر چہ دل میں نہ چاہتا ہو۔ (14)

مسئلہ ۱۲: تجھ کو طلاق اگر تیرا مہر نہ ہوتا یا تیری شرافت نہ ہوتی یا تیرا باپ نہ ہوتا یا تیرا حسن و جمال نہ ہوتا یا اگر میں تجھ سے محبت نہ کرتا ہوتا ان سب صورتوں میں طلاق نہ ہوگی۔ (15)

مسئلہ ۱۳: اگر انشاء اللہ کو مقدم کیا یعنی یوں کہا انشاء اللہ تجھ کو طلاق ہے جب بھی طلاق نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ اگر تو گھر میں گئی تو مکان میں جانے سے طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر انشاء اللہ دو جملے طلاق کے درمیان میں ہو مثلاً کہا تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ تجھ کو طلاق ہے تو استثنا پہلے کی طرف رجوع کریگا لہذا دوسرے سے طلاق ہو جائے گی۔ یوں اگر کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں انشاء اللہ تجھ پر طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی۔ (16)

مسئلہ ۱۴: اگر کہا تجھ پر ایک طلاق ہے اگر خدا چاہے اور تجھ پر دو طلاقیں اگر خدا نہ چاہے تو ایک بھی واقع نہ ہوگی اور اگر کہا تجھ پر آج ایک طلاق ہے اگر خدا چاہے اور اگر خدا نہ چاہے تو دو اور آج کا دن گزر گیا اور عورت کو طلاق نہ دی

(12) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۴۵۵

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۲، ص ۶۲۲-۶۲۳

(13) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۴۵۵

(14) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۴۵۵

(15) المرجع السابق، ص ۴۵۶

(16) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۲، ص ۶۲۲-۶۲۶

والبحر الرائق، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۲، ص ۶۵

والفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۲، ص ۲۲۲

تو دو واقع ہوئیں اور اگر اُس دن ایک طلاق دیدی تو یہی ایک واقع ہوگی۔ (17)

مسئلہ ۱۵: اگر تین طلاقیں دے کر اُن میں سے ایک یا دو کا استننا کرے تو یہ استننا صحیح ہے یعنی استننا کے بعد جو باقی ہے واقع ہوگی مثلاً کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں مگر ایک تو دو ہوگی اور اگر کہا مگر دو تو ایک ہوگی۔ اور کل کا استننا صحیح نہیں خواہ اُسی لفظ سے ہو مثلاً تجھ پر تین طلاقیں مگر تین یا ایسے لفظ سے جو جس کے معنی کل کے مساوی ہوں مثلاً کہا تجھ پر تین طلاقیں ہیں مگر ایک اور ایک یا مگر دو اور ایک، تو ان صورتوں میں تینوں واقع ہوگی۔ یا اُس کی کئی عورتیں ہیں سب کو مخاطب کر کے کہا تم سب کو طلاق ہے مگر فلانی اور فلانی نام لیکر سب کا استننا کر دیا تو سب مطلقہ ہو جائیں گی اور اگر باعتبار معنی کے وہ لفظ مساوی نہ ہو اگرچہ اس خاص صورت میں مساوی ہو تو استننا صحیح ہے مثلاً کہا میری ہر عورت پر طلاق مگر فلانی اور فلانی پر، تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ اُسکی یہی دو عورتیں ہوں۔ (18)

مسئلہ ۱۶: تجھ کو طلاق ہے تجھ کو طلاق ہے تجھ کو طلاق ہے مگر ایک، یا کہا تجھ کو طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک مگر ایک، تو ان دونوں صورتوں میں تین پڑیں گی کہ ہر ایک مستقل کلام ہے اور ہر ایک سے استننا کا تعلق ہو سکتا ہے اور استننا چونکہ ہر ایک کا مساوی ہے لہذا صحیح نہیں۔ (19)

مسئلہ ۱۷: اگر تین سے زائد طلاق دے کر اُن میں سے کم کا استننا کیا تو صحیح ہے اور استننا کے بعد جو باقی ہے واقع ہوگی مثلاً کہا تجھ پر دس طلاقیں ہیں مگر نو، تو ایک ہوگی اور آٹھ کا استننا کیا تو دو ہوں گی۔ (20)

مسئلہ ۱۸: استننا اگر اصل پر زیادہ ہو تو باطل ہے مثلاً کہا تجھ پر تین طلاقیں مگر چار یا پانچ، تو تین واقع ہوں گی۔ یوہیں جزو طلاق کا استننا بھی باطل ہے مثلاً کہا تجھ پر تین طلاقیں مگر نصف تو تین واقع ہوں گی اور تین میں سے ڈیڑھ کا استننا کیا تو دو واقع ہوں گی۔ (21)

مسئلہ ۱۹: اگر کہا تجھ کو طلاق ہے مگر ایک، تو دو واقع ہوں گی کہ ایک سے ایک کا استننا تو ہو نہیں سکتا لہذا طلاق سے تین طلاقیں مراد ہیں۔ (22)

(17) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۵۶

(18) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۶۲۹ وغیرہ

(19) البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۶۹

(20) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۶۳۰

(21) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۵۷ وغیرہ

(22) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ج ۴، ص ۶۳۲

مسئلہ ۲۰: چند استثنائے جمع کیے تو اس کی دو صورتیں ہیں، اُن کے درمیان اور کا لفظ ہے تو ہر ایک اُسی اول کلام سے استثناء ہے مثلاً تجھ پر دس طلاقیں ہیں مگر پانچ اور مکر تین اور مکر ایک، تو ایک ہوگی اور اگر درمیان میں اور کا لفظ نہیں تو ہر ایک اپنے ما قبل سے استثناء ہے، مثلاً تجھ پر دس طلاقیں مگر نو مکر آٹھ مکر سات، تو دو ہوں گی۔ (23)



طلاق مریض کا بیان

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرمایا اگر مریض طلاق دے تو عورت جب تک عدت میں ہے شوہر کی وارث ہے اور شوہر اُس کا وارث نہیں۔ (1)

فتح القدیر وغیرہ میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ کو مرض میں طلاق بائن دی اور عدت میں اُن کی وفات ہو گئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی زوجہ کو میراث دلائی اور یہ واقعہ مجمع صحابہ کرام کے سامنے ہوا اور کسی نے انکار نہ کیا۔ لہذا اس پر اجماع ہو گیا۔ (2)

مسئلہ ۱: مریض سے مراد وہ شخص ہے جس کی نسبت غالب گمان ہو کہ اس مرض سے ہلاک ہو جائے گا کہ مرض نے اُسے اتنا لاغر (کمزور) کر دیا ہے کہ گھر سے باہر کے کام کے لیے نہیں جاسکتا مثلاً نماز کے لیے مسجد کو نہ جاسکتا ہو یا تاجر اپنی دوکان تک نہ جاسکتا ہو اور یہ اکثر کے لحاظ سے ہے، ورنہ اصل حکم یہ ہے کہ اُس مرض میں غالب گمان موت ہو اگرچہ ابتدائی جبکہ شدت نہ ہوئی ہو باہر جاسکتا ہو مثلاً ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ (ہلاک کر دینے والی بیماریاں) میں بعض لوگ گھر سے باہر کے بھی کام کر لیتے ہیں مگر ایسے امراض میں غالب گمان ہلاکت ہے۔ یوہیں یہاں مریض کے لیے صاحب فراش ہونا بھی ضروری نہیں اور امراض مزمنہ مثلاً سِل (بیماری کا نام ہے)۔ فالج اگر روز بروز زیادتی پر ہوں تو یہ بھی مرض الموت ہیں اور اگر ایک حالت پر قائم ہو گئے اور پُرانے ہو گئے یعنی ایک سال کا زمانہ گزر گیا تو اب اُس شخص کے تصرفات تندرست کی مثل نافذ ہونگے۔ (3)

مسئلہ ۲: مریض نے عورت کو طلاق دی تو اُسے فار بالطلاق کہتے ہیں کہ وہ زوجہ کو ترکہ سے محروم کرنا چاہتا ہے (4) اور اس کے احکام آگے آتے ہیں۔

مسئلہ ۳: جو شخص لڑائی میں دشمن سے لڑ رہا ہو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے اگرچہ مریض نہیں کہ غالب خوف ہلاک ہے۔ یوہیں جو شخص قصاص میں قتل کے لیے یا پھانسی دینے کے لیے یا سنگسار کرنے کے لیے لایا گیا یا شیر وغیرہ کسی

(1) المصنف لعبد الرزاق، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، الحدیث: ۱۲۲۳۸، ج ۷، ص ۷۷

(2) فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۴، ص ۳

(3) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۵-۸

(4) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۵

درندہ نے اُسے بچھاڑا یا کشتی میں سوار ہے اور کشتی موج کے طلاطم (پانی کے تھپڑے) میں پڑ گئی یا کشتی ٹوٹ گئی اور یہ اُس کے کسی تختہ پر بہتا ہوا جا رہا ہے تو یہ سب مریض کے حکم میں ہیں جبکہ اُسی سبب سے مر بھی جائیں اور اگر وہ سبب جاتا رہا پھر کسی اور وجہ سے مر گئے تو مریض نہیں اور اگر شیر کے مونہ سے چھوٹ گیا مگر زخم ایسا کاری لگا ہے کہ غالب گمان یہی ہے کہ اُس سے مر جائیگا تو اب بھی مریض ہے۔ (5)

مسئلہ ۴: مریض نے تبرع کیا مثلاً اپنی جائداد وقف کر دی یا کسی اجنبی کو ہبہ کر دیا یا کسی عورت سے مہر مثل سے زیادہ پر نکاح کیا تو صرف تہائی مال میں اُس کا تصرف (اس کا کیا ہوا معاملہ) نافذ ہوگا کہ یہ افعال وصیت کے حکم میں ہیں۔ (6)

مسئلہ ۵: عورت کو طلاق رجعی دی اور عدت کے اندر مر گیا تو مطلقاً عورت وارث ہے صحت میں طلاق دی ہو یا مرض میں، عورت کی رضا مندی سے دی ہو یا بغیر رضا۔ یوں اگر عورت کتابیہ تھی یا باندی اور طلاق رجعی کی عدت میں مسلمان ہو گئی یا آزاد کر دی گئی اور شوہر مر گیا تو مطلقاً وارث ہے اگرچہ شوہر کو اُس کے مسلمان ہونے یا آزاد ہونے کی خبر نہ ہو۔ (7)

مسئلہ ۶: اگر مرض الموت میں عورت کو بائن طلاق دی ایک دی ہو یا زیادہ اور اُسی مرض میں عدت کے اندر مر گیا خواہ اُسی مرض سے مرایا کسی اور سبب سے مثلاً قتل کر ڈالا گیا تو عورت وارث ہے جبکہ باختیار خود اور عورت کی بغیر رضا مندی کے طلاق دی ہو بشرطیکہ بوقت طلاق عورت وارث ہونے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو اگرچہ شوہر کو اس کا علم نہ ہو مثلاً عورت کتابیہ تھی یا کنیز اور اُس وقت مسلمان یا آزاد ہو چکی تھی۔ اور اگر عدت گزرنے کے بعد مرایا اُس مرض سے اچھا ہو گیا پھر مر گیا خواہ اُسی مرض میں پھر مبتلا ہو کر مرایا کسی اور سبب سے یا طلاق دینے پر مجبور کیا گیا یعنی مار ڈالنے یا عضو کاٹنے کی صحیح دھمکی دی گئی ہو یا عورت کی رضا سے طلاق دی تو وارث نہ ہوگی اور اگر قید کی دھمکی دی گئی اور طلاق دیدی تو عورت وارث ہے اور اگر عورت طلاق پر راضی نہ تھی مگر مجبور کی گئی کہ طلاق طلب کرے اور عورت کی طلب پر طلاق دی تو وارث ہوگی۔ (8)

(5) فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۴، ص ۸۰۷

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۵-۸، وغیرہا

(6) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۹

(7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۳۶۲

(8) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۹-۱۱، وغیرہ

مسئلہ ۷: یہ حکم کہ مرض الموت میں عورت بائن کی گئی اور شوہر عدت کے اندر مر جائے تو بشرائط سابقہ (ان شرائط کے مطابق جو گزر چکیں) عورت وارث ہوگی طلاق کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جو فرقت (جدائی) جانب زوج سے ہو سب کا یہی حکم ہے مثلاً شوہر نے بخیار بلوغ (بالغ ہونے پر ملنے والے اختیار کی وجہ سے) عورت کو بائن کیا یا عورت کی ماں یا لڑکی کا شہوت سے بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور جو فرقت جانب زوجہ سے ہو اُس میں وارث نہ ہوگی مثلاً عورت نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا مرتد ہو گئی یا خلع کرایا۔ یوہیں اگر غیر کی جانب سے ہو مثلاً شوہر کے لڑکے نے عورت کا بوسہ لیا اگرچہ عورت کو مجبور کیا ہو ہاں اگر اس کے باپ نے حکم دیا ہو تو وارث ہوگی۔ (9)

مسئلہ ۸: مریض نے عورت کو تین طلاقیں دی تھیں اس کے بعد عورت مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی اب شوہر مرے تو وارث نہ ہوگی اگرچہ ابھی عدت پوری نہ ہوئی ہو۔ (10)

مسئلہ ۹: عورت نے طلاق رجعی یا طلاق کا سوال کیا تھا مرد مریض بنے طلاق بائن یا تین طلاقیں دیدیں اور عدت میں مر گیا تو عورت وارث ہے۔ یوہیں عورت نے بطور خود اپنے کو تین طلاقیں دے لی تھیں اور شوہر مریض نے جائز کر دیں تو وارث ہوگی۔ اور اگر شوہر نے عورت کو اختیار دیا تھا عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا شوہر نے کہا تھا تو اپنے کو تین طلاقیں دیدے عورت نے دیدیں تو وارث نہ ہوگی۔ (11)

مسئلہ ۱۰: مریض نے عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عورت ہی اثنائے عدت میں (عدت کے دوران) مر گئی تو یہ شوہر اُس کا وارث نہ ہوگا اور اگر رجعی طلاق تھی تو وارث ہوگا۔ (12)

مسئلہ ۱۱: قتل کے لیے لایا گیا تھا مگر پھر قید خانہ کو واپس کر دیا گیا یا دشمن سے میدان جنگ میں لڑ رہا تھا پھر صف میں واپس گیا تو یہ اُس مریض کے حکم میں ہے کہ اچھا ہو گیا لہذا اُس حالت میں طلاق دی تھی اور عدت کے اندر مارا گیا تو عورت وارث نہ ہوگی۔ (13)

مسئلہ ۱۲: مریض نے طلاق دی تھی اور خود عورت نے اُسے عدت کے اندر قتل کر ڈالا تو وارث نہ ہوگی کہ قاتل

(9) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۹

(10) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۴۶۲

(11) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۱۱

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۴۶۲

(12) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۱۱

(13) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۴۶۳

مقتول کا وارث نہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۳: عورت مریضہ تھی اور اُس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی وجہ سے شوہر سے فرقت ہوگئی مثلاً خیابلوغ و عتق یا شوہر کے لڑکے کا بوسہ لینا وغیرہ پھر مرگئی تو شوہر اس کا وارث ہوگا۔ (15)

مسئلہ ۱۴: مریض نے عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عورت نے ابن زوج (شوہر کا بیٹا) کا بوسہ لیا یا مطاوعت (یعنی خاوند کے بیٹے کو اپنے اوپر بخوشی قادر کیا) کی یا مرض کی حالت میں لعان کیا یا مرض کی حالت میں ایلا کیا اور اس کی مدت گزر گئی تو عورت وارث ہوگی اور اگر رجعی طلاق میں ابن زوج کا بوسہ عدت میں لیا تو وارث نہ ہوگی کہ اب فرقت جانب زوجہ سے ہے۔ یوہیں اگر بلوغ یا عتق یا شوہر کے نامرد ہونے یا عضو تناسل کٹ جانے کی بنا پر عورت کو اختیار دیا گیا اور عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو وارث نہ ہوگی کہ فرقت جانب زوجہ سے ہے اور اگر صحت میں ایلا کیا تھا اور مرض میں مدت پوری ہوئی تو وارث نہ ہوگی اور اگر عورت مریضہ سے لعان کیا اور عدت کے اندر مرگئی تو شوہر وارث نہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۵: عورت مریضہ تھی اور شوہر نامرد، عورت کو اختیار دیا گیا یعنی پہلے سال بھر کی شوہر کو میعاد دی گئی مگر اس مدت میں شوہر نے جماع نہ کیا پھر عورت کو اختیار دیا گیا اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور عدت کے اندر مرگئی یا شوہر نے دخول کے بعد عورت کو طلاق بائن دی پھر شوہر کا عضو تناسل کٹ گیا اس کے بعد اُسی عورت سے عدت کے اندر نکاح کیا اب عورت کو اُس کا حال معلوم ہوا اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور مریضہ تھی عدت کے اندر مرگئی تو ان دونوں صورتوں میں شوہر اس کا وارث نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۶: دشمنوں نے قید کر لیا ہے یا صف قتال (جنگ کرنے والوں کی صف) میں ہے مگر لڑتا نہیں ہے یا بخار وغیرہ کسی بیماری میں مبتلا ہے جس میں غالب گمان ہلاکت نہ ہو یا وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے یا کشتی پر سوار ہے اور ڈوبنے کا خوف نہیں یا شیروں کے بن (شیروں کے جنگل) میں ہے یا ایسی جگہ ہے جہاں دشمنوں کا خوف ہے یا قصاص یا رجم کے لیے قید ہے تو ان صورتوں میں مریض کے حکم میں نہیں طلاق دینے کے بعد عدت میں مارا جائے یا مر جائے تو عورت وارث نہیں۔ (18)

(14) المرجع السابق

(15) المرجع السابق

(16) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۱۲

(17) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۳۶۳

(18) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۱۳-۱۵

مسئلہ ۱۷: حمل کی حالت میں جانب زوجہ سے تفریق واقع ہوئی اور بچہ پیدا ہونے میں مرکئی تو شوہر وارث نہ ہوگا ہاں اگر دروزہ (بچہ پیدا ہونے کا درد) میں ایسا ہوا تو وارث ہوگا کہ اب عورت فائزہ ہے۔ (19)

مسئلہ ۱۸: مریض نے طلاق بائن کسی غیر کے فعل پر معلق کی مثلاً اگر فلاں یہ کام کریگا تو میری عورت کو طلاق ہے اگرچہ وہ غیر خود انھیں دونوں کی اولاد ہو۔ یا کسی وقت کے آنے پر تعلیق ہو مثلاً جب فلاں وقت آئے تو تجھ کو طلاق ہے اور تعلیق اور شرط کا پایا جانا دونوں حالت مرض میں ہیں یا اپنے کسی کام کرنے پر طلاق معلق کی مثلاً اگر میں یہ کام کروں تو میری عورت کو طلاق ہے اور تعلیق و شرط دونوں مرض میں ہیں یا تعلیق صحت میں ہو اور شرط کا پایا جانا مرض میں۔ یہ عورت کے کسی کام کرنے پر معلق کی اور وہ کام ایسا ہے جس کا کرنا شرعاً یا طبعاً ضروری ہے مثلاً اگر تو کھائے گی یا نماز پڑھے گی اور تعلیق و شرط دونوں مرض میں ہوں یا صرف شرط تو ان صورتوں میں عورت وارث ہوگی اور اگر فعل غیر یا کسی وقت کے آنے پر معلق کی اور تعلیق و شرط دونوں یا فقط تعلیق صحت میں ہو یا عورت کے فعل پر معلق کیا اور وہ فعل ایسا نہیں جس کا کرنا عورت کے لیے ضروری ہو تو ان صورتوں میں وارث نہیں۔ (20)

مسئلہ ۱۹: صحت کی حالت میں عورت سے کہا اگر میں اور فلاں شخص چاہیں تو تجھ کو تین طلاقیں ہیں پھر شوہر مریض ہو گیا اور دونوں نے ایک ساتھ طلاق چاہی یا پہلے شوہر نے چاہی پھر اُس شخص نے تو عورت وارث نہ ہوگی اور اگر پہلے اُس شخص نے چاہی پھر شوہر نے تو وارث ہوگی۔ (21) اور اگر مرض کی حالت میں کہا تھا تو بہر صورت وارث ہوگی۔ (22)

مسئلہ ۲۰: مریض نے عورت مدخولہ کو طلاق بائن دی پھر اُس سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر تین طلاقیں اور عدت کے اندر نکاح کر لیا تو طلاقیں پڑ جائیں گی اور اب سے نئی عدت ہوگی اور عدت کے اندر شوہر مر جائے تو عورت وارث نہ ہوگی۔ (23)

مسئلہ ۲۱: مریض نے اپنی عورت سے جو کسی کی کنیز ہے یہ کہا کہ تجھ پر کل تین طلاقیں اور اُس کے مولیٰ نے کہا تو کل آزاد ہے تو دوسرے دن کی صبح چمکتے ہی طلاق و آزادی دونوں ایک ساتھ ہوگی اور عورت وارث نہ ہوگی۔ اور اگر

(19) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۴۶۳

(20) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۱۵

(21) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، فصل فی المحدثۃ الی ترث، ج ۲، ص ۲۷۳

(22) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، مطلب: حال فشو الطاعون الخ، ج ۵، ص ۱۷

(23) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، فصل فی المحدثۃ الی ترث، ج ۲، ص ۲۷۳

مولیٰ نے پہلے کہا تھا پھر شوہر نے، جب بھی یہی حکم ہے ہاں اگر شوہر نے یوں کہا کہ جب تو آزاد ہو تو تجھ کو تین طلاقیں تو اب وارث ہوگی۔ اور اگر مولیٰ نے کہا تو کل آزاد ہے اور شوہر نے کہا تجھے پر سوں طلاق ہے اگر شوہر کو مولیٰ کا کہنا معلوم تھا تو فار بالطلاق ہے ورنہ نہیں۔ (24)

مسئلہ ۲۲: عورت سے کہا جب میں بیمار ہوں تو تجھ پر طلاق شوہر بیمار ہوا تو طلاق ہوگئی اور عدت میں مر گیا تو عورت وارث ہوگی۔ (25)

مسئلہ ۲۳: مسلمان مریض نے اپنی عورت کتابیہ سے کہا جب تو مسلمان ہو جائے تو تجھ کو تین طلاقیں ہیں وہ مسلمان ہوگئی اور شوہر عدت کے اندر مر گیا تو وارث ہوگی اور اگر کہا کل تجھ کو تین طلاقیں ہیں اور وہ عورت آج ہی مسلمان ہوگئی تو وارث نہ ہوگی اور اگر مسلمان ہونے کے بعد طلاق دی تو وارث ہوگی اگرچہ شوہر کو علم نہ ہو۔ (26)

مسئلہ ۲۴: مریض نے اپنی دو عورتوں سے کہا تم دونوں اپنے کو طلاق دے لو ہر ایک نے اپنے کو اور سوت (27) کو آگے پیچھے طلاق دی تو پہلی ہی کے طلاق دینے سے دونوں مطلقہ ہو گئیں اور اس کے بعد دوسری کا طلاق دینا بیکار ہے اور دوسری وارث ہوگی پہلی نہیں اور اگر پہلی نے صرف سوت کو طلاق دی اپنے کو نہیں یا ہر ایک نے دوسری کو طلاق دی اپنے کو نہ دی تو دونوں وارث ہوگی۔ اور اگر ہر ایک نے اپنے کو اور سوت کو معا (یعنی ایک ساتھ) طلاق دی تو دونوں مطلقہ ہو گئیں اور وارث نہ ہوں گی اور اگر ایک نے اپنے کو طلاق دی اور دوسری نے بھی اسی کو طلاق دی تو یہی مطلقہ ہوگی۔ اور یہ وارث نہ ہوگی۔ اور اگر ایک نے سوت کو طلاق دی پھر اس کے بعد دوسری نے خود اپنے ہی کو طلاق دی تو وارث ہوگی۔ یہ سب صورتیں اُس وقت ہیں کہ اُسی مجلس میں ایسا ہوا اور اگر مجلس بدلنے کے بعد ہر ایک نے اپنے کو اور سوت کو معا طلاق دی یا آگے پیچھے یا ہر ایک نے دوسری کو طلاق دی بہر حال دونوں وارث ہیں اور ہر ایک نے اپنے کو طلاق دی تو طلاق ہی نہ ہوئی خلاصہ یہ ہے کہ جس صورت میں عورت خود اپنے طلاق دینے سے مطلقہ ہوئی ہو تو وارث نہ ہوگی ورنہ ہوگی۔ (28)

مسئلہ ۲۵: دو عورتیں مدخولہ ہیں شوہر نے صحت میں کہا تم دونوں میں سے ایک کو تین طلاقیں اور یہ بیان نہ کیا کہ

(24) الفتاویٰ المہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۴۶۵

(25) الفتاویٰ المہندیہ، کتاب الطلاق، فصل فی المبعثۃ الی ترث، ج ۲، ص ۲۷۴

(26) الفتاویٰ المہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۴۶۶

(27) خاوند کی دو یا زیادہ بیویاں آپس میں ایک دوسرے کی سوت کہلاتی ہیں۔

(28) الفتاویٰ المہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۴۶۶

کس کو پھر جب مریض ہوا تو بیان کیا کہ وہ مطلقہ فلاں عورت ہے تو یہ عورت میراث سے محروم نہ ہوگی اور اگر اس مریض کی ان دو کے علاوہ کوئی اور عورت بھی ہے تو اس کے لیے نصف میراث ہے اور وہ عورت جس کا مطلقہ ہونا بیان کیا اور شوہر سے پہلے مر گئی تو شوہر کا بیان صحیح مانا جائیگا اور دوسری جو باقی ہے میراث لے گی لہذا اگر کوئی تیسری عورت بھی ہے تو دونوں حق زوجیت میں برابر کی حقدار ہیں۔ اور اگر جس کا مطلقہ ہونا بیان کیا زندہ ہے اور دوسری شوہر کے پہلے مر گئی تو یہ نصف ہی کی حقدار ہے لہذا اگر کوئی اور عورت بھی ہے تو اُسے تین ربع (چار حصوں میں سے تین حصے) ملیں گے اور اسے ایک ربع (چار حصوں میں سے ایک حصہ) اور اگر شوہر کے بیان کرنے اور مرنے سے پہلے اُن میں کی ایک مر گئی تو اب جو باقی ہے وہی مطلقہ سمجھی جائے گی اور میراث نہ پائے گی اور اگر ایک کے مرنے کے بعد شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اُسی کو طلاق دی تھی تو شوہر اُس کا وارث نہ ہوگا مگر جو موجود ہے وہ مطلقہ سمجھی جائے گی اور اگر دونوں آگے پیچھے مریں اب یہ کہتا ہے کہ پہلے جو مری ہے اُسے طلاق دی تھی تو کسی کا وارث نہیں۔ اور اگر دونوں ایک ساتھ مریں مثلاً اُن پر دیوار ڈھ پڑی (گر پڑی) یا دونوں ایک ساتھ ڈوب گئیں یا آگے پیچھے مریں مگر یہ نہیں معلوم کہ کون پہلے مری کون پیچھے تو ہر ایک کے مال میں جتنا شوہر کا حصہ ہوتا ہے اُس کا نصف نصف اسے ملے گا اور اس صورت میں کہ ایک ساتھ مریں یا معلوم نہیں کہ پہلے کون مری اس نے ایک کا مطلقہ ہونا معین کیا تو اس کے مال میں سے شوہر کو کچھ نہ ملے گا اور دوسری کے ترکہ میں سے نصف حق پائے گا۔ (29)

مسئلہ ۲۶: صحت میں کسی کو طلاق کی تفویض کی اُس نے مرض کی حالت میں طلاق دی تو اگر اُسے طلاق کا مالک کر دیا تھا تو عورت وارث نہ ہوگی اور اگر وکیل کیا تھا اور معزول کرنے پر قادر تھا تو وارث ہوگی۔ (30)

مسئلہ ۲۷: عورت سے مرض میں کہا میں نے صحت میں تجھے طلاق دیدی تھی اور تیری عدت بھی پوری ہو چکی عورت نے اس کی تصدیق کی پھر شوہر نے اقرار کیا کہ عورت کا مجھ پر اتنا دین (قرض) ہے یا اُس کی فلاں شے مجھ پر ہے یا اُس کے لیے کچھ مال کی وصیت کی تو اُس اقرار و میراث یا وصیت و میراث میں جو کم ہے عورت وہ پائیگی اور اس بارے میں عدت وقت اقرار سے شروع ہوگی یعنی اب سے عدت پوری ہونے تک کے درمیان میں شوہر مرا تو یہی اقل (یعنی جو کم ہے وہ) پائے گی اور اگر عدت گزرنے پر مرا تو جو کچھ اقرار کیا یا وصیت کی کل پائے گی۔ اور اگر صحت میں ایسا کہہ تھا اور عورت نے تصدیق کر لی یا وہ مرض مرض الموت نہ تھا یعنی وہ بیماری جاتی رہی تو اقرار وغیرہ صحیح ہے اگرچہ

(29) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۳۶۷-۳۶۸

(30) المرجع السابق، ص ۳۶۸

عدت میں مر گیا۔ اور اگر عورت نے تکذیب کی (یعنی جھٹلایا) اور شوہر اُسی مرض میں وقت اقرار سے عدت میں مر گیا تو اقرار و وصیت صحیح نہیں اور اگر بعد عدت مرایا اُس مرض سے اچھا ہو گیا تھا اور عدت میں مرا تو عورت وارث نہ ہوگی اور اقرار و وصیت صحیح ہیں۔ اور اگر مرض میں عورت کے کہنے سے طلاق دی پھر اقرار یا وصیت کی جب بھی حکم ہے کہ دونوں میں جو کم ہے وہ پائے گی۔ (31)

مسئلہ ۲۸: عورت نے شوہر مریض پر دعویٰ کیا کہ اُس نے اسے طلاق بائن دی اور شوہر انکار کرتا ہے قاضی نے شوہر کو حلف دیا اُس نے قسم کھالی پھر عورت نے بھی شوہر کے مرنے سے پہلے اُس کی تصدیق کی تو وارث ہوگی اور مرنے کے بعد تصدیق کی تو نہیں جبکہ یہ دعویٰ ہو کہ صحت میں طلاق بائن دی تھی۔ (32)

مسئلہ ۲۹: شوہر کے مرنے کے بعد عورت کہتی ہے کہ اُس نے مجھے مرض الموت میں بائن طلاق دی تھی اور میں عدت میں تھی کہ مر گیا لہذا مجھے میراث ملنی چاہیے اور وراثہ کہتے ہیں کہ صحت میں طلاق دی تھی لہذا نہ ملنی چاہیے تو قول عورت کا معتبر ہے۔ (33)

مسئلہ ۳۰: عورت کو مرض الموت میں تین طلاقیں دیں اور مر گیا عورت کہتی ہے میری عدت پوری نہیں ہوئی تو قسم کے ساتھ اُس کا قول معتبر ہے مگر چہ زمانہ دراز ہو گیا ہو اگر قسم کھالے گی وارث ہوگی قسم سے انکار کرنے کی تو نہیں اور اگر عورت نے ابھی کچھ نہیں کہا مگر اتنے زمانے کے بعد جس میں عدت پوری ہو سکتی ہے اُس نے دوسرے سے نکاح کیا اب کہتی ہے کہ عدت پوری نہیں ہوئی تو وارث نہ ہوگی اور وہ دوسرے ہی کی عورت ہے۔ اور اگر انہی نکاح نہیں کیا ہے مگر کہتی ہے میں آئسہ ہوں تین مہینے کی عدت پوری کی اور شوہر مر گیا اب دوسرے سے نکاح کیا اور عورت کے بچہ ہوا یا حیض آیا تو وارث ہوگی اور دوسرے سے جو نکاح کیا ہے یہ نکاح نہیں ہوا۔ (34)

مسئلہ ۳۱: کسی نے کہا پچھلی عورت جس سے نکاح کروں تو اُسے طلاق ہے اور ایک سے نکاح کرنے کے بعد دوسری سے مرض میں نکاح کیا اور شوہر مر گیا تو اس عورت کو نکاح کرتے ہی طلاق ہوگئی اور وارث نہ ہوگی۔ (35)



(31) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، مطلب: حال نشو و نما، ج ۵، ص ۱۷-۱۹

(32) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، مطلب: حال نشو و نما، ج ۵، ص ۱۹

(33) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس فی طلاق المریض، ج ۱، ص ۶۳

(34) المرجع السابق، ص ۶۳، ۶۵

(35) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، ج ۵، ص ۲۳

رجعت کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا) (1)

مطلقہ رجعیہ کے شوہروں کو عدت میں واپس کر لینے کا حق ہے، اگر اصلاح مقصود ہو۔
اور فرماتا ہے:

(وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ) (2)

جب عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت پوری ہونے کے قریب پہنچ جائے تو ان کو خوبی کے ساتھ روک سکتے ہو۔
حدیث ۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اسکی خبر پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: کہ ان کو حکم کرو کہ رجعت کر لیں۔ (3)
مسئلہ ۱: رجعت کے یہ معنی ہیں کہ جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو، عدت کے اندر اُسے اُسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ (4)

مسئلہ ۲: رجعت اُسی عورت سے ہو سکتی ہے جس سے وطی کی ہو، اگر خلوت صحیح ہوئی مگر جماع نہ ہوا تو نہیں ہو سکتی اگرچہ اُسے شہوت کے ساتھ چھوا یا شہوت کے ساتھ فرج داخل (عورت کی شرمگاہ کا اندرونی حصہ) کی طرف نظر کی ہو۔ (5)

مسئلہ ۳: شوہر دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عورت میری مدخولہ ہے تو اگر خلوت ہو چکی ہے رجعت کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (6)

(1) پ ۲، البقرة: ۲۲۸

(2) پ ۲، البقرة: ۲۳۱

(3) سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب وقت الطلاق للعدة الخ، الحدیث: ۲۳۸۶، ص ۵۵۲

(4) الدر، مختار درود المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۶

(5) الدر، مختار درود المختار، المرجع السابق

(6) الفتاویٰ لہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة الخ، ج ۱، ص ۴۷۰

مسئلہ ۴: رجعت کو کسی شرط پر معلق کیا یا آئندہ زمانہ کی طرف مضاف کیا مثلاً اگر تو گھر میں گئی تو میرے نکاح میں واپس ہو جائے گی یا کل تو میرے نکاح میں واپس آجائے گی تو یہ رجعت نہ ہوئی اور اگر مذاق یا کھیل یا غلطی سے رجعت کے الفاظ کہے تو رجعت ہوگئی۔ (7)

مسئلہ ۵: کسی اور نے رجعت کے الفاظ کہے اور شوہر نے جائز کر دیا تو ہوگئی۔ (8)

مسئلہ ۶: رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے کہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرے اور اگر کر لیا تو تفریق کر دی جائے اگرچہ دخول کر چکا ہو کہ یہ نکاح نہ ہوا۔ اور اگر قول سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ بھی کیے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اُس سے دلی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے۔ اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔ (9)

مسئلہ ۷: شوہر نے رجعت کر لی مگر عورت کو خبر نہ کی اُس نے عدت پوری کر کے کسی سے نکاح کر لیا اور رجعت ثابت ہو جائے تو تفریق کر دی جائے گی اگرچہ دوسرا دخول بھی کر چکا ہو۔ (10)

مسئلہ ۸: رجعت کے الفاظ یہ ہیں میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا۔ یا روک لیا یہ سب صریح الفاظ ہیں کہ ان میں بلا نیت بھی رجعت ہو جائیگی۔ یا کہا تو میرے نزدیک ویسی ہی ہے جیسی تھی یا تو میری عورت ہے تو اگر بہ نیت رجعت یہ الفاظ کہے ہوگئی ورنہ نہیں اور نکاح کے الفاظ سے بھی رجعت ہو جاتی ہے۔ (11)

مسئلہ ۹: مطلقہ سے کہا تجھ سے ہزار روپے مہر پر میں نے رجعت کی، اگر عورت نے قبول کیا تو ہوگئی، ورنہ نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۰: جس فعل سے حرمت مصاہرت ہوتی ہے اُس سے رجعت ہو جائیگی مثلاً دلی کرنا یا شہوت کے ساتھ مونہ

(7) البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۴، ص ۸۳

(8) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۷

(9) الجوهرة النيرة، کتاب الرجعة، الجزء الثاني، ص ۶۵

(10) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۳۰

(11) الفتاویٰ لھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة و فیما تحلل بہ المطلقۃ ہوا۔ ج ۱، ص ۳۶۸، وغیرہ

(12) مرجع السابق، ص ۳۶۹

یا رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا سر کا بوسہ لینا یا بلا حائل (بغیر آڑ کے) بدن کو شہوت کے ساتھ چھونا یا حائل ہو تو بدن کی گرمی محسوس ہو یا فرج داخل کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کرنا اور اگر یہ افعال شہوت کے ساتھ نہ ہوں تو رجعت نہ ہوگی اور شہوت کے ساتھ بلا قصد رجعت (رجعت کے ارادہ کے بغیر) ہوں جب بھی رجعت ہو جائے گی۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا یا چھونا مکروہ ہے جبکہ رجعت کا ارادہ نہ ہو تو یوں اُسے برہنہ (بے لباس) دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۱: عورت نے مرد کا بوسہ لیا یا چھوا خواہ مرد نے عورت کو اس کی قدرت دی تھی یا غفلت میں یا زبردستی عورت نے ایسا کیا یا مرد سو رہا تھا یا بوہرایا مجنون ہے اور عورت نے ایسا کیا جب بھی رجعت ہوگئی جبکہ مرد تصدیق کرتا ہو کہ اُس وقت شہوت تھی اور اگر مرد شہوت ہونے یا نفس فعلی سے انکار کرتا ہو تو رجعت نہ ہوگی اور مرد مر گیا ہو تو اُس کے ورثہ کی تصدیق یا انکار کا اعتبار ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۲: مجنون کی رجعت فعل سے ہوگی قول سے نہیں اور اگر مرد سو رہا تھا یا مجنون ہے اور عورت نے اپنی شرمگاہ میں اُس کا عضو داخل کر لیا تو رجعت ہوگئی۔ (15)

مسئلہ ۱۳: عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے رجعت کر لی تو یہ رجعت نہ ہوئی۔ (16)

مسئلہ ۱۴: محض خلوت سے رجعت نہ ہوگی اگرچہ صحیحہ ہو اور پیچھے کے مقام میں وطی کرنے سے بھی رجعت ہو جائے گی اگرچہ یہ حرام اور سخت حرام ہے اور اس کی طرف شہوت (شہوت کے ساتھ) نظر کرنے سے نہ ہوگی۔ (17)

مسئلہ ۱۵: عدت میں اُس سے نکاح کر لیا جب بھی رجعت ہو جائے گی۔ (18)

مسئلہ ۱۶: رجعت میں عورت کی رضا کی ضرورت نہیں بلکہ اگر وہ انکار بھی کرے جب بھی ہو جائے گی بلکہ اگر شوہر نے طلاق دینے کے بعد کہہ دیا ہو کہ میں نے رجعت باطل کر دی یا مجھے رجعت کا اختیار نہیں جب بھی رجعت کر سکتا ہے۔ (19)

(13) الفتاویٰ الہندیہ، المرجع السابق، در المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۸، ۲۷

(14) در المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۸

(15) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة و فیما تحل بہ المطلقہ وما یحصل بہ، ج ۱، ص ۳۶۹، ۳۷۰

(16) المرجع السابق، ص ۳۶۹

(17) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة و فیما تحل بہ المطلقہ وما یحصل بہ، ج ۱، ص ۳۶۹، ۳۷۰

و اندر مختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۸، ۲۶

(18) اندر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۸

(19) اندر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۹

مسئلہ ۱۷: عورت کا مہر مؤجل بطلاق تھا (یعنی طلاق ہونے کے بعد مہر کا مطالبہ کر گئی) ایسی صورت میں اگر شوہر نے طلاق رجعی دی تو اب میعاد پوری ہو گئی، عورت عدت کے اندر مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے اور رجعت کر لینے سے مطالبہ ساقط نہ ہوگا۔ (20)

مسئلہ ۱۸: زوج و زوجہ (میاں اور بیوی) دونوں کہتے ہیں کہ عدت پوری ہو گئی مگر رجعت میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے کہ رجعت ہوئی اور دوسرا منکر ہے (انکار کرتا ہے) تو زوجہ کا قول معتبر ہے اور قسم کھلانے کی حاجت نہیں اور عدت کے اندر یہ اختلاف ہوا تو زوج کا قول معتبر ہے اور اگر عدت کے بعد شوہر نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے عدت میں کہا تھا کہ میں نے اُسے واپس لیا یا کہا تھا کہ میں نے اُس سے جماع کیا تو رجعت ہو گئی۔ (21)

مسئلہ ۱۹: عدت پوری ہونے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے عدت میں رجعت کر لی ہے اور عورت تصدیق کرتی ہے تو رجعت ہو گئی اور تکذیب کرتی ہے تو نہیں۔ (22)

مسئلہ ۲۰: زوج و زوجہ متفق ہیں کہ جمعہ کے دن رجعت ہوئی مگر عورت کہتی ہے میری عدت جمعرات کو پوری ہوئی تھی اور شوہر کہتا ہے ہفتہ کے دن، تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہے۔ (23)

مسئلہ ۲۱: عورت سے عدت میں کہا میں نے تجھے واپس لیا اُس نے فوراً کہا میری عدت ختم ہو چکی اور طلاق کو اتنا زمانہ ہو چکا ہے کہ اتنے دنوں میں عدت پوری ہو سکتی ہے تو رجعت نہ ہوئی مگر عورت سے قسم لی جائے گی کہ اُس وقت عدت پوری ہو چکی تھی اگر قسم کھانے سے انکار کر گئی تو رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر طلاق کو اتنا زمانہ نہیں ہوا کہ عدت پوری ہو سکے تو رجعت ہو گئی البتہ اگر عورت کہتی ہے کہ میرے بچہ پیدا ہوا اور اسے ثابت بھی کر دے تو مدت کا لحاظ نہ کیا جائے گا اور اگر جس وقت شوہر نے رجعت کے الفاظ کہے عورت چپ رہی پھر بعد میں کہا کہ میری عدت پوری ہو چکی تو رجعت ہو گئی۔ (24)

مسئلہ ۲۲: باندی کے شوہر نے عدت گزرنے کے بعد کہا میں نے عدت میں رجعت کر لی تھی مولیٰ (مالک) اس

(20) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۹

(21) الھدایہ، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۲، ص ۲۵۳، ۲۵۵

والبحر الرائق، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۴، ص ۸۵، ۸۶، وغیرہا

(22) الھدایہ، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۲، ص ۲۵۴

(23) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة وفیما تحل بہ المطلقة وما یحصل بہ، ج ۱، ص ۴۷۰

(24) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۲

کی تصدیق کرتا ہے اور باندی تکذیب اور شوہر کے پاس گواہ نہیں یا باندی کہتی ہے میری عدت گزر چکی تھی اور شوہر و مولیٰ دونوں انکار کرتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں باندی کا قول معتبر ہے اور اگر مولیٰ شوہر کی تکذیب کرتا ہے اور باندی تصدیق تو مولیٰ کا قول معتبر ہے۔ اور اگر دونوں شوہر کی تصدیق کرتے ہیں تو کوئی اختلاف ہی نہیں۔ اور دونوں تکذیب کرتے ہوں تو رجعت نہیں ہوئی۔ (25) اور اگر مولیٰ کہتا ہے تو نے رجعت کی ہے اور شوہر منکر ہے تو مولیٰ کا قول معتبر نہیں۔ (26)

مسئلہ ۲۳: عورت نے پہلے یہ کہا کہ میری عدت پوری ہو چکی اب کہتی ہے کہ پوری نہیں ہوئی تو شوہر کو رجعت کا اختیار ہے۔ (27)

مسئلہ ۲۴: عورت عدت پوری ہونا بتائے تو مدت کا لحاظ ضروری ہے یعنی اتنا زمانہ گزر چکا ہو کہ عدت پوری ہو سکتی ہو یعنی اُس زمانہ میں تین حیض پورے ہو سکیں اور اگر وضع حمل سے عدت ہو تو اُس کے لیے کوئی مدت نہیں اگر کچا بچہ ہوا جس کے اعضا بن چکے ہوں جب بھی عدت پوری ہو جائیگی مگر اس میں عورت سے قسم لی جائیگی کہ اُس کے اعضا بن چکے تھے اور اگر ولدت کا دعویٰ کرتی ہے تو گواہ ہونے چاہیے۔ (28)

مسئلہ ۲۵: عورت سے کہا اگر میں تجھے چھوؤں تو تجھ کو طلاق ہے اور چھو تو طلاق ہو گئی پھر دوبارہ چھو تو رجعت ہو گئی جبکہ یہ شہوت کے ساتھ ہو۔ (29)

مسئلہ ۲۶: اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ سے رجعت کروں تو تجھ کو طلاق ہے تو مراد رجعت حقیقی ہے یعنی اگر اُسے طلاق دی پھر نکاح کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر رجعت کی تو ہو جائے گی۔ اور طلاق رجعی کی عدت میں اُس سے کہا کہ اگر میں رجعت کروں تو تجھ کو تین طلاقیں اور عدت پوری ہونے کے بعد اُس سے نکاح کیا تو طلاق نہیں ہوگی اور بائن کی عدت میں کہا تو ہو جائے گی۔ (30)

مسئلہ ۲۷: رجعت اُس وقت تک ہے کہ پچھلے حیض سے پاک نہ ہوئی ہو اُس کے بعد نہیں ہو سکتی یعنی اگر باندی

(25) الدر المختار و رد المحتار، المرجع السابق، ص ۳۳

(26) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرجعة، الجزء الثانی، ص ۶۷

(27) تنویر الابصار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۳۳

(28) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۳۳ وغیرہ

(29) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة و فیما تعلی بہ المطلقہ وما یحصل بہ، ج ۱، ص ۴۶۹

(30) المرجع السابق

ہے تو دوسرے حیض سے پاک ہونے تک اور آزاد عورت ہے تو تیسرے سے پاک ہونے تک رجعت ہے اب اگر پچھلا حیض پورے دس دن پر ختم ہوا ہے تو دس دن رات پورے ہوتے ہی رجعت کا بھی خاتمہ ہے اگرچہ غسل ابھی نہ کیا ہو اور دس دن رات سے کم میں پاک ہوئی تو جب تک نہانہ لے یا نماز کا ایک وقت نہ گزرے رجعت ختم نہیں ہوئی اور اگر گدھے کے جھوٹے پانی سے نہائی جب بھی رجعت نہیں کر سکتا مگر اس غسل سے نماز نہیں پڑھ سکتی نہ ابھی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے جب تک غیر مشکوک پانی (31) سے نہانہ لے یا نماز کا وقت نہ گزرے اور اگر وقت اتنا باقی ہے کہ نہا کر تحریمہ باندھ لے تو اس وقت کے ختم ہونے پر رجعت بھی ختم ہے اور اگر اتنا خفیف (تھوڑا) وقت باقی ہے کہ نہا نہیں سکتی یا نہا سکتی ہے مگر غسل اور کپڑا پہننے کے بعد اللہ اکبر کہنے کا بھی وقت نہ رہے گا تو اس وقت کا اعتبار نہیں بلکہ یا نہا لے یا اس کے بعد کا دوسرا وقت گزر لے۔ اور اگر ایسے وقت میں خون بند ہوا کہ وہ وقت فرض نماز کا نہیں یعنی آفتاب نکلنے سے ڈھلنے تک تو اس کا بھی اعتبار نہیں بلکہ اسکے بعد کا وقت ختم ہو جائے یعنی ظہر کا۔ اور اگر دس دن رات سے کم میں خون بند ہوا اور عورت نے غسل کر لیا پھر خون جاری ہو گیا اور دس دن سے متجاوز نہ ہوا تو ابھی رجعت ختم نہ ہوئی تھی اور اگر عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا تھا تو نکاح صحیح نہ ہوا۔ یوں اگر غسل یا نماز کا وقت گزرنے سے پہلے اس صورت میں نکاح دوسرے سے کیا جب بھی نکاح نہ ہوا۔ (32)

مسئلہ ۲۸: کسی عورت کو کبھی پانچ دن خون آتا ہے اور کبھی چھ دن اور اس بار استحا ضہ ہو گیا یعنی دس ۱۰ دن سے زیادہ آیا تو رجعت کے حق میں پانچ دن کا اعتبار ہے کہ پانچ دن پورے ہونے پر رجعت نہ ہوگی اور دوسرے سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس حیض کے چھ دن پورے ہونے پر کر سکتی ہے۔ (33)

مسئلہ ۲۹: عورت اگر کتابیہ ہے تو پچھلا حیض ختم ہوتے ہی رجعت ختم ہو گئی غسل و نماز کا وقت گزرنا شرط نہیں۔ (34) مجنونہ اور معتوہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (35)

مسئلہ ۳۰: دس ۱۰ دن رات سے کم میں منقطع ہوا اور نہ نہائی نہ نماز کا وقت ختم ہوا بلکہ تیمم کر لیا تو رجعت منقطع نہ ہوئی ہاں اگر اس تیمم سے پوری نماز پڑھ لی تو اب رجعت نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ نماز نفل ہو اور اگر ابھی نماز پوری نہیں ہوئی

(31) یعنی وہ پانی جس کے پاک ہونے اور پاک کرنے میں شک نہ ہو۔

(32) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۳۴

(33) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة و فیما تحل بہ المطلقۃ وما یحصل بہ، ج ۱، ص ۴۷۱

(34) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة و فیما تحل بہ المطلقۃ وما یحصل بہ، ج ۱، ص ۴۷۱

(35) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۳۵

ہے، بلکہ شروع کی ہے تو رجعت کر سکتا ہے اور اگر تیمم کر کے قرآن مجید پڑھا یا مصحف شریف چھوایا مسجد میں گئی تو رجعت ختم نہ ہوئی۔ (36)

مسئلہ ۳۱: غسل کیا اور کوئی جگہ ایک عضو سے کم مثلاً بازو یا کلائی کا کچھ حصہ یا دو ایک اونگی بھول گئی جہاں پانی پہنچنے نہ پہنچنے میں شک ہے تو رجعت ختم ہو گئی مگر دوسرے سے نکاح اُس وقت کر سکتی ہے کہ اُس جگہ کو دھو لے یا نماز کا وقت گزر جائے اور اگر یقین ہے کہ وہاں پانی نہیں پہنچا ہے یا قصد اُس جگہ کو چھوڑ دیا تو رجعت ہو سکتی ہے اور اگر پورا عضو جیسے ہاتھ یا پاؤں بھولی تو رجعت ہو سکتی ہے، کٹی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا دونوں ملکر ایک عضو ہیں اور ہر ایک ایک عضو سے کم۔ (37)

مسئلہ ۳۲: حامہ کو طلاق دی اور اُس کی وطی سے منکر ہے اور رجعت کر لی پھر چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہو مگر وقت نکاح سے چھ ۶ مہینے یا زیادہ میں ولادت ہوئی تو رجعت ہو گئی۔ (38)

مسئلہ ۳۳: نکاح کے بعد چھ مہینے یا زیادہ کے بعد بچہ پیدا ہوا پھر اُسے طلاق دی اور وطی سے انکار کرتا ہے تو رجعت کر سکتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو چکا شرعاً وطی ثابت ہے اُس کا انکار بیکار ہے۔ (39)

مسئلہ ۳۴: اگر خلوت ہو چکی ہے مگر وطی سے انکار کرتا ہے پھر طلاق دی تو رجعت نہیں کر سکتا اور اگر شوہر وطی کا اقرار کرتا ہے مگر عورت منکر ہے اور خلوت ہو چکی ہے تو رجعت کر سکتا ہے اور خلوت نہیں ہوئی تو نہیں۔ (40)

مسئلہ ۳۵: عورت سے کہا اگر تو جنے تو تجھ کو طلاق ہے اُس کے بچہ پیدا ہوا طلاق ہو گئی پھر چھ ۶ مہینے یا زیادہ میں دوسرا بچہ پیدا ہوا تو رجعت ہو گئی اگر چہ دوسرا بچہ دو ۲ برس (41) سے زیادہ میں پیدا ہوا کہ اکثر مدت حمل دو ۲ برس ہے اور اس صورت میں عدت حیض سے ہے تو ہو سکتا ہے کہ زیادہ زیادہ دنوں کے بعد حیض آیا اور عدت ختم ہونے سے پیشتر شوہر نے وطی کی ہو۔ ہاں اگر عورت عدت گزرنے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے۔ اور اگر دوسرا بچہ پہلے بچے سے چھ ۶ مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو بچہ پیدا ہونے کے بعد رجعت نہیں۔ (42)

(36) فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۴، ص ۲۱، وغیرہ

(37) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۳۵، وغیرہ

(38) شرح الوقایہ، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۱، الجزء الثانی، ص ۱۱۲-۱۱۳

(39) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۳۶

(40) المرجع السابق، ص ۳۹

(41) غائبیہاں کتابت کی غلطی ہے۔ اصل کتاب میں دو برس کے بجائے دس برس کا ذکر ہے۔ علیہ

(42) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۴۰

مسئلہ ۳۶: طلاق رجعی کی عدت میں عورت بناؤ سنگار کرے جبکہ شوہر موجود ہو اور عورت کو رجعت کی امید ہو اور اگر شوہر موجود نہ ہو یا عورت کو معلوم ہو کہ رجعت نہ کریگا تو تزئین (بناؤ سنگار) نہ کرے۔ اور طلاق بائن اور وفات کی عدت میں زینت حرام ہے اور مطلقہ رجعیہ کو سفر میں نہ لیجائے بلکہ سفر سے کم مسافت تک بھی نہ لیجائے جب تک رجعت پر گواہ نہ قائم کر لے یہ اس وقت ہے کہ شوہر نے صراحۃً رجعت کی نفی کی ہو ورنہ سفر میں لے جانا ہی رجعت ہے۔ (43)

مسئلہ ۳۷: شوہر کو چاہیے کہ جس مکان میں عورت ہے جب وہاں جائے تو اسے خبر کر دے یا کھنکار کر جائے یا اس طرح چلے کہ جوتے کی آواز عورت سنے یہ اس صورت میں ہے کہ رجعت کا ارادہ نہ ہو۔ یوہیں جب رجعت کا ارادہ نہ ہو تو خلوت بھی مکروہ ہے اور رجعت کا ارادہ ہے تو مکروہ نہیں اور رجعت کا ارادہ ہو تو اس کی باری بھی ہے ورنہ نہیں۔ (44)

مسئلہ ۳۸: عورت باندی تھی اسے طلاق دیدی اور حرہ سے نکاح کر لیا تو اس سے رجعت کر سکتا ہے۔ (45)

مسئلہ ۳۹: جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے اس سے عدت میں بھی نکاح کر سکتا ہے اور بعد عدت بھی اور تین طلاقیں دی ہوں یا لونڈی کو دو تو بغیر حلالہ نکاح نہیں کر سکتا اگرچہ دخول نہ کیا ہو البتہ اگر غیر مدخولہ ہو (دخول نہ کیا گیا ہو) تو تین طلاق ایک لفظ سے ہوگی تین لفظ سے ایک ہی ہوگی جیسا پہلے معلوم ہو چکا اور دوسرے سے عدت کے اندر مطلقاً نکاح نہیں کر سکتی تین طلاقیں دی ہوں یا تین سے کم۔ (46)



(43) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۴۱، وغیرہ

(44) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة و فیما تحمل بہ المطلقۃ وما یحصل بہ، ج ۱، ص ۴۲

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۴۲، وغیرہ

(45) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة و فیما تحمل بہ المطلقۃ وما یحصل بہ، ج ۱، ص ۴۲

(46) الفتاویٰ الہندیہ، الباب السادس فی الرجعة و فیما تحمل بہ المطلقۃ وما یحصل بہ، ج ۱، ص ۴۲، وغیرہ

حلالہ کے مسائل

مسئلہ ۴۰: حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے (دخول کیا گیا ہو) تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاح صحیح کرے اور یہ شوہر ثانی (دوسرا شوہر) اُس عورت سے وطی بھی کر لے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عدت پوری ہونے پر شوہر اول سے نکاح ہو سکتا ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے کہ اس کے لیے عدت نہیں۔ (1)

مسئلہ ۴۱: پہلے شوہر کے لیے حلال ہونے میں نکاح صحیح نافذ کی شرط ہے اگر نکاح فاسد ہو یا یہ موقوف اور وطی بھی ہو گئی تو حلالہ نہ ہو مثلاً کسی غلام نے بغیر اجازت مولیٰ اُس سے نکاح کیا اور وطی بھی کر لی پھر مولیٰ نے جائز کیا تو اجازت مولیٰ کے بعد وطی کر کے چھوڑے گا تو پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے اور بلا وطی طلاق دی تو وہ پہلے کی وطی کافی نہیں۔ یوہیں زنا یا وطی بالشبہ سے بھی حلالہ نہ ہوگا۔ یوہیں اگر وہ عورت کسی کی باندی تھی عدت پوری ہونے کے بعد مولیٰ نے اُس سے جماع کیا تو شوہر اول کے لیے اب بھی حلال نہ ہوئی اور اگر زوجہ باندی تھی اُسے دو طلاقیں دیں پھر اُس کے مالک سے خرید لی یا اور کسی طرح سے اُس کا مالک ہو گیا تو اُس سے وطی نہیں کر سکتا جب تک دوسرے سے نکاح نہ ہو لے اور وہ دوسرا وطی بھی نہ کر لے۔ یوہیں اگر عورت معاذ اللہ مرتدہ ہو کر دارالحرب میں چلی گئی پھر وہاں سے جہاد میں پکڑ آئی اور شوہر اُس کا مالک ہو گیا تو اس کے لیے حلال نہ ہوئی۔ حلالہ میں جو وطی شرط ہے، اس سے مراد وہ وطی ہے جس سے غسل فرض ہو جاتا ہے یعنی دخول حشفہ (آلہ تناسل کا داخل ہونا) اور انزال (منی کا نکلنا) شرط نہیں۔ (2)

مسئلہ ۴۲: عورت حیض میں ہے یا احرام باندھے ہوئے ہے اس حالت میں شوہر ثانی نے وطی کی تو یہ وطی حلالہ کے لیے کافی ہے اگرچہ حیض کی حالت میں وطی کرنا بہت سخت حرام ہے۔ (3)

مسئلہ ۴۳: دوسرا نکاح مراہق سے ہوا (یعنی ایسے لڑکے سے جو نابالغ ہے مگر قریب بلوغ ہے اور اُس کی عمر والے جماع کرتے ہیں) اور اُس نے وطی کی اور بعد بلوغ طلاق دی تو وہ وطی کہ قبل بلوغ کی تھی حلالہ کے لیے کافی ہے

(1) البحر الرائق، کتاب الطلاق، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ، ج ۴، ص ۹۷، ۹۸

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۲۵، ۲۸

و. فتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ الخ، ج ۱، ص ۷۳، ۷۴، وغیرہ

(3) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: حیلة اسقاط عدۃ التحلل، ج ۵، ص ۵۰

مگر طلاق بعد بلوغ ہونی چاہیے کہ نابالغ کی طلاق واقع ہی نہ ہوگی مگر بہتر یہ ہے کہ بالغ کی وطی ہو کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انزال شرط ہے اور نابالغ میں انزال کہاں۔ (4)

مسئلہ ۴۴: اگر مطلقہ چھوٹی لڑکی ہے کہ وطی کے قابل نہیں تو شوہر ثانی اُس سے وطی کر بھی لے جب بھی شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوئی اور اگر نابالغہ ہے مگر اُس جیسی لڑکی سے وطی کی جاتی ہے یعنی وہ اس قابل ہے تو وطی کافی ہے۔ (5)

مسئلہ ۴۵: اگر عورت کے آگے اور پیچھے کا مقام ایک ہو گیا ہے تو محض وطی کافی نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ حاملہ ہو جائے۔ یوہیں اگر ایسے شخص سے نکاح ہوا جس کا عضو تناسل کٹ گیا ہے تو اس میں بھی حمل شرط ہے۔ (6)

مسئلہ ۴۶: مجنون یا خسی (جس کے خصبے نہ ہوں) سے نکاح ہوا اور وطی کی تو شوہر اول کے لیے حلال ہوگئی۔ (7)

مسئلہ ۴۷: کتابیہ عورت مسلمان کے نکاح میں تھی اُسے طلاق دی اور اُس نے کسی کتابی سے نکاح کیا اور حلالہ کے تمام شرائط پائے گئے تو شوہر اول کے لیے حلال ہوگئی۔ (8)

مسئلہ ۴۸: پہلے شوہر نے تین طلاقیں دیں عورت نے دوسرے سے نکاح کیا بغیر وطی اُس نے بھی تین طلاقیں دیدیں پھر عورت نے تیسرے سے نکاح کیا اس نے وطی کر کے طلاق دی تو پہلے اور دوسرے دونوں کے لیے حلال ہوگئی یعنی اب پہلے یا دوسرے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ (9)

مسئلہ ۴۹: بہت زیادہ عمر والے سے نکاح کیا جو وطی پر قادر نہیں ہے اُس نے کسی ترکیب سے عضو تناسل داخل کر دیا تو یہ وطی حلالہ کے لیے کافی نہیں ہاں اگر آلہ میں کچھ انتشار پایا گیا اور دخول ہو گیا تو کافی ہے۔ (10)

مسئلہ ۵۰: عورت سورہی تھی یا بیہوش تھی شوہر ثانی نے اس حالت میں اُس سے وطی کی تو یہ وطی حلالہ کے لیے کافی ہے۔ (11)

(4) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: فی العقد علی السبابة، ج ۵، ص ۴۴

(5) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: فی العقد علی السبابة، ج ۵، ص ۴۷

(6) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ، الخ، ج ۱، ص ۴۷۳

(7) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۴۵

(8) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ، الخ، ج ۱، ص ۴۷۳

(9) المرجع السابق

(10) فتح القدر، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ، ج ۴، ص ۳۳، وغیرہ

(11) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۵۰

مسئلہ ۵۱: عورت کو تین طلاقیں دی تھیں اب وہ آکر شوہر اول سے یہ کہتی ہے کہ عدت پوری ہونے کے بعد میں نے نکاح کیا اور اُس نے جماع بھی کیا اور طلاق دیدی اور یہ عدت بھی پوری ہو چکی اور پہلے شوہر کو طلاق دے اتنا زمانہ گزر چکا ہے کہ یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں تو اگر عورت کو اپنے گمان میں سچی سمجھتا ہے تو اُس سے نکاح کر سکتا ہے۔ (12) اور اگر عورت فقط اتنا ہی کہے کہ میں حلال ہو گئی تو اُس سے نکاح حلال نہیں، جب تک سب باتیں پوچھ نہ لے۔ (13)

مسئلہ ۵۲: عورت کہتی ہے کہ شوہر ثانی نے جماع کیا ہے اور شوہر ثانی انکار کرتا ہے تو شوہر اول کو نکاح جائز ہے اور شوہر ثانی کہتا ہے کہ میں نے جماع کیا ہے اور عورت انکار کرتی ہے تو نکاح جائز نہیں اور اگر عورت اقرار کرتی ہے اور شوہر اول نے نکاح کے بعد کہا کہ شوہر ثانی نے جماع نہیں کیا ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائے اور اگر شوہر اول سے نکاح ہو جانے کے بعد عورت کہتی ہے میں نے دوسرے سے نکاح کیا ہی نہ تھا اور شوہر کہتا ہے کہ تو نے دوسرے سے نکاح کیا اور اُس نے وطی بھی کی تو عورت کی تصدیق نہ کی جائے اور اگر شوہر ثانی عورت سے کہتا ہے کہ میرا نکاح تجھ سے فاسد ہوا کہ میں نے تیری ماں سے جماع کیا ہے اگر عورت اُسکے کہنے کو سچ سمجھتی ہے تو عورت شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوگی۔ (14)

مسئلہ ۵۳: کسی عورت سے نکاح فاسد کر کے تین طلاقیں دے دیں تو حلالہ کی حاجت نہیں بغیر حلالہ اُس سے نکاح کر سکتا ہے۔ (15)

مسئلہ ۵۴: نکاح بشرط التحلیل (حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا) جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے زوج اول و ثانی (یعنی پہلا شوہر جس نے طلاق دی اور دوسرا جس سے نکاح کیا) اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے مگر عورت اس نکاح سے بھی بشرط حلالہ شوہر اول کے لیے حلال ہو جائیگی۔ اور شرط باطل ہے۔ اور شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں۔ اور اگر عقد میں شرط نہ ہو اگرچہ نیت میں ہو تو کراہت اصلاً نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے۔ (16)

مسئلہ ۵۵: اگر نکاح اس نیت سے کیا جا رہا ہے کہ شوہر اول کے لیے حلال ہو جائے اور عورت یا شوہر اول کو یہ

(12) الہدایۃ، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فیما تحل بہ المطلقة، ج ۲، ص ۲۵۸، ۲۵۹

(13) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل بہ المطلقة، ج ۱، ص ۷۴

(14) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السادس فیما تحل بہ المطلقة، ج ۱، ص ۷۴

(15) المرجع السابق

(16) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۵۱، وغیرہ

اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نکاح کر کے طلاق نہ دے تو دقت (پریشانی) ہوگی تو اس کے لیے بہتر حیلہ یہ ہے کہ اس

{1} حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”شہنشاہ مدینہ قرار قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی۔“

(سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب احوال المطلقة ثلاثا وما فیہ من التحصیۃ، الحدیث: ۳۳۳۵، ص ۲۳۱۱)

{2} تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہدایت نشان ہے: ”میں تمہیں ادھارے ہوئے ساڑھے بارے میں نہ بتاؤں؟“ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: ”کیوں نہیں! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! (ضرور بتائیں)“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ عز و جل نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب المحلل والمحلل لہ، الحدیث: ۱۹۳۶، ص ۲۵۹۲)

حضرت سیدنا امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی رضی اللہ عنہما (متوفی ۲۴۰ھ) اس حدیث پاک کے ضمن میں فرماتے ہیں: ”جن اہل علم کا اس پر عمل ہے، ان میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم، ان کے صاحبزادے اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔ یہی تابعین میں سے فقہا کا قول ہے۔“

(جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء فی المحلل والمحلل لہ، تحت الحدیث: ۱۱۲۰، ص ۱۷۶۰۔)

{3} حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حلالہ کرنے والے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”(یہ چڑ) نہیں، بلکہ نکاح تو رغبت سے ہوتا ہے نہ کہ مکر و فریب سے اور نہ ہی کتاب اللہ (کے احکام) کا مذاق اڑاتے ہوئے کہ پھر تم ذائقہ چکھنے لگو۔“

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۵۶، ج ۱۱، ص ۱۸۰، بغیر تلیل)

{4} امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”میرے پاس جو حلالہ کرنے والا اور کرانے والا

لایا گیا میں اس کو رجم کر دوں گا۔“ (المصنف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب التخلیل، الحدیث: ۱۰۸۱۹، ۱۰۸۲۰، ج ۶، ص ۲۱۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے سے اس کی وضاحت دریافت فرمائی تو ارشاد فرمایا: ”وہ دونوں زانی ہیں۔“

{5} ایک شخص نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ دریافت کیا: ”آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے اس لئے نکاح کیا تا کہ اسے اس کے سابقہ شوہر کے لئے حلال کر دوں حالانکہ اس کے شوہر نے نہ تو مجھے اس کا حکم دیا اور نہ ہی اسے اس کا علم ہے۔“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”(ایسا کرنا صحیح) نہیں، بلکہ نکاح تو رغبت سے ہوتا ہے پھر اگر وہ عورت تجھے پسند آئے تو اسے اپنے پاس روک لے اور اگر ناپسند ہو تو چھوڑ دے اور سرکارِ مدینہ کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہم اسے (یعنی حلالہ کے عمل کو) جہالت شمار کرتے تھے۔“

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۲۳۶، ج ۴، ص ۳۶۱، بغیر تلیل) ←

سے یہ کہہوالیں کہ اگر میں اس عورت سے نکاح کر کے جماع کروں یا نکاح کر کے ایک رات سے زیادہ رکھوں تو اس پر بائن طلاق ہے اب عورت سے جماع کرتے ہی یا رات گزرنے پر طلاق پڑ جائے گی یا یوں کرے کہ عورت یا اُس کا وکیل یہ کہے کہ میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اُسے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے وہ کہے میں نے قبول کیا اب عورت کو طلاق دینے کا خود اختیار ہے۔ اور اگر پہلے زوج کی جانب سے الفاظ کہے گئے کہ میں نے اُس عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ اُسے اُس کے نفس کا اختیار ہے تو یہ شرط لغو (فضول) ہے عورت کو اختیار نہ ہوگا۔ (17)

مسئلہ ۵۶: دوسرے سے عورت نے نکاح کیا اور اُس نے دخول بھی کیا پھر اس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد شوہر اول سے اس کا نکاح ہوا تو اب شوہر اول تین طلاقیں کا مالک ہو گیا پہلے جو کچھ طلاق دے چکا تھا اُس کا اعتبار اب نہ ہوگا۔ اور اگر شوہر ثانی نے دخول نہ کیا ہو اور شوہر اول نے تین طلاقیں دی تھیں جب تو ظاہر ہے کہ حلالہ ہو اسی نہیں پہلے شوہر سے نکاح ہی نہیں ہو سکتا اور تین سے کم دی تھی تو جو باقی رہ گئی ہے اُسی کا مالک ہے تین کا مالک نہیں اور زوجہ لونڈی ہو تو اس کی دو طلاقیں حرہ کی تین کی جگہ ہیں۔ (18)

{6} .. آپ زہبی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے شوہر اول کے لئے (حلال ہونے کے لئے) عورت کے حلالہ کرانے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ زہبی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”یہ جہالت ہے۔“

(المصنف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب التحلیل، الحدیث: ۱۰۸۱۸، ج ۶، ص ۲۱۰)

{7} ... آپ زہبی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی چچا زاد بہن کو طلاق دے دی پھر شرمسار ہو کر اس کی طرف راغب ہوا اور ارادہ کیا کہ کوئی شخص اس کی چچا زاد سے نکاح کر کے اس کے لئے اسے حلال کر دے تو آپ زہبی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”وہ دونوں زانی ہیں، اگرچہ 20 سال تک یا جتنا عرصہ اس حالت میں رہیں بشرطیکہ وہ (یعنی حلالہ کرنے والا) جانتا ہو کہ اس کا حلالہ کرانے کا ارادہ تھا۔“ (المرجع السابق، الحدیث: ۱۰۸۲۰)

{8} حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس زہبی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں پھر اس پر نادم ہوا تو آپ زہبی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اس نے اللہ عز و جل کی نافرمانی کی تو اللہ عز و جل نے اسے شرمسار کیا اور شیطان کی پیروی کی تو اپنے لئے چھٹکارے کی کوئی راہ نہ پائے گا۔“ آپ زہبی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: ”آپ حلالہ کرنے والے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟“ فرمایا: ”جو اللہ عز و جل کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے وہ خود دھوکے میں رہتا ہے۔“

(المرجع السابق، الحدیث: ۱۰۸۲۱)

(17) الدر المختار و رد المحتار، باب الرجعة، مطلب بحلیۃ اسقاط عدۃ الحکمل، ج ۵، ص ۵۱

(18) افتاویٰ امجدیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل بہ المخلۃ، ج ۱، ص ۷۵

مسئلہ ۵۷: عورت کے پاس دو مخصوص نے گواہی دی کہ اُس کے شوہر نے اُسے تین طلاقیں دیدیں اور شوہر غائب ہے تو عورت بعد عدت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے بلکہ اگر ایک شخص ثقہ نے طلاق کی خبر دی ہے جب بھی عورت نکاح کر سکتی ہے بلکہ اگر شوہر کا خط آیا جس میں اسے طلاق لکھی ہے اور عورت کا غالب گمان ہے کہ خط اُسی کا ہے تو نکاح کرنے کی عورت کے لیے گنجائش ہے اور اگر شوہر موجود ہے اور دونوں میاں بی بی کی طرح رہتے ہیں تو اب نکاح نہیں کر سکتی۔ (19)

مسئلہ ۵۸: شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دیدیں یا بائن طلاق دی مگر اب انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں تو جس طرح ممکن ہو عورت اُس سے پیچھا چھڑائے، مہر معاف کر کے یا اپنا مال دیکر اُس سے عیحدہ ہو جائے، غرض جس طرح بھی ممکن ہو اُس سے کنارہ کشی کرے اور کسی طرح وہ نہ چھوڑے تو عورت مجبور ہے مگر ہر وقت اسی فکر میں رہے کہ جس طرح ممکن ہو رہائی حاصل کرے اور پوری کوشش اس کی کرے کہ صحبت نہ کرنے پائے یہ حکم نہیں کہ خود کشی کر لے (20)۔ عورت جب ان باتوں پر عمل کرے گی تو معذور ہے اور شوہر بہر حال گنہگار ہے۔ (21)

مسئلہ ۵۹: عورت کو اب تین طلاقیں دیں اور کہتا یہ ہے کہ اس سے پیشتر ایک طلاق دے چکا تھا اور عدت بھی ہو

والدراختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۵۵

(19) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحمل بہ المطلقة، ج ۱، ص ۳۷۵

ورد المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: الاقدام علی النکاح، ج ۵، ص ۶۰

(20) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور عورت جانتی ہو کہ اس نے جھوٹا کیا، تو عورت پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو تین طلاقیں سے مطلق سمجھے اور بوجہ طلاق نہ ثابت ہونے کے بذریعہ حکومت جبر نہیں کر سکتی لہذا اپنا مہر چھوڑ کر یا اور مال دے کر اس سے اعلانیہ طلاق لے، اگر طلاق نہ دے تو جس طرح جانے اس کے پاس سے بھاگے اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو مجبور ہے اور وبال شوہر پر ہے،

رد المختار میں ہے:

اذا سمعت او اخبرها عدلی لا یحل لها تمکینہ بل تقدی نفسها مال او تہرب فان حلف ولا بینة لها فالائم علیہ اذا لم تقد علی الفداء او التہرب ۲۔ (باختصار) ۲۔ رد المختار باب الصرح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲ (۳۳۲)

اگر خود عورت، مرد کی طرف سے تین طلاقیں سن لے، یا کسی عادل شخص نے اس کو یہ اطلاع دے دی تو پھر بیوی کو حلال (جائز) نہیں کہ وہ خاوند کو اپنے پر جماع کا موقع دے بلکہ جیسے بن پڑے مال دے کر اعلانیہ طلاق لے یا بھاگ کر اپنے کو بچائے، ورنہ اگر خاوند طلاق نہ دینے کی قسم کھالے اور طلاق پر عورت کے پاس گواہ نہ ہوں اور بیوی مال کے بدلے یا بھاگ کر اپنے آپ کو نہ بچ سکے تو بگناہ خاوند پر

ہوگا (باختصار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۲۳۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

چکی تھی یعنی اُس کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ عدت گزرنے پر عورت اجنبیہ ہوگئی لہذا یہ طلاقیں واقع نہ ہوئیں اور عورت بھی تصدیق کرتی ہے تو کسی کی تصدیق نہ کیجائے دونوں جھوٹے ہیں کہ ایسا تھا تو میاں بی بی کی طرح رہتے کیونکر تھے ہاں اگر لوگوں کو سکا طلاق دینا اور عدت گزر جانا معلوم ہو تو اور بات ہے۔ (22)

مسئلہ ۶۰: شوہر تین طلاقیں دے کر انکاری ہو گیا عورت نے گواہ پیش کیے اور تین طلاق کا حکم دیا گیا اب کہتا ہے کہ پہلے ایک طلاق دے چکا تھا اور عدت گزر چکی تھی اور گواہ بھی پیش کرتا ہے تو گواہ بھی مقبول نہیں۔ (23)

مسئلہ ۶۱: غیر مدخولہ کو دو ۲ طلاقیں دیں اور کہتا ہے کہ ایک پہلے دے چکا ہے تو تین قرار پائیں گی۔ (24)

خودکشی کی مذمت میں چار فرامین مصطفیٰ:

1... تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جو زخمی ہو گیا اور وہ اس زخم سے گھبرا گیا، اس نے چھری لے کر اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا مگر اس کا خون نہ تھما حتیٰ کہ اس نے دم توڑ دیا۔ اللہ عزّ و جلّ نے ارشاد فرمایا: ”میرے بندے نے اپنی جان کے ساتھ مجھ پر جلدی کی، میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔“ (مسلم، کتاب الایمان، باب غلط تحریم قتل الانسان نفسه... إلخ، ص ۷۶، حدیث: ۱۱۳)

یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے۔

2 جو خود کو کسی لوہے (کے ہتھیار) سے قتل کرے تو وہ اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ جہنم کی آگ میں اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خود کو مار ڈالا تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، وہ جہنم کی آگ میں اسے پیتا رہے گا اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر لیا، وہ جہنم کی آگ میں (بلندی سے) گرتا رہے گا اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب غلط تحریم قتل الانسان نفسه... إلخ، ص ۶۹، حدیث: ۱۰۹)

صحیح حدیث میں ہے:

3 ایک شخص کو اس سے زخم نے سخت تکلیف میں مبتلا کر رکھا تھا۔ اس نے موت کی طرف جلدی کی اور اپنی تلوار کی تیز دھار سے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”یہ شخص جہنمی ہے۔“

(مسلم، کتاب الایمان، باب غلط تحریم قتل الانسان نفسه... إلخ، ص ۷۰، حدیث: ۱۱۲)

4 مومن کو لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے اور جو جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا، اللہ عزّ و جلّ بروز قیامت اسے اسی چیز کے ذریعہ عذاب دے گا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب غلط تحریم قتل الانسان نفسه... إلخ، ص ۶۹، حدیث: ۱۱۰)

(21) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۵۹، مع زیادة

(22) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۶۰

(23) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب: الاقدام علی النکاح، إلخ، ج ۵، ص ۶۱

(24) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۵، ص ۶۱

مسئلہ ۶۲: تین طلاقیں کسی شرط پر معلق تھیں اور وہ شرط پائی گئی لہذا تین طلاقیں پڑ گئیں عورت ڈرتی ہے کہ اگر اس سے کہے گی تو وہ سرے سے تعلیق ہی سے انکار کر جائے گا تو عورت کو چاہیے خفیہ حلالہ کرائے اور عدت پوری ہونے کے بعد شوہر سے تجدید نکاح کی درخواست کرے۔ (25)



ایلا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(لِّلَّذِينَ يُؤَلُّونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٧﴾) (1)

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھالتے ہیں اُن کے لیے چار مہینے کی مدت ہے پھر اگر اس مدت میں واپس ہو گئے (قسم توڑ دی) تو اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا پکا ارادہ کر لیا (رجوع نہ کی) تو اللہ (عزوجل) سننے والے، جاننے والا ہے (طلاق ہو جائے گی)۔

مسئلہ ۱: ایلا کے معنی یہ ہیں کہ شوہر نے یہ قسم کھائی کہ عورت سے قربت (بہستری) نہ کریگا یا چار مہینے قربت نہ کریگا عورت باندی ہے تو اس کے ایلا کی مدت دو ۲ ماہ ہے۔ (2)

(1) پ ۲، البقرة: ۲۲۶، ۲۲۷

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال دو سال تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جانے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھالتے تھے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے تھے نہ وہ بیوہ ہی تھیں کہ کہیں اپنا ٹھکانہ کر لیتیں نہ شوہر دار کہ شوہر سے آرام پاتیں اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لئے چار مہینے کی مدت معین فرمادی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصہ کے لئے یا غیر معین مدت کے لئے ترک صحبت کی قسم کھالے جس کو ایلا کہتے ہیں تو اس کے لئے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لئے بہتر ہے یا رکھنا اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔

مسئلہ ۲: اگر مرد صحبت پر قادر ہو تو رجوع صحبت ہی سے ہوگا اور اگر کسی وجہ سے قدرت نہ ہو تو بعد قدرت صحبت کا وعدہ رجوع ہے۔

(تفسیری احمدی)

(2) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۷۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ایلاء کے یہ معنی کہ مرد اپنی عورت سے جماع کی قسم کھالے یا تعلیق کرے یعنی یوں کہے کہ اس سے جماع کروں تو مجھ پر یہ جزا لازم آئے،

مسئلہ ۲: قسم کی دو صورت ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے خاص صفت فی ختم سانی ان کی قسم کی شہادت

اور یہ قسم و تعلیق یا تو مطلق ہوں مثلاً واللہ میں تجھ سے جماع نہ کروں گا، یا تجھ سے محبت نہ کروں گا، یا تجھ پر روزه لازم ہے یا نہ ہے، یا یہ قسمیں رکھنے سے کئے گئے ہوں مثلاً خدا کی قسم میں تجھ سے کبھی محبت نہ کروں گا، یا تجھ سے کبھی محبت کروں گا، یا تجھ پر حج واجب ہے، یا نہیں ہے، یا یہ قسمیں رکھنے سے کئے گئے ہوں تو وہ مدت چار مہینے سے کم نہ ہو مثلاً مجھے قسم ہے چار مہینے تک تیرے پاس نہ جاؤں گا، یا یا ناچ مہینے تک تجھ سے دلی کر رہوں تو مجھ پر روزه رکعت نماز لازم، اور تعلیق کی صورت میں یہ بھی ضرور کہ وہ امر جس کا لازم آنا کہے اس میں مشقت ہو جیسے مسئلہ مذکورہ، یا یہ کہ میرا عظام تیرا ہے، یا تجھ پر طلاق ہے، یا میرا مال خیرات ہے، یا تجھ پر قسم کا کفارہ ہو وغیر ذلک، اور وہ شرعاً تعلیق کہے سے بھی لازم آسکتا ہو جیسے نماز، روزہ، حج، صدقہ، اعتکاف، عمرہ، طلاق، کفارہ، وغیرہا، نہ مثل وضو و غسل و تلاوت قرآن و سجدہ و تلاوت و اتباع جنازہ وغیرہ کے یہ چیزیں نذر تعلیق سے لازم نہیں ہو جاتیں، اور یہ قسم و تعلیق ایسے خور پر واقع ہو کہ بے کسی چیز کے لازم آئے، اصلاً مندر ہے، ایسی صورت نہ نکل سکے کہ یہ اس عورت سے جماع کرے اور کچھ لازم نہ آئے، جب یہ پانچوں باتیں جمع ہوں گی ایلاء ہوگا اور ایک بھی کم ہوئی تو نہیں، مثلاً نہ قسم کھائی نہ تعلیق، خالی عہد کر لیا کہ عمر بھر تیرے پاس نہ جاؤں گا یہ کچھ بھی نہیں کہ خالی عہد سے کچھ نہیں، دوتا یا قسم تعلیق تو ذکر کی مگر مدت چار مہینے سے کم رکھی اگرچہ ایک ہی ساعت کم، یہ ایلاء نہ ہوا، جتنی مدت کی قید لگائی ہے اس کے اندر جماع کیا تو بصورت قسم خاص کفارہ، اور بصورت تعلیق روزہ وغیرہ جو کچھ لازم آنا کہا تھا خواہ مثل قسم کفارہ لازم آئے گا کہ یہ حکم تو اس قسم و تعلیق کا ہے، مگر مدت بے جماع گزر گئی تو عورت نکاح سے نہ نکلے گی جو خاص حکم ایلاء ہے، یونہی اگر تعلیق میں دو رکعت نماز لازم آئی کہے تو ایلاء نہیں کہ دو رکعت میں کچھ مشقت نہیں، اگر مدت کے اندر پاس گیا تو دو رکعتیں پڑھنی ہوں گی اور مدت خالی گزر گئی تو کچھ نہیں، اور اگر تعلیق میں تلاوت قرآن وغیرہ اشیائے غیر لازمہ ذکر کیں تو محض مہمل، نہ مدت گزرنے پر طلاق پڑی نہ مدت کے اندر محبت کرنے سے کچھ لازم، اسی طرح اگر یوں کہا کہ واللہ میں اس میں تجھ سے دلی نہ کروں گا یا اس شہر میں تجھے کبھی ہاتھ لگاؤں تو مجھ پر سوچ لازم، یہ بھی ایلاء نہیں کہ جب اس گھر یا شہر کی تفصیص ہے تو بغیر کچھ لازم آئے مگر موجود ہے جب چاہے اس گھر یا شہر سے باہر لے جا کر جماع کر سکتا ہے کچھ بھی لازم نہ آئے گا، بس بے جماع چار مہینے نہیں کتنی ہی مدت گزر جائے طلاق نہ ہوگی، ہاں وہ قسم یا تعلیق جھوٹی کی تو اس کا جرمانہ اسی طرح دینا ہوگا کہ قسم خاص کفارہ اور تعلیق میں اختیار ہے چاہے وہ چیز بجا لائے جو لازم مانی تھی چاہے قسم کے مثل کفارہ دے لے علیٰ ہذا القیاس جس جس صورت میں بغیر کچھ لازم آئے مطلق ہو ایلاء نہیں، ان سب قیود و احکام کی تصریح و تفصیل در مختار و رد المحتار میں ہے من شاء فلیراجعہ (جس کا جی چاہے ان کی طرف رجوع کرے۔) پھر جب ایلاء تحقق ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ چار مہینے کے اندر اس عورت سے جماع کیا تو بتفصیل معصوم قسم کا کفارہ یا دلی امر شاق جس کا لازم آنا کہا تھا لازم آئے گا اور چار مہینے گزر گئے کہ اس سے جماع نہ کیا یا جماع مثلاً بوجہ مرض یا جس یا دوری مسافت کہ مدت کے اندر عورت تک نہیں پہنچ سکتا ممکن تھا تو زبانی رجوع نہ کیا مثلاً یوں نہ کہہ لیا کہ میں نے اپنی عورت کی طرف رجوع کی یا اپنے اس کہنے سے پھر گیا یا میں نے ایلاء باطل کر دیا تو اس صورت میں عورت پر ایک طلاق مائن پڑ جائے گی جس سے وہ خود مختار ہو جائے گی،

في الدر حكيمه وقوع طلقة بائية ان بر ولم يطأ ولزم الكفارة والجزاء المعلق ان حنت بالقربان .

ارٹھ ہے کہ یلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم پر قائم رہا اور وطن نہ کی تو طلاق بائنہ ہو جائے گی اور جماع کرنے پر کفارہ لازم ہوگا یا اگر ←

اس کی ہشت و چاروں قسم، اس کی کبریائی کی قسم، قرآن کی قسم، یکو مہدی کی قسم، دوسری تحقیق مثلاً یہ کہ اگر اس سے پہلے

آں یہ مفسرین نے جو اس آیت پر تفسیریں دی ہیں، ان میں سے بہت سی ہیں، لیکن ان میں سے بہت سی ہیں، لیکن ان میں سے بہت سی ہیں (۲۴۲)

فی رد بہدت و شوریہ و مدح یکتا شریف تفسیر و "نہر دہلی" و "حقیتہ عند تقدیر" و "ما یقول مقدمہ کالقول عند
معبر و نہر دہلی" کی مدح و مرجع فی مدح عیبہ

محرر نے یہ کہہ کر ان کا قوس و حد بعد (اور جی نہ نہ) اس صنف تفسیر ہے، دروغی سے حقیقی جو مراد ہے اگر قدرت ہو، اگر قدرت نہ ہو، جو جہر کے قائم مقام مشابہہ کہ جس نے بیوں سے رجوع کریں، کہے، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی قسم پر قائم نہ رہے بلکہ قسم کو پورا نہ کرے تو کفار و یازم آئے بجا، (اس رد المحتار باب اربع و عواراج و استراٹا لغربی بیروت ۱۳۶۱/۲)

وَفِي سِرِّ عَجْزٍ حَقِيقِيٍّ اِلْحَاكِيبِ كَمَا حَرَامٌ لَكُمْ اَنْ تَكُونَهُ بِاخْتِيَارٍ عَنْ وَطْئِهَا لِمَرْضٍ بِاِحْدِهِمَا اَوْ صَغَرَهَا اَوْ جَبَّاهُ اَوْ
عَنَتَهُ اَوْ بِمَسْفَافَةٍ لَا يَقْدِرُ عَلَى قِطْعَةٍ فِي مَدَّةِ الْاَيَّلَاءِ وَالْحَبْسِ لَا يَحْتَاجُ فُتُوَّةَ نَحْوِ قَوْلِهِ بِلِسَانِهِ قُتِلَتْ الرِّبَا اَوْ رَاجَعَتْكَ
وَابْصُرْتَ الْاَيَّلَاءِ اَوْ رَاجَعْتَ عَنْ قَتْلِ نَحْوَةِ اَرْبَعٍ مَخْصُؤًا.

اردو میں ہے، و جز ہو جائے سے مراد حقیقی عجز ہے جسکی عجز نہیں جیسے کہ حرام کی حالت میں ہونا عجز ٹھیک ہے کیونکہ یہ عجز اختیاری ہے، یہی سے دہلی کے عجز کا مصعب یہ ہے کہ خوند یا بیوی کو مرض زحمت ہو، یا بیوی صغیر ہو، یا خاوند نامرد یا آلہ سے محروم ہے، یا اتنی دور مسافت ہے کہ قسم کی مدت میں اس کو حصے کرنا، قدرت میں نہیں ہے، یہ: حق قید میں ہے، تو ان صورتوں میں بیوی سے رجوع زبانی کرے اور یوں کہے کہ میں نے بیوی سے رجوع کر لیا ہے یا میں نے ایلاء یعنی قسم کو باطل کر دیا ہے، یا کہے میں نے قسم کھائی اس سے میں نے رجوع کر لیا ہے یا اس کی مشغول نہ رہ دے، اھ ملخصاً (۲) درمئی رہاب المایاء مطبع مجتبائی دہلی (۱/۲۴۲)

معتق یا صرحۃ موبدقتی اور چار مہینے بے رجوع گزر گئے کہ ایک طلاق بائنو پڑی پھر اس سے نکاح کر لیا اور پھر چار مہینے خالی گزر گئے تو دوسری پڑے گئے پھر نکاح کر لیا اور پھر چار مہینے گزر گئے تو تین طلاقیں ہو جائیں گی اور اب بے طلاق نکاح میں نہ ہو سکے گا۔

(ع: اسل میں کرم خوردہ ہے)

لو مو قتا لا لو كان مو بدا فلو نكحها ثانيا وثالثا ومضت المديتان من وقت التزوج فان نكحها بعد زوج اخر لم
تصلق وان وصئها كفر لبقاء اليمين اب والله بيخته وتعالى اعلم.

(۱) در محراب الایلاء مطبع مجتہائی و علی / ۱۳۴۲

تویر میں ہے: ایلاء میں، اگر اللہ کی قسم، کہ تو اس سے رجوع کرنے پر کھانا لازم ہوگا، اور اگر کوئی شرط رکھی تھی تو وہ جزم لازم آئے گی۔

کروں تو میرا غلام آزاد ہے یا میری عورت کو طلاق ہے یا مجھ پر اتنے دنوں کا روزہ ہے یا حج ہے۔ (3)

مسئلہ ۳: ایلا دو ۲ قسم ہے ایک موقت یعنی چار مہینے کا، دوسرا مؤبد یعنی چار مہینے کی قید اُس میں نہ ہو بہر حال اگر عورت سے چار ماہ کے اندر جماع کیا تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ مجنون ہو اور کفارہ لازم جبکہ اللہ تعالیٰ یا اُس کے اُن صفات کی قسم کھائی ہو۔ اور جماع سے پہلے کفارہ دے چکا ہے تو اُس کا اعتبار نہیں بلکہ پھر کفارہ دے۔ اور اگر تعلیق تھی تو جس بات پر تھی وہ ہو جائے گی مثلاً یہ کہا کہ اگر اس سے صحبت کروں تو غلام آزاد ہے اور چار مہینے کے اندر جماع کیا تو غلام آزاد ہو گیا اور قربت نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو طلاق بائن ہو گئی۔ پھر اگر ایلائے موقت تھا یعنی چار ماہ کا تو یسین (قسم) ساقط ہو گئی یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو اُس کا کچھ اثر نہیں۔ اور اگر مؤبد تھا یعنی ہمیشہ کی اُس میں قید تھی مثلاً خدا کی قسم تجھ سے کبھی قربت نہ کروں گا یا اس میں کچھ قید نہ تھی مثلاً خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا تو ان صورتوں میں ایک بائن طلاق پڑ گئی پھر بھی قسم بدستور باقی ہے یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو پھر ایلا بدستور آ گیا اگر وقت نکاح سے چار ماہ کے اندر جماع کر لیا تو قسم کا کفارہ دے اور تعلیق تھی تو جزا واقع ہو جائیگی۔ اور اگر چار مہینے گزر لیے اور قربت نہ کی تو ایک طلاق بائن واقع ہو گئی مگر یسین بدستور باقی ہے سہ بارہ (یعنی تیسری مرتبہ) نکاح کیا تو پھر ایلا آ گیا اب بھی جماع نہ کرے تو چار ماہ گزرنے پر تیسری طلاق پڑ جائیگی اور اب بے حلالہ نکاح نہیں کر سکتا اگر حلالہ کے بعد پھر نکاح کیا تو اب ایلا نہیں یعنی چار مہینے بغیر قربت گزرنے پر طلاق نہ ہوگی مگر قسم باقی ہے اگر جماع کرے گا کفارہ واجب ہوگا۔ اور اگر پہلی یا دوسری طلاق کے بعد عورت نے کسی اور سے نکاح کیا اُس کے بعد پھر اس سے نکاح کیا تو مستقل طور پر اب سے تین طلاق کا مانک ہوگا مگر ایلا رہے گا یعنی قربت نہ کرنے پر طلاق ہو جائے گی پھر نکاح کیا پھر وہی حکم ہے

اور ایلاء ساقط ہو جائیگا ورنہ قسم کو پورا کرنے پر بیوی ایک طلاق سے باندھ ہو جائیگی اور حلف مقررہ وقت کیلئے ہو تو ختم ہو جائے گا اور اگر حلف ابدی ہو تو ختم نہ ہوگا، لہذا دوبارہ اور سہ بارہ نکاح کرنے پر ایلاء کی مدت پورا ہونے اور رجوع نہ کرنے پر دوسری اور تیسری طلاق سے باندھ ہوتی رہے گی اور قسم کی مدت کا اعتبار نکاح کے وقت ہوگا لہذا اگر بیوی حلالہ کے بعد واپس اس کے نکاح میں آئے تو طلاق نہ ہوگی تاہم وظی کرتے پر کفارہ ضرور لازم ہوگا کیونکہ قسم ابدی ہونے کی وجہ سے باقی ہے، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۲۵۷-۲۵۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

خلع شرع میں اسے کہتے ہیں کہ شوہر برضائے خود مہر وغیرہ مال کے عوض عورت کو نکاح سے جدا کر دے تنہا زوجہ کے لئے نہیں ہو سکتا،

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۲۶۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۴۷۶

والبحر الرائق، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۴، ص ۱۰۰

پھر ایک یا دو طلاق کے بعد کسی سے نکاح کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر وہی حکم ہے یعنی جب تک تین طلاق سے بعد دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے ایلا بدستور باقی رہے گا۔ (4)

مسئلہ ۴: ذی نے ذات و صفات (یعنی اللہ عزوجل کی ذات و صفات) کی قسم کے ساتھ ایلا کیا یا طلاق و عتق (یعنی غلام آزاد کرنے) پر تعلیق کی تو ایلا ہے اور حج و روزہ و دیگر عبادات پر تعلیق کی تو ایلا نہ ہوا اور جہاں ایلا صحیح ہے وہاں مسلمان کے حکم میں ہے، مگر صحبت کرنے پر کفارہ واجب نہیں۔ (5)

مسئلہ ۵: یوں ایلا کیا کہ اگر میں قربت کروں تو میرا فلاں غلام آزاد ہے اسکے بعد غلام مر گیا تو ایلا ساقط ہو گیا۔ یوں اگر اُس غلام کو بیچ ڈالا جب بھی ساقط ہے مگر وہ غلام اگر قربت سے پہلے پھر اس کی ملک میں آ گیا تو ایلا کا حکم لوٹ آئیگا۔ (6)

مسئلہ ۶: ایلا صرف منکوحہ سے ہوتا ہے یا مطلقہ رجعی سے کہ وہ بھی منکوحہ ہی کے حکم میں ہے اجنبیہ (یعنی نامحرمہ عورت) سے اور جسے بائن طلاق دی ہے اُس سے ابتداء نہیں ہو سکتا۔ یوں اپنی لونڈی سے بھی نہیں ہو سکتا ہاں دوسرے کی کنیز اس کے نکاح میں ہے تو ایلا کر سکتا ہے یوں اجنبیہ کا ایلا اگر نکاح پر معلق کیا تو ہو جائیگا مثلاً اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا۔ (7)

مسئلہ ۷: ایلا کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ شوہر اہل طلاق ہو یعنی وہ طلاق دے سکتا ہو لہذا مجنون و نابالغ کا ایلا صحیح نہیں کہ یہ اہل طلاق نہیں۔ (8)

مسئلہ ۸: غلام نے اگر قسم کے ساتھ ایلا کیا مثلاً خدا کی قسم میں تجھ سے قربت نہ کروں گا یا ایسی چیز پر معلق کیا جسے مال سے تعلق نہیں مثلاً اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر اتنے دنوں کا روزہ ہے یا حج یا عمرہ ہے یا میری عورت کو طلاق ہے تو ایلا صحیح ہے۔ اور اگر مال سے تعلق ہے تو صحیح نہیں مثلاً مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا یا اتنا صدقہ دینا لازم ہے تو ایلا نہ ہوا کہ وہ مال کا مالک ہی نہیں۔ (9)

(4) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۷۶

(5) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۷۶

(6) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۶۲

(7) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۶۲

(8) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۶۲

(9) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۶۲

مسئلہ ۹: یہ بھی شرط ہے کہ چار مہینے سے کم کی مدت نہ ہو اور زوجہ کنیز ہے تو دو ماہ سے کم کی نہ ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں اور زوجہ کنیز تھی اس کے شوہر نے ایلا کیا تھا اور مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ آزاد ہوگئی تو اب اس کی مدت آزاد عورتوں کی ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ جگہ معین نہ کرے اگر جگہ معین کی مثلاً واللہ فلاں جگہ تجھ سے قربت نہ کروں گا تو ایلا نہیں۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ زوجہ کے ساتھ کسی باندی یا اجنبیہ کو نہ ملائے مثلاً تجھ سے اور فلاں عورت سے قربت نہ کروں گا۔ اور یہ کہ بعض مدت کا استثناء ہو مثلاً چار مہینے تجھ سے قربت نہ کروں گا مگر ایک دن۔ اور یہ کہ قربت کے ساتھ کسی اور چیز کو نہ ملائے مثلاً اگر میں تجھ سے قربت کروں یا تجھے اپنے پچھونے پر بلاؤں تو تجھ کو طلاق ہے تو یہ ایلا نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۰: اس کے الفاظ بعض صریح ہیں بعض کنایہ صریح وہ الفاظ ہیں جن سے ذہن معنی جماع کی طرف سبقت (11) کرتا ہو اس معنی میں بکثرت استعمال کیا جاتا ہو اس میں نیت درکار نہیں بغیر نیت بھی ایلا ہے اور اگر صریح لفظ میں یہ کہے کہ میں نے معنی جماع کا ارادہ نہ کیا تھا تو قضاء اُس کا قول معتبر نہیں دیائے معتبر ہے۔ کنایہ وہ جس سے معنی جماع متبادر نہ ہوں دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو اس میں بغیر نیت ایلا نہیں اور دوسرے معنی مراد ہونا بتاتا ہے تو قضاء بھی اس کا قول مان لیا جائیگا۔ (12)

مسئلہ ۱۱: صریح کے بعض الفاظ یہ ہیں واللہ میں تجھ سے جماع نہ کروں گا، قربت نہ کروں گا، صحبت نہ کروں گا، وطی (جماع) نہ کروں گا اور اُردو میں بعض اور الفاظ بھی ہیں جو خاص جماع ہی کے لیے بولے جاتے ہیں اُن کے ذکر کی حاجت نہیں ہر شخص اُردو داں جانتا ہے۔ علامہ شامی نے اس لفظ کو کہ میں تیرے ساتھ نہ سوؤں گا صریح کہا ہے اور اصل یہ ہے کہ مدار (انحصار) عرف پر ہے عرفاً جس لفظ سے معنی جماع متبادر ہوں (ذہن میں فوراً آ جاتا ہو) صریح ہے، اگرچہ یہ معنی مجازی ہوں۔ کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں: تیرے پچھونے کے قریب نہ جاؤں گا، تیرے ساتھ نہ لیٹوں گا، تیرے بدن سے میرا بدن نہ ملے گا، تیرے پاس نہ رہوں گا، وغیرہ۔ (13)

مسئلہ ۱۲: ایسی بات کی قسم کھائی کہ بغیر جماع کی قسم ٹوٹ جائے تو ایلا نہیں مثلاً اگر میں تجھ کو چھوؤں تو ایسا ہے کہ محض بدن پر ہاتھ رکھنے ہی سے قسم ٹوٹ جائیگی۔ (14)

(10) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۱، ص ۲۶۵-۲۶۶

والدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۶۳

(11) یعنی پہلے پہل، ابتداء ذہن جماع کے معنی کی طرف جاتا ہو۔

(12) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۶۵، وغیرہ

(13) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۶۵، ۶۷، وغیرہ

(14) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۷۷

مسئلہ ۱۳: اگر کہا میں نے تجھ سے ایلا کیا ہے اب کہتا ہے کہ میں نے ایک جھوٹی خبر دی تھی تو قضاۃ ایلا ہے اور دینا اُس کا قول مان لیا جائیگا اور اگر یہ کہے کہ اس لفظ سے ایلا کرنا مقصود تھا تو قضاء دینا ہر طرح ایلا ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۴: یہ کہا کہ واللہ تجھ سے قربت نہ کرونگا جب تک تو یہ کام نہ کر لے اور وہ کام چار مہینے کے اندر کر سکتی ہے تو ایلا نہ ہوا اگرچہ چار مہینے سے زیادہ میں کرے۔ (16)

مسئلہ ۱۵: ایلا اگر تعلیق سے ہو تو ضرور ہے کہ جماع پر کسی ایسے فعل کو معلق کرے جس میں مشقت ہو لہذا اگر یہ کہا کہ اگر میں قربت کروں تو مجھ پر دو رکعت نفل ہے تو ایلا نہ ہوا اور اگر کہا کہ مجھ پر سو رکعتیں نفل کی ہیں تو ایلا ہو گیا اور اگر وہ چیز ایسی ہے جس کی منت نہیں جب بھی ایلا نہ ہو مثلاً تلاوت قرآن، نماز جنازہ، تکفین میت (میت کو کفن دینا)، سجدہ تلاوت، بیت المقدس میں نماز۔ (17)

مسئلہ ۱۶: اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر فلاں مہینے کا روزہ ہے اگر وہ مہینہ چار مہینے پورے ہونے سے پہلے پورا ہو جائے تو ایلا نہیں، ورنہ ہے۔ (18)

مسئلہ ۱۷: اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر ایک مسکین کا کھانا ہے یا ایک دن کا روزہ تو ایلا ہو گیا یا کہا خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا جب تک اپنے غلام کو آزاد نہ کروں یا اپنی فلاں عورت کو طلاق نہ دوں یا ایک مہینے کا روزہ نہ رکھ لوں تو ان سب صورتوں میں ایلا ہے۔ (19)

مسئلہ ۱۸: تو مجھ پر ویسی ہے جیسے فلاں کی عورت اور اُس نے ایلا کیا ہے اور اس نے بھی ایلا کی نیت کی تو ایلا ہے ورنہ نہیں۔ یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو تو مجھ پر حرام ہے اور نیت ایلا کی ہے تو ہو گیا۔ (20)

مسئلہ ۱۹: ایک عورت سے ایلا کیا پھر دوسری سے کہا تجھے میں نے اُس کے ساتھ شریک کر دیا تو دوسری سے ایلا نہ ہوا۔ (21)

(15) المرجع السابق، ص ۴۷۸

(16) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۶۶

(17) اندر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۶۷

(18) افتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۴۷۸

(19) المرجع السابق

(20) المرجع السابق

(21) المرجع السابق

مسئلہ ۲۰: دو عورتوں سے کہا واللہ میں تم دونوں سے قربت نہ کروں گا تو دونوں سے ایلا ہو گیا اب اگر چار مہینے گزر گئے اور دونوں سے قربت نہ کی تو دونوں بائن ہو گئیں اور اگر ایک سے چار مہینے کے اندر جماع کر لیا تو اس کا ایلا باطل ہو گیا اور دوسری کا باقی ہے، مگر کفارہ واجب نہیں اور اگر مدت کے اندر ایک مرگئی تو دونوں کا ایلا باطل ہے اور کفارہ نہیں اور اگر ایک کو طلاق دی تو ایلا باطل نہیں اور اگر مدت میں دونوں سے جماع کیا تو دونوں کا ایلا باطل ہو گیا اور ایک کفارہ واجب ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۱: اپنی چار عورتوں سے کہا خدا کی قسم میں تم سے قربت نہ کروں گا مگر فلانی یا فلانی سے، تو ان دونوں سے ایلا نہ ہوا۔ (23)

مسئلہ ۲۲: اپنی دو عورتوں کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم تم میں سے ایک سے قربت نہ کروں گا تو ایک سے ایلا ہوا۔ پھر اگر ایک سے وطی کر لی ایلا باطل ہو گیا اور کفارہ واجب ہے۔ اور اگر ایک مرگئی یا مرتدہ ہو گئی یا اُس کو تین طلاقیں دیدیں تو دوسری ایلا کے لیے معین ہے۔ اور اگر کسی سے وطی نہ کی یہاں تک کہ مدت گزر گئی تو ایک کو بائن طلاق پڑ گئی اُسے اختیار ہے جسے چاہے اس کے لیے معین کرے۔ اور اگر چار مہینے کے اندر ایک کو معین کرنا چاہتا ہے تو اس کا اُسے اختیار نہیں اگر معین کر بھی دے جب بھی معین نہ ہوئی مدت کے بعد معین کرنے کا اُسے اختیار ہے۔ اگر ایک سے بھی جماع نہ کیا اور چار مہینے اور گزر گئے تو دونوں بائن ہو گئیں اس کے بعد اگر پھر دونوں سے نکاح کیا ایک ساتھ یا آگے پیچھے تو پھر ایک سے ایلا ہے مگر غیر معین اور دونوں مدتیں گزرنے پر دونوں بائن ہو جائیں گی۔ (24)

مسئلہ ۲۳: اگر کہا تم دونوں میں کسی سے قربت نہ کروں گا تو دونوں سے ایلا ہے چار مہینے گزر گئے اور کسی سے قربت نہ کی تو دونوں کو طلاق بائن ہو گئی اور ایک سے وطی کر لی تو ایلا باطل ہے اور کفارہ واجب۔ (25)

مسئلہ ۲۴: اپنی عورت اور باندی سے کہا تم میں ایک سے قربت نہ کروں گا تو ایلا نہیں ہاں اگر عورت مراد ہے تو ہے اور ان میں ایک سے وطی کی تو قسم ٹوٹ گئی کفارہ دے۔ پھر اگر لونڈی کو آزاد کر کے اُس سے نکاح کیا جب بھی ایلا نہیں اور اگر دو زوجہ ہوں ایک حرہ (آزاد عورت) دوسری باندی اور کہا تم دونوں سے قربت نہ کروں گا تو دونوں سے ایلا ہے دو ۲ مہینے گزر گئے اور کسی سے قربت نہ کی تو باندی کو بائن طلاق ہو گئی اسکے بعد دو ۲ مہینے اور گزرے تو حرہ بھی

(22) المرجع السابق، ص ۷۹

(23) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۷۹

(24) المرجع السابق

(25) المرجع السابق

بائن۔ (26)

مسئلہ ۲۵: اپنی دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم میں ایک سے قربت کروں تو دوسری کو طلاق ہے اور چار مہینے گزر گئے مگر کسی سے وطی نہ کی تو ایک بائن ہو گئی اور شوہر کو اختیار ہے جس کو چاہے طلاق کے لیے معین کرے اور اب دوسری سے ایلا ہے اگر پھر چار مہینے گزر گئے اور هنوز (ابھی تک) پہلی عدت میں ہے تو دوسری بھی بائن ہو گئی ورنہ نہیں اور اگر معین نہ کیا یہاں تک کہ اور چار مہینے گزر گئے تو دونوں بائن ہو گئیں۔ (27)

مسئلہ ۲۶: جس عورت کو طلاق بائن دی ہے اُس سے ایلا نہیں ہو سکتا اور رجعی دی ہے تو عدت میں ہو سکتا ہے مگر وقت ایلا سے چار مہینے پورے نہ ہوئے تھے کہ عدت ختم ہو گئی تو ایلا ساقط ہو گیا اور اگر ایلا کرنے کے بعد طلاق بائن دی تو طلاق ہو گئی اور وقت ایلا سے چار مہینے گزرے اور هنوز طلاق کی عدت پوری نہ ہوئی تو دوسری طلاق پھر پڑی اور اگر عدت پوری ہونے پر ایلا کی مدت پوری ہوئی تو اب ایلا کی وجہ سے طلاق نہ پڑے گی۔ اور اگر ایلا کے بعد طلاق دی اور عدت کے اندر اُس سے پھر نکاح کر لیا تو ایلا بدستور باقی ہے یعنی وقت ایلا سے چار مہینے گزرنے پر طلاق واقع ہو جائے گی اور عدت پوری ہونے کے بعد نکاح کیا جب بھی ایلا ہے مگر وقت نکاح ثانی سے چار ماہ گزرنے پر طلاق ہوگی۔ (28)

مسئلہ ۲۷: یہ کہا کہ خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا دو مہینے اور دو مہینے تو ایلا ہو گیا۔ اور اگر یہ کہا کہ واللہ دو مہینے تجھ سے قربت نہ کروں گا پھر ایک دن بعد بلکہ تھوڑی دیر بعد کہا واللہ اُن دو مہینوں کے بعد دو مہینے قربت نہ کروں گا تو ایلا نہ ہوا مگر اس مدت میں جماع کریگا تو قسم کا کفارہ لازم ہے۔ اگر کہا قسم خدا کی تجھ سے چار مہینے قربت نہ کروں گا مگر ایک دن پھر فوراً کہا واللہ اُس دن بھی قربت نہ کروں گا تو ایلا ہو گیا۔ (29)

مسئلہ ۲۸: اپنی عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے قبل اس کے کہ تجھ سے قربت کروں تو ایلا ہو گیا اگر قربت کی تو فوراً طلاق ہو گئی اور چار مہینے تک نہ کی تو ایلا کی وجہ سے بائن ہو گئی۔ (30)

(26) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۴۷۹

(27) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۴۸۰

(28) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۱، ص ۲۶۶، ۲۶۷

(29) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۴۸۱، ۴۸۲

و اندر، مختار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۷۰

(30) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۴۸۲

مسئلہ ۲۹: یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر اپنے لڑکے کو قربانی کر دینا ہے تو ایلا ہو گیا۔ (31)

مسئلہ ۳۰: یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو میرا یہ غلام آزاد ہے، چار مہینے گزر گئے اب عورت نے قاضی کے یہاں دعویٰ کیا قاضی نے تفریق کر دی (یعنی جدائی ڈال دی) پھر اُس غلام نے دعویٰ کیا کہ میں غلام نہیں بلکہ اصلی آزاد ہوں اور گواہ بھی پیش کر دیے قاضی فیصلہ کرے گا کہ وہ آزاد ہے اور ایلا باطل ہو جائیگا اور عورت واپس ملے گی کہ ایلا تھا ہی نہیں۔ (32)

مسئلہ ۳۱: اپنی عورت سے کہا خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا ایک دن بعد پھر یہی کہا ایک دن اور گزرا پھر یہی کہا تو یہ تین ایلا ہوئے اور تین قسمیں۔ چار مہینے گزرنے پر ایک بائن طلاق پڑی پھر ایک دن اور گزرا تو ایک اور پڑی، تیسرے دن پھر ایک اور پڑی اب بغیر حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی، حلالہ کے بعد اگر نکاح اور قربت کی تو تین کفارے ادا کرے اور اگر ایک ہی مجلس میں یہ لفظ تین بار کہے اور نیت تاکید کی ہے تو ایک ہی ایلا ہے اور ایک ہی قسم اور اگر کچھ نیت نہ ہو یا بار بار قسم کھانا تشدد کی نیت سے ہو تو ایلا ایک ہے مگر قسم تین، لہذا اگر قربت کرے گا تو تین کفارے دے اور قربت نہ کرے تو مدت گزرنے پر ایک طلاق واقع ہوگی۔ (33)

مسئلہ ۳۲: خدا کی قسم میں تجھ سے ایک سال تک قربت نہ کروں گا مگر ایک دن یا ایک گھنٹا تو فی الحال ایلا نہیں مگر جبکہ سال میں کسی دن جماع کر لیا اور ابھی سال پورا ہونے میں چار ماہ یا زیادہ باقی ہیں تو اب ایلا ہو گیا۔ اور اگر جماع کرنے کے بعد سال میں چار مہینے سے کم باقی ہے یا اُس سال قربت ہی نہ کی تو اب بھی ایلا نہ ہوا۔ اور اگر صورت مذکورہ میں ایک دن کی جگہ ایک بار کہا جب بھی یہی حکم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اگر ایک دن کہا ہے تو جس دن جماع کیا ہے اُس دن آفتاب ڈوبنے کے بعد سے اگر چار مہینے باقی ہیں تو ایلا ہے ورنہ نہیں اگرچہ وقت جماع سے چار مہینے ہوں اور اگر ایک بار کا لفظ کہا تو جماع سے فارغ ہونے سے چار ماہ باقی ہیں تو ایلا ہو گیا۔ اور اگر یوں کہا کہ میں ایک سال تک جماع نہ کروں گا مگر جس دن جماع کروں تو ایلا کسی طرح نہ ہوا اور اگر یہ کہا کہ تجھ سے قربت نہ کروں گا مگر ایک دن یعنی سال کا لفظ نہ کہا تو جب کبھی جماع کرے گا اُس وقت سے ایلا ہے۔ (34)

مسئلہ ۳۳: عورت دوسرے شہر یا دوسرے گاؤں میں ہے شوہر نے قسم کھائی کہ میں وہاں نہیں جاؤں گا تو ایلا نہ ہوا

(31) المرجع السابق

(32) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۴۸۲

(33) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۷۰

(34) المرجع السابق، ص ۷۲، وغیرہ

اگرچہ وہاں تک چار مہینے یا زیادہ کی راہ ہو۔ (35)

مسئلہ ۳۴: جماع کرنے کو کسی ایسی چیز پر موقوف کیا جسکی نسبت یہ امید نہیں ہے کہ چار مہینے کے اندر ہو جائے تو ایلا ہو گیا مثلاً رجب کے مہینے میں کہے واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا جب تک محرم کا روزہ نہ رکھ لوں یا میں تجھ سے جماع نہ کرونگا مگر فلاں جگہ اور وہاں تک چار مہینے سے کم میں نہیں پہنچ سکتا یا جب تک بچہ کے دودھ ٹھہرانے کا وقت نہ آئے اور ابھی دو ۲ برس پورے ہونے میں چار ماہ یا زیادہ باقی ہے تو ان سب صورتوں میں ایلا ہے۔ یوہیں اگر وہ کام مدت کے اندر تو ہو سکتا ہے مگر یوں کہ نکاح نہ رہیگا جب بھی ایلا ہے مثلاً قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ تو مرجائے یا میں مرجاؤں یا تو قتل کی جائے یا میں مار ڈالا جاؤں یا تو مجھے مار ڈالے یا میں تجھے مار ڈالوں یا میں تجھے تین طلاقیں دیدوں۔ (36)

مسئلہ ۳۵: یہ کہا کہ تجھ سے قیامت تک قربت نہ کرونگا یا یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے یا دجال لعین کا خروج ہو (یعنی نکلے) یا دابة الارض (37) ظاہر ہو یا اونٹ سوئی کے ناکے میں چلا جائے یہ سب ایلائے مؤبد ہے۔ (38)

مسئلہ ۳۶: عورت نابالغہ ہے اُس سے قسم کھا کر کہا کہ تجھ سے قربت نہ کرونگا جب تک تجھے حیض نہ آجائے، اگر معلوم ہے کہ چار مہینے تک نہ آئیگا تو ایلا ہے۔ یوہیں اگر عورت آنسہ ہے اُس سے کہا جب بھی ایلا ہے۔ (39)

مسئلہ ۳۷: قسم کھا کر کہا تجھ سے قربت نہ کرونگا جب تک تو میری عورت ہے پھر اسے بائن طلاق دیکر نکاح کیا تو ایلا نہیں اور اب قربت کر پگا تو کفارہ بھی نہیں۔ (40)

مسئلہ ۳۸: قربت کرنا ایسی چیز پر معلق کیا جو کر نہیں سکتا مثلاً یہ کہا جب تک آسمان کو نہ چھو لوں تو ایلا ہو گیا اور اگر

(35) اندر اختیار و رد المختار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۷۰

(36) الجوهرة النيرة، کتاب الایلاء، الجزء الثاني ص ۷۱، وغیرہا

(37) ذابۃ الارض ایک عجیب شکل کا جانور ہے جو کوہ صفا سے ظاہر ہو کر تمام شہروں میں نہایت جلد پھرے گا۔ فصاحت کے ساتھ کلام کریگا۔ ہر شخص پر ایک نشانی لگائے گا۔ ایمانداروں کی پیشانی پر عصائے موسیٰ علیہ السلام سے ایک نورانی خط کھینچے گا۔ کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتی (۳) سے کالی ٹہر کریگا۔

(38) الجوهرة النيرة، کتاب الایلاء، الجزء الثاني ص ۷۱

(39) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۲۸۵

(40) المرجع السابق

کہا کہ جماع نہ روزگاہ تک یہ نہر جاری ہے اور وہ نہر بارہوں مہینے جاری رہتی ہے تو ایلا ہے۔ (41)
مسئلہ ۳۹: صحت کی حالت میں ایلا کیا تھا اور مدت کے اندر وطی کی مگر اس وقت مجنون ہے تو قسم ٹوٹ گئی اور ایلا
ساقط۔ (42)

مسئلہ ۴۰: ایلا کیا اور مدت کے اندر قسم توڑنا چاہتا ہے مگر وطی کرنے سے عاجز ہے کہ وہ خود بیمار ہے یا عورت بیمار
ہے یا عورت صغیر سن (چھوٹی عمر والی) ہے یا عورت کا مقام بند ہے کہ وطی ہو نہیں سکتی یا یہی نامرد ہے یا اس کا عضو کاٹ
ڈالا گیا ہے یا عورت اتنے فاصلہ پر ہے کہ چار مہینے میں وہاں نہیں پہنچ سکتا یا خود قید ہے اور قید خانہ میں وطی نہیں کر سکتا
اور قید بھی ٹھما ہو یا عورت جماع نہیں کرنے دیتی یا کہیں ایسی جگہ ہے کہ اسکو اسکا پتا نہیں تو ایسی صورتوں میں زبان سے
رجوع کے الفاظ کہہ لے مثلاً کہے میں نے تجھے رجوع کر لیا یا ایلا کو باطل کر دیا یا میں نے اپنے قول سے رجوع کیا یا
واپس لیا تو ایلا جاتا رہیگا یعنی مدت پوری ہونے پر طلاق واقع نہ ہوگی اور احتیاط یہ ہے کہ گواہوں کے سامنے کہے مگر قسم
اگر مطلق ہے یا مؤبد تو وہ بحالہ (اسی طرح) باقی ہے جب وطی کریگا کفارہ لازم آئیگا۔ اور اگر چار مہینے کی تھی اور چار مہینے
کے بعد وطی کی تو کفارہ نہیں مگر زبان سے رجوع کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ مدت کے اندر یہ عجز (عذر، مجبوری) قائم
رہے اور اگر مدت کے اندر زبانی رجوع کے بعد وطی پر قادر ہو گیا تو زبانی رجوع ناکافی ہے وطی ضرور ہے۔ (43)

مسئلہ ۴۱: اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے وطی نہیں کر سکتا مثلاً خود یا عورت نے حج کا احرام باندھا ہے اور ابھی حج
پورے ہونے میں چار مہینے کا عرصہ ہے تو زبان سے رجوع نہیں کر سکتا۔ یوں اگر کسی کے حق کی وجہ سے قید ہے تو زبانی
رجوع کافی نہیں کہ یہ عاجز نہیں کہ حق ادا کر کے قید سے رہائی پاسکتا ہے اور اگر جہاں عورت ہے وہاں تک چار مہینے سے
کم میں پہنچے گا مگر دشمن یا بادشاہ جانے نہیں دیتا تو یہ عذر نہیں۔ (44)

مسئلہ ۴۲: وطی سے عاجز نہ دل سے رجوع کر لیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو رجوع نہیں۔ (45)
مسئلہ ۴۳: جس وقت ایلا کیا اُس وقت عاجز نہ تھا پھر عاجز ہو گیا تو زبانی رجوع کافی نہیں مثلاً تندرست نے ایلا

(41) المرجع السابق

(42) فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۴، ص ۵۷

(43) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۷۴، ۷۶

والجوزہ البیضاء، کتاب الایلاء، الجزء الثانی، ص ۷۵، وغیرہا

(44) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۷۴

(45) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۷۵

کیا پھر بیمار ہو گیا تو اب رجوع کے لیے وطی ضرور ہے، مگر جبکہ ایلا کرتے ہی بیمار ہو گیا اتنا وقت نہ ملا کہ وطی کرتا تو زبان سے کہہ لینا کافی ہے اور اگر مریض نے ایلا کیا تھا اور ابھی اچھا نہ ہوا تھا کہ عورت بیمار ہو گئی، اب یہ اچھا ہو گیا تو زبانی رجوع ناکافی ہے۔ (46)

مسئلہ ۴۴: زبان سے رجوع کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وقت رجوع نکاح باقی ہو اور اگر بائن طلاق دیدی تو رجوع نہیں کر سکتا یہاں تک کہ اگر مدت کے اندر نکاح کر لیا پھر مدت پوری ہوئی تو طلاق بائن واقع ہو گئی۔ (47)

مسئلہ ۴۵: شہوت کے ساتھ بوسہ لینا یا چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا یا آگے کے مقام کے علاوہ کسی اور جگہ وطی کرنا رجوع نہیں۔ (48)

مسئلہ ۴۶: اگر حیض میں جماع کر لیا تو اگرچہ یہ بہت سخت حرام ہے مگر ایلا جاتا رہا۔ (49)

مسئلہ ۴۷: اگر ایلا کسی شرط پر معلق تھا اور جس وقت شرط پائی گئی اُس وقت عاجز ہے تو زبانی رجوع کافی ہے ورنہ نہیں، تطبیق کے وقت کا لحاظ نہیں۔ (50)

مسئلہ ۴۸: مریض نے ایلا کیا پھر دس دن کے بعد دوبارہ ایلا کے الفاظ کہے تو دو ۲ ایلا ہیں اور دو ۲ قسمیں اور دونوں کی دو مدتیں اگر دونوں مدتیں پوری ہونے سے پہلے زبانی رجوع کر لیا اور دونوں مدتیں پوری ہونے تک بیمار رہا تو زبانی رجوع صحیح ہے دونوں ایلا جاتے رہے۔ اور اگر پہلی مدت پوری ہونے سے پہلے اچھا ہو گیا تو وہ رجوع کرنا بیکارگی اور اگر زبانی رجوع نہ کیا تھا تو دونوں مدتیں پوری ہونے پر دو ۲ طلاقیں واقع ہو گئی اور اگر جماع کر لے گا تو دونوں قسمیں ٹوٹ جائیں گی اور دو کفارے لازم اور اگر پہلی مدت پوری ہونے سے پہلے زبانی رجوع کیا اور مدت پوری ہونے پر اچھا ہو گیا تو اب دوسرے کے لیے وہ کافی نہیں بلکہ جماع ضرور ہے۔ (51)

مسئلہ ۴۹: مدت میں اگر زوج و زوجہ کا اختلاف ہو تو شوہر کا قول معتبر ہے مگر عورت کو جب اُس کا جھوٹا ہونا معلوم ہو تو اُسے اجازت نہیں کہ اُس کے ساتھ رہے جس طرح ہو سکے مال وغیرہ دیکر اُس سے علیحدہ ہو جائے۔ اور اگر مدت

(46) الدر المختار رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ج ۵، ص ۷۶، ۷۷

(47) المرجع السابق، ص ۷۷

(48) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع فی الایلاء، ج ۱، ص ۳۸۵

(49) المرجع السابق، ص ۳۸۶

(50) المرجع السابق، ص ۳۸۶

(51) المرجع السابق، ص ۳۸۶

- کے اندر جماع کرنا بتاتا ہے تو شوہر کا قول معتبر ہے اور پوری ہونے کے بعد کہتا ہے کہ اثنائے مدت (مدت کے دوران) میں جماع کیا ہے تو جب تک عورت اُس کی تصدیق نہ کرے اُس کا قول نہ مانیں۔ (52)
- مسئلہ ۵۰: عورت سے کہا اگر تو چاہے تو خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا اُسی مجلس میں عورت نے کہا میں نے چاہا تو ایلا ہو گیا۔ یوں اگر اور کسی کے چاہنے پر ایلا معلق کیا تو مجلس میں اُس کے چاہنے سے ایلا ہو جائیگا۔ (53)
- مسئلہ ۵۱: عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے اس لفظ سے ایلا کی نیت کی تو ایلا ہے اور ظہار کی، تو ظہار ورنہ طلاق بائن اور تین کی نیت کی تو تین۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں تجھ پر حرام ہوں تو یحیٰی ہے شوہر نے زبردستی یا اُس کی خوشی سے جماع کیا تو عورت پر کفارہ لازم ہے۔ (54)
- مسئلہ ۵۲: اگر شوہر نے کہا تو مجھ پر مثل مُردار یا گوشت خنزیر یا خون یا شراب کے ہے اگر اس سے جھوٹ مقصود ہے تو جھوٹ ہے اور حرام کرنا مقصود ہے تو ایلا ہے اور طلاق کی نیت ہے تو طلاق۔ (55)
- مسئلہ ۵۳: عورت کو کہا تو میری ماں ہے اور نیت تحریم کی ہے تو حرام نہ ہوگی، بلکہ یہ جھوٹ ہے۔ (56)
- مسئلہ ۵۴: اپنی دو عورتوں سے کہا تم دونوں مجھ پر حرام ہو اور ایک میں طلاق کی نیت ہے، دوسری میں ایلا کی یا ایک میں ایک طلاق کی نیت کی، دوسری میں تین کی تو جیسی نیت کی، اُس کے موافق حکم دیا جائے گا۔ (57)



(52) الفتاویٰ الھندیہ، المربع السابق، ص ۴۸۷

والجوهرة النيرة، کتاب الايلاء، الجزء الثاني، ص ۷۵

(53) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج ۱، ص ۴۸۷

(54) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الايلاء، مطلب في قوله: أنت علي حرام، ج ۵، ص ۷۷-۸۱

(55) الجوهرة النيرة، کتاب الايلاء، الجزء الثاني، ص ۷۶

(56) المربع السابق

(57) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الايلاء، ج ۵، ص ۸۵

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع في الايلاء، ج ۱، ص ۴۸۷

خلع کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

(وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا بِمَا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٢٩﴾) (1)

تمہیں حلال نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا ہے اُس میں سے کچھ واپس لو، مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ (عزوجل) کی حدیں قائم نہ رکھیں گے پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ (عزوجل) کی حدیں قائم نہ رکھیں گے تو اُن پر کچھ گناہ نہیں، اِس میں کہ بدلا دیکر عورت چھٹی لے، یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ (عزوجل) کی حدوں سے تجاوز کریں تو وہ لوگ ظالم ہیں۔

(1) پ ۲، البقرة: ۲۲۹

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزان العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

ایک عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور رجعت کرتا رہے گا ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کر لے گا پھر طلاق دے دے گا اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اس کے بعد طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں۔

یہ آیت جمیہ بنت عبد اللہ کے باب میں نازل ہوئی یہ جمیلہ ثابت بن قیس ابن شماس کے نکاح میں تھیں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اپنے شوہر کی شکایت لائیں اور کسی طرح ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب ثابت نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں ان کو آزاد کر دوں جمیلہ نے اس کو منظور کیا ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی اس طرح کی طلاق کو خلع کہتے ہیں مسئلہ: خلع طلاق بائن ہوتا ہے۔

مسئلہ: خلع میں لفظ خلع کا ذکر ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر جدائی کی طلب گار عورت ہو تو خلع میں مقدار مہر سے زائد لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے نشوز نہ ہو مرد ہی علیحدگی چاہے تو مرد کو طلاق کے عوض مال لینا مطلقاً مکروہ ہے۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کہ یا رسول اللہ! (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ثابت بن قیس کے اخلاق و دین کی نسبت مجھے کچھ کلام نہیں (یعنی اُن کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور دیندار بھی ہیں) مگر اسلام میں کفرانِ نعمت کو میں پسند نہیں کرتی (یعنی بوجہ خوبصورت نہ ہونے کے میری طبیعت ان کی طرف مائل نہیں) ارشاد فرمایا: اُس کا باغ (جو مہر میں تجھ کو دیا ہے) تو واپس کر دیگی؟ عرض کی، ہاں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ثابت بن قیس سے فرمایا: باغ لے لو اور طلاق دیدو۔ (2)

مسئلہ ۱: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اُس کے قبول کیے خلع نہیں ہو سکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہوگا۔ (2A)

(2) صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع و کیف الطلاق فیہ، الحدیث: ۵۲۷۳، ج ۳، ص ۳۸۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

خلع خ کے پیش نام کے فتح سے بمعنی کپڑے یا جوتے اتارنا، رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا: "فَاَلْخَلْعُ نَعْلَيْكَ"۔ شریعت میں عورت کو مال کے عوض طلاق دینا یہ لفظ خلع، اسے خلع کہتے ہیں مثلاً مرد کہے کہ میں نے تجھ سے ایک ہزار روپیہ پر خلع کیا عورت کہے میں نے قبول کیا یا عورت کہے تو مجھ سے اتنے روپیہ پر خلع کر لے مرد کہے کر لیا یہ ہے خلع۔ ہمارے ہاں خلع طلاق باندہ ہے ورام احمد بن حنبل کے نزدیک ورام شافعی کے ایک قول میں خلع فسخ نکاح ہے چونکہ خاوند بیوی ایک دوسرے کے لباس ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ" ۱۳ سی لیے اس طلاق کو خلع کہا گیا کہ دونوں خاوند بیوی اس کے ذریعہ اپنا لباس زوجیت اتار دیتے ہیں، طلاق کے معنی ہیں کھل جانا سی لیے تیز زبانی کو طلاقۃ اللسان کہتے ہیں اور مخدہ پیشانی کو طلاقۃ وجہ، چونکہ طلاق کے ذریعہ عورت مرد کی قید نکاح سے کھل جاتی ہے لہذا اسے طلاق کہا جاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۹۳)

(2A) بل عند شرعی شوہر سے طلاق مانگنا

{1} حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس عورت نے بغیر کسی شرعی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، الحدیث: ۲۲۲۶، ص ۱۳۸۷) (جامع الترمذی، ابواب الطلاق واللعان، باب ما جاء فی الخلع، الحدیث: ۱۱۸۷، ص ۱۷۶۹)

{2} رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: بے شک طلاق کا مطالبہ کرنے والیاں منافق ہیں اور کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنے شوہر سے بغیر کسی شرعی عذر کے طلاق کا مطالبہ کرے پھر جنت کی ہوا پائے۔ یا فرمایا: جنت کی خوشبو پائے۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث: ۵۵۰۳، ج ۴، ص ۳۹۰) ←

مسئلہ ۲: اگر زوج و زوجہ میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں منہایت نہیں۔ اگر خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال ٹھہرا ہے عورت پر اُس کا دینا لازم ہے۔ (3)

مسئلہ ۳: اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر مطلقاً عوض لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو جتنا وہ چاہے اس سے زیادہ لینا مکروہ پھر بھی اگر زیادہ لے لے گا تو قضاء جائز ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: جو چیز مہر ہو سکتی ہے وہ بدل خلع بھی ہو سکتی ہے اور جو چیز مہر نہیں ہو سکتی وہ بھی بدل خلع ہو سکتی ہے مثلاً اس درہم سے کم کو بدل خلع کر سکتے ہیں مگر مہر نہیں کر سکتے۔ (5)

مسئلہ ۵: خلع شوہر کے حق میں طلاق کو عورت کے قبول کرنے پر معلق کرنا ہے کہ عورت نے اگر مال دینا قبول کر لیا تو صدق بائن ہو جائے گی لہذا اگر شوہر نے خلع کے الفاظ کہے اور عورت نے ابھی قبول نہیں کیا تو شوہر کو رجوع کا اختیار نہیں نہ شوہر کو شرط خیر حاصل اور نہ شوہر کی مجلس بدلنے سے خلع باطل۔ (6)

مسئلہ ۶: خلع عورت کی جانب میں اپنے کو مال کے بدلے میں چھڑانا ہے تو اگر عورت کی جانب سے ابتدا ہوئی مگر ابھی شوہر نے قبول نہیں کیا تو عورت رجوع کر سکتی ہے اور اپنے لیے اختیار بھی لے سکتی ہے اور یہاں تین دن سے زیادہ کا بھی اختیار لے سکتی ہے۔ بخلاف بیع (خرید و فروخت) کے کہ بیع میں تین دن سے زیادہ کا اختیار نہیں اور دونوں میں سے ایک کی مجلس بدلنے کے بعد عورت کا کلام باطل ہو جائیگا۔ (7)

مسئلہ ۷: خلع چونکہ معاوضہ ہے لہذا یہ شرط ہے کہ عورت کا قبول اُس لفظ کے معنی سمجھ کر ہو، بغیر معنی سمجھے اگر محض غصہ بول دے گی تو خلع نہ ہوگا۔ (8)

مسئلہ ۸: چونکہ شوہر کی جانب سے خلع طلاق ہے لہذا شوہر کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے نابالغ یا مجنون خلع نہیں کر سکتا کہ بل طلاق نہیں (یعنی طلاق دینے کی اہلیت نہیں رکھتا) اور یہ بھی شرط ہے کہ عورت محل طلاق ہو لہذا اگر عورت کو

{3} حضور نبی مکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بالغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔“

(صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع و کیف الطلاق فیہ، الحدیث: ۵۲۷۳، ص ۵۶، ”خذ“ بدلہ ”القول“)

(3) حدیث، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۲، ص ۲۶۱

(4) اختیاری، حدیث، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۸

(5) درمختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۸۹

(6) اختیاری، حدیث، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۵۶

(7) اختیاری، حدیث، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۵۶

(8) درمختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۹۱

طلاق بائن دیدی ہے تو اگرچہ عدت میں ہو اس سے خلع نہیں ہو سکتا۔ یوں اگر نکاح فاسد ہوا ہے یا عورت مرتدہ ہو گئی جب بھی خلع نہیں ہو سکتا کہ نکاح ہی نہیں ہے خلع کس چیز کا ہوگا اور رجعی کی عدت میں ہے تو خلع ہو سکتا ہے۔ (9)

مسئلہ ۹: شوہر نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور مال کا ذکر نہ کیا تو خلع نہیں بلکہ طلاق ہے اور عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۰: شوہر نے کہا میں نے تجھ سے اتنے پر خلع کیا عورت نے جواب میں کہا ہاں تو اس سے کچھ نہیں ہوگا جب تک یہ نہ کہے کہ میں راضی ہوئی یا جائز کیا یہ کہا تو صحیح ہو گیا۔ یوں اگر عورت نے کہا مجھے ہزار روپیہ کے بدلے میں طلاق دیدے شوہر نے کہا ہاں تو یہ بھی کچھ نہیں اور اگر عورت نے کہا مجھ کو ہزار روپیہ کے بدلے میں طلاق ہے شوہر نے کہا ہاں تو ہو گئی۔ (11)

مسئلہ ۱۱: نکاح کی وجہ سے جتنے حقوق ایک کے دوسرے پر تھے وہ خلع سے ساقط ہو جاتے ہیں اور جو حقوق کہ نکاح سے علاوہ ہیں وہ ساقط نہ ہوں گے۔ عدت کا نفقہ اگرچہ نکاح کے حقوق سے ہے مگر یہ ساقط نہ ہوگا ہاں اگر اس کے ساقط ہونے کی شرط کر دی گئی تو یہ بھی ساقط ہو جائیگا۔ یوں عورت کے بچہ ہو تو اس کا نفقہ اور دودھ پلانے کے مصارف (اخراجات) ساقط نہ ہوں گے اور اگر ان کے ساقط ہونے کی بھی شرط ہے اور اس کے لیے کوئی وقت معین کر دیا گیا ہے تو ساقط ہو جائیں گے ورنہ نہیں اور بصورت وقت معین کرنے کے اگر اس وقت سے پیشتر بچہ کا انتقال ہو گیا تو باقی مدت میں جو صرف ہوتا وہ عورت سے شوہر لے سکتا ہے۔ اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ عورت اپنے مال سے دس برس تک بچہ کی پرورش کرے گی تو بچہ کے کپڑے کا عورت مطالبہ کر سکتی ہے۔ اور اگر بچہ کا کھانا کپڑا دونوں ٹھہرا ہے تو کپڑے کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتی اگرچہ یہ معین نہ کیا ہو کہ کس قسم کا کپڑا پہنائے گی اور بچہ کو چھوڑ کر عورت بھاگ گئی تو باقی نفقہ کی قیمت شوہر وصول کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ بلوغ تک اپنے پاس رکھے گی تو لڑکی میں ایسی شرط ہو سکتی ہے لڑکے میں نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۲: خلع کسی مقدار معین پر ہوا اور عورت مدخولہ ہے اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہے تو جو ٹھہرا ہے شوہر کو دے اور اس کے علاوہ شوہر کچھ نہیں لے سکتا ہے۔ اور مہر عورت کو نہیں ملا ہے تو اب عورت مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور جو ٹھہرا ہے شوہر کو دے۔ اور اگر غیر مدخولہ ہے اور پورا مہر لے چکی ہے تو شوہر نصف مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور مہر عورت کو

(9) الدر المختار رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۸۷، ۸۹

(10) بدائع الصنائع، کتاب الطلاق، فصل رکن الخلع، ج ۳، ص ۲۲۹

(11) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکم، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۸۸

(12) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکم، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۸۸-۲۹۰

نہیں ملا ہے تو عورت نصف مہر کا شوہر پر دعویٰ نہیں کر سکتی اور دونوں صورتوں میں جو ٹھہرا ہے دینا ہوگا اور اگر مہر پر خلع ہوا اور مہر لے چکی ہے تو مہر واپس کرے اور مہر نہیں لیا ہے تو شوہر سے مہر ساقط ہو گیا اور عورت سے کچھ نہیں لے سکتا۔ اور اگر مثلاً مہر کے دسویں حصہ پر خلع ہوا اور مہر مثلاً ہزار روپے کا ہے اور عورت مدخولہ ہے اور کل مہر لے چکی ہے تو شوہر اس سے سو روپے لے گا اور مہر بالکل نہیں لیا ہے تو شوہر سے کل مہر ساقط ہو گیا اور اگر عورت غیر مدخولہ ہے اور مہر لے چکی ہے تو شوہر اس سے پچاس روپے لے سکتا ہے اور عورت کو کچھ مہر نہیں ملا ہے تو کل ساقط ہو گیا۔ (13)

مسئلہ ۱۳: عورت کا جو مہر شوہر پر ہے اُسکے بدلے میں خلع ہوا پھر معلوم ہوا کہ عورت کا کچھ مہر شوہر پر نہیں تو عورت کو مہر واپس کرنا ہوگا۔ یوں اگر اُس اسباب (سامان) کے بدلے میں خلع ہوا جو عورت کا مرد کے پاس ہے پھر معلوم ہوا کہ اُس کا اسباب اسکے پاس کچھ نہیں ہے تو مہر کے بدلے میں خلع قرار پانگا مہر لے چکی ہے تو واپس کرے اور شوہر پر باقی ہے تو ساقط۔ (14)

مسئلہ ۱۴: جو مہر عورت کا شوہر پر ہے اُس کے بدلے میں خلع ہوا یا طلاق اور شوہر کو معلوم ہے کہ اُس کا کچھ مجھ پر نہیں چاہیے تو اُس سے کچھ نہیں لے سکتا ہے خلع کی صورت میں طلاق بائن ہوگی اور طلاق کی صورت میں رجعی۔ (15)

مسئلہ ۱۵: یوں خلع ہوا کہ جو کچھ شوہر سے لیا ہے واپس کرے اور عورت نے جو کچھ لیا تھا فروخت کر ڈالا یا بہرہ کر کے قبضہ دلا دیا کہ وہ چیز شوہر کو واپس نہیں کر سکتی تو اگر وہ چیز قیمتی ہے تو اُس کی قیمت دے اور مثلی ہے تو اُس کی مثل۔ (16)

مسئلہ ۱۶: عورت کو طلاق بائن دے کر پھر اُس سے نکاح کیا پھر مہر پر خلع ہوا تو دوسرا مہر ساقط ہو گیا پہلا نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۷: بغیر مہر نکاح ہوا تھا اور دخول سے پہلے خلع ہوا تو متعہ (کپڑوں کا جوڑا) ساقط اور اگر عورت نے مال معین پر خلع کیا اس کے بعد بدل خلع میں زیادتی کی (اضافہ کیا) تو یہ زیادتی باطل ہے۔ (18)

(13) المرجع السابق، ص ۴۸۹

(14) افتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۵۷

(15) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۵۷

(16) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۵۸

(17) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الخلع، الجزء الثانی، ص ۸۱

(18) الفتاویٰ ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع وما فی حکمہ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۴۹۰

مسئلہ ۱۸: خلع اس پر ہوا کہ کسی عورت سے زوجہ اپنی طرف سے نکاح کرادے اور اُس کا مہر زوجہ دے تو زوجہ پر صرف وہ مہر واپس کرنا ہوگا جو زوج سے لے چکی ہے اور کچھ نہیں۔ (19)

مسئلہ ۱۹: شراب و خنزیر و مردار وغیرہ ایسی چیز پر خلع ہوا جو مال نہیں تو طلاق بائن پڑگئی اور عورت پر کچھ واجب نہیں اور اگر ان چیزوں کے بدلے میں طلاق دی تو رجعی واقع ہوئی۔ یوہیں اگر عورت نے یہ کہا میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے اُس کے بدلے میں خلع کر اور ہاتھ میں کچھ نہ تھا تو کچھ واجب نہیں اور اگر یوں کہا کہ اُس مال کے بدلے میں جو میرے ہاتھ میں ہے اور ہاتھ میں کچھ نہ ہو تو اگر مہر لے چکی ہے تو واپس کرے ورنہ مہر ساقط ہو جائیگا اور اس کے علاوہ کچھ دینا نہیں پڑیگا۔ یوہیں اگر شوہر نے کہا میں نے خلع کیا اُس کے بدلے میں جو میرے ہاتھ میں ہے اور ہاتھ میں کچھ نہ ہو تو کچھ نہیں اور ہاتھ میں جو اہرات ہوں تو عورت پر دینا لازم ہوگا اگرچہ عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اُس کے ہاتھ میں کیا ہے۔ (20)

مسئلہ ۲۰: میرے ہاتھ میں جو روپے ہیں اُن کے بدلے میں خلع کر اور ہاتھ میں کچھ نہیں تو تین روپے دینے ہوں گے۔ (21) مگر اُردو میں چونکہ جمع دو پر بھی بولتے ہیں لہذا دہی روپے لازم ہوں گے اور صورت مذکورہ میں اگر ہاتھ میں ایک ہی روپیہ ہے، جب بھی دو دے۔

مسئلہ ۲۱: اگر یہ کہا کہ اس گھر میں یا اس صندوق میں جو مال یا روپے ہیں اُن کے بدلے میں خلع کر اور حقیقتہً ان میں کچھ نہ تھا تو یہ بھی اُسی کے مثل ہے کہ ہاتھ میں کچھ نہ تھا۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ اس جار یہ (لونڈی) یا بکری کے پیٹ میں جو ہے اُس کے بدلے میں اور کتر مدت حمل میں نہ جنی تو مفت طلاق واقع ہوگئی اور کتر مدت حمل میں جنی تو وہ بچہ خلع کے بدلے ملے گا۔ کتر مدت حمل عورت میں چھ مہینے ہے اور بکری میں چار مہینے اور دوسرے چوپایوں میں بھی وہی چھ ۶ مہینے۔ یوہیں اگر کہا اس درخت میں جو پھل ہیں اُن کے بدلے اور درخت میں پھل نہیں تو مہر واپس کرنا ہوگا۔ (22)

مسئلہ ۲۲: کوئی جانور گھوڑا خچر بیل وغیرہ بدل خلع قرار دیا اور اُس کی صفت بھی بیان کر دی تو اوسہ (درمیانہ)

(19) المرجع السابق

(20) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۹۶

والجوهرة الميرة، کتاب الخلع، الجزء الثاني، ص ۷۹

(21) الدر المختار، کتاب الطلاق، اب الخلع، ج ۵، ص ۹۷، وغیرہ

(22) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۹۸

درجہ کا دینا واجب آئیگا اور عورت کو یہ بھی اختیار ہے کہ اُس کی قیمت دیدے اور جانور کی صفت نہ بیان کی ہو تو جو کچھ منہ میں لے چکی ہے وہ واپس کرے۔ (23)

مسئلہ ۲۳: عورت سے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو اگر وہ لفظ شوہر نے بہ نیت طلاق کہا تھا طلاق بائن واقع ہوگئی اور مہر ساقط نہ ہوگا بلکہ اگر عورت نے قبول نہ کیا ہو جب بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے نہ کہا تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی جب تک عورت قبول نہ کرے۔ اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں چیز کے بدلے میں نے تجھ سے خلع کیا تو جب تک عورت قبول نہ کرے گی طلاق واقع نہ ہوگی اور عورت کے قبول کرنے کے بعد اگر شوہر کہے کہ میری مراد طلاق نہ تھی تو اُس کی بات نہ مانی جائے۔ (24)

مسئلہ ۲۴: بھاگے ہوئے غلام کے بدلے میں خلع کیا اور عورت نے یہ شرط لگا دی کہ میں اُس کی ضامن نہیں یعنی اگر مل گیا تو دیدوں گی اور نہ ملا تو اس کا تاوان میرے ذمہ نہیں تو خلع صحیح ہے اور شرط باطل یعنی اگر نہ ملا تو عورت اُس کی قیمت دے اور اگر یہ شرط لگائی کہ اگر اُس میں کوئی عیب ہو تو میں بڑی ہوں تو شرط صحیح ہے۔ (25) جانور گم شدہ کے بدلے میں ہو جب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۵: عورت نے شوہر سے کہا ہزار روپے پر مجھ سے خلع کر شوہر نے کہا تجھ کو طلاق ہے تو یہ اُس کا جواب سمجھا جائیگا۔ ہاں اگر شوہر کہے کہ میں نے جواب کی نیت سے نہ کہا تھا تو اُس کا قول مان لیا جائیگا اور طلاق مفت واقع ہوگی۔ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی شوہر سے دریافت کر لیا جائے۔ یوں اگر عورت کہتی ہے میں نے خلع طلب کیا تھا اور شوہر کہتا ہے میں نے تجھے طلاق دی تھی تو شوہر سے دریافت کریں اگر اُس نے جواب میں کہا تھا تو خلع ہے ورنہ طلاق۔ (26)

مسئلہ ۲۶: خرید و فروخت کے لفظ سے بھی خلع ہوتا ہے مثلاً مرد نے کہا میں نے تیرا امر یا تیری طلاق تیرے ہاتھ اتنے کو بیچی عورت نے اُسی مجلس میں کہا میں نے قبول کی طلاق واقع ہوگئی۔ یوں اگر مہر کے بدلے میں بیچی اور اُس نے قبول کی ہاں اگر اُس کا مہر شوہر پر باقی نہ تھا اور یہ بات شوہر کو معلوم تھی پھر مہر کے بدلے بیچی تو طلاق رجعی ہوگی۔ (27)

(23) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و ما فی حکمہ، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۹۵

(24) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۵۷، وغیرہ

(25) لہذا مختار و رد المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: فی معنی الجمع فیہ، ج ۵، ص ۹۹

(26) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۵۹

(27) مرجع سابق، فصل فی الخلع بلفظ الخ، ج ۲، ص ۲۶۲

مسئلہ ۲۷: لوگوں نے عورت سے کہا تو نے اپنے نفس کو مہر و نفقہ عدت (28) کے بدلے خریدا عورت نے کہا ہاں خریدا پھر شوہر سے کہا تو نے بیچا اُس نے کہا ہاں تو خلع ہو گیا اور شوہر تمام حقوق سے بری ہو گیا۔ اور اگر خلع کرانے کے لیے لوگ جمع ہوئے اور الفاظ مذکورہ دونوں سے کہلائے اب شوہر کہتا ہے میرے خیال میں یہ تھا کہ کسی مال کی خرید و فروخت ہو رہی ہے جب بھی طلاق کا حکم دیں گے۔ (29)

مسئلہ ۲۸: لفظ بیع سے خلع ہو تو اُس سے عورت کے حقوق ساقط نہ ہوں گے جب تک یہ ذکر نہ ہو کہ اُن حقوق کے بدلے بیچا۔ (30)

مسئلہ ۲۹: شوہر نے عورت سے کہا تو نے اپنے مہر کے بدلے مجھ سے تین طلاقیں خریدیں عورت نے کہا خریدیں تو طلاق واقع نہ ہوگی جب تک مرد اس کے بعد یہ نہ کہے کہ میں نے بیچیں اور اگر شوہر نے پہلے یہ لفظ کہے کہ مہر کے بدلے مجھ سے تین طلاقیں خرید اور عورت نے کہا خریدیں تو واقع ہو گئیں، اگرچہ شوہر نے بعد میں بیچنے کا لفظ نہ کہا۔ (31)

مسئلہ ۳۰: عورت نے شوہر سے کہا میں نے اپنا مہر اور نفقہ عدت تیرے ہاتھ بیچا تو نے خریدا، شوہر نے کہا میں نے خریدا، اٹھ جا، وہ چلی گئی تو طلاق واقع نہ ہوئی مگر احتیاط یہ ہے کہ اگر پہلے دو طلاقیں نہ دے چکا ہو تو تجدید نکاح کرے۔ (32)

مسئلہ ۳۱: عورت سے کہا میں نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بیچی اور عوض کا ذکر نہ کیا عورت نے کہا میں نے خریدی تو رجعی پڑے گی اور اگر یہ کہا کہ میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا اور عورت نے کہا خرید تو بائن پڑے گی۔ (33)

مسئلہ ۳۲: عورت سے کہا میں نے تیرے ہاتھ تین ہزار کو طلاق بیچی اس کو تین بار کہا آخر میں عورت نے کہا میں نے خریدی پھر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے تکرار کے ارادہ سے تین بار کہا تھا تو قضاء اُس کا قول معتبر نہیں اور تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور عورت کو صرف تین ہزار دینے ہو گئے نو ۹ ہزار نہیں کہ پہلی طلاق تین ہزار کے عوض ہوئی اور اب دوسری

(28) نفقہ عدت یعنی وہ اخراجات جو دوران عدت شوہر کی طرف سے عورت کو دیے جاتے ہیں۔

(29) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و ما فی حکمہ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۹۳

(30) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، فصل فی الخلع بلفظ البیع و الشراء، ج ۱، ص ۲۶۲-۲۶۳

(31) المرجع السابق، ص ۲۶۲

(32) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۱، ص ۲۶۲

(33) المرجع السابق

اور تیسری پر مال واجب نہیں ہو سکتا اور چونکہ صریح ہیں، لہذا بائن کو لاحق ہوگی۔ (34)

مسئلہ ۳۳: مال کے بدلے میں طلاق دی اور عورت نے قبول کر لیا تو مال واجب ہوگا اور طلاق بائن واقع ہوگی۔ (35)

مسئلہ ۳۴: عورت نے کہا ہزار روپے کے عوض مجھے تین طلاقیں دیدے شوہر نے اُسی مجلس میں ایک طلاق دی تو بائن واقع ہوئی اور ہزار کی تہائی کا مستحق ہے اور مجلس سے اٹھ گیا پھر طلاق دی تو بلا معاوضہ واقع ہوگی۔ اور اگر عورت کے اس کہنے سے پہلے دو طلاقیں دے چکا تھا اور اب ایک دی تو پورے ہزار پائیگا۔ اور اگر عورت نے کہا تھا کہ ہزار روپے پر تین طلاقیں دے اور ایک دی تو رجعی ہوئی اور اگر اس صورت میں مجلس میں تین طلاقیں متفرق کر کے دیں تو ہزار پائے گا اور تین مجلسوں میں دیں تو کچھ نہیں پائیگا۔ (36)

مسئلہ ۳۵: شوہر نے عورت سے کہا ہزار کے عوض یا ہزار روپے پر تو اپنے کو تین طلاقیں دیدے عورت نے ایک طلاق دی تو واقع نہ ہوئی۔ (37)

مسئلہ ۳۶: عورت سے کہا ہزار کے عوض یا ہزار روپے پر تجھ کو طلاق ہے عورت نے اُسی مجلس میں قبول کر لیا تو ہزار روپے واجب ہو گئے اور طلاق ہو گئی۔ ہاں اگر عورت سفیہ (بیوقوف، کم عقل) ہے یا قبول کرنے پر مجبور کی گئی تو بغیر مال طلاق پڑ جائے گی اور اگر مریضہ ہے تو تہائی سے یہ رقم ادا کی جائے گی۔ (38)

مسئلہ ۳۷: اپنی دو عورتوں سے کہا تم میں ایک کو ہزار روپے کے عوض طلاق ہے اور دوسری کو سوا شریفیوں کے بدلے اور دونوں نے قبول کر لیا تو دونوں مطلقہ ہو گئیں اور کسی پر کچھ واجب نہیں ہاں اگر شوہر دونوں سے روپے لینے پر راضی ہو تو روپے لازم ہوں گے اور راضی نہ ہو تو مفت مگر اس صورت میں رجعی ہوگی۔ (39) اور اگر یوں کہا کہ ایک کو ہزار روپے پر طلاق اور دوسری کو پانسو روپے پر تو دونوں مطلقہ ہو گئیں اور ہر ایک پر پان پانسو لازم۔ (40)

(34) المرجع السابق

(35) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و ما فی حکمہ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۹۵

(36) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: فی معنی الجمع فیہ، ج ۵، ص ۹۹

(37) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۱۰۰

(38) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۱۰۰، ۱۱۷

(39) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: تستعمل ((علی)) الخ، ج ۵، ص ۱۰۱

(40) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و ما فی حکمہ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۲۹۸

مسئلہ ۳۸: عورت غیر مدخولہ کو ہزار روپے پر طلاق دی اور اُس کا مہر تین ہزار کا تھا جو سب ابھی شوہر کے ذمہ ہے تو ڈیڑھ ہزار تو یوں ساقط ہو گئے کہ قبل دخول (جماع سے پہلے) طلاق دی ہے باقی رہے ڈیڑھ ہزار ان میں ہزار طلاق کے بدلے وضع ہوئے اور پانسو شوہر سے واجب لے۔ (41)

مسئلہ ۳۹: مہر کی ایک تہائی کے بدلے ایک طلاق دی اور دوسری تہائی کے بدلے دوسری اور تیسری کے بدلے تیسری تو صرف پہلی طلاق کے عوض ایک تہائی ساقط ہو جائے گی اور دو تہائیاں شوہر پر واجب ہیں۔ (42)

مسئلہ ۴۰: عورت کو چار طلاقیں ہزار روپے کے عوض دیں اُس نے قبول کر لیں تو ہزار کے بدلے میں تین ہی واقع ہو گئی اور اگر ہزار کے بدلے میں تین قبول کیں تو کوئی واقع نہ ہوگی۔ اور اگر عورت نے شوہر سے ہزار کے بدلے میں چار طلاقیں دینے کو کہا اور شوہر نے تین دیں تو یہ تین طلاقیں ہزار کے بدلے میں ہو گئیں اور ایک دی تو ایک ہزار کی تہائی کے بدلے میں۔ (43)

مسئلہ ۴۱: عورت نے کہا ہزار روپے پر یا ہزار کے بدلے میں مجھے ایک طلاق دے شوہر نے کہا تجھ پر تین طلاقیں اور بدلے کو ذکر نہ کیا تو بلا معاوضہ تین ہو گئیں۔ اور اگر شوہر نے ہزار کے بدلے میں تین دیں تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے قبول نہ کیا تو کچھ نہیں اور قبول کیا تو تین طلاقیں ہزار کے بدلے میں ہوئیں۔ (44)

مسئلہ ۴۲: عورت سے کہا تجھ پر تین طلاقیں ہیں جب تو مجھے ہزار روپے دے تو فقط اس کہنے سے طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ جب عورت ہزار روپے دے گی یعنی شوہر کے سامنے لا کر رکھ دیگی اُس وقت طلاقیں واقع ہوگی اگرچہ شوہر بیٹے سے انکار کرے اور شوہر روپے لینے پر مجبور نہیں کیا جائیگا۔ (45)

مسئلہ ۴۳: دونوں راہ چل رہے ہیں اور خلع کیا اگر ہر ایک کا کلام دوسرے کے کلام سے متصل ہے تو خلع صحیح ہے ورنہ نہیں اور اس صورت میں طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔ (46)

مسئلہ ۴۴: عورت کہتی ہے میں نے ہزار کے بدلے تین طلاقوں کو کہا تھا اور تو نے ایک دی اور شوہر کہتا ہے تو نے

(41) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۹۵

(42) المرجع السابق، ص ۴۹۵

(43) فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۳، ص ۶۹

(44) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۹۶

(45) المرجع السابق، ص ۴۹۷

(46) المرجع السابق، ص ۴۹۹

ایک ہی کو کہا تھا تو اگر شوہر گواہ پیش کرے فیہا (تو ٹھیک ہے) در نہ عورت کا قول معتبر ہے۔ (47)

مسئلہ ۴۵: شوہر کہتا ہے میں نے ہزار روپے پر تجھے طلاق دی تو نے قبول نہ کیا عورت کہتی ہے میں نے قبول کیا تھا تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر شوہر کہتا ہے میں نے ہزار روپے پر تیرے ہاتھ طلاق بیچی تو نے قبول نہ کی عورت کہتی ہے میں نے قبول کی تھی تو عورت کا قول معتبر ہے۔ (48)

مسئلہ ۴۶: عورت کہتی ہے میں نے سو روپے میں طلاق دینے کو کہا تھا شوہر کہتا ہے نہیں بلکہ ہزار کے بدلے تو عورت کا قول معتبر ہے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو شوہر کے گواہ قبول کیے جائیں۔ یوہیں اگر عورت کہتی ہے بغیر کسی بدلے کے خلع ہوا اور شوہر کہتا ہے نہیں بلکہ ہزار روپے کے بدلے میں تو عورت کا قول معتبر ہے اور گواہ شوہر کے مقبول۔ (49)

مسئلہ ۴۷: عورت کہتی ہے میں نے ہزار کے بدلے میں تین طلاق کو کہا تھا تو نے ایک ہی شوہر کہتا ہے میں نے تین دیں اگر اسی مجلس کی بات ہے تو شوہر کا قول معتبر ہے اور وہ مجلس نہ ہو تو عورت کا اور عورت پر ہزار کی تہائی واجب مگر عدت پوری نہیں ہوئی ہے تو تین طلاقیں ہو گئیں۔ (50)

مسئلہ ۴۸: عورت نے خلع چاہا پھر یہ دعویٰ کیا کہ خلع سے پہلے بائن طلاق دے چکا تھا اور اس کے گواہ پیش کیے تو گواہ مقبول ہیں اور بدل خلع واپس کیا جائے۔ (51)

مسئلہ ۴۹: شوہر دعویٰ کرتا ہے کہ اتنے پر خلع ہوا عورت کہتی ہے خلع ہوا ہی نہیں تو طلاق بائن واقع ہو گئی رہا مال اس میں عورت کا قول معتبر ہے کہ وہ منکر ہے اور اگر عورت خلع کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر منکر ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ (52)

مسئلہ ۵۰: زن دشو (بیوی اور شوہر) میں اختلاف ہوا عورت کہتی ہے تین بار خلع ہو چکا اور مرد کہتا ہے کہ دوبار اگر یہ اختلاف نکاح ہو جانے کے بعد ہوا اور عورت کا مطلب یہ ہے کہ نکاح صحیح نہ ہوا اس واسطے کہ تین طلاقیں ہو چکیں اب

(47) الفتاویٰ الہندیہ، المرجع السابق، ص ۴۹۹

(48) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۱۰۱

(49) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و ما فی حکمہ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۹۹

(50) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و ما فی حکمہ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۹۹

(51) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و ما فی حکمہ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۴۹۹

(52) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۱۰۲

بغیر حلالہ نکاح نہیں ہو سکتا اور مرد کی غرض یہ ہے کہ نکاح صحیح ہو گیا اس واسطے کہ دوسری طلاقیں ہوئی ہیں تو اس صورت میں مرد کا قول معتبر ہے اور اگر نکاح سے پہلے عدت میں یا بعد عدت یہ اختلاف ہوا تو اس صورت میں نکاح کرنا جائز نہیں دوسرے لوگوں کو بھی یہ جائز نہیں کہ عورت کو نکاح پر آمادہ کریں نہ نکاح ہونے دیں۔ (53)

مسئلہ ۵۱: مرد نے کسی سے کہا کہ تو میری عورت سے خلع کر تو اس کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر مال خلع کرے۔ (54)
 مسئلہ ۵۲: عورت نے کسی کو ہزار روپے پر خلع کے لیے وکیل بنایا تو اگر وکیل نے بدل خلع مطلق رکھا مثلاً یہ کہا کہ ہزار روپے پر خلع کر یا اس ہزار پر یا وکیل نے اپنی طرف اضافت (نسبت) کی مثلاً یہ کہا کہ میرے مال سے ہزار روپے پر یا کہا ہزار روپے پر اور میں ہزار روپے کا ضامن ہوں تو دونوں صورتوں میں وکیل کے قبول کرنے سے خلع ہو جائیگا پھر اگر روپے مطلق ہیں جب تو شوہر عورت سے لے گا در نہ وکیل سے بدل خلع کا مطالبہ کریگا عورت سے نہیں پھر وکیل عورت سے لے گا اور اگر وکیل کے اسباب کے بدلے خلع کیا اور اسباب ہلاک ہو گئے تو وکیل اُن کی قیمت ضمان دے۔ (55)

مسئلہ ۵۳: مرد نے کسی سے کہا کہ تو میری عورت کو طلاق دیدے اُس نے مال پر خلع کیا یا مال پر طلاق دی اور عورت مدخولہ ہے تو جائز نہیں اور غیر مدخولہ ہے تو جائز ہے۔ (56)
 مسئلہ ۵۴: عورت نے کسی کو خلع کے لیے وکیل کیا پھر رجوع کر گئی اور وکیل کو رجوع کا حال معلوم نہ ہوا تو رجوع صحیح نہیں اور اگر قاصد بھیجا تھا اور اُس کے پہنچنے سے قبل رجوع کر گئی تو رجوع صحیح ہے اگرچہ قاصد کو اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ (57)

مسئلہ ۵۵: لوگوں نے شوہر سے کہا تیری عورت نے خلع کا ہمیں وکیل بنایا شوہر نے دو ہزار پر خلع کیا عورت وکیل بنانے سے انکار کرتی ہے تو اگر وہ لوگ مال کے ضامن ہوئے تھے تو طلاق ہو گئی اور بدل خلع اُنھیں دینا ہوگا اور اگر ضامن نہ ہوئے تھے اور زوج مدعی ہے (دعویٰ کرتا ہے) کہ عورت نے اُنھیں وکیل کیا تھا تو طلاق ہو گئی مگر مال واجب نہیں اور اگر زوج مدعی وکالت نہ ہو تو طلاق نہ ہوگی۔ (58)

(53) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۰۰

(54) المرجع السابق، ص ۵۰۱

(55) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۰۱

(56) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، ج ۱، الفصل الثالث، ص ۵۰۱

(57) المرجع السابق

(58) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، ج ۱، الفصل الثالث، ص ۵۰۱-۵۰۲

مسئلہ ۵۶: باپ نے لڑکی کا اُس کے شوہر سے خلع کرایا اگر لڑکی بالغہ ہے اور باپ بدل خلع کا ضامن ہوا (یعنی جس مال پر خلع ہوا ہے اُس کا ضامن ہوا) تو خلع صحیح ہے اور اگر مہر پر خلع ہوا اور لڑکی نے اذن دیا تھا جب بھی صحیح ہے اور اگر بغیر اذن (اجازت کے بغیر) ہوا اور خبر پہنچنے پر جائز کر دیا جب بھی ہو گیا اور اگر جائز نہ کیا نہ باپ نے مہر کی ضمانت کی تو نہ ہوا اور مہر کی ضمانت کی ہے تو ہو گیا۔ پھر جب لڑکی کو خبر پہنچی اُس نے جائز کر دیا تو شوہر مہر سے بری ہے اور جائز نہ کیا تو عورت شوہر سے مہر لے گی اور شوہر اُس کے باپ سے۔ اور اگر نابالغہ لڑکی کا اُس لڑکی کے مال پر خلع کرایا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق ہو جائے گی مگر نہ تو مہر ساقط ہوگا نہ لڑکی پر مال واجب ہوگا اور اگر ہزار روپے پر نابالغہ کا خلع ہوا اور باپ نے ضمانت کی تو ہو گیا اور روپے باپ کو دینے ہوں گے اور اگر باپ نے یہ شرط کی کہ بدل خلع لڑکی دے گی تو اگر لڑکی سمجھ وال ہے یہ سمجھتی ہے کہ خلع نکاح سے جدا کر دیتا ہے تو اُس کے قبول پر موقوف ہے قبول کر لے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی مگر مال واجب نہ ہوگا اور اگر نابالغہ کی ماں نے اپنے مال سے خلع کرایا یا ضامن ہوئی تو خلع ہو جائیگا اور لڑکی کے مال سے کرایا تو طلاق نہ ہوگی۔ یوہیں اگر اجنبی نے خلع کرایا تو یہی حکم ہے۔ (59)

مسئلہ ۵۷: نابالغہ نے اپنا خلع خود کرایا اور سمجھ وال ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی مگر مال واجب نہ ہوگا اور اگر مال کے بدلے طلاق دلوائی تو طلاق رجعی ہوگی۔ (60)

مسئلہ ۵۸: نابالغ لڑکا نہ خود خلع کر سکتا ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا باپ۔ (61)

مسئلہ ۵۹: عورت نے اپنے مرض الموت میں خلع کرایا اور عدت میں مر گئی تو تہائی مال اور میراث اور بدل خلع ان تینوں میں جو کم ہے شوہر وہ پائیگا۔ اور اگر اُس بدل خلع کے علاوہ کوئی مال ہی نہ ہو تو اُس کی تہائی اور میراث میں جو کم ہے وہ پائیگا۔ اور اگر عدت کے بعد مری تو بدل خلع لے لیگا جبکہ تہائی مال کے اندر ہو اور عورت غیر مدخولہ ہے اور مرض الموت میں پورے مہر کے بدلے خلع ہوا تو نصف مہر بوجہ طلاق کے ساقط ہے رہا نصف اب اگر عورت کے اور مال نہیں ہے تو اس نصف کی چوتہائی کا شوہر حقدار ہے۔ (62)

(59) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، ج ۱، الفصل الثالث، ص ۵۰۳

والد المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۵، ص ۱۱۲، ۱۱۶، وغیرہا

(60) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، ج ۱، ص ۵۰۴

ورد المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: فی خلع الصغیرۃ، ج ۵، ص ۱۱۲، ۱۱۳

(61) رد المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: فی خلع الصغیرۃ، ج ۵، ص ۱۱۳

(62) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع و مالی حکمہ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۰۵

ورد المختار، کتاب الطلاق، باب الخلع، مطلب: فی خلع الصغیرۃ، ج ۵، ص ۱۱۷

ظہار کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُم مِّمَّا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّيْثُ وَلَذَنَّهُمْ وَلِلَّهِمْ
لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ) (1)

(1) پ ۲۸، الجادلہ: ۲

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یعنی ظہار کرتے ہیں، ظہار اس کو کہتے ہیں کہ اپنی بی بی کو عورت نبی یا رضائی کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دی جائے جس کو دیکھنا حرام ہے مثلاً بی بی سے کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یا بی بی کے ایسے عضو کو جس سے وہ تعبیر کی جاتی ہو یا اس کے جزو شائع کو عورات کے ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کا دیکھنا حرام ہے مثلاً یہ کہے کہ تیرا سر یا تیرا نصف بدن میری ماں کی پیٹھ یا اس کے پیٹ یا اس کی رن یا میری بہن یا پھوپھی یا دودھ پلانے والی کی پیٹھ یا پیٹ کے مثل ہے تو ایسا کہنا ظہار کہلاتا ہے۔

شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبل کی شافعی غلیبہ رحمۃ اللہ علیہ الکافی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ

آیت مبارکہ کی مختصر وضاحت

”الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُم مِّمَّا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ“ میں ومنکم فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ عربوں کو ظہار کو اہم نہ سمجھنے کی عادت بنالینے پر ڈالنا جائے۔ کیونکہ ظہار زمانہ جاہلیت کی ایسی قسم ہے جو دنیا کی دیگر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی تھی۔ اور فرمایا: ”مِمَّا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ“ یعنی ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہوتیں اس کے باوجود وہ انہیں ان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ کیونکہ ظہار کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے کہے: ”تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔“ یا اس طرح کا کوئی کلمہ کہے۔ ”إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّيْثُ وَلَذَنَّهُمْ“ یعنی ان کی، میں تو وہ ہیں جنہوں نے انہیں جنایا جو ان کے حکم میں ہیں جیسے دودھ پلانے والی۔ ”وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا“ اس سے مراد یہ ہے کہ برا اور جھوٹا قول کہتے ہیں یعنی بہتان اور جھوٹ کہتے ہیں۔ کیونکہ منکر وہ ہوتا ہے جو شرع میں معروف نہ ہو اور زور سے مراد جھوٹ ہے۔ ”وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ“ یعنی بے شک اللہ غفور و عفو کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔“ کیونکہ اس نے کفار سے کو اس برے قول اور جھوٹ سے نجات کا ذریعہ بنایا ہے۔

اعتراف: ظہار کرنے والے نے اپنی بیوی کو اپنی ماں کی مثل کہا تو اس میں کون سی برائی اور جھوٹ ہے؟

جواب: کسی کا اپنی بیوی کو یہ کہنا دو طرح ہو سکتا ہے یا تو یہ جملہ خبریہ ہوگا یا انشائیہ۔ بہر حال دونوں صورتوں میں حکم ایک ہے یعنی اس کا جھوٹا ہونا واضح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی اس بات کو درحقیقت حرمت کا سبب خود بنایا ہے حالانکہ شریعت نے ایسا کوئی عمل

جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں (انہیں ماں کی مثل کہہ دیتے) وہ اُن کی مائیں نہیں، اُنکی مائیں تو وہی ہیں جن سے پیدا ہوئے اور وہ بیشک بڑی اور نری جھوٹی بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ (عزوجل) ضرور معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔



حکم نہیں دیا۔ یہ مخالفت اور قباحت کی انتہا ہے۔ اس سے نتیجہ نکلا ہے کہ ظہار کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے اسے جھوٹ قرار دیا ہے اور جھوٹ کبیرہ گناہ ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان بھی اس کی موافقت کرتا ہے کہ ”ظہار کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔“ (الرواہ عن ابن کثیر ص ۱۸۹)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: ظہار کے یہ معنی ہیں کہ اپنی زوجہ یا اس کے کسی جزو شائع یا ایسے جز کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اسکے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (۱)

(۱) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۵، ۱۲۹

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۵

اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی العالمگیریۃ لو قال لها انت علی مثل امی ان نوى التحريم اختلفت الروایات فیہ والصحيح انه يكون ظهارا عند الكل کذا فی فتاویٰ قاضی خان اہل ملخصاً،

عالمگیری میں ہے: اگر خوند نے کہا تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے اگر اس سے حرام کرنے کی نیت کی ہو تو اس میں روایات کا اختلاف ہے، اور صحیح روایت یہ ہے کہ یہ ظہار ہوگا سب کے نزدیک جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اہل ملخصاً،

(۱) فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی الظہار نورانی کتب خانہ پشاور / ۵۰۷

وفی رد المحتار عن البحر منی وعدی ومعنی کعلی ۲ اقول وانت تعلم ان "بھتا ہوں" ہساننا یودی مؤدی "عندی" ہلسان العرب.

اور رد المحتار میں بحر سے منقول ہے کہ اگر تو مجھ پر کی بجائے مجھ سے، میرے ہاں، میرے ساتھ کے الفاظ کہے تو وہ بھی مجھ پر کے حکم میں ہوں گے۔ اقول (میں کہتا ہوں) ہماری زبان میں بھتا ہوں کا لفظ عربی زبان میں عندی کے قائم مقام ہے۔ (ت)

(۲) رد المحتار باب الظہار دار احیاء التراث العربی بیروت ۲ / ۵۷۵

پس صورت مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ عورت نکاح سے نہ نکلی مگر اسے اس کے ساتھ محبت کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا شہوت سے اس کے بدن کو ہاتھ لگانا یا اسی طور پر اس کی شرمگاہ دیکھنا یہ سب باتیں حرام ہو گئیں اور ہمیشہ حرام رہیں گی جب تک کفر و ادا نہ کرے، فی تنویر الابصار والدر المختار و رد المحتار یصیرہ مظاهر المیحرور وطوھا علیہ ودواعیہ من القبلة والمس والنظر الی فرجھا بشهوة اما المس بغیر شهوة فخرج بالاجماع نہر. وکذا یحرر علیہا تمکینہ ولا یحرر من النظر الی ظہرھا او بطنھا ولا الی الشعر والصدر بحر ای ولو بشهوة بخلاف النظر الی الفرج بشهوة. عن محمد لو قدم من سفرہ تقبیلھا للشفقة حتی یکفر غایة لقوله فیحرر اہل ملخصاً.

مسئلہ ۲: ظہار کے لیے اسلام و عقل و بلوغ شرط ہے کافر نے اگر کہا تو ظہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف باسلام ہوا تو اس پر کفارہ لازم نہیں۔ یوہیں نابالغ و مجنون یا بوہرے یا مدہوش یا سرسام و برسام کے بیمار نے یا بیہوش یا

تویرا بصر، درمختار و دروختار میں ہے کہ ان الفاظ سے وہ شخص ظہار کرنے والا قرار پائے گا، لہذا بیوی سے وطی اور وطی کے دوامی اس پر حرم ہو جائیں گے، وطی کے دوامی بوس و کنار اور شہوت سے بیوی کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا وغیرہ ہیں لیکن بغیر شہوت چھونا اس حکم سے بالا جماع خارج ہے، نہر اور یونہی بیوی پر خاوند کو جماع کا موقع دینا حرام ہے، اور بیوی کی پشت، پیٹ، چھاتی اور بالوں کو دیکھنا حرام نہیں ہے بحرینی اگرچہ شہوت سے ہو، اس کے برخلاف بیوی کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر سفر سے آئے اور بیوی کو شفقت سے بوسہ دے لے تو جائز ہے حتیٰ یکفر (کفارہ دینے تک) یہ ماتن کے قول فحرم (پس حرام ہے) کی غایت ہے (ت) (۱۔ رد المحتار باب الظہار و احوال الترات العربی بیروت ۲/ ۷۶-۵۷۵)

اور کفارہ، اس کا یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو مہینے کے روزے لگاتا رکھے، ان دنوں کے بیچ میں نہ کوئی روزہ چھوئے نہ دن کو یا رات کو کسی وقت عورت سے محبت کرے ورنہ پھر سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے، اور جو ایسا بیمار یا اتنا بوڑھا ہے کہ روزوں کی طاقت نہیں رکھتا وہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ساٹھ مسکینوں کو گیسوں دے فی مسکین بریلی کی تول سے پونے دو سیر آٹھ آنے بھر زائد یا اس قدر کی قیمت ادا کرے، جب تک اس کفارہ سے فارغ نہ ہو ہرگز عورت کو ہاتھ نہ لگائے،

فی الدر المختار، ہی تحریر رقبۃ فان لم یجد ما یعتق، صام شہرین ولو ثمانیۃ و خمسین یوماً بالہلال و الا فستین یوماً متتابعین قبل البسیس، فان افطر بعذر او بغیرہ او وطئہا فی الشہرین مطلقاً لیلاً او نهاراً عامداً او ناسیاً استأنف الصوم، لا الاطعام فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجى برؤۃ او کبر اطعم ستین مسکیناً ولو حکماً کالْفِطْرَةِ او قیمة ذلك، وان غداہم وعشاہم واشبعہم جازاً کما لو اطعم واحد استین یوماً لتجد الحاجة ۲۔ اھ ملقطاً واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲۔ رد مختار باب الکفارة مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۵۱-۲۵۰)

درمختار میں ہے: کفارہ غلام کو آزاد کرنا ہے، اگر یہ نہ ہو سکے تو جماع سے قبل دو ماہ کے روزے رکھے، اگرچہ چاند کے حساب سے یہ کل روزے اٹھ دن ۵۸ بنیں، ورنہ دنوں کے حساب سے ساٹھ روزے مسلسل پورے کرے، پھر اگر درمیان میں کوئی روزہ چھوڑ دیا عذر کی بناء پر خواہ بغیر عذر، یا ان دو ماہ میں بیوی سے جماع کر لیا، دن یا رات میں، قصداً یا بھول کر، جیسے بھی ہو تو پھر نئے حساب سے ساٹھ روزے رکھے، اگر حعام کی صورت میں کفارہ ادا کرے اور کھانا کھلانے کے دوران بیوی سے جماع کر لیا تو نئے سرے سے کھانا کھانا لازم نہیں آئے گا، پھر اگر کسی ایسے مرض کی وجہ سے جس سے برأت کی امید نہیں، روزہ نہ رکھ سکے، یا بڑھاپے کی وجہ سے روزے پر قدرت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اگرچہ کھانا حکمی ہو یعنی غلہ بمقدار فطرانہ دے دے یا اس کی قیمت دے دے، اور، گر صبح و شام دو وقت کھانے سے مسکینوں کو سیر کر دیا تو یہ جائز ہو جائیگا، جس طرح ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز صبح و شام سیر کر کے کھلا دیا تو بھی جائز ہے کیونکہ ایک مسکین کو بھی روزانہ نئی حاجت ہوتی ہے اھ ملقطاً، واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۲۶۸-۲۷۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سونے والے نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوا اور ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظہار کا لفظ نکل گیا تو ظہار ہے۔ (2)

مسئلہ ۳: زوجہ کی جانب سے کوئی شرط نہیں، آزاد ہو یا باندی، مدبرہ یا مکاتبہ یا ام ولد، مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، مسلمہ ہو یا کتابیہ، نابالغہ ہو یا بالغہ، بلکہ اگر عورت غیر کتابیہ ہے اور اُس کا شوہر اسلام لایا مگر ابھی عورت پر اسلام پیش نہیں کیا گیا تھا کہ شوہر نے ظہار کیا تو ظہار ہو گیا عورت مسلمان ہوئی تو شوہر پر کفارہ دینا ہوگا۔ (3)

مسئلہ ۴: اپنی باندی سے ظہار نہیں ہو سکتا موطوہ ہو یا غیر موطوہ (یعنی اس سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو)۔ یوہیں اگر کسی عورت سے بغیر اذن لیے نکاح کیا اور ظہار کیا پھر عورت نے نکاح کو جائز کر دیا تو ظہار نہ ہوا کہ وقت ظہار وہ زوجہ نہ تھی۔ یوہیں جس عورت کو طلاق بائن دے چکا ہے یا ظہار کو کسی شرط پر معلق کیا اور وہ شرط اُس وقت پائی گئی کہ عورت کو بائن طلاق دیدی تو ان صورتوں میں ظہار نہیں۔ (4)

مسئلہ ۵: جس عورت سے تشبیہ دی اگر اُس کی حرمت عارضی ہے ہمیشہ کے لیے نہیں تو ظہار نہیں مثلاً زوجہ کی بہن یا جس کو تین طلاقیں دی ہیں یا مجوسی یا بت پرست عورت کہ یہ مسلمان یا کتابیہ ہو سکتی ہیں اور اُنکی حرمت دائمی نہ ہونا ظاہر۔ (5)

مسئلہ ۶: اجنبیہ سے کہا کہ اگر تو میری عورت ہو یا میں تجھ سے نکاح کروں تو تُو ایسی ہے تو ظہار ہو جائیگا کہ ملک یا سبب ملک کی طرف اضافت ہوئی اور یہ کافی ہے۔ (6)

مسئلہ ۷: عورت مرد سے ظہار کے الفاظ کہے تو ظہار نہیں بلکہ لغو ہیں۔ (7)

مسئلہ ۸: عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں۔ یوہیں اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۶

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۸

(3) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۵

رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۶

(4) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۶

(5) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۷

(6) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۸

(7) الجوہرۃ البیرۃ، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص ۸۳

چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔ (8)

مسئلہ ۹: محرم سے مراد عام ہے نہی ہوں یا رضاعی یا نسری رشتہ سے لہذا ماں بہن پھوپھی لڑکی اور رضاعی ماں اور بہن وغیرہ اور زوجہ کی ماں اور لڑکی جبکہ زوجہ مدخولہ ہو اور مدخولہ نہ ہو تو اس کی لڑکی سے تشبیہ دینے میں ظہار نہیں کہ وہ محرم میں نہیں۔ یوہیں جس عورت سے اس کے باپ یا بیٹے نے معاذ اللہ زنا کیا ہے اس سے تشبیہ دی یا جس عورت سے اس نے زنا کیا ہے اس کی ماں یا لڑکی سے تشبیہ دی تو ظہار ہے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: محرم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام کی نیت ہو، ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضائی تصدیق نہ کریں گے اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔ (10)

مسئلہ ۱۱: عورت کو ماں یا بیٹی یا بہن کہا تو ظہار نہیں، مگر ایسا کہنا مکروہ ہے۔ (11)

مسئلہ ۱۲: عورت سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو نیت دریافت کی جائے اگر اس کے اعزاز (عزت و احترام) کے لیے کہا تو کچھ نہیں اور طلاق کی نیت ہے تو بائن طلاق واقع ہوگی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور تحریم (حرام کرنے) کی نیت ہے تو ایلا ہے اور کچھ نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۳: اپنی چند عورتوں کو ایک مجلس یا متعدد مجالس میں محرم کے ساتھ تشبیہ دی تو سب سے ظہار ہو گیا ہر ایک کے لیے الگ الگ کفارہ دینا ہوگا۔ (13)

مسئلہ ۱۴: کسی نے اپنی عورت سے ظہار کیا تھا دوسرے نے اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر ویسی ہے جیسی فلاں کی

(8) المرجع السابق، ص ۸۳

والفتاویٰ الخمیۃ، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۲، ص ۲۶۵، وغیرہا

(9) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۵، ۵۰۶

(10) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۹

والفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۷

(11) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۷

(12) الجوبہ النیرۃ، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص ۸۳

(13) المرجع السابق، ص ۸۵

عورت تو یہ بھی ظہار ہو گیا یا ایک عورت سے ظہار کیا تھا دوسری سے کہا تو مجھ پر اس کی مثل ہے یا کہا میں نے تجھے اُس کے ساتھ شریک کر دیا تو دوسری سے بھی ظہار ہو گیا۔ (14)

مسئلہ ۱۵: ظہار کی تعلیق بھی ہو سکتی ہے مثلاً اگر فلاں کے گھر گئی تو ایسی ہے تو ظہار ہو جائیگا۔ (15)

مسئلہ ۱۶: ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر ب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں کفارہ سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (16)

مسئلہ ۱۷: ظہار کے بعد عورت کو طلاق دی پھر اُس سے نکاح کیا تو اب بھی وہ چیزیں حرام ہیں اگرچہ دوسرے شوہر کے بعد اسکے نکاح میں آئی بلکہ اگرچہ اُسے تین طلاقیں دی ہوں۔ یوہیں اگر زوجہ کسی کی کنیز تھی ظہار کے بعد خرید لی اور اب نکاح باطل ہو گیا مگر بغیر کفارہ وطی وغیرہ نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر عورت مرتدہ ہو گئی اور دارالحرب کو چلی گئی پھر قید کر کے لائی گئی اور شوہر نے خریدی یا شوہر مرتد ہو گیا غرض کسی طرح کفارہ سے بچاؤ نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۸: اگر ظہار کسی خاص وقت تک کے لیے ہے مثلاً ایک ماہ یا ایک سال اور اس مدت کے اندر جماع کرنا چاہے تو کفارہ دے اور اگر مدت گزر گئی اور قربت نہ کی تو کفارہ ساقط اور ظہار باطل۔ (18)

مسئلہ ۱۹: شوہر کفارہ نہیں دیتا تو عورت کو یہ حق ہے کہ قاضی کے پاس دعویٰ کرے قاضی مجبور کریگا کہ یا کفارہ دیکر قربت کرے یا عورت کو طلاق دے اور اگر کہتا ہے کہ میں نے کفارہ دے دیا ہے تو اُس کا کہنا مان لیں جبکہ اُس کا جھوٹا ہونا معروف نہ ہو۔ (19)

مسئلہ ۲۰: ایک عورت سے چند بار ظہار کیا تو اتنے ہی کفارے دے اگرچہ ایک ہی مجلس میں متعدد بار الفاظ ظہار

(14) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۹

(15) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۹

(16) الجوهرة النيرة، کتاب الظہار، الجزء الثاني، ص ۸۲

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۳۰

(17) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۶، وغیرہ

(18) الجوهرة النيرة، کتاب الظہار، الجزء الثاني، ص ۸۲

(19) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۰۷

کہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ بار بار لفظ بولنے سے متعدد ظہار مقصود نہ تھے بلکہ تاکید مقصود تھی تو اگر ایک ہی مجلس میں ایسا ہوا مان لیں گے ورنہ نہیں۔ (20)

مسئلہ ۲۱: پورے رجب اور پورے رمضان کے لیے ظہار کیا تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا خواہ رجب میں کفارہ دے یا رمضان میں، شعبان میں نہیں دے سکتا کہ شعبان میں ظہار ہی نہیں۔ یوہیں اگر ظہار کیا اور کسی دن کا استثنا کیا تو اُس دن کفارہ نہیں دے سکتا اُس کے علاوہ جس دن چاہے دے سکتا ہے۔ (21)



کفارہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِنَسَائِهِمْ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا ذَٰلِكُمْ
تَوْعُظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۲﴾) فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا
فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيَلِكْ حُدُودَ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۳﴾ (1)

جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کریں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر یہ بات کہہ چکے تو ان پر جماع سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ضرور ہے یہ وہ بات ہے جس کی تمہیں نصیحت دی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس سے خبردار ہے۔ پھر جو غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لگاتار دو ۲ مہینے کے روزے جماع سے پہلے رکھے پھر جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لیے کہ تم اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان رکھو اور یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب۔

حدیث ۱: ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ نے روایت کی کہ سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے رمضان گزرنے تک کے لیے ظہار کیا تھا اور آدھا رمضان گزرا کہ شب میں انھوں نے جماع کر لیا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، ارشاد فرمایا: ایک غلام آزاد کرو۔ عرض کی، مجھے میسر نہیں۔ ارشاد فرمایا: تو دو ۲ ماہ کے لگاتار روزے رکھو۔ عرض کی، اس کی بھی طاقت نہیں۔ ارشاد فرمایا: تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ عرض کی، میرے پاس اتنا نہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فروہ بن عمرو سے فرمایا: کہ وہ زنبیل (ٹوکرا) دیدو کہ مساکین کو کھلائے۔ (2)

(1) پ ۲۸، الحجرات: ۳، ۴

(2) جامع الترمذی، کتاب الطلاق، باب ما جاء في كفارة الظهار، الحدیث: ۱۲۰۳، ج ۲، ص ۳۰۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

ابو سلمہ تابعین میں سے ہیں ۷۲ سال عمر پائی، ۹۷ھ میں وفات ہوئی، حضرت عبداللہ ابن عباس و ابو ہریرہ و ابن عمر وغیرہم سے ملاقات ہے، ابواسخہ کا نام سلیمان بیاضہ ابن عامر کی اولاد سے ہیں، صحابی ہیں، خوفہ خدا میں بہت گریہ و زاری کرتے تھے۔



۲۔ یعنی انہوں نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا یعنی یہ کہا کہ تو مجھ پر رمضان گزرنے پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے یعنی حرام ہے، ظہار کے معنی ہیں، اپنی بیوی کو اپنی ماں، بہن وغیرہ دائمی محرمات کے کسی عضو، شانے سے تشبیہ دینا۔ ظہر سے بنا بمعنی پشت، اس میں دو شرطیں ہیں: ایک عورت کا، اپنی بیوی ہونا لہذا لونڈی سے ظہار نہیں، دوسرے خاوند کا اہل کفارہ ہونا لہذا بچہ دیوانہ کا ظہار درست نہیں، ظہار کا حکم یہ ہے کہ دئے کفارہ تک عورت حرام رہتی ہے۔

۳۔ یعنی قسم توڑ دی اگر یہ حضرت ماہ رمضان گزر جانے دیتے تو کفارہ واجب نہ ہوتا کہ وقتی ظہار کا یہ ہی حکم ہے دائمی ظہار میں جب بھی صحبت کرے کفارہ واجب ہے۔

۴۔ معلوم ہوا کہ کفارہ ظہار میں ترتیب یہ ہے کہ مظاہر غلام آزاد کرے اگر اس پر قادر نہ ہو تو روزے رکھے اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے۔ رقبہ مطلق فرمانے سے معلوم ہوا کہ کفارہ ظہار میں ہر قسم کا غلام آزاد کیا جاسکتا ہے، مومن ہو یا کافر۔

۵۔ یعنی میرے پاس نہ غلام ہے نہ اس کی قیمت کہ خرید کر آزاد کروں۔

۶۔ اس طرح کہ لگاتار ساٹھ روزے رکھے جاؤ اور دوران روزے میں اس بیوی سے صحبت ہرگز نہ کرو رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَنْ قَبِلَ أَنْ يَتِمَّ آمْسًا"۔

۷۔ ضعف بدن کی وجہ سے اتنے روزے لگاتار نہیں رکھ سکتا یا ان دو ماہ میں عورت سے علیحدہ نہیں رہ سکتا جیسا کہ بعض قوی جوانوں کا حال ہوتا ہے۔ (مرقات)

۸۔ روزانہ ایک مسکین کو تاکہ کھانا دینا دو ماہ میں پورا ہو۔

۹۔ بعض نسخوں میں عروہ ابن عمر ہے یہ کاتب کی غلطی ہے فروہ ابن عمرو بیاضی انصاری ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۱۰۔ خیال رہے کہ کفارہ ظہار میں یا تیس صاع گندم ساٹھ مسکینوں کو دیا جائے فی مسکین آدھا صاع قریباً سوا دو سیر یا ساٹھ صاع جو کھجوریں وغیرہ فی مسکین ایک صاع قریباً ساڑھے چار سیر یہاں پندرہ سولہ صاع کھجوریں دے دینے کا حکم دیا، یہ حضرت سیمان کی خصوصیت سے ہے جیسے ابو بروتہ رضی اللہ عنہ کو چھ ماہ کی بکری کی قربانی کی اجازت دے دی گئی تھی حالانکہ ایک سالہ بکری کی قربانی ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث اس پابندی سے پہلے کی ہو۔ (اشعہ) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بطور امداد ان کو یہ مقدار عطا ہوئی باقی ان کے اپنے

ذمہ رہی۔ (مرقات) مگر پہلی توجیہ نہایت قوی ہے (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۱۶)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: ظہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اور عورت اس

پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں اور اگر ارادہ جماع تھا مگر زوجہ مرگئی تو واجب نہ رہا۔ (1)

مسئلہ ۲: ظہار کا کفارہ غلام یا کنیز آزاد کرنا ہے مسلمان ہو یا کافر، بالغ ہو یا نابالغ یہاں تک کہ اگر دودھ پیتے بچے

کو آزاد کیا کفارہ ادا ہو گیا۔ (2)

مسئلہ ۳: پہلے نصف غلام کو آزاد کیا اور جماع سے پہلے پھر نصف باقی کو آزاد کیا تو کفارہ ادا ہو گیا اور اگر درمیان

میں جماع کر لیا تو ادا نہ ہوا اور اگر غلام مشترک (ایسا غلام جس کے مالک دو یا دو سے زیادہ ہوں) ہے اور اس نے اپنا

حصہ آزاد کر دیا تو ادا نہ ہوا، اگرچہ یہ مالدار ہو یعنی جب غلام مشترک کو آزاد کرے اور مالدار ہو تو حکم یہ ہے کہ اپنے

شریک کو اس کے حصہ کی قدر دے اور کل غلام اسکی طرف سے آزاد ہوگا مگر کفارہ ادا نہ ہوگا۔ یوں دو ۲ غلاموں میں

آدھے آدھے کا مالک ہے اور دونوں کے نصف نصف کو آزاد کیا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ (3)

مسئلہ ۴: آدھا غلام آزاد کیا اور ایک مہینے کے روزے رکھ لیے یا تیس مسکین کو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ (4)

مسئلہ ۵: غلام آزاد کرنے میں شرط یہ ہے کہ کفارہ کی نیت سے آزاد کیا ہو بغیر نیت کفارہ آزاد کرنے سے کفارہ ادا

نہ ہوگا اگرچہ آزاد کرنے کی نیت کیا کرے۔ (5)

مسئلہ ۶: اسکا قریبی رشتہ دار یعنی وہ کہ اگر ان میں سے ایک مرد ہوتا دوسرا عورت تو نکاح باہم حرام ہوتا مثلاً اس کا

بھائی یا باپ یا بیٹا یا چچا یا بھتیجا ایسے رشتہ دار کا جب مالک ہوگا تو آزاد ہو جائیگا خواہ کسی طرح مالک ہو مثلاً اس نے خرید لیا

یا کسی نے ہبہ یا تصدق کیا (بطور صدقہ دیا) یا وراثت میں ملا پھر ایسا غلام اگر بلا اختیار اسکی ملک میں آیا مثلاً وراثت میں

(1) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۰۹

(2) المرجع السابق، ص ۵۰۹، ۵۱۰

(3) الجوهرة النيرة، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص ۸۵

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۰

(4) الجوهرة النيرة، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص ۸۵

(5) المرجع السابق

ملا اور آزاد ہو گیا تو اگرچہ اس نے کفارہ کی نیت کی ادا نہ ہوا اور اگر باختیار خود اپنی ملک میں لایا (مثلاً خریدا) اور جس عمل کے ذریعہ سے ملک میں آیا اُس کے پائے جانے کے وقت (مثلاً خریدتے وقت) کفارہ کی نیت کی تو کفارہ ادا ہو گیا۔ (6)

مسئلہ ۷: جو غلام گروی یا مدیون ہے اُسے آزاد کیا تو کفارہ ادا ہو گیا۔ یوں اگر بھاگا ہوا ہے اور یہ معلوم ہے کہ زندہ ہے تو آزاد کرنے سے کفارہ ادا ہو جائیگا اور اگر بالکل اُس کا پتا نہ معلوم ہو، نہ یہ معلوم کہ زندہ ہے یا مر گیا تو نہ ہوگا۔ (7)

مسئلہ ۸: اگر غلام میں کسی قسم کا عیب ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ عیب اس قسم کا ہو جس سے جنس منفعت فوت ہوتی ہے یعنی دیکھنے، سُننے، بولنے، پکڑنے، چلنے کی اُس کو قدرت نہ ہو یا عاقل نہ ہو تو کفارہ ادا نہ ہوگا اور دوسرے یہ کہ اس حد کا نقصان نہیں تو ہو جائیگا، لہذا اتنا بہرا کہ چیخنے سے بھی نہ سُنے یا گونگا یا اندھا یا مجنون کہ کسی وقت اُسکو اتفاق نہ ہوتا ہو یا بوہرا یا وہ بیمار جس کے اچھے ہونے کی اُمید نہ ہو یا جس کے سب دانت گر گئے ہوں اور کھانے سے بالکل عاجز ہو یا جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوں یا ہاتھ کے دونوں انگوٹھے کٹے ہوں یا علاوہ انگوٹھے کے ہر ہاتھ کی تین انگلیاں یا دونوں پاؤں یا ایک جانب کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں نہ ہو یا لُٹھا (ہاتھ پاؤں سے معذور) یا فالج کا مارا ہو یا دونوں ہاتھ بیکار ہوں تو ان سب کے آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوا۔ (8)

مسئلہ ۹: اگر ایسا بہرا ہے کہ چیخنے سے سُن لیتا ہے یا مجنون ہے مگر کبھی اتفاق بھی ہوتا ہے اور اسی حالت اتفاق میں آزاد کیا یا اُس کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں یا ایک ہاتھ ایک پاؤں خلاف سے کٹا ہو یعنی ایک دہنا دوسرا پایاں یا ایک ہاتھ کا انگوٹھا یا پاؤں کے دونوں انگوٹھے یا ہر ہاتھ کی دو دو انگلیاں یا دونوں ہونٹ یا دونوں کان یا ناک کٹی ہو یا انشیں (خصیے) یا عضو تناسل کٹ گیا ہو یا لونڈی کا آگے کا مقام بند ہو یا بھوں یا داڑھی یا سر کے بال نہ ہوں یا کانایا چندھا (کمزور بینائی والا) ہو یا ایسا بیمار ہو جس کے اچھے ہونے کی امید ہے اگرچہ موت کا خوف ہو یا سپید داغ کی بیماری (برص کی بیماری) ہو یا نامرد ہو تو ان کے آزاد کرنے سے کفارہ ادا ہو جائیگا۔ (9)

(6) الجوهرة النيرة، کتاب الطلاق، کتاب النظار، الجزء الثاني، ص ۸۵، وغیرہا

(7) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۱-۵۱۰

(8) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۵، ص ۱۳

والجوهرة النيرة، کتاب النظار، الجزء الثاني، ص ۸۵

(9) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۵، ص ۱۳-۱۳۹

مسئلہ ۱۰: لونڈی کے شکم میں بچہ ہے اُس کو کفارہ میں آزاد کیا تو نہ ہوا۔ اس کے غلام کو کسی نے غصب کیا اس مالک نے آزاد کر دیا تو ہو کیا اور ام ولد و مدبر و مکاتب (10) جس نے بدل کتابت (11) کچھ ادا نہ کیا ہو یا کچھ ادا کیا مگر پورا ادا کرنے سے عجز ہو گیا تو اُسے آزاد کرنے سے کفارہ ادا ہو گیا۔ (12)

مسئلہ ۱۱: اپنا غلام دوسرے کے کفارہ میں آزاد کر دیا اگر اُس کے بغیر حکم ہے تو ادا نہ ہوا اور اگر اُس کے کہنے سے مثلاً اُس نے کہا اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے اور کوئی عوض ذکر نہ کیا جب بھی ادا نہ ہوا اور اگر عوض کا ذکر ہے مثلاً اپنا غلام میری طرف سے اتنے پر آزاد کر دے تو ہو جائیگا۔ (13)

مسئلہ ۱۲: ظہار کے دو ۲ کفارے اس کے ذمے تھے، اس نے دو ۲ غلام آزاد کیے اور یہ نیت نہ کی کہ فلاں غلام فلاں کفارہ میں آزاد کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔ (14)

مسئلہ ۱۳: کسی غلام کو کہا اگر میں تجھے خریدوں تو تو آزاد ہے پھر اُسے کفارہ ظہار کی نیت سے خریدا تو آزاد ہو گا مگر کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر پہلے کہہ دیا تھا کہ اگر تجھے خریدوں تو میرے ظہار کے کفارہ میں آزاد ہے تو ہو جائیگا۔ (15)

مسئلہ ۱۴: جب غلام پر قدرت ہے اگرچہ وہ خدمت کا غلام ہو تو کفارہ آزاد کرنے ہی سے ہو گا اور اگر غلام کی استطاعت نہ ہو خواہ ملتا نہیں یا اسکے پاس دام (قیمت) نہیں تو کفارہ میں پے در پے (مستسل) دو ۲ مہینے کے روزے رکھے اور اگر اُس کے پاس خدمت کا غلام ہے یا مدیون (مقروض) ہے اور دین (قرض) ادا کرنے کے لیے غلام کے سوا کچھ نہیں تو ان صورتوں میں بھی روزے وغیرہ سے کفارہ ادا نہیں کر سکتا بلکہ غلام ہی آزاد کرنا ہو گا۔ (16)

مسئلہ ۱۵: روزے سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ نہ اس مدت کے اندر ماہ رمضان ہو، نہ عید الفطر، نہ

والفتاویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۰

(10) غائبان پر کاتب سے عبارت رہ گئی ہے۔ اصل کتاب میں یہ ہے کہ مدبر و مکاتب جس نے بعض بدل کتابت ادا کر دیا ہو اور بقیہ ادا کرنے سے عجز نہ ہو، تو ان کو آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہو گا، ہاں وہ مکاتب جس نے بدل کتابت سے عجز نہ کیا ہو۔

(11) وہ مال جس کی ادائیگی کے عوض غلام یا لونڈی نے اپنے مالک سے اپنی آزادی کا معاہدہ کیا ہو۔

(12) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۵، ص ۱۳۷، ۱۳۹

(13) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۱

(14) المرجع السابق

(15) المرجع السابق

(16) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۵، ص ۱۳۹

عید اضحیٰ نہ ایام تشریق۔ ہاں اگر مسافر ہے تو ماہ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے، مگر ایام منہیہ (17) میں اسے بھی اجازت نہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۶: روزے اگر پہلی تاریخ سے رکھے تو دوسرے مہینہ کے ختم پر کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ دونوں مہینے ۲۹ کے ہوں اور اگر پہلی تاریخ سے نہ رکھے ہوں تو ساٹھ پورے رکھنے ہو گئے اور اگر پندرہ روزے رکھنے کے بعد چاند ہوا پھر اس مہینے کے روزے رکھ لیے اور یہ ۲۹ دن کا مہینہ ہو اس کے بعد پندرہ دن اور رکھ لیے کہ ۵۹ دن ہوئے جب بھی کفارہ ادا ہو جائیگا۔ (19)

مسئلہ ۱۷: روزوں سے کفارہ ادا ہونے میں شرط یہ ہے کہ پچھلے روزے کے ختم تک غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو یہاں تک کہ پچھلے روزے کی آخر ساعت میں بھی اگر قدرت پائی گئی تو روزے ناکافی ہیں بلکہ غلام آزاد کرنا ہوگا اور اب یہ روزہ نفل ہوا اس کا پورا کرنا مستحب رہے گا اگر فوراً توڑ دیا تو اسکی قضا نہیں البتہ اگر کچھ دیر بعد توڑ دیا تو قضا لازم ہے۔ (20)

مسئلہ ۱۸: کفارہ کا روزہ توڑ دیا خواہ سفر وغیرہ کسی عذر سے توڑا یا بغیر عذر یا ظہار کرنے والے نے جس عورت سے ظہار کیا ان دو مہینوں کے اندر دن یا رات میں اس سے وطی کی قصد کی ہو یا بھول کر تو سرے سے روزے رکھے کہ شرط یہ ہے کہ جماع سے پہلے دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے اور ان صورتوں میں یہ شرط پائی نہ گئی۔ (21)

مسئلہ ۱۹: یہ احکام جو کفارہ کے متعلق بیان کیے گئے یعنی غلام آزاد کرنے اور روزے رکھنے کے متعلق یہ ظہار کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر کفارہ کے یہی احکام ہیں۔ مثلاً قتل کا کفارہ یا روزہ رمضان توڑنے کا کفارہ، قسم کا کفارہ مگر قسم کے کفارہ میں تین روزے ہیں۔ اور یہ حکم کہ روزہ توڑ دیا تو سرے سے رکھنے ہو گئے کفارہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جہاں پے در پے کی شرط ہو مثلاً پے در پے روزوں کی منت مانی تو یہاں بھی یہی حکم ہے البتہ اگر عورت نے رمضان کا

(17) عید و بقر عید اور ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخ ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور گناہ ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثالث فیما یکرہ للعائم، ج ۱، ص ۲۰۱)

(18) الجوهرة النيرة، کتاب الظہار، الجزء الثاني، ص ۸۷

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۵، ص ۱۳۱

(19) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، مطلب: لا استحالة فی جعل تاریخ، ج ۵، ص ۱۳۱

(20) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۵، ص ۱۳۱، وغیرہ

(21) الدر المختار و رد المحتار، المرجع السابق، ص ۱۳۲

روزہ توڑ دیا اور کفارہ میں روزے رکھ رہی تھی اور حیض آگیا تو سرے سے رکھنے کا حکم نہیں بلکہ جتنے باقی ہیں اُن کا رکھنا کافی ہے۔ ہاں اگر اس حیض کے بعد آئندہ ہوگئی یعنی اب ایسی عمر ہوگئی کہ حیض نہ آئے گا تو سرے سے رکھنے کا حکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتی ہے اور اگر آٹھائے کفارہ میں (کفارہ کے روزے رکھنے کے دوران) عورت کے بچہ ہوا تو سرے سے رکھے۔ ظہار وغیر ظہار کے کفاروں میں ایک اور فرق ہے وہ یہ کہ غیر ظہار کے کفارے میں اگر رات میں وٹی کی یادوں میں بھول کر کی تو سرے سے روزے رکھنے کی حاجت نہیں۔ یوہین ظہار کے روزوں میں اگر بھول کر کھالیا یا دوسری عورت سے بھول کر جماع کیا یا رات میں قصداً جماع کیا تو سرے سے رکھنے کی حاجت نہیں۔ (22)

مسئلہ ۲۰: غلام نے اگر اپنی عورت سے ظہار کیا اگرچہ مکاتب ہو یا اُسکا کچھ حصہ آزاد ہو چکا باقی کے لیے سعایت کرتا ہو (یعنی مالک کو ثمن ادا کرنے کے لئے محنت مزدوری کرتا ہو) یا آزاد نے ظہار کیا مگر بوجہ کم عقلی کے اُس کے تصرفات روک دیے گئے ہوں تو ان سب کے لیے کفارے میں روزے رکھنا معین ہے ان کے لیے غلام آزاد کرنا یا کھانا کھلانا نہیں لہذا اگر غلام کے آقا نے اُس کی طرف سے غلام آزاد کر دیا یا کھانا کھلا دیا تو یہ کافی نہیں اگرچہ غلام کی اجازت سے ہوا اور کفارہ کے روزوں سے اُسکا آقا منع نہیں کر سکتا اور اگر غلام نے کفارہ کے روزے اب تک نہیں رکھے اور اب آزاد ہو گیا تو اگر غلام آزاد کرنے پر قدرت ہو تو آزاد کرے ورنہ روزے رکھے۔ (23)

مسئلہ ۲۱: روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھانا صدقہ نفل ہوگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہونگے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ (24)

مسئلہ ۲۲: شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نابالغ غیر مبراہق نہ ہو ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔ (25)

(22) الدر المختار و رد المحتار، المرجع السابق، ص ۱۳۲، وغیرہا

(23) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۲-۵۱۳

(24) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، مطلب: اکی حرلیس لہ، ج ۵، ص ۱۳۳

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۳

(25) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، مطلب: اکی حرلیس لہ، ج ۵، ص ۱۳۳

مسئلہ ۲۳: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت کا مک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور انھیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنہیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں جن کی تفصیل صدقہ فطر کے بیان میں مذکور ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلا دے اور شام کے لیے قیمت دیدے یا شام کو کھلا دے اور صبح کے کھانے کی قیمت دیدے یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلا دے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۴: کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگرچہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ ہو جائیں (یعنی پیٹ بھر جائے) اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اس کا کھانا کافی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا کھانا ہو تو اور بہتر اور جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے۔ (27)

مسئلہ ۲۵: ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز بقدر صدقہ فطر اُسے دید یا جب بھی ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دید یا ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے یا اُس کو سب بطور اباحت دیا تو صرف اُس ایک دن کا ادا ہوا۔ یوں اگر تیس مساکین کو ایک ایک صاع گیہوں دیے یا دو دو صاع جو تو صرف تیس کو دینا قرار پائیگا یعنی تیس مساکین کو پھر دینا پڑے گا یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک دن میں دیے ہوں اور دونوں میں دیے تو جائز ہے۔ (28)

مسئلہ ۲۶: ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع گیہوں دیے تو ضرور ہے کہ ان میں ہر ایک کو اور پاؤ پاؤ صاع دے اور اگر ان کی عوض میں اور ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع دیے تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ (29)

مسئلہ ۲۷: ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے خواہ اُسی دن یا کسی دوسرے دن اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھلائے۔ (30)

(26) الدر المختار رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، مطلب: اُی حرلیس، ج ۵، ص ۱۳۳-۱۳۶

(27) الدر المختار رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، مطلب: اُی حرلیس، ج ۵، ص ۱۳۶

(28) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۳، وغیرہ

(29) المرجع السابق

(30) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۵، ص ۱۵۰

مسئلہ ۲۸: اس کے ذمہ دو ۲ ظہار تھے خواہ ایک ہی عورت سے دونوں ظہار کیے یا دو عورتوں سے اور دونوں کے کفارہ میں ساٹھ مسکین کو ایک ایک صاع گیہوں دیدیے تو صرف ایک کفارہ ادا ہوا اور اگر پہلے نصف نصف صاع ایک کفارہ میں دیے پھر انھیں کو نصف نصف صاع دوسرے کفارہ میں دیے تو دونوں ادا ہو گئے۔ (31)

مسئلہ ۲۹: دو ظہار کے کفاروں میں دو غلام آزاد کر دیے یا چار مہینے کے روزے رکھ لیے یا ایک سو بیس مسکینوں کو کھانا کھلایا تو دونوں کفارے ادا ہو گئے اگرچہ معین نہ کیا ہو کہ یہ فلاں کا کفارہ ہے اور یہ فلاں کا۔ اور اگر دونوں دو قسم کے کفارے ہوں تو کوئی ادا نہ ہوا مگر جبکہ یہ نیت ہو کہ ایک کفارہ میں یہ اور ایک میں وہ اگرچہ معین نہ کیا ہو کہ کون سے کفارہ میں یہ اور کس میں وہ۔ اور اگر دونوں کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا یا دو ماہ کے روزے رکھے تو ایک ادا ہوا اور اُسے اختیار ہے کہ جس کے لیے چاہے معین کرے اور اگر دونوں کفارے دو قسم کے ہیں مثلاً ایک ظہار کا ہے دوسرا قتل کا تو کوئی کفارہ ادا نہ ہوا مگر جبکہ کافر کو آزاد کیا ہو تو یہ ظہار کے لیے متعین ہے کہ قتل کے کفارہ میں مسلمان کا آزاد کرنا شرط ہے۔ (32)

مسئلہ ۳۰: دو ۲ قسم کے دو کفارے ہیں اور ساٹھ مسکین کو ایک ایک صاع گیہوں دونوں کفاروں میں دیدیے تو دونوں ادا ہو گئے اگرچہ پورا پورا صاع ایک مرتبہ دیا ہو۔ (33)

مسئلہ ۳۱: نصف غلام آزاد کیا اور ایک مہینے کے روزے رکھے یا تیس مسکینوں کو کھانا کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ (34)

مسئلہ ۳۲: ظہار میں یہ ضروری ہے کہ قربت سے پہلے ساٹھ مساکین کو کھلا دے اور اگر ابھی پورے ساٹھ مساکین کو کھلا نہیں چکا ہے اور درمیان میں دلی کر لی تو اگرچہ یہ حرام ہے مگر جتنوں کو کھلا چکا ہے وہ باطل نہ ہوا، باقیوں کو کھلا دے، سرے سے پھر ساٹھ کو کھلانا ضرور نہیں۔ (35)

مسئلہ ۳۳: دوسرے نے بغیر اس کے حکم کے کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا اور اس کے حکم سے ہے تو صحیح ہے مگر جو صرف ہوا ہے وہ اس سے نہیں لے سکتا ہاں اگر اس نے حکم کرتے وقت یہ کہہ دیا ہو کہ جو صرف ہوگا میں دوں گا تو لے سکتا

(31) افتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۳

(32) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۵، ص ۱۳۸

(33) المرجع السابق، ص ۱۳۸

(34) افتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۳

(35) الجوهرة النيرة، کتاب الظہار، الجزء الثاني، ص ۸۹

(36)۔ ہے۔

مسئلہ ۳۴: جس کے ذمہ کفارہ تھا اُس کا انتقال ہو گیا وارث نے اُس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا قسم کے کفارہ میں کپڑے پہنا دیے تو ہو جائیگا اور غلام آزاد کیا تو نہیں۔ (37)



(36) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۵، ص ۱۳۷

(37) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، مطلب: لا استحالة فی جعل الخ، ج ۵، ص ۱۳۷

لعان کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ يَزْمُونَ أَرْوَاحَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١﴾ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢﴾ وَيَذَرُوا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٣﴾ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٤﴾) (1)

(1) پ ۱۸، النور: ۶-۹

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزان العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو لعان کہتے ہیں۔

مسئلہ: جب مرد اپنی بی بی پر زنا کی تہمت لگائے تو اگر مرد عورت دونوں شہادت کے اہل ہوں اور عورت اس پر مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہو جاتا ہے اگر وہ بحال سے انکار کرے تو اس کو اس وقت تک قید رکھا جائے گا جب تک وہ لعان کرے یا اپنے جھوٹ کا منہ پر ہو اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اس کو حد قذف لگائی جائے گی جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہو گا کہ وہ اس عورت پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہنا ہو گا کہ اللہ کی لعنت مجھ پر اگر میں یہ الزام لگانے میں جھوٹا ہوں اتنا کرنے کے بعد مرد پر سے حد قذف ساقط ہو جائے گی اور عورت پر لعان واجب ہو گا، انکار کرے گی تو قید کی جائے گی یہاں تک کہ لعان منظور کرے یا شوہر کے الزام لگانے کی تصدیق کرے اگر تصدیق کی تو عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہو گا کہ مرد اس پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہو گا کہ اگر مرد اس الزام لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ہوتا کہنے کے بعد عورت سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی اور لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرے سے فرقت واقع ہوگی بغیر اس کے نہیں اور یہ تفریق طلاق بانی ہوگی اور اگر مرد اہل شہادت میں سے نہ ہو مثلاً غلام ہو یا کافر ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو تو لعان نہ ہو گا اور تہمت لگانے سے مرد پر حد قذف لگائی جائے گی اور اگر مرد اہل شہادت میں سے ہو اور عورت میں یہ اہلیت نہ ہو اس طرح کہ وہ باندی ہو یا کافر ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو یا بچی ہو یا مجنون ہو یا زنیہ ہو اس صورت میں نہ مرد پر حد ہوگی اور نہ لعان۔

شان نزول: یہ آیت ایک صحابی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اگر آدمی بیٹی عورت کو زنا میں مبتلا دیکھے تو کیا کرے نہ اس وقت گواہوں کے تلاش کرنے کی فرصت ہے اور نہ بغیر گواہی کے وہ یہ بات کہہ سکتا ہے۔

اور جو لوگ اپنی عورتوں کو تہمت لگائیں اور اُن کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ (عزوجل) کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ (عزوجل) کی لعنت ہو اُس پر اگر جھوٹا ہو اور عورت سے سزایوں ملے گی کہ وہ اللہ (عزوجل) کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں باریوں کہ عورت پر اللہ (عزوجل) کا غضب اگر مرد سچا ہو۔



کیونکہ اسے حد قذف کا اندیشہ ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور لعان کا حکم دیا گیا۔
حکیم الامت کے مدنی پھول

لعان باب مناعلہ کا مصدر ہے اس کا مادہ لعن ہے بمعنی لعنت یعنی رحمت الہی سے دور ہو جانے کی بددعا۔ لعان کے معنی ہیں ایک دوسرے پر لعنت کرنا۔ شریعت میں لعان یہ ہے کہ کوئی خاوند اپنی بیوی کو ایسی تہمت لگائے کہ اگر اجنبی عورت کو گناہ کا تو حد قذف واجب ہو جاتی اس پر حاکم مجمع کے سامنے ان دونوں خاوند بیوی کو کھڑا کر کے چار چار قسمیں ایک ایک لعنت یا غضب کی بددعا کرے پھر ان دونوں کو ہمیشہ کے لیے جدا کر دے کہ پھر یہ عورت اس مرد کے نکاح میں آ بھی نہ سکے مگر لعان توڑنے پر کہ مرد کہے میں نے جھوٹی تہمت لگائی تھی اس پر اسے تہمت کی سزا اسی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں پھر نکاح میں آئے، ہمارے امام صاحب کے ہاں گواہیاں ہیں جن کی تاکید قسم سے کی گئی ہے۔ م شافعی کے ہاں لعان قسمیں ہیں جن کی تاکید گواہیوں سے کی گئی ہے لہذا امام صاحب کے ہاں لعان وہ ہی کر سکتا ہے کہ جس کی گواہی قبول ہو سکتی ہے جو گواہی کا اہل نہیں وہ لعان نہیں کر سکتا، اس کی تحقیق کتب فقہ میں ملاحظہ کیجئے۔ خیال رہے کہ کسی گنہگار مسلمان کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز نہیں خواہ کیسا ہی گنہگار ہو سوائے لعان کے، لہذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ یزید یا حجاج یا قاتل زانی قاتل پر لعنت ہاں یہ کہہ سکتے ہیں حضرت حسین کے قاتل یا قتل سے راضی ہونے والے پر لعنت ہے کہ یہ لعنت بالوصف ہے دیکھو شامی باب اللعان۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا کسی مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ پاؤں تو اُسے چھوؤں بھی نہیں، یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اُنھوں نے عرض کی، ہرگز نہیں، قسم ہے اُس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں فوراً تلواریں سے کام تمام کر دوں گا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: سنو تمھارا سردار کیا کہتا ہے، بیشک وہ بڑا غیرت والا ہے اور میں اُس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ (عزوجل) مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ دوسری روایت میں ہے، کہ یہ اللہ (عزوجل) کی غیرت ہی کی وجہ سے ہے کہ فواحش (بے حیائی کی باتوں) کو حرام فرما دیا ہے، خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ (۱)

(۱) صحیح مسلم، کتاب النکاح، الحدیث: ۱۶۰۸، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ص ۸۰۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ہاں تم اس عورت و مرد سے کچھ تعرض نہ کر تمہارا صرف یہ کام ہے کہ چار گواہ ان کے زنا پر بتا لو اولاً ہم پر پیش کر دو ہم بعد تحقیق انہیں زنا کی سزا دیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص، رجم وغیرہ صرف حاکم جاری کر سکتا ہے ہے کسی دوسرے کو حق نہیں کہ خود قانون ہاتھ میں لے کر یہ کام کرے۔

۲۔ اس عرض و معروض میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی کی تردید نہیں ہے بلکہ اپنی انتہائی غیرت کا اظہار ہے کہ ایسی حالت میں مجھ پر غصہ کی وجہ سے، ایسے مدہوشی جاری ہوگی کہ مجھے گواہ لانے آدمیوں کو ڈھونڈنے کا دھیان ہی نہ رہے گا اس جنون میں اسے قتل ہی کر دوں گا اسی لیے سرکار عالی نے ان کی عرض کی تردید نہ فرمائی بلکہ تعریف کی۔

۳۔ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں سیدنا ہے یعنی ہمارے سردار کی بات سنو، ہمارے سردار سے مراد ہے ہمارے مقرر کیے ہوئے سردار جیسے بادشاہ کسی امیر کی طرف اشارہ کر کے کہے ہمارا امیر یعنی ہمارا مقرر کردہ امیر سید کم کے معنی بالکل ظاہر ہیں غالباً انصار سے خطاب ہوگا اور اگر تمام صحابہ سے خطاب ہو تو خصوصی سرداری مراد ہوگی لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت سعد جناب صدیق و فاروق سے افضل ہوں۔

۴۔ یعنی جو کچھ سعد کہہ رہے ہیں اپنی غیرت کے جوش میں کہہ رہے ہیں نہ کہ ہمارے کلام عالی کی تردید میں اور جوش غیرت سرداری کی

حدیث ۲: صحیحین میں انھیں سے مروی، کہ ایک اعرابی نے حاضر ہو کر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی کہ میری عورت کے سیاہ رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے اور مجھے اس کا اچنبا ہے (یعنی معلوم ہوتا ہے میرا نہیں)۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تیرے پاس اونٹ ہیں؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: اُن کے رنگ کیا ہیں؟ عرض کی، سُرخ۔ فرمایا: اُن میں کوئی بھورا بھی ہے؟ عرض کی، چند بھورے بھی ہیں۔ فرمایا: تو سُرخ رنگ والوں میں یہ بھورا کہاں سے آگیا؟ عرض کی، شاید رگ نے کھینچا ہو (یعنی اس کے باپ دادا میں کوئی ایسا ہوگا، اُس کا اثر ہوگا) فرمایا: تو یہاں بھی شاید رگ نے کھینچ لیا ہو، اتنی بات پر اُسے انکار نسب کی اجازت نہ دی۔ (2)

بنا پر ہے معلوم ہوا کہ سردار قوم غیرت مند ہی چاہیے۔

۵۔ اس فرمان عالی میں حضرت سعد کی غیرت کی تعریف ہے ان کے اس عمل کی تائید نہیں کیونکہ خود قتل کر دینا خلاف حکم شرع ہے اس کی تائید کیسی جب لفظ غیور اللہ رسول کی صفت ہو تو اس سے مراد ہوتا ہے زور سخت روکنے والا یعنی ہم اور رب تعالیٰ ان بے حیائیوں کو نہایت سختی سے روکنے والے ہیں، اسی لیے زنا کی سزا ایسی سخت رکھی ہے کہ رب کی پناہ قصاص قتل میں تلوار سے مارا جاتا ہے مگر سزائے زنا میں سنگسار کیا جاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۲۵)

(2) صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب من شہدأ صلا معلوماً، الحدیث: ۳۱۳۴، ج ۴، ص ۵۱۲

حکیم ارامت کے مدنی پھول

۱۔ انکار کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں گورا ہوں میرا بچہ کالا کیسے ہو سکتا ہے اس لیے میں نے کہہ دیا کہ یہ بچہ میرا ہے ہی نہیں میری بیوی نے کسی کالے آدمی سے زنا کر لیا ہوگا اس کا یہ بچہ ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں انکار سے مراد دل سے انکار کرنا ہے، زبانی انکار کا ارادہ کرنا اگر زبان سے انکار کر دیتا تو لعان کرنا پڑتا۔

۲۔ سفید و سیاہ دھبے والے کو چکبرہ کہتے ہیں سرخ اونٹ رفتار اور طاقت میں بہت اچھا ہوتا ہے مگر چکبرہ اونٹ کا گوشت بہت نفیس ہوتا ہے اہل عرب سرخ اونٹ بہت پسند کرتے ہیں چکبرے کو اچھا نہیں سمجھتے۔ (مرقات) مطلب یہ ہے کہ ان سرخ اونٹوں سے کوئی اونٹ چکبرہ بھی پیدا ہوا ہے وہ بولا ہاں کہ ماں باپ سرخ ہیں اور ان کا بچہ چکبرہ۔

۳۔ جہ کا فاعل سرخ اونٹ ہیں اور ہا کا مرجع چکبرہ رنگ والا بچہ یعنی سرخ اونٹ چکبرہ بچہ کہاں سے لے آئے وہاں بچہ کا رنگ ماں باپ کے رنگ کے خلاف کیوں ہو گیا۔

۴۔ یعنی اس بچہ کے دادا پر دادا، نانا پر نانا میں کوئی نر یا مادہ اونٹ چکبرہ گزرا ہوگا وہ دور والا رنگ اس بچہ میں آگیا ہوگا۔ مرقات نے فرمایا یہ لفظ عرق درخت کی جڑ کی رگوں سے ماخوذ ہے جو دور تک زمین میں پھیلی ہوتی ہیں، جیسے ان جڑ کی رگوں کا اثر درخت میں پہنچتا ہے ایسے ہی آباء و اجداد کے رنگ یہاں اولاد میں پہنچ سکتی ہیں اس بدوی نے بہت تحقیقی بات کہی۔

۵۔ یعنی یہ ہی، قتال س بچہ میں بھی ہے کہ تیرے باپ دادوں میں کوئی سیاہ فام گزرا ہوگا جس کا اثر اس بچہ میں آگیا ہوگا جو تادیل تو ہے

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بی بی پر تہمت لگائی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ عرض کی یا رسول اللہ! (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی شخص اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے تو گواہ ڈھونڈنے جائے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے وہی جواب دیا۔ پھر ہلال نے کہا، قسم ہے اُس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! بیشک میں سچا ہوں اور خدا کوئی ایسا حکم نازل فرمایگا جو میری پیٹھ کو حد سے بچا دے۔ اُس وقت جبریل علیہ السلام اترے اور (وَالَّذِينَ يَزْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ) نازل ہوئی، ہلال نے حاضر ہو کر لعان کا مضمون ادا کیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ (عز وجل) جانتا ہے کہ تم میں ایک جھوٹا ہے تو کیا تم دونوں میں کوئی توبہ کرتا ہے۔ پھر عورت کھڑی ہوئی اُس نے بھی لعان کیا، جب پانچویں بار کی نوبت آئی تو لوگوں نے اُسے روک کر کہا، اب کہے گی تو ضرور غضب کی مستحق ہو جائیگی اس پر وہ کچھ رُکی اور جھجکی جس سے ہم کو خیال ہوا کہ رجوع کرے گی مگر پھر کھڑی ہو کر کہنے لگی میں تو اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہ کر دوں گی پھر وہ پانچواں کلمہ بھی اُس نے ادا کر دیا۔ (3)

اونٹ کے بچہ میں کرتا ہے آدمی کے بچہ میں کیوں نہیں کرتا سبحان اللہ کیا حکیمانہ جواب ہے۔ خیال رہے کہ بطور الزام یہ جواب دیا گیا ہے ورنہ بچہ کے رنگ روپ میں یہ ضروری نہیں کہ اس کے باپ دادوں کا اثر ہی آئے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سارے اصول گورے بچہ کا، اور کبھی سارے اصول کا لے بچہ گورا یہ تورب کی قدرت ہے جیسے چاہے بنا دے۔

۶۔ مقصد یہ ہے کہ رنگ روپ وغیرہ علامات ضعیفہ ہیں ان وجود سے بچہ کے نسب کا انکار نہ کرنا چاہیے کہ ثبوت زنا قوی علامات سے ہو سکتا ہے مثلاً کوئی عورت نکاح کے پانچ ماہ بعد بچہ جن دے یا جس کا خاوند پردیس ہی میں ہے اور عورت اقبالی بچے جنے یا خاوند نے عرصہ سے صحبت نہ کی ہو مگر بچہ پیدا ہو جائے ان صورت میں انکار کی گنجائش قوی ہے شریک ابن عمامہ کی حدیث میں جو گزرا کہ اگر بچہ اسی شکل کا ہے تو وہ غیر باپ کا ہوگا، وہاں رنگت و حلیہ سے زنا ثابت نہ فرمایا گیا تھا نہ اس کے رنگ پر زنا کے احکام جاری کیے گئے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لعان کے لیے صرف انکار اولاد ضروری ہے اس بدوی نے صاف صاف انکار نہ کیا تھا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۲۸)

(3) صحیح ابی ذری، کتاب التفسیر، باب ویدرأ عنہا العذاب الخ، الحدیث: ۷۷۷، ج ۳، ص ۲۸۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ہلال ابن امیہ وہ ہی صحابی ہیں جو حضرت کعب ابن مالک کے ساتھ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ تین حضرات کعب بن مالک، ہلال ابن امیہ، مرارہ ابن لوی، ان تین صاحبوں کی توبہ کا ذکر سورہ توبہ میں ہے "وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا" الا یہ۔

۲۔ حضرت شریک انصار کے حلیف تھے عمامہ ان کی والدہ کا نام ہے آپ اپنی ماں کی نسبت سے مشہور ہیں جیسے عبداللہ ابن ام مکتوم۔

حدیث ۴: صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد و عورت میں لعان کرایا پھر شوہر نے عورت کے لڑکے سے انکار کر دیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دونوں میں اسلام میں یہ پہلا واقعہ ہوا اور یہ لعن بھی پہلا لعان تھا۔ اسی واقعہ پر آیت لعان نازل ہوئی۔

۳۔ جی یا تو چار گواہ یعنی پیش کرو جنہوں نے تمہاری بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھا ہو ورنہ تم کو حد قذف اسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے۔

۴۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی پر کسی کو دیکھے تو اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ چار گواہ جمع کر لے اور انہیں اس حالت کا مشاہدہ کرائے یہ تکلیف طاقت سے زیادہ ہے۔

۵۔ سرکار عالی کا یہ فرمان قرآن کی اس آیت کی بنا پر ہے کہ زنا کے لیے چار گواہ پیش کیے جائیں، ورنہ الزام لگانے والے کو تہمت کی سزا اسی کوڑے لگائی جائے یہ پابندی اس لیے ہے تاکہ لوگ تہمت زنا میں دلیر نہ ہو جائیں۔ چونکہ ابھی لعان کے احکام آئے نہ تھے اس لیے فرمایا گیا۔

۶۔ یہ ہے مؤمن کی فراست کہ آئندہ آنے والے احکام کے متعلق قسم کھائی کہ ایسے احکام ضرور نازل ہوں گے لطف یہ ہے کہ ان شاء اللہ بھی نہ کہہ یعنی مجھے اپنے رب کی رحمت سے یقین ہے کہ وہ سچے کو تہمت کی سزا نہ لگنے دے گا، مجھے ضرور بچا لے گا۔

۷۔ فنزل کی ف سے معلوم ہوتا ہے کہ ہلال مجلس شریف میں موجود تھے اور دربار عالی گرم تھا کہ آیت لعان نازل ہو گئی حضرت ہلال کا اندازہ سچا ہو گیا کیونکہ ف تعقیب بلا تراخی کے لیے آتی ہے۔

۸۔ ظاہر یہ ہے کہ جاء سے مراد حضور کی بارگاہ میں قسم کے لیے کھڑا ہونا کیونکہ ہلال وہاں ہی تھے ابھی غائب نہ ہوئے تھے اور ہو سکتا ہے کہ ہلال چھ گئے ہوں اور اس آیت کے نزول پر بلائے گئے ہوں مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں گواہی سے مراد ہلال کا قسم کھانا چونکہ یہ قسم گواہی کے قائم مقام ہوتی ہے اس لیے اس قسم کو گواہی فرمایا قرآن کریم نے بھی اسے گواہی فرمایا۔

۹۔ اب بھی مستحب یہ ہے کہ حاکم اس قسم کے الفاظ لعان کرنے والوں سے کہے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے خفیہ حالات پر مطلع فرمایا ہے مگر ساتھ ہی پردہ پوش بنایا ہے اس لیے نہ تو رب تعالیٰ نے کوئی آیت اتاری کہ فلاں سچا ہے نہ حضور نے اس کی خبر دی لہذا یہ فرمان پردہ پوشی کی بنا پر ہے نہ کہ بے علمی کی بنا پر کیا تمہیں خبر نہیں کہ عبد اللہ ابن حذافہ نے حضور سے پوچھا تھا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ دوسرے نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا سالم مولیٰ شیبہ۔ (بخاری شریف) اور باپ بیٹا ہونا وہی جان سکتا ہے جو اندرونی حالات سے خبردار ہو لہذا ان کلمات سے حضور کی بے علمی ثابت کرنا سخت غلط ہے۔

۱۰۔ یعنی چار ہار شہد باللہ کہہ چکی جب پانچویں کی باری آئی صحابہ کرام نے اسے روک کر یہ تبلیغ کی۔

۱۱۔ یا سزا کو یا دوزخ کی آگ کو اگر یہ پانچویں قسم تو نہ کھائے تو رجم و سنگسار کی جائے گی اور اگر جموٹی قسم کھا گئی تو عذاب نار کی مستحق ہوگی لہذا سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ۔ اس سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ حضور کو خبر تھی کہ مرد سچا ہے عورت سے خطا ہوئی ہے دیکھو صحابہ کرام نے ہلال کو یہ تبلیغ نہ کی صرف عورت کو کی۔

تفریق کردی اور بچہ کو عورت کی طرف منسوب کر دیا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لعان کے وقت پہلے مرد کو نصیحت و تذکیر کی اور یہ خبر دی کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان ہے پھر عورت کو بلا کر نصیحت و تذکیر کی اور اسے بھی یہی خبر دی۔ دوسری روایت میں ہے، کہ مرد نے اپنے مال (مہر) کا مطالبہ کیا۔ ارشاد فرمایا: کہ تم کو مال نہ ملے گا، اگر تم نے سچ کہا ہے تو جو منفعت اُس سے اٹھا چکے ہو اُس کے بدلے میں ہو گیا اور اگر تم نے جھوٹ کہا ہے تو یہ مطالبہ بہت بعید و بعید تر ہے۔ (4)

۱۲۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو بھی علامات سے معلوم ہو چکا تھا کہ ہلال سچے ہیں عورت خطا کار ہے مگر چونکہ اسلام میں ان جیسی علامات کا اعتبار نہیں خصوصاً حدود میں اس لیے ان علامات پر احکام شرعیہ جاری نہیں ہوتے۔

۱۳۔ یعنی پانچویں قسم بھی کھائی اور چھوڑ دی گئی اس روکنے لوٹنے کے متعلق اس سے کوئی باز پرس نہ کی گئی کہ تو پہلے رکی کیوں تھی۔

۱۴۔ یعنی حرامی ہے غالباً شریک ابن سماء اسی شکل کے ہوں گے اور بچہ اکثر باپ کی شکل پر ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ اکثر یہ ہے مگر حضور کے فرمان عالی سے وہ یقینی ہو گیا مگر اس یقین پر شرعی سزا جاری نہیں ہوتی اس لیے عورت سے پھر بھی کچھ نہ کہا گیا۔

۱۵۔ اس حکم سے مراد لعان کے احکام ہیں جو اس موقع پر قرآن کریم میں نازل ہو چکے تھے یعنی اگر یہ احکام لعان نہ آگئے ہوتے اور صرف علامات پر حدود شرعیہ جاری ہو جاتیں تو ہم اس کو سنگسار کر دیتے۔

۱۶۔ کہ ہم اس عورت کو سنگسار کر دیتے، خیال رہے کہ حضور نے اس عورت کو ہلال سے علیحدہ کر دیا مگر عدت کا خرچہ نہ دلوا یا کیونکہ یہ عیحدگی طلاق نہیں بلکہ فصیح ہے (مرقات) بعض روایات میں ہے کہ یہ بچہ زغہ رہا بعد میں معر کا حاکم ہوا مگر اپنی ماں کی طرف نسبت کیا جاتا تھا۔ (مرقات) مگر بعض روایات میں ہے کہ دو سال کی عمر پا کر وفات ہو گیا۔ واللہ اعلم! یہ عورت اور شریک بھی برے حال میں مرے (مرقات) خیال رہے کہ لعان کی صورت میں شرعاً کوئی فاسق نہیں کہا جاتا اسی لعان کرنے والے کی گواہی قبول ہے عند اللہ جو کچھ ہو وہ رب جانے لہذا شرعاً ان دونوں بلکہ تینوں میں کوئی فاسق نہیں نہ ہلال نہ یہ عورت نہ شریک لہذا یہ مسئلہ بالکل حق ہے کہ صیہ تمام کے تمام عادل ہیں سب جنتی ہیں۔ (مراۃ، لسانہ شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۲۳)

(4) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب اللعان، الحدیث: ۵۵۰۶، ۳۳۰۶، ج ۲، ص ۲۵۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ اپنی بیوی کے بچے کا اپنے سے انکار کر دیا کہہ دیا کہ میرا نہیں بلکہ حرام کا ہے یہ بھی تہمت زنا کی ایک صورت ہے کہ زنا کا الزام نہ لگائے بچے کا انکار کر دے۔

۲۔ لعان کرا کر اس طرح کہ پہلے دونوں سے لعان کرایا پھر فصیح نکاح فرمادیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ لعان میں عورت و مرد کی عیحدگی حاکم کے فیصلہ سے ہوگی نہ کہ خود کی طلاق سے۔ امام اعظم کا یہی مذہب ہے، امام زفر و امام شافعی کے ہاں خود لعان ہی طلاق یا فصیح نکاح کا سبب ہے لعان کیا تو عیحدگی ہوئی مگر امام اعظم کا قول نہایت قوی ہے اولا تو اس لیے کہ اگر لعان ہی طلاق ہوتا تو حضور تفریق کیوں کراتے۔

حدیث ۵: ابن ماجہ میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ چار عورتوں سے لعان نہیں ہو سکتا۔ (۱) نصرانیہ جو مسلمان کی زوجہ ہے۔ اور (۲) یہودیہ جو مسلمان کی عورت ہے۔ اور (۳) حرہ جو کسی غلام کے نکاح میں ہے۔ اور (۴) باندی جو آزاد مرد کے نکاح میں ہے۔ (۵)

جیسا کہ یہاں فرق سے معلوم ہو رہا ہے کہ لعان کے بعد حضور نے علیحدگی کا حکم دیا، دوسرے اس لیے کہ پہلے گزر چکا کہ عویر نے لعان کے بعد تین حقائق دیں اگر لعان سے نکاح ختم ہو چکا تھا تو طلاق سے کیا فائدہ تھا وہ طلاقات اور یہ تفریق بتا رہی ہے کہ لعان نسخ نکاح نہیں۔ (مرقات)

۳۔ اس طرح کہ یہ بچہ اس عورت کا کہلایا نہ کہ مرد کا، نیز اس کا نسب مرد سے ثابت نہ ہوا، نیز اس بچہ کو صرف عورت کی میراث ملی نہ کہ مرد کی لعان کا یہ ہی حکم ہے۔

۴۔ یہاں دنیا کی سزا سے مراد حد قذف تہمت کی سزا ہے یعنی اسی کوڑے یعنی اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو اقرار کر لے اسی ۸۰ کوڑے کھا کر تیری رہائی ہو جائے گی، آخرت کا عذاب رسوائی و دوزخ کی آگ بہت سخت ہے۔

۵۔ یہاں عذاب سے مراد رجم یعنی سنگسار کرنا اور دنیا کی بدنامی ہے کہ اگر عورت زنا کا اقرار کر لے تو رجم کی جائے گی دنیا سے برا کہے گی مگر یہ تکلیف چند منٹ کی ہے آخرت میں رسوائی اور دوزخ کا عذاب بہت سخت ہے عقلمند وہ ہے جو دشوار سزا کے مقابل آسان کو اختیار کرے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۲۲)

(۵) سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب اللعان، الحدیث: ۲۰۷۱، ج ۲، ص ۵۲۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر ان عورتوں کے خاوند نہیں زنا کا الزام دیں تو ان کے اور ان کے خاوندوں کے درمیان لعان نہ ہوگا یہاں بین ازواہن پوشیدہ ہے۔

۲۔ خیال رہے کہ اگر الزام زنا لگانے والا خاوند غلام یا کافر ہو یا کبھی تہمت کی سزا پا چکا ہو جسے محدود فی القذف کہتے ہیں تب تو لعان نہ ہوگا مگر خاوند کو تہمت کی سزا اسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے کیونکہ ان صورتوں میں خاوند گواہی کا اہل نہیں اور خاوند تو گواہی کا اہل ہو مگر بیوی اہل نہ ہو مثلاً بیوی لونڈی یا کافرہ یا جھوٹی لڑکی یا مجنونہ یا زانیہ ہو اسے کبھی تہمت کی سزا لگ چکی ہو تو نہ تو لعان ہوگا نہ خاوند کو تہمت کی سزا لگے کیونکہ اس صورت میں لعان کی رکاوٹ عورت کی طرف سے ہے۔ (دیکھو فتح القدیر شرح ہدایہ اور مرقات) غرض کہ لعان میں شرط یہ ہے کہ دونوں خاوند بیوی گواہی کے اہل ہوں کیونکہ لعان میں دونوں کی قسمیں مثل گواہی کے ہوتی ہیں۔

۳۔ معلوم ہوا کہ آزاد عورت غلام سے نکاح کر سکتی ہے مگر اپنے غلام سے نہیں دوسرے کے غلام سے، یہ نہیں ہو سکتا کہ مرد یہودی یا عیسائی ہو اور عورت مسلمان کہ مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر مرد سے نہیں ہو سکتا۔

۴۔ یہ حدیث دارقطنی نے بھی متعدد اسنادوں سے روایت کی اگر تمام اسنادیں ضعیف بھی ہوں تب بھی حدیث لائق عمل ہے کہ تعدد اسناد سے ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔ (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۳۸)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس طرح پر کہ اگر اجنبیہ عورت کو لگاتا تو حد قذف (تہمت زنا کی حد) اس پر لگائی جاتی یعنی عورت عاقلہ، بالغہ، حرہ، مسلمہ، عقیقہ (پاکدامن) ہو تو لعان کیا جائیگا اس کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے حضور پہلے شوہر قسم کے ساتھ چار مرتبہ شہادت دے یعنی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس میں خدا کی قسم! میں سچا ہوں پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر خدا کی لعنت اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہو اور ہر بار لفظ اس سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر عورت چار مرتبہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کی قسم! اس نے جو مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے، اس بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر اللہ (عزوجل) کا غضب ہو، اگر یہ اُس بات میں سچا ہو جو مجھے زنا کی تہمت لگائی۔ لعان میں لفظ شہادت شرط ہے، اگر یہ کہا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سچا ہوں، لعان نہ ہوا۔ (1)

مسئلہ ۲: لعان کے لیے چند شرطیں ہیں:

- (۱) نکاح صحیح ہو۔ اگر اُس عورت سے اس کا نکاح فاسد ہوا ہے اور تہمت لگائی تو لعان نہیں۔
- (۲) زوجیت قائم ہو (یعنی عورت نکاح میں موجود ہو) خواہ دخول ہوا ہو یا نہیں لہذا اگر تہمت لگانے کے بعد طلاق بائن دی تو لعان نہیں ہو سکتا اگرچہ طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کر لیا۔ یوں اگر طلاق بائن دینے کے بعد تہمت لگائی یا زوجہ کے مرجانے کے بعد تو لعان نہیں اور اگر تہمت کے بعد رجعی طلاق دی یا رجعی طلاق کے بعد تہمت لگائی تو لعان ساقط نہیں۔

(۳) دونوں آزاد ہوں۔

(۴) دونوں عاقل ہوں۔

(۵) دونوں بالغ ہوں۔

(۶) دونوں مسلمان ہوں۔

(۷) دونوں ناطق ہوں یعنی اُن میں کوئی گونگانہ ہو۔

(۸) اُن میں کسی پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔

(۹) مرد نے اپنے اس قول پر گواہ نہ پیش کیے ہوں۔

(۱۰) عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے کو پارسا کہتی ہو اصطلاح شرع میں پارسا اُس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وطی حرام نہ ہوئی ہو نہ وہ اسکے ساتھ متہم ہو (نہ اُس پر وطی حرام کی تہمت لگی ہو) لہذا طلاق بائن کی عدت میں اگر شوہر نے اُس سے وطی کی اگرچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا تھا کہ اس سے وطی حلال ہے تو عورت عقیقہ نہیں۔ یوہیں اگر نکاح فاسد کر کے اُس سے وطی کی تو عفت (پاکدامنی) جاتی رہی یا عورت کی اولاد ہے جس کے باپ کو یہاں کے لوگ نہ جانتے ہوں اگرچہ حقیقت وہ ولد الزنا (زنا سے پیدا ہونے والا بچہ) نہیں ہے یہ صورت متہم ہونے کی ہے اس سے بھی عفت جاتی رہتی ہے۔ اور اگر وطی حرام عارضی سبب سے ہو مثلاً حیض و نفاس وغیرہ میں جن میں وطی حرام ہے وطی کی تو اس سے عفت نہیں جاتی۔

(۱۱) صریح زنا کی تہمت لگائی ہو یا اُس کی جو اولاد اسکے نکاح میں پیدا ہوئی اُس کو کہتا ہو کہ یہ میری نہیں یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اُس کو کہتا ہو کہ یہ اُس کا نہیں۔

(۱۲) دارالاسلام میں یہ تہمت لگائی ہو۔

(۱۳) عورت قاضی کے پاس اُس کا مطالبہ کرے۔

(۱۴) شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دوسرے گواہوں سے ثابت ہو۔ لعان کے وقت عورت کا کھڑا ہونا شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳: عورت پر چند بار تہمت لگائی تو ایک ہی بار لعان ہوگا۔ (۳)

مسئلہ ۴: لعان میں تمادی نہیں یعنی اگر عورت نے زمانہ دراز تک مطالبہ نہ کیا تو لعان ساقط نہ ہوگا ہر وقت مطالبہ کا اُس کو اختیار باقی ہے۔ لعان معاف نہیں ہو سکتا یعنی اگر شوہر نے تہمت لگائی اور عورت نے اُس کو معاف کر دیا اور معاف کرنے کے بعد اب قاضی کے یہاں دعویٰ کرتی ہے تو قاضی لعان کا حکم دیگا اور عورت دعویٰ نہ کرے تو قاضی خود مطالبہ نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر عورت نے کچھ لے کر صلح کر لی تو لعان ساقط نہ ہوا جو لیا ہے اُسے واپس کر کے مطالبہ کرنے کا عورت کو حق حاصل ہے مگر عورت کے لیے افضل یہ ہے کہ ایسی بات کو چھپائے اور حاکم کو بھی چاہیے کہ عورت کو پردہ پوشی کا حکم دے۔ (۴)

(۲) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۵

والدر المختار رد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۱، ۱۵۶

(۳) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۴

(۴) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۶

مسئلہ ۵: عورت کے مرجانے کے بعد اُس کو تہمت لگائی اور اُس عورت کی دوسرے شوہر سے اولاد ہے جس کے نسب میں اسکی تہمت کی وجہ سے خرابی پڑتی ہے اُس نے مطالبہ کیا اور شوہر ثبوت نہ دے سکا تو حد قذف قائم کی جائے اور اگر دوسرے سے اولاد نہیں بلکہ اسی کی اولادیں ہیں تو حد قائم نہیں ہو سکتی۔ (5)

مسئلہ ۶: مرد و عورت دونوں کافر ہوں یا عورت کافرہ یا دونوں مملوک ہوں یا ایک یا دونوں میں سے ایک مجنون ہو یا نابالغ یا کسی پر حد قذف قائم ہوئی ہے تو لعان نہیں ہو سکتا اور اگر دونوں اندھے یا فاسق ہوں یا ایک تو ہو سکتا ہے۔ (6)

مسئلہ ۷: شوہر اگر تہمت لگانے سے انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس دو مرد گواہ بھی نہ ہوں تو شوہر سے قسم نہ کھلائی جائے اور اگر قسم کھلائی گئی اُس نے قسم کھانے سے انکار کیا تو حد قائم نہ کریں۔ (7)

مسئلہ ۸: شوہر نے تہمت لگائی اور اب لعان سے انکار کرتا ہے تو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ لعان کرے یا کہے میں نے جھوٹ کہا تھا اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اُس پر حد قذف قائم کریں اور شوہر نے لعان کے الفاظ ادا کر لیے تو ضرور ہے کہ عورت بھی ادا کرے ورنہ قید کی جائیگی یہاں تک کہ لعان کرے یا شوہر کی تصدیق کرے اور اب لعان نہیں ہو سکتا نہ آئندہ تہمت لگانے سے شوہر پر حد قذف قائم ہوگی مگر عورت پر تصدیق شوہر کی وجہ سے حد زنا بھی قائم نہ ہوگی جبکہ فقط اتنا کہا ہو کہ وہ سچا ہے اور اگر اپنے زنا کا اقرار کیا تو بشرائط اقرار زنا حد زنا قائم ہوگی۔ (8)

مسئلہ ۹: شوہر کے ناقابل شہادت ہونے کی وجہ سے اگر لعان ساقط ہو مثلاً غلام ہے یا کافر یا اُس پر حد قذف لگائی جا چکی ہے تو حد قذف قائم کی جائے بشرطیکہ عاقل بالغ ہو۔ اور اگر لعان کا ساقط ہونا عورت کی جانب سے ہے کہ وہ اس قابل نہیں مثلاً کافرہ ہے یا باندی یا محدودہ فی القذف یا وہ ایسی ہے کہ اُس پر تہمت لگانے والے کے لیے حد قذف نہ ہو یعنی عقیفہ نہ ہو تو شوہر پر حد قذف نہیں بلکہ تعزیر ہے مگر جبکہ عقیفہ نہ ہو اور علانیہ زنا کرتی ہو تو تعزیر بھی نہیں اور اگر دونوں محدود فی القذف (یعنی دونوں کو تہمت زنا کی سزا مل چکی ہو) ہوں تو شوہر پر حد قذف ہے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: اگر عورت سے کہا تو نے بچپن میں زنا کیا تھا یا حالت جنون میں اور یہ بات معلوم ہے کہ عورت کو جنون

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۲

(5) رد المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۳

(6) الدر المختار و رد المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۲

(7) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۵

(8) الدر المختار و رد المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۵

(9) الدر المختار و رد المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۵، ۱۵۷

تھ تو نہ جان ہے، نہ شوہر پر حد قذف، اور اگر کہا تو نے حالت کفر میں یا جب تو کنیز تھی اُس وقت زنا کیا تھا یا کہا چالیس (۳۰) برس ہوئے کہ تو نے زنا کیا حالانکہ عورت کی عمر اتنی نہیں تو ان صورتوں میں لعان ہے۔ (10)

مسئلہ ۱۱: عورت سے کہا اے زانیہ یا تو نے زنا کیا یا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو یہ سب الفاظ صریح ہیں، ان میں لعان ہوگا اور اگر کہا تو نے حرام کاری کی یا تجھ سے حرام طور پر جماع کیا گیا یا تجھ سے لواطت کی گئی تو لعان نہیں۔ (11)

مسئلہ ۱۲: لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اُس عورت سے وطی حرام ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دیگا اور اب مطلقہ بائن ہوگئی لہذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے ایلا وظہار کر سکتا ہے دونوں میں سے کوئی مرجائے تو دوسرا اُسکا ترکہ پایگا اور لعان کے بعد اگر وہ دونوں علیحدہ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائیگی۔ (12)

مسئلہ ۱۳: اگر لعان کی ابتدا قاضی نے عورت سے کرائی تو شوہر کے الفاظ لعان کہنے کے بعد عورت سے پھر کہلوائے اور دوبارہ عورت سے نہ کہلوائے اور تفریق کر دی تو ہوگئی۔ (13)

مسئلہ ۱۴: لعان ہو جانے کے بعد ابھی تفریق نہ کی تھی کہ خود قاضی کا انتقال ہو گیا یا معزول ہو گیا اور دوسرا اُس کی جگہ مقرر کیا گیا تو یہ قاضی دوم اب پھر لعان کرائے۔ (14)

مسئلہ ۱۵: تین تین بار دونوں نے الفاظ لعان کہے تھے یعنی ابھی پورا لعان نہ ہوا تھا کہ قاضی نے غلطی سے تفریق کر دی تو تفریق ہوگئی مگر ایسا کرنا خلاف سنت ہے اور اگر ایک ایک یا دو دو بار کہنے کے بعد تفریق کی تو تفریق نہ ہوئی اور اگر صرف شوہر نے الفاظ لعان ادا کیے عورت نے نہیں اور قاضی غیر حنفی نے (جس کا یہ مذہب ہو کہ صرف شوہر کے لعان سے تفریق ہو جاتی ہے) تفریق کر دی تو جدائی ہوگئی اور قاضی حنفی ایسا کریگا تو اُس کی قضا نافذ نہ ہوگی کہ یہ اُس کے مذہب کے خلاف ہے اور خلاف مذہب حکم کرنے کا اُسے حق نہیں۔ (15)

(10) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۸

(11) ہفتاویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۵

(12) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب اللعان، الجزء الثانی، ص ۹۲

(13) المرجع السابق

(14) المرجع السابق

(15) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۶۰

مسئلہ ۱۶: لعان کے بعد ابھی تفریق نہیں ہوئی ہے اور دونوں یا ایک کو کوئی ایسا امر لاحق ہوا کہ لعان سے پیشتر ہوتا تو لعان ہی نہ ہوتا مثلاً ایک یا دونوں گونگے یا مرتد ہو گئے یا کسی کو تہمت لگائی اور حد قذف قائم ہوئی یا ایک نے اپنی تکذیب کی یا عورت سے وطی حرام کی گئی تو لعان باطل ہو گیا، لہذا قاضی اب تفریق نہ کریگا اور اگر دونوں میں سے کوئی مجنون ہو گیا تو لعان ساقط نہ ہوگا لہذا تفریق کر دیگا اور اگر بوہرا ہو گیا جب بھی تفریق کر دیگا اور اگر مرد نے الفاظ لعان کہہ لیے تھے اور عورت نے ابھی نہیں کہے تھے کہ بوہرا ہو گیا یا عورت بوہری ہو گئی تو تفریق نہ ہوگی نہ عورت سے لعان کرایا جائے۔ (16)

مسئلہ ۱۷: لعان کے بعد شوہر یا عورت نے تفریق کے لیے کسی کو اپنا وکیل کیا اور غائب ہو گیا تو قاضی وکیل کے سامنے تفریق کر دیگا۔ یوں اگر بعد لعان چل دیے پھر کسی کو وکیل بنا کر بھیجا تو قاضی اس وکیل کے سامنے تفریق کر دیگا۔ (17)

مسئلہ ۱۸: لعان کے بعد اگر ابھی تفریق نہ ہوئی ہو جب بھی اُس عورت سے وطی و دوائی وطی (یعنی وطی پر ابھارنے والے افعال مثلاً بوس و کنار وغیرہ) حرام ہیں اور تفریق ہو گئی تو عدت کا نفقہ دے سکتے یعنی رہنے کا مکان پائے گی اور عدت کے اندر جو بچہ پیدا ہوگا اسی شوہر کا ہوگا اگر دو برس کے اندر پیدا ہو۔ اور اگر عدت اُس عورت کے لیے نہ ہو اور چھ ۶ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر کا قرار دیا جائیگا۔ (18)

مسئلہ ۱۹: اگر شوہر نے اُس بچہ کی نسبت جو اس کے نکاح میں پیدا ہوا ہے اور زندہ بھی ہے یہ کہا کہ یہ میرا نہیں ہے اور لعان ہو تو قاضی اُس بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیگا اور وہ بچہ اب ماں کی طرف منتسب ہوگا بشرطیکہ علق (حمل ٹھہرنا) ایسے وقت میں ہوا کہ عورت میں صلاحیت لعان ہو، لہذا اگر اُس وقت باندی تھی اب آزاد ہے یا اُس وقت کافرہ تھی اب مسلمان ہے تو نسب منقطع نہیں ہوگا، (یعنی نسب منقطع نہ ہوگا) اس واسطے کہ اس صورت میں لعان ہی نہیں اور اگر وہ بچہ مر چکا ہے تو لعان ہوگا اور نسب منقطع نہیں ہو سکتا ہے۔ یوں اگر دو بچے ہوئے اور ایک مر چکا ہے اور ایک زندہ ہے اور دونوں سے شوہر نے انکار کر دیا یا لعان سے پہلے ایک مر گیا تو اُس مردہ کا نسب منقطع نہ ہوگا۔ نسب منقطع ہونے کی چھ ۶ شرطیں ہیں:

(۱) تفریق۔

(16) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۷

(17) المرجع السابق

(18) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، مطلب: فی الدعاء الخ، ج ۵، ص ۱۶۰

(۲) وقت ولادت یا اس کے ایک دن یا دو دن بعد تک ہو دو دن کے بعد انکار نہیں کر سکتا۔

(۳) اس انکار سے پہلے اقرار نہ کر چکا ہو اگرچہ دلالت اقرار ہو مثلاً اسکو مبارکباد کہی گئی اور اس نے سکوت کیا یا اس کے لیے کھلونے خریدے۔

(۴) تفریق کے وقت بچہ زندہ ہو۔

(۵) تفریق کے بعد اسی حمل سے دوسرا بچہ نہ پیدا ہو یعنی چھ ۶ مہینے کے اندر۔

(۶) ثبوت نسب کا حکم شرعاً نہ ہو چکا ہو، مثلاً بچہ پیدا ہوا اور وہ کسی دودھ پیتے بچے پر گرا اور یہ مر گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ اُس بچے کے باپ کے عصبہ اس کی دیت ادا کریں اور اب باپ یہ کہتا ہے کہ میرا نہیں تو لعان ہوگا اور نسب منقطع نہ ہوگا۔ (19)

مسئلہ ۲۰: لعان و تفریق کے بعد پھر اُس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک دونوں اہلیت لعان رکھتے ہوں اور اگر لعان کی کوئی شرط دونوں یا ایک میں مفقود ہو گئی تو اب باہم دونوں نکاح کر سکتے ہیں مثلاً شوہر نے اس تہمت میں اپنے کو جھوٹا بتایا اگرچہ صراحۃً یہ نہ کہا ہو کہ میں نے جھوٹی تہمت لگائی تھی مثلاً وہ بچہ جس کا انکار کر چکا تھا مر گیا اور اُس نے مال چھوڑا ترکہ لینے کے لیے یہ کہتا ہے کہ وہ میرا بچہ تھا تو حد قذف قائم ہوگی اور اس کا نکاح اُس عورت سے اب ہو سکتا ہے اور اگر حد قذف نہ لگائی گئی جب بھی نکاح ہو سکتا ہے۔ یوں اگر بعد لعان و تفریق کسی اور پر تہمت لگائی اور اس کی وجہ سے حد قذف قائم ہوئی یا عورت نے اُس کی تصدیق کی یا عورت سے وطی حرام کی گئی اگرچہ زنا نہ ہو مگر تصدیق زن سے نکاح اُس وقت جائز ہوگا جبکہ چار بار ہو اور حد لعان ساقط ہونے کے لیے ایک بار تصدیق کافی ہے۔ (20)

مسئلہ ۲۱: حمل کی نسبت اگر شوہر نے کہا کہ یہ میرا نہیں تو لعان نہیں ہاں اگر یہ کہے کہ تو نے زنا کیا ہے اور یہ حمل اُسی سے ہے تو لعان ہوگا مگر قاضی اس حمل کو شوہر سے نفی نہ کریگا۔ (21)

مسئلہ ۲۲: کسی نے اس کی عورت پر تہمت لگائی اس نے کہا تو نے سچ کہا وہ ویسی ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو لعان ہوگا اور اگر فقط اتنا ہی کہا کہ تو سچا ہے تو لعان نہیں نہ حد قذف۔ (22)

(19) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، مطلب: فی الدعاء الخ، ج ۵، ص ۱۶۰

(20) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۲۰

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۶۱

(21) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۶۲

(22) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۷

مسئلہ ۲۳: عورت سے کہا تجھ پر تین طلاقیں اسے زانیہ تو لعان نہیں بلکہ حد قذف ہے اور اگر کہا اسے زانیہ تجھے تین طلاقیں تو نہ لعان ہے نہ حد۔ (23)

مسئلہ ۲۴: عورت سے کہا اسے زانیہ، زانیہ کی بیٹی تو عورت اور اس کی ماں دونوں پر تہمت لگائی اب اگر ماں بیٹی دونوں ایک ساتھ مطالبہ کریں تو ماں کا مطالبہ مقدم قرار دیکر حد قذف قائم کریں گے اور لعان ساقط ہو جائیگا اور اگر ماں نے مطالبہ نہ کیا اور عورت نے کیا تو لعان ہوگا پھر بعد میں اگر ماں نے مطالبہ کیا تو حد قذف قائم کریں گے۔ اور اگر صورت مذکورہ میں عورت کی ماں مر چکی ہے اور عورت نے دونوں مطالبے کیے تو ماں کی تہمت پر حد قذف قائم کریں گے اور لعان ساقط اور اگر صرف اپنا مطالبہ کیا تو لعان ہوگا۔ یوں اگر اجنبیہ پر تہمت لگائی پھر اس سے نکاح کر کے پھر تہمت لگائی اور عورت نے لعان و حد دونوں کا مطالبہ کیا تو حد ہوگی اور لعان ساقط اور اگر لعان کا مطالبہ کیا اور لعان ہوا پھر حد کا مطالبہ کیا تو حد بھی قائم کریں گے۔ (24)

مسئلہ ۲۵: اپنی عورت سے کہا میں نے جو تجھ سے نکاح کیا اس سے پہلے تو نے زنا کیا یا نکاح سے پہلے میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو یہ تہمت چونکہ اب لگائی لہذا لعان ہے اور اگر یہ کہا نکاح سے پہلے میں نے تجھے زنا کی تہمت لگائی تو لعان نہیں بلکہ حد قائم ہوگی۔ (25)

مسئلہ ۲۶: عورت سے کہا میں نے تجھے بکرنہ پایا تو نہ حد ہے نہ لعان۔ (26)

مسئلہ ۲۷: اولاد سے انکار اس وقت صحیح ہے جب مبارکبادی دیتے وقت یا ولادت کے سامان خریدنے کے وقت نفی کی ہو ورنہ سکوت (خاموش رہنا) رضا سمجھا جائیگا اب پھر نفی نہیں ہو سکتی مگر لعان دونوں صورتوں میں ہوگا اور اگر ولادت کے وقت شوہر موجود نہ تھا تو جب اسے خبر ہوئی نفی کے لیے وہ وقت بمنزلہ ولادت کے ہے۔ (ولادت کے قائم مقام ہے) شوہر نے اولاد سے انکار کیا اور عورت نے بھی اس کی تصدیق کی تو لعان نہیں ہو سکتا۔ (27)

مسئلہ ۲۸: دو بچے ایک حمل سے پیدا ہوئے یعنی دونوں کے درمیان چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہو اور ان دونوں میں پہلے سے انکار کیا دوسرے کا اقرار تو حد لگائی جائے اور اگر پہلے کا اقرار کیا دوسرے سے انکار تو لعان ہوگا بشرطیکہ انکار

(23) المرجع السابق

(24) المرجع السابق

(25) المرجع السابق، ص ۵۱۸

(26) المرجع السابق

(27) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۶۳

سے نہ پھرے اور پھر گیا تو حد لگائی جائے مگر بہر حال دونوں ثابت النسب ہیں۔ (28)

مسئلہ ۲۹: جس بچے سے انکار کیا اور لعان ہوا وہ مر گیا اور اُس نے اولاد چھوڑی اب لعان کرنے والے نے اُس کو اپنا پوتا پوتی قرار دیا تو وہ ثابت النسب ہے۔ (29)

مسئلہ ۳۰: اولاد سے انکار کیا اور ابھی لعان نہ ہوا کہ کسی اجنبی نے عورت پر تہمت لگائی اور اُس بچے کو حرامی کہا اس پر حد قذف قائم ہوئی تو اب اُس کا نسب ثابت ہے اور کبھی منتهی نہ ہوگا۔ (30)

مسئلہ ۳۱: عورت کے بچے پیدا ہوا شوہر نے کہا یہ میرا نہیں یا یہ زنا سے ہے اور کسی وجہ سے لعان ساقط ہو گیا تو نسب منتهی نہ ہوگا حد واجب ہو یا نہیں۔ یوہیں اگر دونوں اہل لعان ہیں مگر لعان نہ ہوا تو نسب منتهی نہ ہوگا۔ (31)

مسئلہ ۳۲: نکاح کیا مگر ابھی دخول نہ ہوا بلکہ ابھی عورت کو دیکھا بھی نہیں اور عورت کے بچے پیدا ہوا، شوہر نے اُس سے انکار کیا تو لعان ہو سکتا ہے اور بعد لعان وہ بچے ماں کے ذمہ ہوگا اور مہر پورا دینا ہوگا۔ (32)

مسئلہ ۳۳: لعان کے سبب جس لڑکے کا نسب عورت کے شوہر سے منقطع کر دیا گیا ہے بعض باتوں میں اُس کے لیے نسب کے احکام ہیں مثلاً وہ اپنے باپ کے لیے گواہی دے تو مقبول نہیں، نہ باپ کی گواہی اُس کے لیے مقبول، نہ وہ اپنے باپ کو زکوٰۃ دے سکے، نہ باپ اُس کو، اور اس لڑکے کے بیٹے کا نکاح باپ کی اُس لڑکی سے جو دوسری عورت سے ہے نہیں ہو سکتا یا عکس ہو جب بھی نہیں ہو سکتا، اور اگر باپ نے اُس کو مار ڈالا تو قصاص نہیں، اور دوسرا شخص یہ کہے کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اُس کا نہیں ہو سکتا اگرچہ یہ لڑکا بھی اپنے کو اُس کا بیٹا کہے بلکہ تمام باتوں میں وہی احکام ہیں جو ثابت النسب کے ہیں صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ ایک دوسرے کا وارث نہیں دوسرے یہ کہ ایک کا نفقہ دوسرے پر واجب نہیں۔ (33)



(28) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۶۳

(29) المرجع السابق، ص ۱۶۶

(30) المرجع السابق، ص ۱۶۷

(31) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۹

(32) المرجع السابق، ص ۵۱۹-۵۲۰

(33) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۲۱

والدر المختار کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۶۷

عنین کا بیان

حدیث: فتح القدیر میں ہے، عبدالرزاق نے روایت کی، کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عنین کو ایک سال کی مدت دی جائے۔ اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی، امیر المومنین نے قاضی شریح کے پاس لکھ بھیجا کہ یوم مرافعہ سے (دعویٰ کے دن سے) ایک سال کی مدت دی جائے۔ اور عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک سال کی مدت دی جائے۔ اور حسن بصری و شعبی و ابراہیم نخعی و عطاء و سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ (1)



مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: عنین اُس کو کہتے ہیں کہ آلہ موجود ہو اور زوجہ کے آگے کے مقام میں دخول نہ کر سکے اور اگر بعض عورت سے جماع کر سکتا ہے اور بعض سے نہیں یا شیب کے ساتھ کر سکتا ہے اور بکر کے ساتھ نہیں تو جس سے نہیں کر سکتا اُس کے حق میں عنین ہے اور جس سے کر سکتا ہے اُس کے حق میں نہیں۔ اس کے اسباب مختلف ہیں مرض کی وجہ سے ہے یا خلقہ (یعنی پیدائشی طور پر) ایسا ہے یا بڑھا پے کی وجہ سے یا اس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: اگر فقط حشفہ (آلہ تناسل کی سپاری) داخل کر سکتا ہے تو عنین نہیں اور حشفہ کٹ گیا ہو تو اُس کی مقدار عضو داخل کر سکنے پر عنین نہ ہوگا اور عورت نے شوہر کا عضو کاٹ ڈالا تو مقطوع الذکر (یعنی جس کا عضو مخصوص کاٹ دیا گیا ہو) کا حکم جاری نہ ہوگا۔ (2)

مسئلہ ۳: شوہر عنین ہے اور عورت کا مقام بند ہے یا ہڈی نکل آئی ہے کہ مرد اُس سے جماع نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کے لیے وہ حکم نہیں جو عنین کی زوجہ کو ہے کہ اس میں خود بھی قصور ہے۔ (3)

مسئلہ ۴: مرد کا عضو تناسل و انشبین (خصیے) یا صرف عضو تناسل بالکل جڑ سے کٹ گیا ہو یا بہت ہی چھوٹا گھنڈی کی مثل ہو اور عورت تفریق چاہے تو تفریق کر دی جائیگی اگر عورت حرہ بالغہ ہو اور نکاح سے پہلے یہ حال اُس کو معلوم نہ ہو نہ نکاح کے بعد جان کر اس پر راضی رہی اگر عورت کسی کی باندی ہے تو خود اس کو کوئی اختیار نہیں بلکہ اختیار اس کے مولیٰ کو ہے اور نابالغہ ہے تو بلوغ تک انتظار کیا جائے بعد بلوغ راضی ہو گئی فہماور نہ تفریق کر دی جائے عضو تناسل کٹ جانے کی صورت میں شوہر بالغ ہو یا نابالغ اس کا اعتبار نہیں۔ (4)

مسئلہ ۵: اگر مرد کا عضو تناسل چھوٹا ہے کہ مقام معتاد (فرج داخل میں وہ جگہ جہاں تک عموماً، عادی آلہ تناسل پہنچتا ہے) تک داخل نہیں کر سکتا تو تفریق نہیں کی جائے گی۔ (5)

(1) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین، ج ۱، ص ۵۲۲

(2) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۶۹

(3) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۶۹، ۱۷۰

(4) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۶۹، ۱۷۰

(5) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۶۹

مسئلہ ۶: لڑکی نابالغہ کا نکاح اُس کے باپ نے کر دیا اُس نے شوہر کو مقطوع الذکر پایا تو باپ کو تفریق کے دعویٰ کا حق نہیں جب تک لڑکی خود بالغ نہ ہو لے۔ (6)

مسئلہ ۷: ایک بار جماع کرنے کے بعد اُس کا عضو کاٹ ڈالا گیا یا عنین ہو گیا تو اب تفریق نہیں کی جاسکتی۔ (7)

مسئلہ ۸: شوہر کے انشین کاٹ ڈالے گئے اور انتشار ہوتا ہے تو عورت کو تفریق کرانے کا حق نہیں اور انتشار نہ ہوتا ہو تو عنین ہے اور عنین کا حکم یہ ہے کہ عورت جب قاضی کے پاس دعویٰ کرے تو شوہر سے قاضی دریافت کرے اگر اقرار کر لے تو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اگر سال کے اندر شوہر نے جماع کر لیا تو عورت کا دعویٰ ساقط ہو گیا اور جماع نہ کیا اور عورت جدائی کی خواستگار (طلبگار) ہے تو قاضی اُس کو طلاق دینے کو کہے اگر طلاق دیدے فیہا (تو بہتر)، ورنہ قاضی تفریق کر دے۔ (8)

مسئلہ ۹: عورت نے دعویٰ کیا اور شوہر کہتا ہے میں نے اس سے جماع کیا ہے اور عورت شیب ہے تو شوہر سے قسم کھلائیں قسم کھالے تو عورت کا حق جاتا رہا انکار کرے تو ایک سال کی مہلت دے اور اگر عورت اپنے کو بکر بتاتی ہے تو کسی عورت کو دکھائیں اور احتیاط یہ ہے کہ دو عورتوں کو دکھائیں، اگر یہ عورتیں اُسے شیب بتائیں تو شوہر کو قسم کھلا کر اُس

(6) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین، ج ۱، ص ۵۲۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

رہا دعویٰ نامردی وہ بھی منجانب پدرزیتون اصلاً مسوع نہیں کہ اگر زیتون، نوز نابالغہ ہے جب تو یہ دعویٰ دائر ہی نہیں ہو سکتا کہ اس کے لئے عورت کا بالغ ہونا شرط ہے، اور اگر بالغہ ہے تو خود زیتون کا مدعیہ ہونا درکار، باپ کو دعویٰ کا کوئی حق نہیں، درمختار میں ہے:

فرق الحاکم بطلبہا لوجرة بالغہ ۲۔ اگر حرہ بالغہ ہو تو اس کے مطالبہ پر حاکم تفریق کر دے گا۔ (ت)

(۲۔ درمختار، باب العنین وغیرہ، مطبع مہتابی دہلی ۱/ ۲۵۳)

ردالمحتار میں ہے:

فلو صغیرۃ انتظر بلوغها فی المحبوب والعنین لاحتمال ان ترضی بہا بحر وغیرہ ۳۔

(۳۔ ردالمحتار، باب العنین وغیرہ، دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۹۳)

اگر نابالغہ ہو تو اس کے بلوغ تک نامرد اور شرمگاہ کئے ہوئے خاوند کے معاملہ میں انتظار کیا جائیگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بالغہ ہونے کے بعد اس پر راضی ہو جائے۔ بحر وغیرہ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۶۱۱-۶۱۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۷۰

(8) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۷۲-۱۷۵

کی بات مانیں اور یہ عورتیں بکر کہیں تو عورت کی بات بغیر قسم مانی جائے گی اور ان عورتوں کو شک ہو تو کسی طریقہ سے امتحان کرائیں اور اگر ان عورتوں میں باہم اختلاف ہے کوئی بکر کہتی ہے کوئی شیب تو کسی اور سے تحقیق کرائیں، جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ شوہر نے جماع نہیں کیا ہے تو ایک سال کی مہلت دیں۔ (9)

مسئلہ ۱۰: عورت کا دعویٰ قاضی شہر کے پاس ہوگا دوسرے قاضی یا غیر قاضی کے پاس دعویٰ کیا اور اس نے مہلت بھی دیدی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ یوہیں عورت کا بطور خود بیٹھی رہنا بیکار ہے۔ (10)

مسئلہ ۱۱: سال سے مراد اس مقام پر شمسی سال ہے یعنی تین سو پینسٹھ دن اور ایک دن کا کچھ حصہ اور ایام حیض و ماہ رمضان اور شوہر کے حج اور سفر کا زمانہ اسی میں محسوب ہے اور عورت کے حج اور غیبت کا زمانہ (یعنی موجود نہ ہونے کا عرصہ) اور مرد یا عورت کے مرض کا زمانہ محسوب (یعنی شمار) نہ ہوگا اور اگر احرام کی حالت میں عورت نے دعویٰ کیا تو جب تک احرام سے فارغ نہ ہو لے قاضی میعاد مقرر نہ کریگا۔ (11)

مسئلہ ۱۲: اگر عینین نے عورت سے ظہار کیا ہے اور آزاد کرنے پر قادر ہے تو ایک سال کی مہلت دی جائیگی ورنہ چودہ ماہ کی یعنی جبکہ روزہ رکھنے پر قادر ہو اور اگر مہلت دینے کے بعد ظہار کیا تو اس کی وجہ سے مدت میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔ (12)

مسئلہ ۱۳: شوہر بیمار ہے کہ بیماری کی وجہ سے جماع پر قادر نہیں تو عورت کے دعویٰ پر میعاد مقرر نہ کی جائے جب تک تندرست نہ ہوے اگرچہ مرض زمانہ دراز تک رہے۔ (13)

مسئلہ ۱۴: شوہر نابالغ ہے تو جب تک بالغ نہ ہو لے میعاد نہ مقرر کی جائے۔ (14)

مسئلہ ۱۵: عورت مجنونہ ہے اور شوہر عینین تو ولی کے دعوے پر قاضی میعاد مقرر کریگا اور تفریق کر دے گا اور اگر ولی بھی نہ ہو تو قاضی کسی شخص کو اس کی طرف سے مدعی بنا کر یہ احکام جاری کریگا۔ (15)

(9) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین، ج ۱، ص ۵۲۲، ۵۲۳

(10) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب النکاح، فصل فی العنین، ج ۱، ص ۱۸۸

(11) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین، ج ۱، ص ۵۲۳

دائر مختار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۷۳

(12) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین، ج ۱، ص ۵۲۳

(13) مرجع السابق

(14) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۷۳

(15) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۷۵

مسئلہ ۱۶: میعاد گزرنے کے بعد عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے جماع نہیں کیا اور وہ کہتا ہے کیا ہے تو اگر عورت شیب تھی تو شوہر کو قسم کھلائیں اُس نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہو گیا اور قسم کھانے سے انکار کرے تو عورت کو اختیار ہے تفریق چاہے تو تفریق کر دیں گے اور اگر عورت اپنے کو بکر (کنواری) کہتی ہے تو وہی صورتیں ہیں جو مذکور ہوئیں۔ (16)

مسئلہ ۱۷: عورت کو قاضی نے اختیار دیا اُس نے شوہر کو اختیار کیا یا مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی یا لوگوں نے اُسے اٹھا دیا یا ابھی اُس نے کچھ نہ کہا تھا کہ قاضی اٹھ کھڑا ہوا تو ان سب صورتوں میں عورت کا خیر باطل ہو گیا۔ (17)

مسئلہ ۱۸: تفریق قاضی طلاق بائن قرار دی جائیگی اور خلوت ہو چکی ہے تو پورا مہر پائیگی اور عدت بیٹھے گی ورنہ نصف مہر ہے اور عدت نہیں اور اگر مہر مقرر نہ ہوا تھا تو متعہ (کپڑوں کا جوڑا) ملے گا۔ (18)

(16) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین، ج ۱، ص ۵۲۲

(17) المرجع السابق، وغیرہ

(18) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العنین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۷۵، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

پھر اگر زوجہ سے ابھی خلوت یعنی بغیر کسی مانع کے تنہائی یکجائی نہ کی یا زوجہ کی ابھی وہ ۱۰ سالہ ہے قابلیت جماع اصلاً نہ رکھتی ہو جب تو نصف مہر دین ہوگا اگر بندھا ہو، اور کچھ نہ بندھا ہو تو ایک پورا جوڑا جس میں دو پٹہ، پاجامہ اور عورتوں کے چھوٹے کپڑے اور جو تا سب کچھ ہو، اور مرد عورت دونوں کے حال کے لحاظ سے عمدہ نفیس یا کم درجہ یا متوسط ہو دینا آئے گا جس کی قیمت نہ پانچ درہم سے کم ہو نہ عورت کے نصف مہر مثل سے زیادہ ہو، اگر مرد عورت دونوں غنی ہیں تو نفیس اور دونوں فقیر تو ادنیٰ اور ایک فقیر دوسرا غنی تو اوسط اور اگر یہ دس ۱۰ سالہ لڑکی قابل جماع ہے اور خلوت ہو چکی تو پورا مہر لازم ہوگا

تویر الابصار ودر مختار ودر المختار میں ہے:

تجب متعة لمفوضة وهي من زوجت بلا مهر طلقت قبل الوطء وهي درع وخمار وملحفة (قال فخر الاسلام هذا في ديارهم اما في ديارنا في زاد على انوار ومكعب كذا في الدراية، قلت مقتضى هذا ان يعتبر عرف كل بلدة لا هنا فيما تكسني به المرأة عند الخروج اهـ) لا تزيد على نصف مهر المثل لو الزوج غنيا. ولا تنقص عن خمسة دراهم لو فقير او تعتبر المتعة حالهما كالنفقة. به يفتي (فان كان غنيين قلها الا على من الشيا به او فقيرين فالادنى، او مختلفين فالوسط. وما ذكره قول الخصاص وفي الفتح انه الاشبه بالفقة قال في البحر قول الخصاص لان الولوالجي صحه وقال وعليه الفتوى كما افتوا به في النفقة اهـ) الكل ملخص والله تعالى اعلم.

(۱) رد المختار مع در مختار شرح تویر الابصار باب المهر وارجاء التراث اعرابی بیروت ۲/ ۳۳۶) ←

مسئلہ ۱۹: قاضی نے ایک سال کی مہلت دی تھی سال گزرنے پر عورت نے دعویٰ نہ کیا تو حق باطل نہ ہوگا جب چاہے آکر پھر دعویٰ کر سکتی ہے اور اگر شوہر اور مہلت مانگتا ہے تو جب تک عورت راضی نہ ہو قاضی مہلت نہ دے اور عورت کی رضا مندی سے قاضی نے مہلت دی تو عورت پر اس میعاد کی پابندی ضرور نہیں جب چاہے دعویٰ کر سکتی ہے اور یہ میعاد باطل ہو جائے گی اور اگر میعاد اول کے بعد قاضی معزول ہو گیا یا اُس کا انتقال ہو گیا اور دوسرا اُس کی جگہ پر مقرر ہوا اور عورت نے گواہوں سے ثابت کر دیا کہ قاضی اول نے مہلت دی تھی اور وہ زمانہ ختم ہو چکا تو یہ قاضی سرے سے مدت مقرر نہ کریگا بلکہ اُسی پر عمل کریگا جو قاضی اول نے کیا تھا۔ (19)

مسئلہ ۲۰: قاضی کی تفریق کے بعد گواہوں نے شہادت دی کہ تفریق سے پہلے عورت نے جماع کا اقرار کیا تھا تو تفریق باطل ہے اور تفریق کے بعد اقرار کیا ہو تو باطل نہیں۔ (20)

مسئلہ ۲۱: تفریق کے بعد اسی عورت نے پھر اُسی شوہر سے نکاح کیا یا دوسری عورت نے جس کو یہ حال معلوم تھا تو اب دعویٰ تفریق کا حق نہیں۔ (21)

مسئلہ ۲۲: اگر شوہر میں اور کسی قسم کا عیب ہے مثلاً جنون، جذام، برص یا عورت میں عیب ہو کہ اُس کا مقام بند ہو یا اُس جگہ گوشت یا ہڈی پیدا ہو گئی ہو تو فسخ کا اختیار نہیں۔ (22)

مفوضہ یعنی جس عورت سے مہر کے بغیر نکاح کیا ہوا اور اس کو دہلی سے قبل طلاق دے دی ہو تو ایسی عورت کے لئے پورا جوڑا لباس دینا بطور متعہ واجب ہے، اور وہ قمیص، دوپٹہ اور بڑی چادر ہے (نحر الاسلام نے فرمایا یہ ان کے علاقہ کا رواج ہے، لیکن ہمارے ہاں اس پر تہبند اور جوتا مزید دیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں اس کا مقتضی یہ ہے کہ ہر علاقہ کا رواج وہاں کے لوگوں میں معتبر ہوگا یعنی جو لباس عورت باہر نکلتے وقت پہنتی ہو وہ دیا جائے گا، اہل ش) اور وہ جوڑا قیمت میں مہر محل کے نصف سے زائد نہ ہو اگر خاوند امیر ہو، اور اگر ذرا غریب ہو تو پھر کم از کم پانچ درہم سے کم نہ ہو، اور اس جوڑے میں خاوند بیوی کی حیثیت کا اعتبار ہوگا جیسا کہ نفقہ میں دونوں کا لحاظ کیا جاتا ہے، اسی پر فتویٰ ہے پھر اگر دونوں امیر ہیں تو عورت کو اس کا اعلیٰ لباس اور اگر دونوں فقیر ہوں تو ادنیٰ لباس، اگر دونوں کی حیثیت مختلف ہو تو پھر درمیانہ لباس دیا جائے گا اور یہ جو خصاف کا قول مذکور ہے۔ اور فتح میں اس کو شبہ بالفقہ کہا ہے۔ بحر الرائق میں کہا ہے کہ خصاف کا قول ارجح ہے کیونکہ دو ابویہ نے اس کو صحیح بتایا ہے اور کہا کہ اس پر فتویٰ ہے جیسا کہ نفقہ میں فقہاء نے فتویٰ دیا ہے، اہل ش) یہ تمام عبارت لخص ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۲۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(19) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العین، ج ۱، ص ۵۲۳، وغیرہ

(20) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العین، ج ۱، ص ۵۲۳

(21) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العین وغیرہ، ج ۵، ص ۱۷۹

(22) اعلیٰ حضرت، امام ابلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسد ۲۳: تہہ ہر جماع کرتا ہے مگر منی نہیں ہے کہ انزال ہو تو عورت کو دعوے کا حق نہیں۔ (23)



در مختار میں ہے:

لا یتخیر احد الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن الـ

(الـ در مختار باب العین مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۲۵۴)

خاوند بیوی سے کسی کو دوسرے میں عیب کی بنا پر فسخ کا اختیار نہیں ہے اگر وہ عیب واضح ہو مثلاً جنون، جذام، برص یا عورت کی شرمگاہ میں تنگی یا

اس میں ہڈی یا غدود پیدا ہو گئی ہو۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۲۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(23) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العین، ج ۱، ص ۵۲۵

عدت کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ) (1)

(1) پ ۲۸، الصراق ۱:

اس آیت کے تحت مفسر شمیم مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزان العرقان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنی بی بی کو عورتوں کے ایام مخصوصہ میں طلاق دی تھی، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجعت کریں، پھر اگر طلاق دینا چاہیں تو طہر یعنی پاکی کے زمانہ میں طلاق دیں، اس آیت میں عورتوں سے مراد دخول بہ عورتیں ہیں (جو اپنے شوہروں کے پاس گئی ہوں) صغیرہ، حاملہ اور آنسو نہ ہوں۔ آنسو وہ عورت ہے جس کے ایام بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو گئے ہوں، ان کا وقت نہ رہا ہو۔

مسئلہ: غیر مدخول بہا پر عدت نہیں ہے۔ باقی تینوں قسم کی عورتیں جو ذکر کی گئی تھیں انہیں ایام نہیں ہوتے تو ان کی عدت حیض سے شمار ہوگی۔

مسئلہ: غیر مدخول بہا کو حیض میں طلاق دینا جائز ہے۔ آیت میں جو حکم دیا گیا اس سے مراد ایسی مدخول بہا عورتیں ہیں جن کی عدت قبل سے شمار کی جائے انہیں طلاق دینا ہو تو ایسے طہر میں طلاق دیں جس میں ان سے جماع نہ کیا گیا ہو، پھر عدت گزرنے تک ان سے تعرض نہ کریں اس کو طلاق احسن کہتے ہیں۔ طلاق حسن غیر موطوءہ عورت یعنی جس سے شوہر نے قربت نہ کی ہو اس کو ایک طلاق دینا طلاق حسن ہے خواہ یہ طلاق حیض میں ہو۔ اور موطوءہ عورت اگر صاحب حیض ہو تو اسے تین طلاقیں ایسے تین طہروں میں دینا جن میں اس سے قربت نہ کی ہو طلاق حسن ہے اور اگر موطوءہ صاحب حیض نہ ہو تو اس کو تین طلاقیں تین مہینوں میں دینا طلاق حسن ہے، طلاق بدعی حالت حیض میں طلاق دینا یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں قربت کی گئی ہو طلاق بدعی ہے، ایسے ہی ایک طہر میں تین یا دو طلاقیں یکبارگی یا دو مرتبہ میں دینا طلاق بدعی ہے اگرچہ اس طہر میں وطی نہ کی گئی ہو۔

مسئلہ: طلاق بدعی مکروہ ہے مگر واقع ہو جاتی ہے اور ایسی طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔

مسئلہ: عورت کو عدت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے نہ شوہر کو جائز کہ مطلقہ کو عدت میں گھر سے نکالے، نہ ان عورتوں کو وہاں سے نکلنا روا۔

ان سے کوئی فسق ظاہر صادر ہو جس پر حد آتی ہے مثل زنا اور چوری کے، اسلئے انہیں نکالنا ہی ہوگا۔

اے نبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لوگوں سے فرمادو کہ جب عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے وقت کے لیے طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، نہ عدت میں عورتوں کو ان کے رہنے کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ کھلی ہوئی بے حیائی کی بات کریں۔

اور فرماتا ہے:

(وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ) (2)

طلاق والیاں اپنے کو تین حیض تک روکے رہیں اور انہیں یہ حلال نہیں کہ جو کچھ خدا نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا اُسے چھپائیں، اگر وہ اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہوں۔

اور فرماتا ہے:

(وَإِلَى يَتَبَسَّنَ مِنَ النِّجَاسِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبَسْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَإِلَى لَمْ يَحْضُنَّ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) (3)

مسئلہ: اگر عورت نفش بکے اور گھر والوں کو ایذا دے تو اس کو نکالنا جائز ہے کیونکہ وہ ناشزہ کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہو اس کو گھر سے نکلنا بالکل جائز نہیں اور جو موت کی عدت میں ہو وہ حاجت پڑے تو دن میں نکل سکتی ہے لیکن شب گزارنا اس کو شوہر کے گھر ہی میں ضروری ہے۔

مسئلہ: جو عورت طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کے اور شوہر کے درمیان پردہ ضروری ہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ کوئی اور عورت ان دونوں کے درمیان حائل ہو۔

مسئلہ: اگر شوہر فسق ہو یا مکان بہت تنگ ہو تو شوہر کو اس مکان سے چلا جانا بہتر ہے۔

(2) پ ۲۸، البقرة: ۲۲۸

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزان العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی اگر وہ شوہر کے پاس نہ گئی تھیں اور ان سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں ہے جیسا کہ آیہ مَالَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ میں ارشاد ہے اور جن عورتوں کو خور و سال یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا جو حاملہ ہوں ان کی عدت کا بیان سورہ طلاق میں آئے گا۔ باقی جو آزاد عورتیں ہیں یہاں ان کی عدت و طلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدت تین حیض ہے۔

(3) پ ۲۸، الطلاق: ۴

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزان العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بوڑھی ←

اور تمہاری عورتوں میں جو حیض سے ناامید ہو گئیں اگر تم کو کچھ شک ہو تو اُن کی عدت تین مہینے ہے اور اُن کی بھی جنھیں ابھی حیض نہیں آیا ہے اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ اپنا حمل جن لیں۔

اور فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣٣﴾) (4)

تم میں جو مرجائیں اور بی بیایاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں پھر جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر کچھ مواخذہ نہیں اُس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شرع کے موافق کریں اور اللہ (عزوجل) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔



ہو جانے کی وجہ سے کہ وہ سن ایسا کو پہنچ گئی ہوں۔ سن ایسا ایک قول میں بچپن اور ایک قول میں ساٹھ سال کی عمر ہے اور اصح یہ ہے کہ جس عمر میں بھی حیض منقطع ہو جائے وہی سن ایسا ہے۔

شان نزول: صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حیض والی عورتوں کی عدت تو ہمیں معلوم ہو گئی جو حیض والی نہ ہوں ان کی عدت کیا ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(4) پ ۲، البقرة: ۲۳۳

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حاملہ کی عدت تو وضع حمل ہے جیسا کہ سورہ طلاق میں مذکور ہے یہاں غیر حاملہ کا بیان ہے جس کا شوہر مرجائے اس کی عدت چار ماہ دس روز ہے۔ اس مدت میں نہ وہ نکاح کرے نہ اپنا مسکن چھوڑے نہ بے عذر تیل لگائے، نہ خوشبو لگائے، نہ سنگار کرے، نہ رنگین اور ریشمیں کپڑے پہنے نہ مہندی لگائے، نہ جدید نکاح کی بات چیت کھل کر کرے اور جو طلاق یا اُن کی عدت میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے البتہ جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کو زینت اور سنگار کرنا مستحب ہے۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ سبیحہ اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وفات شوہر کے چند دن بعد بچہ پیدا ہوا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر نکاح کی اجازت طلب کی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اجازت دیدی۔ (1) نیز اُس میں ہے، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورہ طلاق (جس میں حمل کی عدت کا بیان ہے) سورہ بقرہ (کہ اس میں عدت وفات چار مہینے دس دن ہے) کے بعد نازل ہوئی (2) یعنی حمل والی کی عدت چار ماہ دس دن نہیں بلکہ وضع حمل ہے۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ میں اس پر مہابہ کر سکتا ہوں کہ وہ اس کے بعد نازل ہوئی۔ (3)

حدیث ۲: امام مالک و شافعی و بیہقی حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ وفات کے بعد اگر بچہ پیدا ہو گیا اور ہنوز مُردہ چار پائی پر ہو تو عدت پوری ہوگئی۔ (4)



(1) صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب ودالات الاحمال بالتح، الحدیث: ۵۳۲۰، ج ۲، ص ۴۶۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس کے خاندان سعد ابن خولہ تھے جو حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ میں وفات پا گئے، بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ مسور ابن مخرمہ کے حالات بارہا بیان ہو چکے ہیں کہ یہ عبدالرحمن ابن عوف کے بھانجے ہیں۔ ۲۔ میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور ۸ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ ۳۔ یعنی حاملہ تھیں اپنے خاندان کی وفات کے چند دن بعد بچہ پیدا ہو گیا تھا نفاس آنے سے یہ ہی مراد ہے۔

۴۔ اس پر امت کا اجماع ہے کہ حاملہ کی عدت حمل جن دن دینا ہے، خواہ مطلقہ ہو یا وفات والی، اگرچہ طلاق یا وفات کے ایک منٹ بعد ہی بچہ پیدا ہو جائے، اس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس کی عدت بعد الاطین ہے یعنی چار ماہ دس دن اور وضع حمل ہی سے جو بعد میں ہو وہ عدت ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۷۱۸)

(2) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب والذین یتوفون منکم التح، الحدیث: ۴۵۳۲، ج ۳، ص ۱۸۳

(3) سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فی عدۃ الحامل، الحدیث: ۲۳۰۷، ج ۲، ص ۴۲۷

(4) الموطن الامام مالک، کتاب الطلاق، باب عدۃ التوفی عنہا التح، الحدیث: ۱۲۸۳، ج ۲، ص ۱۳۲

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: نکاح زائل ہونے یا شبہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے ممنوع ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: نکاح زائل ہونے کے بعد اس وقت عدت ہے کہ شوہر کا انتقال ہوا ہو یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو۔ زانیہ کے لیے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے مگر جس کے زنا سے حمل ہے اُس کے سوا دوسرے سے نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو وطی جائز نہیں۔ نکاح فاسد میں دخول سے قبل تفریق ہوئی تو عدت نہیں اور دخول کے بعد ہوئی تو ہے۔ (2)

مسئلہ ۳: جس عورت کا مقام بند ہے اُس سے خلوت ہوئی تو طلاق کے بعد عدت نہیں۔ (3)

مسئلہ ۴: عورت کو طلاق دی، بائن یا رجعی یا کسی طرح نکاح فسخ (یعنی ختم) ہو گیا، اگرچہ یوں کہ شوہر کے بیٹے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا اور ان صورتوں میں دخول ہو چکا ہو یا خلوت ہوئی ہو اور اس وقت حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہے جبکہ عورت آزاد ہو اور باندی ہو تو دو حیض اور اگر عورت ام ولد ہے اُس کے مولیٰ کا انتقال ہو گیا یا اُس نے آزاد کر دیا تو اس کی عدت بھی تین حیض ہے۔ (4)

(1) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، ج ۱، ص ۵۲۶

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

لغت میں عدت عین کے کسرہ سے بمعنی شمار و گنتی ہے، عین کے پیش سے بمعنی تیاری۔ شریعت میں اس انتظار کرنے کو عدت کہتے ہیں جو نکاح یا شبہ نکاح کے زائل ہونے کے بعد کیا جائے کہ اس زمانہ میں دوسرا نکاح کرنا ممنوع ہو۔ عدت عورت پر واجب ہے نہ کہ مرد پر ہاں مقام وہ ہیں جہاں مرد کو بھی انتظار کرنا پڑتا ہے جیسے مطلقہ بیوی کی بہن بھانجی خالہ وغیرہ سے اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ عدت میں ہے۔ خیال رہے کہ عورت کی عدت تین قسم کی ہے: وفات کی عدت چار ماہ دس دن ہے، طلاق وغیرہ کی عدت حاملہ کے لیے حمل جن دینا غیر حاملہ بالغہ کے لیے تین حیض غیر حاملہ، نابالغہ اور بہت بوڑھی کے لیے تین ماہ۔ طلاق کے علاوہ فسخ نکاح میں بھی عدت واجب ہے خواہ نیا خاوند کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے عدت بہر حال ہوگی۔ (شامی، مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۲۴۱)

(2) المرجع السابق

(3) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، ج ۵، ص ۱۸۳

(4) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، ج ۵، ص ۱۹۱

مسئلہ ۵: ان صورتوں میں اگر عورت کو حیض نہیں آتا ہے کہ ابھی ایسے سن کو نہیں پہنچی یا سن ایس کو پہنچ چکی ہے یا عمر کے حسابوں بالغ ہو چکی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینے ہے اور باندی ہے تو ڈیڑھ ماہ۔ (5)

مسئلہ ۶: اگر طلاق یا نسخ پہلی تاریخ کو ہوا گرچہ عصر کے وقت تو چاند کے حساب سے تین مہینے در نہ ہر مہینہ تیس دن کا قرار دیا جائے یعنی عدت کے کل دن نوے ہوں گے۔ (6)

مسئلہ ۷: عورت کو حیض آچکا ہے مگر اب نہیں آتا اور ابھی سن ایس کو بھی نہیں پہنچی ہے اس کی عدت بھی حیض سے ہے جب تک تین حیض نہ آلیں یا سن ایس کو نہ پہنچے اس کی عدت ختم نہیں ہو سکتی اور اگر حیض آیا ہی نہ تھا اور مہینوں سے عدت گزار رہی تھی کہ اثنائے عدت میں حیض آگیا تو اب حیض سے عدت گزارے یعنی جب تک تین حیض نہ آلیں عدت پوری نہ ہوگی۔ (7)

مسئلہ ۸: حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ کیا جائے بلکہ اس کے بعد پورے تین حیض ختم ہونے پر عدت پوری ہوگی۔ (8)

مسئلہ ۹: جس عورت سے نکاح فاسد ہوا اور دخول ہو چکا ہو یا جس عورت سے شہینہ وطی ہوئی، اس کی عدت فرقت و موت دونوں میں حیض سے ہے اور حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے۔ (9) اور وہ عورت کسی کی باندی ہو تو عدت ڈیڑھ ماہ۔ (10)

مسئلہ ۱۰: اس کی عورت کسی کی کنیز ہے اس نے خود خرید لی تو نکاح جاتا رہا مگر عدت نہیں یعنی اس کو وطی کرنا جائز مگر دوسرے سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا جب تک دو حیض نہ گزریں۔ (11)

مسئلہ ۱۱: اپنی عورت کو جو کنیز تھی خرید اور ایک حیض آنے کے بعد آزاد کر دیا تو اس حیض کے بعد دو حیض اور عدت میں رہے اور حرہ (آزاد عورت) کا سا سوگ کرے اور اگر ایک بائن طلاق دیکر خریدی تو ملک یسین (لونڈی کا مالک

(5) المرجع السابق، ص ۱۸۶-۱۹۲

(6) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، ج ۱، ص ۵۲۷

والجوہرۃ البیرونی، کتاب العدة، الجزء الثانی، ص ۹۶

(7) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، ج ۱، ص ۵۲۷

(8) المرجع السابق، ص ۵۲۷

(9) الجوہرۃ البیرونی، کتاب العدة، الجزء الثانی، ص ۹۵، ۹۶

(10) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، ج ۱، ص ۵۲۷

(11) المرجع السابق

ہونے) کی وجہ سے وطی کر سکتا ہے اور دو طلاقیں دیں تو بغیر حلالہ وطی نہیں کر سکتا اور اگر دو حیض کے بعد آزاد کر دی تو نکاح کی وجہ سے عدت نہیں، ہاں عتق (آزاد ہونے) کی وجہ سے عدت گزارے۔ (12)

مسئلہ ۱۲: جس عورت سے نابالغ نے شہیہ یا نکاح فاسد میں وطی کی اُس پر بھی یہی عدت ہے۔ یوں اگر نابالغ میں خلوت ہوئی اور بالغ ہونے کے بعد طلاق دی جب بھی یہی عدت ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۳: نکاح فاسد میں تفریق یا متارکہ کے وقت سے عدت شمار کی جائے گی متارکہ یہ کہ مرد نے یہ کہا کہ میں نے اُسے چھوڑا یا اُس سے وطی ترک کی یا اسی قسم کے اور الفاظ کہے جب تک متارکہ یا تفریق نہ ہو کتنا ہی زمانہ گزر جائے عدت نہیں اگرچہ دل میں ارادہ کر لیا کہ وطی نہ کریگا اور اگر عورت کے سامنے نکاح سے انکار کرتا ہے تو یہ متارکہ ہے ورنہ نہیں لہذا اس کا اعتبار نہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۴: طلاق کی عدت وقت طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہے اور تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا تو عدت ختم ہو چکی اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو اتنے زمانہ سے طلاق دی ہے تو عورت اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب، عدت وقت اقرار سے شمار ہوگی۔ (15)

مسئلہ ۱۵: عورت کو کسی نے خبر دی کہ اُس کے شوہر نے تین طلاقیں دیدیں یا شوہر کا خط آیا اور اُس میں اسے طلاق لکھی ہے، اگر عورت کا غالب گمان ہے کہ وہ سچ کہتا ہے یا یہ خط اُسی کا ہے تو عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۶: عورت کو تین طلاقیں دیدیں مگر لوگوں پر ظاہر نہ کیا اور دو حیض آنے کے بعد عورت سے وطی کی اور حمل رہ گیا اب اُس نے لوگوں سے طلاق دینا بیان کیا تو عدت وضع حمل ہے اور وضع حمل تک نفقہ اُس پر واجب۔ (17)

مسئلہ ۱۷: طلاق دیکر مگر گیا، عورت نے قاضی کے پاس دعویٰ کیا اور گواہ سے طلاق دینا ثابت کر دیا اور قاضی نے تفریق کا حکم دیا تو عدت وقت طلاق سے ہے، اس وقت سے نہیں۔ (18)

(12) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، ج ۱، ص ۵۲۷

(13) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: فی عدة زوجہ الصغیر، ج ۵، ص ۱۹۰

(14) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، ج ۵، ص ۲۰۸-۲۰۹

الجوهرة البیضاء، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۰۲

(15) الجوهرة البیضاء، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۰۱-۱۰۲

(16) المرجع السابق، ص ۱۰۲

(17) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، ج ۱، ص ۵۳۲

(18) المرجع السابق

مسئلہ ۱۸: پچھلا حیض اگر پورے دس دن پر ختم ہوا ہے تو ختم ہوتے ہی عدت ختم ہوگئی اگرچہ ابھی غسل نہ کیا بلکہ اگرچہ اتنا وقت بھی ابھی نہیں گزرا ہے کہ اُس میں غسل کر سکتی اور طلاق رجعی تھی تو شوہر اب رجعت نہیں کر سکتا اور اب یہ عورت نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر دس دن سے کم میں ختم ہوا ہے تو جب تک نہانہ لے یا ایک نماز کا پورا وقت نہ گزر لے عدت ختم نہ ہوگی یہ حکم مسلمان عورت کے ہیں اور کتابیہ ہو تو بہر حال حیض ختم ہوتے ہی عدت پوری ہو جائیگی۔ (19)

مسئلہ ۱۹: وطی بالشبہ کی چند صورتیں ہیں:

(۱) عورت عدت میں تھی اور شوہر کے سوا کسی اور کے پاس بھیج دی گئی اور یہ ظاہر کیا گیا کہ تیری عورت ہے اُس نے وطی کی بعد کو حال کھلا۔

(۲) عورت کو تین طلاقیں دیکر بغیر حلالہ اُس سے نکاح کر لیا اور وطی کی۔

(۳) عورت کو تین طلاقیں دیکر عدت میں وطی کی اور کہتا ہے کہ میرا گمان یہ تھا کہ اس سے وطی حلال ہے۔

(۴) مال کے عوض یا لفظ کنایہ سے طلاق دی اور عدت میں وطی کی۔

(۵) خاوند والی عورت تھی اور شبہہ اُس سے کسی اور نے وطی کی پھر شوہر نے اُس کو طلاق دیدی ان سب صورتوں میں عورت پر دو عدتیں ہیں اور بعد تفریق دوسری عدت پہلی عدت میں داخل ہو جائے گی یعنی اب جو حیض آئے گا دونوں عدتوں میں شمار ہوگا۔ (20)

مسئلہ ۲۰: مطلقہ نے ایک حیض کے بعد دوسرے سے نکاح کیا اور اس دوسرے نے اُس سے وطی کی پھر دونوں میں تفریق کر دی گئی اور تفریق کے بعد دو حیض آئے تو پہلی عدت ختم ہوگئی مگر ابھی دوسری ختم نہ ہوئی لہذا یہ شخص اُس سے نکاح کر سکتا ہے کوئی اور نہیں کر سکتا جب تک بعد تفریق تین حیض نہ آلیں اور تین حیض آنے پر دونوں عدتیں ختم ہو گئیں۔ (21)

مسئلہ ۲۱: عورت کو طلاق بائن دی تھی ایک یا دو، اور عدت کے اندر وطی کی اور جانتا تھا کہ وطی حرام ہے اور حرام ہونے کا اقرار بھی کرتا ہے تو ہر بار کی وطی پر عدت ہے مگر سب متداخل ہوگئی اور تین طلاقیں دے چکا ہے اور عدت میں وطی کی اور جانتا ہے کہ وطی حرام ہے اور مقرر (اقرار کرنے والا) بھی ہے تو اس وطی کے لیے عدت نہیں ہے بلکہ مرد کو رجم کا

(19) المربع السابق، ص ۵۲۸

(20) الجوهرة النيرة، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۰۱

(21) فتاویٰ لھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، ج ۱، ص ۵۳۲

حکم ہے اور عورت بھی اقرار کرتی ہے تو اس پر بھی۔ (22)

مسئلہ ۲۲: موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزر لے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو دخول ہوا ہو یا نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔ یوں اگر شوہر مسلمان تھا اور عورت کتابیہ تو اس کی بھی یہی عدت ہے مگر اس عدت میں شرط یہ ہے کہ عورت کو حمل نہ ہو۔ (23)

مسئلہ ۲۳: عورت کنیز ہے تو اس کی عدت دو مہینے پانچ دن ہے شوہر آزاد ہو یا غلام کہ عدت میں شوہر کے حال کا لحاظ نہیں بلکہ عورت کے اعتبار سے ہے پھر موت پہلی تاریخ کو ہو تو چاند سے مہینے لیے جائیں ورنہ حرہ کے لیے ایک

(22) الفتاویٰ لہندیہ، المرجع السابق

(23) الجوهرة النيرة، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۹۷، وغیرہا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وفت کی عدت عورت غیر حامل پر مطلقاً چار مہینے دس دن ہے خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور طلاق کی عدت غیر مدخولہ پر اصلاً نہیں اگرچہ کبیرہ ہو اور مدخولہ پر یعنی جس سے خلوت واقع ہوئی اگرچہ خلوت فاسد ہو یا نکاح فاسد میں حقیقتہً دلی کر لی غیر حیض والی کے لئے تین مہینے ہیں خواہ صغیرہ ہو کہ ابھی حیض آیا ہی نہیں یا کبیرہ آنے کہ اب عمر حیض کی نہ رہی۔

درمختار میں ہے:

العدة فی حق من لم تحض لصغر بان لم تبلغ تسعا او کبر بان بلغت سن الا یاس ثلثة اشهر ان وطئت فی الکل ولو حکماً کالخلوة ولو فاسدة والعدة للموت اربعة او کتابیة تحت مسلم ولو عبدا فلم یخرج عنها الا الحامل ۲ والخلوة فی النکاح الفاسد لا توجب العدة ۳۔ اہ ملقطاً۔

بچپن کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو کہ وہ ابھی نو سال سے کم عمر ہے یا بڑھاپے کی وجہ سے کہ وہ عمر رسیدہ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ حیض والی نہیں ہے تو ان کی عدت تین ماہ ہوگی جبکہ حقیقتہً دلی یا حکماً یعنی خلوت ہو چکی ہو، اگرچہ خلوت فاسدہ ہو، اور موت والی کی عدت مطلقاً چار ماہ دس دن ہے بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اگرچہ نابالغہ ہو یا کتابیہ مسلمان کے نکاح میں اگرچہ مسلمان غلام ہو موت کی عدت کا یہی حکم ہے اس حکم سے صرف حاملہ بیوی خارج ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے، اور فاسد نکاح میں خلوت سے عدت واجب نہیں ہوتی اہ ملقطاً (ت)

(۲) درمختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۶-۲۵۵ (۳) درمختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۶-۲۵۵

عورت کے لئے حد صغر ۹ سال کی عمر تک ہے اس سے کم عمر میں جوانی ہرگز نہیں ہوتی، اس کے بعد ۱۵ سال کی عمر تک احتمال ہے اگر آثار بلوغ حیض آنا یا احکام ہونا یا حمل رہ جانا پایا جائے تو بالغہ ہے ورنہ جب ۱۵ سال کمال کی عمر ہو جائے گی جوانی کا حکم کر دیں گے اگرچہ آثار کچھ ظاہر نہ ہوں بہ قال وعلیہ الفتویٰ کما فی الدر وغیرہ من الاسفار الغر (یہی کہا اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ دروغیرہ مشہور

کتب میں ہے۔ ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۲۹۳-۲۹۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوتیس دن اور باندی کے لیے پینسٹھ دن۔ (24)

مسئلہ ۲۴: عورت حامل ہے تو عدت وضع حمل ہے عورت حرہ ہو یا کنیز مسلمہ ہو یا کتبا یہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی یا متارکہ یا وٹلی بالشبہ کی حمل ثابت النسب ہو یا زنا کا مثلاً زانیہ حاملہ سے نکاح کیا اور شوہر مر گیا یا وٹلی کے بعد طلاق دی تو عدت وضع حمل ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۵: وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لیے کوئی خاص مدت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد حمل ساقط ہو گیا اور اعضا بن چکے ہیں عدت پوری ہو گئی ورنہ نہیں اور اگر دو یا تین بچے لیک حمل سے ہوئے تو پچھلے کے پیدا ہونے سے عدت پوری ہوگی۔ (26)

مسئلہ ۲۶: بچہ کا اکثر حصہ باہر آچکا تو رجعت نہیں کر سکتا مگر دوسرے سے نکاح اُس وقت حلال ہوگا کہ پورا بچہ پیدا ہو لے۔ (27)

مسئلہ ۲۷: موت کے بعد اگر حمل قرار پایا تو عدت وضع حمل سے نہ ہوگی بلکہ دنوں سے۔ (28)

مسئلہ ۲۸: بائیس برس سے کم عمر والے کا انتقال ہوا اور اُس کی عورت کے چھ مہینے سے کم کے اندر بچہ پیدا ہوا تو عدت وضع حمل ہے اور چھ مہینے یا زائد میں ہوا تو چار مہینے دس دن اور نسب بہر حال ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر شوہر مرا ہوا تو دونوں صورت میں وضع حمل سے عدت پوری ہوگی اور بچہ ثابت النسب ہے۔ (29)

مسئلہ ۲۹: جو شخص خصی تھا اُس کا انتقال ہوا اور اُس کی عورت حاملہ ہے یا مرنے کے بعد حاملہ ہونا معلوم ہوا تو عدت وضع حمل ہے اور بچہ ثابت النسب ہے۔ (30)

(24) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، ج ۵، ص ۱۹۰-۱۹۲

(25) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، ج ۵، ص ۱۹۲

الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، ج ۱، ص ۵۲۸، وغیرہا

(26) الجوهرة النيرة، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۹۶

(27) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: فی عدة الموت، ج ۵، ص ۱۹۳

(28) الجوهرة النيرة، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۰۰

(29) الجوهرة النيرة، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۰۰

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، ج ۵، ص ۱۹۳

(30) الجوهرة النيرة، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۰۰

مسئلہ ۳۰: عورت کو طلاق رجعی دی تھی اور عدت میں مر گیا تو عودت موت کی عدت پوری کرے اور طلاق کی عدت جاتی رہی خواہ صحت کی حالت میں طلاق دی ہو یا مرض میں۔ اور اگر بائن طلاق دی تھی یا تین تو طلاق کی عدت پوری کرے جبکہ صحت میں طلاق دی ہو اور اگر مرض میں دی ہو تو دونوں عدتیں پوری کرے یعنی اگر چار مہینے دس دن میں تین حیض پورے ہو چکے تو عدت پوری ہو چکی اور اگر تین حیض پورے ہو چکے ہیں مگر چار مہینے دس دن پورے نہ ہوئے تو ان کو پورا کرے اور اگر یہ دن پورے ہو گئے مگر ابھی تین حیض پورے نہ ہوئے تو ان کے پورے ہونے کا انتظار کرے۔ (31)

مسئلہ ۳۱: عورت کنیز تھی اُسے رجعی طلاق دی اور عدت کے اندر آزاد ہو گئی تو حرہ کی عدت پوری کرے یعنی تین حیض یا تین مہینے اور طلاق بائن یا موت کی عدت میں آزاد ہوئی تو باندی کی عدت یعنی دو حیض یا ڈیڑھ مہینہ یا دو مہینے پانچ دن۔ (32)

مسئلہ ۳۲: عورت کہتی ہے کہ عدت پوری ہو چکی اگر اتنا زمانہ گزرا ہے کہ پوری ہو سکتی ہے تو قسم کے ساتھ اُس کا قول معتبر ہے اور اگر اتنا زمانہ نہیں گزرا تو نہیں۔ مہینوں سے عدت ہو جب تو ظاہر ہے کہ اتنے دن گزرنے پر عدت ہو چکی اور حیض سے ہو تو آزاد عورت کے لیے کم از کم ساٹھ دن ہیں اور لونڈی کے لیے چالیس بلکہ ایک روایت میں حرہ کے لیے اُنتالیس دن کہ تین حیض کی اقل (کم سے کم) مدت نو دن ہے اور دو طہر کی تیس دن اور باندی کے لیے اکیس دن کہ دو حیض کے چھ دن اور ایک طہر درمیان کا پندرہ دن۔ (33)

مسئلہ ۳۳: مطلقہ کہتی ہے کہ عدت پوری ہو گئی کہ حمل تھا ساقط ہو گیا اگر حمل کی مدت اتنی تھی کہ اعضا بن چکے تھے تو مان لیا جائیگا ورنہ نہیں مثلاً نکاح سے ایک مہینے بعد طلاق دی اور طلاق کے ایک ماہ بعد حمل ساقط ہونا بتاتی ہے تو عدت پوری نہ ہوئی کہ بچے کے اعضا چار ماہ میں بنتے ہیں۔ (34)

مسئلہ ۳۴: اپنی عورت مطلقہ سے عدت میں نکاح کیا اور قبل وطی طلاق دیدی تو پورا مہر واجب ہوگا اور سرے سے عدت بیٹھے۔ یوہیں اگر پہلا نکاح فاسد تھا اور دخول کے بعد تفریق ہوئی اور عدت کے اندر نکاح صحیح کر کے طلاق دیدی یا دخول کے بعد کفو نہ ہونے کی وجہ سے تفریق ہوئی پھر نکاح کر کے طلاق دی یا نابالغہ سے نکاح کر کے وطی کی پھر

(31) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، ج ۱، ص ۵۳۰

(32) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، ج ۵، ص ۱۹۶

(33) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب فی وطء المعتدة بشعبہ، ج ۵، ص ۲۱۰

(34) رد المحتار، المرجع السابق، ص ۲۱۱

طلاق دی اور عدت کے اندر نکاح کیا اب وہ لڑکی بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کیا یا نابالغہ سے نکاح کر کے وطی کی پھر لڑکی نے بالغ ہو کر اپنے کو اختیار کیا اور عدت کے اندر پھر اُس سے نکاح کیا اور قبل دخول طلاق دیدی ان سب صورتوں میں دوسرے نکاح کا پورا مہر اور طلاق کے بعد عدت واجب ہے، اگرچہ دوسرے نکاح کے بعد وطی نہیں ہوئی کہ نکاح اول کی وطی نکاح ثانی میں بھی وطی قرار دی جائیگی۔ (35)

مسئلہ ۳۵: بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو طلاق دی تو جب تک اُسے تین حیض نہ آلیں دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی یا سن ایسا کو پہنچ کر مہینوں سے عدت پوری کرے اگرچہ بچہ پیدا ہونے سے قبل اُسے حیض نہ آیا ہو۔ (36)



(35) الدر المختار رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: فی وطء المعتدة بشعر، ج ۵، ص ۲۱۲

(36) الدر المختار، المرجع السابق، ص ۲۱۷

سوگ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ قِيمًا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِيمَ اللَّهِ أَنْتُمْ سَتَدْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُوَاْعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾) (1)

اور تم پر گناہ نہیں اس میں کہ اشارۃ عورتوں کے نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو، اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم اُن کی یاد کرو گے ہاں اُن سے خفیہ وعدہ مت کرو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کرو جو شرع کے موافق ہے۔ اور عقد نکاح کا پکا ارادہ نہ کرو جب تک کتاب کا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ جائے اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) اُس کو جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے تو اُس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) بخشنے والا، حلم والا ہے۔



احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ایک عورت نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری بیٹی کے شوہر کی وفات ہو گئی (یعنی وہ عدت میں ہے) اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں، کیا اسے سرمہ لگائیں؟ ارشاد فرمایا: نہیں دو یا تین بار یہی فرمایا کہ نہیں پھر فرمایا: کہ یہ تو یہی چار مہینے دس دن ہیں اور جاہلیت میں تو ایک سال گزرنے پر میتنی پھینکا کرتی تھی۔ (۱) (یہ جاہلیت کی رسم تھی کہ سال بھر کی عدت ایک جھونپڑے میں گزارتی اور نہایت میلے کچیلے کپڑے پہنتی، جب سال پورا ہوتا تو وہاں سے میتنی پھینکتی ہوئی نکلتی اور اب عدت پوری ہوتی)۔

(۱) صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب تعد التوفی عنھا، الحدیث: ۵۳۳۶، ج ۳، ص ۵۰۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی عورت پر عدت میں سوگ واجب ہے ترک زینت اور سرمہ بھی زینت میں داخل ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ اس مجبوری میں سرمہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔

۲۔ یعنی وہ ہر بار سوال دھراتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار انکار فرما دیتے تھے، اس حدیث کی بنا پر امام احمد فرماتے ہیں کہ سیاہ سرمہ جس میں زینت ہوتی ہے عدت وفات میں ہرگز جائز نہیں خواہ بیماری ہو یا نہ ہو، امام مالک کے ہاں بیماری میں جائز ہے، امام شافعی کے ہاں بیماری میں رات کو لگالے دن میں صاف کر دے ہمارے ہاں بھی بیماری میں دواء لگانا درست ہے بشرطیکہ سرمہ کے سواء اور کوئی دوا مفید نہ ہو یہاں دوسری دوا مفید ہوگی اس لیے منع فرمایا۔

۳۔ اسلام سے پہلے عرب میں بیوہ عورت خاوند کے انتقال کے بعد ایک سال تک برے مکان برے لباس میں رہتی اور تمام گھروالوں سے عیحدگی اختیار کرتی تھی سال کے بعد اس کے قرابتدار جمع ہوتے اور کوئی جانور اس کے پاس لاتے جسے وہ اپنی شرمگاہ سے لگاتی تھی کتر وہ جانور مرجاتا تھا پھر اس کے قرابتدار اسے اونٹ یا بکری کی میتنی دیتے تھے جسے وہ اپنے ہاتھ سے پھینکتی تھی یہ میتنی کا پھینکنا عدت کا پورا ہونا ہوتا تھا اس ارشاد عالی میں اس جانب اشارہ ہے یعنی اب تو تم چار ماہ دس دن کی عدت میں میر نہیں کر سکتیں مگر زمانہ جاہلیت میں ایک سال تک عدت گزارتیں اور عدت کے زمانہ میں سخت پابندیاں برداشت کرتی تھیں۔ خیال رہے کہ اسلام میں بھی پہلے وفات کی عدت ایک سال تھی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَتَشَعَّالِی الْاَحْوَالِ غَیْرَ اِخْتِاجٍ" پھر یہ حکم منسوخ ہو کر چار ماہ دس دن ہوا، اب بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے خواہ صحبت و خلوت ہوئی ہو یا نہ بشرطیکہ عورت حاملہ نہ ہو حاملہ بیوہ کی عدت حمل جن دینا ہے عدت کے پورے مسائل ہمارے

فتویٰ نعیمہ میں ملاحظہ کیجئے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۳۶)

حدیث ۲: صحیحین میں ام المؤمنین ام حبیبہ و ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اُسے یہ حلال نہیں کہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے، مگر شوہر پر کہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (2)

حدیث ۳: ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرتے، مگر شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ کرے اور رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے، مگر وہ کپڑا کہ بننے سے پہلے اُس کا سوت جگہ جگہ باندھ کر رنگتے ہیں اور سرمہ نہ لگائے اور نہ خوشبو چھوئے، مگر جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑا سا عود استعمال کر سکتی ہے۔ اور ابو داؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ منہدی نہ لگائے۔ (3)

(2) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب حد المرأة علی غیر زوجہا، الحدیث: ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ج ۱، ص ۳۳۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ دونوں بیبیاں امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے۔

۲۔ لاسل اور اللہ قیامت پر ایمان فرمانا آئندہ حکم کی تائید کے لیے ہے یعنی یہ حکم اشد ضروری ہے اس پر عمل ہر مؤمن عورت کو چاہیے۔

۳۔ یعنی عورت کسی عزیز و قرابتدار کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے باپ بیٹا بھائی کوئی بھی فوت ہو جائے اس پر تین دن تک سوگ یعنی ترک زینت کر سکتی ہے مگر خاوند کی موت پر پوری عدت کے زمانہ میں سوگ کرے کہ نہ خوشبو لگائے نہ زینت کا لباس پہنے یہ عدت غیر حاملہ کے لیے ہے حاملہ کی عدت تو حمل جن دینا ہے وہ اس وقت تک سوگ کرے۔ اس حدیث سے ان نادان سنیوں کو عبرت لینی چاہیے جو محرم میں دس دن کو مٹے پٹتے ہیں چار پائی پر نہیں سوتے اچھا لباس نہیں پہنتے کالے کپڑے پہنتے ہیں یہ سب حرام ہے اور ردائض کی جدوی حضرات اہل بیت اطہار نے کبھی نہ کئے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۳۷)

(3) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عدۃ الوفاۃ الخ، الحدیث: ۱۴۹۱، ص ۷۹

سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فیما تجتنبہ المحدثۃ فی عدۃھا، الحدیث: ۲۳۰۲، ج ۲، ص ۲۲۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام نسیم بنت کعب ہے، کنیت ام عطیہ، اکثر غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں، بیماروں کی دوا، زخموں کی مرہم بنی کرتی تھیں آخر میں بصرہ میں رہیں وہاں ہی انتقال فرمایا۔

۲۔ عصب کی شرح میں شارحین کا اختلاف ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ عصب ایک گھاس ہے جو عموماً یکن میں پیدا ہوتی ہے اس کا رنگ مائل بہ سیاہی ہوتا ہے، اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں جس سے پھیکا سیاہ رنگ ہوتا ہے یعنی بھگنا چونکہ یہ رنگ زینت میں داخل نہیں اس لیے اس کی اجازت دی گئی، اس بنا پر فقہاء فرماتے ہیں کہ عدت میں سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے مگر اشعثہ اللعاع و لعاع میں فرمایا کہ عصب وہ کپڑا ہے جس کا سوت رنگ لیا جائے بعد میں بنا جائے ایسے رنگین کپڑے زینت میں داخل نہیں ہوتے بننے کے بعد رنگنا ہے

حدیث ۴: ابو داؤد و نسائی نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس عورت کا شوہر مر گیا ہے، وہ نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنے اور نہ گیر کا رنگا ہوا اور نہ زیور پہنے اور نہ مہندی لگائے اور نہ سرمہ۔ (4)

حدیث ۵: ابو داؤد و نسائی انھیں سے راوی، کہ جب میرے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے پاس تشریف لائے۔ اُس وقت میں نے مصبر (ایلوہ) لگا رکھا تھا، فرمایا: ام سلمہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی، یہ ایلوہ ہے اس میں خوشبو نہیں۔ فرمایا: اس سے چہرہ میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے، اگر لگانا ہی ہے تو رات میں لگا لیا کرو اور دن میں صاف کر ڈالا کرو اور خوشبو اور مہندی سے بال نہ سنوارو۔ میں نے عرض کی، کنگھا

زینت ہے، امام شافعی کے ہاں ایسا کپڑا پہننا مطلقاً جائز ہے باریک ہو یا موٹا امام مالک کے ہاں موٹا جائز باریک ممنوع، ہمارے امام صاحب کے ہاں بہتر یہ ہے کہ عدت میں ایسے لباس سے بھی بچے۔

۳۔ زینت کے لیے سیاہ سرمہ نہ لگائے سفید سرمہ لگائے جس سے زینت نہ ہو، یوں ہی علاج کے لیے ضرورت کے موقع پر سرمہ لگا لینا جائز ہے جب کہ آنکھ میں بیماری ہو اور سواہ سرمہ کے اور کوئی علاج نہ ہو بعض علماء نے اس حدیث کی بنا پر سرمہ کو مطلقاً ممنوع قرار دیا۔

۴۔ قسط در اظفار مشہور خوشبودار لکڑیاں ہیں اظفار کی لکڑی سیاہ رنگ کی ہوتی ہے کٹے ہوئے ناخن کے مشابہ اس لیے اسے اظفار کہتے ہیں یعنی عدت والی عورت جب حیض سے فارغ ہو تو یہ خوشبو شرمگاہ پر مل سکتی ہے کہ اس سے صرف بدبو کا دفع کرنا مقصود ہے نہ کہ جسم کا مہکنا۔ خیال رہے کہ جمہور علماء کا مذہب یہ ہی ہے کہ ہر وفات والی معتدہ عورت پر سوگ واجب ہے، بعض احناف فرماتے ہیں کہ مؤمنہ بانہ معتدہ پر عدت میں سوگ ہے کتابیہ یا بانہ پر سوگ نہیں وہ حضرات اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو وہ سوگ کرے۔ واللہ اعلم!

۵۔ یعنی نہ بالوں میں مہندی یا سرمہ لگائے نہ ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے کہ یہ بھی زینت میں داخل ہے اور زینت اس کے لیے ممنوع ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۳۸)

(4) سنن أبی داؤد، کتاب الطلاق، باب فیما تجتنبہ المحدثۃ فی عدتھا، الحدیث: ۴۳۰۴، ج ۲، ص ۲۲۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ محققہ مشق سے بنا مشق سرخ رنگ کو بھی کہتے ہیں اور گیر کو بھی۔ مطلب یہ ہے کہ عدت وفات والی عورت سرخ کپڑے نہ پہنے کہ یہ زینت ہے۔

۲۔ سیاہ سرمہ لگانا اسے منع ہے جس سے آنکھ میں زینت ہوتی ہے علماء فرماتے ہیں کہ خارش وغیرہ عذر کی وجہ سے ریشمی کپڑا پہن سکتی ہے، مالک کے ہاں ادنیٰ ریشمی سیاہ کپڑا پہننا بہر حال جائز ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۵۱)

کرنے کے لیے کیا چیز سر پر لگاؤں؟ فرمایا: کہ بیری کے پتے سر پر تھوپ لیا کرو پھر کنگھا کرو۔ (5)
حدیث ۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن کے شوہر کو ان کے غلاموں نے قتل کر ڈالا تھا، وہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں، کہ مجھے میکے میں عدت گزارنے کی اجازت دی جائے کہ میرے شوہر نے کوئی اپنا مکان نہیں چھوڑا اور نہ خرچ چھوڑا۔ اجازت دیدی پھر بلا کر فرمایا: اُسی گھر میں رہو جس میں رہتی ہو، جب تک عدت پوری نہ ہو۔ لہذا انھوں نے چار ماہ دس دن اُسی مکان میں پورے کیے۔ (6)

(5) سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فیما تجتنبہ المحدثۃ فی عدتھا، الحدیث: ۲۳۰۵، ج ۲، ص ۳۲۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی کسی وجہ سے اپنے چہرے پر ایلو کالپ کیا ہوا تھا۔ (معتبر) مشہور کڑوی دوا ہے۔

۲۔ یعنی عدت میں خوشبو لگانا منع ہے اور ایلو سے میں خوشبو ہے نہیں اس وجہ سے میں نے اس کالپ کر لیا۔

۳۔ یعنی عدت میں صرف خوشبو ہی ممنوع نہیں بلکہ زینت بھی ممنوع ہے ایلو خوشبودار تو نہیں مگر چہرے کا رنگ نکھار دیتا ہے اسے رنگین بھی کر دیتا ہے لہذا زینت ہونے کی وجہ سے اس کالپ ممنوع ہے اگر لپ کی ضرورت ہی ہو تو رات میں لگایا کرو کہ وہ وقت زینت کا نہیں، دن میں دھو ڈالا کرو شب شیوب سے بنا بمعنی آگ بھڑکا دینا اسی لیے جوانی کو شباب کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں شہوت بھڑکی ہوتی ہے۔ (اشعہ)

۴۔ یعنی زمانہ عدت میں خوشبودار تیل بدن کے کسی حصہ خصوصاً سر میں استعمال نہ کرو اور ہاتھ پاؤں اور سر میں مہندی نہ لگاؤ کہ مہندی میں بھی خوشبو بھی ہے رنگت بھی۔

۵۔ یعنی عورت کو سردھونے گنگھی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جب یہ چیزیں مجھے ممنوع ہو گئیں تو یہ ضرورت کیسے پوری کروں۔

۶۔ تغلفین غلف سے بنا پردہ و غلاف یعنی بیری کے پتے اتنی تھوپ سکتی ہو کہ تمام بال چھپ جائیں اور بیری سر کا غلاف بن جائے۔

۷۔ یہ حدیث احمد نے بھی نقل کی مگر یہ اسناد ضعیف۔ خیال رہے کہ خوشبودار تیل لگانا معذہ کے لیے بالاجماع ممنوع ہے مگر بغیر خوشبو کا تیل امام اعظم و شافعی کے ہاں ممنوع ہے امام احمد و مالک کے ہاں جائز وہ دونوں امام فرماتے ہیں کہ اس تیل سے زینت حاصل ہو جاتی ہے ضرورتاً جائز ہے۔ (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۵۰)

(6) جامع الترمذی، أبواب الطلاق، باب ما جاء این تعد المتولی عنھا زوجھا، الحدیث: ۱۲۰۸، ج ۲، ص ۳۱۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ زینب بنت کعب ابن عجرہ انصاریہ ہیں بنی سالم ابن عوف قبیلہ سے ہیں تابعہ ہیں بڑی عالمہ زاہدہ فقیہ تھیں۔

۲۔ یعنی انہیں اپنے خاندان کی وفات کی خبر اور گھر میں ملی تھی آپ چاہتی تھیں کہ اپنے میکہ جا کر عدت گزاریں ان کے میکہ کا گھر بنی خدرہ میں تھا اسی وجہ سے انکے بھائی کو ابوسعید خدری کہا جاتا ہے یعنی قبیلہ بنی خدرہ میں رہنے والے۔



- ۳۔ یہ نقل کا واقعہ مقام قدم میں ہوا جو مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر ہے، اس نقل کی خبر مدینہ میں ان بی بی صاحبہ کو پہنچی۔
- ۴۔ نفلہ مجرور ہے کیونکہ منزل پر معطوف ہے۔ یعنی میرے خاوند نے نہ تو اپنا مملوکہ مکان چھوڑا ہے جس میں اپنی عدت گزار رہی تھیں، اور نہ خرچہ چھوڑا ہے جو وہاں بیٹھ کر کھاؤں، معلوم ہوتا ہے کہ کرایہ کے مکان میں تھیں یا کسی نے اپنا مکان انہیں عاریہ دیا ہوگا۔
- ۵۔ یعنی جب ایسی مجبوری ہے تو اپنے میکے چلی جاؤ وہاں ہی عدت گزارو۔
- ۶۔ یا خود ہی مجھے آواز دے کر بلا لیا یا کسی خادم کو حکم دیا جس نے مجھے واپس لوٹایا۔
- ۷۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری فرمانِ عالی پہلے حکم کا ناخ ہے۔ اولاً ان بی بی کو منتقل ہونے کی اجازت دی پھر اس اجازت کو منسوخ فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل سے پہلے بھی حکم منسوخ ہو سکتا ہے۔ شب معراج میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا مگر پینتالیس نمازیں عمل سے پہلے ہی منسوخ ہو گئیں۔ امام شافعی وغیرہم فرماتے ہیں کہ پہلا حکم جواز کے لیے تھا دوسرا استحباب کے لیے کیونکہ ان کے ہاں معتدہ کو مکان نہیں ملا۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ معتدہ اپنے اسی مکان میں عدت گزارے جہاں خاوند کی موت کی خبر پائے، ہو سکتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد میں پتہ لگا ہو کہ مکان والا ان بی بی صاحبہ کو مکان سے نکالے گا نہیں تب یہ حکم دیا ہو، ورنہ اگر معتدہ کرایہ یا عاریہ کے مکان میں ہو اور مالک مکان اب نہ رہے دیتا ہو تو عورت کو منتقل ہو جانے کی اجازت ہے۔
- ۸۔ زمانہ عثمانی میں حضرت عثمان غنی نے ان بی بی صاحبہ کو بلا کر یہ حدیث ان سے سنی اور اس پر ہی عمل کا حکم دیا کہ معتدہ وفات کو عدت میں مکان سے نہ نکالا جائے۔ یہ ہی قول ہے حضرت عمر عثمان، عبداللہ ابن عمرو ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا۔ (مرقات)
- ۹۔ یہ حدیث ابن حبان و حاکم نے بھی نقل کی، حاکم نے فرمایا کہ حدیث صحیح ہے امام ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح و محفوظ ہے۔ دارقطنی کی روایت میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معتدہ جہاں چاہے غسل کرے اس کی اسناد میں ابو مالک نخعی اور محبوب ابن عمر ہیں یہ دونوں ضعیف ہیں، نیز اس میں عطاء ابن صائب مختلط ہے اور ابو بکر ابن مالک ضعیف تر ہے اسی لیے اسے دارقطنی نے ہی معطل فرمادیا۔ فرض کہ وہ حدیث کسی طرح قابل عمل نہیں (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۴۹)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہا کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے اور خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرنے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یوہیں سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیرو کا رنگا ہوا یا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔ (۱) یوہیں پڑیا کا رنگ گلابی۔ دھانی۔ چمپی اور طرح طرح کے رنگ جن میں تریں (یعنی بناؤ سنگار) ہوتا ہے سب کو ترک کرے۔

مسئلہ ۲: جس کپڑے کا رنگ پُرانا ہو گیا کہ اب اُسکا پہننا زینت نہیں اُسے پہن سکتی ہے۔ یوہیں سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔ (۲)

مسئلہ ۳: عذر کی وجہ سے ان چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حال میں اُسکا استعمال زینت کے قصد (ارادہ) سے نہ ہو مثلاً درد سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے جانتی ہے کہ نہ لگانے میں درد سر ہو جائیگا تو لگانا جائز ہے۔ یا درد سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اُس طرف سے جدھر کے دندانے مٹنے ہیں ادھر سے نہیں جدھر باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لیے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ یا سرمہ لگانے کی ضرورت ہے کہ آنکھوں میں درد ہے۔ یا خارش (ایک جلدی بیماری جس میں بدن پر پھنسیاں نکل آتی ہیں اور کھجلی ہوتی ہے) ہے تو ریشمی کپڑے پہن سکتی ہے۔ یا اُس کے پاس اور کپڑا نہیں ہے تو یہی ریشمی یا رنگا ہوا پہنے مگر یہ ضرور ہے کہ ان کی اجازت ضرورت کے وقت ہے لہذا بقدر ضرورت اجازت ہے ضرورت سے زیادہ ممنوع مثلاً آنکھ کی بیماری میں سرمہ لگانے کی ضرورت ہو تو یہ لحاظ ضروری ہے کہ سیاہ سرمہ اُس وقت لگا سکتی ہے جب سفید سرمہ سے کام نہ چلے اور اگر صرف رات میں لگانا کافی ہے تو

(۱) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۲۱

الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج ۱، ص ۵۳۳

والجوبہ البیرۃ، کتاب العدة، الجزء الثانی، ص ۱۰۲

(۲) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج ۱، ص ۵۳۳

ون میں لگانے کی اجازت نہیں۔ (3)

مسئلہ ۴: سوگ اُس پر ہے جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور موت یا طلاق یا اُن کی عدت ہو اگرچہ عورت باندی ہو۔ شوہر کے عیشین ہونے یا عضو تناسل کے کٹے ہونے کی وجہ سے فرقت ہوئی تو اُس کی عدت میں بھی سوگ واجب ہے۔ (4)

مسئلہ ۵: طلاق دینے والا سوگ کرنے سے منع کرتا ہے یا شوہر نے مرنے سے پہلے کہہ دیا تھا کہ سوگ نہ کرنا جب بھی سوگ کرتا واجب ہے۔ (۵)

مسئلہ ۶: نابالغ و مجنونہ و کافرہ پر سوگ نہیں۔ ہاں اگر اثنائے عدت میں نابالغہ بالغہ ہوئی مجنونہ کا جنون جاتا رہا اور کافرہ مسلمان ہو گئی تو جو دن باقی رہ گئے ہیں ان میں سوگ کرے۔ (6)

مسئلہ ۷: ام ولد کو اس کے مولیٰ نے آزاد کر دیا یا مولیٰ کا انتقال ہو گیا تو عدت بیٹھے گی مگر اس عدت میں سوگ واجب نہیں۔ یوہیں نکاح فاسد اور وظی بالشبیہ اور طلاق رجعی کی عدت میں سوگ نہیں۔ (7)

مسئلہ ۸: کسی قریب کے مرجانے پر عورت کو تین دن تک سوگ کرنے کی اجازت ہے اس سے زائد کی نہیں اور عورت شوہر والی ہو تو شوہر اس سے بھی منع کر سکتا ہے۔ (8)

مسئلہ ۹: کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کے لیے نہ ہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔ (۹)

(3) الفتاوى المحمدية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج 1، ص 533

والدراختیار و رد المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۲۲

(4) الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل في الحد، ج ٥، ص ٢٢١

والفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج ١، ص ٥٣٣

(5) الدر المختار، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج ٥، ص ٢٢١

(5) رد النجاسة، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۲۳

(7) الجوهرة الخيرة، كتاب العدد، الجزء الثاني، ص ١٠٣

و الفتاوى الهندية، كتاب المطلق، الباب الرابع عشر في الحدود، ج ١، ص ٥٣٢

(8) رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۲۲

(9) الدر المنثور، رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل في الخلع، ج ٥، ص ٢٢٣

مسئلہ ۱۰: عدت کے اندر چار پائی پر سو سکتی ہے کہ یہ زینت میں داخل نہیں۔

مسئلہ ۱۱: جو عورت عدت میں ہو اُس کے پاس صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے اگرچہ نکاح فاسد یا عتق کی عدت میں ہو اور موت کی عدت ہو تو اشارۃً کہہ سکتے ہیں اور طلاق رجعی یا بائن یا فسخ کی عدت میں اشارۃً بھی نہیں کہہ سکتے اور وطی بالشبہ یا نکاح فاسد کی عدت میں اشارۃً کہہ سکتے ہیں اشارۃً کہنے کی صورت یہ ہے کہ کہے میں نکاح کرنا

والاصل فی الاشیاء اباحۃ۔

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سیاہ کماسر پہننا ان گنت احادیث طیبہ میں وارد ہوا۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرمایا:

صنعت لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بردۃ من صوف سوداء فلبسها۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اون کی سیاہ چادر بنا کی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے زیب تن فرمایا۔

(سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۰۷۶، مستدرک علی الصحیحین حدیث نمبر ۷۳۹۳)

امام حاکم نے اسے علی شرط الثیقین قرار دیا اور امام ذہبی نے آپ کی موافقت کی۔

تاہم محرم الحرام میں اہل تشیع سوگ منانے کے لیے کالے کپڑے اہتمام سے پہنتے ہیں، لہذا محرم الحرام کے دنوں میں ایسا کالا لباس پہننے سے اجتناب کرنا چاہیے جس کو دیکھنے سے گمان ہو کہ یہ لباس بطور سوگ پہنا گیا ہے، تاکہ اہل تشیع سے مشابہت لازم نہ آئے۔ حدیث پاک میں ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم

یعنی جو کسی قوم کا شعار اپنائے وہ انہیں میں سے ہے۔

کتب اہل تشیع میں مذکور ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

”سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے اس لیے مت پہنا کرڈ“۔ (من لا یحضرہ الفقیہ جلد نمبر ۱ ص ۳۶۱ ستر نمبر ۱)

اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

بے شک سیاہ لباس جھمیوں کا لباس ہے۔ (فروع کافی جلد نمبر ۶ ص ۹۴۴)

جو روایات سائل نے اہل تشیع کی کتب کے حوالے سے بیان کیں ان روایات کو اہل بیت کی طرف منسوب کرنے والے راوی اہل تشیع ہیں اور اہل تشیع تقیہ بازی (یعنی حق بات کو چھپا کر غلط بات کرنے) کو ایمان کا حصہ جانتے ہیں، لہذا اہل تشیع کی بیان کردہ روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔

ابنہ اہل تشیع کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ دعویٰ تو محبت اہل بیت کا کرتے ہیں مگر ان کی طرف اپنے ہی راویوں کی بیان کردہ روایات کو ہلکے پشت ڈال دیتے ہیں۔

چاہتا ہوں مگر یہ نہ کہے کہ تجھ سے، ورنہ صراحت ہو جائیگی یا کہے میں ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جس میں یہ یہ وصف ہوں اور وہ اوصاف بیان کرے جو اس عورت میں ہیں یا مجھے تجھ جیسی کہاں ملیں۔ (10)

مسئلہ ۱۲: جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہے یا کسی وجہ سے فرقت ہوئی اگرچہ شوہر کے بیٹے کا بوسہ

(10) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج ۱، ص ۵۳۳

والدہ الخمار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۲۵

اعلیٰ حضرت، امام المسند، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: بنائیہ کی پہلی عبارت لاینبی ان تخطب المعتدة لان الخطبة للتزوج ونکاح المعتدة لا یجوز ۳۔ (عدت والی عورت کو منگنی کا پیغام دینا مناسب نہیں، شرح میں ہے۔ کیونکہ منگنی نکاح کے لیے ہوتی ہے جبکہ عدت والی کو نکاح جائز نہیں۔ ت) تو ظاہر ہے کیا نکاح معتدہ کو لاینبی کہا جاتا اس کی تحریم تو محرمات میں گزری، یہاں کاتب نے لان مجوز دیا ہے متن نے دو مسئلے بیان فرمائے ایک خطبہ صریحہ اسے منع فرمایا، شارح اس کی دلیل بتاتے ہیں کہ خطبہ تو بغرض تزوج ہی ہے اور تزوج معتدہ حرام، دوسرا خطبہ بالکنایہ، اسے جائز فرمایا کہ لا پاس بالتعریض فی الخطبة ۴۔ (عدت والی کو کنایہ کے طور پر منگنی کے پیغام میں کوئی ممانعت نہیں۔ ت) (۳۔ البنایہ شرح ہدایہ فصل فی الحداد مکتبہ امدادیہ مکتہ المکرّمہ ۲/۴۳۴) یعنی خطبہ ہو مگر نہ الفاظ صریحہ میں بلکہ کنایہ تو حرج نہیں۔ کیا کوئی مسلم ملکہ کوئی عاقل اس کے یہ معنی لے سکتا ہے کہ معتدہ سے نکاح بالکنایہ جائز ہے حاشا للہ!

دوسری عبارت: ای لا یجوز ان یقول صریحاً ارید ان انکحک او اخطبک لان الخطبة للتزوج کما ذکرنا ۵۔ یعنی صراحت یہ کہنا کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ یا میں تجھے پیغام نکاح دیتا ہوں، ناجائز ہے کیونکہ منگنی نکاح کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا (ت) (۵۔ البنایہ شرح ہدایہ فصل فی الحداد مکتبہ امدادیہ مکتہ المکرّمہ ۲/۴۳۴)

جس میں کاتب نے ای کا ان اور للتزوج کا التزوج لکھا ہے اس میں ان صاحبوں کو غالباً یہ دھوکا لگا کہ اخطب کہ منصوب پڑھا اور انکح پر معطوف اور ارید کے تحت میں داخل مانا کہ یہ کہنا جائز نہیں کہ میں تجھ سے خطبہ کرنا چاہتا ہوں یوں سمجھ لیا خطبہ تزوج ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اخطب مرفوع حکائی اور اس کا عطف ارید پر ہے یعنی یہ کہنا جائز نہیں کہ میں تجھ سے نکاح کیا چاہتا ہوں نہ یہ کہنا جائز ہے کہ میں تجھے خطبہ کرتا یعنی پیغام نکاح دیتا ہوں پھر اس کے صریح ہونے کی وجہ فرماتے ہیں کہ خطبہ تزوج ہی کے لیے ہوتا ہے تو اخطبک کے معنی بعینہ وہی ہوئے کہ ارید ان انکحک آئیہ کریمہ کی مثل امہات تحریم ابدی عام کے لیے ہے، یہ بیشک ازواج مطہرات سے خاص ہے ورنہ ختمین کریمین سے تزوج بنات مکرّمات نہ ہو سکتی اس سے یہ لازم سمجھنا کہ غیر ازواج مطہرات میں حل مطلق ہے سخت جہل ہے کہاں تحریم مطلق کی نفی کہاں حل مطلق کا اثبات، یعنی سالبہ کلیہ کا نقیض موجبہ کلیہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، ص ۳۰۷-۳۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

لینے سے اور اس کی عدت میں ہو یا خلع کی عدت میں ہو اگرچہ نفقہ عدت پر خلع ہوا ہو یا اس پر خلع ہوا کہ عدت میں شوہر کے مکان میں نہ رہے گی تو ان عورتوں کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں نہ دن میں نہ رات میں جبکہ آزاد ہوں یا لونڈی ہو جو شوہر کے پاس رہتی ہے اور عاقلہ، بالغہ، مسلمہ ہو اگرچہ شوہر نے اُسے باہر نکلنے کی اجازت بھی دی ہو۔ اور نابالغہ لڑکی طلاق رجعی کی عدت میں شوہر کی اجازت سے باہر جاسکتی ہے اور بغیر اجازت نہیں اور نابالغہ بائن طلاق کی عدت میں اجازت دے اجازت دونوں صورت میں جاسکتی ہے ہاں اگر قریب البلوغ (بالغ ہونے کے قریب) ہے تو بغیر اجازت نہیں جاسکتی اور عورت بنگلی یا بوہری یا کتابیہ ہے تو جاسکتی ہے مگر شوہر کو منع کرنے کا حق ہے۔ مرد و عورت مجوسی (آگ کی پوجا کرنے والے) تھے شوہر مسلمان ہو گیا اور عورت نے اسلام لانے سے انکار کیا اور فرقت ہو گئی اور مدخولہ تھی لہذا عدت بھی واجب ہوئی تو عدت کے اندر اُس کا شوہر نکلنے سے منع کر سکتا ہے۔ مولیٰ نے ام ولد کو آزاد کیا تو اس عدت میں باہر جاسکتی ہے اور نکاح فاسد کی عدت میں نکلنے کی اجازت ہے مگر شوہر منع کر سکتا ہے۔ (11)

مسئلہ ۱۳: چند مکان کا ایک صحن ہو اور وہ سب مکان شوہر کے ہوں تو صحن میں آسکتی ہے اور وہاں کے ہوں تو نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۴: اگر کرایہ کے مکان میں رہتی تھی جب بھی مکان بدلنے کی اجازت نہیں شوہر کے ذمہ زمانہ عدت کا کرایہ ہے اور اگر شوہر غائب ہے اور عورت خود کرایہ دے سکتی ہے جب بھی اُسی میں رہے۔ (13)

مسئلہ ۱۵: موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی حاجت ہو کہ عورت کے پاس بقدر کفایت مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کر کے لائیگی تو کام چلے گا تو اسے اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر بقدر کفایت اس کے پاس خرچ موجود ہے تو اسے بھی گھر سے نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے تو کوئی نقصان پہنچے گا مثلاً زراعت کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اس کے لیے بھی جاسکتی ہے مگر رات کو اُسی گھر میں رہنا ہوگا۔ (14) یوہیں کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو اس کے لیے بھی جاسکتی ہے۔

(11) الفتاویٰ المصنوعہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج ۱، ص ۵۳۴

والدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۲۷

(12) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۲۷

(13) رد المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، مطلب: الحق ان علی المفتی بالغ، ج ۵، ص ۲۲۸

(14) الدر المختار و رد المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، مطلب: الحق ان علی المفتی بالغ، ج ۵، ص ۲۲۸

مسئلہ ۱۶: موت یا فرقت (علیحدگی) کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت (رہائش) تھی اُسی مکان میں عدت پوری کرے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جاسکتی اس سے مراد یہی گھر ہے اور اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کر سکتی مگر بضرورت اور ضرورت کی صورتیں ہم آگے لکھیں گے آج کل معمولی باتوں کو جس کی کچھ حاجت نہ ہو محض طبیعت کی خواہش کو ضرورت بولا کرتے ہیں وہ یہاں مراد نہیں بلکہ ضرورت وہ ہے کہ اُس کے بغیر چارہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷: عورت اپنے میکے گئی تھی یا کسی کام کے لیے کہیں اور گئی تھی اُس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔ (15)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: سائل نے ظاہر کیا کہ عورت مسکینہ ہے پانچ روپے کی ایک معاش کہ اس کے شوہر نے اسے لکھ دی تھی صرف وہی پاس رکھتی ہے اور اہلکار پچھری کو کمیشن دے کر بلانے کی استطاعت اصلاً نہیں اور اگر نہ جائے تو وہ جائداد اس کے نام نہ ہوگی اور وہ جگہ جہاں جانا چاہتی ہے اس کے مکان عدت سے صرف چھ میل دور ہے دن ہی دن میں جانا اور مکان میں واپس آنا ہو جائے گا رات یہیں آکر بسر کرے گی اگر بات یوں ہے تو صورت مذکورہ میں اسے جانا اور دن کے دن واپس آکر رات مکان عدت ہی میں بسر کرنے کی اجازت ہے۔ درمختار میں ہے:

معتدة موت تخرج فی الحديدین وتبیت اکثر اللیل فی منزلها لان نفقتها علیها فتحتاج للخروج حتی لو کان عندها کفایتها صارت کالمطلقة ولا یحل لها الخروج فتح وجوز فی القنیة خروجها لاصلاح لابلها منه کزراعة ولا وکیل لها۔ (۱۔ درمختار باب الحداد مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۲۶۰)

موت کی عدت دانی عورت ضرورت پر دن میں اور رات میں گھر سے نکلے اور رات کا اکثر حصہ واپس اپنے مکان ہی میں بسر کرے کیونکہ اس کا اپنا خرچہ خود اس کے ذمہ ہے اس لئے وہ محتاج ہے کہ باہر نکلے حتیٰ کہ اگر اس کے پاس کفایت کے مطابق خرچہ موجود ہے تو پھر یہ مطلقہ عورت کی طرح ہے اس کو باہر جانا جائز نہیں ہے، فتح۔ اور قنیہ میں اسے اپنی ضروری اشیاء کی اصلاح کے لئے نکلنا جائز قرار دیا ہے، مثلاً زراعت کی نگرانی کرنی ہے اور اس کا کوئی وکیل نہ ہو۔

ردالمحتار میں ہے: قال فی النہر ولا بد ان یقید ذلک بان تبیت زوجہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۔ ردالمحتار باب الحداد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۲۰)

نہر میں کہا ہے یہ قید ضروری ہے کہ رات کو خاوند والے گھر میں واپس آئے اور وہاں رات گزارے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۳۲۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۱۸: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اُس وقت کہ اسے کوئی نکال دے مثلاً طلاق کی عدت میں شوہر نے گھر میں سے اس کو نکال دیا، یا کرایہ کا مکان ہے اور عدت عدتِ وفات ہے مالک

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: تمام عدت تک نان نفقہ زید کے ذمہ ہے اور زید ہی کے مکان میں عدت پوری کرے جبکہ قبل از طلاق وہی مکان اس کے رہنے کا تھا اگرچہ علاج کے لئے چند ماہ پیشتر اپنے باپ کے یہاں چلی آئی تھی کہا قال لی السائل ہلسانہ (جیسا کہ سائل نے خود اپنی زبان سے مجھے بیان کیا ہے۔ ت) اور یہ طلاق کہ بطریق خلع واقع ہوئی تھی کہا بہین ایضاً (جیسا کہ اس نے یہ بھی کہا۔ ت) باندہ تھی تو زید پر لازم ہے کہ عدت پوری ہونے تک اپنے ہی مکان میں اسے جگہ دے اور بوجہ زوال نکاح اس سے پردہ کرے، اور اگر زید ظلماً اپنے گھر میں نہ رہنے دے تو کوئی اور مکان بتائے جس میں وہ عدت پوری کرے اور اگر وہ مکان کرایہ کا ہو تو اختتام عدت تک کرایہ زید کے ذمہ ہے، اور جب زید اپنے مکان میں رہنے دے یا دوسرا مکان اس کے لئے بتائے تو ہندہ پر لازم ہے کہ فوراً اس مکان میں چلی جائے اور ختم عدت تک ہرگز اس سے باہر نہ آئے، فی الخانیۃ المعتدۃ عن الطلاق تستحق النفقۃ والسکنی کان الطلاق رجعیاً او بائناً او ثلثاً اسلخ،

خانیہ میں ہے کہ حواقی کی عدت والی نفقہ اور سکنی کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی یا باندہ یا ثمن طلاقوں والی ہو اسلخ

(۱۔ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی نفقۃ العدة نو لکھنؤ لکھنؤ/ ۲۰۰)

وفی الدر المختار طلقت او مات وہی زائرة فی غیر مسکنها عادت الیہ فوراً الوجوبہ علیہا وتعتدان ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ (ہوما یضاف الیہما بالسکنی قبل الفرقة اسلخ شامی) ولا یخرجان منہ الا ان یتخرج (وشمل اخراج الزوج ظلماً اسلخ شامی فتخرج لا قرب موضع الیہ وفي الطلاق الی حیث شاء الزوج (وحکم ما انتقلت الیہ حکم المسکن الاصلی فلا یتخرج منہ شامی اسلخ) ملخصاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۔ رد المحتار فصل فی الحداد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۲۱) (در مختار فصل فی الحداد مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۲۶۰)

اور در مختار میں ہے عورت جب گھر سے باہر کسی کو ملنے گئی ہو اور اس دوران اس کو طلاق ہو جائے یا خاوند فوت ہو جائے تو فوراً گھر واپس آجائے کہ یہ اس پر واجب ہے، اور دونوں یعنی طلاق اور موت کی وجہ سے عدت والی عورتیں اس گھر میں عدت بسر کریں جس گھر میں عدت واجب ہوئی ہے (یہ وہ گھر ہے جو فرقت سے قبل ان کی رہائش کے لئے منسوب ہے اسلخ شامی) اور وہ اس گھر سے منتقل نہ ہوں لہذا یہ کہ ان کو جبراً نکالا جائے (اس میں خاوند کا ظلماً نکالنا بھی شامل ہے اسلخ شامی) موت کی عدت والی کو اگر مجبوراً نکالنا پڑے تو قریب ترین مکان میں منتقل ہو جائے اور حواقی کی عدت والی خاوند جس مکان میں چاہے وہاں منتقل ہو جائے (اور جب دوسرے مکان میں منتقل ہو تو پھر وہی اصل مسکن کے حکم میں ہوگا بہذا عورت وہاں سے نہ نکلے اسلخ شامی) ملخصاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۳۱۰-۳۱۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اگر کسی نے نہ سہارا سے نہ مکان بدل کر اور اس نے پاس نہ لیا یہ نہیں یا وہ مکان شہر کا ہے مگر اس کے حصہ میں جتنا پہنچا ... نہ سہارا سے نہ حصہ میں اسے رہنے نہیں دیتے یا لیا یہ مانگتے ہیں اور پاس نہ لیا یہ نہیں یا مکان ڈھ رہا ہو ... نہ لیا یہ دھننے کا خوف ہو یا چوروں کا خوف ہو، مال تلف (ضائع) ہو جانے کا اندیشہ ہے یا آبادی کے کنارے مکان سے اور وہ وغیرہ کا اندیشہ ہے تو ان صورتوں میں مکان بدل سکتی ہے۔ اور اگر کرایہ کا مکان ہو اور کرایہ دے سکتی ہے یا ورثہ کو کرایہ دے کر رہ سکتی ہے تو اسی میں رہنا لازم ہے۔ اور اگر حصہ اتنا ملا کہ اس کے رہنے کے لیے کافی ہے تو اسی میں رہے اور دیگر ورثہ شوہر جن سے پر وہ فرض ہے ان سے پر وہ کرے اور اگر اس مکان میں نہ چور کا خوف ہے نہ پردیسوں کا مگر اس میں کوئی اور نہیں ہے اور تنہا رہتے خوف کرتی ہے تو اگر خوف زیادہ ہو مکان بدلنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں اور طلاق بائن کی عدت ہے اور شوہر فاسق ہے اور کوئی وہاں ایسا نہیں کہ اگر اس کی نیت بد ہو تو روک سکے ایسی حالت میں مکان بدل دے۔ (16)

(16) الفتاویٰ الھدیۃ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الھدایۃ، ج ۱، ص ۵۳۵

والدراختار، کتاب الطلاق، فصل فی الھدایۃ، ج ۵، ص ۲۲۹، وغیرہا

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: تاخیم عدت عورت پر اسی مکان میں رہنا واجب ہے، شاہجہان پر خواہ کسی جگہ لے جانا جائز نہیں، ہاں جس کے پاس کھانے پینے کو نہیں اور ان چیزوں کی تحصیل میں باہر نکلنے کی ضرورت ہے کہ بغیر اس کے خورد و نوش کا سامان گھر میں بیٹھے نہیں کر سکتی تو وہ صبح و شام باہر نکلے اور شب اسی مکان میں بسر کرے دوسرے مکان میں چلے جانا ہرگز جائز نہیں، مگر یہ مکان اس کا نہ تھا مالکان مکان نے جبراً نکال دیا یا کرایہ پر رہتی تھی اب کرایہ دینے کی طاقت نہیں یا مکان گر پڑا یا گرنے کو ہے یا اور کسی طرح اپنی جان یا وہ کا اندیشہ ہے غرض اسی طرح کی ضرورتیں ہوں تو وہاں سے نکل کر جو مکان اس کے مکان سے قریب تر ہو اس میں چلی جائے ورنہ ہرگز نہیں درمختار میں ہے:

معتدة موت مخرج فی الحدیدین و قبیت اکثر اللیل فی منزلھا لان نفقتھا علیھا فتحتاج للخروج حتی لو کان عندها کفایتھا صارت کالمطلقة فلا یحللھا الخروج فتح ... اھ اقول فکذا اذا قدرت علی الکسب فی البیت من دون خروج فان المبیع ہی بالضرورة فبیح لا ضرورة فلا اباحہ وهذا واضح جدا

(۱) درمختار باب الھدایۃ مطبع مجتہائی دہلی ۱۲۶۰

موت کی عدت والی عورت ضرورت پر دن میں اور رات میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے، اور رات کا اکثر حصہ اپنے گھر میں ہی رہے کیونکہ اس نے اپنا خرچہ خود پورا کرتا ہے اس لئے وہ باہر نکلنے کی محتاج ہے حتیٰ کہ اگر اپنی کفایت اور ضرورت کے لئے اس کے پاس نفقہ ہو تو یہ مطلقہ عورت کی طرح ہے اس کو باہر نکلنا حلال نہیں ہے، فتح اھ اقول (میں کہتا ہوں) یونہی اگر وہ گھر میں رہ کر کوئی محنت کر کے اپنا خرچہ بنا سکتی ہے تو نکلنا حلال نہ ہوگا کیونکہ اس کا باہر نکلنا ضرورت کی بناء پر جائز ہوا ہے اور جب ضرورت نہیں تو جواز بھی نہیں، اور یہ بات بالکل واضح ہے۔

مسئلہ ۱۹: وفات کی عدت میں اگر مکان بدلنا پڑے تو اُس مکان سے جہاں تک قریب کا میسر آ سکے اُسے لے اور عدت طلاق کی ہو تو جس مکان میں شوہر اُسے رکھنا چاہے اور اگر شوہر غائب ہے تو عورت کو اختیار ہے۔ (۱۷)

مسئلہ ۲۰: جب مکان بدلاتو دوسرے مکان کا وہی حکم ہے جو پہلے کا تھا یعنی اب اس مکان سے باہر جانے کی اجازت نہیں مگر عدت وفات میں بوقت حاجت بقدر حاجت جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔ (۱۸)

مسئلہ ۲۱: طلاق بائن کی عدت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر عورت میں پردہ ہو یعنی کسی چیز سے آڑ کر دی جائے کہ ایک طرف شوہر رہے اور دوسری طرف عورت۔ عورت کا اُسکے سامنے اپنا بدن چھپانا کافی نہیں اس واسطے کہ عورت اب اجنبیہ ہے اور اجنبیہ سے خلوت جائز نہیں بلکہ یہاں فتنہ کا زیادہ اندیشہ ہے اور اگر مکان میں تنگی ہو اتنا نہیں کہ دونوں الگ الگ رہ سکیں تو شوہر اتنے دنوں تک مکان چھوڑ دے، یہ نہ کرے کہ عورت کو دوسرے مکان میں بھیج دے اور خود اس میں رہے کہ عورت کو مکان بدلنے کی بغیر ضرورت اجازت نہیں اور اگر شوہر فاسق ہو تو اُسے حکماً اُس مکان سے علیحدہ کر دیا جائے اور اگر نہ نکلے تو اُس مکان میں کوئی ثقہ (معتبر، قابل اعتماد) عورت رکھ دی جائے جو فتنہ کے روکنے پر قادر ہو اور اگر رجعی کی عدت ہو تو پردہ کی کچھ حاجت نہیں اگرچہ شوہر فاسق ہو کہ یہ نکاح سے باہر نہ ہوئی۔ (۱۹)

مسئلہ ۲۲: تین طلاق کی عدت کا بھی وہی حکم ہے جو طلاق بائن کی عدت کا ہے۔ زن و شو اگر بڑھیا بوڑھے ہوں اور فرقت واقع ہوئی اور اُن کی اولادیں ہوں جنکی مفارقت گوارا نہ ہو تو دونوں ایک مکان میں رہ سکتے ہیں جبکہ زن و شو کی

اسی میں ہے:

وتعتدان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منه الا ان تخرج او ینہدم المنزل او تخاف انہدامہ او تلف مالہما ولا تجحد کراء البیت ونحو ذلک من الضرورات فتخرج لا قرب موضع الیہ وفي الطلاق الی حیث شاء الزوج ۲۔ والله تعالیٰ اعلم۔ (۲۔ در مختار باب الحداد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۰)

موت اور طلاق کی عدت دالی عورتیں اسی گھر میں عدت گزاریں جس میں عدت واجب ہوئی اور وہاں سے باہر نہ نکلیں الا یہ کہ ان کو جبراً نکالا جائے یا وہ مکان گر جائے یا گرنے کا خطرہ ہو، یا وہاں مال کے نقصان کا خطرہ ہو یا مکان کرایہ پر تھا عورت میں کرایہ دینے کی طاقت نہ ہو یا اور اس قسم کی ضروریات ہوں تو قریب ترین مکان میں منتقل ہو جائے، اور طلاق دالی کو یہ حکم ہے کہ جہاں خاوند اسے سکونت دے وہاں رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۳۲۷-۳۲۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۱۷) الفتاویٰ اھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج ۱، ص ۵۳۵

(۱۸) لمرجع سابق

(۱۹) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، مطلب: الحق ان علی الفتی، ج ۵، ص ۲۳۰

طرح نہ رہتے ہوں۔ (20)

مسئلہ ۲۳: سفر میں شوہر نے طلاق بائن دی یا اس کا انتقال ہوا اب وہ جگہ شہر ہے یا نہیں اور وہاں سے جہاں جانا ہے مدت سفر ہے یا نہیں اور بہر صورت مکان مدت سفر ہے یا نہیں اگر کسی طرف مسافت سفر نہ ہو تو عورت کو اختیار ہے وہاں جائے یا گھر واپس آئے اُسکے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو مگر بہتر یہ ہے کہ گھر واپس آئے اور اگر ایک طرف مسافت سفر ہے اور دوسری طرف نہیں تو جدھر مسافت سفر نہ ہو اُس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف مسافت سفر ہے اور وہاں آبادی نہ ہو تو اختیار ہے جائے یا واپس آئے ساتھ میں محرم ہو یا نہ ہو اور بہتر گھر واپس آنا ہے اور اگر اس وقت شہر میں ہے تو وہیں عدت پوری کرے محرم یا بغیر محرم نہ ادھر آسکتی ہے نہ ادھر جاسکتی اور اگر اس وقت جنگل میں ہے مگر راستہ میں گاؤں یا شہر ملے گا اور وہاں ٹھہر سکتی ہے کہ مال یا آبرو کا اندیشہ نہیں اور ضرورت کی چیزیں وہاں ملتی ہوں تو وہیں عدت پوری کرے پھر محرم کے ساتھ وہاں سے سفر کرے۔ (21)

مسئلہ ۲۴: عورت کو عدت میں شوہر سفر میں نہیں لیجا سکتا، اگرچہ وہ رجعی کی عدت ہو۔ (22)

مسئلہ ۲۵: رجعی کی عدت کے وہی احکام ہیں جو بائن کے ہیں مگر اس کے لیے سوگ نہیں اور سفر میں رجعی طلاق دی تو شوہر ہی کے ساتھ رہے اور کسی طرف مسافت سفر (یعنی ساڑھے ستاون میل (تقریباً ۹۲ کلومیٹر) کی راہ) ہے تو ادھر نہیں جاسکتی۔ (23)



(20) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۳۱

(21) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۳۲

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج ۱، ص ۵۳۵

(22) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۳۳

(23) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج ۵، ص ۲۳۳

ثبوت نسب کا بیان

حدیث میں فرمایا: بچہ اُس کے لیے ہے، جس کا فراش ہے (یعنی عورت جس کی منکوحہ یا کنیز ہو) اور زانی کے لیے پتھر ہے۔ (1)



مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو ۲ سال لہذا جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہے اور عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار نہ کیا ہو اور بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کیا اور وہ مدت اتنی ہے کہ اُس میں عدت پوری ہو سکتی ہے اور وقت اقرار سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا جب بھی نسب ثابت ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے معلوم ہوا کہ عورت کا اقرار غلط تھا اور ان دونوں صورتوں میں ولادت سے ثابت ہوا کہ شوہر نے رجعت کر لی ہے جبکہ وقت طلاق سے پورے دو ۲ برس یا زیادہ میں بچہ پیدا ہوا اور دو برس سے کم میں پیدا ہوا تو رجعت ثابت نہ ہوئی ممکن ہے کہ طلاق دینے سے پہلے کا حمل ہو اور اگر وقت اقرار سے چھ مہینے پر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں۔ یوہیں طلاق بائن یا موت کی عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار کیا اور وقت اقرار سے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے، ورنہ نہیں۔ (1)

مسئلہ ۲: جس عورت کو بائن طلاق دی اور وقت طلاق سے دو ۲ برس کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور دو برس کے بعد پیدا ہوا تو نہیں مگر جبکہ شوہر اُس بچہ کی نسبت کہے کہ یہ میرا ہے یا ایک بچہ دو ۲ برس کے اندر پیدا ہوا دوسرا بعد میں تو دونوں کا نسب ثابت ہو جائیگا۔ (2)

مسئلہ ۳: وقت نکاح سے چھ ۶ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور چھ مہینے یا زیادہ پر ہوا تو ثابت ہے جبکہ شوہر اقرار کرے یا سکوت اور اگر کہتا ہے کہ بچہ پیدا ہی نہ ہوا تو ایک عورت کی گواہی سے ولادت ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا تھا کہ جب تو جنے تو تجھ کو طلاق اور عورت بچہ پیدا ہونا بیان کرتی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے تو دو مرد یا ایک مرد اور دو ۲ عورتوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوگی تنہا جنائی کی شہادت نا کافی ہے۔ یوہیں اگر شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا یا حمل ظاہر تھا جب بھی طلاق ثابت ہے اور نسب ثابت ہونے کے لیے فقط جنائی کا قول کافی ہے۔ (3) اور اگر دو بچے پیدا ہوئے ایک چھ مہینے کے اندر دوسرا چھ مہینے پر یا چھ مہینے کے بعد تو دونوں میں کسی کا نسب ثابت نہیں۔ (4)

(1) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، ج ۵، ص ۲۳۳، وغیرہ

(2) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، ج ۵، ص ۲۳۷

(3) الجوهرۃ الخیرۃ، کتاب العدة، الجزء الثانی، ص ۱۰۷

(4) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ج ۱، ص ۵۳۶

مسئلہ ۴: نکاح میں جہاں نسب ثابت ہونا کہا جاتا ہے وہاں کچھ یہ ضرور نہیں کہ شوہر دعوے کرے تو نسب ہوگا بلکہ سکوت سے بھی نسب ثابت ہوگا اور اگر انکار کرے تو نفی نہ ہوگی جب تک لعان نہ ہو اور اگر کسی وجہ سے لعان نہ ہو سکے جب بھی ثابت ہوگا۔ (5)

مسئلہ ۵: نابالغہ کو اُس کے شوہر نے بعد دخول طلاق رجعی دی اور اُس نے حاملہ ہونا ظاہر کیا تو اگر ستائیس مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو ثابت النسب ہے اور طلاق بائن میں دو برس کے اندر ہوگا تو ثابت ہے ورنہ نہیں اور اگر اُس نے عدت پوری ہو نیکا اقرار کیا ہے تو وقت اقرار سے چھ مہینے کے اندر ہوگا تو ثابت ہے ورنہ نہیں اور اگر نہ حاملہ ہونا ظاہر کیا نہ عدت پوری ہونے کا اقرار کیا بلکہ سکوت کیا تو سکوت کا وہی حکم ہے جو عدت پوری ہونے کے اقرار کا ہے۔ (6)

مسئلہ ۶: شوہر کے مرنے کے وقت سے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہوگا تو نسب ثابت ہے، ورنہ نہیں۔ یہی حکم صغیرہ کا ہے جبکہ حمل کا اقرار کرتی ہو اور اگر عورت صغیرہ ہے جس نے نہ حمل کا اقرار کیا، نہ عدت پوری ہونے کا اور دس مہینے دس دن سے کم میں ہوا تو ثابت ہے ورنہ نہیں اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کیا اور وقت اقرار یعنی چار مہینے دس دن کے بعد اگر چھ مہینے کے اندر پیدا ہوا تو ثابت ہے، ورنہ نہیں۔ (7)

مسئلہ ۷: عورت نے عدت وفات میں پہلے یہ کہا مجھے حمل نہیں پھر دوسرے دن کہا حمل ہے تو اُس کا قول مان لیا جائیگا اور اگر چار مہینے دس دن پورے ہونے پر کہا کہ حمل نہیں ہے پھر حمل ظاہر کیا تو اُس کا قول نہیں مانا جائیگا مگر جبکہ شوہر کی موت سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہو تو اُس کا وہ اقرار کہ عدت پوری ہو گئی باطل سمجھا جائیگا۔ (8)

مسئلہ ۸: طلاق یا موت کے بعد دو برس کے اندر بچہ پیدا ہوا اور شوہر یا اُس کے ورثہ بچہ پیدا ہونے سے انکار کرتے ہیں اور عورت دعویٰ کرتی ہے تو اگر حمل ظاہر تھا یا شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا تو ولادت ثابت ہے اگرچہ جنائی (دائی) بھی شہادت نہ دے اور وہ ثابت النسب ہے اور اگر نہ حمل ظاہر تھا نہ شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا تو اُس وقت ثابت ہوگا کہ دو مرد یا ایک مرد، دو عورت گواہی دیں۔ اور مرد کس طرح گواہی دیں گے اس کی صورت یہ ہے کہ عورت تنہا مکان میں گئی اور اُس مکان میں کوئی ایسا بچہ نہ تھا اور بچہ لیے ہوئے باہر آئی یا مرد کی نگاہ اچانک پڑ گئی دیکھا کہ اُس کے بچہ پیدا ہو رہا ہے اور قصد انکشاف کی تو فاسق ہے اور اُس کی گواہی مردود۔ (9)

(5) فقہاؤں اہلحدیث، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ج ۱، ص ۵۳۶

(6) الفقہاؤں اہلحدیث، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ج ۱، ص ۵۳۷

(7) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، ج ۵، ص ۲۳۰

(8) فقہاؤں اہلحدیث، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل فی النسب، ج ۲، ص ۲۷۴

(9) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، مطلب فی ثبوت النسب من الصغیرہ، ج ۵، ص ۲۳۲

مسئلہ ۹: شوہر بچہ پیدا ہونے کا اقرار کرتا ہے مگر کہتا ہے کہ یہ بچہ نہیں ہے تو اُس کے ثبوت کے لیے جنائی کی شہادت کافی ہے۔ (10)

مسئلہ ۱۰: عدت وفات میں بچہ پیدا ہوا اور بعض ورثہ نے تصدیق کی تو اس کے حق میں نسب ثابت ہو گیا پھر اگر یہ عادل ہے اور اسکے ساتھ کسی اور وارث قابل شہادت نے بھی تصدیق کی یا کسی اجنبی نے شہادت دی تو ورثہ اور غیر سب کے حق میں نسب ثابت ہو گیا یعنی مثلاً اگر اس لڑکے نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے فداں شخص پر اتنے روپے دین ہیں تو دعویٰ سننے کے لیے اسکی حاجت نہیں کہ وہ اپنا نسب ثابت کرے اور اگر تنہا ایک وارث تصدیق کرتا ہے یا چند ہوں مگر وہ عادل نہ ہوں تو فقط ان کے حق میں ثابت ہے اور ان کے حق میں ثابت نہیں یعنی مثلاً اگر دیگر ورثہ اس صورت میں انکار کرتے ہوں تو اولاد ہونے کی وجہ سے ان کے حصوں میں کوئی کمی نہ ہوگی اور وارث اگر تصدیق کریں تو ان کے لیے اقرار کرنے میں لفظ شہادت اور مجلس قاضی وغیرہ کچھ شرط نہیں مگر ان کے حق میں ان کا اقرار اُس وقت مانا جائیگا جب عادل ہوں ہاں اگر اس وارث کے ساتھ کوئی غیر وارث ہے تو اُس کا فقط یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا کہ یہ فداں کا لڑکا ہے بلکہ لفظ شہادت اور مجلس حکم وغیرہ وہ سب امور جو شہادت میں شرط ہیں، اس کے لیے شرط ہیں۔ (11)

مسئلہ ۱۱: بچہ پیدا ہوا عورت کہتی ہے کہ نکاح کو چھ مہینے یا زائد کا عرصہ گزرا اور مرد کہتا ہے کہ چھ مہینے نہیں ہوئے تو عورت کو قسم کھلائیں، قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے اور شوہر یا اس کے ورثہ گواہ پیش کرنا چاہیں تو گواہ نہ سنے جائیں۔ (12)

مسئلہ ۱۲: کسی لڑکے کی نسبت کہا یہ میرا بیٹا ہے اور اُس شخص کا انتقال ہو گیا اور اُس کے کی ماں جس کا حرہ و مسلمہ ہونا معلوم ہے یہ کہتی ہے کہ میں اُس کی عورت ہوں اور یہ اُسکا بیٹا تو دونوں وارث ہونگے اور اگر عورت کا آزاد ہونا مشہور نہ ہو یا پہلے وہ باندی تھی اور اب آزاد ہے اور یہ نہیں معلوم کہ علق کے وقت آزاد تھی یا نہیں اور ورثہ کہتے ہیں تو اُس کی ام ولد تھی تو وارث نہ ہوگی۔ یوں اگر ورثہ کہتے ہیں کہ تو اُس کے مرنے کے وقت نصرانیہ تھی اور اُس وقت اُس عورت کا مسلمان ہونا مشہور نہیں ہے، جب بھی وارث نہ ہوگی۔ (13)

مسئلہ ۱۳: عورت کا بچہ خود عورت کے قبضہ میں ہے شوہر کے قبضہ میں نہیں اُس کی نسبت عورت یہ کہتی ہے کہ یہ لڑکا

(10) الدر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، ج ۵، ص ۲۴۳

(11) الدر المختار رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، مطلب فی ثبوت النسب من الصغیر، ج ۵، ص ۲۴۴

(12) المرجع السابق، ص ۲۴۵

(13) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ج ۱، ص ۵۳۹، وغیرہ

میرے پہلے شوہر سے ہے اس کے پیدا ہونے کے بعد میں نے تجھ سے نکاح کیا اور شوہر کہتا ہے کہ میرا ہے میرے نکاح میں پیدا ہوا تو شوہر کا قول معتبر ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۴: کسی عورت سے زنا کیا پھر اُس سے نکاح کیا اور چھ مہینے یا زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور کم میں ہوا تو نہیں اگرچہ شوہر کہے کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۵: نسب کا ثبوت اشارہ سے بھی ہو سکتا ہے اگرچہ بولنے پر قادر ہو۔ (16)

مسئلہ ۱۶: کسی نے اپنے نابالغ لڑکے کا نکاح کسی عورت سے کر دیا اور لڑکا اتنا چھوٹا ہے کہ نہ جماع کر سکتا ہے نہ اُس سے حمل ہو سکتا ہے اور عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور اگر لڑکا مراہق (بالغ ہونے کے قریب) ہے اور اُس کی عورت سے بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے۔ (17)

مسئلہ ۱۷: اپنی کنیز سے وطی کرتا ہے اور بچہ پیدا ہوا تو اُس کا نسب اُس وقت ثابت ہوگا کہ یہ اقرار کرے کہ میرا بچہ ہے اور وہ لونڈی ام ولد ہوگئی اب اس کے بعد جو بچے پیدا ہوں گے اُن میں اقرار کی حاجت نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ نفی کرنے سے مُشکلی ہو جائے گا مگر نفی سے اُس وقت مُشکلی ہوگا کہ زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو نہ قاضی نے اُس کے نسب کا حکم دیدیا ہو اور ان میں کوئی بات پائی گئی تو نفی نہیں ہو سکتی۔ اور مدبرہ کے بچے کا نسب بھی اقرار سے ثابت ہوگا۔ منکوحہ کے بچے کا نسب ثابت ہونے کے لیے اقرار کی حاجت نہیں بلکہ انکار کی صورت میں لعان کرنا ہوگا اور جہاں لعان نہیں وہاں انکار سے بھی کام نہ چلے گا۔ (18)



(14) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ج ۱، ص ۵۴۰

(15) المرجع السابق

(16) المرجع السابق

(17) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ج ۱، ص ۵۴۰

(18) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ج ۱، ص ۵۴۶

ورد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل فی ثبوت النسب، مطلب: القرأش علی اربع مراتب، ج ۵، ص ۲۵۱

بچہ کی پرورش کا بیان

حدیث ۱: امام احمد و ابوداؤد و عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک عورت نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرا یہ لڑکا ہے میرا پیٹ اس کے لیے خرف تھا اور میرے پستان اس کے لیے مشک اور میری گود اس کی محافظ تھی اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور اب اسکو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تو زیادہ حقدار ہے، جب تک تو نکاح نہ کرے۔ (1)

(1) سنن أبي داود، كتاب الطلاق، باب من اخطأ بالولد، المحدث: ٢٢٤٦، ج ٢، ص ٣١٣

حکیم الامت کے مدنی پھول

اے کہ میں نے اسے نو مہینہ اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اسے اپنے پستان چوسائے دودھ پلایا۔

۲۔ حواء ح کے کسر وے بستی خیمہ جو جنگل میں عارضی قیام کے لیے لگایا جائے، چونکہ ماں کی گود بچہ کا عارضی مقام ہے اس لیے اسے خیمہ سے تشبیہ دی، یہ بی بی بڑی نصیرہ تھیں۔

۳۔ یہ بچہ بہت چھوٹا تھا جس میں عقل و ہوش و تمیز نہ تھی اس لیے اسے اختیار نہ دیا گیا بلکہ ماں کو مرحمت ہوا، اگلی آنے والی حدیث میں بچہ سمجھ دار تھا اس لیے اسے اختیار دیا گیا لہذا حدیث میں تعارض نہیں، حالات کے اختلاف سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے دوسرے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ چھوٹے بچہ کی پرورش کی مستحق ماں ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ماں بچے کے، جنینی شخص سے نکاح کرے تو اس کا یہ استحقاق جاتا رہے گا، پھر بچہ باپ کو ملے گا ہاں اگر اس نے بچے کے چچا وغیرہ ذی رحم سے نکاح کیا تو اس کا حق پرورش باقی رہے گا۔ (دیکھو کتب فقہ)

۳۔ یہ حدیث حاکم نے بھی نقل فرمائی اور اسے صحیح کہا۔ خیال رہے کہ یہ عمرو، عمرو ابن شعیب ابن محمد ابن عبد اللہ ابن عمرو بن عاص ہیں، اگر جد سے مراد محمد ہوں تو حدیث مرسل ہوتی ہے اور اگر جد سے مراد عبد اللہ ابن عمرو ہوں تو حدیث متصل، کیونکہ محمد تابعی ہیں اور عبد اللہ ابن عمرو صحابی، اسی لیے جہاں فقط جدہ ہوتا ہے وہاں ارسال و اتصال دونوں کا احتمال ہوتا ہے، یہاں چونکہ عبد اللہ کی تصریح ہے لہذا حدیث متصل ہے، یہ حدیث احناف کی قوی دلیل ہے کہ چھوٹے بچہ کی پرورش ماں کا حق ہے۔ چنانچہ موطا امام مالک اور عبد الرزاق و بیہقی میں ہے کہ حضرت عمر نے اپنی ایک انصاری بیوی کو طلاق دی جس کے بطن سے ایک بچہ عاصم تھا حضرت عمر نے اسے لینا چاہا نانی نے انکار کیا مقدمہ بارگاہ صدیقی میں پیش ہوا تو آپ نے نانی کے حق میں فیصلہ فرمایا، بچہ کچھ دار تھا اسے کھیلتے ہوئے حضرت عمر نے، ٹھالیا، یہ حدیث بہت طریقوں سے منقول ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۲۹۳)

حدیث ۲: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے سال میں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرہ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی چچا کہتی پیچھے ہو لیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا پھر حضرت علی و زید بن حارثہ و جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہر ایک نے اپنے پاس رکھنا چاہا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں نے ہی اسے لیا اور میرے چچا کی لڑکی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میری بی بی ہے اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میرے (رضائی) بھائی کی لڑکی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لڑکی خالہ کو دلوائی اور فرمایا: کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور حضرت علی سے فرمایا: کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے اور حضرت جعفر سے فرمایا: کہ تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو اور حضرت زید سے فرمایا: کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو۔ (2)

(2) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، الحدیث: ۴۲۵۱، ج ۳، ص ۹۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حدیبیہ مکہ معظمہ کے قریب ایک کنوئیں کا نام ہے، اس کنوئیں کی وجہ سے اس جنگل کا نام بھی حدیبیہ ہو گیا ہے یہ حدہ منزل کے قریب ہے جسے اب بیرہمیس کہتے ہیں یہ جگہ حرم شریف کی انتہاء پر واقع ہے، حدیبیہ کا کچھ حصہ حرم میں داخل ہے کچھ حصہ حرم سے خارج، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی نیت سے چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لائے جب یہاں پہنچے تو کفار نے روک دیا آخر کار ان باتوں پر مسلمانوں اور کفار میں صلح ہوئی جس کا ذکر یہاں ہے، اس کا واقعہ ان شاء اللہ کتاب اطہار میں آئے گا۔

۲۔ اس بچی کا نام عمارہ تھا اسی کی وجہ سے جناب حمزہ کی کنیت ابو عمارہ تھی اگرچہ حضرت حمزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، اس رشتہ سے یہ بچی حضور کی چچا زاد بہن تھی مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حمزہ زید ابن حارثہ تینوں نے بی بی ثویبہ کا دودھ پیا تھا اسی لیے جناب حمزہ کے رضائی بھائی تھے، نیز اہل عرب بزرگوں کو چچا کہہ کر پکارتے ہیں ان وجوہ سے اس بچی نے حضور کو چچا جان چچا جان کہہ کر پکارا، مطلب یہ تھا کہ مجھے کہیں چھوڑے جاتے ہو میں بھی آپ کے ساتھ مدینہ چلوں گی۔

۳۔ اور اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے آئے یہ مدینہ لے آنا اس شرط کے خلاف نہ تھا کہ جو گزشتہ سال صلح کے وقت لکھی گئی تھی کیونکہ حضور نے اس بچی کو بحق اسلام نہ لیا بلکہ بحق قرابت، نیز وہ شرط مردوں کے لیے تھی کہ جو مرد مسلمان ہو کر مدینہ آجائے اسے واپس کیا جائے، یہ بچی تھی اسی لیے اہل مکہ نے نہ تو اس بچی کے لیے جانے پر اعتراض کیا اور نہ اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔

۴۔ یہ بچی باپ کے سایہ سے محروم ہو چکی تھی کہ جناب حمزہ آج سے پانچ سال پہلے غزوہ احد میں شہید ہو چکے تھے اس کی والدہ یا فوت ہو چکی تھیں یا کہ معظمہ رہ گئی تھیں اس لیے اب اس کی پرورش کا سوال پیدا ہوا چنانچہ یہ مناظرہ پیش آیا کہ ان بزرگوں میں سے ہر صاحب چاہتے تھے کہ اس بچی کی پرورش کی سعادت ہم کو میسر ہو جیسے حضرت مریم کی پرورش پر بنی اسرائیل میں جھگڑا ہوا تھا۔



۹۔ جناب علی نے اپنے استحقاق کے دو دلائل پیش فرمائے: ایک یہ کہ یہ بچی گویا لقیطہ ہے اٹھائی ہوئی ہے اور لقیطہ کی پرورش پانے اٹھانے وال کرتا ہے، دوسرے جناب حمزہ میرے چچا ہیں یہ میری چچا زاد بہن ہے۔

۱۰۔ حضرت جعفر جو جناب علی کے بڑے بھائی ہیں آپ سے دس سال عمر میں زیادہ ہیں انہوں نے اپنے استحقاق کی دو وجہیں بیان فرمائیں: ایک یہ کہ میرے چچا کی بیٹی ہے کہ حمزہ ابن عبدالمطلب میرے چچا ہیں یعنی میرے والد ابو طالب کے بھائی۔ دوسرے یہ کہ اس بچی کی خالہ اسماء بنت عیس میری بیوی ہے اور خالہ کو اپنی بھانجی کی پرورش کا حق ہوتا ہے میں بھی حق دار ہوں میری بیوی بھی۔ (اشعہ)

۱۱۔ حضرت زید ابن حارثہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بظاہر آزاد کردہ تھے یہ حضرت حمزہ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حمزہ کو عقد مواخاۃ کے موقع پر حضرت زید کا بھائی بنایا تھا اس ذیل بھائی ہونے کی وجہ سے یہ مدعی استحقاق پرورش تھے (مرقات واشعہ)

۱۲۔ یعنی حضرت جعفر ابن ابی طالب کو حق پرورش دیا کیونکہ بچی کی خالہ ان کی زوجہ تھیں وہ انہیں پالیں گی، اسی بنا پر فقہاء فرماتے ہیں کہ ماں، مانی کے بعد خالہ کو بچی کی پرورش کا حق ہے اس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث ہے، پھر سب کی تسلی فرماتے ہوئے فرمایا۔

۱۳۔ یعنی تم میں مجھ میں انتہائی اتحاد و یگانگت ہے، تم اس بچی کے نہ ملنے پر طول ہو تم کو میرا قرب حقیقی تو حاصل ہے میں نے تمہارے گھر میں پرورش پائی تم نے میرے گھر اور میری گود میں تربیت پائی میں خاتم الانبیاء تم خاتم الکلفاء میں مصدر نبوت تم منبع ولایت گویا ہم تم ایک ہی ہیں۔ سبحان اللہ! یہ کلمات حضرت علی کی انتہائی عظمت بتا رہے ہیں۔

۱۴۔ یعنی اے جعفر تم کو اس بچی کے ملنے پر خوشی ہوئی، بڑی خوشی یہ ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑی نعمت بخشی ہے کہ تم صورت و میرت میں میرے مشابہ ہو میری ہم شکل و مناسبت اللہ کی بڑی نعمت ہے۔

۱۵۔ یعنی تم بھی اس بچی کے نہ ملنے پر رنجیدہ نہ ہو، تم ہمارے اسلامی بھائی ہو ہمارے پیارے ہو۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسلمان کو اپنا بھائی فرمادیں یہ ان کا کرم ہے مگر کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ اپنے کو حضور کا بھائی کہے یا بھائی کہہ کر پکارے۔ اس حدیث کی بنا پر امام مالک نے فرمایا کہ بچہ کی خالہ اس کی مانی سے زیادہ پرورش کی حق دار ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کو ماں قرار دیا۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ فرمایا خالہ ماں ہے مگر یہ استدلال کچھ کمزور سا ہے، خالہ کو ماں سے تشبیہ دینا حق پرورش کے لیے ہے مانی پر ترجیح اس سے ثابت نہیں ہوتی، مانی تو احکام شرعیہ میں بھی ماں کی طرح ہے اسی لیے وہ ماں کی سی میراث یعنی چھٹا حصہ پاتی ہے۔ (مرقات)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لیے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو یا اگر وہ مرتدہ ہو گئی تو پرورش نہیں کر سکتی یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً زانیہ یا چور یا نوحہ کرنے والی ہے تو اُس کی پرورش میں نہ دیا جائے بلکہ بعض فقہانے فرمایا اگر وہ نماز کی پابند نہیں تو اُسکی پرورش میں بھی نہ دیا جائے مگر اصح یہ ہے کہ اُس کی پرورش میں اُس وقت تک رہے گا کہ نہ سمجھ ہو جب کچھ سمجھنے لگے تو عیحدہ کر لیں کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادت اختیار کرے گا جو اُس کی ہے۔ یوہیں ماں کی پرورش میں اُس وقت بھی نہ دیا جائے جبکہ بکثرت بچہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر چلی جاتی ہو اگرچہ اُسکا جانا کسی گناہ کے لیے نہ ہو مثلاً وہ عورت مُردے نہلاتی ہے یا جنائی ہے یا اور کوئی ایسا کام کرتی ہے جس کی وجہ سے اُسے اکثر گھر سے باہر جانا پڑتا ہے یا وہ عورت کنیز یا ام ولد یا مدبرہ ہو یا مکاتبہ ہو جس سے قبل عقد کتابت بچہ پیدا ہوا جبکہ وہ بچہ آزاد ہو اور اگر آزاد نہ ہو تو حق پرورش مولیٰ کے لیے ہے کہ اُس کی ملک ہے گر اپنی ماں سے جدا نہ کیا جائے۔ (1)

مسئلہ ۲: اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا اور اس کے محرم سے نکاح کیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ غیر محرم سے مراد وہ شخص ہے کہ نسب کی جہت سے بچہ کے لیے محرم نہ ہو اگرچہ رضاع کی جہت سے محرم ہو جیسے اس کی ماں نے اس کے رضائی چچا سے شادی کر لی تو اب ماں کی پرورش میں نہ رہے گا کہ اگرچہ رضاع کے لحاظ سے بچہ کا چچا ہے مگر نسباً اجنبی ہے اور نسبی چچا سے نکاح کیا تو باطل نہیں۔ (2)

مسئلہ ۳: ماں اگر مفت پرورش کرنا نہیں چاہتی اور باپ اجرت دے سکتا ہے تو اجرت دے اور تنگ دست ہے تو ماں کے بعد جن کو حق پرورش ہے اگر اُن میں کوئی مفت پرورش کرے تو اُس کی پرورش میں دیا جائے بشرطیکہ بچہ کے غیر محرم سے اُس نے نکاح نہ کیا ہو اور ماں سے کہہ دیا جائے کہ یا مفت پرورش کر یا بچہ فلاں کو دیدے مگر ماں اگر بچہ کو دیکھنا چاہے یا اُس کی دیکھ بھال کرنا چاہے تو منع نہیں کر سکتے اور اگر کوئی دوسری عورت ایسی نہ ہو جس کو حق پرورش ہے مگر کوئی اجنبی شخص یا رشتہ دار مرد مفت پرورش کرنا چاہتا ہے تو ماں ہی کو دیں گے اگرچہ اُس نے اجنبی سے نکاح کیا ہو اگرچہ

(1) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانۃ، ج ۱، ص ۵۴۱

و اندر اختیار و رد المختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۵۹-۲۶۱، وغیرہ

(2) رد المختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۶۱، وغیرہ

اجرت مانگتی ہو۔ (3)

مسئلہ ۴: جس کے لیے حق پرورش ہے اگر وہ انکار کرے اور کوئی دوسری نہ ہو جو پرورش کرے تو پرورش کرنے پر مجبور کی جائے گی۔ یوں اگر بچہ کی ماں دودھ پلانے سے انکار کرے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ لیتا ہو یا مفت کوئی دودھ نہیں پلاتی اور بچہ یا اُس کے باپ کے پاس مال نہیں تو ماں دودھ پلانے پر مجبور کی جائے گی۔ (4)

مسئلہ ۵: ماں کی پرورش میں بچہ ہو اور وہ اس کے باپ کے نکاح یا عدت میں ہو تو پرورش کا معاوضہ نہیں پائے گی ورنہ اس کا بھی حق لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی اور اگر اُس کے پاس رہنے کا مکان نہ ہو تو یہ بھی اور بچہ کو خادم کی ضرورت ہو تو یہ بھی اور یہ سب اخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اُس سے دیے جائیں ورنہ جس پر بچہ کا نفقہ ہے اُسی کے ذمہ یہ سب بھی ہیں۔ (5)

مسئلہ ۶: ماں نے اگر پرورش سے انکار کر دیا پھر یہ چاہتی ہے کہ پرورش کرے تو رجوع کر سکتی ہے۔ (6)

مسئلہ ۷: ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو یا انکار کر دیا یا اجنبی سے نکاح کیا تو اب حق پرورش نانی کے لیے ہے یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں اس کے بعد دادی پر دادی بشرائط مذکورہ بالا پھر حقیقی بہن پھر اخیانی بہن پھر سوتیلی بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر اخیانی بہن کی بیٹی پھر خالہ یعنی ماں کی حقیقی بہن پھر اخیانی پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر حقیقی بھتیجی پھر اخیانی بھائی کی بیٹی پھر سوتیلے بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپیاں پھر باپ کی پھوپیاں اور ان سب میں دعویٰ ترتیب ملحوظ ہے کہ حقیقی پھر اخیانی پھر سوتیلی۔ اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اس کا حق بساقت ہو تو عصبیات بہ ترتیب ارث یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلے پھر بھتیجے پھر چچا پھر اس کے بیٹے مگر لڑکی کو چچا زاد بھائی کی پرورش میں نہ دیں خصوصاً جبکہ مشتبہ ہو اور اگر عصبیات بھی نہ ہوں تو ذوی الارحام کی پرورش میں دیں مثلاً اخیانی بھائی پھر اُس کا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کو لڑکے کی پرورش کا حق نہیں۔ (7)

مسئلہ ۸: اگر چند شخص ایک درجہ کے ہوں تو اُن میں جو زیادہ بہتر ہو پھر وہ کہ زیادہ پرہیزگار ہو پھر وہ کہ اُن میں

(3) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، مطلب: شروط الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۶۱

(4) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، مطلب: شروط الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۶۵

(5) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۶۶-۲۶۸

(6) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، مطلب: فی لزوم اجرة مسکن الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۶۳

(7) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، مطلب: فی لزوم اجرة مسکن الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۶۹-۲۷۱

بڑا ہو حقدار ہے۔ (8)

مسئلہ ۹: بچہ کی ماں اگر ایسے مکان میں رہتی ہے کہ گھر والے بچہ سے بغض رکھتے ہیں تو باپ اپنے بچہ کو اُس سے لے لیگا یا عورت وہ مکان چھوڑ دے اور اگر ماں نے بچہ کے کسی رشتہ دار سے نکاح کیا مگر وہ محرم نہیں جب بھی حق ساقط ہو جائیگا مثلاً اُس کے چچا زاد بھائی سے ہاں اگر ماں کے بعد اُسی چچا کے لڑکے کا حق ہے یا بچہ لڑکا ہے تو ساقط نہ ہوگا۔ (9)

مسئلہ ۱۰: اجنبی کے ساتھ نکاح کرنے سے حق پرورش ساقط ہو گیا تھا پھر اُس نے طلاق بائن دیدی یا رجعی دی مگر عدت پوری ہو گئی تو حق پرورش عود (یعنی دوبارہ پرورش کا حق حاصل ہو جائے گا) کر آئیگا۔ (10)

مسئلہ ۱۱: پاگل اور بوہرے کو حق پرورش حاصل نہیں اور اچھے ہو گئے تو حق حاصل ہو جائیگا۔ یوہیں مرتد تھا، اب مسلمان ہو گیا تو پرورش کا حق اسے ملے گا۔ (11)

مسئلہ ۱۲: بچہ نانی یا دادی کے پاس ہے اور وہ خیانت کرتی ہے تو پھوپھی کو اختیار ہے کہ اُس سے لے لے۔ (12)

مسئلہ ۱۳: بچہ کا باپ کہتا ہے کہ اُس کی ماں نے کسی سے نکاح کر لیا اور ماں انکار کرتی ہے تو ماں کا قول معتبر ہے اور اگر یہ کہتی ہے کہ نکاح تو کیا تھا مگر اُس نے طلاق دیدی اور میرا حق عود کر آیا تو اگر اتنا ہی کہا اور یہ نہ بتایا کہ کس سے نکاح کیا جب بھی ماں کا قول معتبر ہے اور اگر یہ بھی بتایا کہ فلاں سے نکاح کیا تھا تو اب جب تک وہ شخص طلاق کا اقرار نہ کرے محض اس عورت کا کہنا کافی نہیں۔ (13)

مسئلہ ۱۴: جس عورت کے لیے حق پرورش ہے اُس کے پاس لڑکے کو اُس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اُس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا پیتا، پہنتا، استنجا کر لیتا ہو، اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور اگر عمر میں اختلاف ہو تو اگر یہ سب کام خود کر لیتا ہو تو اُس کے پاس سے علیحدہ کر لیا جائے ورنہ نہیں اور اگر باپ لینے سے انکار

(8) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانۃ، ج ۱، ص ۵۳۲

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۷۱

(9) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، مطلب: فی لزوم اجرة مسکن الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۷۲

(10) الہدایۃ، کتاب الطلاق، باب الولد من الحق بہ، ج ۲، ص ۲۸۳، وغیرہا

(11) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، مطلب: لو كانت الاخوة راجح، ج ۵، ص ۲۷۳

(12) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانۃ، ج ۱، ص ۵۳۱

(13) الفتاویٰ الخلیفۃ، کتاب النکاح، باب فی ذکر مسائل المہر، فصل فی الحضانۃ، ج ۱، ص ۱۹۴

کرے تو جبراً اُس کے حوالے کیا جائے اور لڑکی اُس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حدِ شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے اور اگر اس عمر سے کم میں لڑکی کا نکاح کر دیا گیا جب بھی اُسی کی پرورش میں رہے گی جس کی پرورش میں ہے نکاح کر دینے سے حق پرورش باطل نہ ہوگا، جب تک مرد کے قابل نہ ہو۔ (14)

مسئلہ ۱۵: سات برس کی عمر سے بلوغ تک لڑکا اپنے باپ یا دادا یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا پھر جب باغ ہو گیا اور سمجھ وال ہے کہ فتنہ یا بدنامی کا اندیشہ نہ ہو اور تادیب (یعنی اصلاح) کی ضرورت نہ ہو تو جہاں چاہے وہاں رہے اور اگر ان باتوں کا اندیشہ ہو اور تادیب کی ضرورت ہو تو باپ دادا وغیرہ کے پاس رہے گا خود مختار نہ ہوگا مگر باغ ہونے کے بعد باپ پر نفقہ واجب نہیں اب اگر اخراجات کا متکفل ہو (کفالت کرنے والا ہو) تو تبرع و احسان ہے۔ (15) یہ حکم فقہی ہے مگر نظر بحال زمانہ خود مختار نہ رکھا جائے، جب تک چال چلن اچھی طرح درست نہ ہو لیں اور پورا وثوق (اعتقاد، یقین) نہ ہو لے کہ اب اس کی وجہ سے فتنہ و عار نہ ہوگا کہ آج کل اکثر مجتہدین مخرب اخلاق (اخلاق کو بگاڑنے والی) ہوتی ہیں اور نو عمری میں فساد بہت جلد سرایت کرتا ہے۔

مسئلہ ۱۶: لڑکی نو برس کے بعد سے جب تک کو آری ہے باپ دادا بھائی وغیرہم کے یہاں رہے گی مگر جبکہ عمر رسیدہ ہو جائے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے جہاں چاہے رہے اور لڑکی شیب ہے مثلاً بیوہ ہے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے، ورنہ باپ دادا وغیرہ کے یہاں رہے اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ چچا کے بیٹے کو لڑکی کے لیے حق پرورش نہیں یہی حکم اب بھی ہے کہ وہ محرم نہیں بلکہ ضرور ہے کہ محرم کے پاس رہے اور محرم نہ ہو تو کسی ثقہ امانت دار عورت کے پاس رہے جو اُس کی عفت کی حفاظت کر سکے اور اگر لڑکی ایسی ہو کہ فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اختیار ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۷: لڑکا بالغ نہ ہوا مگر کام کے قابل ہو گیا ہے تو باپ اُسے کسی کام میں لگا دے جو کام سکھانا چاہے اُس کے جاننے والوں کے پاس بھیج دے کہ اُن سے کام سیکھے نوکری یا مزدوری کے قابل ہو اور باپ اُس سے نوکری یا مزدوری کرانا چاہے تو نوکری یا مزدوری کرائے اور جو کمائے اُس پر صرف کرے اور بچ رہے تو اُس کے لیے جمع کرتا رہے اور

(14) المرجع السابق

والبحر الرائق، کتاب الطلاق، باب الحضانیۃ، ج ۲، ص ۲۸۷، وغیرہا

(15) الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانیۃ، ج ۱، ص ۵۳۲

والمدر المختار، کتاب الطلاق، باب الحضانیۃ، ج ۵، ص ۲۷۷

(16) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانیۃ، مطلب: لو كانت الاخوة الخ، ج ۵، ص ۲۷۷

والفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانیۃ، ج ۱، ص ۵۳۲

اگر باپ جانتا ہے کہ میرے پاس خرچ ہو جائے گا تو کسی اور کے پاس امانت رکھ دے۔ (17) مگر سب سے مقدم یہ ہے کہ بچوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور دین کی ضروری باتیں سکھائی جائیں روزہ و نماز و طہارت اور بیع و اجارہ و دیگر معاملات کے مسائل جن کی روزمرہ حاجت پڑتی ہے اور ناواقفیت سے خلاف شرع عمل کرنے کے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی تعلیم ہو اگر دیکھیں کہ بچہ کو علم کی طرف رجحان ہے اور سمجھ دار ہے تو علم دین کی خدمت سے بڑھ کر کیا کام ہے اور اگر استطاعت نہ ہو تو صحیح تعلیم عقائد اور ضروری مسائل کی تعلیم کے بعد جس جائز کام میں لگائیں اختیار ہے۔

مسئلہ ۱۸: لڑکی کو بھی عقائد و ضروری مسائل سکھانے کے بعد کسی عورت سے سلائی اور نقش و نگار وغیرہ ایسے کام سکھائیں جن کی عورتوں کو اکثر ضرورت پڑتی ہے اور کھانا پکانے اور دیگر امور خانہ داری میں اسکو سلیقہ ہونے کی کوشش کریں کہ سلیقہ والی عورت جس خوبی سے زندگی بسر کر سکتی ہے بد سلیقہ نہیں کر سکتی۔ (18)

(17) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۷۸

(18) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن قادری رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بتایا یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا کہ آپ اشکری و لوالہ یک الحق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ مگر ولد کا حق بھی والد پر عظیم رکھا ہے کہ ولد مطلق اسلام، پھر خصوص جوار، پھر خصوص قرابت، پھر خصوص عیال، ان سب حقوق کا جامع ہو کر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتا ہے، اور جس قدر خصوص بڑھتا جاتا ہے حق اشد آکد ہوتا جاتا ہے۔

(۱) القرآن الکریم ۳۱/۱۳

علمائے کرام اپنی کتب جلیلہ مثل احیاء العلوم و دین العلوم و مدخل دیمیائے سعادت و ذخیرۃ الملوک وغیرہا میں حقوق ولد سے نہایت مختصر طور پر کچھ تعرض فرمایا مگر میں صرف احادیث مرفوعہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرتا ہوں فضل الہی جل و علا سے امید کہ فقیر کی یہ چند حرفی تحریر ایسی نافع و جامع واقع ہو کہ اس کی نظیر کتب مطولہ میں نہ ملے اس بارہ میں جس قدر حدیثیں بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت میرے حافضہ و نظر میں ہیں انہیں بالتفصیل مع تحریجات لکھے تو ایک رسالہ ہوتا ہے اور غرض صرف افادہ احکام لہذا سر دست فقط وہ حقوق کہ یہ حدیثیں ارشاد فرما رہی ہیں کمال تلخیص و اختصار کے ساتھ شمار کروں، وبانہ التوفیق:

(۱) سب سے پہلا حق وجود و اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل کم قوم سے نہ کرے کہ بڑی رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔

(۲) دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نااماداموں کی عادات کا بھی اثر پڑتا ہے۔

(۳) زنجیوں حبشیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچہ کو بد نما نہ کر دے۔

(۴) جماع کی ابتداء بسم اللہ سے کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔

(۵) اس وقت شرمگاہ زن پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۶) زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا تو تلتے ہونے کا خطرہ ہے۔

- (۷) مرد و زن کپڑا اوڑھ لیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچے کے بے حیا ہونے کا اندیشہ ہے۔
- (۸) جب بچہ پیدا ہو تو فوراً سیدھے کان میں اذان پائیں میں تکبیر کہے کہ ظلم شیطان دام العصبیان سے بچے۔
- (۹) چھوہارا وغیرہ کوئی سینیھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کہ عادات اخلاق کی قال حسن ہے۔
- (۱۰) ساتویں اور نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے، دختر کے لئے ایک پیر کے لئے دو کہ اس میں بچے کا گویا رہن سے چھڑاتا ہے۔
- (۱۱) ایک ران دائی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔
- (۱۲) سر کے بال اتروائے۔
- (۱۳) بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔
- (۱۴) سر پر زعفران لگائے۔
- (۱۵) نام رکھے یہاں تک کہ بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شاکی ہوگا۔
- (۱۶) برا نام نہ رکھے کہ بد حال بد ہے۔
- (۱۷) عبداللہ، عبدالرحمن، احمد، حامد وغیرہ با عبادت و حمد کے نام یا انبیاء و اولیاء یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے خصوصاً نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچے کے دنیا و آخرت میں کام آتی ہے۔
- (۱۸) جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم و تکریم کرے۔
- (۱۹) مجلس میں اس کے لئے جگہ چھوڑے۔
- (۲۰) مارنے برا کہنے میں احتیاط رکھے۔
- (۲۱) جو مانگے بروجہ مناسب دے۔
- (۲۲) پیار میں چھوئے لقب بقدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔
- (۲۳) ماں خواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے۔
- (۲۴) رضیل یا بدائع مال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔
- (۲۵) بچے کا نفقہ اس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جن میں حفاظت بھی داخل۔
- (۲۶) اپنے حوائج و ادائے واجبات شریعت سے جو کچھ بچے اس میں عزیزوں قریبوں محتاجوں غریبوں سب سے پہلے حق عیال و اطفال کا ہے جو ان سے بچے وہ اوروں کو پہنچے۔

(۲۷) بچہ کو پاک کدئی سے روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں ڈالتا ہے۔

(۲۸) اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کے تابع رکھے جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے کر ان کے طفیل میں آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہو تو انہیں کو کھلائے۔

(۲۹) خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ رکھے۔ انہیں پیار کرے بدن سے لپٹائے کندھے پر چڑھائے۔

(۳۰) ان کے ہنسنے کھیلنے کی باتیں کرے ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت و محافظت ہر وقت حتیٰ کہ نماز و خطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔

(۳۱) پیامیہ پھل پہلے انہیں کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے۔

(۳۲) کبھی کبھی حسب ضرورت انہیں شیرینی وغیرہ کھانے، پہننے، کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعاً جائز ہے دیتا رہے۔

(۳۳) بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچے سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

(۳۴) اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر و یکساں دے، ایک کو دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔

(۳۵) سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائے۔

(۳۶) بیمار ہوں تو علاج کرے۔

(۳۷) حتیٰ الامکان سخت و موذی علاج سے بچائے۔

(۳۸) زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہ لا الہ الا اللہ بھر پور کلمہ طیبہ سکھائے۔

(۳۹) جب تمیز آئے ادب سکھائے کھانے، پینے، پہننے، بولنے، اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی عظیم، ماں باپ، استاذ اور

دختر کو شوہر کے بھی اطاعت کے طرق و آداب بتائے۔

(۴۰) قرآن مجید پڑ جائے۔

(۴۱) استاذ نیک، صالح، متقی، صحیح العقیدہ، سن رسیدہ کے سپرد کر دے، اور دختر کو نیک پارہ ساعورت سے پڑھوائے۔

(۴۲) بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

(۴۳) عقائد اسلام و سنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی و قبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔

(۴۴) حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے۔

(۴۵) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و اولیاء و علماء کی محبت و عظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت و زیور ایمان بلکہ باعث

بقائے ایمان ہے۔

(۴۶) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے۔

(۴۷) علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز و روزہ کے مسائل توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت صدر و

لسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل حرم طمع، حب دنیا، حب جاہ، ریا، عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے۔

(۴۸) پڑھانے سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے۔

(۴۹) موقع پر چشم نمائی تنبیہ تہدید کرے مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔

(۵۰) مارے تو مت پر نہ مارے۔

(۵۱) اکثر اوقات تہدید و تحریف پر قانع رہے کوڑا جی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔

(۵۲) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی کہ طبیعت نشاط پر باقی رہے۔

(۵۳) مگر زہار زہار بڑی صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے۔

(۵۴) نہ ہرگز ہرگز بہادر دانش، مینا بازار، مثنوی غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ و فریاتیہ فستقہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی

ہے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورہ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرزنان کا ذکر فرمایا ہے، پھر بچوں کو

خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بہا ہو سکتا ہے۔

(۵۵) جب دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے۔

(۵۶) اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلانے جدا بچھونے جدا چنگ پر اپنے پاس رکھے۔

(۵۷) جب جوان ہو شادی کر دے، شادی میں وہی رعایت قوم و دین و میرت و صورت ملحوظ رکھے۔

(۵۸) اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو اسے امر و حکم کے میخ سے نہ کہے بلکہ برحق و نرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے عقوبت

میں نہ پڑ جائے۔

(۵۹) اسے میرٹ سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کل جائیداد دوسرے وارث یا کسی طعیر کے نام لکھ

دیتے ہیں۔

(۶۰) اپنے بعد مرگ بھی ان کی فکر رکھے یعنی کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے ٹکٹ سے زیادہ خیرات نہ کرے۔

یہ ساٹھ ۶۰ حق تو پسردختر سب کے ہیں بلکہ دو حق اخیر میں سب وارث شریک، اور خاص پسر کے حقوق سے ہے کہ اسے لکھنا، پیرنا، سہکری

سکھائے۔ سورہ بکہہ کی تعلیم دے۔ اعلان کے ساتھ اس کا عقدہ کرے۔ خاص دختر کے حقوق سے ہے کہ اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ

کرے بلکہ نعمت الہیہ جانے، اسے سینا پر ونا کاتا کھانا پکانا سکھائے، سورہ نور کی تعلیم دے، لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے، بیٹیوں سے

زیادہ دلجوئی رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے، دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کاتنے کی تول برابر رکھے، جو چیز دے پہلے انہیں دے

کر بیٹوں کو دے، نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلانے نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے، اس عمر سے خاص نگہداشت

مسئلہ ۱۹: لڑکی کو نوکر نہ رکھائیں کہ جس کے پاس نوکر رہے گی کبھی ایسا بھی ہوگا کہ مرد کے پاس تنہا رہے اور یہ

شروع کرے، شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے۔ اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے، بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش کرے گھر کو ان پر زنداں کر دے بالا خانوں پر نہ رہنے دے، گھر میں لباس و زیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں، جب کفو طے نکاح میں دیر نہ کرے، حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیوہ دے، زہنہار کسی فاسق اجر خصوصاً بد مذہب کے نکاح میں نہ دے۔

یہ اسی حق (۸۰) ہیں کہ اس وقت کی نظر میں احادیث مرفوعہ سے خیال میں آئے ان میں اکثر تو مستحبات ہیں جن کے ترک پر اصلاً مواخذہ نہیں۔ اور بعض آخرت میں مطالبہ ہو، مگر دنیا میں بیٹے کے لئے باپ پر گرفت و جبر نہیں، نہ بیٹے کو جائز کہ باپ سے جدال و نزاع کرے سو چند حقوق کے کہ ان میں جبر حاکم و چارہ جوئی و اعتراض کو دخل ہے۔

اول نفقہ کہ باپ پر واجب ہو اور وہ نہ دے تو حاکم جبراً مقرر کرے گا، نہ مانے تو قید کیا جائے گا حالانکہ فروع کے اور کسی دین میں اصول محبوب نہیں ہوتے۔

فی رد المحتار عن الذخیرۃ لا یحبس والد وان علانی دین ولده وان سفل الافی النفقة لان فیہ اطلاق الصغیر ا۔

فتاویٰ شامی میں ذخیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے والد اپنے بیٹے کے قرض کے سلسلے میں قید نہیں کیا جاسکتا خواہ سلسلہ نسب اوپر تک بمحاطہ باپ اور نیچے تک بمحاطہ بیٹا چلا جائے البتہ نان نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں والد کو قید کیا جائے گا کیونکہ اس میں چھوٹے کی حق تلفی ہے۔ (ت) (۱) رد المحتار کتاب الطلاق باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۷۱۔

دوم رضاعت کہ ماں کے دودھ نہ ہو تو دائی رکھنا، بے تنخواہ نہ ملے تو تنخواہ دینا، واجب نہ دے تو جبراً لی جائے گی جبکہ بچے کا اپنا مال نہ ہو، یو ہیں ماں بعد طلاق و مرد عدت بے تنخواہ دودھ نہ پلائے تو اسے بھی تنخواہ دی جائے گی کمافی الفتح و رد المحتار وغیرہما (جیسا کہ فتح اور رد المحتار وغیرہ میں ہے۔ ت)

سوم حضانت کہ لڑکا ست برس، لڑکی نو برس کی عمر تک جن عورتوں مثلاً ماں مانی دادی ہیں خالہ پھمپی کے پاس رکھے جائیں گے، اگر ان میں کوئی بے تنخواہ نہ مانے اور بچہ فقیر اور باپ غنی ہے تو جبراً تنخواہ دلائی جائے گی کما اوضحہ فی رد المحتار (جیسا کہ رد المحتار میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ ت)

چہارم بعد انتہائے حضانت بچہ کو اپنی حفظ و صیانت میں لینا باپ پر واجب ہے اگر نہ لے گا حاکم جبر کرے گا کمافی رد المحتار عن شرح الجمع (جیسا کہ شرح الجمع سے رد المحتار میں نقل کیا گیا ہے۔ ت)

پنجم ان کے لئے ترکہ باقی رکھنا کہ بعد تعلق حق و رشہ یعنی بحالت مرض الموت ہو وراثت اس پر مجبور ہوتا ہے یہاں تک کہ ٹکٹ سے زائد میں اس کی وصیت بے اجازت و رشہ نافذ نہیں۔

بڑے عیب کی بات ہے۔ (19)

ششم اپنے بالغ پسرخوادختر کو غیر کفو بے بیاہ دینا یا مہر مثل میں عین فاحش کے ساتھ مثلاً دختر کا مہر مثل ہزار ہے پانسو پر نکاح کر دیا یا بہو کا مہر مثل پانسو ہے ہزار باندھ لینا یا پسرخوادختر کا نکاح کسی باندی سے یا دختر کا کسی ایسے شخص سے جو مذہب یا نسب یا پیشہ یا افعال یا ماں میں وہ نقص رکھتا ہو جس کے باعث اس سے نکاح موجب عار ہو ایک بار تو ایسا نکاح باپ کا کیا ہوا ناندھ ہوتا ہے جبکہ نشہ میں نہ ہو مگر دوبارہ اپنے کسی نابالغ بچے کا ایسا نکاح کرے گا تو اصلاً صحیح نہ ہوگا کما قد منافی النکاح (جیسا کہ بحث نکاح میں ہم نے اسے پہلے بیان کر دیا ہے۔)

ہفتم غتہ میں بھی ایک صورت جبر کی ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ چھوڑ دیں سلطان اسلام انہیں مجبور کرے گا نہ مانیں گے تو ان پر جہاد فرمائے گا کافی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، ص ۴۵۱-۴۵۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(19) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب المضانہ، مطلب: لو كانت الاخوة ارجح، ج ۵، ص ۲۷۹۔

لڑکیوں کی تعلیم:

حکیم امام مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ اپنی کتاب اسلامی زندگی میں تحریر فرماتے ہیں:

اپنی لڑکی کو وہ علم و ہنر ضرور سکھا دو جس کی اس کو جوان ہو کر ضرورت پڑے گی لہذا سب سے پہلے لڑکی کو پاک پلیدی، حیض و نفاس کے شرعی مسئلے روزہ، نماز، زکوٰۃ وغیرہ کے مسئلے پڑھا دو یعنی قرآن شریف اور دییات کے رسالے پڑھا دو۔ پھر کچھ ایسی اخلاقی کتابیں جس میں شوہر کے حقوق، بھالانے بچوں کے پالنے، ماس منہوں سے میل و محبت رکھنے کے طریقے سکھائے گئے ہوں وہ بھی ضرور پڑھا دو۔ بہتر یہ ہے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ بھی مطالعہ کراؤ جس سے دنیا میں رہنے سہنے کا ڈھنگ آجائے۔ اس کے بعد ہر طرح کا کھانا پکانا، ہتھوڑ ضرورت سینا پر ونا اور دوسری زمانہ دستکاری اور سوئی کا ہنر ضرور سکھاؤ کیونکہ سوئی ہی وہ چیز ہے جس کی ضرورت مرنے کے بعد بھی پڑتی ہے۔ یعنی مردہ سلا ہوا کفن پہن کر قبر میں جاتا ہے سوئی عورتوں کا خاص ہنر ہے کہ اگر (خداوند کرے) کبھی عورت پر کوئی مصیبت پڑ جائے یا بہو ہو جائے اور کسی مجبوری کی وجہ سے دوسرا نکاح نہ کر سکے تو گھر میں آبرو سے بیٹھ کر اپنی دستکاریوں سے پیٹ پال سکے۔ آجکل کھانا پکانے اور سینے پر ونے کی بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں۔

چنانچہ دہلی کا ہادرہی خانہ، خوان نعمت، خوان یمنیا۔ کھانے پکانے کے ہنر کے لیے ضرور پڑھا دو بلکہ ان سے ہر طرح کا کھانا پکواؤ۔ اور دستوراتین چیزوں سے اپنی لڑکیوں اور بیویوں کو بہت بچاؤ ایک ناول، دوسرے کالج اور سکولوں کی تعلیم، تیسرے تھیمز اور سینما۔ یہ تین چیزیں لڑکیوں کے لیے زہر قاتل ہیں۔ اس وقت لڑکیوں میں جس قدر شوخی، آزادی اور بے غیرتی ہے وہ سب ان تین ہی کی وجہ سے ہے۔ ہم نے دیکھا کہ لڑکیوں کے لیے پہلے تو زمانہ اسکول کھلے اور ان میں پردہ دار گاڑیاں بچیوں کو لانے اور لے جانے کے لیے رکھی گئیں اگرچہ ان میں کاٹا پردہ تھا مگر خیر کچھ عار اور شرم تھی۔ پھر وہ گاڑیاں بند ہوئیں اور صرف ایک عورت جس کو ماں کہتے تھے لانے اور پہنچانے کے لیے رہ گئی۔ پھر وہ بھی ختم۔ صرف یہ رہا کہ جوان لڑکیاں برقعہ پہن کر آئیں۔ پھر یہ بھی ختم ہوا۔ آزادانہ طور سے آنے جانے لگیں۔ پھر عقل کے اندھوں نے لڑکیوں اور لڑکوں کی ایک ہی جگہ تعلیم شروع کرا دی اور شارڈا ایکٹ جاری کرایا جس کے معنی یہ تھے کہ اٹھارہ سال سے —

مسئلہ ۲۰: زمانہ پرورش میں باپ یہ چاہتا ہے کہ عورت سے بچہ لے کر کہیں دوسری جگہ چلا جائے تو اس کو یہ اختیار حاصل نہیں اور اگر عورت چاہتی ہے کہ بچہ کو لے کر دوسرے شہر کو چلی جائے اور دونوں شہروں میں اتنا فاصلہ ہے کہ پہلے کوئی نکاح نہ کر سکے پھر لڑکیوں اور لڑکوں کو سینما کے عشقیہ ڈرامے دکھائے بیہودہ نادلوں کی روک تھام نہ کی جس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ ان کے جذبات کو بھڑکایا گیا اور نکاح روک کر بھڑکے ہوئے جذبات کو پورا ہونے سے روک دیا گیا جس کا منشا صرف یہ ہے کہ حرام کاری بڑھے۔ کیونکہ بھڑکی ہوئی شہوت جب حلال راستہ نہ پائے گی تو حرام کی طرف خرچ ہوگی۔ اور ایسا ہو رہا ہے۔ اب اس وقت یہ حالت ہے کہ جب اسکولوں، کالجوں کی لڑکیاں صبح شام زرق برق لباس میں راستوں سے آپس میں مذاق دل لگی کرتی ہوئی زور سے باتیں کرتی ہوئی عطر لگائے، دوپٹہ سر سے اتارے ہوئے نکلتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہندوستان میں پیرس آگیا۔ اور دردمند دل رکھنے والے خون کے آنسو روتے ہیں۔ اکبر الہ آبادی نے خوب فرمایا ہے:

اکبر دہلی میں غیرت قومی سے گڑ گیا

بے پردہ مجھ کو آئیں نظر چند بیبیاں

کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

پوچھ جوان سے آپ کا پردہ کدھر گیا

کوشش کرو کہ تمہاری لڑکیاں حیا دار اور ادب والی بنیں تاکہ ان کی اولاد میں یہ اوصاف پائے جائیں۔ ڈاکٹر اقبال نے یہ خوب فرمایا ہے:

معدن زر معدن فو ناد بن سکتی نہیں

بے ادب ماں با ادب اولاد جن سکتی نہیں

یاد رکھو کہ اس زمانہ میں ان سکولوں اور کالجوں نے قوم میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ آج طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی قوم کا نقشہ بدن ہو تو اس قوم کے بچوں کو کالج کی تعلیم دلاؤ۔ بہت جلد اس قسم کی حالت بدل جائے گی۔ اکبر نے خوب کہا ہے:

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوچھی

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

اور دوستو! بعض اسکولوں اور کالجوں کے نام میں اسلام کا نام بھی لگا ہوتا ہے یعنی ان کا نام ہوتا ہے اسلامیہ سکول، اسلامیہ کالج اس نام سے دھوکہ نہ کھاؤ اسلامیہ سکول، اسلامیہ کالج نام رکھنا، فقط مسلم قوم سے اسلام کے نام پر چندہ وصول کرنے کے لیے ہے۔ ورنہ کام سب کالجوں کا قریب قریب یکساں ہے۔ غضب تو دیکھو کہ نام اسلامیہ اسکول اور تعطیل ہوتی ہے اتوار کے دن۔ اسلام میں تو بڑا دن جمعہ کا ہے۔ ہر کام انگریزی میں، وہاں کے طلباء کے اخلاق اور عادات انگریزی۔ پھر یہ اسلامیہ اسکول کہاں رہا؟ بعض اسکولوں کے نام بجائے اسلامیہ اسکول کے محمدن اسکول یا محمدن کالج رکھ دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کا نام رکھا ہے، مسلمین قرآن فرماتا ہے:

هُوَ مَنَّكُمْ الْمُسْلِمِينَ

اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ (پ 17، الحج: 78)

مگر عیسائیوں کی طرف سے ہمارا نام محمدن رکھا گیا۔ ہم لوگوں کو وہی نام پسند آیا جو کہ عیسائیوں نے ہم کو دیا۔ غرضیکہ ان اسکولوں سے اپنی لڑکیوں کو بچاؤ اور اپنے لڑکوں کو بھی وہاں تعلیم ضرور دلاؤ، مگر ان کا دین و مذہب سنبھال کر، اس طرح لڑکیوں کو گھر پر جو ماسٹروں سے پڑھواتے ہیں یا عیسائی عورتوں یا لیڈیوں سے تعلیم دلواتی ہیں وہ بھی سخت غلطی کرتے ہیں بہت جگہ دیکھا گیا کہ لڑکیاں ماسٹروں کے ساتھ بھاگ گئیں اور ان ادارہ استانیوں کے ذریعہ سے ہزار ہا نئے پھیلے۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ آخر لڑکیوں کو اس قدر اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔

باپ اگر بچہ کو دیکھنا چاہے تو دیکھ کر رات آنے سے پہلے واپس آ سکتا ہے تو لے جاسکتی ہے اور اس سے زیادہ فاصلہ ہے تو خود بھی نہیں جاسکتی۔ یہی حکم ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں یا گاؤں سے شہر میں جانے کا ہے کہ قریب ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور شہر سے گاؤں میں بغیر اجازت نہیں لے جاسکتی، ہاں اگر جہاں جانا چاہتی ہے وہاں اُس کا میکا ہے اور وہیں اُس کا نکاح ہوا ہے تو لے جاسکتی ہے اور اگر اُس کا میکا ہے مگر وہاں نکاح نہیں ہوا بلکہ نکاح کہیں اور ہوا ہے تو نہ میکے لے جاسکتی ہے، نہ وہاں جہاں نکاح ہوا، ماں کے علاوہ کوئی اور پرورش کرنے والی لے جانا چاہتی ہو تو باپ کی اجازت سے لے جاسکتی ہے۔ مسلمان یا ذمی عورت بچہ کو دارالحرب میں مطلقاً نہیں لے جاسکتی، اگرچہ وہیں نکاح ہوا ہو۔ (20)

مسئلہ ۲۱: عورت کو طلاق دیدی اُس نے کسی اجنبی سے نکاح کر لیا تو باپ بچہ کو اُس سے لے کر سفر میں لے جاسکتا ہے جبکہ کوئی اور پرورش کا حقدار نہ ہو ورنہ نہیں۔ (21)

مسئلہ ۲۲: جب پرورش کا زمانہ پورا ہو چکا اور بچہ باپ کے پاس آ گیا تو باپ پر یہ واجب نہیں کہ بچہ کو اُس کی ماں کے پاس بھیجے نہ پرورش کے زمانہ میں ماں پر باپ کے پاس بھیجنا لازم تھا ہاں اگر ایک کے پاس ہے اور دوسرا اُسے دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھنے سے منع نہیں کیا جاسکتا۔ (22)

مسئلہ ۲۳: عورت بچہ کو گہوارے میں لٹا کر باہر چلی گئی گہوارہ گرا اور بچہ مر گیا تو عورت پر تاوان نہیں کہ اُس نے خود ضائع نہیں کیا۔ (23)

کیا ہے۔ ان کو تو وہ چیزیں پڑھاؤ، جس سے ان کو کام کرنا پڑتا ہے۔ ان کا سارا خرچہ تو شوہروں کے ذمہ ہوگا۔ پھر ان کو اس قدر تعلیم سے کیا فائدہ ہے؟ فرضیکہ اپنی اولاد کو دین دار اور ہنرمند بناؤ کہ اسی میں دین دنیا کی بھلائی ہے۔ اپنی لڑکیوں کو صرف خاتونِ جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلاؤ۔ ان کی پاک زندگی کا نقشہ وہ ہے جو ذاکر اقبال نے اس طرح بیان فرمایا:

آل ادب پروردہ شرم و حیا آسیا گردانِ دلب قرآن مرا
آتشینِ دُوریاں فرماں برش گم رضائش در رضا شوہرِش

ہاتھ میں چکی اور منہ میں قرآن دونوں جہان ان کی فرمانبردار اور وہ خاوند کی مطیع۔

(20) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، مطلب: لو كانت الاخوة، راجع، ج ۵، ص ۲۷۹

(21) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، مطلب: لو كانت الاخوة، راجع، ج ۵، ص ۲۷۹

والفتاویٰ المحمدیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانۃ، ج ۱، ص ۵۳۳-۵۳۴، وغیرہ

(22) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۸۱

(23) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۷۲

نفقہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قَدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا) (1)

مالدار شخص اپنی وسعت کے لائق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہے، وہ اُس میں سے خرچ کرے جو اُسے خدا نے دیا، اللہ (عزوجل) کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی اُسے طاقت دی ہے، قریب ہے کہ اللہ (عزوجل) سختی کے بعد آسانی پیدا کر دے۔

اور فرماتا ہے:

(وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ) (2)

(1) پ ۲۸، الطلاق: ۷

(2) پ ۲، البقرة: ۲۳۳

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بیان طلاق کے بعد یہ سوال طبعاً سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا اس لئے یہ قرین حکمت ہے کہ بچہ کی پرورش کے متعلق ماں باپ پر جو احکام ہیں وہ اس موقع پر بیان فرما دیئے جائیں ہذا یہاں ان مسائل کا بیان ہو۔ مسئلہ: ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو، یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔ (تفسیر احمدی و جمل وغیرہ)

یعنی اس مدت کا پورا کرنا لازم نہیں اگر بچہ کو ضرورت نہ رہے اور دودھ پھڑانے میں اس کے لئے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی پھڑا جا کر ہے۔ (تفسیر احمدی خازن وغیرہ)

مسئلہ: بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لئے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔

مسئلہ: شوہر اپنی زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لئے جبر نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے۔

جس کا بچہ ہے اُس پر عورتوں کو کھانا اور پہننا ہے دستور کے موافق کسی جان پر تکلیف نہیں دی جاتی مگر اُس کی گنجائش کے لائق ماں کو اُس کے بچہ کے سبب ضرر نہ دیا جائے اور نہ باپ کو اُس کی اولاد کے سبب اور جو باپ کے قائم مقام ہے اُس پر بھی ایسا ہی واجب ہے۔

اور فرماتا ہے:

(أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارَّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ) (3)
عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہو اپنی طاقت بھر اور انھیں ضرر نہ دو کہ اُن پر تنگی کر دو۔

جب تک کہ اس کے نکاح یا عدت میں رہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے پر بہ اجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اتنی اجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر احمدی مدارک) المعروف سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر تنگی اور فضول خرچی کے۔

یعنی اس کو اس کے خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے۔

ماں کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔

(3) پ ۲۸، الطلاق ۶:

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مسئلہ: طلاق دی ہوئی

عورت کو تاعدت رہنے کے لئے اپنے حسب حیثیت مکان دینا شوہر پر واجب ہے اور اس زمانہ میں نفقہ دینا بھی واجب ہے۔

جگہ میں ان کے مکان کو گھیر کر، یا کسی ناموافق کو ان کے شریک مسکن کر کے، یا اور کوئی ایسی ایذا دے کر، کہ وہ نکلنے پر مجبور ہوں۔

مسئلہ: نفقہ جیسا حاملہ کو دینا واجب ہے ایسا ہی غیر حاملہ کو بھی خواہ اس کو طلاق رجعی دی ہو یا بائن۔

مسئلہ: بچہ کو دودھ پلانا ماں پر واجب نہیں، باپ کے ذمہ ہے کہ اجرت دے کر دودھ پلوائے لیکن اگر بچہ ماں کے سوا کسی اور عورت کا دودھ

نہ پئے یا باپ فقیر ہو تو اس حالت میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہو جاتا ہے، بچے کی ماں جب تک اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاق

رجعی کی عدت میں ایسی حالت میں اس کو دودھ پلانے کی اجرت لینا جائز نہیں بعد عدت جائز ہے۔

مسئلہ: کسی عورت کو معین اجرت پر دودھ پلانے کے لئے مقرر کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: غیر عورت کی بہ نسبت اجرت پر دودھ پلانے کی ماں زیادہ مستحق ہے۔

مسئلہ: اگر ماں زیادہ اجرت طلب کرے تو پھر غیر زیادہ اولیٰ۔



مسئلہ: دودھ پلائی پر بچے کو نہلانا، اس کے کپڑے دھونا، اس کے تیل لگانا، اس کی خوراک کا انتظام رکھنا لازم ہے لیکن ان سب چیزوں کی قیمت اس کے والد پر ہے۔

مسئلہ: اگر دودھ پلائی نے بچے کو بجائے اپنے بکری کا دودھ پلایا یا کھانے پر رکھا تو وہ اجرت کی مستحق نہیں۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ وہ تمہارے پاس قیدی کی مثل ہیں، اللہ (عزوجل) کی امانت کے ساتھ تم نے اُن کو لیا اور اللہ (عزوجل) کے کلمہ کے ساتھ اُن کے فروج کو حلال کیا، تمہارا اُن پر یہ حق ہے کہ تمہارے بچھونوں پر (مکانوں میں) ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند رکھتے ہو اور اگر ایسا کریں تو تم اس طرح مار سکتے ہو جس سے ہڈی نہ ٹوٹے اور اُن کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں کھانے اور پہننے کو دستور کے موافق دو۔ (1)

(1) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۱۸، ص ۶۳۴

اہل خانہ پر خرچ کرنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَحُوْرُ الرِّزْقِ لَنَ ﴿39﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کر دو اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔

(پ 22، سہا: 39)

اس بارے میں احادیث مبارکہ:

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، وائے محبوب، منزلۃ عن محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص ثواب کی نیت سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے تو وہ اسکے لئے صدق ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم ۱۰۰۲، ص ۵۰۲)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے مانور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو پاکدامنی چاہتے ہوئے اپنے آپ پر کچھ خرچ کرے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور جو اپنی بیوی، بچوں اور گھردالوں پر خرچ کرے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی الرجل، رقم ۳۶۶۶، ج ۳، ص ۳۰۳)

حضرت سیدنا مہذبہ ام بن مہذبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافع رنج و ظلال، صاحبِ بخود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو کچھ تو خود کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور ←

حدیث ۲: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کی، یا رسول

جو کچھ تو اپنی بیوی کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، رقم ۱۷۱۹۱، ج ۶، ص ۹۳)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سرور السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر نیکی صدقہ ہے اور بندہ جو کچھ اپنے گھروالوں پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ شمار ہوتا ہے اور جو کچھ بندہ اپنی عزت بچانے کے لئے خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے اور جو کچھ بندہ خرچ کرتا ہے اس کا بدلہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے اور اللہ تعالیٰ ضامن ہے مگر جو وہ عمارت بنانے یا معصیت میں خرچ کرے۔

(المسند رک، کتاب النبیوع، باب کل معروف صدقہ، رقم ۲۳۵۸، ج ۲، ص ۳۵۸)

ایک روایت میں ہے کہ بندہ جو کچھ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں، اپنے گھروالوں اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے وہ اسکے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاة، باب فی نفقۃ الرجل.... الخ، رقم ۴۶۶۲، ج ۳، ص ۳۰۱)

حضرت سیدنا عبدالحمید یعنی ابن الحسن عظامی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ اس بات کا کہ جو کچھ بندہ اپنی عزت بچانے کے لئے خرچ کرتا ہے، کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس سے مراد وہ مال ہے جو ایک متقی شخص اپنی عزت بچانے کے لئے کسی شاعر یا چرب زبان شخص کو دیتا ہے۔

حضرت سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، خزانہ جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے گزرا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کے پھرتیلے بدن کی مضبوطی اور چستی کو دیکھا تو عرض کیا، یا رسول اللہ! کاش! اس کا یہ حال اللہ عزوجل کی راہ میں ہوتا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ اپنی پاکدامنی کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ دکھاوے اور تفاخر کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النفقۃ علی الزوجہ، رقم ۱۰، ج ۳، ص ۴۲)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان عروج و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا، تو جو کچھ بھی اللہ عزوجل کی رضا چاہتے ہوئے خرچ کریگا تجھے اس کا ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ جو کچھ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس کا بھی ثواب دیا جائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرضی، باب قول الرضی، الخ، رقم ۵۶۶۸، ج ۴، ص ۱۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے

اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابوسفیان (میرے شوہر) بخیل ہیں، وہ مجھے اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو مگر اس صورت میں کہ ان کی بغیر اطلاع میں کچھ لے لوں (تو آیا اس طرح لینا جائز ہے؟) فرمایا: کہ اس کے مال میں سے اتنا تو لے سکتی ہے جو تجھے اور تیرے بچوں کو دستور کے موافق خرچ کے لیے کافی ہو۔ (2)

نکتہ: مختار، صیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ دینار جو تو اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی مسکین پر صدقہ کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو اپنے گھروالوں پر خرچ کرے ان میں سب سے زیادہ اجر والا دینار وہ ہے جو تو اپنے گھروالوں پر خرچ کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة علی العیال، رقم ۹۹۵، ج ۳ ص ۳۹۹)

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آکائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ زب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سب سے افضل دینار جسے بندہ خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے وہ اپنے گھروالوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة علی العیال، رقم ۹۹۳، ج ۳ ص ۳۹۹)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ نبی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کے میزان میں سب سے پہلے اس کے اپنے گھروالوں پر خرچ کئے گئے مال کو رکھا جائے گا۔

(المعجم الاوسط، رقم ۶۱۳۵، ج ۳ ص ۳۲۹)

حضرت سیدنا عمرو بن أمّیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان یا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک اونٹنی چادر کو خریدنے کے لئے بھاڑ طے کر رہے تھے کہ میرا وہاں سے گزر ہوا اور میں نے وہ چادر خرید کر اپنی بیوی خلیلہ بنت عبیدہ رضی اللہ عنہا کو اڑھادی۔ جب حضرت سیدنا عثمان یا عبدالرحمن رضی اللہ عنہما وہاں سے گزرے تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے جو چادر خریدی تھی اس کا کیا ہوا؟ میں نے کہا، اسے میں نے خلیلہ بنت عبیدہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کر دیا ہے۔ تو انہوں نے پوچھا، جو کچھ تم اپنے گھروالوں پر خرچ کرتے ہو کیا وہ صدقہ ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جب میری یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، عمرو نے سچ کہا ہے تم جو کچھ اپنے گھروالوں پر خرچ کرتے ہو وہ ان پر صدقہ ہی ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب النکاح، الترغیب فی الفقہ.... الخ، رقم ۱۵، ج ۳ ص ۴۳)

حضرت سیدنا عرابض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحبِ معطر پینہ، باعثِ ثرول سکینہ، فیضِ کنینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب کوئی شخص اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے اسے پانی پلایا اور جو کچھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا اسے سنا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاة، باب فی نفقة الرجل.... الخ، رقم ۴۶۵۹، ج ۳ ص ۳۰۰)

(2) صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب اذا لم یطوق الرجل الخ، الحدیث: ۵۳۶۳، ج ۳ ص ۵۱۶

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب خدا کسی کو مال دے تو خود اپنے اور گھر والوں پر خرچ کرے۔ (3)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام ہندابنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف ہے یعنی عبد مناف میں حضور سے مل جاتی ہیں عتبہ کفار مکہ کا سردار تھا ہندابن ابوسفیان کی بیوی اور امیر معاویہ کی والدہ ہیں، فتح مکہ کے سال ابوسفیان کے بعد ایمان لائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح قائم رکھا ان کے زمانہ کفر کے حالات سب کو معلوم ہیں۔ ایک دن بارگاہ رسالت میں عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ پہلے مجھے آپ اور آپ کے صحابہ بہت ناپسند تھے اب مجھے آپ اور آپ کے صحابہ بہت ہی محبوب معلوم ہوتے ہیں حضور نے فرمایا یا ایہذا یعنی ابھی تم کو مجھ سے محبت اور بھی زیادہ ہوگی جس قدر تمہارا ایمان کامل ہوتا جائے گا اسی قدر میری محبت بڑھتی جائے گی یا یہ مطلب ہے کہ ہمارا بھی یہی حال ہے کہ ہم پہلے تم سے نفرت کرتے تھے اب محبت کرتے ہیں، آپ کی وفات زمانہ فاروقی میں ابو قحافہ (والد ابو بکر الصدیق) کے وفات کے دن ہوئی بڑی حالہ فحشہ تھیں، زمانہ فاروقی میں بہت جہادوں میں شریک ہوئیں اور بڑے کارنامہ کئے رضی اللہ عنہا۔

۲۔ یعنی ان کی جیب یا ان کے گھر سے انکی بے خبری میں جو کچھ لے لوں وہ تو مجھے آسانی سے مل جاتا ہے وہ خود اپنی خوشی سے کافی خرچ نہیں دیتے۔

۳۔ یعنی تم کو اجازت ہے کہ بقدر ضرورت ابوسفیان سے بغیر پوچھے ان کا مال لے سکتی ہو۔ خیال رہے کہ یہ فتویٰ ہے فیصلہ یعنی قضا نہیں ورنہ ابوسفیان کو بلا کر جواب دعویٰ سنا جاتا فیصلہ بغیر دوسرے فریق کے بیان لئے نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے: (۱) بیوی کا خرچہ خاوند پر لازم ہے اگرچہ بیوی غنی ہو (۲) چھوٹی اور ضرور تمند اولاد کا خرچہ باپ پر لازم ہے (۳) اہل قرابت کا خرچہ بقدر ضرورت لازم ہے (۴) فتویٰ اور فیصلہ کے وقت اجنبیہ عورت سے کلام کرنا مفتی وقاضی کو جائز ہے۔ فتویٰ یا فیصلہ لینے کے لیے حاکم و عالم کے سامنے کسی کے عیب بیان کرنا جائز ہے، حق والا اپنا حق بغیر اس کی اجازت بلکہ بغیر اس کے علم کے بھی لے سکتا ہے، فتویٰ میں شرط کا بیان ضروری نہیں بغیر شرط فتویٰ دیا جاسکتا ہے یعنی یہ لازم نہیں کہ مفتی کہے کہ اگر تو سچا ہے اور صورت حال وہی ہے جو تو کہتا ہے تو حکم یہ ہے بلکہ اس کے بغیر بیان کیے ہوئے حکم شرعی سنا دینا جائز ہے اگرچہ تعلیق افضل ہے۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کو ہے لہذا وہ خاوند کا مال اس پر خرچ کر سکتی ہے، بہت سی باتیں عرف و عادت پر مبنی ہوتی ہیں جیسا کہ خرچہ وغیرہ بیوی ضرورت کے موقع پر حاکم یا عالم کے پاس جاسکتی ہے، غائب خاوند کے مال سے اس کی بیوی بچوں کا خرچہ دلوا یا جائے جب کہ وہ روزی نہ دے گیا ہو نہ بھیجتا ہو۔ بعض علماء نے اس حدیث سے فضائل الغائب جائز مانی وہ فرماتے ہیں کہ یہ حضور کا فیصلہ تھا جو ابوسفیان کی غیر موجودگی میں ان کے خلاف دیا گیا مگر حق یہ ہے کہ یہ فتویٰ تھا۔ (مرقات) ورنہ گواہی ضروری جاتی، بیوی ضرورت پر اپنے خاوند کا مال فروخت کر سکتی ہے کیونکہ ہندہ روپیہ پیسہ بھی ابوسفیان کی جیب سے نکال سکتی تھیں اور روپیہ پیسہ فروخت ہو کر ہی کام آتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۵۹)

- حدیث ۴: صحیح بخاری میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرے اور نیت ثواب کی ہو تو یہ اُس کے لیے صدقہ ہے۔ (4)
- حدیث ۵: بخاری شریف میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو کچھ تو خرچ کرے وہ تیرے لیے صدقہ ہے، یہاں تک کہ لقمہ جو بی بی کے مونہ میں اٹھا کر دیدے۔ (5)
- حدیث ۶: صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آدمی کو گنہگار ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ جس کا کھانا اس کے ذمہ ہو، اُسے کھانے کو نہ دے۔ (6)

حکیم الامت کے مدنی پھول

- ۱۔ یعنی اپنا مال پہلے اپنے پر خرچ کرو پھر اپنے گھر والوں پر، اہل بیت میں بیوی اور نابالغ حاجت مند اولاد ماں باپ وغیرہ سب داخل ہیں۔
- ۲۔ یہ حدیث امام احمد نسائی نے حضرت جابر سے مرفوعاً کچھ اختلاف سے بیان کی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۶۰)
- (4) صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب فضل النفقة علی الاہل، الحدیث: ۵۱۰، ۵۱۱، ج ۳، ص ۵۱۱
- (5) صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب اذالم ینفق الرجل، الحدیث: ۵۳، ۵۴، ج ۳، ص ۵۱۲
- (6) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقة علی العیال، الحدیث: ۹۹۲، ص ۴۹۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

- ۳۔ قوت سے مراد خرچہ ہے، اکثر کھانے پر بولا جاتا ہے، کھانے کا وقت تھا آپ نے اپنے کھانے سے پہلے اپنے لونڈی غلاموں کو کھانا دلویا، پھر خود کھایا، یوسف علیہ السلام زمانہ قحط میں پہلے مہمانوں کو کھلاتے تھے پھر خود کھاتے تھے اور دن رات میں صرف ایک وقت کھاتے تھے، ایسے مولیٰ و غلام دنیا کے لیے اللہ کی رحمت ہیں، ایسے حکام کے زمانہ میں زمین پر آسمان سے برکتیں اترتی ہیں۔
- ۴۔ یا اس طرح کہ انہیں کھانا نہ دے حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو جائیں یہ تو سخت ظلم ہے بلکہ قتل ہے یا اس طرح کہ انہیں بہت کم روزی دے جس سے وہ بے کمزور ہو جائیں دو چار قاسقے کرا کر ایک وقت دے دے یا پیٹ بھر کر نہ دے یہ بھی ظلم ہے۔ اس حکم میں لونڈی، غلام پالے ہوئے جانور سب شامل ہیں، بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت اسی لیے دوزخ میں گئی کہ اس نے پالی ہوئی بلی کو بھوکا باندھے رکھا حتیٰ کہ وہ مر گئی، آج کل بعض قصائی جانوروں کو کئی کئی وقت بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح کرتے ہیں یہ سخت ظلم ہے، شرعی حکم تو یہ ہے کہ شکم سیر جانور کو بھی ذبح سے پہلے کھانا پانی دکھا لو کھلا لو۔

- ۵۔ عمامہ فرماتے ہیں کہ جانور پر ظلم کرنا انسان پر ظلم کرنے سے زیادہ گناہ ہے کیونکہ انسان تو کسی سے اپنا دکھ درد کہہ سکتا ہے بے زبان جانور کس سے کہے اس کا اللہ کے سوا فریاد سننے والا کون ہے، بھوکے پیاسے اونٹوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مالکوں کی شکایت کیں اور سرکار نے ان کے اعلیٰ انتظامات فرمائے صلی اللہ علیہ وسلم۔ شعر

حدیث ۷: ابو داؤد و ابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کہ میرے پاس مال ہے اور میرے والد کو میرے مال کی حاجت ہے؟ فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لیے ہیں، تمہاری اولاد تمہاری عمرہ کمائی سے ہیں، اپنی اولاد کی کمائی کھاؤ۔ (7)



ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ عالمین ہیں، آج ہم سب بھائیوں سے وہ سلوک نہیں کرتے جو سلوک غلاموں سے کیا جاتا تھا۔ یہاں صاحب مشکوٰۃ سے غلطی ہوئی کہ آخر میں رواہ مسلم فرمادیا، مسلم کی روایت قوت پر ختم ہو گئی اور کئی بالمرہ سے ابو داؤد و نسائی کی روایت ہے۔ (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۶۳)

(7) سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی الرجل یأکل من مال ولده، الحدیث: ۳۵۳۰، ج ۳، ص ۴۰۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ تو میرا مال میرا والد استعمال کر سکتا ہے یا نہیں خصوصاً حاجت کے وقت۔

۲۔ ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور طبرانی نے حضرت سرہ و ابن مسعود سے مرفوعاً یوں روایت فرمائی انت ومالك لا يهلك مطلب ایک ہی ہے یعنی تم بھی اپنے باپ کے ہوتا ہمارا مال بھی لہذا تمہارے باپ کو حق ہے کہ تم سے جانی خدمت بھی لیں اور مالی خدمت بھی۔

۳۔ اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے: غنی اولاد پر فقیر ماں باپ کا خرچہ واجب ہے اور اگر ماں باپ غنی ہوں انہیں اولاد کے مال کی ضرورت نہ ہو تو ہدایا دیتے رہنا مستحب ہے، اگر باپ اولاد کے مال کی چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کٹے گا، اگر باپ اپنے بیٹے کی لونڈی سے صحبت کرے تو اس پر حد زنا نہیں اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس پر قصاص نہیں۔ خیال رہے کہ بچہ کو ماں خون پلا کر پالتی ہے باپ مال کھلا کر یعنی جانی خدمت ماں کرتی ہے اور مالی خدمت باپ، اسی وجہ سے ارشاد ہوا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہیں اور یہاں ارشاد ہوا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے جیسی پرورش دیا اس کا شکریہ۔ یہ ہے اس سرکار سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا انصاف۔ خیال رہے کہ بوقت حاجت ہر ذی رحم قرابت دار کا نفقہ مالدار عزیز پر واجب ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَابْتَذَا الْقُرْبٰی حَقُّهُ وَالْمُسْكِنِ وَابْنِ السَّبِيلِ" یہ معنی احتاف کا مذہب ہے امام شافعی کے ہاں سوائے ماں باپ کے کسی عزیز کا خرچہ واجب نہیں، امام احمد کے ہاں ہر محتاج عزیز کا خرچہ واجب ہے ذی رحم ہو یا نہ ہو ان تمام مسائل کے دلائل کتب فقہ یا مرقات میں اسی جگہ ملاحظہ فرمائیے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچہ کا نسب باپ سے ہے نہ کہ ماں سے۔

۴۔ یہ حدیث صحابہ کرام کی ایک جماعت نے مختلف الفاظ سے نقل فرمائی جو مختلف محدثین نے مختلف اسنادوں سے بیان کئے، چنانچہ ترمذی و ابو داؤد و نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ بہترین روزی وہ ہے جو انسان اپنی کمائی سے کھائے اور انسان کی اولاد اس کی کمائی سے ہے، ترمذی نے اسے حسن فرمایا۔ (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۷۱)

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: نفقہ سے مراد کھانا کپڑا رہنے کا مکان ہے اور نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں زوجیت (نکاح میں ہونا) - نسب - ملک (ملکیت)۔ (1)

مسئلہ ۲: جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اُس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے عورت مسلمان ہو یا کافرہ، آزاد ہو یا مکاتبہ، محتاج ہو یا مالدار، دخول ہو یا نہیں، بالغ ہو یا نابالغ مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مشتبہ ہو۔ اور شوہر کی جانب کوئی شرط نہیں بلکہ کتنا ہی صغیر السن (کم عمر) ہو اُس پر نفقہ واجب ہے اُس کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اگر اُس کی ملک میں مال نہ ہو تو اُس کی عورت کا نفقہ اُس کے باپ پر واجب نہیں ہاں اگر اُس کے باپ نے نفقہ کی ضمانت کی ہو تو باپ پر واجب ہے شوہر عینین ہے یا اُس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے یا مریض ہے کہ جماع کی طاقت نہیں رکھتا یا حج کو گیا ہے جب بھی نفقہ واجب ہے۔ (2)

مسئلہ ۳: نابالغہ جو قبلہ جماع نہ ہو اُس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں، خواہ شوہر کے یہاں ہو یا اپنے باپ کے گھر جب تک قبلہ وطی نہ ہو جائے ہاں اگر اس قابل ہو کہ خدمت کر سکے یا اُس سے اُنس حاصل ہو سکے اور شوہر نے اپنے مکان میں رکھا تو نفقہ واجب ہے اور نہیں رکھا تو نہیں۔ (3)

(1) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۰۸

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۸۳

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

نفقہ یا نفوق بمعنی ہلاکت سے ہے یا نفاق بمعنی علیحدگی درواج سے بنا، امام محمد زعفرانی فرماتے ہیں کہ عربی میں جس کا ف کلمہ نون ہو اور عین کلمہ ف اس میں جانے دنگنے کے معنی ضرور ہوتے ہیں جیسے نفق، نفز، نقد، نقد، نفخ، نفیس، نفی وغیرہ۔ اصطلاح میں نفقہ خرچہ کو کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی ختم ہوتا رہتا ہے۔ خیال رہے کہ کسی کا نفقہ واجب ہونے کی تین وجہیں ہیں: زوجیت، قرابت، ملکیت، چونکہ نفقہ بہت سی قسم کے ہیں۔ اولاد کا خرچہ، مال باپ کا، بیوی کا، غلام و لونڈی کا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۵۹)

(2) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقة الزوجة، ج ۱، ص ۵۴۴

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۸۳

(3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول فی نفقة الزوجة، ج ۱، ص ۵۴۴

مسئلہ ۴: عورت کا مقام بند ہے جس کے سبب سے وٹھی نہیں ہو سکتی یا دیوانی ہے یا بڑھری، تو نفقہ واجب ہے۔ (4)

مسئلہ ۵: زوجہ کنیز ہے یا مدبرہ یا ام ولد تو نفقہ واجب ہونے کے لیے تنبیہ شرط ہے یعنی اگر مولیٰ کے گھر رہتی ہے تو واجب نہیں۔ (5)

مسئلہ ۶: نکاح فاسد مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح ہو تو اس میں یا اس کی عدت میں نفقہ واجب نہیں۔ یوہیں وٹھی بالشبہ میں اور اگر بظاہر نکاح صحیح ہوا اور قاضی شرع نے نفقہ مقرر کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ نکاح صحیح نہیں مثلاً وہ عورت اس کی رضاعی بہن ثابت ہوئی تو جو کچھ نفقہ میں دیا ہے واپس لے سکتا ہے اور اگر بطور خود بلا حکم قاضی (قاضی کے حکم کے بغیر) دیا ہے تو نہیں لے سکتا۔ (6)

مسئلہ ۷: انجانے میں عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ سے نکاح کیا بعد کو معلوم ہوا اور تفریق ہوئی تو جب تک اس کی عدت پوری نہ ہوگی عورت سے جماع نہیں کر سکتا مگر عورت کا نفقہ واجب ہے اور اس کی بہن، پھوپھی، خالہ کا نہیں اگرچہ ان عورتوں پر عدت واجب ہے۔ (7)

مسئلہ ۸: بالغہ عورت جب اپنے نفقہ کا مطالبہ کرے اور ابھی رخصت نہیں ہوئی ہے تو اس کا مطالبہ درست ہے جبکہ شوہر نے اپنے مکان پر لے جانے کو اس سے نہ کہا ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا تو میرے یہاں چل اور عورت نے انکار نہ کیا جب بھی نفقہ کی مستحق ہے اور اگر عورت نے انکار کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتی ہے جب تک مہر معجل نہ دو گے نہیں جاؤنگی جب بھی نفقہ پائے گی کہ اس کا انکار ناحق نہیں اور اگر انکار ناحق ہے مثلاً مہر معجل ادا کر چکا ہے یا مہر معجل تھا ہی نہیں یا عورت معاف کر چکی ہے تو اب نفقہ کی مستحق نہیں جب تک شوہر کے مکان پر نہ آئے۔ (8)

مسئلہ ۹: دخول ہونے کے بعد اگر عورت شوہر کے یہاں آنے سے انکار کرتی ہے تو اگر مہر معجل کا مطالبہ کرتی ہے

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۸۶

(4) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۸۶

(5) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۰۸

(6) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۰۸

ورد المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لا تجب علی الاب، ج ۵، ص ۲۸۸

(7) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۳۷

(8) المرجع السابق، ص ۵۳۵

کہ دے دو تو چلوں تو نفقہ کی مستحق ہے، ورنہ نہیں۔ (9)

(9) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۸۶

اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن قادی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نقایہ میں ہے:

قبل اخذ المعجل لها منعه من الوطی والسفر بها ولو بعد ووطی برضاها بلا سقوط النفقة ۲۔

مہر متعجل وصول کرنے سے قبل بیوی کو حق ہے کہ خاوند کو جماع، سفر پر ساتھ لے جانے سے روک دے اگرچہ رضامندی سے وطی کے بعد ہو، بیوی کا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔ (ت) (۲۔ مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ، باب المہر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص ۵۶) کنز میں ہے:

لها منعه من الوطی والاخراج للمهر وان وطنها ۳۔

بیوی کو مہر کے لئے وطی اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے (ت) (۳۔ کنز الدقائق، باب المہر، بیچ ایم سکینی کراچی، ص ۱۰۴) تنویر الابصار میں ہے:

لها منعه من الوطی والسفر بها ولو ووطی او خلوة رضاءها ۴۔

خوشی سے وطی یا خلوت کے بعد بھی بیوی کو مہر وصول کرنے کیلئے خاوند کو جماع اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے۔ (ت) (۴۔ در مختار شرح تنویر الابصار باب المہر، مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۲۰۲)

در مختار میں ہے:

لان کل وطأة معقود علیها فتسليم البعض لا یوجب تسليم الباقي ۵۔

ہر وطی مہر کے بدلے میں ہے (ہر وطی پر جدا جدا مہر لازم ہے) تو بعض کا بدل دینے سے باقی کا دینا ثابت نہ ہوگا۔ (ت) (۵۔ در مختار شرح تنویر الابصار باب المہر، مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۲۰۲)

اسی میں ہے:

النفقة تجب للزوجة علی زوجها ولو منعت نفسها للمهر دخل بها ولا ۶۔ ملخصاً

خاوند پر بیوی کا نفقہ واجب ہے اگرچہ بیوی نے مہر کے لئے خاوند کو اپنے سے روک رکھا ہو دخول ہو چکا یا نہیں ۶۔ ملخصاً (ت) (۶۔ در مختار شرح تنویر الابصار باب نفقة، مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۶۷-۶۶)

نقایہ میں ہے:

قبل اخذ المعجل لها منعه من الوطی والسفر بها ولو بعد ووطی برضاها بلا سقوط النفقة ۲۔

مہر متعجل وصول کرنے سے قبل بیوی کو حق ہے کہ خاوند کو جماع، سفر پر ساتھ لے جانے سے روک دے اگرچہ رضامندی سے وطی کے بعد ہو،

بیوی کا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔ (ت) (۲۔ مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ، باب المہر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص ۵۶)

کنز میں ہے: لہا منعه من الوطی والاخراج للمہر وان وطئها ۳۔

بیوی کو مہر کے لئے وطی اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے (ت) (۳۔ کنز الدقائق باب المہر انج ایم کہنی کراچی، ص ۱۰۴)
تئیر الابصار میں ہے:

لہا منعه من الوطی والسفر بها ولو وطئ او خلوة رضتہا ۴۔

خوشی سے وطی یا ضوت کے بعد بھی بیوی کو مہر وصول کرنے کیلئے خاوند کو جماع اور سفر پر لے جانے سے منع کرنے کا حق ہے۔ (ت)

(۴۔ در مختار شرح تئیر الابصار باب المہر، مطبع مجتہائی دہلی ۱/۲۰۲)

در مختار میں ہے:

لان کل وطأة معقود علیہا فتسليم البعض لا یوجب تسليم الباقی ۱۔

ہر وطی مہر کے بدلے میں ہے (ہر وطی پر جدا جدا مہر لازم ہے) تو بعض کا بدل دینے سے باقی کا دینا ثابت نہ ہوگا۔ (ت)

(۱۔ در مختار شرح تئیر الابصار باب المہر مطبع مجتہائی دہلی ۱/۲۰۲)

اسی میں ہے:

النفقة تجب للزوجة علی زوجها ولو منعت نفسها للمہر دخل بها اولاً ۲۔ اہ ملخصاً۔

خاوند پر بیوی کا نفقہ واجب ہے اگرچہ بیوی نے مہر کے لئے خاوند کو اپنے سے روک رکھا ہو دخول ہو چکا یا نہیں اہ ملخصاً (ت)

(۲۔ در مختار شرح تئیر الابصار باب نفقہ، مطبع مجتہائی دہلی ۱/۶۷-۶۸)

اسی طرح صدر الشریعہ شرح دقایہ و کافی شرح دانی داختر شرح مختار و مستخلص شرح کنز وغیرہا شروح میں مذہب امام پر دلیل قائم کی اور دلیل صاحبین سے جواب دئے، امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح القدیر میں ترجیح ہدایہ اور علامہ شخی زادہ عالم دیار رومیہ قاضی دولت علیہ عثمانیہ معاصر و مستند صاحب در مختار نے مجمع الانہر میں تقدیم ملتقی اور علامہ یوسف چلی نے ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعہ العظمیٰ میں اعتدال متن و شرح اور محقق علامہ وسیع النظر و دقیق الفکر محمد بن عابدین شامی نے رد المحتار علی الدر المختار میں افادات در مختار کو مقرر و مسلم رکھا اور ترجیح مذہب امام میں خلاف و نزاع کی طرف بھی اشارہ نہ کیا پھر بکثرت علماء اہل متون و شروح و فتاویٰ ان مذکورین اور ان کے غیر باب النفقات میں عورت کو طلب مہر متعجل کے لئے بالفاظ ارسال و اطلاق منع نفس کا استحقاق بتاتے ہیں اور اصلاً عدم وطی و خلوت برضا کی قید نہیں لگاتے کہا یظہر بالمراجعة الی کتبہم (جیسا کہ انکی کتب کی طرف مراجعت سے ہوتا ہے۔ ت)

بلکہ شرح دقایہ میں تو صورت مسئلہ یوں فرض کی کہ: خروجہا بحق کہا لو لم یعطها المہر المتعجل فخرجت عن بیئہ ۲۔ بیوی کا باہر نکلنا برحق ہے جیسا کہ خاوند نے اس کو مہر متعجل نہ دیا ہو تو وہ اس کے گھر سے نکل جائے۔ (ت)

(۲۔ شرح الوقایہ باب النفقہ مطبع مجتہائی دہلی ۲/۱۷۳) ←

مسئلہ ۱۰: شوہر کے مکان میں رہتی ہے مگر اُس کے قابو میں نہیں آتی تو نفقہ ساقط نہیں اور اگر جس مکان میں رہتی

اور ظاہر ہے کہ شوہر کے یہاں آنے کے بعد غالباً وہی واقعہ ہی ہوتی ہے باہرہ حکم مطلق چھوڑا تنبیہ کی طرف مطلق التفات نہ فرمایا یہ
اطلاعات بھی اُسی اختیار مذہب امام سے خبر دے رہے ہیں، لاجرم علامہ خیر الدین ربلی استاذ صاحب درمختار نے قول امام ہی پر فتویٰ دیا اور
مذہب آخر کا ذکر تک نہ کیا، فتاویٰ خیر یہ لنفع البریہ میں ہے: سئل فی المرأة اذا سلمت نفسها قبل استكمال ما شرط
تعجيله لها من المهر هل لها بعد ذلك منع نفسها عنه اجاب لها منع نفسها حتى تستكمل ذلك عند الامام
وان كانت سلمت نفسها وبه صرح المتون قاطبة۔ ان سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جو مہر مفجل وصول کرنے
سے پہلے اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کر چکی ہو کیا پھر مہر مفجل کے لئے اپنے آپ کو خاوند سے روک سکتی ہے؟ تو جواب دیا کہ ہاں روک سکتی
ہے یہاں تک کہ مہر مفجل وصول کر لے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے، اگر چہ بیوی پہلے اپنے آپ کو سوئپ چکی ہو، اس مسئلہ پر تمام
متون تصریح کر چکے ہیں۔ (ت) (۱) فتاویٰ خیر یہ باب النفقة دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۶۹

آخر یہ علمائے محققین و علمائے مدققین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فتوائے امام مفاد و اختیار بعض مشائخ سے غافل نہ تھے، پھر قول امام ہی پر جزم
و اعتماد فرماتے ہیں، کوئی تو قول صاحبین کا نام تک نہیں لیتا اور اکثر متون کا یہی حال ہے، کوئی صاف وہ الفاظ بڑھاتا ہے جس سے ان کے
مذہب کی صریح نفی ہو جائے، کوئی صرف مذہب امام ہی پر دلیل قائم کرتا ہے، کوئی دلیل صاحبین سے جواب دیتا ہے، جنہوں نے وعدہ کیا کہ
قول قوی کو مقدم لائیں گے وہ اسی مذہب کی تقدیم کرتے ہیں، جنہوں نے التزام کیا کہ دلیل معتد کی تاخیر کریں گے وہ اسی کی دلیل پیچھے
لائے ہیں۔ غرض طرح طرح سے ترجیح و ترجیح مذہب امام کا افادہ فرتے ہیں، اور کبرائے ناظرین شراح و محشین کہ مذکور ہوئے تقریر و تسلیم
سے پیش آتے ہیں، ناچار ماننا پڑے گا کہ ان سب کے نزدیک معتد و مرجع و محقق و متبع مذہب امام ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور قوت دلیل کہ
مطالعہ ہدایہ و کافی و اختیار و کفایہ وغیرہ سے واضح ہوتی ہے اس پر علاوہ، پس جبکہ یہی (۱) مذہب امام اعظم ہے اور اسی پر (۲) متون کا اجماع
اور اسی (۳) کی دلیل اقویٰ اور اس (۴) قدر کثرت سے اس کے مرتسین، تو وجہ کیا ہے کہ اس سے عدول کیا جائے حالانکہ علماء تصریح
فرماتے ہیں کہ مفتی مطلقاً قول امام پر فتویٰ دے، اور قاضی عموماً مذہب امام پر فیصلہ کرے یعنی جب کوئی ضرورت مثل تعامل المسلمین یا
اجماع المرتسین علی الخلاف کے داعی ترک، نہ ہو، کمافی مستثنیٰ جواز المزارعہ و تحریم القلیل من الامانع المسکر (جیسا کہ مزارعت کے جواز
اور قلیل مسکر پانی کی تحریم کے دونوں مسئلوں میں ہے۔ ت) اور حکم دیتے ہیں کہ قول امام سے عدول نہ کیا جائے اگر چہ مشائخ مذہب اس کے
خلاف پر فتویٰ دیں۔ (۱) منیہ و (۲) سراجیہ و (۳) محیط امام سرخسی و فتاویٰ (۴) عالمگیری و (۵) بحر الرائق و (۶) نہر الفائق و (۷) فتاویٰ
خیر یہ و (۸) تنویر الابصار و (۹) شرح علائی (۱۰) حاشیہ طحاویہ وغیرہا کتب معتدہ میں اس کی تصریح ہے،

درمختار میں ہے:

ياخذ القاضي كالمفتي بقول أبي حنيفة على الاطلاق ثم بقول أبي يوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر والحسن
بن زياد وهو الاصح منية وسراجية۔

ہے وہ عورت کی ملک ہے اور شوہر کا آنا وہاں بند کر دیا تو نفقہ نہیں پائے گی ہاں اگر اُس نے شوہر سے کہا کہ مجھے اپنے

قاضی بھی مفتی کی طرح امام صاحب کے قول مطلقاً لے گا۔ پھر امام ابو یوسف، پھر امام محمد، پھر امام زفر اور حسن بن زیاد کے اقوال کو لے گا،

یہی اصح ہے، منیہ و سراجیہ۔ (۲۔ در مختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/۷۲)

بحر الرائق میں فرمایا:

يجب علينا الافتاء بقول الامام وان افق المشايخ بخلافه۔

ہم پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل واجب ہے اگرچہ مشائخ اس کے خلاف پر فتویٰ دے چکے ہوں۔ (ت)

(۱۔ بحر الرائق، فصل تقلید، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/۷۰۔۔۔ ۲۲۹)

اور ایسا ہی فتاویٰ خیر یہ میں ہے خصوصاً صورت مسئلہ میں جبکہ تقریر سوال سے ظاہر کہ زید کی طرف سے سوء معاشرت ہندہ کے ساتھ واقع ہوئی تو یہاں تو ایک اور فتویٰ قول امام کے موافق ہے تہذیب میں کلام امام ابو القاسم نقل کر کے فرماتے ہیں:

المختار عندی فی المنع ان کان سوء المعاشرة من الزوج لها المنع وان کان من جهتها فلیس لها المنع وفي السفر قول ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۔

میرے نزدیک منع کے بارے میں مختار یہ ہے کہ اگر بد اخلاقی خاوند کی طرف سے ہو تو بیوی کو منع حق ہے اور اگر بد اخلاقی بیوی کی طرف سے ہو تو پھر اس کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو خاوند سے روک رکھے، سفر کے بارے میں فتویٰ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے (ت) (۲۔ تہذیب)

اسی طرح فتاویٰ ابراہیم شاہی و فتاویٰ حمادیہ میں اس سے نقل کیا، یہ ہے اس بارے میں کلام اجمالی، اور قدرے تفصیلی ان مباحث کی ہمارے فتوائے ثانیہ میں آتی ہے وباللہ التوفیق، بالجملہ صورت مستفسرہ میں عند التحقیق مفتی وقاضی کے لئے قول امام ہی پر اعتماد ہے۔ واللہ سہیلہ وتعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق

اس تقریر میں امرا دل ایک سخت حیرت انگیز بات ہے، در مختار میں اس مطلب کا کہیں پتا نہیں بلکہ اس میں صراحۃً اس کا خلاف مصرح کتاب القضاء میں فرماتے ہیں:

یاخذ القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفہ علی الاطلاق ۳۔

قاضی بھی مفتی کی طرح مطلقاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول لے گا۔ (ت) (۳۔ در مختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/۷۲)

پھر منیہ المفتی و فتاویٰ سراجیہ سے نقل کیا ہوا اصح ۴۔ (وہی زیادہ صحیح ہے۔ ت) ہاں ایک قول حادی قدس سے یہ لائے کہ وقت دلیل پر مدار ہے پھر اُسے بھی برقرار نہ رکھا،

مکان میں لے چلو یا میرے لیے کرایہ پر کوئی مکان لے دو اور شوہر نہ لے گیا تو قصور شوہر کا ہے لہذا نفقہ کی مستحق ہے۔

اور نہر الفائق سے نقل فرمایا: الاول اضبط ۵۔ (دعی زیادہ مضبوط ہے۔ ت) (۴۔ در مختار کتاب القضاء مطبع مکتبائی دہلی ۲ / ۷۲) اور تحقیق و توفیق وہ ہے جو ماتن نے فرمایا کہ لا یغیر الا اذا کان مجتہدا یعنی جو خود مجتہد ہو وہ قوت دلیل پر نظر کرے اور ہم پر وہی ترتیب لازم کہ علی الاطلاق مذہب امام پر افتاد قضا کریں جب تک کوئی مانع قوی و عظیم نہ پایا جائے کما سطر کرہ ان شاء اللہ تعالیٰ (ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو عنقریب ہم ذکر کریں گے۔ ت)

امردوم: کے جواب میں، اولاً عبارت در مختار کہ ابھی گزری اور وہ عبارت کثیرہ کہ ان شاء اللہ تعالیٰ لکھتا ہوں بس ہیں۔
 چنانچہ کلمات علماء میں نہ عموماً نہ بعد تخصیص معاملات دنیوی کہیں اس کا نشان نہیں کہ جب امام ابو یوسف کے ساتھ حضرات طرفین سے ایک رائے اور ہو تو ان کی تجرہ کاری کے باعث اس کا قبول قاعدہ مسلمہ ہے، ہاں علماء نے مسائل وقف و قضاء کی نسبت بیشک فرمایا کہ وہاں غالباً قول ثانی پر فتویٰ ہے، اس سے ہر وہ امر کے زیر قضا آسکے مراد نہیں تاکہ امثال صوم و صلوة کے سوا نکاح و بیع و ہبہ اجارہ و رہن وغیرہ تمام ابواب فقہ کو عام ہو جائے ہوں تو وقف بھی اسی قبیل سے تھا، پھر خاص اسے الگ سمجھنے کے کیا معنی، نہ ہرگز عالم میں کوئی عالم اس کا قائل، اور خود ہزاراں ہزار کتب فقہ اس کے خلاف پر گواہ عادل، کہ لاکھوں مسائل معاملات میں بھی قول امام ہی پر فتویٰ ہے اگرچہ رائے امام ابو یوسف سے امام محمد بھی موافق ہوں بلکہ یہ امر خاص ان مسائل میں اکثری طور پر ہے جنہیں فقہاء کتاب القضاء و کتاب الوقف میں لکھتے ہیں اشبہ والنظر میں جہاں یہ قاعدہ زیر قاعدہ المشقة تجلب التیسیر (مشقت کے سبب حکم میں آسانی ہو جایا کرتی ہے۔ ت) وہاں یہی مسائل شمار کئے۔ حیف قال: ووسع ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ فی القضاء والوقف والفتویٰ علی قوله فیما یتعلی بہما فجوز للقاضی تلقین الشاہد وجواز کتاب القاضی الی القاضی من غیر سفر ولم یشرط فیہ شینا مما شرطہ الامام وصح الوقف علی النفس وعلی جهة تنقطع ووقف المشاع ولم یشرط التسليم الی المتولی ولا حکم القاضی وجوز استبدالہ عند الحاجة الیہ بلا شرط وجوزہ مع الشرط ترغیباً فی الوقف وتیسیراً علی المسلمین۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے قضاء و وقت کے متعلق وسعت پیدا کی ہے، ان دونوں بابوں میں ان کے قول پر فتویٰ ہوگا، انہوں نے گواہ کو قاضی کی تلقین، قاضی کا قاضی کو بغیر سفر خط، بغیر ان شرائط کے جوام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لگائی ہیں کو جائز قرار دیا ہے، انہوں نے وقف علی النفس (یعنی اپنی جائداد یوں وقف کرے کہ تاحیات وہ خود اسکی آمدنی سے متمنع رہے گا) اور وقف علی جهة منقطعہ اور غیر منقسم چیز کے وقف کو جائز کہا ہے اور متولی کو سوئپ دینے کی شرط نہیں لگائی اور نہ ہی انہوں نے وقف کے لئے قاضی کے حکم کی شرط لگائی ہے، اور انہوں نے وقف کو ضرورت کے وقت تبدیل کرنے کو بلا شرط جائز قرار دیا ہے اور بلا ضرورت اس کے تبدیل کرنے کو مع جائز الشرط جائز قرار دیا ہے تاکہ وقف کرنے میں ترغیب اور مسلمانوں کے لئے آسانی ہو۔ (ت)

(۱۔ الاشبہ والنظائر القاعدة الرابعة المشقة تجلب التیسیر ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۵۱ / ۱۱۳)

مثلاً ان مسائل میں تو موافقت رائے دیگر کی بھی حاجت نہیں کما یظہر بالمراجعة (جیسا کہ کتب کی طرف سے مراجعت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ت)

یوہیں اگر شوہر نے پرایا مکان غصب کر لیا ہے اُس میں رہتا ہے عورت وہاں رہنے سے انکار کرتی ہے تو نفقہ کی مستحق ہے۔ (10)

مسئلہ ۱۱: شوہر عورت کو سفر میں لے جانا چاہتا ہے اور عورت انکار کرتی ہے یا عورت مسافتِ سفر (یعنی ساڑھے ستاون میل (تقریباً ۹۲ کلومیٹر) کی راہ) پر ہے، شوہر نے کسی اجنبی شخص کو بھیجا کہ اُسے یہاں اپنے ساتھ لے آ عورت اُس کے ساتھ جانے سے انکار کرتی ہے تو نفقہ (کھانے پینے اور رہائش وغیرہ کے اخراجات) ساقط نہ ہوگا اور اگر عورت کے محرم کو بھیجا اور آنے سے انکار کرے تو نفقہ ساقط ہے۔ (11)

مسئلہ ۱۲: عورت شوہر کے گھر بیمار ہوئی یا بیمار ہو کر اُس کے یہاں گئی یا اپنے ہی گھر رہی مگر شوہر کے یہاں جانے سے انکار نہ کیا تو نفقہ واجب ہے اور اگر شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے باپ کے یہاں چلی گئی اگر اتنی بیمار ہے کہ

تو کلماتِ علماء اس قید کے مساعد نہیں رہا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ امام ابو یوسف علما امام اعظم کے ہم پلہ ہیں، امام سے بے اذن لئے ان کے مجلس درس منعقد کرنے پر امام کا کسی کو پانچ سوال دے کر بھیجنا، ان کے ہر مسئلے میں مختلف جواب دینا، ہر جواب پر مسائل کی طرف سے تعلق ہونا، آخر مستحیر ہو کر خدمتِ امام میں رجوع لانا، مشہور اور اشہاء و النظائر وغیرہا میں مذکور۔ علماء فرماتے ہیں: جو مسئلہ امام کے حضور طے نہ ہوا قیامت تک مضطرب رہے گا، امام ابو یوسف بعض مسائل میں پریشان ہو کر فرماتے: جہاں ہمارے استاد کا کوئی نہیں اس میں ہمارا ہی حال (پریشان) ہے۔

بحر الرائق کے مفادات الصلوٰۃ میں ہے:

لقد صدق صاحب الفتاوی الظہیریۃ حیث قال فی الفصل الثالث فی قراءة القرآن ان کل مالہ یو عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فیہ قول بقی كذلك مضطربا الی یوم القیامۃ وحکی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ انہ کان یضطرب فی بعض المسائل وکان یقول کل مسئلۃ لیس لشیخنا فیہا قول فنحن فیہا ہکذا انتہی ۲۔ فتاویٰ ظہیریہ والے نے درست فرمایا، جو انہوں نے قراءت قرآن کی فصل ثالث میں فرمایا کہ جس معاملہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی قول مروی نہ ہو وہ معاملہ قیامت تک باعین مضطرب ہی رہے گا، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ وہ بعض مسائل میں مضطرب تھے تو انہوں نے فرمایا: جس معاملہ میں ہمارے شیخ کا کوئی قول نہ ہو تو اس میں ہمارا یہی حال ہوتا ہے انتہی۔ (ت)

(۲۔ بحر الرائق، باب مفادات الصلوٰۃ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۳/۲)

امام ابو یوسف سے منقول ہے میں بعض مسائل میں جانتا حدیث میری طرف ہے نتیجہ کے بعد گھٹا کہ امام نے جس حدیث سے فرمایا وہ میری خواب میں نہ تھی اوکما قال رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۱۰۳-۱۱۲ ارضافاؤنڈیشن، لاہور)

(10) ، فتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۳۵

(11) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۹۰

ذولی وغیرہ پر بھی نہیں آسکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آسکتی ہے مگر نہیں آئی تو نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۳: عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے اور اگر اُس وقت واپس آئی کہ شوہر مکان پر نہیں بلکہ پردیس چلا گیا ہے جب بھی نفقہ کی مستحق ہے۔ اور اگر عورت یہ کہتی ہے کہ میں شوہر کی اجازت سے گئی تھی اور شوہر انکار کرتا ہے یا یہ ثابت ہو گیا کہ بلا اجازت چلی گئی تھی مگر عورت کہتی ہے کہ گئی تو تھی بغیر اجازت مگر کچھ دنوں شوہر نے وہاں رہنے کی اجازت دیدی تھی تو بظاہر عورت کا قول معتبر نہ ہوگا۔ (13)

مسئلہ ۱۴: چند مہینے کا نفقہ شوہر پر باقی تھا عورت اُس کے مکان سے بغیر اجازت چلی گئی تو یہ نفقہ بھی ساقط ہو گیا اور لوٹ کر آئے جب بھی اُس کی مستحق نہ ہوگی اور اگر با اجازت اس نے قرض لے کر نفقہ میں صرف کیا تھا اور اب چلی گئی تو ساقط نہ ہوگا۔ (14)

مسئلہ ۱۵: عورت اگر قید ہوگئی اگرچہ ظلماً تو شوہر پر نفقہ واجب نہیں ہاں اگر خود شوہر کا عورت پر ذین تھا اُسی نے قید کرایا تو ساقط نہ ہوگا۔ یوہیں اگر عورت کو کوئی اٹھالے گیا یا جھین لے گیا جب بھی شوہر پر نفقہ واجب نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۶: عورت حج کے لیے گئی اور شوہر ساتھ نہ ہو تو نفقہ واجب نہیں اگرچہ محرم (ایسا رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ حرام ہو) کے ساتھ گئی ہو اگرچہ حج فرض ہو۔ اگرچہ شوہر کے مکان پر رہتی تھی۔ اور اگر شوہر کے ہمراہ ہے تو نفقہ واجب ہے حج فرض ہو یا نفل مگر سفر کے مطابق نفقہ واجب نہیں بلکہ حضر کا نفقہ (حالت اقامت کا نفقہ) واجب ہے، لہذا کرایہ وغیرہ مصارف سفر (سفر کے اخراجات) شوہر پر واجب نہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۷: کسی عورت کو حمل ہے لوگوں کو شبہہ ہے کہ فلاں شخص کا حمل ہے لہذا عورت کے باپ نے اُسی سے نکاح کر دیا مگر وہ کہتا ہے کہ حمل مجھ سے نہیں تو نکاح ہو جائے گا مگر نفقہ شوہر پر واجب نہیں اور اگر حمل کا اقرار کرتا ہے تو نفقہ واجب ہے۔ (17)

(12) المرجع السابق، ص ۲۸۷

(13) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لا تجب علی الاب، ج ۵، ص ۲۸۹

(14) المرجع السابق

(15) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص ۱۱۱

(16) الفتاویٰ النبییہ، کتاب النکاح، باب النفقة، ج ۱، ص ۱۹۶

والجوہرۃ النیرۃ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص ۱۱۱

(17) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السالخ عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۳۶

مسئلہ ۱۸: جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں، عورت کو حمل ہو یا نہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۹: جو عورت بے اجازت شوہر گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بنا پر اُسے طلاق دیدی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی ہاں اگر بعد طلاق شوہر کے گھر میں رہی اور باہر جانا چھوڑ دیا تو پائے گی۔ (19)

مسئلہ ۲۰: جب تک عورت بن ایاس (یعنی ایسی عمر جس میں حیض کا خون آنا بند ہو جاتا ہے) کو نہ پہنچے اُس کی عدت تین حیض ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا اور اگر اس عمر سے پہلے کسی وجہ سے جوان عورت کو حیض نہیں آتا تو اس کی عدت کتنی ہی طویل ہو زمانہ عدت کا نفقہ واجب ہے یہاں تک کہ اگر بن ایاس تک حیض نہ آیا تو بعد ایاس تین ماہ گزرنے پر عدت ختم ہوگی اور اُس وقت تک نفقہ دینا ہوگا۔ ہاں اگر شوہر گواہوں سے ثابت کر دے کہ عورت نے اقرار کیا ہے کہ تین حیض آئے اور عدت ختم ہوگئی تو نفقہ ساقط کہ عدت پوری ہو چکی اور اگر عورت کو طلاق ہوئی اُس نے اپنے کو حاملہ بتایا تو وقت طلاق سے دو برس تک وضع حمل (بچے پیدا ہونے) کا انتظار کیا جائے وضع حمل تک نفقہ واجب ہے اور دو برس پر بھی بچہ نہ ہوا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے حیض نہیں آیا اور حمل کا گمان تھا تو نفقہ برابر لیتی رہے گی یہاں تک کہ تین حیض آئیں یا بن ایاس آ کر تین مہینے گزر جائیں۔ (20)

(18) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، باب النفقة، ج ۱، ص ۱۹۶

(19) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقة، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۳۵

(20) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، فصل فی نفقة العدة، ج ۱، ص ۲۰۲

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

در مختار میں بعد عبارت مذکورہ ہے:

لكن ان كذبتہ فی الاسناد او قالت لا ادري وجبت العدة من وقت الاقرار ولها النفقة والسكنى وان صدقته فكذلك غير انه لا نفقة لا سكنى لقبول قولها على نفسها خانية ۲۔ (ملخصاً)

لیکن اگر عورت مرد کو زمانہ کی نسبت میں جھوٹا قرار دے یا کہے کہ مجھے معلوم نہیں، تو ایسی صورت میں اقرار کے وقت سے عدت شروع ہوگی، اگر اس کو نفقہ اور رہائش دینی ہوگی، اور عورت اس کی تصدیق کرے تو پھر حکم یہی ہے مگر وہ اپنی تصدیق کی وجہ سے اپنے نفقہ اور سکنی اور سکنی کے حق سے محروم ہو جائے گی (ملخصاً) (ت) (۲۔ در مختار باب العدة مطبع مجتبیٰ دہلی ۱/ ۲۵۷)

ذخیرہ امام برہان الدین محمود پھر ہندیہ میں امام خفاف رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ہے:

لو ان رجلاً قدمته امرأته الى القاضی وطالبته بالنفقة وقال الرجل للقاضی كنت طلقتهما منذ سنة وانقضت عدتهما ومحدث الطلاق لا يقبل قوله فان شهد له شاهدان بذلك والقاضی لا يعرفهما فانه يأمره بالنفقة

مسئلہ ۲۱: عدت کے نفقہ کا نہ دعویٰ کیا نہ قاضی نے مقرر کیا تو عدت گزرنے کے بعد نفقہ ساقط ہو گیا۔

مسئلہ ۲۲: مفقود (وہ شخص جس کا کوئی پتا نہ ہو اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے) کی عورت نے نکاح کر لیا اور اس دوسرے شوہر نے دخول بھی کر لیا ہے، اب پہلا شوہر آیا تو عورت اور دوسرے شوہر میں تفریق کر دی جائیگی اور عورت عدت گزارے گی، مگر اس عدت کا نفقہ نہ پہلے شوہر پر ہے، نہ دوسرے پر۔ (21)

عليها فان عدلت الشهود واقرت انها حاضمت ثلث حيض في هذه السنة. فلا نفقة لها عليه فان اخذت منه شيئاً ردت عليه ۳۔

اگر کسی عورت نے قاضی کے ہاں کسی شخص کی خوشی کرادی اور نفقہ کا مطالبہ کیا اور مرد نے قاضی سے کہا کہ میں نے اس کو ایک سال قبل طلاق دے دی تھی اور عدت بھی گزر چکی ہے اور عورت طلاق کا انکار کر دے تو قاضی مرد کی بات کو قبول نہیں کرے گا، اگر دو گواہوں جن کو قاضی نہیں جانتا، نے گواہی مرد کے حق میں دی تو پھر بھی قاضی نفقہ واجب کر دے گا، ہاں اگر عورت ان گواہوں کو عادل قرار دے اور تین حیض سال بھر میں گزرنے کا اقرار کر لے تو اب عورت کے لئے نفقہ نہ ہوگا پھر اگر عورت نے کچھ وصول کیا ہو تو واپس کرے گی۔ (ت)

(۳۔ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی نفقة المستعدة لورانی کتب خانہ پشاور/ ۵۵۹)

بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

لقد يقبل قوله في ابطال نفقتها ۱۔ والله تعالى اعلم۔

(۱۔ بدائع الصنائع کتاب النفقة فصل فی سبب وجوب هذه النفقة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۸/۳)

مرد کا قول بیوی کے نفقہ کو باطل کرنے میں قبول نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۳۳۵ رضا فاؤنڈیشن، ماہور)

(21) الفتاویٰ الخلیفۃ، کتاب النکاح، باب النفقة، ج ۱، ص ۱۹۶

اعلیٰ حضرت، امام، ہنسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ہمارے مذہب میں وہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک شوہر کی عمر سے ستر ۷۰ سال گزر کر اس کی موت کا حکم نہ دیا جائے اس وقت وہ بعد عدت و وفات نکاح کر سکے گی یہی مذہب امام احمد کا ہے اور اسی طرف امام شافعی نے رجوع فرمائی، امام مالک کہ چار سال مقرر فرماتے ہیں وہ اس کے گم ہونے کی دن سے نہیں بلکہ قاضی کے یہاں مرافعہ کے دن دے سے خود امام مالک نے کتاب مدونہ میں تصریح فرمائی کہ مرافعہ سے پہلے اگر چہ بیس ۲۰ برس گزر چکے ہوں اُن کا اعتبار نہیں، ادعائے ضرورت کا علاج تو اُن کے یہاں بھی نہ نکلا، آج تک تو جتنا زمانہ گزرا بیکار ہے اب قاضی شرع اگر ہو بھی اور اسکے یہاں مرافعہ کیا جائے اور وہ شوہر کا مفقود الخیر ہونا تصدیق کرے اُس کے بعد چار برس کی مہلت دے اور پھر اب تک مفقود رہنا تحقیق کرے اُس کے بعد تفریق کرے اور عورت عدت چٹھے یہ مہنت زمانہ بے شوہر در بے نان نفقہ کے کیسے گزرے گا، مذہب بھی چھوڑا اور کال بھی نہ کٹا، لہذا وہ کرے جو امیر المؤمنین مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هي امرأة اهتليت فلتصبر حتى ياتيها موت او طلاق ۱۔

مسئلہ ۲۳: اپنی مدخولہ عورت کو تین طلاقیں دیدیں عورت نے عدت میں دوسرے سے نکاح کر لیا اور دخول بھی ہوا تو تفریق کر دی جائے اور پہلے شوہر پر نفقہ ہے۔ اور مشکوٰۃ نے دوسرے سے نکاح کیا اور دخول کے بعد معلوم ہوا اور تفریق کرائی گئی پھر شوہر کو معلوم ہوا اُس نے تین طلاقیں دیدیں تو عورت پر دونوں کی عدت واجب ہے اور نفقہ کسی پر نہیں۔ (22)

مسئلہ ۲۴: عدت اگر مہینوں سے ہو تو کسی مقدار معین پر صلح ہو سکتی ہے اور حیض یا وضع حمل سے ہو تو نہیں کہ یہ معلوم نہیں کتنے دنوں میں عدت پوری ہوگی۔ (23)

مسئلہ ۲۵: وفات کی عدت میں نفقہ واجب نہیں، خواہ عورت کو حمل ہو یا نہیں (23A)۔ یوہیں جو فرقت عورت کی جانب سے معصیت کے ساتھ ہوا اُس میں بھی نہیں مثلاً عورت مرتدہ ہو گئی یا شہوت کے ساتھ شوہر کے بیٹے یا باپ کا بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ چھوا، ہاں اگر مجبور کی گئی تو ساقط نہ ہوگا۔ یوہیں اگر عدت میں مرتدہ ہو گئی تو نفقہ ساقط ہو گیا پھر اگر اسلام لائی تو نفقہ عود کر آئیگا۔ اور اگر عدت میں شوہر کے بیٹے یا باپ کا بوسہ لیا تو نفقہ ساقط نہ ہوا اور جو فرقت زوجہ کی جانب سے سبب مباح سے ہوا اُس میں نفقہ عدت ساقط نہیں مثلاً خیابہ عتق، خیابہ بکوع عورت کو حاصل ہوا، اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا بشرطیکہ دخول کے بعد ہو ورنہ عدت ہی نہیں اور خلع میں نفقہ ہے، ہاں اگر خلع اس شرط پر ہوا کہ عورت نفقہ دے سکے (یعنی رہنے کا مکان) معاف کرے تو نفقہ اب نہیں پائے گی مگر سکے سے شوہر اب بھی بری نہیں کہ

یہ ایک عورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بلا میں مبتلا فرمایا ہے اس پر لازم ہے کہ مبر کرے یہاں تک کہ شوہر کی موت یا طلاق ظاہر ہو۔

(۱۔ منصب عبدالرزاق اب الی تعلم مہلک زوجہ المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۷/ ۹۱۔ ۹۰ حدیث نمبر ۱۲۳۳۰، ۱۲۳۳۲، ۱۲۳۳۴) ضرورت صادقہ کے وقت جو کسی مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ سے کسی امام کی تقلید کی جاتی ہے صرف اس مسئلہ میں اس کے مذہب کی رعایت امور واجبہ میں ضرور ہوگی، دیگر مسائل میں اپنے امام ہی کی تقلید کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۳۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(22) المرجع السابق

(23) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج ۵، ص ۳۴۲

(23A) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

عدت موت کا نفقہ کسی پر نہیں ہوتا خود اپنے پاس سے کھائے پاس نہ ہو تو دن کو محنت و مزدوری کے لئے باہر جاسکتی ہے، چار مہینے دس دن دیں گزارنا فرض ہے، اللہ عزوجل کے ادائے فرض میں حیلہ نہ کئے جائیں واللہ یعلم المفسد من المصلح (اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح کو جانتا ہے۔ ت) اگر اندیشہ واقعی و صحیح ہے بذریعہ حکومت بندوبست کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۳۳۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عورت اسکو معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔ (24)

مسئلہ ۲۶: عورت سے ایلا یا ظہار یا لعان کیا یا شوہر مرتد ہو گیا یا شوہر نے عورت کی ماں سے جماع کیا یا عینین کی

عورت نے فرقت اختیار کی تو ان سب صورتوں میں نفقہ پائے گی۔ (25)

مسئلہ ۲۷: عورت نے کسی کے بچہ کو دودھ پلانے کی نوکری کی مگر دودھ پلانے جاتی نہیں بلکہ بچہ کو یہاں لاتے

ہیں تو نفقہ ساقط نہیں، البتہ شوہر کو اختیار ہے کہ اس سے روک دے بلکہ اگر اپنے بچہ کو جو دوسرے شوہر سے ہے دودھ

پلائے تو شوہر کو منع کر دینے کا اختیار حاصل بلکہ ہر ایسے کام سے منع کر سکتا ہے جس سے اُسے ایذا ہوتی ہے یہاں تک کہ

سلائی وغیرہ ایسے کاموں سے بھی منع کر سکتا ہے بلکہ اگر شوہر کو مہندی کی بو نا پسند ہے تو مہندی لگانے سے بھی منع کر سکتا

ہے۔ اور اگر دودھ پلانے وہاں جاتی ہے خواہ دن میں وہاں رہتی ہے یا رات میں تو نفقہ ساقط ہے۔ یوں اگر عورت مُردہ

فہلانے یا دائی کا کام کرتی ہے اور اپنے کام کے لیے باہر جاتی ہے مگر رات میں شوہر کے یہاں رہتی ہے اگر شوہر نے منع

کیا اور بغیر اجازت گئی تو نفقہ ساقط ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۸: اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کا سا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا

اور ایک مالدار ہے، دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اُس سے عمدہ اور اغنیا جیسا کھاتے ہوں

اُس سے کم اور شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے، مگر یہ واجب نہیں

واجب متوسط ہے۔ (27)

(24) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۱۰، ۱۱۱

(25) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الثالث فی نفقة المحدث، ج ۱، ص ۵۵۷

(26) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۹۰

(27) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۸۶، وغیرہ

شریعت اسلامیہ نے شوہر کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ بیوی کے لئے رہائش، خوراک و پوشاک اور دیگر ضروریات کی تکمیل کا انتظام کرے،

بیوی کے اخراجات کے لئے شوہر کی آمدنی کی کوئی شرح مقرر نہیں کی گئی، بلکہ زوجین کے مالدار و تنگدست ہونے کے اعتبار سے نفقہ مقرر کیا

گیا، اگر زوجین تنگدست ہیں تو نفقہ اتنی ہی مقدار میں ہوگا جتنی رقم میں عام طور پر تنگدست لوگ گزار کر لیتے ہیں اور اگر زوجین مالدار ہوں تو

نفقہ بھی اس قدر ہوگا کہ عموماً در تنگدست لوگ جس قدر رقم سے ضروریات کی تکمیل کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری ج 1 ص 547، 548 میں

ہے: واذا اراد الفرض والزوج موسر يأكل الخبز الحواری واللحم المشوی والمرأة معسرة او علی العکس

اختلفوا فيه والصحيح انه يعتبر حالهما كذا في الفتاوى الغياثية وعليه الفتوى حتى كان لها نفقة اليسار ان

كانا موسرين ونفقة العساران كانا معسرين۔۔۔ اسلامی قانون میں ایسی چوک اور وسعت رکھی گئی ہے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔۔۔

مسئلہ ۲۹: نفقہ کا تعین روپوں سے نہیں کیا جاسکتا کہ ہمیشہ اتنے ہی روپے دیے جائیں اس لیے کہ نرخ بدلتا رہتا ہے ارزانی و گرانی (یعنی سستائی اور مہنگائی) دونوں کے مصارف یکساں نہیں ہو سکتے بلکہ گرانی میں اس کے لحاظ سے تعداد بڑھائی جائے گی اور ارزانی میں کم کی جائے گی۔ (28)

مسئلہ ۳۰: عورت آٹا پینے روٹی پکانے سے انکار کرتی ہے اگر وہ ایسے گھرانے کی ہے کہ اُن کے یہاں کی عورتیں اپنے آپ یہ کام نہیں کرتیں یا وہ بیمار یا کمزور ہے کہ کر نہیں سکتی تو پکا ہوا کھانا دینا ہوگا یا کوئی ایسا آدمی دے جو کھانا پکاوے، پکانے پر مجبور نہیں کی جاسکتی اور اگر نہ ایسے گھرانے کی ہے نہ کوئی سبب ایسا ہے کہ کھانا نہ پکاسکے تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ پکا ہوا اُسے دے اور اگر عورت خود پکاتی ہے مگر پکانے کی اجرت مانگتی ہے تو اجرت نہیں دی جائے گی۔ (29)

مسئلہ ۳۱: کھانا پکانے کے تمام برتن اور سامان شوہر پر واجب ہے، مثلاً چکی، ہانڈی، تواء، چمٹا، رکابی، پیالہ، چمچ وغیرہ جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسب حیثیت اعلیٰ، ادنیٰ متوسط۔ یوہیں حسب حیثیت اثاث البیت دینا واجب، مثلاً چٹائی، دری، قالین، چار پائی، لحاف، توشک (پلنگ کا بچھونا، گدا)، تکیہ، چادر وغیرہ۔ یوہیں کنگھا، تیل، سردھونے کے لیے گھلی (تیل یا سرسوں کا پھوک جو سردھونے سے پہلے سر پر لگاتے ہیں) وغیرہ اور صابن یا بیسن (چنے کا آٹا، یہ پہلے ہاتھ دھونے کے لیے استعمال ہوتا تھا) میل دور کرنے کے لیے اور عرمرہ، مٹی (ایک قسم کا منجن یا پاؤڈر جسے دانتوں پر ملتے ہیں)، مہندی دینا شوہر پر واجب نہیں، اگر لائے تو عورت کو استعمال ضروری ہے۔ عطر وغیرہ خوشبو کی اتنی ضرورت ہے جس سے بغل اور پسینہ کی بو کو دفع کر سکے۔ (30)

مسئلہ ۳۲: غسل و وضو کا پانی شوہر کے ذمہ ہے عورت غنی ہو یا فقیر۔ (31)

اگر بیوی کیلئے شوہر کی آمدنی کا فیصد مقرر کیا جاتا تو شوہر کی تنخواہ کم ہو یا زیادہ شوہر مقررہ رقم دے کر اپنی ذمہ داری ادا کر دیتا، تنخواہ کم ہونے کی صورت میں بیوی کے لئے مقررہ فیصد کافی نہ ہوتا اور ضروریات کی تکمیل کے سلسلہ میں بیوی کو فکر لاحق ہو جاتی، چنانچہ شریعت اسلامیہ نے ماں ذمہ داری مرد کو دے کر بیوی کی تمام ضروریات کی تکمیل کرنے کی ہدایت دے دی خواہ اس کی آمدنی کم ہو یا زیادہ اس طرح بیوی کو معاشی و اقتصادی افکار سے بری اور محفوظ رکھا۔

(28) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۴۷

(29) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۴۸

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۹۳

(30) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۰۸، وغیرہ

(31) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۴۹

مسئلہ ۳۳: عورت اگر چائے یا حقہ پیتی ہے تو ان کے مصارف شوہر پر واجب نہیں اگرچہ نہ پینے سے اُس کو ضرر پہنچے گا۔ (32) یوہیں پان، چھالیا، تمباکو شوہر پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۴: عورت بیمار ہو تو اُس کی دوا کی قیمت اور طبیب کی فیس شوہر پر واجب نہیں۔ فصد یا کھینچنے کی ضرورت ہو تو یہ بھی شوہر پر نہیں۔ (33)

مسئلہ ۳۵: بچہ پیدا ہو تو جنائی کی اجرت شوہر پر ہے اگر شوہر نے بلایا۔ اور عورت پر ہے اگر عورت نے بلوایا۔ اور اگر وہ خود بغیر ان دونوں میں کسی کے بلائے آجائے تو ظاہر یہ ہے کہ شوہر پر ہے۔ (34)

مسئلہ ۳۶: سال میں دو ۲ جوڑے کپڑے دینا واجب ہے ہر ششماہی پر ایک جوڑا۔ جب ایک جوڑا کپڑا دیدیا تو جب تک مدت پوری نہ ہو دینا واجب نہیں اور اگر مدت کے اندر پھاڑ ڈالا اور عادت جس طرح پہنا جاتا ہے اُس طرح پہنتی تو نہیں پھنتا تو دوسرے کپڑے اس ششماہی میں واجب نہیں ورنہ واجب ہیں اور اگر مدت پوری ہوگئی اور وہ جوڑا باقی ہے تو اگر پہنا ہی نہیں یا کبھی اُس کو پہنتی تھی اور کبھی اور کپڑے اس وجہ سے باقی ہے تو اب دوسرا جوڑا دینا واجب ہے اور اگر یہ وجہ نہیں بلکہ کپڑا مضبوط تھا اس وجہ سے نہیں پھنتا تو دوسرا جوڑا واجب نہیں۔ (35)

مسئلہ ۳۷: جاڑوں میں (سردیوں میں) جاڑے کے مناسب اور گرمیوں میں گرمی کے مناسب کپڑے دے مگر بہر حال اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج ہوں تو غریبوں کے سے اور ایک مالدار ہو اور ایک محتاج تو متوسط جیسے کھانے میں تینوں باتوں کا لحاظ ہے۔ اور لباس میں اُس شہر کے رواج کا اعتبار ہے جاڑے گرمی میں جیسے کپڑوں کا وہاں چلن (رواج) ہے وہ دے چڑے کے موزے عورت کے لیے شوہر پر واجب نہیں مگر عورت کی باندی (لونڈی) کے موزے شوہر پر واجب ہیں۔ اور سوتی، اونٹنی موزے جو جاڑوں میں سردی کی وجہ سے پہنے جاتے ہیں یہ دینے ہونگے۔ (36)

مسئلہ ۳۸: عورت جب رخصت ہو کر آئی تو اسی وقت سے شوہر کے ذمے اُس کا لباس ہے اس کا انتظار نہ کریگا

(32) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لا تجب علی الاب ایخ، ج ۵، ص ۲۹۳

(33) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۰۹

(34) البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۴، ص ۲۹۹

ورد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لا تجب علی الاب ایخ، ج ۵، ص ۲۹۳

(35) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۰۹

(36) رد المحتار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لا تجب علی الاب ایخ، ج ۵، ص ۲۹۳

کہ چھ مہینے گزر لیں تو کپڑے بنائے اگرچہ عورت کے پاس کتنے ہی جوڑے ہوں نہ عورت پر یہ واجب کہ میکے سے جو کپڑے لائی ہے وہ پہنے بلکہ اب سب شوہر کے ذمہ ہے۔ (37)

مسئلہ ۳۹: شوہر کو خود ہی چاہیے کہ عورت کے مصارف اپنے ذمہ لے یعنی جس چیز کی ضرورت ہو لا کر یا منگا کر دے۔ اور اگر لانے میں ڈھیل ڈالتا ہے (یعنی تاخیر کرتا ہے) تو قاضی کوئی مقدار وقت اور حال کے لحاظ سے مقرر کر دے کہ شوہر وہ رقم دے دیا کرے اور عورت اپنے طور پر خرچ کرے۔ اور اگر اپنے اوپر تکلیف اٹھا کر عورت اس میں سے کچھ بچالے تو وہ عورت کا ہے واپس نہ کرے گی نہ آئندہ کے نفقہ میں مجرادیگی (یعنی بچائی ہوئی رقم آئندہ کے نفقہ میں شامل نہ ہوگی) اور اگر شوہر بقدر کفایت عورت کو نہیں دیتا تو بغیر اجازت شوہر عورت اس کے مال سے لے کر صرف کر سکتی ہے۔ (38)

مسئلہ ۴۰: نفقہ کی مقدار معین کی جائے تو اس میں جو طریقہ آسان ہو وہ برتا جائے مثلاً مزدوری کرنے والے کے لیے یہ حکم دیا جائیگا کہ وہ عورت کو روزانہ شام کو اتنا دے دیا کرے کہ دوسرے دن کے لیے کافی ہو کہ مزدور ایک مہینے کے تمام مصارف ایک ساتھ نہیں دے سکتا اور تاجر اور نوکری پیشہ جو ماہوار تنخواہ پاتے ہیں مہینے کا نفقہ ایک ساتھ دے دیا کریں اور ہفتہ میں تنخواہ ملتی ہے تو ہفتہ وار اور کھیتی کرنے والے ہر سال یا ربیع و خریف دو فصلوں میں دیا کریں۔ (39)

مسئلہ ۴۱: اگر شوہر باہر چلا جاتا ہو اور عورت کو خرچ کی ضرورت پڑتی ہو تو اسے یہ حق ہے کہ شوہر سے کہے کہ کسی کو ضامن بنا دو کہ مہینے پر اس سے خرچ لے لوں پھر اگر عورت کو معلوم ہے کہ شوہر ایک مہینے تک باہر رہے گا تو ایک مہینے کے لیے ضامن طلب کرے اور یہ معلوم ہے کہ زیادہ دنوں سفر میں رہے گا مثلاً حج کو جاتا ہے تو جتنے دنوں کے لیے جاتا ہے، اتنے دنوں کے لیے ضامن مانگے اور اس شخص نے اگر یہ کہہ دیا کہ میں ہر مہینے میں دے دیا کروں گا تو ہمیشہ کے لیے ضامن ہو گیا۔ (40)

مسئلہ ۴۲: شوہر عورت کو جتنے روپے کھانے کے لیے دیتا ہے اپنے اوپر تکلیف اٹھا کر ان میں سے کچھ بچا ہتی ہے اور خوف ہے کہ لاغر ہو جائے گی تو شوہر کو حق ہے کہ اسے تنگی کرنے سے روک دے نہ مانے تو قاضی کے یہاں اس کا

(37) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لا تجب علی الاب ایخ، ج ۵، ص ۲۹۴

(38) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: لا تجب علی الاب ایخ، ج ۵، ص ۲۹۵

والبحر الرائق، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۴، ص ۲۹۳

(39) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۲۹۶

(40) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب: فی اخذ المرأة ایخ، ج ۵، ص ۲۹۷

دعویٰ کر کے رکوا سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے جمال میں فرق آئے گا اور یہ شوہر کا حق ہے۔ (41)

مسئلہ ۴۳: اگر باہم رضا مندی سے کوئی مقدار معین ہوئی یا قاضی نے معین کر دی اور چند ماہ تک وہ رقم نہ دی تو عورت وصول کر سکتی ہے اور معاف کرنا چاہے تو کر سکتی ہے بلکہ جو مہینہ آگیا ہے اُس کا بھی نفقہ معاف کر سکتی ہے جبکہ ماہ بہ ماہ نفقہ دینا ٹھہرا ہو اور سالانہ مقرر ہو تو اس سنہ (سال) اور سال گزشتہ کا معاف کر سکتی ہے۔ پہلی صورت میں بعد والے مہینے کا دوسری میں اُس سال کا جو ابھی نہیں آیا معاف نہیں کر سکتی اور اگر نہ باہم کوئی مقدار معین ہوئی نہ قاضی نے معین کی تو زمانہ گزشتہ کا نفقہ نہ طلب کر سکتی ہے، نہ معاف کر سکتی ہے کہ وہ شوہر کے ذمہ واجب ہی نہیں، ہاں اگر اس شرط پر خلع ہوا کہ عورت عدت کا نفقہ معاف کر دے تو یہ معاف ہو جائیگا۔ (42)

مسئلہ ۴۴: عورت کو مثلاً مہینے بھر کا نفقہ دیدیا اُس نے فضول خرچی سے مہینہ پورا ہونے سے پہلے خرچ کر ڈالا یا چوری جاتا رہا یا کسی اور وجہ سے ہلاک ہو گیا تو اس مہینے کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ (43)

مسئلہ ۴۵: عورت کے لیے اگر کوئی خادم مملوک ہو یعنی لونڈی یا غلام تو اُس کا نفقہ بھی شوہر پر ہے بشرطیکہ شوہر تنگ دست نہ ہو اور عورت آزاد ہو۔ اور اگر عورت کو چند خادموں کی ضرورت ہو کہ عورت صاحب اولاد ہے ایک سے کام نہیں چلتا تو دو تین جتنے کی ضرورت ہے اُن کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے۔ (44)

مسئلہ ۴۶: شوہر اگر ناداری کے سبب نفقہ دینے سے عاجز ہے تو اس کی وجہ سے تفریق نہ کی جائے۔ یوہیں اگر مالدار ہے مگر مال یہاں موجود نہیں جب بھی تفریق نہ کریں بلکہ اگر نفقہ مقرر ہو چکا ہے تو قاضی حکم دے کہ قرض لے کر یا کچھ کام کر کے صرف کرے اور وہ سب شوہر کے ذمہ ہے کہ اُسے دینا ہوگا۔ (45)

مسئلہ ۴۷: عورت نے قاضی کے پاس آکر بیان کیا کہ میرا شوہر کہیں گیا ہے اور مجھے نفقہ کے لیے کچھ دے کر نہ گیا تو اگر کچھ روپے یا غلہ چھوڑ گیا ہے اور قاضی کو معلوم ہے کہ یہ اُس کی عورت ہے تو قاضی حکم دیگا کہ اُس میں سے خرچ کرے مگر فضول خرچ نہ کرے مگر یہ قسم لے لے کہ اُس سے نفقہ نہیں پایا ہے اور کوئی ایسی بات بھی نہیں ہوئی ہے جس

(41) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۰۰

(42) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فی الایراء عن النفقة، ج ۵، ص ۳۰۳

(43) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۰۶

(44) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۳

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۰۷-۳۰۹

(45) المرجع السابق، ص ۳۰۹-۳۱۱

سے نفقہ ساقط ہو جاتا ہے اور عورت سے کوئی ضامن بھی لے۔ (46)

مسئلہ ۴۸: شوہر کہیں چلا گیا ہے اور نفقہ نہیں دے گیا مگر گھر میں اسباب وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو نفقہ کی جنس سے نہیں تو عورت اُن چیزوں کو بیچ کر کھانے وغیرہ میں نہیں صرف کر سکتی۔ (47)

مسئلہ ۴۹: جس مقدار پر رضا مندی ہوئی یا قاضی نے مقرر کی عورت کہتی ہے کہ یہ نا کافی ہے تو مقدار بڑھا دی جائے یا شوہر کہتا ہے کہ یہ زیادہ ہے اس سے کم میں کام چل جائیگا کیونکہ اب ارزانی ہے یا مقرر ہی زیادہ مقدار ہوئی اور قاضی کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ رقم زائد ہے تو کم کر دی جائے۔ (48)

مسئلہ ۵۰: چند مہینے کا نفقہ باقی تھا اور دونوں میں سے کوئی مر گیا تو نفقہ ساقط ہو گیا ہاں اگر قاضی نے عورت کو حکم دیا تھا کہ قرض لیکر صرف کرے پھر کوئی مر گیا تو ساقط نہ ہوگا۔ طلاق سے بھی پیشتر کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے مگر جبکہ اسی لیے طلاق دی ہو کہ نفقہ ساقط ہو جائے تو ساقط نہ ہوگا۔ (49)

مسئلہ ۵۱: عورت کو پیشگی نفقہ دے دیا تھا پھر اُن میں سے کسی کا انتقال ہو گیا یا طلاق ہو گئی تو وہ دیا ہوا واپس نہیں ہو سکتا۔ یوں اگر شوہر کے باپ نے اپنی بہو کو پیشگی نفقہ دے دیا تو موت یا طلاق کے بعد وہ بھی واپس نہیں لے سکتا۔ (50)

مسئلہ ۵۲: مرد نے عورت کے پاس کپڑے یا روپے بھیجے عورت کہتی ہے ہدیہ بھیجے اور مرد کہتا ہے نفقہ میں بھیجے تو شوہر کا قول معتبر ہے ہاں اگر عورت گواہوں سے ثابت کر دے کہ ہدیہ بھیجے یا یہ کہ شوہر نے اس کا اقرار کیا تھا اور گواہوں نے اُس کے اقرار کی شہادت دی تو گواہی مقبول ہے۔ (51)

مسئلہ ۵۳: غلام نے مولیٰ کی اجازت سے نکاح کیا ہے تو اگر غلام خالص ہے یعنی مدبر و مکاتب نہ ہو تو اُسے بیچ کر اُس کی عورت کا نفقہ ادا کریں پھر بھی باقی رہ جائے تو یکے بعد دیگرے (یعنی بار بار) بیچتے رہیں یہاں تک کہ نفقہ ادا ہو جائے بشرطیکہ خریدار کو معلوم ہو کہ نفقہ کی وجہ سے بیچا جا رہا ہے اور اگر خریدتے وقت اُسے معلوم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا تو

(46) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب النکاح، باب النفقہ، ج ۱، ص ۱۹۸

(47) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۵۰

(48) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج ۵، ص ۳۱۳

(49) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج ۵، ص ۳۱۷

(50) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج ۵، ص ۳۱۹

(51) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۵۲

خریدار کو بیع رد کرنے کا اختیار ہے اور اگر بیع کو قائم رکھا تو ثابت ہوا کہ راضی ہے لہذا اب اسے کوئی عذر نہیں اور اگر مولیٰ بیچنے سے انکار کرتا ہے تو مولیٰ کے سامنے قاضی بیع کر دے گا مگر نفقہ میں بیچنے کے لیے یہ شرط ہے کہ نفقہ اتنا اس کے ذمہ باقی ہو کہ ادا کرنے سے عاجز ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مولیٰ اپنے پاس سے نفقہ دیکر اپنے غلام کو چھڑا لے اور اگر وہ غلام مدبر یا مکاتب ہو جو بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز نہیں تو بیچا نہ جائے بلکہ کما کر نفقہ کی مقدار پوری کرے۔ اور اگر جس عورت سے نکاح کیا ہے وہ اس کے مولیٰ کی کنیز ہے تو اس پر نفقہ واجب ہی نہیں۔ (52)

مسئلہ ۵۴: بغیر اجازت مولیٰ غلام نے نکاح کیا اور ابھی مولیٰ نے رد نہ کیا تھا کہ آزاد کر دیا تو نکاح صحیح ہو گیا اور آزاد ہونے کے بعد سے نفقہ واجب ہو گا۔ (53)

مسئلہ ۵۵: لونڈی نے مولیٰ کی اجازت سے نکاح کیا اور دن بھر مولیٰ کی خدمت کرتی ہے اور رات میں اپنے شوہر کے پاس رہتی ہے تو دن کا نفقہ مولیٰ پر ہے اور رات کا شوہر پر۔ (54)

مسئلہ ۵۶: غلام یا مدبر یا مکاتب نے نکاح کیا اور اولاد ہوئی تو اولاد کا نفقہ ان پر نہیں بلکہ زوجہ اگر مکاتبہ ہے تو اس پر ہے اور مدبرہ یا ام ولد ہے تو ان کے مولیٰ پر اور آزاد ہے تو خود عورت پر اور اس کے پاس بھی کچھ نہ ہو تو بچہ کا جو سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو اس پر ہے اور اگر شوہر آزاد ہے اور عورت کنیز جب بھی یہی سب احکام ہیں جو مذکور ہوئے۔ (55)

مسئلہ ۵۷: غلام نے مولیٰ کی اجازت سے نکاح کیا تھا اور عورت کا نفقہ واجب ہونے کے بعد مر گیا یا مار ڈالا گیا تو نفقہ ساقط ہو گیا۔ (56)

مسئلہ ۵۸: نفقہ کا تیسرا جز سکُن ہے یعنی رہنے کا مکان۔ شوہر جو مکان عورت کو رہنے کے لیے دے، وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں، ہاں اگر شوہر کا اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ جماع سے آگاہ نہیں تو وہ مانع نہیں۔ یوہیں شوہر کی کنیز یا ام ولد کا رہنا بھی کچھ مضر نہیں اور اگر اس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو اختیار کیا

(52) الفتاویٰ الحنفیہ، کتاب النکاح، باب النفقہ، ج ۱، ص ۱۹۳

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج ۵، ص ۳۱۹-۳۲۱

(53) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۵۳

(54) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۵۵

(55) المرجع السابق

(56) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، ج ۵، ص ۳۱۹، ۳۲۲

کہ سب کے ساتھ رہے تو متعلقین شوہر سے خالی ہونے کی شرط نہیں۔ اور عورت کا بچہ اگرچہ بہت چھوٹا ہو اگر شوہر روکنا چاہے تو روک سکتا ہے عورت کو اس کا اختیار نہیں کہ خواہ مخواہ اسے وہاں رکھے۔ (57)

مسئلہ ۵۹: عورت اگر تنہا مکان چاہتی ہے یعنی اپنی صوت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اس کو دے دے جس میں دروازہ ہو اور بند کر سکتی ہو تو وہ دے سکتا ہے دوسرا مکان طلب کرنے کا اس کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں۔ رہا یہ امر کہ پاخانہ (یعنی بیت الخلاء)، غسل خانہ، باورچی خانہ بھی علیحدہ ہونا چاہیے، اس میں تفصیل ہے اگر شوہر مالدار ہو تو ایسا مکان دے جس میں یہ ضروریات ہوں اور غریبوں میں خالی ایک کمرہ دے دینا کافی ہے، اگرچہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔ (58)

مسئلہ ۶۰: یہ بات ضروری ہے کہ عورت کو ایسے مکان میں رکھے جس کے پڑوسی صالحین ہوں کہ فاسقوں میں خود بھی رہنا اچھا نہیں نہ کہ ایسے مقام پر عورت کا ہونا اور اگر مکان بہت بڑا ہو کہ عورت وہاں تنہا رہنے سے گھبراتی اور ڈرتی ہے تو وہاں کوئی ایسی نیک عورت رکھے جس سے دل بستگی ہو یا عورت کو کوئی دوسرا مکان دے جو اتنا بڑا نہ ہو اور اس کے ہمسایہ نیک لوگ ہوں۔ (59)

مسئلہ ۶۱: عورت کے والدین ہر ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آسکتے ہیں شوہر منع نہیں کر سکتا، ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہتے ہیں تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے اور والدین کے علاوہ اور محارم (یعنی وہ رشتہ دار جن سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے) سال بھر میں ایک بار آسکتے ہیں۔ یوہیں عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار اور دیگر محارم کے یہاں سال میں ایک بار جاسکتی ہے، مگر رات میں بغیر اجازت شوہر وہاں نہیں رہ سکتی، دن ہی دن میں واپس آئے اور والدین یا محارم اگر فقط دیکھنا چاہیں تو اس سے کسی وقت منع نہیں کر سکتا۔ اور غیروں کے یہاں جانے یا ان کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریپوں کی شرکت سے منع کرے بغیر اجازت جائے گی تو گنہگار ہوگی اور اجازت سے گئی تو دونوں گنہگار ہوئے۔ (60)

(57) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۲۳

(58) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۵۶

ورد المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فی مسکن الزوجہ، ج ۵، ص ۳۲۵

(59) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فی الکلام علی المومنۃ، ج ۵، ص ۳۲۸

(60) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۲۸

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۵۷

مسئلہ ۶۲: عورت اگر کوئی ایسا کام کرتی ہے جس سے شوہر کا حق فوت ہوتا ہے یا اُس میں نقصان آتا ہے یا اُس کام کے لیے باہر جانا پڑتا ہے تو شوہر کو منع کر دینے کا اختیار ہے۔ (61) بلکہ نظر بحال زمانہ ایسے کام سے تو منع ہی کرنا چاہیے جس کے لیے باہر جانا پڑے۔

مسئلہ ۶۳: جس کام میں شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو نہ نقصان ہو اگر عورت گھر میں وہ کام کر لیا کرے جیسے کپڑا سینا یا اگلے زمانہ میں چرخہ کا تنے کا رواج تھا تو ایسے کام سے منع کرنے کی کچھ حاجت نہیں خصوصاً جبکہ شوہر گھر نہ ہو کہ ان کاموں سے جی بہلتا رہے گا اور بیکار بیٹھے گی تو دوسو سے اور خطرے پیدا ہوتے رہیں گے اور لا یعنی باتوں میں مشغول ہوگی۔ (62)

مسئلہ ۶۴: نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے جبکہ اولاد فقیر ہو یعنی خود اس کی ملک میں مال نہ ہو اور آزاد ہو۔ اور بالغ بیٹا اگر اپنا چھ یا مجنون یا ناپسند ہو کمانے سے عاجز ہو اور اُس کے پاس مال نہ ہو تو اُس کا نفقہ بھی باپ پر ہے اور لڑکی جبکہ مال نہ رکھتی ہو تو اُس کا نفقہ بہر حال باپ پر ہے اگرچہ اُس کے اعضا سلامت ہوں۔ اور اگر نابالغ کی ملک میں مال ہے مگر یہاں مال موجود نہیں تو باپ کو حکم دیا جائے گا۔ کہ اپنے پاس سے خرچ کرے جب مال آئے تو جتنا خرچ کیا ہے اُس میں سے لے لے اور اگر بطور خود خرچ کیا ہے اور چاہتا ہے کہ مال آنے کے بعد اُس میں سے لے لے تو لوگوں کو گواہ بنائے کہ جب مال آئے گا میں لے لوں گا اور گواہ نہ کیے تو دیا نہ لے سکتا ہے قضاء نہیں۔ (63)

مسئلہ ۶۵: نابالغ کا باپ تنگ دست ہے اور ماں مالدار جب بھی نفقہ باپ ہی پر ہے مگر ماں کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے پاس سے خرچ کرے اور جب شوہر کے پاس ہو تو وصول کر لے۔ (64)

مسئلہ ۶۶: اگر باپ مفلس ہے تو کمائے اور بچوں کو کھلائے اور کمانے سے بھی عاجز ہے مثلاً اپنا چھ ہے تو دادا کے ذمہ نفقہ ہے کہ خود باپ کا نفقہ بھی اس صورت میں اُسی کے ذمہ ہے۔ (65)

مسئلہ ۶۷: طالب علم کہ علم دین پڑھتا ہو اور نیک چلن ہو اُس کا نفقہ بھی اُس کے والد کے ذمہ ہے وہ طلبہ مراد نہیں

(61) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۳۰

(62) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فی الکلام علی الموزنہ، ج ۵، ص ۳۳۱

(63) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۱۵

(64) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۱۵

(65) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: الکلام علی نفقة الابن، ج ۵، ص ۳۳۹

جو فضولیات و لغویات فلاسفہ میں مشغول ہوں اگر یہ باتیں ہوں تو نفقہ باپ پر نہیں۔ (66)

وہ طلبہ بھی اس سے مراد نہیں جو بظاہر علم دین پڑھتے اور حقیقہ دین ڈھانا چاہتے ہیں مثلاً وہابیوں سے پڑھتے ہیں اُن کے پاس اُٹھتے بیٹھتے ہیں کہ ایسوں سے عموماً یہی مشاہدہ ہو رہا ہے کہ بد باطنی و خباثت اور اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی کرنے میں اپنے اساتذہ سے بھی سبقت لے گئے۔ ایسوں کا نفقہ درکنار اُنکو پاس بھی نہ آنے دینا چاہیے ایسی تعلیم سے تو جاہل رہنا اچھا تھا کہ اس نے تو مذہب و دین سب کو برباد کیا اور نہ فقط اپنا بلکہ وہ تم کو بھی بے ڈوبے گا۔

بے ادب تنہا نہ خود راداشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد (67)

مسئلہ ۶۸: بچہ کی ملک میں کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اور نفقہ کی حاجت ہو تو بیچ کر خرچ کی جائے اگرچہ سب رفتہ رفتہ کر کے خرچ ہو جائے۔ (68)

مسئلہ ۶۹: لڑکی جب جوان ہوگئی اور اُس کی شادی کردی تو اب شوہر پر نفقہ ہے باپ سبکدوش ہو گیا۔ (69)

مسئلہ ۷۰: بچہ جب تک ماں کی پرورش میں ہے اخراجات بچہ کی ماں کے حوالہ کرے یا ضرورت کی چیزیں مہیا کر دے اور اگر کوئی مقدار معین کر لی گئی تو اس میں بھی خرچ نہیں اور جو مقدار معین ہوئی اگر وہ اتنی زیادہ ہے کہ اندازہ

(66) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۵۶۳

والد المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۴۸-۳۴۹

باپ پر نا دار نابالغ اولاد کا نفقہ واجب ہے۔ یوں ہی ان نابالغ اولاد کا جو کمانے سے عاجز ہوں۔ اگر کوئی بالغ فرزند ایسا ہے جو کمانے پر قادر ہے۔ مگر طالب علم دین نہیں مشغول ہے تو اس کا خرچ باپ پر واجب ہے یا نہیں؟ بعض نے کہا واجب ہے بعض نے کہا نہیں ہے، جن علماء نے واجب کہا انہوں نے یہ قید لگادی ہے کہ وجوب اس صورت میں ہے جب طالب علم فرزند نیک سیرت اور واقعی طالب علم ہو۔ ورنہ اس کا نفقہ باپ پر واجب نہیں۔ صاحب منیہ و تنبیہ و صاحب معنی فرماتے ہیں کہ اکثر طلبہ رشد و صلاح والے نہیں۔ اور حکم اکثر ہی کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ لہذا مطلقاً کہا جائے گا کہ باپ پر طالب علم کا نفقہ واجب نہیں، فاضل بریلوی کا استدلال بس اتنے ہی سے ہے کہ حکم باعتبار اکثر ہوا کرتا ہے رہا یہ کہ دور حاضر میں حکم کیا ہونا چاہیے تو راقم کے خیال سے اس میں تحقیق و تفصیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اب طلبہ کی کئی قسمیں اور مختلف حالتیں ہیں۔ یوں ہی اب علم دین کے لیے حالات زمانہ بھی مختلف ہیں۔

(67) ترجمہ: بے ادب صرف اپنے آپ کو برباد نہیں کرتا بلکہ تمام جہان میں آگ لگا دیتا ہے۔

(68) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۵۶۲

(69) المرجع السابق ص ۵۶۳

سے باہر ہے تو کم کردی جائے اور اگر اندازہ سے باہر نہیں تو معاف ہے اور کم ہے تو کمی پوری کی جائے۔ (70)

مسئلہ ۷۱: کسی اور کی کنیز سے نکاح کیا اور بچہ پیدا ہوا تو یہ اُسی کی ملک (ملکیت) ہے جس کی ملک میں اس کی ماں ہے اور اس کا نفقہ باپ پر نہیں بلکہ مولیٰ پر ہے اس کا باپ آزاد ہو یا غلام، باپ پر نہیں اگرچہ مالدار ہو۔ اور اگر غلام یا مدبر یا مکاتب نے مولیٰ (آقا، مالک) کی اجازت سے نکاح کیا اور اولاد پیدا ہوئی تو ان پر نہیں بلکہ اگر ماں مدبرہ یا ام ولد یا کنیز ہے تو مولیٰ پر ہے اور آزاد یا مکاتبہ ہے تو ماں پر اور اگر ماں کے پاس مال نہ ہو تو سب رشتہ داروں میں جو قریب تر ہے اُس پر ہے۔ (71)

مسئلہ ۷۲: ماں نے اگر بچہ کا نفقہ اُس کے باپ سے لیا اور چوری کیا یا اور کسی طریقہ سے ہلاک ہو گیا تو پھر دوبارہ نفقہ لے گی اور بچہ رہا تو واپس کرے گی۔ (72)

مسئلہ ۷۳: باپ مر گیا اُس نے نابالغ بچے اور اموال چھوڑے تو بچوں کا نفقہ اُن کے حصوں میں سے دیا جائیگا۔ یوہیں ہر وارث کا نفقہ اُس کے حصہ میں سے دیا جائیگا پھر اگر میت نے کسی کو وصی کیا ہے تو یہ کام وصی کا ہے کہ ان کے حصوں سے نفقہ دے اور وصی کسی کو نہ کیا ہو تو قاضی کا کام ہے کہ نابالغوں کا نفقہ اُن کے حصوں سے دے یا قاضی کسی کو وصی بنا دے کہ وہ خرچ کرے اور اگر وہاں قاضی نہ ہو اور میت کے بالغ لڑکوں نے نابالغوں پر اُن کے حصوں سے خرچ کیا تو قضاء ان کو تاوان دینا ہوگا اور دیا نہ نہیں۔ یوہیں اگر سفر میں دو شخص ہیں اُن میں سے ایک بیہوش ہو گیا دوسرے نے اُس کا مال اُس پر صرف کیا یا ایک مر گیا دوسرے نے اُس کے مال سے تجھیز و تکفین کی تو دیا نہ تاوان لازم نہیں۔ (73)

مسئلہ ۷۴: بچہ کو دودھ پلانا ماں پر اُس وقت واجب ہے کہ کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی نہ ملے یا بچہ دوسری کا دودھ نہ لے یا اُس کا باپ تنگ دست ہے کہ اجرت نہیں دے سکتا اور بچہ کی ملک میں بھی مال نہ ہو ان صورتوں میں دودھ پلانے پر ماں مجبور کی جائے گی اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو دیا نہ ماں کے ذمہ دودھ پلانا ہے مجبور نہیں کی جاسکتی۔ (74)

(70) المرجع السابق

(71) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۵۵

(72) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۴

(73) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۵۹۴

(74) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۵۴

مسئلہ ۷۵: بچہ کو دائی نے دودھ پلایا کچھ دنوں کے بعد دودھ پلانے سے انکار کرتی ہے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہیں لیتا یا کوئی اور پلانے والی نہیں ملتی یا ابتدا ہی میں کوئی عورت اس کو دودھ پلانے والی نہیں تو یہی متعین ہے دودھ پلانے پر مجبور کی جائیگی۔ (75)

مسئلہ ۷۶: بچہ چونکہ ماں کی پرورش میں ہوتا ہے لہذا جو دائی مقرر کی جائے وہ ماں کے پاس دودھ پلایا کرے مگر نوکر رکھتے وقت یہ شرط نہ کر لی گئی ہو کہ تجھے یہاں رہ کر دودھ پلانا ہوگا تو دائی پر یہ واجب نہ ہوگا کہ وہاں رہے بلکہ دودھ پلا کر چلی جاسکتی ہے یا کہہ سکتی ہے کہ میں وہاں نہیں پلاؤں گی یہاں پلا دوں گی یا گھر لیجا کر پلاؤں گی۔ (76)

مسئلہ ۷۷: اگر لونڈی سے بچہ پیدا ہوا تو وہ دودھ پلانے سے انکار نہیں کر سکتی۔ (77)

مسئلہ ۷۸: باپ کو اختیار ہے کہ دائی سے دودھ پلوائے، اگرچہ ماں پلانا چاہتی ہو۔ (78)

مسئلہ ۷۹: بچہ کی ماں نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں اگر دودھ پلائے تو اس کی اجرت نہیں لے سکتی اور طلاق بائن کی عدت میں لے سکتی ہے اور اگر دوسری عورت کے بچہ کو جو اسی شوہر کا ہے دودھ پلائے تو مطلقاً اجرت لے سکتی ہے اگرچہ نکاح میں ہو۔ (79)

مسئلہ ۸۰: عدت گزرنے کے بعد مطلقاً اجرت لے سکتی ہے اور اگر شوہر نے دوسری عورت کو مقرر کیا اور ماں مفت پلانے کو کہتی ہے یا اتنی ہی اجرت مانگتی ہے جتنی دوسری عورت مانگتی ہے تو ماں کو زیادہ حق ہے اور اگر ماں اجرت مانگتی ہے اور دوسری عورت مفت پلانے کو کہتی ہے یا ماں سے کم اجرت مانگتی ہے تو وہ دوسری زیادہ مستحق ہے۔ (80)

مسئلہ ۸۱: عدت کے بعد عورت نے اجرت پر اپنے بچہ کو دودھ پلایا اور ان دنوں کا نفقہ نہیں لیا تھا کہ شوہر کا یعنی بچہ کے باپ کا انتقال ہو گیا تو یہ نفقہ موت سے ساقط نہ ہوگا۔ (81)

مسئلہ ۸۲: باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی اگر تنگ دست ہوں تو ان کا نفقہ واجب ہے، اگرچہ کمانے پر قادر ہوں

(75) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فی ارضاع الصغير، ج ۵، ص ۳۵۳

(76) الفتاویٰ الحامیہ، کتاب النکاح، فصل فی نفقة الاولاد، ج ۱، ص ۲۰۵، و کتاب الاجارات، فصل فی اجارة النظر، ج ۳، ص ۴۲

(77) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۵۶۱

(78) المرجع السابق

(79) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۵۵، وغیرہ

(80) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۵۶

(81) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۵۸

جبکہ یہ مالدار ہو یعنی مالک نصاب ہو اگرچہ وہ نصاب نامی نہ ہو اور اگر یہ بھی محتاج ہے تو باپ کا نفقہ اس پر واجب نہیں، البتہ اگر باپ اپانچ یا مفلوج (یعنی فالج کا مریض) ہے کہ کما نہیں سکتا تو بیٹے کے ساتھ نفقہ میں شریک ہے اگرچہ بیٹا فقیر ہو اور ماں کا نفقہ بھی بیٹے پر ہے، اگرچہ اپانچ نہ ہو اگرچہ بیٹا فقیر ہو۔ یعنی جبکہ بیوہ ہو اور اگر نکاح کر لیا ہے تو اس کا نفقہ شوہر پر ہے اور اگر اس کے باپ کے نکاح میں ہے اور باپ اور ماں دونوں محتاج ہوں تو دونوں کا نفقہ بیٹے پر ہے اور باپ محتاج نہ ہو تو باپ پر ہے اور باپ محتاج ہے اور ماں مالدار تو ماں کا نفقہ اب بھی بیٹے پر نہیں بلکہ اپنے پاس سے خرچ کرے اور شوہر سے وصول کر سکتی ہے۔ (82)

مسئلہ ۸۳: باپ وغیرہ کا نفقہ جیسے بیٹے پر واجب ہے، یوہیں بیٹی پر بھی ہے، اگر بیٹا بیٹی دونوں ہوں تو دونوں پر برابر برابر واجب ہے اور اگر دو بیٹے ہوں ایک فقط مالک نصاب ہے اور دوسرا بہت مالدار ہے تو باپ کا نفقہ دونوں پر برابر برابر ہے۔ (83)

مسئلہ ۸۴: باپ اور اولاد کے نفقہ میں قرابت و جزئیت کا اعتبار ہے وراثت کا نہیں مثلاً بیٹا ہے اور پوتا تو نفقہ بیٹے پر واجب ہے، پوتے پر نہیں۔ یوہیں بیٹی ہے اور پوتا تو بیٹی پر ہے، پوتے پر نہیں، اور پوتا ہے اور نواسی یا نواسہ تو دونوں پر برابر، اور بیٹی ہے اور بہن یا بھائی تو بیٹی پر ہے، اور نواسہ نواسی ہیں اور بھائی تو اُن پر ہے، اس پر نہیں اور باپ یا ماں

(82) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: نفقة الاصول، ج ۵، ص ۳۵۸-۳۶۱

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:-

غنی اولاد پر فقیر ماں باپ کا خرچہ واجب ہے اور اگر ماں باپ غنی ہوں انہیں اولاد کے مال کی ضرورت نہ ہو تو ہدایا دیتے رہنا مستحب ہے، اگر باپ اولاد کے مال کی چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کٹے گا، اگر باپ اپنے بیٹے کی لونڈی سے محبت کرے تو اس پر حد دینا نہیں اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس پر قصاص نہیں۔ خیال رہے کہ بچہ کو ماں خون پلا کر پالتی ہے باپ مال کھلا کر یعنی جانی خدمت ماں کرتی ہے اور مالی خدمت باپ، اسی وجہ سے ارشاد ہوا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہیں اور یہاں ارشاد ہوا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے جیسی پرورش دیا اس کا شکریہ۔ یہ ہے اس سرکار سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا انصاف۔ خیال رہے کہ بوقت حاجت ہر ذی رحم قرابت دار کا نفقہ مالدار عزیز پر واجب ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ" یہ ہی احناف کا مذہب ہے، امام شافعی کے ہاں سوائے ماں باپ کے کسی عزیز کا خرچہ واجب نہیں، امام احمد کے ہاں ہر محتاج عزیز کا خرچہ واجب ہے ذی رحم ہو یا نہ ہو ان تمام مسائل کے دلائل کتب فقہ یا سرائق میں اسی جگہ ملاحظہ فرمائیے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۷۱)

(83) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: صاحب الفتح، ج ۵، ص ۳۶۱

والجوبہ فی النیرۃ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص ۱۱۵

ہے اور بیٹا تو بیٹے پر ہے، اُن پر نہیں اور دادا ہے اور پوتا تو ایک ٹلٹ دادا پر اور باقی پوتے پر، اور باپ ہے اور نواسی نواسہ تو باپ پر ہے، ان پر نہیں۔ (84)

مسئلہ ۸۵: باپ اگر تنگ دست ہو اور اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور یہ بچے محتاج ہوں اور بڑا بیٹا مالدار ہے تو باپ اور اُس کی سب اولاد کا نفقہ اس پر واجب ہے۔ (85)

مسئلہ ۸۶: بیٹا اگر ماں باپ دونوں کا نفقہ نہیں دے سکتا مگر ایک کا دے سکتا ہے تو ماں زیادہ مستحق ہے۔ اور اگر باپ محتاج ہے اور چھوٹا بچہ بھی ہے اور دونوں کا نفقہ نہ دے سکتا ہو مگر ایک کا دے سکتا ہے تو بیٹا زیادہ حقدار ہے۔ اور اگر والدین میں کسی کا پورا نفقہ نہ دے سکتا ہو تو دونوں کو اپنے ساتھ کھلائے جو خود کھاتا ہو اُسی میں سے اُنہیں بھی کھلائے۔ اور اگر باپ کو نکاح کرنے کی ضرورت ہے اور بیٹا مالدار ہے تو بیٹے پر باپ کی شادی کر دینا واجب ہے یا اُس کے لیے کوئی کنیز خرید دے اور اگر باپ کی دو بیٹیاں ہیں تو بیٹے پر فقط ایک کا نفقہ واجب ہے مگر باپ کو دیدے کہ وہ دونوں کو تقسیم کر کے دے۔ (86)

مسئلہ ۸۷: باپ بیٹے دونوں نادار ہیں مگر بیٹا کمانے والا ہے تو بیٹے پر دیانۃً حکم کیا جائیگا کہ باپ کو بھی ساتھ لے لے یہ جبکہ بیٹا تنہا ہو اور اگر بال بچوں والا ہے تو مجبور کیا جائے گا کہ باپ کو بھی ہمراہ لے لے۔ (87)

مسئلہ ۸۸: جو رشتہ دار محارم ہوں اُن کا بھی نفقہ واجب ہے جبکہ محتاج ہوں اور نابالغ یا عورت ہو۔ اور رشتہ دار بالغ مرد ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کمانے سے عاجز ہو مثلاً دیوانہ ہے یا اُس پر فالج گرا ہے یا اپانج ہے یا اندھا۔ اور اگر عاجز نہ ہو تو واجب نہیں اگرچہ محتاج ہو اور عورت میں بالغہ نابالغہ کی قید نہیں اور ان کے نفقات بقدر میراث (یعنی میراث میں جتنا حصہ اُن کو ملتا ہے اس (حصہ) کے برابر) واجب ہیں یعنی اُن کے ترکہ سے جتنی مقدار کا وارث ہوگا اُسی کے موافق اس پر نفقہ واجب مثلاً کوئی شخص محتاج ہے اور اُس کی تین بہنیں ہیں ایک حقیقی ایک سوتیلی ایک اخیانی تو نفقہ کے پانچ حصے تصور کریں تین حقیقی بہن پر اور ایک ایک ان دونوں پر اور اگر اسی طرح کے تین بھائی ہیں تو چھ حصے تصور کریں ایک اخیانی بھائی پر اور باقی حقیقی پر سوتیلے پر کچھ نہیں کہ وہ وارث نہیں۔ اور اگر ماں اور دادا ہیں تو ایک حصہ ماں پر اور دادا پر۔ اور اگر ماں اور بھائی یا ماں اور چچا ہے جب بھی یہی صورت ہے اور اگر ان کے ساتھ بیٹا بھی ہے مگر نابالغ نادار ہے

(84) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقہ، مطلب: صاحب الفتح، ج ۵، ص ۳۶۲

(85) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۵۶۵

(86) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص ۱۱۹

(87) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۵۶۵

یا بالغ ہے مگر عاجز تو اُسکا ہونا نہ ہونا دونوں برابر کہ جب اُس پر نفقہ واجب نہیں تو کالعدم (نہ ہونے کی طرح) ہے اور اگر حقیقی چچا اور حقیقی پھوپھی یا حقیقی ماموں ہے تو نفقہ چچا پر ہے پھوپھی یا ماموں پر نہیں۔ اور وراثت سے مراد محض اہل وراثت ہے کہ حقیقۃً وراثت تو مرنے کے بعد ہوگی، نہ اب۔ (88)

مسئلہ ۸۹: یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ رشتہ دار عورت میں نابالغہ کی قید نہیں، بلکہ اگر کمانے پر قادر ہے جب بھی اُس کا نفقہ واجب ہے، ہاں اگر کوئی کام کرتی ہے جس سے اُس کا خرچ چلتا ہے تو اب اس کا نفقہ رشتہ دار پر فرض نہیں۔ یوہیں اندھا وغیرہ بھی کماتا ہو تو اب کسی اور پر نفقہ فرض نہیں۔ (89)

مسئلہ ۹۰: طالب علم دین اگرچہ تندرست ہے، کام کرنے پر قادر ہے، مگر اپنے کو طلب علم دین میں مشغول رکھتا ہے تو اُس کا نفقہ بھی رشتہ والوں پر فرض ہے۔ (90)

مسئلہ ۹۱: قریبی رشتہ دار غائب ہے اور دور والا موجود ہے تو نفقہ اسی دور کے رشتہ دار پر ہے۔ (91)

مسئلہ ۹۲: عورت کا شوہر تنگ دست ہے اور بھائی مالدار ہے تو بھائی کو خرچ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر جب شوہر کے پاس مال ہو جائے تو واپس لے سکتا ہے۔ (92)

مسئلہ ۹۳: اگر رشتہ دار محرم نہ ہو جیسے چچا زاد بھائی یا محرم ہو مگر رشتہ دار نہ ہو، جیسے رضاعی بھائی، بہن یا رشتہ دار محرم ہو مگر حرمت قرابت کی نہ ہو (یعنی نکاح کا حرام ہونا قریبی رشتہ کی وجہ سے نہ ہو)، جیسے چچا زاد بھائی اور وہ رضاعی بھائی بھی ہے کہ حرمت رضاعت کی وجہ سے ہے (یعنی نکاح حرام ہونا دودھ کے رشتے کی وجہ سے ہے)، نہ رشتہ کی وجہ سے تو ان صورتوں میں نفقہ واجب نہیں۔ (93)

مسئلہ ۹۴: محارم کا نفقہ دے دیا اور اُس کے پاس سے ضائع ہو گیا تو پھر دینا ہوگا اور کچھ بچ رہا تو اتنا کم کر دیا

(88) الجوهرة الخيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۲۰

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۵۶۵-۵۶۷

والدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۶۸-۳۷۲

(89) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فی نفقة قرابة زوج، ج ۵، ص ۳۶۸

(90) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۶۹

(91) المرجع السابق، ص ۳۷۲

(92) المرجع السابق

(93) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۵۶۶

(94)۔ جائے۔

مسئلہ ۹۵: باپ محتاج ہے نفقہ کی ضرورت ہے اور بیٹا جوان مالدار ہے جو موجود نہیں تو باپ کو اختیار ہے کہ اُس کے اسباب کو بیچ کر اپنے نفقہ میں صرف کرے مگر جائیداد غیر منقولہ کے بیچنے کی اجازت نہیں اور ماں اور رشتہ داروں کو کسی چیز کے بیچنے کی اجازت نہیں اور بیٹا موجود ہے تو باپ بھی کسی چیز کو نہیں بیچ سکتا۔ یوں اگر بیٹا مجنون ہو گیا اُس کے اور اُس کے بال بچوں کے خرچ کے لیے اُس کی چیزیں باپ فروخت کر سکتا ہے اگرچہ جائیداد غیر منقولہ ہو اور اگر باپ کا بیٹا پردین ہو اور بیٹا غائب ہو تو دین وصول کرنے کے لیے اُس کے سامان کو بیچنے کی اجازت نہیں۔ (95)

مسئلہ ۹۶: کسی کے پاس امانت رکھی ہے اور مالک غائب ہے اس نے بیچ کر اُس کے بال بچوں یا ماں باپ پر صرف کر دیا اگر مالک کی اجازت سے یا قاضی شرعی کے حکم سے نہیں تو دیانہ تاوان دینا پڑے گا اور امین نے جن پر خرچ کیا ہے اُن سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر وہاں قاضی نہیں یا ہے مگر شرعی نہیں یا مالک کی اجازت سے صرف کیا تو تاوان نہیں۔ یوں اگر وہ مالک غائب مر گیا اور امین نے جس پر خرچ کیا ہے وہی اُس کا وارث ہے تو اب وارث تاوان نہیں لے سکتا کہ اس نے اپنا حق پالیا۔ یوں اگر دو شخص سفر میں ہوں ایک مر گیا دوسرے نے اُس کے مال سے تجہیز و تکفین کی یا مسجد کے متعلق جائیداد وقف ہے اور کوئی متولی نہیں کہ خرچ کرے اہل محلہ نے وقف کی آمدنی مسجد میں صرف کی یا میت کے ذمہ دین تھا وصی کو معلوم ہوا اُس نے ادا کر دیا یا مال امانت تھا اور مالک مر گیا اور مالک پردین تھا امین نے اُس امانت سے ادا کر دیا یا قرض خواہ مر گیا اور اُس پردین تھا قرض دار نے ادا کر دیا تو ان سب صورتوں میں دیانہ تاوان نہیں۔ (96)

مسئلہ ۹۷: کوئی شخص غائب ہے اور اُس کے والدین یا اولاد یا زوجہ کے پاس اُسکی اشیا از قسم نفقہ موجود ہیں انھوں نے خرچ کر لیں تو تاوان نہیں اور اگر وہ شخص موجود ہے اور اپنے والدین حاجت مند کو نہیں دیتا اور وہاں کوئی قاضی بھی نہیں جس کے پاس دعویٰ کریں تو انھیں اختیار ہے اُس کا مال چھپا کر لے سکتے ہیں۔ یوں اگر وہ دیتا ہے مگر بقدر کفایت نہیں دیتا جب بھی بقدر کفایت خفیہ اس کا مال لے سکتے ہیں اور کفایت سے زیادہ لینا یا بغیر حاجت لینا جائز نہیں۔ (97)

(94) المرجع السابق، ص ۵۶۷

(95) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۷۳-۳۷۵

(96) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: فی نفقة قرابة الخ، ج ۵، ص ۳۷۵

(97) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۷۶۔ والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۵۶۷

مسئلہ ۹۸: باپ کے پاس رہنے کا مکان اور سواری کا جانور ہے تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائیگا کہ ان چیزوں کو بیچ کر نفقہ میں صرف کرے بلکہ اس کا نفقہ اس کے بیٹے پر فرض ہے ہاں اگر مکان حاجت سے زائد ہے کہ تھوڑے سے حصہ میں رہتا ہے تو جتنا حاجت سے زائد ہے اُسے بیچ کر نفقہ میں صرف کرے اور جب وہی حصہ باقی رہ گیا جس میں رہتا ہے تو اب نفقہ اُس کے بیٹے پر ہے۔ یوں اگر اُس کے پاس اعلیٰ درجہ کی سواری ہے تو یہ حکم دیا جائے گا کہ بیچ کر کم درجہ کی سواری خریدے اور جو بچے نفقہ میں صرف کرے پھر اس کے بعد دوسرے پر نفقہ واجب ہوگا یہی احکام اولاد و دیگر محارم کے بھی ہیں۔ (98)

مسئلہ ۹۹: زوجہ کے سوا کسی اور کے نفقہ کا قاضی نے حکم دیا اور ایک مہینہ یا زیادہ زمانہ گزرا تو اس مدت کا نفقہ ساقط ہو گیا اور ایک مہینے سے کم زمانہ گزرا ہے تو وصول کر سکتے ہیں اور زوجہ بہر حال بعد حکم قاضی وصول کر سکتی ہے۔ اور اگر نفقہ نہ دینے کی صورت میں اُن لوگوں نے بھیک مانگ کر گزر کی جب بھی ساقط ہو جائے گا کہ جو کچھ مانگ لائے وہ اُن کی ملک ہو گیا تو اب جب تک وہ خرچ نہ ہو لے حاجت نہ رہی۔ (99)

مسئلہ ۱۰۰: غیر زوجہ جس کے نفقہ کا قاضی نے حکم دیا تھا اُس نے قاضی کے حکم سے قرض لے کر کام چلایا تو نفقہ ساقط نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر قرض لینے کے بعد اُس شخص کا انتقال ہو گیا جس پر نفقہ فرض ہوا تو وہ قرض ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ (100)

مسئلہ ۱۰۱: لونڈی غلام کا نفقہ اُن کے آقا پر ہے وہ مدبر ہوں یا خالص غلام چھوٹے ہوں یا بڑے اپانچ ہوں یا تندرست اندھے ہوں یا انکھیاں (بینا، درست آنکھوں والے) اور اگر آقا نفقہ دینے سے انکار کرے تو مزدوری وغیرہ کر کے اپنے نفقہ میں صرف کریں اور کمی پڑے تو مولیٰ سے لیں بیچ رہے تو مولیٰ کو دیں اور کما بھی نہ سکتے ہوں تو غیر مدبر و ام ولد میں مولیٰ کو حکم دیا جائے گا کہ اُن کو نفقہ دے یا بیچ ڈالے اور مدبر و ام ولد میں نفقہ پر مجبور کیا جائے گا اور اگر لونڈی خوبصورت ہے کہ مزدوری کو جائے گی تو اندیشہ فقہ ہے تو مولیٰ کو حکم دیا جائے گا کہ نفقہ دے یا بیچ ڈالے۔ (101)

مسئلہ ۱۰۲: غلام کو اُس کا آقا خرچ نہیں دیتا اور کمانے پر بھی قادر نہیں یا مولیٰ کمانے کی اجازت نہیں دیتا تو مولیٰ کے مال سے بقدر کفایت (یعنی اتنی مقدار جو اس کی ضروریات کو کافی ہو) بلا اجازت لے سکتا ہے۔ ورنہ بلا اجازت لینا جائز نہیں اور اگر مولیٰ کھانے کو دیتا ہے مگر بقدر کفایت نہیں دیتا تو بلا اجازت مولیٰ کا مال نہیں لے سکتا ممکن ہو تو مزدوری کر کے وہ کمی پوری کر لے۔ (102)

(98) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۵۶۷۔

(99) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: فی مواضع الخ، ج ۵، ص ۳۷۷۔

(100) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۷۸-۳۸۰۔

(101) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل السادس، ج ۱، ص ۵۶۸۔

(102) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۸۳۔

مسئلہ ۱۰۳: لونڈی غلام کا نفقہ روٹی سالن وغیرہ اور لباس اُس شہر کی عام خوراک و پوشاک کے موافق ہونا چاہیے اور لونڈی کو صرف اتنا ہی کپڑا دینا جو ستر عورت کے لائق ہے جائز نہیں اور اگر مولیٰ اچھے کھانے کھاتا ہے اچھے لباس پہنتا ہے تو یہ واجب نہیں کہ غلام کو بھی ویسا ہی کھلائے پہنائے مگر مستحب ہے کہ ویسا ہی دے اور اگر مولیٰ بخل یا ریاضت کے سبب وہاں کی عادت سے کم درجہ کا کھاتا پہنتا ہے تو یہ ضرور ہے کہ غلام کو وہاں کے عام چلن کے موافق دے اور اگر غلام نے کھانا پکایا ہے تو مولیٰ کو چاہیے کہ اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے اور اگر غلام ادب کی وجہ سے انکار کرتا ہے تو اُس میں سے اُسے کچھ دیدے۔ (103)

مسئلہ ۱۰۴: چند غلام ہوں تو سب کو یکساں کھانا کپڑا دے لونڈی کا بھی یہی حکم ہے اور جس لونڈی سے وطی کرنا ہے اُس کا لباس اوروں سے اچھا ہو۔ (104)

مسئلہ ۱۰۵: غلام کے وضو غسل وغیرہ کے لیے پانی خریدنے کی ضرورت ہو تو مولیٰ پر خریدنا واجب ہے۔ (105)

مسئلہ ۱۰۶: جس غلام کے کچھ حصہ کو آزاد کر دیا ہے اُس کا اور مکاتب کا نفقہ مولیٰ کے ذمہ نہیں۔ (106)

مسئلہ ۱۰۷: جس غلام کو بیچ ڈالا ہے اُس کا نفقہ بائع پر ہے جب تک بائع کے قبضہ میں ہے اور اگر بیع میں کسی جانب اختیار ہو تو نفقہ اُس کے ذمہ ہے جس کی ملک بالآخر قرار پائے اور کسی کے پاس غلام کو امانت یا رہن رکھا تو مالک پر ہے اور عاریۃ دیا تو کھانا عاریت لینے والے پر ہے اور کپڑا مالک کے ذمہ اور اگر امین یا مرتہن نے قاضی سے اجازت چاہی کہ جو کچھ خرچ ہو وہ غلام کے ذمہ ڈالا جائے تو قاضی اس کا حکم نہ دے بلکہ یہ کہے کہ غلام مزدوری کرے اور جو کمائے اُس کے نفقہ میں صرف کیا جائے یا قاضی غلام کو بیچ ڈالے اور ثمن مولیٰ کے لیے محفوظ رکھے اور اگر قاضی کے نزدیک یہی مصلحت ہے کہ نفقہ اُس پر ڈالا جائے تو یہ حکم بھی دے سکتا ہے۔ یہی احکام اُس وقت بھی ہیں کہ بھگے ہوئے غلام کو کوئی پکڑ لایا اور قاضی سے نفقہ کے بارے میں اجازت چاہی یا دو شریک تھے ایک حاضر ہے ایک غائب اور حاضر نے اجازت مانگی۔ (107)

مسئلہ ۱۰۸: کسی نے غلام غصب کر لیا تو نفقہ غاصب پر ہے، جب تک واپس نہ کرے اور اگر غاصب نے قاضی سے نفقہ یا بیع کی اجازت مانگی تو اجازت نہ دے، ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ غلام کو ضائع کر دے گا تو قاضی بیچ ڈالے اور

(103) افتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل السادس، ج ۱، ص ۵۶۸

(104) المرجع السابق

(105) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۲۳

(106) افتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل السادس، ج ۱، ص ۵۶۹

(107) المرجع السابق۔ والد المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۸۳

من محفوظ رکھے۔ (108)

مسئلہ ۱۰۹: غلام مشترک کا نفقہ ہر شریک پر بقدر حصہ لازم ہے اور اگر ایک شریک نفقہ دینے سے انکار کرے تو بحکم قاضی جو اس کی طرف سے خرچ کریگا اس سے وصول کر سکتا ہے۔ (109)

مسئلہ ۱۱۰: اگر غلام کو آزاد کر دیا تو اب مولیٰ پر نفقہ واجب نہیں اگرچہ وہ کمانے کے لائق نہ ہو مثلاً بہت چھوٹا بچہ یا بہت بوڑھا یا اپانچ یا مریض ہو بلکہ ان کا نفقہ بیت المال سے دیا جائے گا اگر کوئی ایسا نہ ہو جس پر نفقہ واجب ہو۔ (110)

مسئلہ ۱۱۱: جانور پالے اور انھیں چارہ نہیں دیتا تو دیا جائے حکم دیا جائے گا کہ چارہ وغیرہ دے یا بیچ ڈالے اور اگر مشترک ہے اور ایک شریک اسے چارہ وغیرہ دینے سے انکار کرتا ہے تو قضائی بھی حکم دیا جائے گا کہ یا چارہ دے یا بیچ ڈالے۔ (111)

مسئلہ ۱۱۲: اگر جانور کو چارہ کم دیتا ہے اور پورا دودھ دہ لیتا مضر ہو تو پورا دودھ دہنا مکروہ ہے۔ یوہیں بالکل نہ دے یہ بھی مکروہ ہے اور دوہنے میں یہ بھی خیال رکھے کہ بچہ کے لیے بھی چھوڑنا چاہیے اور ناخن بڑے ہوں تو ترشوادے کہ اسے تکلیف نہ ہو۔ (112)

(108) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۸۳

(109) المرجع السابق، ص ۳۸۵

(110) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل السادس، ج ۱، ص ۵۷۰

(111) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۸۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: فانه ظلم والظلم علی الحيوان اشد من الظلم علی الذمی الا شد من الظلم علی مسلم کما نص علیہ فی الدر المختار ۲۔ کیونکہ یہ ظلم ہے اور کسی جانور پر ظلم کرنا ذمی (کافر) پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے جو کہ مسلمان پر ظلم کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے، جیسا کہ در مختار میں اس کی تصریح فرمائی گئی ہے (۲۔ الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۹) وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفی بالمرء اثماً ان یضیع من یقوتہ رواہ الامام احمد۔ وابوداؤد والنسائی والحاکم والبیہقی عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند صحیح۔ (۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الزکوۃ باب صلتہ الرحم اقرب عالم پریس ماہور ۱/ ۲۳۸) (مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۶۰ و ۱۹۳ و ۱۹۵) اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ جس کی روزی کا وہ ذمہ دار ہو اس کو ضائع کر دے۔ امام احمد، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے صحت سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی روایت فرمائی۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(112) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل السادس، ج ۱، ص ۵۷۳

مسئلہ ۱۱۳: جانور پر بوجھ لادنے اور سواری لینے میں یہ خیال کرنا چاہیے کہ اس کی طاقت سے زیادہ نہ ہو۔ (113)
 باغ اور زراعت و مکان میں اگر خرچ کرنے کی ضرورت ہو تو خرچ کرے اور خرچ نہ کر کے ضائع نہ کرے کہ مال ضائع کرنا ممنوع ہے۔ (114) واللہ تعالیٰ اعلم۔
 شب بست و دوم ماہ فاخر ربیع الآخر شب پنج شنبہ ۱۳۳۸ھ
 باقلم رسید (115)



(113) الجوهرة النيرة، کتاب النفقات، الجزء الثاني، ص ۱۲۳۔

جانوروں پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنا کیسا؟

اگر ان سے طاقت سے زیادہ کام لیا گیا تو بھی قیامت کے دن بدلہ لیا جائے گا۔ چنانچہ حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ایک شخص گائے پر سوار ہو کر اسے ہانکے جا رہا تھا۔ اس نے گائے کو مارا تو وہ بول پڑی: ”ہمیں سواری کے لئے نہیں بلکہ کاشتکاری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۷، ص ۲۸۳)

اللہ عز و جل نے دنیا میں اس گائے کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی تو اس نے اپنے آپ کو بچالیا کہ اسے اذیت نہ دی جائے اور اس کام کے لئے استعمال نہ کیا جائے جس کے لئے اسے پیدا نہیں کیا گیا۔ جس نے جانوروں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لیا یا انہیں ناحق مارا تو قیامت کے دن اس سے مارنے اور عذاب دینے کے برابر بدلہ لیا جائے گا۔

گدھے کی نصیحت:

حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی قدس سرہ الثورانی فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ میں گدھے پر سوار تھا، میں نے اسے دو تین مرتبہ مارا تو اس نے اپنا سر اٹھ کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگا: ”اے ابوسلیمان! قیامت کے دن اس مارنے کا بدلہ لیا جائے گا، اب تمہاری مرضی ہے کم مار دیا زیادہ۔“ تو میں نے کہا: ”اب میں کسی کو بھی نہیں ماروں گا۔“ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قریش کے بچوں کے پاس سے گزرے، جو ایک پرندے کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے جبکہ انہوں نے پرندے کے مالک سے یہ بٹے کیا ہوا تھا کہ جو تیر نشانے پر نہ لگا وہ اس کا ہوگا۔ جب انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آتے دیکھا تو بھاگ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ”یہ کس نے کیا ہے؟ اللہ عز و جل ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائے، بے شک رسول اکرم، شہید بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی ذی روح کو تیر اندازی کا نشانہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الصيد، باب انھی عن صبر الجھام، الحدیث: ۵۰۶۲، ص ۱۰۲، ”بصیان“ بدلہ ”مفتیان“۔)

(114) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ج ۵، ص ۳۸۶۔

(115) (یہ حصہ) بانیس ربیع الآخر جمعرات کی رات تیرہ سواڑ میں بھری کو مکمل ہوا۔

فت حنفی کی عالم بنانے والی کتاب



فیضانِ شریعت

شرح

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی عارجمند علیہ السلام
آئی دہلی سنی مکتبہ قادریہ دہلی

شراح

علاء الدین محمد ناصر الدین ناصر الدین علیہ السلام

یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگریسو بکس

جملہ حقوق الطبع محفوظ للناشر
جملہ حقوق ناشر محفوظ ہیں۔

فیضانِ شریعت

شرح

بہارِ شریعت

مفت
حضرت مولانا محمد امجد علی
رحمۃ اللہ علیہ

شائع
مکتب محمد ناصر الدین ناصر

مئی 2017

بار اول



آر۔ آر پرنٹرز

پرنٹرز

النافع گرافکس

برورق

600/-

تعداد

چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول

ناشر

میاں شہزاد رسول

/= روپے

قیمت

ملنے کے پتے

المسلمین پبلیکیشنز

042-37112941
0323-8836776

ملت پبلیکیشنز

فصل مسجد اسلام آباد 051-2254111

E-mail: millat_publication@yahoo.com

شوروم ملت پبلیکیشنز
دکان نمبر 5۔ مکتبہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

یوسف نازکیت غفرانی شریعت
اردو بازار لاہور

فون 042-37124354 فکس 042-37352795

پروگریسو بکس

فہرست

صفحہ	عنوانات
	آزاد کرنے کا بیان
16	احادیث
16	حکیم الامت کے مدنی پھول
16	غلام کو آزاد کرنے کا ثواب
19	حکیم الامت کے مدنی پھول
20	حکیم الامت کے مدنی پھول
21	مسائل فقہیہ
21	حکیم الامت کے مدنی پھول
28	مدبر و مکاتب و ائم و ولد کا بیان
29	احادیث
29	حکیم الامت کے مدنی پھول
29	حکیم الامت کے مدنی پھول
30	حکیم الامت کے مدنی پھول
31	مسائل فقہیہ
	قسم کا بیان
39	احادیث
39	حکیم الامت کے مدنی پھول
39	جھوٹی قسم کھانا دل پر داغ کا باعث ہے
40	مال کے وبال کا سبب
41	جھوٹی قسم کھانے والے پر جہنم واجب ہے
42	حکیم الامت کے مدنی پھول
42	حکیم الامت کے مدنی پھول

44	حکیم الامت کے مدنی پھول
44	حکیم الامت کے مدنی پھول
45	مسائل فقہیہ
45	حکیم الامت کے مدنی پھول
46	جھوٹی قسم کھانا
46	قسم لغو
46	حکیم الامت کے مدنی پھول
47	یہین منجقدہ
47	جھوٹی قسموں کی مذمت
48	حکیم الامت کے مدنی پھول
52	حدیث پاک کی لغوی تشریح
52	غیر اللہ کی قسم کھانے پر کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم
52	شرح حدیث

کفارہ کا بیان

مسائل فقہیہ

59

مہبت کا بیان

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تین روزے

احادیث

66

68

68

68

69

70

71

71

72

73

74

74

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

مسائل فقہیہ

نذر و نیاز (اور منت)

86	علم اور تعزیر بنانا
88	مکان میں جانے اور رہنے وغیرہ کے متعلق قسم کا بیان
88	حقیقت و مجاز کی تعریف
89	تنبیہ
89	حقیقت کی اقسام
89	(۱) حقیقت معذروہ
89	(۲) حقیقت مجبورہ
89	حقیقت معذروہ و مجبورہ کا حکم
89	(۳) حقیقت مستعملہ
89	حقیقت مستعملہ کا حکم
90	مجاز کا حکم
90	لفظ کے کل یا بعض حقیقی معنی چھوڑ دینے کی صورتیں
90	(۱) دلالت عرف
90	(۲) دلالت نفس کلام
90	(۳) سیاق کلام کی دلالت
91	(۴) دلالت متکلم
91	(۵) محل کلام کی دلالت

کھانے پینے کی قسم کا بیان کلام کے متعلق قسم کا بیان

121	طلاق دینے اور آزاد کرنے کی یحین
123	خرید و فروخت و نکاح وغیرہ کی قسم
128	نماز و روزہ و حج کی قسم کا بیان

لباس کے متعلق قسم کا بیان

132	مارنے کے متعلق قسم کا بیان
134	ادائے زین وغیرہ کے متعلق قسم کا بیان

حدود کا بیان

139	احادیث
139	حکیم الامت کے مدنی پھول

139

حد نافذ کرنے کی برکات

140

حدود میں سفارش جائز نہیں

140

حدود قائم کرنے اور توڑنے والوں کی مثال

141

حکیم الامت کے مدنی پھول

141

حکیم الامت کے مدنی پھول

143

حکیم الامت کے مدنی پھول

144

حکیم الامت کے مدنی پھول

146

حکیم الامت کے مدنی پھول

147

زنا

147

قرآن حکیم میں زنا کی مذمت

147

بعض الفاظ قرآنیہ کی وضاحت

148

برائی کے درجات

150

غور و فکر کرنے کی قوتیں

150

پڑوسی کی بیوی سے زنا کی مذمت

151

زنا کی دنیوی سزا

151

آیت مبارکہ کی ضروری وضاحت

151

زنا کے چھ نقصانات

152

حد لگانے کا طریقہ

153

محض کا مفہوم

154

رحمت الہی سے محروم لوگ

154

جنت سے محروم لوگ

154

ایمان کب باقی نہیں رہتا؟

155

غیبی ندا

156

تنگ دستی کا سبب

156

بھڑکتے تنور کا عذاب

156

عذاب کی مختلف صورتیں

157

ایمان کا نکل جانا اور لوٹ آنا

158

دور وٹیوں کے بدلے جنت

جنت کی خوشبو سے محروم لوگ

زانیوں کی بدبو

نزول عذاب کے اسباب

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

احکام فقہیت

رجم اسلامی مزا ہے

مقصد بعثت:

منصب رسالت:

تیسرا اختلاف:

کہاں حد واجب ہے اور کہاں نہیں

زنا کی گواہی دے کر رجوع کرنا

شراب پینے کی حد کا بیان

آیت مبارکہ کی تفسیر

خمر کے کہتے ہیں؟

خمر کہنے کا سبب

شراب کے نقصانات

عقل کی وجہ تسمیہ

پیشاب سے وضو کرنے والا شرابی

شراب کی حرمت پر احادیث مبارکہ

شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا

210

شرابی اور اس کے مددگار ملعون ہیں

211

شراب پینا خنزیر کھانے کے مترادف ہے

211

حدیث پاک کی تشریح

211

زانی و شرابی کا ایمان کیسے نکلتا ہے؟

212

شرابی جنتی شراب سے محروم ہوگا

212

شرابی دخول جنت سے محروم ہے

213

بغیر توبہ کئے مرنے والے شرابی کا انجام

215

شراب ہر برائی کی جڑ ہے

215

سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت

215

شراب کی تباہ کاریاں

215

بنی اسرائیل کا ایک شرابی

216

شراب نے کیا گل کھلائے

217

شرابی پر غضب جبار

218

شرابی کی عبادت رائیگاں جاتی ہے

220

جہنم میں شرابی کا کھانا پینا

221

شرابیوں سے دُور رہنے کا حکم

221

شراب کو بطور دوا استعمال کرنا کیسا؟

221

نشہ کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنے کا انجام

223

احادیث

223

حکیم الامت کے مدنی پھول

223

حکیم الامت کے مدنی پھول

224

حکیم الامت کے مدنی پھول

224

حکیم الامت کے مدنی پھول

225

حکیم الامت کے مدنی پھول

226

حکیم الامت کے مدنی پھول

227

حکیم الامت کے مدنی پھول

227

حکیم الامت کے مدنی پھول

228

حکیم الامت کے مدنی پھول

229

حکیم الامت کے مدنی پھول

230

حکیم الامت کے مدنی پھول

230

حکیم الامت کے مدنی پھول

232

حکیم الامت کے مدنی پھول

233

حکیم الامت کے مدنی پھول

234

احکام فقہیہ

234

حکیم الامت کے مدنی پھول

حد قذف کا بیان

239

احادیث

239

حکیم الامت کے مدنی پھول

239

احادیث مبارکہ میں تہمت لگانے کی مذمت

242

مسائل فقہیہ

تعزیر کا بیان

252

احادیث

253

مسائل فقہیہ

253

حکیم الامت کے مدنی پھول

269

مسلمان کو اذیت دینا اور بُرا بھلا کہنا

269

ایذائے مسلم کے متعلق چار فرامین باری تعالیٰ

269

ایذائے مسلم کے متعلق 19 فرامین مصطفیٰ

270

تقویٰ دل میں ہوتا ہے

273

مارکیسی ہونی چاہیے؟

273

نیزھی پسی کی پیداوار

273

زوجہ کے ساتھ نرمی کی فضیلت

چوری کی حد کا بیان

276

احادیث

276

چوری کرنا

278

حکیم الامت کے مدنی پھول

279

احکام فقہیہ

280 حکیم الامت کے مدنی پھول
283 کن چیزوں میں ہاتھ کاٹنا جائے گا اور کس میں نہیں

ہاتھ کاٹنے کا بیان

287 حکیم الامت کے مدنی پھول

راہِ زنی کا بیان

290 احادیث
290 ڈاکو کو قتل کرنے کا حکم
292 احکام فقہیہ

کتاب السیر

296 احادیث
296 حکیم الامت کے مدنی پھول
296 فرض عین جہاد نہ کرنا
296 جہاد چھوڑنے کی مذمت میں آیات و قرآنیہ
296 آیت مبارکہ کی تفسیر
296 ترک جہاد کی تباہ کاری:
297 صفت منافقت پر موت:
297 اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کا ثواب
298 اس بارے میں احادیث مبارکہ:
300 راہِ خدا عزوجل میں زخمی ہونے والے کا ثواب
305 کافر کو قتل کرنے کا ثواب
307 راہِ خدا عزوجل میں شہید ہونے کا ثواب
307 اس بارے میں احادیث مقدسہ:
308 وضاحت:
311 سچے دل سے اللہ عزوجل سے طلب شہادت کا ثواب
319 غازی کی مدد کرنے کا ثواب
320 راہِ خدا عزوجل میں صبح و شام گزارنے کا ثواب
321 راہِ خدا عزوجل میں جہاد کے لئے نکلنے اور شہید ہو جانے کا ثواب
322 سمندری جہاد کا ثواب
324

راہ خدا عزوجل میں سرحد پر پہرہ دینے کا ثواب
جہاد میں شہید ہونے کا ثواب

اللہ عزوجل کی راہ میں پہرہ دینے کا ثواب

راہ خدا عزوجل میں تیر اندازی کا ثواب

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

مسائل فقہیہ

کم سے کم مہر کتنا ہونا چاہئے؟

غنیمت کا بیان

احادیث

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

مال غنیمت بچھپانا

غنیمت میں دھوکے کی مذمت میں احادیث مبارکہ

دشمن امانت دار کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا

بروز قیامت خائن کی حالت

قبر میں آگ کا کرتا

تنبیہ:

مسائل فقہیہ

غنیمت کی تقسیم

استیلائے کفار کا بیان

مستامن کا بیان

عشر و خراج کا بیان

عشر کے فضائل

عشر ادا نہ کرنے کا وبال

374

375

جزیہ کا بیان

احادیث

383

383

383

384

385

388

388

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

مسائل فقہیہ

داڑھی صرف مصطفیٰ کی پسند کی رکھو

داڑھی چھوٹی کر ڈالنا کسی کے نزدیک حلال نہیں

مرتد کا بیان

احادیث

393

394

395

396

422

422

423

423

423

424

424

424

424

425

حکیم الامت کے مدنی پھول

حکیم الامت کے مدنی پھول

احکام فقہیہ

عالم کی توہین کب گنہگار ہے اور کب نہیں

عالم بے عمل کی توہین

جاہل کو عالم سے بہتر جاننا کیسا؟

طالب علم دین کو گنہگار کا مینڈک کہنا

مولویوں والا انداز

عالم سارے عالم کہنے کا حکم شرعی

عالم دین کو حقارت سے مٹا کہنا

مولوی بنو گئے تو بھوکے مرد گئے کہنا

توہینِ علماء کے متعلق 10 پیرے

کاش میں درخت ہوتا!



قسم، نذر، غلاموں کی
آزادی، اسلایمن سزاؤں
اور کلماتِ کفر کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ آزاد کرنے کا بیان

عق (یعنی غلام آزاد کرنے) کے مسائل کی ہندوستان میں ضرورت نہیں پڑتی کہ یہاں نہ لونڈی، غلام ہیں نہ ان کے آزاد کرنے کا موقع۔ یوہیں فقہ کے اور بھی بعض ایسے ابواب ہیں جن کی زمانہ حال میں یہاں کے مسلمانوں کو حاجت نہیں اس وجہ سے خیال ہوتا تھا کہ ایسے مسائل اس کتاب میں ذکر نہ کیے جائیں مگر ان چیزوں کو بالکل چھوڑ دینا بھی ٹھیک نہیں کہ کتاب ناقص رہ جائے گی۔ نیز ہماری اس کتاب کے اکثر بیانات میں باندی، غلام کے امتیازی مسائل کا تھوڑا تھوڑا ذکر ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس جگہ بالکل پہلو تہی کی جائے (1) لہذا مختصراً چند باتیں گزارش کروں گا کہ اس کے اقسام و احکام پر قدرے اطلاع ہو جائے۔ غلام آزاد کرنے کی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(فَاِنْ رَّقَبَةً ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعَمَ فِیْ یَوْمِ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ (2)۔
احادیث اس بارے میں بکثرت ہیں بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔



(1) یعنی غلام آزاد کرنے کا بیان چھوڑ دیا جائے۔

(2) پ ۳۰، البلد ۱۳، ۱۴۔

ترجمہ کنز الایمان: کسی بندے کی گردن چھڑانا، یا بھوک کے دن کھانا دینا۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ غلامی سے خواہ اس طرح ہو کہ کسی غلام کو آزاد کر دے یا اس طرح کہ مکاتب کو اتنا مال دے جس سے وہ آزادی حاصل کر سکے یا کسی غلام کو آزاد کرانے میں مدد کرے یا کسی اسیر یا مدیون کے رہا کرانے میں اعانت کرے، اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اعمالِ صالحہ اختیار کر کے اپنی گردن عذابِ آخرت سے چھڑائے۔

احادیث

حدیث ۱: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کرے اس کے ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔ سعید بن مرجانہ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سنائی انھوں نے اپنا ایک ایسا غلام آزاد کیا جس کی قیمت عبداللہ بن جعفر دس ۱۰ ہزار دیتے تھے۔ (1)

(1) صحیح ابودری، کتاب العتق، باب فی العتق وفضلہ، الحدیث ۲۵۱۷، ج ۲، ص ۱۵۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مسلمان کی قید لگانے سے معلوم ہوا کہ مسلمان غلام کا آزاد کرنا بہتر ہے اس کا ثواب زیادہ پھر بمقابلہ فاسق غلام کے متقی پرہیزگار غلام کا آزاد کرنا افضل۔ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد فرما کر دین و دنیا میں وہ مرتبہ پایا کہ سبحان اللہ سورۃ البیل شریف اسی آزادی کے فضائل بیان فرما رہی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے بلال کو آزاد فرما کر مجھ پر احسان کیا، امام مالک فرماتے ہیں کہ سب سے مسلمان غلام کو آزاد کرنے سے قیمتی کافر غلام کا آزاد کرنا افضل ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے غرض کہ جس قدر آزاد ہونے والا غلام افضل ہوگا اسی قدر آزاد کرنے والے کا درجہ اعلیٰ اسی لیے اولاد اسماعیل کے غلام کو آزاد کرنے کے بڑے فضائل ہیں، یہاں اس پر مرقعات میں بہت اچھی بحث فرمائی۔

۲۔ یعنی اس کا ہر عضو آزاد کرنے والے کے اعضاء کا فدیہ بن جائے گا جیسے قربانی یا عقیقہ کے جانور کے اعضاء دینے والے کے اعضاء کا فدیہ بن جاتے ہیں اسی لیے عقیقہ پر پڑھا جاتا ہے ولہا بدونہ لعلھا بلعمہ شعرھا شعرہ بہر حال غلام آزاد کرنا بہترین عمل ہے جب کہ رضائے الہی کے لیے ہو۔ ۳۔ شرمگاہ کا ذکر خصوصیت سے اس لیے فرمایا کہ یہ تمام اعضاء سے خبیث عضو ہے کہ ناپاکی کا محل ہے زیادہ گناہ اسی سے ہوتے ہیں جب کہ یہ عضو بھی روزِ آخر سے آزاد ہو گیا تو باقی اعضاء بدرجہ اولیٰ آزاد ہوں گے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ خصی یا ذکر کئے غلام کو آزاد کرنا بہتر نہیں اور بہتر یہ ہے کہ مرد تو مرد کو آزاد کرے اور عورت عورت کو جیسا کہ ابوداؤد ابن حبان کی بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ حدیث مختلف عبارتوں سے بہت اسنادوں سے بہت محدثین نے نقل فرمائی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۹۷)

غلام کو آزاد کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک، صاحبِ نواک، سیاحِ لاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے ایک غلام کو آزاد کیا اللہ عزوجل اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد فرمادے گا۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابوموسیٰ، شری، رقم ۱۹۶۳۲، ج ۷، ص ۱۳۹)۔

حدیث ۲: نیز صحیحین میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی، کس گردن (یعنی غلام لونڈی) کو آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے؟ فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور زیادہ نفیس ہو۔

حضرت سیدنا مالک بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے سیدہ اہلبغین، رخصۃؓ، لکھنیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مسلمان ماں باپ کے کسی جیم بچے کو اپنے کھانے اور پینے میں شرم سیر ہونے تک شریک کیا اس کیلئے جنت ضرور واجب ہوگئی اور جس نے مسلمان مرد کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے جہنم سے آزادی کا ذریعہ بن جائیگا اور اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی اردی، رقم ۱۹۰۴، ج ۷، ص ۲۷)

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے محبوب، منقرہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان مرد کسی مسلمان مرد کو آزاد کرے تو وہ اس کی جہنم سے آزادی کا ذریعہ بن جائے گا اور اس کی ہر ہڈی کے عوض اس کی ایک ہڈی کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی تو وہ اس کے لئے جہنم سے آزادی کا ذریعہ بن جائے گی اور اس کی ہر ہڈی کے بدلے اس کی ایک ہڈی کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا اور جس مسلمان مرد نے دو مسلمان عورتوں کو آزاد کیا تو وہ دونوں اس کی جہنم سے آزادی کا ذریعہ بن جائیں گی اور ان دونوں کی ایک ایک ہڈی کے عوض اس کی ایک ایک ہڈی کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب الترغیب فی العتق، رقم ۷، ج ۳، ص ۲۰)

حضرت سیدنا ابوانسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس مسلمان مرد نے کسی مسلمان مرد کو آزاد کیا وہ اس کی جہنم سے آزادی کا ذریعہ بن جائے گا اور اُس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا اور جس مسلمان مرد نے دو عورتوں کو آزاد کیا وہ دونوں جہنم سے اس کی آزادی کا ذریعہ بن جائیں گی اور ان کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو جہنم سے آزاد ہو جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جس مسلمان عورت نے ایک مسلمان عورت کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے جہنم سے آزادی کا ذریعہ بن جائے گی اور اُس کے ہر عضو کے عوض اس کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔

(ترمذی، کتاب اللہ وروایا ایمان، باب فی فضل من اعتق، رقم ۱۵۵۲، ج ۳، ص ۱۹۲)

حضرت سیدنا ابن قتیبہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، واقع رنج و غل، صاحبِ بھود و نوال، رسولِ بے مثل، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو آزاد کرے گا اللہ اس کی ہر ہڈی کے لئے آزادی کی گئی ہڈیوں میں سے ایک کو نجات کا ذریعہ بنادے گا اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی اللہ عزوجل اس کی ہر ہڈی کے لئے اس کی آزاد کردہ ہڈیوں میں سے ایک ہڈی کو نجات کا ذریعہ بنادے گا۔ (ابوداؤد، کتاب العتق، باب ای الرقاب افضل، رقم ۳۹۶۵، ج ۴، ص ۴۱)

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک اعرابی نے خاتمِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، شفیع المذنبین، انیس الغریبین،

میں نے کہا، اگر یہ نہ کر سکوں؟ فرمایا: کہ کام کرنے والے کی مدد کرو یا جو کام کرنا نہ جانتا ہو، اس کا کام کر دو۔ میں نے

سراج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق دامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ ارشاد فرمایا کہ تم نے نہایت کم الفاظ میں بہت بڑا سوال کیا ہے۔ غلام آزاد کرو اور جان کو چھڑاؤ۔ اس نے عرض کیا کیا یہ دونوں ایک ہی چیز نہیں؟ فرمایا، نہیں بلکہ غلام آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم تمہارا کوئی غلام آزاد کرو اور جان چھڑاؤ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے غلام کو آزاد کرانے میں تم مالی مدد کرو۔

(الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب فی الحق، رقم ۹، ج ۳، ص ۲۱)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، ہیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، حسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے ایک دن میں پانچ عمل کئے اللہ عزوجل اسے جنتیوں میں لکھے گا، (۱) جس نے کسی مریض کی عیادت کی، (۲) کسی جنازہ میں شرکت کی، (۳) دن میں روزہ رکھا، (۴) جمعہ کی طرف چلا اور (۵) ایک غلام آزاد کیا۔ (الاحسان بترہیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجمعة، رقم ۲۷۶۰، ج ۲، ص ۱۹۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان مرد کو آزاد کیا تو اللہ عزوجل اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اسے آزاد کرنے والے کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ حضرت سیدنا سعید بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ حدیث مبارک سنائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو (جسے حضرت سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار میں خریدنا چاہتے تھے) آزاد کر دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الحق، باب فی الحق وفضلہ، رقم ۲۵۱۷، ج ۲، ص ۱۵۰)

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا اللہ عزوجل اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اسے آزاد کرنے والے کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد فرما دے گا یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کے عوض اس کی شرمگاہ کو آزاد فرما دے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الحق، باب فضل عتق، رقم ۱۵۰۹، ص ۸۱۲)

حضرت سیدنا عقیبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو یہ غلام جہنم سے اس کی آزادی کا ذریعہ ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عقیبہ بن عامر، رقم ۱۷۳۶۱، ج ۶، ص ۱۳۱)

حضرت سیدنا ذہب بن اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک کے موقع پر نبی مجتہد، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ نبی سلیم کے ایک گروہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے ایک رفیق نے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کر دو، اللہ عزوجل اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ (ابوداؤد، کتاب الحق، باب ثواب الحق، رقم ۳۹۶۳، ج ۴، ص ۴۷ جعیر قلیل)۔

کہا، اگر یہ نہ کروں؟ فرمایا: لوگوں کو ضرر پہنچانے سے بچو کہ اس سے بھی تم کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (2)

حدیث ۳: بیہقی شعب الایمان میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، ایک اعرابی (دیہاتی) نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، مجھے ایسا عمل تعلیم فرمائیے جو مجھے جنت میں داخل کرے۔ ارشاد فرمایا: اگرچہ تمہارے الفاظ کم ہیں، مگر جس بات کا سوال کیا ہے وہ بہت بڑی ہے (وہ عمل یہ ہے) کہ جان کو آزاد کرو اور گردن کو چھوڑ دو۔ عرض کی، یہ دونوں ایک ہی ہیں؟ فرمایا: ایک نہیں۔ جان کو آزاد کرنا یہ ہے کہ تو اسے تنہا آزاد کر دے اور گردن چھوڑنا یہ کہ اس کی قیمت میں مدد کرے۔ (3)

(2) صحیح البخاری، کتاب العتق، باب اس الرقاب الفضل، الحدیث ۲۵۱۸، ج ۲، ص ۱۵۰۔

(3) شعب الایمان، باب فی العتق ووجہ العتق، الحدیث ۴۳۳۵، ج ۴، ص ۶۶، ۶۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے اول سے ہی جنت میں پہنچا دے، دوزخ کی سزا دے کر نہ پہنچائے یا اسناد مجازی ہے یعنی وہ عمل جنت میں اولیٰ داخلہ کا سبب ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ سے بچاتے ہیں، جنت میں پہنچاتے ہیں، جب ایک عمل جنت میں پہنچا سکتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اس عمل سے کہیں افضل ہیں ضرور پہنچا سکتے ہیں۔

۲۔ تولدین بمعنی دان ہے بمعنی اگرچہ جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں اختیار کیا یا لام قسم کا ہے اور ان شرطیہ، اس صورت میں تقدیر شرط کی جزاء پہلی صورت میں تو عبارت کے وہ معنی ہیں جو ہم نے عرض کیے، دوسری صورت میں معنی یہ ہیں قسم ہے کہ تو نے اگر کلام چھوٹا کیا ہے تو مسئلہ بڑا پیش کیا ہے حضور نے سائل کی تعریف فرمائی کہ تو کلام چھوٹا کرتا ہے چیز بڑی مانگتا ہے جنتی ہو جانا معمولی بات نہیں، یہ آخری معنی مرقات نے کئے۔

۳۔ یہ ہے اس کی عرض و معروض کا جواب اور لائن الخ جملہ معترضہ ہے نسمہ ن دس کے فتح سے بمعنی روح و جان، کبھی نفس و ذات کو بھی کہہ دیتے ہیں یعنی روح والی ذات یہاں اسی معنی میں، اس سے مراد غلام یا لونڈی ہے، یوں ہی رقبہ اگرچہ گردن کو کہتے ہیں مگر مراد ہے گردن والا یعنی النہن۔

۴۔ یعنی حضور نے فرمایا: وفک الرقبۃ وادع عطفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عتق اور چیز ہے فک اور چیز مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہیں، ممکن ہے کہ وادع بمعنی ادھر یعنی یا غلام آزاد کر یا پھنسی گردن چھڑا۔

۵۔ سبحان اللہ! یہ ہے اس سید الکونین فصیح العرب کی فصاحت و بلاغت کہ عتق سے مراد ہے آزاد کرنا، آزاد وہ ہی کرے گا جو مالک ہوگا لہذا اس کے معنی ہوئے اپنا غلام آزاد کرنا، اور فک کے بمعنی ہیں پھنسی گردن چھوڑنا یعنی کسی اور کا غلام ہے اس نے اسے مکاتب کر دیا ہے، یہ مال ادا کرنے پر قادر نہیں، اس کی گردن پھنسی ہے تو اس کی کلی یا بعض قیمت ادا کر کے آزاد کرادے۔

حدیث ۴: ابو داؤد و نسائی وائلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں ایک شخص کے متعلق دریافت کرنے حاضر ہوئے، جس نے قتل کی وجہ سے اپنے اوپر جہنم واجب کر لیا تھا۔ ارشاد فرمایا: اس کی طرف سے آزاد کرو، اس کے ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کریگا۔ (4)

حدیث ۵: بیہقی شعب الایمان میں سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: افضل صدقہ یہ ہے کہ گردن چھوڑانے (یعنی غلام آزاد کروانے) میں سفارش کی جائے۔ (5)

۶۔ منہ میم کے کسرہ نون کے جزم سے بمعنی عطیہ، اب اس دودھ والے جانور کو منہ کہتے ہیں۔ جو کسی کو دودھ پینے کے لیے عاریہ دیا جائے اوٹنی یا بکری گائے وغیرہ۔ وکوف وکف سے ہے بمعنی قطرے ٹپکنا، کہا جاتا ہے وکف استغبارش میں چھت ٹپکی، اس سے مراد بہت دودھ دینے والی اوٹنی بکری وغیرہ ہے جس کا دودھ ٹپکتا ہوا یادتی کی وجہ سے، یہ عبارت مبتداء ہے اس کی خبر خیر پوشیدہ یعنی بہت دودھ والے جانور کا عاریہ دے دینا بھی بہت ہی اچھا عمل ہے جنت میں پہنچانے والا، یا اللہ منصوب ہے فعل پوشیدہ کا مفعول۔

۷۔ یعنی تیرا عزیز قرابتدار اگر تجھ پر ظلم کرے مگر تو اس پر مہربانی سے رجوع کرے یہ بھی جنتی ہونے کا عمل ہے۔ (اشع) یا جو تیرا عزیز قرابتدار دوسروں پر ظلم کرے تو تو اس کی قرابت و محبت واپس کر دے، اس سے تعلق توڑ دے تاکہ وہ اس حرکت سے توبہ کرنے، بعض قرابتداری کی وجہ سے اس کی حمایت نہ کرے۔ (مرقات)

۸۔ یعنی لوگوں پر ظاہری و باطنی احسان کر، کھانا پانی ظاہری احسان ہے جس سے جسم کی پرورش ہے اور برائی سے روکنا بھلائی کا حکم دینا باطنی احسان جس سے دل و دماغ کی پرورش ہے۔

۹۔ اس طرح کہ زبان سے بری بات جھوٹ غیبت گالی وغیرہ نہ نکالو۔ یہاں خیر شر کا مقابل ہے لہذا اس خیر میں جائز و مباح کلام بھی داخل ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ بہترین عمل یہ ہے کہ کثرت سکوت، لزوم البیوت، قلعة بالقوت الی ان یموت یعنی دراز خاموشی، اکثر گھر میں رہنا، حیات تھوڑے پر قناعت کرنا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۹۹)

(4) سنن ابی داؤد، کتاب العتق، باب فی ثواب العتق، الحدیث ۳۹۶۳، ج ۳، ص ۴۰۔

(5) شعب الایمان، باب فی التعاون علی البر و التقوی، الحدیث ۶۸۳، ج ۶، ص ۱۲۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی سفارش کر کے کسی کو قرض، غلامیت، قید، بے جا جیس سے چھوڑا دینا یا مکاتب کی سفارش کر کے اس کا بدل کتابت کم کر دینا بہترین صدقہ ہے۔ خیال ہے کہ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں الہی ہے تب تو عبارت بالکل واضح ہے اور بعض نسخوں میں الہی نہیں تب یہاں تفک کا جملہ شفاعت کی صفت ہے یا اس کا چالی کیونکہ اس صورت میں الشفاعۃ نکرہ ہے اور نکرہ کی صفت جملہ ہو سکتا ہے، شاعر کہتا ہے:

ولقد امر علی الیہ لبیثی

خلاصہ یہ ہے کہ سفارش کر کے پھنسنے آدمی کو چھوڑا دینا بہت افضل ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَنْ يَشْفَعُ شَفْعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ

نَصِيبٌ مِّنْهَا" (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۰۲)

مسائل فقہیہ

غلام کے آزاد ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے مالک نے کہہ دیا کہ تو آزاد ہے یا اس کے مثل اور کوئی لفظ جس سے آزادی ثابت ہوتی ہے۔ دوسری یہ کہ ذی رحم محرم اس کا مالک ہو جائے تو ملک میں آتے ہی آزاد ہو جائے گا۔ سوم یہ کہ حربی کافر مسلمان غلام کو دارالاسلام سے خرید کر دارالحرب میں لے گیا تو وہاں پہنچتے ہی آزاد ہو گیا۔ (1)

مسئلہ ۱: آزاد کرنے کی چار قسمیں ہیں: واجب، مندوب، مباح، کفر۔

قتل و ظہار و قسم اور روزہ توڑنے کے کفارے میں آزاد کرنا واجب ہے، مگر قسم میں اختیار ہے کہ غلام آزاد کرے یا دس ۱۰ مساکین کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے، یہ نہ کر سکے تو تین روزے رکھ لے۔ باقی تین میں اگر غلام آزاد کرنے پر قدرت ہو تو یہی متعین ہے۔

مندوب وہ ہے کہ اللہ (عز و جل) کے لیے آزاد کرے اس وقت کہ جانب شرع (شریعت کی طرف سے) سے

(1) الدر المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۳۸۸، ۳۹۳، ۴۰۳.

حکیم الامت کے ندنی پھول

ع ت ق کی ترکیب آگے ہونے اور تقدم کے لیے ہے کہ ان حرفوں میں آگے ہونے کے معنی ملحوظ رہتے ہیں۔ چنانچہ کندھے کے اگلے حصہ کو عاتق کہتے ہیں، پرانی چیز کو عتیق کہا جاتا ہے اسی لیے بیت اللہ کو بیت العتیق کہتے ہیں، ابو بکر صدیق کا قب عتیق ہے کہ ابو بکر کے معنی اولیت والے، ابو معنی والے بکر معنی اولیت، عتیق کے معنی بھی پرانے یا اول مؤمن اب اس کا استعمال چند معنی میں ہوتا ہے کرم، جمال، شرافت، آزادی و حریت مگر ان سب میں تقدم کے معنی بھی، یہاں حریت یعنی آزاد کرنے کے معنی میں ہے۔ غلام ملک مردہ ہوتا ہے کہ غلامی کفر کا اثر ہے اور کفر گویا موت ہے، قرآن کریم میں کافر کو مردہ فرمایا گیا ہے اسی لیے غلام نہ اپنا نکاح خود کر سکتا ہے نہ اپنی اولاد کا ولی ہو سکتا ہے، نہ اپنے مال میں تصرف کر سکے نہ قاضی یا گواہ بن سکے، نہ اس پر نماز جمعہ، عیدین، حج، جہاد وغیرہ واجب، گویا بالکل مردہ ہے اسے آزاد کرنا گویا مردہ زندہ کرنا ہے، اسی لیے عتاق کے بہت فضائل ہیں، غلام آزاد کرنا عموماً مستحب ہے مگر کبھی واجب بھی ہو جاتا ہے جیسے کفارات میں، کبھی ممنوع بھی جب کہ خطرہ ہو وہ آزاد ہو کر مرتد یا چور ڈاکو وغیرہ بن جائے گا۔ عتاق کی شرط یہ ہے کہ آزاد کرنے والا خود آزاد ہو، بالغ ہو، غلام کا مالک ہو۔ عتق یعنی آزادی اختیاری بھی ہوتی ہے غیر اختیاری بھی، چنانچہ جو شخص ذی رحم قرابت دار کا مالک ہو جائے تو وہ فوراً آزاد ہو جائے گا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۹۷)

اوس پر یہ ضروری نہ ہو۔

مباح یہ کہ بغیر نیت آزاد کیا (2)۔

(2) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں فقہاء کبھی نفس فعل پر نظر کرتے ہیں اگر وہ وضعا عبادت نہیں اسے عبادت نہیں کہتے جیسے عتق و وقف اور کبھی نیت مخصوصہ کے ساتھ دیکھتے اور عبادت کہتے ہیں، جیسے قضاء عتاق میں اسے مجملہ اشرف عبادات بتایا ہی حتیٰ کہ در مختار وغیرہ میں نکاح کو بھی عبادت فرمایا۔ علامہ حموی نے اس سے مراد جماع حلیہ ٹھہرایا۔

اشاہ میں ہے:

اما العتق فعبدنا ليس بعبادة وضعا بدليل صحته من الكافر ولا عبادة له فان نوى وجه الله تعالى كان عبادة مشابها عليه وان اعتق ببلانية صح ولا ثواب له ان كان صريحا. واما الكنايات فلا بد لها من النية فان اعتق للصنم او للشيطان صح واثم وان اعتق لاجل مخلوق صح و كان مباحا لا ثواب ولا اثم وينبغي ان يخص الاعتاق للصنم عما اذا كان المعتق كافرا، اما المسلم اذا اعتق له قاصدا تعظيمه كفر كما ينبغي ان يكون الاعتاق لمخلوق مكروها والتدبير والكتابة كالمعتق، واما الجهاد فمن اعظم العبادات فلا به له من خلوص النية، واما الوصية فكان لعتق ان قصد التقرب فله الثواب والا فهي صحيحة فقط واما الوقف فليس بعبادة وضعا بدليل صحته من الكافر فان نوى القربة فله الثواب والا فلا، واما النكاح فقالوا انه اقرب الى العبادات حتى الاشتغال به الفصل من التغل لبعض العبادات وهو عند الاعتدال سنة مؤكدة على الصحيح فيحتاج الى النية لتحصيل الثواب وهو ان يقصد اعفاف نفسه وتخصيصها وحصول ولد قد نسرنا الاعتدال في الشرع الكبير شرح الكنز ولما لم تكن النية فيه شرط صحته قالوا يصح النكاح مع الهزل وعلى هذا سائر القرب لا بد فيها من النية بمعنى توقف حصول الثواب على قصد التقرب بها الى الله تعالى من نشر العلم تعلما وافتاء وتصنيفا واما القضاء فقالوا انه من العبادات فالثواب عليه متوقف عليها وكذلك اقامة الحدود والتعازير وكل ما يتعاطاه الحكماء والولاة وكذا تحمل الشهادة وادائها

(۱) الاشياء والاعمال الممنوعة الاول، القاعدة الاولى دار الفکر القرآن کراچی ۱/ ۳۳-۳۴

لیکن عتق تو وہ ہمارے نزدیک وضع کے اعتبار سے عبادت نہیں اس دلیل کے ساتھ کہ عتق کافر سے بھی صحیح ہو جاتا ہے جب کہ کافر کا کوئی فعل عبادت نہیں ہوتا۔ اگر آزاد کرنے والا اللہ کی رضا کی نیت کرے تو یہ عتق عبادت بن جائے گا جس پر ثواب دیا جائے گا اور اگر اس نے نیت کے بغیر آزاد کیا تو صحیح ہے اور اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہوگا اگر یہ صریح ہے، رہے کنایات تو ان میں نیت ضروری ہے اگر کسی نے بت یا شیطان کے لیے غلام کو آزاد کیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار ہوگا۔ اور اگر مخلوق کے لیے آزاد کیا تو صحیح اور مباح ہے اس پر نہ تو اسے ثواب ہوگا۔

کفر وہ کہ بتوں یا شیطان کے نام پر آزاد کیا کہ غلام اب بھی آزاد ہو جائے گا، مگر اس کا یہ فعل کفر ہوا کہ ان کے نام پر آزاد کرنا دلیل تعظیم ہے اور ان کی تعظیم کفر۔ (3)

مسئلہ ۲: آزاد کرنے کے لیے مالک کا حر، (آزاد) عاقل، بالغ ہونا شرط ہے یعنی غلام اگر چہ ماذون یا مکاتب ہو، آزاد نہیں کر سکتا اور مجنون یا بچہ نے اپنے غلام کو آزاد کیا تو آزاد نہ ہوا، بلکہ جوانی میں بھی اگر کہے کہ میں نے بچپن میں اسے آزاد کر دیا تھا یا ہوش میں کہے کہ جنون کی حالت میں، میں نے آزاد کر دیا تھا اور اس کا مجنون ہونا معلوم ہو تو آزاد نہ ہوا، بلکہ اگر بچہ یہ کہے کہ جب میں بالغ ہو جاؤں تو تو آزاد ہے تو اس کہنے سے بھی بالغ ہونے پر آزاد نہ ہوگا۔ (4)

مسئلہ ۳: اگر نشہ میں یا مسخرہ پن (منہی مذاق) سے آزاد کیا یا غلطی سے زبان سے نکل گیا کہ تو آزاد ہے تو آزاد ہو گیا یا یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ میرا غلام ہے اور آزاد کر دیا جب بھی آزاد ہو گیا۔ (5)

نہ ہی گناہ، اور بت کے لیے آزاد کرنے میں یہ تخصیص ہونی چاہیے کہ جب آزاد کرنے والا کافر ہو۔ رہا مسلمان اگر وہ بت کے لیے آزاد کرے در انحالیکہ وہ بت کی تعظیم کا ارادہ کرنے والا ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ مخلوق کے لیے آزاد کرنا مکروہ ہونا چاہیے۔ مدبر بنانا اور مکاتب بنانا عتق کی طرح ہے لیکن جہاد تو وہ سب سے بڑی عبادتوں میں سے ہے۔ چنانچہ اس کے لیے خلوص نیت ضروری ہے، لیکن وصیت تو وہ عتق کی مثل ہے۔ اگر تقرب کا ارادہ کرے گا تو اسے ثواب ملے گا ورنہ فقط وہ صحیح ہو جائے گی۔ رہا وقف، تو وضع کے اعتبار سے عادت نہیں ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ وہ کافر کی طرف سے بھی صحیح ہو جاتا ہے، چنانچہ اگر تقرب کی نیت کرے گا تو اسے ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔ لیکن نکاح اس کے بارے میں تو مشائخ نے کہا کہ وہ عبادات کے قریب ترین ہے یہاں تک کہ اس میں مشغول ہونا محض عبادت کے لیے ظنوت سے افضل ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق اعتدال کے وقت نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ ثواب حاصل کرنے کے لیے اس میں نیت کی حاجت ہے اور وہ یہ کہ نفس کی پاکدامنی اور اولاد حاصل کرنے کا قصد کرے۔ اور اعتدال کی تفسیر ہم نے کنز کی شرح "شرح الکبیر" میں کر دی ہے۔ اور جب نکاح کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط نہیں ہے تو فقہاء نے کہا ہے کہ نکاح ہزل کے ساتھ بھی صحیح ہو جائے گا۔ اسی پر باقی عبادات کو قیاس کیا جائے گا کہ ان میں نیت ضروری ہے بایں معنی کہ ثواب کا حصول اس بات پر موقوف ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ارادہ کرے جیسے علم کو پھیلانا چاہیے کسی کو علم سکھا کر یا فتویٰ دے کر یا کوئی کتاب لکھ کر۔ رہا قاضی بننا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ عبادات میں سے ہے چنانچہ اس میں ثواب عبادت کی نیت پر موقوف ہوگا۔ اسی طرح حدود و تعزیرات کا قائم کرنا اور ہر وہ کام جس کو حاکم اور ولی سرانجام دیتے ہیں اور یونہی گواہی کو اپنے ذمے لینا اور اسے ادا کرنا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۹، ص ۶۵۱-۶۵۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب العتاق، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً... إلخ، ج ۲، ص ۲۰۰۔

والجوهرة البیضاء، کتاب العتاق، الجزء الثانی، ص ۳۲۰۔

(4) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب العتاق، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً... إلخ، ج ۲، ص ۲۰۰۔

(5) الدر المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۳۹۰-۳۹۱۔

مسئلہ ۴: آزاد کرنے کو اگر ملک (مالک ہونا) یا سبب ملک (مالک ہونے کا سبب) پر معلق کیا مثلاً جو غلام کہ فی الحال اس کی ملک میں نہیں اوس سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہو جاؤں یا تجھے خریدوں تو تو آزاد ہے اس صورت میں جب اوس کی ملک میں آئیگا آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر مورث (میراث چھوڑنے والا) کی موت کی طرف اضافت کی یعنی جو غلام مورث کی ملک میں ہے اوس سے کہا کہ اگر میرا مورث مر جائے تو تو آزاد ہے تو آزاد نہ ہوگا کہ موت مورث سبب ملک نہیں۔ (6)

مسئلہ ۵: زبان سے کہنا شرط نہیں بلکہ لکھنے سے اور گونگا ہو تو اشارہ کرنے سے بھی آزاد ہو جائیگا۔ (7)

مسئلہ ۶: طلاق کی طرح اس میں بھی بعض الفاظ صریح ہیں بعض کنایہ۔ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں بلکہ اگر کسی اور نیت سے کہے جب بھی آزاد ہو جائیگا۔ صریح کے بعض الفاظ یہ ہیں:

تو آزاد ہے۔ خر ہے۔ اے آزاد۔ اے خر۔ میں نے تجھ کو آزاد کیا، ہاں اگر اوس کا نام ہی آزاد ہے اور اے آزاد کہا یا نام خر ہے اور اے خر کہہ کر پکارا تو آزاد نہ ہوا اور اگر نام آزاد ہے اور اے خر کہہ کر پکارا یا نام خر ہے اور اے آزاد کہہ کر پکارا تو آزاد ہو جائے گا۔ یہ الفاظ بھی صریح کے حکم میں ہیں۔ نیت کی ضرورت نہیں، میں نے تجھے تجھ پر صدقہ کیا یا تجھے تیرے نفس کو ہبہ کیا، میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا ان میں اس کی بھی ضرورت نہیں کہ غلام قبول کرے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے تیرے ہاتھ اتنے کو بیچا تو اب قبول کی ضرورت ہوگی اگر قبول کریگا تو آزاد ہوگا اور اتنے دینے پڑینگے۔ آزادی کو کسی ایسے جز کی طرف منسوب کیا جو پورے سے تعبیر ہے مثلاً تیرا سر۔ تیری گردن۔ تیری زبان آزاد ہے تو آزاد ہو گیا اور اگر ہاتھ یا پاؤں کو آزاد کہا تو آزاد نہ ہوا اور اگر تہائی، چوتھائی، نصف وغیرہ کو آزاد کیا تو اتنا آزاد ہو گیا اگر غلام کو کہا یہ میرا بیٹا ہے یا لونڈی کو کہا یہ میری بیٹی ہے اگر چہ عمر میں زیادہ ہوں یا غلام کو کہا یہ میرا باپ یا دادا ہے یا لونڈی کو کہا کہ یہ میری ماں ہے اگر چہ ان کی عمر اتنی نہ ہو کہ باپ یا دادا یا ماں ہونے کے قابل ہوں تو ان سب صورتوں میں آزاد ہیں اگر چہ اس نیت سے نہ کہا ہو۔ اور اگر کہا اے میرے بیٹے، اے میرے بھائی، اے میری بہن، اے میرے باپ تو بغیر نیت آزاد نہیں۔

کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں۔ تو میری ملک نہیں۔ تجھ پر مجھے راہ نہیں۔ تو میری ملک سے نکل گیا ان میں بغیر نیت آزاد نہ ہوگا۔ اگر کہا تو آزاد کی مثل ہے تو اس میں بھی نیت کی ضرورت ہے۔ (8)

(6) الدر المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۳۹۱۔

(7) رد المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۳۹۰۔

(8) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب العتق، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً...، ج ۲، ص ۳۔

مسئلہ ۷: الفاظ طلاق سے آزاد نہ ہوگا اگرچہ نیت ہو یعنی یہ آزادی کے لیے کنا یہ بھی نہیں۔ (9)

مسئلہ ۸: ذی رحم محرم یعنی ایسا قریب کا رشتہ والا کہ اگر ان میں سے ایک مرد ہو اور ایک عورت ہو تو نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو جیسے باپ، ماں، بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، بھانجہ، بھانجی ان میں کسی کا مالک ہو تو فوراً ہی آزاد ہو جائیگا اور اگر ان کے کسی حصہ کا مالک ہو تو ادتنا آزاد ہو گیا۔ اس میں مالک کے عاقل بالغ ہونے کی بھی شرط نہیں بلکہ بچہ یا مجنون بھی ذی رحم محرم کا مالک ہو تو آزاد ہو جائیگا۔ (10)

مسئلہ ۹: اگر آزادی کو کسی شرط پر معلق کیا (یعنی موقوف) مثلاً اگر تو فلاں کام کرے تو آزاد ہے اور وہ شرط پائی گئی تو غلام آزاد ہے جبکہ شرط پائی جانے کے وقت اسکی ملک میں ہو اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے مثلاً اگر میں تیرا مالک ہو جاؤں تو آزاد ہے تو فوراً آزاد ہو جائے گا۔ (11)

مسئلہ ۱۰: لونڈی حاملہ تھی اسے آزاد کیا تو اس کے شکم (پیٹ) میں جو بچہ ہے وہ بھی آزاد ہے اور اگر صرف پیٹ کے بچہ کو آزاد کیا تو وہی آزاد ہوگا لونڈی آزاد نہ ہوگی، مگر جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے لونڈی کو بیچ نہیں سکتا۔ (12)

مسئلہ ۱۱: لونڈی کی اولاد جو شوہر سے ہوگی وہ اس لونڈی کے مالک کی ملک ہوگی اور جو اولاد مولیٰ (مالک) سے ہوگی وہ آزاد ہوگی۔ (13)

مسئلہ ۱۲: یہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کسی حصہ کو آزاد کیا تو ادتنا ہی آزاد ہوگا یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ حصہ معین ہو مثلاً آدھا۔ تہائی۔ چوتھائی۔ اور اگر غیر معین ہو مثلاً تیرا ایک حصہ آزاد ہے تو اس صورت میں بھی آزاد ہوگا مگر چونکہ حصہ غیر معین ہے، لہذا مالک سے تعیین کرائی جائے گی کہ تری مراد کیا ہے جو وہ بتائے ادتنا آزاد قرار پائے گا اور دونوں صورتوں میں یعنی بعض معین یا غیر معین میں جتنا باقی ہے اس میں سعایت کرائیں گے یعنی اس غلام کی اس روز جو قیمت بازار کے نرخ (بھاؤ) سے ہو اس قیمت کا جتنا حصہ غیر آزاد شدہ کے مقابل ہو ادتنا مزدوری وغیرہ کرا کر وصول کریں جب قیمت کا وہ حصہ وصول ہو جائے اس وقت پورا آزاد ہو جائیگا۔ (14)

والدر المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۳۹۲۔ ۴۰۱، وغیرہ۔

(9) الدر المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۴۰۱۔

(10) الدر المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۴۰۳، وغیرہ۔

(11) الدر المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۴۰۶۔

(12) الدر المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۴۰۷۔

(13) الدر المختار، کتاب العتق، ج ۵، ص ۴۱۴۔

(14) الدر المختار، کتاب العتق، باب عتق البعض، ج ۵، ص ۴۱۶۔

مسئلہ ۱۳: یہ غلام جس کا کوئی حصہ آزاد ہو چکا ہے اس کے احکام یہ ہیں کہ (۱) اس کو نہ بیچ سکتے ہیں۔ (۲) نہ یہ دوسرے کا وارث ہوگا۔ (۳) نہ اس کا کوئی وارث ہو۔ (۴) نہ دو سے زیادہ نکاح کر سکے۔ (۵) نہ مولیٰ (مالک) کی بغیر اجازت نکاح کر سکے۔ (۶) نہ اُن معلومات میں گواہی دے سکے جن میں غلام کی گواہی نہیں لی جاتی۔ (۷) نہ ہبہ کر سکے۔ (۸) نہ صدقہ دے سکے مگر تھوڑی مقدار کی اجازت ہے۔ (۹) اور نہ کسی کو قرض دے سکے۔ (۱۰) نہ کسی کی کفالت کر سکے۔ (۱۱) اور نہ مولیٰ اس سے خدمت لے سکتا ہے۔ (۱۲) نہ اس کو اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے۔ (۱۵)

مسئلہ ۱۴: جو غلام دو شخصوں کی شرکت میں ہے اور ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرے کو اختیار ہے کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے (یعنی مکان و خادم و سامان خانہ داری اور بدن کے کپڑوں کے علاوہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اپنے شریک کے حصہ کی قیمت ادا کر سکے) تو اس سے اپنے حصہ کا تاوان لے یا یہ بھی اپنے حصہ کو آزاد کر دے یا یہ اپنے حصہ کی قدر سعایت کرائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو مدبر کر دے مگر اس صورت میں بھی فی الحال سعایت کرائی جائے اور مولیٰ کے مرنے کے پہلے اگر سعایت سے قیمت ادا کر چکا تو ادا کرتے ہی آزاد ہو گیا ورنہ اس کے مرنے کے بعد اگر تہائی مال (مال کے تیسرے حصہ) کے اندر ہو تو آزاد ہے۔ (۱۶)

مسئلہ ۱۵: جب ایک شریک (ایک غلام کے دو یا زیادہ مالک آپس میں شریک کہلاتے ہیں) نے آزاد کر دیا تو دوسرے کو اس کے بیچنے یا ہبہ کرنے یا مہر میں دینے کا حق نہیں۔ (۱۷)

مسئلہ ۱۶: شریک کے آزاد کرنے کے بعد اس نے سعایت (یعنی قیمت ادا کرنے کے لیے محنت مزدوری) شروع کرادی تو اب تاوان نہیں لے سکتا ہاں اگر غلام اثنا سعایت میں مر گیا تو بقیہ کا اب تاوان لے سکتا ہے۔ (۱۸)

مسئلہ ۱۷: تاوان لینے کا حق اس وقت ہے کہ اس نے بغیر اجازت شریک آزاد کر دیا اور اجازت کے بعد آزاد کیا تو نہیں۔ (۱۹)

مسئلہ ۱۸: کسی نے اپنے دو غلاموں کو مخاطب کر کے کہا تم میں کا (یعنی تم میں سے) ایک آزاد ہے تو اس سے بیان

(۱۵) رد المحتار، کتاب العتق، باب عتق البعض، ج ۵، ص ۴۱۹۔

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب العتق، الباب الثانی فی العبد الذی یعتق بعضہ، ج ۲، ص ۹۔

(۱۶) الدر المختار، کتاب العتق، باب عتق البعض، ج ۵، ص ۴۱۸، وغیرہ۔

(۱۷) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب العتق، الباب الثانی فی العبد الذی یعتق بعضہ، ج ۲، ص ۹۔

(۱۸) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب العتق، الباب الثانی فی العبد الذی یعتق بعضہ، ج ۲، ص ۱۰۔

(۱۹) المرجع السابق، ص ۱۲۔

کرنا ہوگا جس کو بتائے کہ میں نے اُسے مراد لیا وہ آزاد ہو جائے گا۔ اور بیان سے قبل ایک کو بیچ کیا (بیچ دیا) یا رہن رکھا (یعنی گروی رکھا) یا مکاتب یا مدبر کیا تو دوسرا آزاد ہونے کے لیے معین ہو گیا۔ اور اگر نہ بیان کیا نہ اس قسم کا کوئی تصرف کیا (نہ اس قسم کا کوئی عمل کیا) اور ایک مر گیا تو جو باقی ہے وہ آزاد ہو گیا اور اگر مولیٰ خود مر گیا تو وارث کو بیان کرنے کا حق نہیں بلکہ ہر ایک میں سے آدھا آدھا آزاد اور آدھے باقی میں دونوں سعایت کریں۔ (20)

مسئلہ ۱۹: غلام سے کہا تو اتنے مال پر آزاد ہے اور اُس نے اوی مجلس میں یا جس مجلس میں اس کا علم ہوا قبول کر لیا تو اوی وقت آزاد ہو گیا۔ یہ نہیں کہ جب ادا کریگا اس وقت آزاد ہوگا اور اگر یوں کہا کہ تو اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے تو یہ غلام ماذون ہو گیا یعنی اسے تجارت کی اجازت ہو گئی اور اس صورت میں قبول کرنے کی حاجت نہیں بلکہ اگر انکار کر دے جب بھی ماذون رہے گا اور جب تک اتنے ادا نہ کر دے مولیٰ اسے بیچ سکتا ہے۔ (21)



(20) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب العتاق، الباب الثالث فی عتق احد العبدین، ج ۲، ص ۱۸-۲۰۔

(21) الدر المنثور، کتاب العتق، باب العتق علی جعل...، ج ۵، ص ۳۳۳-۳۳۶۔

مدبر و مکاتب و اُمّ ولد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُمْ مِّنْ مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ) (1)

جن لوگوں کے تم مالک ہو (تمہارے لونڈی غلام) وہ کتابت چاہیں تو انہیں مکاتب کر دو، اگر ان میں بھلائی دیکھو اور اس مال میں سے جو خدا نے تمہیں دیا ہے، کچھ انہیں دیدو۔



(1) پ ۱۸، النور ۳۳۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ اس قدر مال ادا کر کے آزاد ہو جائیں اور اس طرح کی آزادی کو کتابت کہتے ہیں اور آیت میں اس کا امر استجاب کے لئے ہے اور یہ استجاب اس شرط کے ساتھ مشروط ہے جو اس کے بعد ہی آیت میں مذکور ہے۔

شان نزول: حویطب بن عبد العزیٰ کے غلام صبیح نے اپنے مولیٰ سے کتابت کی درخواست کی، مولیٰ نے انکار کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو حویطب نے اس کو سودینار پر مکاتب کر دیا اور ان میں سے بیس اس کو بخش دئے باقی اس نے ادا کر دیئے۔

احادیث

حدیث ۱: ابو داود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مکاتب پر جب تک ایک درہم بھی باقی ہے، غلام ہی ہے۔ (1)

حدیث ۲: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: جب تم میں کسی کے مکاتب کے پاس پورا بدل کتابت جمع ہو جائے تو اس سے پردہ کرے۔ (2)

(1) سنن ابی داود، کتاب العتق، باب فی الکاتب یؤدی... إلخ، الحدیث ۳۹۲۶ ج ۴، ص ۲۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اے یعنی جس غلام سے اس کے مولیٰ نے کہہ دیا ہو کہ تو اپنے رزق ادا کر دے تو تو آزاد ہے اس نے تمام روپیہ ادا کر دیا صرف ایک درہم یعنی چار آنے باقی ہیں تو ابھی پورا غلام ہی ہے یہ نہ ہوگا کہ ادا کردہ رقم کے حساب سے آزاد ہو جائے اور باقی کے حساب سے غلام رہے۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک بندہ کا تعلق دنیا یا اپنی ہستی سے ایک جو برابر بھی باقی ہے اسے آزادی میسر نہ ہوگی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۱۴)

(2) سنن ابی داود، کتاب العتق، باب فی الکاتب یؤدی... إلخ، الحدیث ۳۹۲۸ ج ۴، ص ۲۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اے یعنی اگر بی بی نے اپنے غلام کو مکاتب کیا غلام کے پاس کتابت کا مال جمع ہو گیا مگر ابھی اس نے ادا نہیں کیا ہے تو اس بی بی کو چاہیے کہ اس سے پردہ کرنے لگے کیونکہ اب وہ آزاد ہو جانے پر قادر ہو چکا ہے اس کی آزادی قریب ہے، انہی ام سلمہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنے غلام جہان سے پوچھا کہ تیری کتابت کے مال سے کس قدر باقی ہے وہ بولے دو ہزار درہم فرمایا کیا وہ تیرے پاس ہیں؟ بولے ہاں، فرمایا ادا کر دے اور جائے سلام ہے، یہ کہہ کر آپ نے پردہ ڈال لیا وہ رونے لگے کہ میں آپ کے دیدار سے محروم ہو گیا میں تو یہ رقم کبھی ادا نہ کروں گا، آپ بولیں بیٹے اب تم مجھے کبھی نہ دیکھ سکو گے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے یہ حکم یا تو ازواج پاک کے لیے خصوصی تھا یا دوسری عورتوں کو بھی استجابی ہے ورنہ جب تک کہ مکاتب پائی پائی ادا نہ کر دے تب تک وہ غلام ہے اس سے مولا کا پردہ واجب نہیں، یا یہ مطلب ہے کہ پردہ کرنے کی تیاری کرے۔ (اشعہ و مرقات) خیال رہے غلام اور اس مالکہ بی بی مولاۃ میں پردہ نہیں جب غلام آزاد ہو جائے تو اس سے مولاۃ کا پردہ واجب ہے اور جب آزادی کے قریب ہو جائے تو اس حدیث کی رو سے پردہ بہتر۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۱۵)

- حدیث ۳: ابن ماجہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جس کنیز (لونڈی) کے بچے اس کے مولیٰ (مالک) سے پیدا ہو، وہ مولیٰ کے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (3)
- حدیث ۴: دارقطنی و بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں: مدبر نہ بیچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے، وہ تہائی مال سے آزاد ہے۔ (4)



(3) سنن ابن ماجہ، أبواب العتق، باب اموات الاولاد... إلخ، الحدیث ۲۵۱۵، ج ۲، ص ۲۰۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اب یعنی جب کوئی شخص اپنی لونڈی سے محبت کرے اور اس سے بچی یا بچہ پیدا ہو جائے تو یہ لونڈی مدبر غلام کے حکم میں ہے کہ اس کے مرے بعد آزاد ہوگی۔ عن دبر او بعدہ کسی راوی کے شک کی بنا پر ہے یعنی مجھے خیال نہیں کہ حضرت ابن عباس نے عن دبر منہ روایت فرمائی یا فرمایا بعدہ دونوں عبارتوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ام ولد کی بیچ یا ہبہ یا وصیت جائز نہیں، اس پر تمام امت کا اجماع ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے ام ولد کی بیچ کے قائل تھے بعد میں آپ نے اس سے رجوع فرمایا جیسا کہ مرقات وغیرہ میں ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۰۹)

(4) السنن الکبریٰ، للبیہقی، کتاب المدبر، باب من قال لا یباع المدبر الحدیث ۲۱۵۷، ج ۱۰، ص ۵۲۹.

مسائل فقہیہ

مدبر اوس کو کہتے ہیں جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے یا یوں کہا کہ اگر میں مرجاؤں یا جب میں مردوں تو تو آزاد ہے غرض اسی قسم کے وہ الفاظ جن سے مرنے کے بعد اوس کا آزاد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (1)
مسئلہ ۱: مدبر کی دو قسمیں ہیں: مدبر مطلق۔ مدبر مقید۔ مدبر مطلق وہ جس میں کسی ایسے امر کا اضافہ نہ کیا ہو جس کا ہونا ضروری نہ ہو یعنی مطلقاً موت پر آزاد ہونا قرار دیا مثلاً اگر میں مردوں تو تو آزاد ہے اور اگر کسی وقت معین پر یا وصف کے ساتھ موت پر آزاد ہونا کہا تو مقید ہے مثلاً اس سال مردوں یا اس مرض میں مردوں کہ اُس سال یا اس مرض سے مرنا ضرور نہیں اور اگر کوئی ایسا وقت مقرر کیا کہ غالب گمان اس سے پہلے مرجانا ہے مثلاً بوڑھا شخص کہے کہ آج سے سو ۱۰۰ برس پر مردوں تو تو آزاد ہے تو یہ مدبر مطلق ہی ہے کہ یہ وقت کی قید بیکار ہے کیونکہ غالب گمان یہی ہے کہ اب سے سو ۱۰۰ برس تک زندہ نہ رہے گا۔ (2)

مسئلہ ۲: اگر یہ کہا کہ جس دن مردوں تو آزاد ہے تو اگر چہ رات میں مرے وہ آزاد ہوگا کہ دن سے مراد یہاں مطلق وقت ہے ہاں اگر وہ کہے کہ دن سے میری مراد صبح سے غروب آفتاب تک کا وقت ہے یعنی رات کے علاوہ تو یہ نیت اس کی مانی جائیگی مگر اب یہ مدبر مقید ہوگا۔ (3)

مسئلہ ۳: مدبر کرنے کے بعد اب اپنے اس قول کو واپس نہیں لے سکتا۔ مدبر مطلق کو نہ بچ سکتے ہیں۔ نہ ہبہ کر سکتے

(1) الجوهرة البیضاء، کتاب العتاق، باب التدبیر، الجزء الثانی، ص ۱۳۶۔

اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں مولیٰ نے اپنے غلام سے کہا میں نے تجھے مال پر مکاتب کیا یا اتنا مال مقرر کیا کہ مال لادے تو آزاد ہو۔ اور غلام نے قبول کر لیا۔ اسے عقد کتابت کہتے ہیں اور اس غلام کو مکاتب۔ اور جو کہا تو میرے بعد آزاد ہے تو یہ مدبر ہوا، اور جو کہیز اپنے مولیٰ کے نطفے عد ۲ سے بچے عد ۳ جنے وہ ام ولد ہے، ان سب کی غلامی میں ایک طرح کا فرق آجاتا ہے پر حج فرض ہونے کو پوری حریت درکار ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب العتاق، الباب السادس فی التدبیر، ج ۲، ص ۷۳، وغیرہ۔

(3) اندر المختار، کتاب العتق، باب التدبیر، ج ۵، ص ۵۶۔

نہ رہن رکھ سکتے نہ صدقہ کر سکتے ہیں۔ (4)

مسئلہ ۴: مدبر غلام ہی ہے یعنی اپنے مولیٰ کی ملک ہے (اپنے آقا کی ملکیت میں ہے) اس کو آزاد کر سکتا ہے مکاتب بنا سکتا ہے اس سے خدمت لے سکتا ہے مزدوری پر دے سکتا ہے، اپنی ولایت سے اس کا نکاح کر سکتا ہے اور اگر لونڈی مدبرہ ہے تو اس سے وطی (ہبستری) کر سکتا ہے۔ اس کا دوسرے سے نکاح کر سکتا ہے اور مدبرہ سے اگر مولیٰ کی اولاد ہوئی تو وہ ام ولد ہوگئی۔ (5)

مسئلہ ۵: جب مولیٰ مرے گا تو اس کے تہائی مال (مال کے تیسرے حصہ) سے مدبر آزاد ہو جائے گا یعنی اگر یہ تہائی مال ہے یا اس سے کم تو بالکل آزاد ہو گیا اور اگر تہائی سے زائد قیمت کا ہے تو تہائی کی قدر آزاد ہو گیا باقی کے لیے سعایت کرے اور اگر اس کے علاوہ مولیٰ کے پاس اور کچھ نہ ہو تو اس کی تہائی آزاد، باقی دو تہائیوں میں سعایت کرے۔ (یعنی باقی دو حصوں کی قیمت ادا کرنے کے لیے محنت مزدوری کرے) یہ اس وقت ہے کہ ذرّہ (میت کے مال میں سے حصہ پانے والے) اجازت نہ دیں اور اگر اجازت دیدیں یا اس کا کوئی وارث ہی نہیں تو کل آزاد ہے۔ اور اگر مولیٰ پر ذین (قرض) ہے کہ یہ غلام اس دین میں مستغرق (گھرا ہوا) ہے تو کل قیمت میں سعایت کر کے قرض خواہوں کو ادا کرے۔ (6)

مسئلہ ۶: مدبر مقید کا مولیٰ مرا اور اسی وصف پر موت واقع ہوئی مثلاً جنس مرض یا وقت میں مرنے پر اس کا آزاد ہونا کہا تھا وہی ہوا تو تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا ورنہ نہیں۔ اور ایسے مدبر کو بیع و ہبہ و صدقہ وغیرہ کر سکتے ہیں۔ (7)

مسئلہ ۷: مولیٰ نے کہا تو میرے مرنے سے ایک مہینہ پہلے آزاد ہے اور اس کہنے کے بعد ایک مہینہ کے اندر مولیٰ مر گیا تو آزاد نہ ہوا اور اگر ایک مہینہ یا زائد پر مرا تو غلام پورا آزاد ہو گیا اگرچہ مولیٰ کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ ہو۔ (8)

مسئلہ ۸: مولیٰ نے کہا تو میرے مرنے کے ایک دن بعد آزاد ہے تو مدبر نہ ہوا، لہذا آزاد بھی نہ ہوگا۔ (9)

(4) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب العتاق، الباب السادس فی التدبیر، ج ۲، ص ۳۷۔

(5) الدر المختار، کتاب العتق، باب التدبیر، ج ۵، ص ۴۶۰، ۴۶۳۔

(6) الدر المختار، کتاب العتق، باب التدبیر، ج ۵، ص ۴۶۱، وغیرہ۔

(7) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب العتاق، الباب السادس فی التدبیر، ج ۲، ص ۳۷۔

(8) المرجع السابق ص ۳۸۔

مسئلہ ۹: مدبرہ کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بھی مدبرہ ہے، جبکہ وہ مدبرہ مطلقہ ہو اور اگر مقیدہ ہو تو نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۰: مدبرہ لونڈی کے بچہ پیدا ہوا اور وہ بچہ مولیٰ کا ہو تو وہ اب مدبرہ نہ رہی بلکہ ام ولد ہو گئی کہ مولیٰ کے مرنے کے بعد بالکل آزاد ہو جائے گی اگرچہ اس کے پاس اس کے سوا کچھ مال نہ ہو۔ (11)

مسئلہ ۱۱: غلام اگر نیک چلن ہو (یعنی بااخلاق اور اچھے کردار والا ہو) اور بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ آزاد ہونیکے بعد مسلمانوں کو ضرر نہ پہنچائے گا تو ایسا غلام اگر مولیٰ سے عقد کتابت کی درخواست کرے تو اس کی درخواست قبول کر لینا بہتر ہے۔ عقد کتابت کے یہ معنی ہیں کہ آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے اب یہ مکاتب ہو گیا جب کل ادا کر دیا آزاد ہو جائے گا اور جب تک اس میں سے کچھ بھی باقی ہے غلام ہی ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۲: مکاتب نے جو کچھ کمایا اس میں تصرف کر سکتا ہے (یعنی اپنی مرضی سے خرچ کر سکتا ہے) جہاں چاہے تجارت کے لیے جاسکتا ہے مولیٰ اسے پردیس جانے سے نہیں روک سکتا اگرچہ عقد کتابت میں یہ شرط لگا دی ہو کہ پردیس نہیں جائے گا کہ یہ شرط باطل ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۳: عقد کتابت میں مولیٰ کو اختیار ہے کہ معاوضہ فی الحال ادا کرنا شرط کر دے یا اس کی قسطیں مقرر کر دے اور پہلی صورت میں اگر اسی وقت ادا نہ کیا اور دوسری صورت میں پہلی قسط ادا نہ کی تو مکاتب نہ رہا۔ (14)

مسئلہ ۱۴: نابالغ غلام اگر اتنا چھوٹا ہے کہ خریدنا بیچنا نہیں جانتا تو اس سے عقد کتابت نہیں ہو سکتا اور اگر اتنی تمیز ہے کہ خرید و فروخت کر سکے تو ہو سکتا ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۵: مکاتب کو خریدنے بیچنے سفر کرنے کا اختیار ہے اور مولیٰ کی بغیر اجازت اپنا یا اپنے غلام کا نکاح نہیں کر سکتا اور مکاتبہ لونڈی بھی بغیر مولیٰ کی اجازت کے اپنا نکاح نہیں کر سکتی اور ان کو ہبہ اور صدقہ کرنے کا بھی اختیار نہیں، ہاں تھوڑی سی چیز تصدق (خیرات) کر سکتے ہیں جیسے ایک روٹی یا تھوڑا سا نمک اور کفالت (ضمانت) اور قرض کا بھی

(10) الدر المختار، کتاب التلق، باب التدبیر، ج ۵، ص ۴۶۳۔

(11) المرجع السابق۔

(12) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب المکاتب الجزء الثانی، ص ۱۴۲-۱۴۳، وغیرہ۔

(13) المبسوط للسرخی، کتاب المکاتب، ج ۴، الجزء الثامن، ص ۳۔

(14) المرجع السابق، ص ۵۴۔

(15) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب المکاتب، الجزء الثانی، ص ۱۴۳۔

اختیار نہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۶: مولیٰ نے اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کر دیا پھر دونوں سے عقد کتابت کیا اب اون کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ بھی مکاتب ہے اور یہ بچہ جو کچھ کمائے گا اس کی ماں کو ملے گا اور بچہ کا نفقہ (کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات) اس کی ماں پر ہے اور اس کی ماں کا نفقہ اس کے باپ پر۔ (17)

مسئلہ ۱۷: مکاتبہ لونڈی سے مولیٰ وطی نہیں کر سکتا اگر وطی کریگا تو عقر لازم آئیگا اور اگر لونڈی کے مولیٰ سے بچہ پیدا ہو تو اسے اختیار ہے کہ عقد کتابت باقی رکھے اور مولیٰ سے عقر لے یا عقد کتابت سے انکار کر کے ام ولد ہو جائے۔ (18)

مسئلہ ۱۸: مولیٰ نے مکاتب کا مال ضائع کر دیا تو تادان لازم ہوگا۔ (19)

مسئلہ ۱۹: ام ولد کو بھی مکاتبہ کر سکتا ہے اور مکاتب کو آزاد کر دیا تو بدل کتابت ساقط ہو گیا۔ (20)

مسئلہ ۲۰: ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہیں جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے خواہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اوس نے اقرار کیا یا زمانہ حمل میں اقرار کیا ہو کہ یہ حمل مجھ سے ہے اور اس صورت میں ضروری ہے کہ اقرار کے وقت سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہو۔ (21)

مسئلہ ۲۱: بچہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ بلکہ کچا بچہ پیدا ہوا جس کے کچھ اعضا بن چکے ہیں سب کا ایک حکم ہے یعنی اگر مولیٰ اقرار کر لے تو لونڈی ام ولد ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۲: ام ولد کے جب دوسرا بچہ پیدا ہو تو یہ مولیٰ ہی کا قرار دیا جائیگا جبکہ اُس کے تصرف میں ہو اب اس کے لیے اقرار کی حاجت نہ ہوگی البتہ اگر مولیٰ انکار کر دے اور کہہ دے کہ یہ میرا نہیں تو اب اس کا نسب مولیٰ سے نہ

(16) الجوهرة البیضاء، کتاب المکاتب، الجزء الثانی، ص ۱۳۳-۱۳۴۔

(17) الجوهرة البیضاء، کتاب المکاتب، الجزء الثانی، ص ۱۳۴، ۱۳۵۔

(18) الجوهرة البیضاء، کتاب المکاتب، الجزء الثانی، ص ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹۔

(19) المرجع السابق، ص ۱۳۵۔

(20) المرجع السابق، ص ۱۳۸۔

(21) الدر المختار، کتاب الحلق، باب الایستیلاء، ج ۵، ص ۲۳۸۔

والجوهرة البیضاء، کتاب العتاق، باب الایستیلاء، الجزء الثانی، ص ۱۳۹۔

(22) الجوهرة البیضاء، کتاب العتاق، باب الایستیلاء، الجزء الثانی، ص ۱۳۸، ۱۳۹۔

ہوگا اور اس کا بیٹا نہیں کہلائے گا۔ (23)

مسئلہ ۲۳: ام ولد سے صحبت (بہستری) کر سکتا ہے خدمت لے سکتا ہے اس کو اجارہ پر دے سکتا ہے یعنی اوروں کے کام کاج مزدوری پر کرے اور جو مزدوری ملے اپنے مالک کو لا کر دے ام ولد کا کسی شخص کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے مگر اس کے لیے استبرا (رحم کا نطفہ سے خالی ہونا) ضرور ہے اور ام ولد کو نہ بیچ سکتا ہے نہ ہبہ کر سکتا ہے نہ گروی رکھ سکتا ہے نہ اسے خیرات کر سکتا ہے بلکہ کسی طرح دوسرے کی ملک میں نہیں دے سکتا۔ (24)

مسئلہ ۲۴: مولیٰ کی موت کے بعد ام ولد بالکل آزاد ہو جائے گی اس کے پاس اور مال ہو یا نہ ہو۔ (25)



(23) الدر المختار، کتاب الحلق، باب ال إستیلاء، ج ۵، ص ۴۷۳.

(24) الجوهرة البیضاء، کتاب العتاق، باب ال إستیلاء، الجزء الثانی، ص ۱۳۸.

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب العتاق، الباب السابع فی ال إستیلاء، ج ۲، ص ۴۵.

(25) الجوهرة البیضاء، کتاب العتاق، باب ال إستیلاء، الجزء الثانی، ص ۱۳۹.

قسم کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۳﴾) (۱)

اللہ (عزوجل) کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنا لو کہ نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرانے کی کھالو (یعنی ان امور کے نہ کرنے کی قسم نہ کھالو) اور اللہ (عزوجل) سُننے والا، جاننے والا ہے۔
اور فرماتا ہے:

(إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۲۴﴾) (۲)

(۱) پ ۲، البقرة ۲۲۳۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر جانے اور ان سے کلام کرنے اور ان کے خصوم کے ساتھ ان کی صلح کرانے سے قسم کھالی تھی جب اس کے متعلق ان سے کہا جاتا تھا تو کہہ دیتے تھے کہ میں قسم کھا چکا ہوں اس لئے یہ کام کر ہی نہیں سکتا اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی اور نیک کام کرنے سے قسم کھالینے کی ممانعت فرمائی گئی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نیکی سے باز رہنے کی قسم کھالے تو اس کو چاہئے کہ قسم کو پورا نہ کرے، بلکہ وہ نیک کام کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی امر پر قسم کھالی پھر معلوم ہوا کہ خیر اور بہتری اس کے خلاف میں ہے تو چاہئے کہ اس امر خیر کو کرے اور قسم کا کفارہ دے۔

مسئلہ: بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اس آیت سے بکثرت قسم کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

(۲) پ ۳، آل عمران ۷۷۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہود کے احبار اور ان کے رؤساء ابورافع وکنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف وحنی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق ان سے توریت میں لیا گیا۔ انہوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے ہاتھوں سے کچھ کا

جو لوگ اللہ (عزوجل) کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں اور ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ (عزوجل) نہ ان سے بات کرے، نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انھیں پاک کرے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اور فرماتا ہے:

(وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۱۱﴾) (3)

اللہ (عزوجل) کا عہد پورا کرو جب آپس میں معاہدہ کرو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم اللہ (عزوجل) کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ (عزوجل) جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

(وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمُ بَعْدَ ثُبُوتِهَا) (4)
اپنی قسمیں آپس میں بے اصل بہانہ نہ بناؤ کہ کہیں جمنے کے بعد پاؤں پھسل نہ جائے۔

کچھ لکھ دیا اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور زر حاصل کرنے کے لئے کیا۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام فرمائے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت کرے نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے اور انہیں دردناک عذاب ہے اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو تین مرتبہ پڑھا حضرت ابوذر راوی نے کہا کہ وہ لوگ ٹوٹے اور نقصان میں رہے یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں حضور نے فرمایا ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان جانے والا اور اپنے تجارتی مال کو جھوٹی قسم سے رواج دینے والا حضرت ابو امامہ کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کا حق مارنے کے لئے قسم کھائے اللہ اس پر جنت حرام کرتا ہے اور دوزخ لازم کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ تھوڑی سی چیز ہو فرمایا اگرچہ بول کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

(3) پ ۱۳، نحل ۹۱۔

اس آیت کے تحت مفسر شبیر مولا ناسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی تھی، انہیں اپنے عہد کے وفا کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ حکم انسان کے ہر عہد نیک اور وعدہ کو شامل ہے۔

(4) پ ۱۳، نحل ۹۳۔

اور فرماتا ہے:

(وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلَا يُصَفَّحُوا إِلَّا تَحِبُّوا أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾) (5)

تم میں سے فضیلت والے اور وسعت والے اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیجئے، کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ (عزوجل) تمہاری مغفرت کرے اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔



(5) پ ۱۸، النور ۲۲۔

اس آیت کے تحت مفسر شبیر مولا ناسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسلح کے ساتھ سلوک نہ کریں گے اور وہ آپ کی خالہ کے بیٹے تھے مادار تھے، مہاجر تھے، بدری تھے، آپ ہی ان کا خرچ اٹھاتے تھے مگر چونکہ ام المؤمنین پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ انہوں نے موافقت کی تھی اس لئے آپ نے یہ قسم کھائی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

جب یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بے شک میری آرزو ہے کہ اللہ میری مغفرت کرے اور میں مسلح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو کبھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ آپ نے اس کو جاری فرما دیا۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کام پر قسم کھائے پھر معلوم ہو کہ اس کا کرنا ہی بہتر ہے تو چاہیے کہ اس کام کو کرے اور قسم کا کفار دوسے، حدیث صحیح میں یہی وارد ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی اس سے آپ کی علوئے شان و مرتبت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولوا الفضل فرمایا اور۔

احادیث

حدیث ۱: صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ تم کو باپ کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے، جو شخص قسم کھائے تو اللہ (عزوجل) کی قسم کھائے یا چپ رہے۔ (1)

(1) صحیح البخاری، کتاب الایمان والاعتقاد، باب لا تحلفوا بآبائکم، الحدیث ۶۶۴۶، ج ۴، ص ۲۸۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی غیر خدا کی قسم کھانے سے منع فرمایا گیا، چونکہ اہل عرب عموماً باپ دادوں کی قسم کھاتے تھے اس لیے اسی کا ذکر ہوا، غیر خدا کی قسم کھانا مکروہ ہے، وہ جو حدیث شریف میں ہے اٹلح دابی یعنی قسم میرے والد کی وہ کامیاب ہو گیا وہ قسم شرعی نہیں محض تاکید کلام کے لیے ہے اور یہاں شرعی قسم سے ممانعت ہے یا وہ حدیث اس حدیث سے منسوخ ہے یا وہ بیان جواز کے لیے ہے یہ حدیث بیان کراہت کے لیے۔ (مرقات)

۲۔ اللہ سے مراد رب تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی نام ہیں لہذا قرآن شریف کی قسم کھانا جائز ہے کہ قرآن شریف کلام اللہ کا نام ہے اور کلام اللہ صفت الہی ہے، قرآن مجید میں زمانہ، انجیر، زیتون وغیرہ کی قسمیں ارشاد ہوئیں وہ شرعی قسمیں نہیں نیز یہ احکام ہم پر جاری ہیں نہ کہ رب تعالیٰ پر۔ (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۲۲)

جھوٹی قسم کھانا دل پر داغ کا باعث ہے

شہنشاہ مدینہ قراہ قلب دسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کوئی شخص پتھر کے پر کے برابر چیز پر قسم کھاتا ہے تو قیامت کے دن اس کے دل پر داغ ہوگا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الخطر والاباحۃ، الحدیث ۵۵۳۷، ج ۷، ص ۲۳۵)

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے سب سے بڑا کبیرہ گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۳۲۳۷، ج ۲، ص ۲۶۵)

حضور نبی پاک، صاحب نواک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جو شخص قسم کھائے اور اس میں پتھر کے پر کے برابر جھوٹ ملا دے تو قیامت کے دن تک وہ قسم اس کے دل پر سیاہ نقطہ بن جائے گی۔

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب من سورۃ النساء، الحدیث ۳۰۲۰، ص ۱۹۵۶)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہم یمن غوس کو اس گناہ میں سے شمار کرتے تھے جس کا کوئی ہے

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کفارہ نہیں۔ عرض کی گئی یحییٰ بن عوف کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: کوئی شخص اپنی قسم کے ذریعے دوسرے کا مال قابو کر لے۔

(المسند رک، کتاب الایمان والندور، باب من اکبر الکبائر..... الخ، الحدیث ۷۸۷۹، ج ۵، ص ۲۱)

حضرت سیدنا حارث بن برصاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کے موقع پر دونوں جہروں کے درمیان سر کا ہونا ممانعت دینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: جس نے اپنے بھائی کا مال جھوٹی قسم کے ذریعے ہڑپ کر لیا تو اسے چاہئے کہ اچھٹکانہ جہنم میں بنائے، لہذا تم میں جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات 2 یا 3 بار ارشاد فرمائی۔

(المسند رک، باب الاحادیث المنذرة عن یحییٰ بن عوف، الحدیث ۷۸۷۳، ج ۵، ص ۱۹)

ایک روایت میں ہے کہ اسے چاہئے کہ جہنم میں گھر بنائے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النصب، الحدیث ۵۱۳۳، ج ۷، ص ۳۰۳، ملحوظ)

مال کے وبال کا سبب

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عز و جل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جھوٹی قسم مال ختم کر دیتی ہے یا مال لے جاتی ہے۔

(البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبدالرحمن بن عوف، الحدیث ۱۰۳۲، ج ۳، ص ۲۳۵)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عز و جل کی نافرمانی والا کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی بغاوت سے زیادہ جلدی سزا ملتی ہو اور اللہ عز و جل کی اطاعت والی کوئی نیکی ایسی نہیں جس کا صلہ رحمت سے زیادہ جلدی ثواب ملتا ہو اور جھوٹی قسم گھروں کو اجاڑ دیتی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث ۴۸۴۲، ج ۴، ص ۲۱۷)

سرکار مکہ مکرمہ، سردار مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حقیقت بیان ہے جو اللہ عز و جل سے اس حالت میں ملا کہ اس نے شرک نہ کیا اور ثواب کی امید پر خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کی اور سن کر اطاعت کی تو اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں، اللہ عز و جل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، کسی مومن پر تہمت لگانا، جنگ سے بھاگ جانا اور ایسی جھوٹی قسم کھانا جس کے ذریعے کسی کا مال ہڑپ کر لیا جائے۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی حریرة، الحدیث ۸۷۴۵، ج ۳، ص ۲۸۶، بحث بدلہ ثقیب)

دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: جو جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ (المسند رک، کتاب الایمان والندور، باب الاحادیث المنذرة عن یحییٰ بن عوف، الحدیث ۷۸۷۲، ج ۵، ص ۱۹)

سیدنا یحییٰ بن عوف رضی اللہ عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بابرکت ہے: جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا مال دبا لیتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے جسے قیامت تک کوئی چیز تبدیل نہ کر سکے گی۔ (المرجع السابق، الحدیث ۷۸۷۰، ص ۱۸) ←

فرماتے ہیں: کہ بتوں کی اور اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ۔ (2)

اللہ عز و جل کے محبوب، دانائے محبوب، منزہ عن الخیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جس نے (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی کا مال ہڑپ کیا اللہ عز و جل اس پر جنت حرام کر دے گا اور اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اگرچہ وہ تھوڑی سی چیز ہو۔ ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ ایک تسمہ ہی ہو۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۷۸۲، ج ۲، ص ۱۹۲)

حسن اخلاق کے پیکر، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جس نے (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی شخص کا مال ہڑپ کر لیا اللہ عز و جل اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا اور اس پر جنت حرام کر دے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اگرچہ وہ معمولی سی چیز ہو۔ ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وعید من اقطع حق مسلم... إلخ، الحدیث ۳۵۳، ص ۷۰۱)

ایک روایت میں یہ ہے کہ اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو، اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو۔

(الموطا لایمام مالک، کتاب الاقضية، باب ما جاء فی الحدیث علی منبر النبی، الحدیث ۷۴، ج ۲، ص ۲۵۰)

جھوٹی قسم کھانے والے پر جہنم واجب ہے

خاتم المرسلین، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی اس منبر کے پاس کوئی مرد یا عورت جھوٹی قسم کھائے اس کے لئے جہنم واجب ہے اگرچہ وہ ایک تازہ مسواک پر ہو۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الاحکام، باب الیمین عند مقاطع الحقوق، الحدیث ۲۳۲۶، ص ۲۶۱۶)

سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے جو شخص میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اگرچہ وہ ایک تازہ مسواک پر ہو۔ (المرجع السابق، الحدیث ۲۳۲۵، ص ۲۶۱۶)

مذکورہ دونوں احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا ابو عبیدہ اور حضرت سیّدنا خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما (متوفی ۳۸۸ھ) نے ذکر کیا کہ سیّد عالم، ثور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں منبر انور کے پاس قسم اٹھائی جاتی تھی۔

رحمتہ عالم، ثور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: بے شک یا تو قسم توڑنی پڑتی ہے یا اس کے باعث ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الکفارات، باب الیمین حثف او غم، الحدیث ۲۱۰۳، ص ۲۶۰۳)

حضرت سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اپنی قسم کا فدیہ 10 ہزار درہم ادا کیا پھر ارشاد فرمایا رب کعبہ کی قسم! اگر مجھے قسم کھانی پڑی تو سچی قسم ہی کھاؤں گا اور بے شک میں نے یہ اپنی قسم کا فدیہ ادا کیا ہے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۸۸۱، ج ۱، ص ۲۵۶، وارب الکعبۃ بدلہ وارب ہذا المسجد)

اسی طرح حضرت سیّدنا اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قسم کے بدلے 7 ہزار (درہم) ادا کئے۔ (المرجع السابق، الحدیث ۱۵۵۹، ص ۴۲۵)

(2) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من حلف باللات والعزى... إلخ، الحدیث ۶۔ (۱۶۴۸) ص ۸۹۵۔

حدیث ۳: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کلات و عزی کی قسم کھائے (یعنی جاہلیت کی عادت کی وجہ سے یہ لفظ اس کی زبان پر جاری ہو جائے) (وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے آؤ جو اٹھیں، وہ صدقہ کرے۔ (3)

حدیث ۴: صحیحین میں ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غیر ملت اسلام پر جھوٹی قسم کھائے (یعنی یہ کہے کہ اگر یہ کام کرے تو یہودی یا نصرانی ہو جائے یا یوں کہے کہ اگر یہ کام کیا ہو تو یہودی یا نصرانی ہے) تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اوس نے کہا (یعنی کافر ہے) اور ابن آدم پر اوس چیز کی نذر نہیں جس کا وہ لک نہیں اور جو شخص اپنے کو جس چیز سے قتل کریگا، اوس کے ساتھ قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسا اوسے قتل کر دینا اور جو شخص جھوٹا دعویٰ اس لیے کرتا ہے کہ اپنے مال کو زیادہ کرے، اللہ تعالیٰ اوس کے لیے قتل میں اضافہ کریگا۔ (4)

(3) صحیح البخاری، کتاب الایمان والحدود، باب لا یحلف باللات... إلخ، الحدیث ۶۶۵۰، ج ۴، ص ۲۸۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر بھول کلات و عزی کی قسم کھائے تو کفارہ کے لیے کلہ طیبہ پڑھ لے کہ نیکیاں گناہ کو مٹا دیتی ہے اور اگر دیدہ دانستہ بتوں کی تحقیر کرتے ہوئے ان کی قسم کھائی ہے تو کافر ہو گیا، دوبارہ کلہ پڑھ کر مسلمان ہو۔ کلات و عزی مکہ والوں کے دو مشہور بت تھے جو کعبہ معظمہ میں رکھے ہوئے تھے اب جو گناہ جتنا یا رام پٹھن کی قسم کھائے اس کا حکم بھی یہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس جیسی قسم میں کفارہ نہیں صرف یہ ہی حکم ہے جو یہاں مذکور ہوں۔

۲۔ یعنی جو اٹھینا تو درکنار اگر کسی کو جو اٹھینے کی دعوت بھی دے تو وہ جوئے کا مال جس سے جو اٹھینا چاہتا ہے وہ یا دوسرا مال صدقہ کر دے تاکہ اس ارادہ کا یہ کفارہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ بھی گناہ ہے، یہی مذہب جمہور ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۳۲۳)

(4) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلط تحریم قتل الانسان غفر... إلخ، الحدیث ۱۷۶۱۔ (۱۱۰)، ص ۶۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ ابو یزید انصاری خزرجی ہیں، حبیبہ الرضوان میں حاضر تھے بہت کم سن تھے مدنی ہیں، بصرہ میں قیام رہا، ۷۷ھ میں وفات ہوئی۔

۲۔ مثلاً کہے کہ اگر میں یہ کام کروں تو نیسائی یہودی ہو جاؤں یا اسلام سے نکل جاؤں اور پھر وہ کام نہ کرے یا کہے کہ اگر میں نے یہ کام کیا ہو تو یہودی ہو جاؤں حالانکہ اس نے یہ کام کیا تھا۔

۳۔ یعنی وہ عملاً یہودی ہی ہو گیا یا اسلام سے بری ہو گیا یہ فرمان تشدد کے لیے ہے جیسے فرمایا گیا کہ جو عہد نماز چھوڑے وہ کافر ہو گیا، ایسی قسم میں امام ابو حنیفہ، احمد و اسحاق کے ہاں قسم منعقد ہو جائے گی کفارہ واجب ہوگا اور امام شافعی کے ہاں کفارہ بھی نہیں صرف گناہ ہے کہ

حدیث ۵: ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص یہ کہے (کہ اگر میں نے یہ کام کیا ہے یا کروں) تو اسلام سے بری ہوں، وہ اگر جھوٹا ہے تو جیسا کہا ویسا ہی ہے اور اگر سچا ہے جب بھی اسلام کی طرف سلامت نہ لوٹے گا۔ (5)

حدیث ۶: ابن جریر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی قسم سے سودا فروخت ہو جاتا ہے اور برکت مٹ جاتی ہے۔ (6)

حدیث ۷: دیلمی انھیں سے راوی، کہ فرمایا: یمین غموس مال کو زائل کر دیتی ہے اور آبادی کو ویرانہ کر دیتی ہے۔ (7)

حدیث ۸: ترمذی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و دارمی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی

یہ قسم نہیں صرف جھوٹ ہے۔ یہ اختلاف جب ہے جبکہ یہ الفاظ آئندہ کے متعلق ہوئے مثلاً کہے کہ اگر میں فلاں سے کلام کروں تو یہودی ہو جاؤں یا اسلام سے بری ہو جاؤں لیکن اگر یہ الفاظ گزشتہ کے متعلق ہوئے تو کسی کے ہاں کفارہ نہیں سب کے ہاں گناہ ہی ہے مثلاً کہے کہ اگر میں نے یہ کام کیا ہو تو میں یہودی یا عیسائی ہوں اور واقعہ میں وہ کام کیا تھا تو گنہگار ہے۔

۵۔ مثلاً کہے کہ اگر میرے بیمار کو شفا ہو جائے تو فلاں کی بکری کو قربانی دے دوں گا یا فلاں کا غلام آزاد ہے، اس صورت میں نہ اس بکری کی قربانی واجب ہے نہ وہ غلام آزاد ہوگا کیونکہ بروقت نذر نہ بکری اس کی ملک تھی نہ وہ غلام، پھر اگر یہ چیزیں بعد میں اس کی ملک میں آ بھی جائیں تب بھی یہ نذر پوری نہ کرے کہ نذر درست ہوئی ہی نہیں۔

۵۔ مثلاً کوئی اپنے کو چھری سے ذبح کر لے تو کل قیامت میں چھری اس کے ہاتھ میں ہوگی جسے وہ اپنے میں گھونپتا ہوگا جب تک رب تعالیٰ چاہے یہ ہوتا رہے گا اس گھونپنے میں تکلیف پوری ہوگی مگر جان نہ نکلے گی جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔

۶۔ یعنی جو شخص لعنت کے لائق نہ ہو اسے لعنت کرے تو اس لعنت کا عذاب قتل کا سا ہے معلوم ہوا کہ غیر مستحق پر لعنت ناحق قتل کی طرح حرام ہے۔

۷۔ کیونکہ کفر و ارتداد قتل کے اسباب سے ہیں کسی کو بلا وجہ کافر یا مرتد کہنا گویا اسے لائق قتل کہنا ہے۔ خیال رہے کہ قذف کے لغوی معنی ہیں پھینکنا، اصطلاح شریعت میں زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہا جاتا ہے۔

۸۔ یعنی جو اپنا، بڑھانے کے لیے لوگوں کے مال پر جھوٹے دعویٰ کرے اس کا مال ان شاء اللہ گھٹے گا بڑھے گا نہیں کیونکہ حقیر غرض کے لیے، تنابڑ، گناہ کرتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۲۵)

(5) سنن نسائی، کتاب الایمان والندور، باب الحلف بالبراءۃ من الاسلام، الحدیث ۳۷۷۷، ص ۶۱۶۔

(6) کنز العمال، کتاب الیمین والظہر، الحدیث ۳۶۳۷۶، ج ۱۶، ص ۲۹۷۔

(7) کنز العمال، کتاب الیمین والظہر، الحدیث ۳۶۳۷۶، ج ۱۶، ص ۲۹۷۔

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قسم کھائے اور اس کے ساتھ انشاء اللہ کہہ لے تو حائث نہ ہوگا۔ (8)

حدیث ۹: بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خدا کی قسم! انشاء اللہ تعالیٰ میں کوئی قسم کھاؤں اور اسکے غیر میں بھلائی دیکھوں تو وہ کام کرونگا جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دیدونگا۔ (9)

حدیث ۱۰: امام مسلم و امام احمد و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دیدے اور وہ کام کرے۔ (10)

حدیث ۱۱: صحیحین میں انھیں سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! جو شخص اپنے اہل کے بارے میں قسم کھائے اور اس پر قائم رہے تو اللہ (عزوجل) کے نزدیک زیادہ گنہگار ہے، بہ نسبت اس کے کہ قسم توڑ کر کفارہ دیدے۔ (11)

حدیث ۱۲: قسم اس پر محمول ہوگی، جو قسم کھلانے والے کی نیت میں ہو۔ (12)

(8) جامع الترمذی، ابواب اللہ وروالایمان، باب ماجاء فی الاستثناء فی الیمین، الحدیث ۱۵۳۶، ج ۳، ص ۱۸۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یمین سے مراد وہ واقعہ ہے جس پر قسم کھائی جائے ورنہ قسم پر قسم نہیں ہوتی، حلف قسم ہے وہ یمین پر کیسے واقعہ ہوگا۔

۲۔ یعنی قسم سے متصل کہہ دے ان شاء اللہ اسی لیے ف ارشاد ہوئی۔ غلامہ یہ ہے کہ اگر وعدے یا قسم سے متصل ان شاء اللہ کہہ دیا جائے تو اس کے خلاف کرنے پر نہ گناہ ہے نہ کفارہ، موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے فرمایا "سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا" مگر بعد میں آپ صبر نہ کر سکے تو یہ وعدہ خلافی نہ ہوا، اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ ان شاء اللہ متصل کہہ دینے سے قسم ختم ہو جاتی ہے، طلاق، عتاق، نکاح کا یہ ہی حال ہے کہ اپنی بیوی سے کہا تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ یا میں نے نکاح قبول کیا ان شاء اللہ یا اے غلام تو آزاد ہے ان شاء اللہ، کچھ نہ ہو ان شاء اللہ نہ نکاح نہ آزادی۔

۳۔ یمین ایسا موقوف مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ قیاسی مسئلہ نہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۳۵)

(9) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمیناً... إلخ، الحدیث ۷۔ (۱۶۴۹)، ص ۸۹۵۔

(10) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمیناً... إلخ، الحدیث ۱۱۔ (۱۶۵۰)، ص ۸۹۷۔

(11) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قول اللہ تعالیٰ، الحدیث ۶۶۲۵، ج ۲، ص ۲۸۱۔

(12) سنن ابن ماجہ، کتاب الکفارات، باب من وڑی فی یمینہ، الحدیث ۲۱۲۰، ج ۲، ص ۵۵۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جب مقدمہ میں مدعی مدعی علیہ سے قسم لے تو قسم کے الفاظ میں مدعی کی نیت کا اعتبار ہوگا مدعی علیہ تاویل کر کے دوسرے معنی خلاف

ظاہر کی نیت نہیں کر سکتا کہ اس صورت میں مدعی علیہ ظننا مدعی کا حق مارنا چاہتا ہے اس لیے تاویل میں کر کے قسم کھا رہا ہے اگر بعد تاویل کر کے

قسم کھ جائے تو تاویل معتبر نہیں مدعی کی نیت کا اعتبار ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۳۱)

مسائل فقہیہ

قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کی بہتر ہے اور بات بات پر قسم کھانی نہ چاہیے اور بعض لوگوں نے قسم کو تکلیف کلام بنا رکھا ہے کہ قصد و بے قصد (ارادنا اور بغیر ارادہ کے) زبان سے جاری ہوتی ہے اور اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ بات سچی ہے یا جھوٹی یہ سخت معیوب ہے (بہت بڑی بات ہے) اور غیر خدا کی قسم مکروہ ہے اور یہ شرعاً قسم بھی نہیں یعنی اس کے توڑنے سے کفارہ لازم نہیں۔ (1)

مسئلہ ۱: قسم کی تین قسم ہے (۱) غموس۔ (۲) لغو۔ (۳) منعقدہ۔ اگر کسی ایسی چیز کے متعلق قسم کھائی جو ہو چکی ہے یا اب ہے یا نہیں ہوئی ہے یا اب نہیں ہے مگر وہ قسم جھوٹی ہے مثلاً قسم کھائی فلاں شخص آیا اور وہ اب تک نہیں آیا ہے یا قسم کھائی کہ نہیں آیا اور وہ آگیا ہے یا قسم کھائی کہ فلاں شخص یہ کام کر رہا ہے اور حقیقتاً وہ اس وقت نہیں کر رہا ہے یا قسم کھائی کہ یہ پتھر ہے اور واقع میں وہ پتھر نہیں، غرض یہ کہ اس طرح جھوٹی قسم کی دو صورتیں ہیں جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی یعنی مثلاً جس کے آنے کی نسبت جھوٹی قسم کھائی تھی یہ خود بھی جانتا ہے کہ نہیں آیا ہے تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں۔ اور اگر اپنے خیال سے تو اس نے سچی قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں وہ جھوٹی ہے مثلاً جانتا تھا کہ نہیں آیا اور قسم کھائی کہ نہیں آیا اور حقیقت میں وہ آگیا ہے تو ایسی قسم کو لغو کہتے ہیں۔ اور اگر آئندہ کے لیے قسم کھائی مثلاً خدا کی قسم میں یہ کام

(1) تبیین الحقائق، کتاب الایمان، ج ۳، ص ۴۱۸، ۴۱۹، وغیرہ۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ایمان یمن کی جمع ہے یمن بمعنی داہنی جانب، یسار کی مقابل بمعنی بائیں جانب، چونکہ اہل عرب عموماً قسم کھاتے یا قسم لیتے وقت ایک دوسرے سے داہنا ہاتھ ملا تھے اس لیے قسم کو یمن کہنے لگے۔ یا یمن بنا یمن سے بمعنی برکت و قوت سے چونکہ قسم میں اللہ تعالیٰ کا برکت نام بھی لیتے ہیں اور اس سے اپنے کلام کو قوت دیتے ہیں اس لیے اسے یمن کہتے ہیں بمعنی بابرکت و قوت والی گفتگو۔ قسم تین قسم کی ہوتی ہیں: قسم لغو، قسم غموس، قسم منعقدہ۔ منعقدہ قسم توڑنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے بشرطیکہ اللہ کے نام کی کھائی گئی ہو اور قسم غموس میں صرف گناہ ہے اور قسم لغو میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ نذر جمع ہے نذر کی بمعنی ڈرانا، اسی سے ہے نذر کسی غیر واجب عبادت کو اپنے ذمہ واجب کر لینا نذر ہے خود کسی شرط پر معلق ہو یا نہ ہو گناہ کی نذر ماننے میں کفارہ قسم کا ہوتا ہے۔ قسموں اور نذروں کی مکمل بحث کتب فقہ میں ہے ہم بھی آئندہ بقدر ضرورت عرض کریں گے نذر کا ثبوت قرآن کریم سے ہے "إِنِّي نَذَرْتُ لِلَّهِ نَحْرًا" اور قرآن کریم میں ہے: "إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي" وغیرہ۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۲۱)

(2) الدر المختار، كتاب الايمان، ج 5، ص 492-496.

جھوٹی قسم کھانا

یہ نہایت قبیح گناہوں میں سے ہے، مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ کے رسول غرّ و جَلّ وصّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس مقام پر تشریف فرما ہوئے، جہاں آج میں کھڑا ہوں، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور فرمایا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ وَهُمَا فِي النَّارِ.

ترجمہ: جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بولنے والا بدکار کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دونوں دوزخ میں ہوں گے۔

سرکار والا ستبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کافرین عبرت نشان ہے:

إِنَّ الْكُذْبَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ النَّفَاقِ.

(مساوی الاخلاق للخرائطی، باب ماجاء فی الکذب وفتح ما اتی بہ اُھلہ، الحدیث ۷۰۷، ج ۱، ص ۱۱۷)

ترجمہ: بے شک جھوٹ منافقت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

قسم لغوی

حکیم الامت کے مدنی پھول

قسم لغو وہ ہے جس میں نہ کفارہ ہو نہ گناہ، لغو بمعنی بے کار، قسم لغو کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ امام شافعی کے ہاں قسم لغو یہ ہے کہ بغیر ارادہ منہ واللہ باللہ نکل جائے جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے واللہ آئے واللہ جائے وغیرہ، یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے، ہمارے امام اعظم کے نزدیک قسم لغو یہ ہے کہ کسی بات پر اسے سچ سمجھ کر قسم کھائے مگر وہ ہو جھوٹ جیسے کسی کو زید کے آجانے کا یقین تھا وہ کہے قسم خدا کی زید آگیا لیکن وہ آیا نہ تھا، یہ قسم لغو ہے حضرت عبداللہ ابن عباس نے قسم لغو کی یہی تفسیر فرمائی امام اعظم و امام احمد کا یہ ہی مذہب ہے بہذا ہمارے ہاں اگر بغیر قصد قسم نکل جانے پر قسم کے احکام جاری ہوں گے مثلاً عادت کے طور پر کہہ دے واللہ میں جاؤں گا واللہ کھاؤں گا اگر نہ جائے نہ کھائے تو کفارہ واجب ہوگا اگرچہ قسم کی نیت سے واللہ نہ کہا ہو، مگر کا بھی یہی حکم ہے کہ بغیر قصد نذر کے

مسئلہ ۲: غموس میں سخت گنہگار ہوا استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں اور لغو میں گناہ بھی نہیں اور منعقدہ میں اگر قسم توڑے گا کفارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔ (3)

الفاظ جاری ہونے سے نذر ہو جاتی ہے کیونکہ بعض احادیث میں ہے کہ تین چیزیں عذاب ہوں تب بھی درست ہیں خطا یا بھول کر ہوں جب بھی درست، نکاح، طلاق اور قسم۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ میری امت سے خطا و نسیان اٹھالیے گئے تو خطا کی قسم پر احکام کیسے؟ مگر یہ کمزوری بات ہے کیونکہ خطا و نسیان پر سزا اٹھالی گئی نہ کہ احکام پر، روزے میں خطا پانی پی لینے سے روزہ جاتا رہتا ہے اگرچہ اس پر گناہ نہیں ایسے خطا قسم پر گناہ نہیں احکام مرتب ہیں۔ اس کی پوری بحث فتح القدیر میں اور مرقات میں اسی جگہ دیکھئے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۳۲)

بیمین منعقدہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی الدرا المختار ومنعقدہ وہی حلفہ علی مستقبل ات ممکنہ وفيہ الکفارة ان حلف وہی ای الکفارة ترفع الاثم وان لم توجد منه التوبة معها ای مع الکفارة، سراجیہ اہ ملخصاً.

(۱- الدر المختار کتاب الایمان مطبع مجتہائی دہلی ۱/۲۹۰)

در مختار میں ہے: بیمین منعقدہ اور وہ ہوتی ہے کہ آئندہ ممکنہ چیز کے متعلق حلف دیا جائے، اس میں حائث ہونے پر کفارہ ہوتا ہے اور وہ کفارہ قسم کے گناہ کو ختم کر دیتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ توبہ بھی نہ کرے، سراجیہ اہ ملخصاً۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۵۰۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الاول فی تفسیر ہاشرعاً...، الخ، ج ۲، ص ۵۲.

والدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۴۹۲-۴۹۷ وغیرہا.

جھوٹی قسموں کی مذمت

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے اللہ عز و جل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔

(بخاری، کتاب الایمان والندور، باب الیمین الغموس، ۲/۲۹۵، حدیث ۶۶۷۵)

جھوٹی قسم کے نقصانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر چھوڑتی ہے (فتاویٰ رضویہ، ۶/۶۰۲) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں جھوٹی قسم کو شہ بات پر دانستہ (یعنی جان بوجھ کر کھانے والے پر اگرچہ) اس کا کوئی کفارہ نہیں، (مگر) اس کی سزا یہ ہے کہ جہنم کے گھولتے دریا میں غوطے دیا جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، ۱۳/۶۱۱)

مسئلہ ۳: بعض قسمیں ایسی ہیں کہ اون کا پورا کرنا ضروری ہے مثلاً کسی ایسے کام کے کرنے کی قسم کھائی جس کا بغیر قسم کرنا ضروری تھا یا گناہ سے بچنے کی قسم کھائی تو اس صورت میں قسم سچی کرنا ضرور ہے۔ مثلاً خدا کی قسم ظہر پڑھوں گا یا چوری یا زنا نہ کروں گا۔ دوسری وہ کہ اس کا توڑنا ضروری ہے مثلاً گناہ کرنے یا فرائض و واجبات نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھوں گا یا چوری کروں گا یا ماں باپ سے کلام نہ کروں گا تو قسم توڑ دے۔ تیسری وہ کہ اس کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایسے امر (معاملہ) کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ چوتھی وہ کہ مباح کی قسم کھائی یعنی کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہیں اس میں قسم کا باقی رکھنا افضل ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: منعقدہ جب توڑے گا کفارہ لازم آئے گا اگرچہ اس کا توڑنا شرع (شریعت) نے ضروری قرار دیا ہو۔ (5)

مسئلہ ۵: منعقدہ تین قسم ہے: (1) یمین فور۔ (2) مرسل۔ (3) موقت۔ اگر کسی خاص وجہ سے یا کسی بات کے جواب میں قسم کھائی جس سے اس کام کا فوراً کرنا یا نہ کرنا سمجھا جاتا ہے اس کو یمین فور کہتے ہیں۔ ایسی قسم میں اگر فوراً وہ بات ہو گئی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر کچھ دیر کے بعد ہو تو اس کا کچھ اثر نہیں مثلاً عورت گھر سے باہر جانے کا تہیہ کر رہی

(4) المبسوط للسرخسی، کتاب الایمان، ج ۴، الجزء الثامن، ص ۱۳۳، ۱۳۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

مثلاً اگر قسم کھائی جائے کہ میں اپنے والد سے کلام نہ کروں گا تو چاہیے کہ قسم توڑ دے اپنے والد سے کلام کرے پھر کفارہ دے دے۔ خیال رہے کہ داد جمع کے لیے ہے ترتیب کے لیے نہیں لہذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کفارہ پہلے دے پھر قسم توڑے، بعض روایات میں ثم وارد ہوا فللیکفر عن یمینہ ثم لءات بالذی ہو خیر مگر یہ روایت درست نہیں۔ مسلم، بخاری میں وارد ہے یہاں مرقات نے ثم اور داد کی روایات میں بہت عمدہ بحث کی ہے داد کی روایت کو ترجیح دی اگر ثم کی روایات صحیح بھی ہوں تو بھی شوافع کے خلاف ہیں کہ وہ بھی کفارہ کا مقدم کرنا واجب نہیں مانتے صرف جائز مانتے ہیں مگر اس روایت سے ثابت ہوگا کہ کفارہ پہلے دینا قسم بعد میں توڑنا واجب ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۲۶)

(5) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الاول فی تفسیر ما شرعاً...، ج ۲، ص ۵۲۔

ہر قسم کی بد عہدی اور عہد شکنی ممنوع اور شریعت میں گناہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بلا ضرورت اس کو توڑنا بھی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَوْفُوا بِالْعُقُوبِ یعنی اپنے عہدوں اور معاہدوں کو پورا کرو اور فرمایا کہ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ یعنی اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ ہاں البتہ اگر کسی خلاف شرع بات کی قسم کھالی ہو تو ہرگز ہرگز اس قسم پر اڑے نہیں رہنا چاہیے بلکہ لازم ہے کہ اس قسم کو توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے۔

ہے اس نے کہا اگر تو گھر سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے اس وقت عورت ٹھہر گئی پھر دوسرے وقت گئی تو طلاق نہیں ہوئی یا ایک شخص کسی کو مارنا چاہتا تھا اس نے کہا اگر تو نے اسے مارا تو میری عورت کو طلاق ہے اس وقت اس نے نہیں مارا تو طلاق نہیں ہوئی اگرچہ کسی اور وقت میں مارے یا کسی نے اس کو ناشتہ کے لیے کہا کہ میرے ساتھ ناشتہ کر لو اس نے کہا خدا کی قسم ناشتہ نہیں کروں گا اور اس کے ساتھ ناشتہ نہ کیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ گھر جا کر اسی روز ناشتہ کیا ہو۔

اور موقت وہ ہے جس کے لیے کوئی وقت ایک دن دو دن یا کم و بیش مقرر کر دیا سمیں اگر وقت معین (مقررہ وقت) کے اندر قسم کے خلاف کیا تو ٹوٹ گئی ورنہ نہیں مثلاً قسم کھائی کہ اس گھرے میں جو پانی ہے اسے آج پیوں گا اور آج نہ پیا تو قسم ٹوٹ گئی اور کفارہ دینا ہوگا اور پی لیا تو قسم پوری ہو گئی اور اگر اس وقت کے پورا ہونے سے پہلے وہ شخص مر گیا یا اس کا پانی گر دیا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر قسم کھانے کے وقت اس گھرے میں پانی تھا ہی نہیں مگر قسم کھانے والے کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس میں پانی نہیں ہے جب بھی قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اسے معلوم تھا کہ پانی اس میں نہیں ہے اور قسم کھائی تو قسم ٹوٹ گئی۔

اور اگر قسم میں کوئی وقت مقرر نہ کیا اور قرینہ (یعنی ظاہری صورت حال) سے فوراً کرنا یا نہ کرنا نہ سمجھا جاتا ہو تو اسے مرسل کہتے ہیں۔ کسی کام کے کرنے کی قسم کھائی اور نہ کیا مثلاً قسم کھائی کہ فلاں کو ماروں گا اور نہ مارا یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مر گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور جب تک دونوں زندہ ہوں تو اگرچہ نہ مارا قسم نہیں ٹوٹی اور نہ کرنے کی قسم کھائی تو جب تک کر یگا نہیں قسم نہیں ٹوٹے گی مثلاً قسم کھائی کہ میں فلاں کو نہ ماروں گا اور مارا تو ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔ (6)

مسئلہ ۶: غلطی سے قسم کھا بیٹھا مثلاً کہنا چاہتا تھا کہ پانی لاؤ یا پانی پیوں گا اور زبان سے نکل گیا کہ خدا کی قسم پانی نہیں پیوں گا یا یہ قسم کھانا نہ چاہتا تھا دوسرے نے قسم کھانے پر مجبور کیا تو وہی حکم ہے جو قصداً (جان بوجھ کر) اور بلا مجبور کے قسم کھانے کا ہے یعنی توڑے گا تو کفارہ دینا ہوگا قسم توڑنا اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کرنے سے قصداً ہو یا بھول چوک سے ہر صورت میں کفارہ ہے بلکہ اگر بیہوشی یا جنون میں قسم توڑنا ہو جب بھی کفارہ واجب ہے جب کہ ہوش میں قسم کھائی ہو اور اگر بے ہوشی یا جنون میں قسم کھائی تو قسم نہیں کہ عاقل ہونا شرط ہے اور یہ عاقل نہیں۔ (7)

مسئلہ ۷: قسم کے لیے چند شرطیں ہیں، کہ اگر وہ نہ ہوں تو کفارہ نہیں۔ قسم کھانے والا (۱) مسلمان، (۲) عاقل، (۳) بالغ ہو۔ کافر کی قسم، قسم نہیں یعنی اگر زمانہ کفر میں قسم کھائی پھر مسلمان ہوا تو اس قسم کے توڑنے پر کفارہ

(6) الجوهرة البیضاء، کتاب الایمان، الجزء الثانی، ص ۲۴۷۔

(7) تبیین الحقائق، کتاب الایمان، ج ۳، ص ۴۲۳۔

واجب نہ ہوگا۔ اور معاذ اللہ قسم کھانے کے بعد مرتد ہو گیا تو قسم باطل ہو گئی یعنی اگر پھر مسلمان ہوا اور قسم توڑ دی تو کفارہ نہیں۔ آزاد ہونا شرط نہیں یعنی غلام کی قسم قسم ہے توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا مگر کفارہ مالی نہیں دے سکتا کہ کسی چیز کا مالک ہی نہیں ہاں روزہ سے کفارہ ادا کر سکتا ہے مگر موٹی اس روزہ سے اسے روک سکتا ہے لہذا اگر روزہ کے ساتھ کفارہ ادا نہ کیا ہو تو آزاد ہونے کے بعد کفارہ دے۔ (۴) اور قسم میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ چیز جس کی قسم کھائی عقلاً ممکن ہو یعنی ہو سکتی ہو، اگرچہ محال عادی ہو۔ (۵) اور یہ بھی شرط ہے کہ قسم اور جس چیز کی قسم کھائی دونوں کو ایک ساتھ کہا ہو درمیان میں فاصلہ ہوگا تو قسم نہ ہوگی مثلاً کسی نے اس سے کہلایا کہ کہہ خدا کی قسم اس نے کہا خدا کی قسم اس نے کہا کہہ فلاں کام کروں گا اس نے کہا تو یہ قسم نہ ہوئی۔ (۸)

مسئلہ ۸: اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں ان میں سے جس نام کے ساتھ قسم کھائے گا قسم ہو جائیگی خواہ بول چال میں اس نام کے ساتھ قسم کھاتے ہوں یا نہیں۔ مثلاً اللہ (عزوجل) کی قسم، خدا کی قسم، رحمن کی قسم، رحیم کی قسم، پروردگار کی قسم۔ یوہیں خدا کی جس صفت کی قسم کھائی جاتی ہو اس کی قسم کھائی ہو گئی مثلاً خدا کی عزت و جلال کی قسم، اس کی کبریائی (بڑائی) کی قسم، اس کی بزرگی یا بڑائی کی قسم، اس کی عظمت کی قسم، اس کی قدرت و قوت کی قسم، قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم، ان الفاظ سے بھی قسم ہو جاتی ہے حلف (قسم) کرتا ہوں، قسم کھاتا ہوں، میں شہادت دیتا ہوں، خدا گواہ ہے، خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ مجھ پر قسم ہے۔ لا الہ الا اللہ میں یہ کام نہ کروں گا۔ اگر یہ کام کرے یا کیا ہو تو یہودی ہے یا نصرانی یا کافر یا کافروں کا شریک، مرتے وقت ایمان نصیب نہ ہو۔ بے ایمان مرے، کافر ہو کر مرے، اور یہ الفاظ بہت سخت ہیں کہ اگر جھوٹی قسم کھائی یا قسم توڑ دی تو بعض صورت میں کافر ہو جائے گا۔ جو شخص اس قسم کی جھوٹی قسم کھائے اس کی نسبت حدیث میں فرمایا: وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔ یعنی یہودی ہونے کی قسم کھائی تو یہودی ہو گیا۔ یوہیں اگر کہا خدا جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے اور یہ بات اس نے جھوٹ کہی ہے تو اکثر علماء کے نزدیک کافر ہے۔ (۹)

مسئلہ ۹: یہ الفاظ قسم نہیں اگرچہ ان کے بولنے سے گنہگار ہوگا جبکہ اپنی بات میں جھوٹا ہے اگر ایسا کروں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کا غضب ہو۔ اس کی لعنت ہو، اس کا عذاب ہو۔ خدا کا قہر ٹوٹے، مجھ پر آسمان پھٹ پڑے، مجھے زمین

(۸) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً... إلخ، ج ۲، ص ۵۱۔

ورد المحتار، کتاب الایمان، مطلب فی یمن الکافر، ج ۵، ص ۳۹۰۔

(۹) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون یمناً... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۵۲-۵۳۔

والدر المختار ورد المحتار، کتاب الایمان، مطلب فی الفرق... إلخ، ج ۵، ص ۳۹۹-۵۰۳، وغیرہ۔

نگل جائے۔ مجھ پر خدا کی مار ہو، خدا کی پھٹکار (لعنت) ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نہ ملے، مجھے خدا کا دیدار نہ نصیب ہو، مرتے وقت کلمہ نہ نصیب ہو۔ (10)

مسئلہ ۱۰: جو شخص کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرے مثلاً کہے کہ فلاں چیز مجھ پر حرام ہے تو اس کہہ دینے سے وہ شے حرام نہیں ہوگی کہ اللہ (عزوجل) نے جس چیز کو حلال کیا اور سے کون حرام کر سکے مگر اوس کے برتنے سے کفارہ لازم آئیگا یعنی یہ بھی قسم ہے۔ (11)

مسئلہ ۱۱: تجھ سے بات کرنا حرام ہے یہ یمین (قسم) ہے بات کریگا تو کفارہ لازم ہوگا۔ (12)

مسئلہ ۱۲: اگر اس کو کھاؤں تو سوڑ کھاؤں یا مردار کھاؤں یہ قسم نہیں یعنی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (13)

مسئلہ ۱۳: غیر خدا کی قسم قسم نہیں مثلاً تمہاری قسم، اپنی قسم، تمہاری جان کی قسم، اپنی جان کی قسم، تمہارے سر کی قسم، اپنے سر کی قسم، آنکھوں کی قسم، جوانی کی قسم، ماں باپ کی قسم، اولاد کی قسم، مذہب کی قسم، دین کی قسم، علم کی قسم، کعبہ کی قسم، عرش الہی کی قسم، رسول اللہ کی قسم۔ (14)

مسئلہ ۱۴: خدا و رسول کی قسم یہ کام نہ کروں گا یہ قسم نہیں۔ اگر کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ یہ کام نہ کروں گا اور

(10) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون یمیناً... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۵۴.

(11) تمییز الحقائق، کتاب الایمان، ج ۳، ص ۴۳۶.

(12) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون یمیناً... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۵۸.

(13) المبسوط لسرخسی، کتاب الایمان، ج ۴، الجزء الثانی، ص ۱۳۳.

(14) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الاول فی تفسیرھا... إلخ، ج ۲، ص ۵۱.

بعض علمائے کرام رحمہم اللہ السلام نے ان گناہوں کے کبیرہ ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس موضوع پر وسیع کلام کرتے ہوئے فرمایا غیر اللہ کی قسم کھانا بھی یمین غموس (یعنی جھوٹی قسم) میں داخل ہے جیسے نبی پاک، کعبہ، مشرفہ، فرشتوں، آسمان، آباء و اجداد، زندگی اور امانت کی قسم کھانا اور مذکورہ تمام الفاظ ایسے ہیں جن کے متعلق سخت ممانعت ہے اور روح، سر، بادشاہ کی زندگی، سلطان کی نعمت اور کسی کی قبر کی قسم کھانا وغیرہ۔ پھر کئی احادیث ذکر فرمائیں جن میں ایسی قسموں کی ممانعت اور سخت وعید ہے۔ چنانچہ،

حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: اللہ عزوجل تمہیں اپنے آباء و اجداد کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے، لہذا قسم کھانے والے کو چاہئے کہ اللہ عزوجل کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب النہی عن الحلف بغیر اللہ، الحدیث ۴۲۵۷، ص ۹۶۶)

حضور نبی کریم، زکوة و رفیع جہیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بتوں اور اپنے آباء و اجداد کی قسمیں نہ کھاؤ۔

(المرجع السابق، باب من حلف باللات... إلخ، الحدیث ۴۲۶۲) ←

واقع میں قسم کھائی ہے تو قسم ہے اور جھوٹ کہا تو قسم نہیں جھوٹ بولنے کا گناہ ہوا۔ اور اگر کہا خدا کی قسم کہ اس سے بڑھ کر حدیث پاک کی لغوی تشریح

ظواغی طاعینہ کی جمع ہے اس کا معنی بت ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے: **خِذْبَةُ طَاعِينَةٍ دُوس** یعنی یہ قبیلہ دُوس کا بت اور معبود ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب تغیر الزمان حتی تعبد الاثان، الحدیث ۱۱۶، ص ۵۹۳)

سرکارِ مدینہ، قرآنِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو امانت کی قسم کھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والندور، باب کراہیۃ الحلف بامانۃ، الحدیث ۳۲۵۳، ص ۱۳۶)

یہاں آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو پھر بھی سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹے گا۔

(المرجع السابق، باب ماجاء فی الحلف بالبراءۃ دہملۃ غیر ال اسلام، الحدیث ۳۲۵۸)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا نہیں، کعبہ کی قسم! تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا غیر اللہ کی قسم نہ کھاؤ کیونکہ میں نے حضور نبی اکرمؐ، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی بلاشبہ اس نے کفر و شرک کیا۔

(جامع الترمذی، ابواب اللہ وروایا الایمان، باب ماجاء فی ان من حلف بغیر اللہ فقد اشرک، الحدیث ۱۵۳۵، ص ۱۸۰۹)

بعض علمائے کرام رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں کہ مذکورہ فرمانِ مصطفیٰ: سختی پر محمول ہے جیسے حدیث پاک ہے کہ ریا کاری شرک ہے۔

(المرجع السابق)

غیر اللہ کی قسم کھانے پر کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم

ایک روایت میں ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے لات و عزی کی قسم کھائی تو وہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النجم، باب آخر غم الملت والغرزی، الآیہ ۱۹، الحدیث ۴۸۶۰، ص ۴۱۵)

شرح حدیث

مذکورہ حدیث پاک میں کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم دیا گیا، اس کا سبب یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام رضو ان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس طرح کی قسمیں اٹھانے کا دورِ جاہلیت نیا نیا گزرا تھا لہذا کبھی کبھار زبان سے اس طرح کی قسم نکل جاتی تھی۔ لہذا حضور نبی پاک، صاحبِ نواک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اس پر فوراً لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لیا کرو تا کہ ان کی زبان سے جو کچھ نکلا وہ اس کی وجہ سے مٹ جائے۔ یہ مذکورہ بعض علمائے کرام رحمہم اللہ السلام کے بیان کردہ کلام کا خلاصہ ہے۔

ہمارے شافعی ائمہ کرام رحمہم اللہ السلام کا کلام اس موقع کی تائید نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے مطلقاً غیر اللہ کی قسم مکروہ قرار دی۔ ہاں! —

کوئی قسم نہیں یا اس کے نام سے بزرگ کوئی نام نہیں یا اس سے بڑھ کر کوئی نہیں میں اس کام کو نہ کروں گا تو یہ قسم ہوگئی

اگر اس کی قسم کھانے سے وہ اس کی ایسی تعظیم کا عقیدہ رکھے جیسا وہ اللہ عز و جل کے بارے میں رکھتا ہے تو اس صورت میں وہ قسم کفر ہوگی اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث پاک اور آنے والی احادیث مبارکہ کا یہی مطلب ہے اور امت وغیرہ کی قسم کھانے سے اگر اس کی تعظیم کا ارادہ ہو تو کفر ہے ورنہ نہیں اور اس صورت میں ایک طرح کا احتمال ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور بعض مآقات اندیشوں کے (عنوان میں) ذکر کردہ قول پر گناہ کبیرہ کا حکم لگانا بعید از قیاس نہیں کیونکہ ساجدہ حدیث پاک اور آنے والی احادیث مبارکہ میں اس پر سخت وعید ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو یہ کفر ہے یا اگر سچا ہو تو پھر بھی اسلام کی طرف صحیح و سالم نہ پہنچے گا اور اس میں کوئی مذاقہ نہیں کہ اس موضوع پر مذکورہ بعض علمائے کرام رحمہم اللہ الشکام کی بیان کردہ احادیث مبارکہ کو استاد اور ان کی محنت پر کلام کئے بغیر ذکر کر دیا جائے۔ چنانچہ سرکارِ مہدار مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عز و جل تمہیں اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے، لہذا قسم کھانے والے کو چاہئے کہ اللہ عز و جل کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الیمنی عن الحلف بغیر اللہ، الحدیث ۳۲۵۷، ص ۹۶۶)

اللہ عز و جل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو ارشاد فرمایا: اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھاؤ جو قسم کھائے وہ اللہ عز و جل کی قسم اٹھائے اور جس کے لئے اللہ عز و جل کی قسم کھائی جائے اُسے چاہئے کہ راضی ہو جائے (یعنی تسلیم کر لے) اور جو اللہ عز و جل کی قسم پر بھی راضی نہ ہوا اُس کے لئے اللہ عز و جل کی طرف سے کچھ نہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الکفارات، باب من حلف باللہ فلیرض، الحدیث ۲۱۰۱، ص ۲۶۰۳، ج ۱، ج ۲)

پور کے پیکر، تمام نبیوں کے مژدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تحقیق اُس نے کفر و شرک کیا۔ (جامع الترمذی، ابواب اللہ و الایمان، باب ما جاء فی ان من حلف..... الخ، الحدیث ۱۵۳۵، ص ۱۸۰۹)

سرکارِ مکرم، سردارِ مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عز و جل کے علاوہ جس کی بھی قسم کھائی جاتی ہے وہ شرک ہے۔ (المستدرک، کتاب الایمان، باب کل یمن یحلف بہا دون اللہ شرک، الحدیث ۵۰، ج ۱، ص ۱۶۹)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے اللہ عز و جل کے نام کی جھوٹی قسم کھانا غیر اللہ کی سچی قسم کھانے سے زیادہ پسند ہے۔ (المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الایمان، باب الرجل یحلف بغیر اللہ او بأبیہ، الحدیث ۷، ج ۳، ص ۳۸۰)

دو جہاں کے تاجدار، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والندور، باب کراہیۃ الحلف بالامانۃ، الحدیث ۳۲۵۳، ص ۱۳۶۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو پھر بھی سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والندور، باب ما جاء فی الحلف بالبراءۃ..... الخ، الحدیث ۳۲۵۸، ص ۱۳۶۷)

اور درمیان کا لفظ فاصل قرار نہ دیا جائیگا۔ (15)

مسئلہ ۱۵: اگر یہ کام کروں تو خدا سے مجھے جتنی امیدیں ہیں سب سے ناامید ہوں، یہ قسم ہے اور توڑنے پر کفارہ لازم۔ (16)

مسئلہ ۱۶: اگر یہ کام کروں تو کافروں سے بدتر ہو جاؤں تو قسم ہے اور اگر کہا کہ یہ کام کرے تو کافر کو اس پر شرف ہو (فضیلت ہو) تو قسم نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۷: اگر کسی کام کی چند قسمیں کھائیں اور اس کے خلاف کیا تو جتنی قسمیں ہیں اتنے ہی کفارے لازم ہوں گے مثلاً کہا کہ واللہ باللہ میں یہ نہیں کروں گا یا کہا خدا کی قسم، پروردگار کی قسم تو یہ دو قسمیں ہیں۔ کسی کام کی نسبت قسم کھائی کہ میں اسے کبھی نہ کروں گا پھر دوبارہ اسی مجلس میں قسم کھا کر کہا کہ میں اس کام کو کبھی نہ کروں گا پھر اس کام کو کیا تو دو کفارے لازم۔ (18)

مسئلہ ۱۸: واللہ اس سے ایک دن کلام نہ کروں گا۔ خدا کی قسم اس سے مہینہ بھر کلام نہ کروں گا۔ خدا کی قسم اس

فیضی المذنبین، انفس المؤمنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قسم کھائی وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا، اگر اس نے کہا کہ وہ یہودی ہے تو وہ یہودی ہے، اگر کہا کہ وہ نصرانی ہے تو نصرانی ہے اور اگر کہا کہ وہ اسلام سے بری ہے تو وہ اسی طرح ہے اور جو شخص جاہلیت کی پکار پکارے وہ جہنمیوں میں سے ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔

(المستدرک، کتاب الایمان والندور، باب من حلف علی یمن... إلخ، الحدیث ۷۸۸۷، ج ۵، ص ۴۲۴، جغیر قلیل)
حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزّوجلّ کے محبوب، دانائے محبوب، منزہ عن الخیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ تب تو میں یہودی ہوں تو ارشاد فرمایا (اس پر یہ بات) واجب ہو گئی۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الکفارات، باب من حلف بملۃ غیر الاسلام، الحدیث ۲۰۹۹، ص ۲۶۰۳)
حسن اخلاق کے پیکر، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی ٹھوٹی قسم کھائی تو وہ اپنے کہنے کے مطابق ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من اکفر اُخاه بغیر تاویل فہو ک قال، الحدیث ۶۱۰۵، ص ۵۱۵)

(15) المرجع السابق، الباب الثانی فیما یكون یمنیہ... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۵۸، ۵۷۔

(16) المرجع السابق، ص ۵۸۔

(17) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون یمنیہ... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۵۸۔

(18) الفتاویٰ الہندیہ، المرجع السابق، ص ۵۶۔

سے سال بھر بات نہ کروں گا پھر تھوڑی دیر بعد کلام کیا تو تین کفارے دے اور ایک دن کے بعد بات کی تو دو کفارے اور مہینہ بھر کے بعد کلام کیا تو ایک کفارہ اور سال بھر کے بعد کیا تو کچھ نہیں۔ قسم کھائی کہ فلاں بات میں نہ کہوں گا نہ ایک دن نہ دو دن تو یہ ایک ہی قسم ہے جس کی میعاد (مدت) دو دن تک ہے۔ (19)

مسئلہ ۱۹: دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی مثلاً کہا تمہیں خدا کی قسم یہ کام کر دو تو اس کہنے سے اس پر قسم نہ ہوئی یعنی نہ کرنے سے کفارہ لازم نہیں ایک شخص کسی کے پاس گیا اس نے اٹھنا چاہا اس نے کہا خدا کی قسم نہ اٹھنا اور وہ کھڑا ہو گیا تو اس قسم کھانے والے پر کفارہ نہیں۔ (20)

مسئلہ ۲۰: ایک نے دوسرے سے کہا تم فلاں کے گھر کل گئے تھے اس نے کہا ہاں پھر اس پوچھنے والے نے کہا خدا کی قسم تم گئے تھے اس نے کہا ہاں تو اس کا ہاں کہنا قسم ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم نے فلاں شخص سے بات چیت کی تو تمہاری عورت کو طلاق ہے اس نے جواب میں کہا مگر تمہاری اجازت سے تو اس کے کہنے کا مقصد یہ ہوا کہ بغیر اس کی اجازت کے کلام کریگا تو عورت کو طلاق ہے، لہذا بغیر اجازت کلام کرنے سے عورت کو طلاق ہو جائے گی۔ (21)

مسئلہ ۲۱: ایک نے دوسرے سے کہا خدا کی قسم تم یہ کام کرو گے اگر اس سے خود قسم کھانا مراد ہے تو قسم ہو گئی اور اگر قسم کھلانا مقصود ہے یا نہ خود کھانا مقصود ہے نہ کھلانا تو قسم نہیں یعنی اگر دوسرے نے اس کام کو نہ کیا تو کسی پر کفارہ نہیں۔ (22)

مسئلہ ۲۲: ایک نے دوسرے سے کہا خدا کی قسم تمہیں یہ کام کرنا ہوگا خدا کی قسم تمہیں یہ کام کرنا ہوگا دوسرے نے کہا ہاں اگر پہلے کا مقصود قسم کھانا ہے اور دوسرے کا بھی ہاں کہنے سے قسم کھانا مقصود ہے تو دونوں کی قسم ہو گئی اور اگر پہلے کا مقصود قسم کھلانا ہے اور دوسرے کا قسم کھانا تو دوسرے کی قسم ہو گئی اور اگر پہلے کا مقصود قسم کھلانا ہے اور دوسرے کا مقصود ہاں کہنے سے قسم کھانا نہیں بلکہ وعدہ کرنا ہے تو کسی کی قسم نہ ہوئی۔ (23)

مسئلہ ۲۳: ایک نے دوسرے سے کہا خدا کی قسم میں تمہارے یہاں دعوت میں نہیں آؤں گا تیسرے نے کہا کیا

(19) افتاویٰ الھند یہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون میثاقاً... راجع، الفصل الاول، ج ۲، ص ۵۷، ۵۸.

(20) المرجع السابق، ص ۵۹، ۶۰.

(21) المرجع السابق، ص ۵۹.

(22) الفتاویٰ الھند یہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون میثاقاً... راجع، الفصل الاول، ج ۲، ص ۶۰.

(23) المرجع السابق.

میرے یہاں بھی نہ آؤ گے اوس نے کہا ہاں تو یہ ہاں کہنا بھی قسم ہے یعنی اس تیسرے کے یہاں جانے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ (24)



کفارہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(لَا يُوَاحِدُكُمْ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
حَلِيمٌ ﴿٢٢٥﴾) (1)

اللہ (عزوجل) ایسی قسموں میں تم سے مواخذہ نہیں کرتا جو غلط فہمی سے ہو جائیں ہاں اون پر گرفت کرتا ہے جو تمہارے دلوں نے کام کیے اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا، علم والا ہے۔
اور فرماتا ہے:

(قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾)
بیشک اللہ (عزوجل) نے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کیا ہے اور اللہ (عزوجل) تمہارا مولیٰ ہے اور وہ علم وال اور
حکمت والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

(1) پ ۲۲۵ البقرة ۲۲۵۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ مسئلہ قسم تین طرح کی ہوتی ہے (۱) لغو
(۲) غموس (۳) منعقدہ (۱) لغویہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ اس کے خلاف ہو
یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ نہیں۔ (۲) غموس یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے اس میں گنہگار ہوگا۔ (۳) منعقدہ
یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائے اس قسم کو اگر توڑے تو گنہگار بھی ہے اور کفارہ بھی لازم۔

(2) پ ۲۸، التحریم ۲۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یعنی کفارہ تو، یہ کو خدمت سے سرفراز
فرمائیے یا شہد نوش فرمائیے یا قسم کے اوتار سے یہ مراد ہے کہ قسم کے بعد ان شاء اللہ کہا جائے تاکہ اس کے خلاف کرنے سے جھٹ (قسم
شکنی) نہ ہو۔ مقابل سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ماریہ کی تحریم کے کفارہ میں ایک غلام آز دکیا اور حسن رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ آپ مغفور ہیں، کفارہ کا حکم تعلیم امت کے لئے ہے۔
مسند: اس آیت سے ثابت ہوا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا یحییٰ یعنی قسم ہے۔

(لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٨٩﴾ (3)

اللہ (عزوجل) تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرتا ہاں اون قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسموں کا کفارہ دس مسکین کو کھانا دینا ہے اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اوس کے اوسط میں سے یا اونہیں کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور جو ان میں سے کسی بات پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب قسم کھاؤ۔ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ (عزوجل) اپنی نشانیاں تمہارے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔



(3) پ ۷، المائدہ ۸۹۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ دونوں وقت کا خواہ انہیں بکھلاوے یا پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو صدقہ فطر کی طرح دے دے۔

مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو دس روز دے دے یا بکھلا دیا کرے۔

(۱) اتنی روپے بھر کے سیر کے حساب سے فی مسکین کھانے کا وزن پونے دو سیر چار بھر، یہ اصل وزن ہے مگر احتیاطی حکم یہ ہے کہ اتنے وزن کا جو جس پیمانے میں سمائے اس پیمانے سے گندم دیا جائے جس کا وزن دو سیر تین چھٹانک اتنی بھر ہوتا ہے اور نئے حساب سے دو کلو پینتالیس گرام یہ نصف صاع کا احتیاطی وزن ہے، تفصیل فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت میں دیکھیں۔

مسائل فقہیہ

یہ تو معلوم ہو چکا کہ قسم توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ قسم توڑنے کا کیا کفارہ ہے اور اس کی کیا صورتیں ہیں، لہذا اب اس کے احکام کی تفصیل سنیں:

مسئلہ ۱: قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس ۱۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اون کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔ (1)

مسئلہ ۲: غلام آزاد کرنے یا مساکین کو کھانا کھلانے میں اون تمام باتوں کی جو کفارہ ظہار میں مذکور ہوئیں یہاں بھی رعایت کرے مثلاً کس قسم کا غلام آزاد کیا جائے کہ کفارہ ادا ہو اور کیسے غلام کے آزاد کرنے سے ادا نہ ہوگا اور مساکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلانا ہوگا اور جن مساکین کو صبح کے وقت کھلایا انھیں کو شام کے وقت بھی کھلائے دوسرے دس ۱۰ مساکین کو کھلانے سے ادا نہ ہوگا۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ دسوں کو ایک ہی دن کھلا دے یا ہر روز ایک ایک کو یا ایک ہی کو دس دن تک دونوں وقت کھلائے۔ اور مساکین جن کو کھلایا ان میں کوئی بچہ نہ ہو اور کھلانے میں اباحت (کھانے کی اجازت دے دینا) و تملیک (مالک بنادینا) دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

(1) تہمین الحقائق، کتاب الایمان، ج ۳، ص ۴۳۰۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو متوسط کھانا یا کپڑا دینا جو تین مہینہ سے زیادہ چلے اور سب بدن ڈھک لے، اور جو کچھ نہ ہو سکے تو متواتر تین روزے رکھنا ہے۔

فی الدر المختار و کفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین کما فی الظہار او کسوتہم بما یصلح للاوساط و ینفع بہ فوق ثلاثۃ اشہر ویستر عامۃ البدن فان عجز عنها کلھا وقت الاداء صام ثلاثۃ ایام و لاء ۳۱۰ مخصصاً (۳) الدر المختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۳-۹۴

در مختار میں ہے کہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ گردن آزاد کرے، یا دس مسکینوں کو کھانا دے جیسا کہ ظہار میں ہوتا ہے، یا دس مسکینوں کو درمیانہ لباس دے جو عام بدن کو ڈھانپ لے اور کم از کم تین ماہ تک وہ لباس کام دے۔ اور اگر ان امور کی ادائیگی سے عاجز ہو تو مسلسل تین دن روزے رکھے ۱۱۰ مخصصاً (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۵۰۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع (2) جو یا ان کی قیمت کا مالک کر دے یا دس ۱۰ روز تک ایک ہی مسکین کو ہر روز بقدر صدقہ فطر دیدیا کرے یا بعض کو کھلائے اور بعض کو دیدے۔ غرض یہ کہ اس کی تمام صورتیں وہیں سے معلوم کریں فرق اتنا ہے کہ وہاں ساٹھ ۶۰ مسکین تھے یہاں دس ۱۰ ہیں۔ (3)

مسئلہ ۳: کپڑے سے وہ کپڑا مراد ہے جو اکثر بدن کو چھپا سکے اور وہ کپڑا ایسا ہو جس کو متوسط درجہ کے لوگ پہنتے ہوں اور تین مہینے سے زیادہ تک پہنا جاسکے، لہذا اگر اتنا کپڑا ہے جو اکثر بدن کو چھپانے کے لیے کافی نہیں مثلاً صرف پاجامہ یا ٹوپی یا چھوٹا کرتا۔ یوہیں ایسا گھٹیا کپڑا دینا جسے متوسط لوگ نہ پہنتے ہوں نا کافی ہے۔ یوہیں ایسا کمزور کپڑا دینا جو تین ماہ تک استعمال نہ کیا جاسکتا ہو، جائز نہیں۔ (4)

مسئلہ ۴: کپڑے کی جو مقدار ہونی چاہیے اس کا نصف دیا اور اس کی قیمت نصف صاع گیہوں (گندم) یا ایک صاع جو کے برابر ہے تو جائز ہے۔ یوہیں ایک کپڑا دس ۱۰ ہی مسکینوں کو دیا جو تقسیم ہو کر ہر ایک کو اتنا ملتا ہے جس کی قیمت صدقہ فطر کے برابر ہے تو جائز ہے۔ یوہیں اگر مسکین کو پگڑی دی اور وہ کپڑا اتنا ہے جس کی مقدار مذکور ہوئی یا اس کی قیمت صدقہ فطر کے برابر ہے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (5)

مسئلہ ۵: نیا کپڑا ہونا ضروری نہیں پُرانا بھی دیا جاسکتا ہے جبکہ تین مہینے سے زیادہ تک استعمال کر سکتے ہوں اور نیا ہو مگر کمزور ہو تو جائز نہیں۔ (6)

مسئلہ ۶: عورت کو اگر کپڑا دیا تو سر پر باندھنے کا رد مال یا دوپٹا بھی دینا ہوگا کیونکہ اسے سر کا چھپانا بھی فرض

(2) اعلیٰ درجے کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن چاندی کے پرانے روپے سے تین سو اکیاون روپے بھر اور آدھا صاع کا وزن ایک سو پچھتر روپے اٹھنی بھر اوپر ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ (الجذیدۃ)، ج ۱ ص ۵۹۵)

اور نئے وزن سے ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چوراثوے گرام ہوتا ہے اور آدھے صاع کا وزن دو کلو اور تقریباً سینتالیس گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ صدقہ فطر دینے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں لہذا اگر بیماری یا سفر کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر اپنی شرارت سے روزہ نہ رکھا جب بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ (الدر المختار، کتاب الزکاة، باب صدقہ الفطر، ج ۳ ص ۳۶۷)

(3) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، مطلب کفارة الیمین، ج ۵ ص ۵۲۳۔

(4) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، مطلب کفارة الیمین، ج ۵ ص ۵۲۳۔

(5) المبسوط، لیسر خسی، کتاب الایمان، باب الکسوة، ج ۴، الجزء الثامن ص ۱۶۳، وغیرہ۔

(6) رد المحتار، کتاب الایمان، مطلب کفارة الیمین، ج ۵ ص ۵۲۳۔

ہے۔ (7)

مسئلہ ۷: پانچ مسکینوں کو کھانا کھلایا اور پانچ کو کپڑے دیدیے اگر کھانا کپڑے سے سستا ہے یعنی ہر مسکین کا کپڑا ایک کھانے سے زیادہ یا برابر قیمت کا ہے تو جائز ہے یعنی یہ کپڑے پانچ کھانے کے قائم مقام ہو کر کل کھانا دینا قرار پایگا اور اگر کپڑا کھانے سے ارزاں (سستا) ہو تو جائز نہیں مگر جبکہ کھانے کا مساکین کو مالک کر دیا ہو تو یہ بھی جائز ہے یعنی یہ کھانے پانچ مساکین کے کپڑے کے برابر ہوئے تو گویا دسوں کو کپڑے دیے۔ (8)

مسئلہ ۸: اگر ایک مسکین کو دسوں کپڑے (یعنی دس ۱۰ کپڑے) ایک دن میں ایک ساتھ یا متفرق (علیحدہ علیحدہ) طور پر دیدیے تو کفارہ ادا نہ ہوا اور دس ۱۰ دن میں دیے یعنی ہر روز ایک کپڑا تو ہو گیا۔ (9)

مسئلہ ۹: مسکین کو کپڑا یا غلہ یا قیمت دی پھر وہ مسکین مر گیا اور اس کے پاس وہ چیز وراثت (یعنی وراثت میں ملی) پہنچی یا اوس نے اسے ہبہ کر دیا یا اس نے اوس سے وہ شے خرید لی تو ان سب صورتوں میں کفارہ صحیح ہو گیا۔ (10)

مسئلہ ۱۰: پانچ صاع گیہوں دس ۱۰ مسکینوں کے سامنے رکھ دیے انھوں نے ٹوٹ لیے تو صرف ایک مسکین کو دینا قرار پائے گا۔ (11)

مسئلہ ۱۱: کفارہ ادا ہونے کے لیے نیت شرط ہے بغیر نیت ادا نہ ہوگا ہاں اگر وہ شے جو مسکین کو دی اور دیتے وقت نیت نہ کی مگر وہ چیز ابھی مسکین کے پاس موجود ہے اور اب نیت کر لی تو ادا ہو گیا جیسا کہ زکوٰۃ میں فقیر کو دینے کے بعد نیت کرنے میں یہی شرط ہے کہ ہنوز (ابھی تک) وہ چیز فقیر کے پاس باقی ہو تو نیت کام کرے گی ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱۲: اگر کسی نے کفارہ میں غلام بھی آزاد کیا اور مساکین کو کھانا بھی کھلایا اور کپڑے بھی دیے خواہ ایک ہی وقت میں یہ سب کام ہوئے یا آگے پیچھے تو جس کی قیمت زیادہ ہے وہ کفارہ قرار پائے گا اور اگر کفارہ دیا ہی نہیں تو صرف اوس کا مواخذہ ہوگا جو کم قیمت ہے۔

مسئلہ ۱۳: گیہوں، جو، خرما (کھجور، چھوہارا)، منے (سوکھی ہوئی بڑی کشمش) کے علاوہ اگر کوئی دوسرا غلہ دینا چاہے تو آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کا ہونا ضرور ہے اوس میں آدھا صاع یا ایک صاع ہونے کا اعتبار

(7) المرجع السابق، ص ۵۲۵۔

(8) رد المحتار، کتاب الایمان، مطلب کفارۃ الیمین، ج ۵، ص ۵۲۳۔

(9) المبسوط للسرخسی، کتاب الایمان، باب النسوة، ج ۳، الجزء الثامن، ص ۱۶۵۔

(10) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون یمنًا... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۳۔

(11) حاشیہ الموطاوی علی رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج ۲، ص ۱۹۸۔

نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۴: رمضان میں اگر کفارہ کا کھانا کھلانا چاہتا ہے تو شام اور سحری دونوں وقت کھلائے یا ایک مسکین کو بیس ۲۰ دن شام کا کھانا کھلائے۔ (13)

مسئلہ ۱۵: اگر غلام آزاد کرنے یا دس ۱۰ مسکین کو کھانا یا کپڑے دینے پر قادر نہ ہو تو پے درپے (لگاتار) تین روزے رکھے۔ (14)

مسئلہ ۱۶: عاجز ہونا اوس وقت کا معتبر ہے جب کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے مثلاً جس وقت قسم توڑی تھی اوس وقت مالدار تھا مگر کٹہہ ادا کرنے کے وقت محتاج ہے تو روزہ سے کفارہ ادا کر سکتا ہے اور اگر توڑنے کے وقت مفلس تھا اور اب مالدار ہے تو روزے سے نہیں ادا کر سکتا۔ (15)

مسئلہ ۱۷: اپنا تمام مال ہبہ کر دیا اور قبضہ بھی دیدیا اور اوس کے بعد کفارہ کے روزے رکھے پھر ہبہ سے رجوع کی تو کفارہ ادا ہو گیا۔ (16)

مسئلہ ۱۸: جب غلام اپنی ملک میں ہے یا اتنا مال رکھتا ہے کہ مسکین کو کھانا یا کپڑا دے سکے اگرچہ خود مقروض یا مدیون ہو تو عاجز نہیں یعنی ایسی حالت میں روزے سے کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر قرض اور دین ادا کرنے کے بعد کفارہ کے روزے رکھے نہ ہو جائیگا۔ اور مبسوط ہیں امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کل مال دین میں مستغرق (یعنی ڈوبا ہوا، گھر اہوا) ہو تو دین ادا کرنے سے پہلے بھی روزہ سے کفارہ ادا کر سکتا ہے اور اگر غلام ملک میں ہے مگر اوس کی احتیاج (ضرورت) ہے تو روزے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (17)

مسئلہ ۱۹: ایک ساتھ تین روزے نہ رکھے یعنی درمیان میں فاصلہ کر دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا اگرچہ کسی مجبوری کے سبب ناغہ ہوا ہو یہاں تک کہ عورت کو اگر حیض آگیا تو پہلے کے روزے کا اعتبار نہ ہوگا یعنی اب پاک ہونے کے بعد لگاتار تین روزے رکھے۔ (18)

(12) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۲۵۔

(13) الجوهرة النيرة، کتاب الایمان، الجزء الثاني، ص ۲۵۲۔

(14) الجوهرة النيرة، کتاب الایمان، الجزء الثاني، ص ۲۵۳۔

(15) المرجع السابق، وغیرہا۔

(16) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۲۶۔

(17) الجوهرة النيرة، کتاب الایمان، الجزء الثاني، ص ۲۵۳۔

(18) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۲۶۔

مسئلہ ۲۰: روزوں سے کفارہ ادا ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ختم تک مال پر قدرت نہ ہو یعنی مثلاً اگر روزے رکھنے کے بعد اتنا مال مل گیا کہ کفارہ ادا کرے تو اب روزوں سے نہیں ہو سکتا بلکہ اگر تیسرا روزہ بھی رکھ لیا ہے اور غروب آفتاب سے پہلے مال پر قادر ہو گیا تو روزے ناکافی ہیں اگرچہ مال پر قادر ہونا یوں ہوا کہ اوس کے مورث (وارث بنانے والا) کا انتقال ہو گیا اور اوس کو ترک اتنا ملے گا جو کفارہ کے لیے کافی ہے۔ (19)

مسئلہ ۲۱: کفارہ کا روزہ رکھا تھا اور افطار سے پہلے مال پر قادر ہو گیا تو اوس روزے کا پورا کرنا ضروری نہیں ہاں بہتر پورا کرنا ہے اور توڑ دے تو قضا ضرور نہیں۔ (20)

مسئلہ ۲۲: اپنی ملک میں مال تھا مگر اسے معلوم نہیں یا بھول گیا ہے اور کفارہ میں روزے رکھے بعد میں یاد آیا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ یوہیں اگر مورث مر گیا اور اسے اوس کے مرنے کی خبر نہیں اور کفارہ میں روزے رکھے بعد کو اوس کا مرنا معلوم ہوا تو کفارہ مال سے ادا کرے۔ (21)

مسئلہ ۲۳: اسی کے پاس خود اس وقت مال نہیں ہے مگر اس کا اوروں پر دین ہے تو اگر وصول کر سکتا ہے وصول کر کے کفارہ ادا کرے روزے ناکافی ہیں۔ یوہیں اگر عورت کے پاس مال نہیں ہے مگر شوہر پر دین مہربانی ہے اور شوہر دین مہر دینے پر قادر ہے یعنی اگر عورت لینا چاہے تو لے سکتی ہے تو روزوں سے کفارہ نہ ہوگا اور اگر اس کی ملک میں مال ہے مگر غائب ہے، یہاں موجود نہیں ہے تو روزوں سے کفارہ ہو سکتا ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۴: عورت مال سے کفارہ ادا کرنے سے عاجز ہو اور روزہ رکھنا چاہتی ہو تو شوہر اوسے روزہ رکھنے سے روک سکتا ہے۔ (23)

مسئلہ ۲۵: ان روزوں میں رات سے نیت شرط ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ کفارہ کی نیت سے ہوں مطلق روزہ کی نیت کافی نہیں۔ (24)

مسئلہ ۲۶: قسم کے دو کفارے اس کے ذمہ تھے اس نے چھ روزے رکھ لیے اور یہ معین نہ کیا کہ یہ تین فلاں کے

(19) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۲۶۔

(20) الجوہرۃ البیضاء، کتاب الایمان، الجزء الثانی، ص ۲۵۳۔

(21) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان مطلب کفارۃ الیمین، ج ۵، ص ۵۲۶۔

(22) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون یمیناً... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۲۔

(23) الجوہرۃ البیضاء، کتاب الایمان، الجزء الثانی، ص ۲۵۳۔

(24) مبسوط بسرخصی، کتاب الایمان، باب الصیام، ج ۳، الجزء الثامن، ص ۱۶۶۔

ہیں اور یہ تین فلاں کے تو دونوں کفارے ادا ہو گئے اور اگر دونوں کفاروں میں ہر مسکین کو دو فطرہ کے برابر دیا یا دو کپڑے دیئے تو ایک ہی کفارہ ادا ہوا۔ (25)

مسئلہ ۲۷: اوس کے ذمہ دو کفارے تھے اور فقط ایک کفارہ میں کھانا کھلا سکتا ہے اوس نے پہلے تین روزے رکھے پھر دوسرے کفارے کے لیے کھانا کھلایا تو روزے پھر سے رکھے کہ کھلانے پر قادر تھا اوس وقت روزوں سے کفارہ ادا کرنا جائز نہ تھا۔ (26)

مسئلہ ۲۸: دو کفارے تھے ایک کے لیے کھانا کھلایا اور ایک کے لیے کپڑے دیئے اور معین نہ کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔ (27)

مسئلہ ۲۹: پانچ مسکین کو کھانا کھلایا اب خود فقیر ہو گیا کہ باقی پانچ کو نہیں کھلا سکتا تو وہی تین روزے رکھ لے۔ (28)

مسئلہ ۳۰: اس کے ذمہ قسم کا کفارہ ہے اور محتاج ہے کہ نہ کھانا دے سکتا ہے نہ کپڑا اور یہ شخص اتنا بوڑھا ہے کہ نہ اب روزہ رکھ سکتا ہے، نہ آئندہ روزہ رکھنے کی امید ہے تو اگر کوئی چاہے اوس کی طرف سے دس ۱۰ مسکین کو کھانا کھلا دے یعنی اس کی اجازت سے کفارہ ادا ہو جائے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کے ذمہ چونکہ تین روزے تھے تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ (29)

مسئلہ ۳۱: مرجع سے قسم کا کفارہ ساقط نہ ہوگا یعنی اوس پر لازم ہے کہ وصیت کر جائے اور تہائی مال سے کفارہ ادا کرنا وارثوں پر لازم ہوگا اور اوس نے خود وصیت نہ کی اور وارث دینا چاہتا ہے تو دے سکتا ہے۔ (30)

مسئلہ ۳۲: قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں اور دیا تو ادا نہ ہوا یعنی اگر کفارہ دینے کے بعد قسم توڑی تو اب پھر دے کہ جو پہلے دیا ہے وہ کفارہ نہیں مگر فقیر سے دیئے ہوئے کو واپس نہیں لے سکتا۔ (31)

(25) المرجع السابق، ص ۱۶۷۔

(26) المرجع السابق، ص ۱۶۸۔

(27) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۱۳۔

(28) افتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۳۔

(29) المرجع السابق، ص ۶۳۔

(30) المرجع السابق، ص ۶۳۔

(31) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۳۔

مسئلہ ۳۳: کفارہ اونھیں مساکین کو دے سکتا ہے جن کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یعنی اپنے باپ ماں اولاد وغیرہم کو جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا کفارہ بھی نہیں دے سکتا۔ (32)

مسئلہ ۳۴: کفارہ قسم کی قیمت مسجد میں صرف (خرچ) نہیں کر سکتا نہ مردہ کے کفن میں لگا سکتا ہے یعنی جہاں جہاں زکوٰۃ نہیں خرچ کر سکتا وہاں کفارہ کی قیمت نہیں دیجا سکتی۔ (33)



(32) اندر لکھارہ کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۲۔

(33) افتاویٰ احمدیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۲۔

منت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِّنْ أَنْصَارٍ ﴿٢٠﴾) (1)

جو کچھ تم خرچ کرو یا منت مانو، اللہ (عزوجل) اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اور فرماتا ہے:

(يُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴿٢١﴾) (2)

(1) پ ۳، البقرة ۲۰۔

اس آیت کے تحت مفسر شبیر مولا ناسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ طاعت کی یا گناہ کی نذر عرف میں یہ اور پیش کش کو کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادت اور قربت مقصودہ ہے اسی لئے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر کی تو وہ صحیح نہیں ہوئی نذر خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ کے لئے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کا محل مقرر کرے مثلاً کسی نے یہ کہا یا رب میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا غلام مقصد پورا کر دے کہ فلاں بیمار کو تندرست کر دے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں یا ان کی مسجد کے لئے تیل یا بوریا حاضر کروں تو یہ نذر جائز ہے۔ (رد المحتار)

(2) پ ۲۹، الدھر ۷۔

اس آیت کے تحت مفسر شبیر مولا ناسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ منت یہ ہے کہ جو چیز آدمی پر واجب نہیں ہے وہ کسی شرط سے اپنے اوپر واجب کرے، مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا مریض اچھا ہوا یا میرا مسافر بخیر واپس آئے تو میں راہ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گا یا اتنی رکعتیں نماز پڑھوں گا۔ اس نذر کی وفا واجب ہوتی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ وہ لوگ طاعت و عبادت اور شرع کے واجبات کے عامل ہیں حتیٰ کہ جو طاعات غیر واجبہ اپنے اوپر نذر سے واجب کر لیتے ہیں، اس کو بھی ادا کرتے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تین روزے

حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما بچپن میں ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تو حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے ان شاہزادوں کی صحت کے لئے تین روزوں کی منت مانی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں شاہزادوں کو شفا دے دی۔ جب نذر کے روزوں کو ادا کرنے کا وقت آیا تو سب نے روزے کی نیت کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع جولائے۔ ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب انظار کا وقت آیا اور تینوں روزہ داروں کے سامنے روٹیاں رکھی گئیں تو ایک دن مسکین، ایک دن یتیم، ایک دن قیدی دروازے پر ←

نیک لوگ وہ ہیں جو اپنی منت پوری کرتے ہیں اور اوش دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔



احادیث

حدیث ۱: امام بخاری و امام احمد و حاکم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو یہ منت مانے کہ اللہ (عزوجل) کی اطاعت کریگا تو اس کی اطاعت کرے یعنی منت پوری کرے اور جو اس کی نافرمانی کرنے کی منت مانے تو اس کی نافرمانی نہ کرے یعنی اس منت کو پورا نہ کرے۔ (1)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اس منت کو پورا نہ کرے، جو اللہ (عزوجل) کی نافرمانی کے متعلق ہو اور نہ اس کو جس کا بندہ مالک نہیں۔ (2)

حدیث ۳: ابو داؤد ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی

(1) صحیح البخاری، کتاب الایمان والندور، باب النذر فی الطاعة... إلخ، الحدیث ۶۶۹۶، ج ۴، ص ۳۰۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت تو ویسے بھی کرنی چاہیے اور جب نذر مان لی تو بدرجہ اولیٰ کرنی چاہیے۔

۲۔ خیال رہے کہ جو کام بذات خود گناہ ہو اس کی نذر درست ہی نہیں جیسے شراب پینے، جو اکیلے، کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے کی نذر کہ ایسی نذریں باطل ہیں ان کا پورا کرنا حرام مگر ان پر کفارہ واجب ہے کہ یہ کام ہرگز نہ کرے اور کفارہ ادا کرے، اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے کہ اس نے رب تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی کی مگر جو کام کسی عارضہ کی وجہ سے ممنوع ہوں ان کی نذر درست ہے یا ان کی قضا کرے یا کفارہ دے جیسے عید کے دن کے روزے یا طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھنے کی منت کہ یہ منت درست ہے، یہی مذہب احناف ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۴۲)

(2) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب لا دقاء لنذر فی معصیۃ اللہ... إلخ، الحدیث ۱۶۴۱، ص ۸۹۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مثلاً کہے کہ خدایا اگر میرا یہ کام ہو گیا تو فلاں کے غلام کو آزاد کر دوں گا یا فلاں کی بکری کی قربانی دے دوں گا۔ احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی نے حضرت عمران ابن حصین سے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کی نذر درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ (مرقات) جس سے معلوم ہوا کہ معصیت وغیرہ کی نذر معتبر ہے مگر پوری نہ کرے کفارہ ادا کرے، یوں ہی غیر کی مملوکہ چیز کی نذر

درست نہیں مگر اس کا کفارہ واجب ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۴۳)

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں منت مانی تھی کہ بوانہ (ایک جگہ) میں ایک اونٹ کی قربانی کریگا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر اوس نے دریافت کیا؟ ارشاد فرمایا: کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت ہے جس کی پرستش (عبادت) کی جاتی ہے؟ لوگوں نے عرض کی، نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا وہاں جاہلیت کی عیدوں میں سے کوئی عید ہے؟ لوگوں نے عرض کی، نہیں۔ ارشاد فرمایا: اپنی منت پوری کر اس لیے کہ معصیت (گناہ) کے متعلق جو منت ہے اوس کو پورا نہ کیا جائے اور نہ وہ منت جس کا انسان مالک نہیں۔ (3)

حدیث ۴: نسائی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ منت دو قسم ہے، جس نے طاعت کی منت مانی، وہ اللہ (عزوجل) کے لیے ہے اور اوسے پورا کیا جائے اور جس نے گناہ کرنے کی منت مانی، وہ شیطان کے سبب سے ہے اور اوسے پورا نہ کیا

(3) سنن ابی داود، کتاب الایمان والندو، باب ما یؤمر بہ من الوفاء بالنذر، الحدیث ۳۳۱۳، ج ۳، ص ۳۲۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بوانہ دو ہیں: ایک تو مکہ معظمہ کے قریب جگہ ہے تللم پہاڑ سے متصل، دوسرا ملک فارس میں مگر فارس دالی جگہ کا نام بوان ہے بغیرہ کے، واؤ کے شد سے یہاں پہلی جگہ مراد ہے۔ (مرقات)

۲۔ اور حضور سے مسئلہ پوچھا کہ یہ نذر پوری کروں یا نہیں۔

۳۔ ان سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ کفار کی مشابہت سے بچے، ان کی مذہبی شعار اور قومی علامات اختیار نہ کرے، کفار کی مذہبی علامات اختیار کرنا کفر ہے اور ان کی قومی علامات اختیار کرنا حرام، زنا، باعہ صنا، سر پر چوٹی رکھنا کفر ہے، ہندوؤں کی دھوتی، عیسائیوں کا ہیٹ استعمال کرنا حرام، اگر بوانہ میں بت ہوتا جہاں مشرکین اس کی بیھنٹ کے لیے جانور ذبح کرتے ہوتے تو وہاں ان صحابی کو جانور ذبح کرنا کفر ہوتا، اگر وہاں ان کا میلہ لگتا ہوتا جہاں وہ جانور ذبح کرتے ہوتے اور یہ ذبح ان کا قومی نشان ہوتا تو وہاں ذبح کرنا ان صحابی کو حرام ہوتا۔ خیال رہے کہ عرس بزرگان کفار کے میلے نہیں، یہاں کفار کے میلوں کا ذکر ہے لہذا وہاں بیوں کا اسے عرس وغیرہ پر چسپاں کرنا حماقت ہے ورنہ پھر جلسوں کے مجموعوں میں جانور ذبح کرنا حرام ہونا چاہیے۔

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی خاص جگہ قربانی کرنے یا خاص جگہ کے فقراء پر صدقہ کرنے کی نذر مانے تو اسے پورا کرے۔ (مرقات) تو جو مسلمان حرمین شریفین کے فقراء پر صدقہ، کسی بزرگ کے مزار کے پاس رہنے والے مسکینوں پر خیرات کرنے کی منت مانے وہ اسے پورا کرے وہاں ہی کے فقراء کو دے، کسی بزرگ کے مزار پر ذبح کی نذر مانے تو وہاں ہی ذبح کرے۔

۵۔ مگر فرق یہ ہوگا کہ گناہ کی نذر میں کفارہ واجب ہوگا اور غیر مملوکہ چیز کی نذر میں نہ پورا کرنا واجب نہ کفارہ لازم۔ (مرقات) لہذا اگر کوئی نذر مانے کہ میں فلاں کی بکری قربانی کر دوں گا نذر درست نہیں، اگر وہ اس بکری کو خرید بھی لے تب بھی اس کی قربانی واجب نہ ہوگی نہ کفارہ ہوگا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۵۲)

جائے۔ (4)

حدیث ۵: صحیح بخاری شریف میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا۔ اس کے متعلق دریافت کیا؟ انہوں نے عرض کیا، یہ ایسا آدمی ہے اس نے منت مانی ہے کہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں اور اپنے اوپر سایہ نہ کرے گا اور کلام نہ کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ فرمایا کہ اسے حکم کر دو کہ کلام کرے اور سایہ میں جائے اور بیٹھے اور اپنے روزہ کو پورا کرے۔ (5)

حدیث ۶: ابو داؤد و ترمذی و نسائی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ کی منت نہیں (یعنی اس کا پورا کرنا نہیں) اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔ (6)

حدیث ۷: ابو داؤد و ابن ماجہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی منت مانی اور اسے ذکر نہ کیا (یعنی فقط اتنا کہا کہ مجھ پر نذر ہے اور کسی چیز کو ممکن نہ کیا، مثلاً یہ

(4) سنن النسائي، کتاب الایمان والندو، باب کفارۃ اللہ، الحدیث ۳۸۵۰، ص ۷۲۔

(5) صحیح البخاری، کتاب الایمان والندو، باب اللہ فیما لا یمکن... الحدیث ۶۷۰۳، ج ۳، ص ۳۰۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ سب لوگ بیٹھ کر خطبہ سن رہے تھے مگر یہ صاحب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر سن رہے تھے اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ پڑھنا کھڑے ہو کر سنتا بیٹھ کر سنتا اسی لیے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کھڑے ہونے پر تعجب فرمایا۔

۲۔ یہ حضرت بنی عامر لوی کی اولاد سے تھے قریش کے ایک خاندان سے، ان کا نام ابوسراخل بن علی تھا۔

۳۔ یعنی نماز کے علاوہ کسی وقت نہ بیٹھے گا اور کسی انسان سے کلام نہ کرے گا، یہ مطلب نہیں کہ احتیاجات میں بھی نہ بیٹھے گا اور نماز میں تلاوت وغیرہ بھی نہ کرے گا، عادات کی نفی ہے عبادات کی نفی نہیں۔

۴۔ یعنی خاموش رہنا سایہ میں نہ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں بلکہ حرام ہے کیونکہ نماز میں قرآن فرض ہے اور احتیاجات میں بیٹھنا واجب بھی ہے فرض بھی، اس طرح ہمیشہ کھڑا رہنا طاقت انسانی سے باہر ہے یہ نذر توڑ دے مگر روزہ چونکہ عبادت ہے اس لیے اسے پورا کر کے خیال رہے کہ ابوسراخل نے ہمیشہ کھڑے رہنے ہمیشہ خاموش رہنے سایہ میں نہ بیٹھنے روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی نذریں توڑنے کا حکم دیا مگر روزے کی نذر پوری کرنے کی تاکید فرمائی جو کوئی ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مانے وہ سال میں پانچ حرام روزوں کے سوا تمام دن روزے رکھے اور ان پانچ دن روزے نہ رکھنے کی وجہ سے کفارہ دے، نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے، امام شافعی کے ہاں ان دونوں کی نذر درست ہی نہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۲۵)

(6) جامع الترمذی، کتاب اللہ وروایا الایمان، باب ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا... الحدیث ۱۵۲۹، ج ۳، ص ۱۷۹۔

نہ کہا کہ اتنے روزے رکھو لگا یا اتنی نماز پڑھو گایا اتنے فقیر کھلاؤں گا وغیرہ وغیرہ) تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے گناہ کی منت مانی تو اس کا کفارہ ہے اور جس نے ایسی منت مانی جس کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایسی منت مانی جس کی طاقت رکھتا ہے تو اسے پورا کرے۔ (7)

حدیث ۸: صحاح ستہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا کہ اون کی ماں کے ذمہ منت تھی اور پوری کرنے سے پہلے اون کا انتقال ہو گیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فتویٰ دیا کہ یہ اسے پورا کریں۔ (8)

حدیث ۹: ابو داؤد و دارمی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے فتح مکہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کے لیے مکہ فتح کریگا تو میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: کہ یہیں پڑھ لو۔ دوبارہ پھر اس نے وہی سوال کیا، فرمایا: کہ یہیں پڑھ لو۔ پھر سوال کا اعادہ کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے جواب دیا: اب تم جو چاہو کرو۔ (9)

(7) سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والندور، باب من نذر نذر الا بطریقہ، الحدیث ۳۳۲۲، ج ۳، ص ۳۲۶۔

(8) صحیح البخاری، کتاب الایمان والندور، باب من مات وعليه نذر، الحدیث ۶۶۹۸، ج ۲، ص ۳۰۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اب غالب یہ ہے کہ نذر غیر مشروط تھی اور مانی تھی۔ چنانچہ دارقطنی میں یوں ہے کہ حضرت سعد سے حضور نے فرمایا کہ اپنی ماں کی نذر پوری کروانے کی طرف سے لوگوں کو پانی پلا دو۔ معلوم ہوا کہ کنواں کھدوانے کی نذر تھی۔ خیال رہے کہ میت کی بدنی نذر جیسے روزہ، نماز وارث ادا نہیں کر سکتا۔ مالی نذر اگر میت نے مال چھوڑا ہے اور اس نذر کے پورا کرنے کی وصیت کی ہے تو وارث پر پورا کرنا واجب ہے، اگر وصیت نہیں کی یا مال نہیں چھوڑا ہے تو وارث پر یہ نذر بھی پوری کرنا واجب نہیں، ہاں بہتر ہے کہ پوری کر دے، یہاں دونوں احتمال ہیں، اگر ام سعد نے مال چھوڑا تھا اور وصیت بھی کی تھی تو یہ امر وجوب کے لیے ہے اگر ان دونوں میں سے ایک بات بھی نہ تھی تو یہ امر استحبی ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۲۸)

(9) سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والندور، باب من نذر ان یصلی فی بیت المقدس، الحدیث ۳۳۰۵، ج ۳، ص ۳۱۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اب مقدس میم کے فتح داں کے کسرہ سے بمعنی بزرگی والا گھر مگر عوام مقدس باب تفعیل کا اسم مفعول بولتے ہیں۔ شاید ان صاحب کا خیال یہ ہوگا کہ بیت المقدس کی نماز حرمین شریفین کی مسجد بیت اللہ اور مسجد نبوی شریف کی نماز سے افضل ہے حالانکہ مسجد حرام شریف میں ثواب زیادہ ہے۔

حدیث ۱۰: ابو داؤد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں، کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن نے منت مانی تھی کہ پیدل حج کرے گی اور اس میں اس کی طاقت نہ تھی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ تیری بہن کی تکلیف سے اللہ (عزوجل) کو کیا فائدہ ہے، وہ سواری پر حج کرے اور قسم کا کفارہ دیدے۔ (10)

۲۔ اگر یہ سوال مکہ معظمہ میں تھا تو یہاں سے مراد مسجد حرام شریف ہے اور اگر مدینہ منورہ میں سوال ہوا ہے تو یہاں سے مراد مسجد نبوی شریف ہے۔ خیال رہے کہ مکہ معظمہ کی مسجد کا ثواب بیت المقدس سے دوگنا ہے کہ وہاں ایک کا ثواب پچاس ہزار ہے اور حرم شریف میں ایک لاکھ اور مسجد نبوی کا ثواب بیت المقدس کے برابر مگر مسجد نبوی میں نماز کا درجہ زیادہ ہے کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب ہے اور اگر کوئی شخص نذر سے اعلیٰ عبادت ادا کر دے تو نذر ادا ہو جاتی ہے، چونکہ نذر تھی بیت المقدس کی اور یہ صاحب ادا کرتے ہیں مسجد حرام یا مسجد نبوی میں جو وہاں سے اعلیٰ ہے لہذا بہر حال نذر پوری ہو جاتی۔ مساجد میں اعلیٰ مسجد حرام ہے، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد قدی، پھر اپنے شہر کی جامع مسجد، پھر محلہ کی مسجد، پھر گھر کی مسجد (جاء نماز) امام زفر و ابو یوسف کا مذہب ہے کہ مسجد قدی کی نماز کی نذر حرم شریف اور مسجد نبوی کی نماز سے ادا ہو جاتی ہے مگر اس کے برعکس درست نہیں یعنی مسجد حرام کی نماز کی نذر مسجد قدی کی نماز سے ادا نہیں ہوتی مگر امام اعظم و محمد کے نزدیک نماز میں جگہ کی تخصیص معتبر نہیں لہذا اگر مسجد حرام کی نماز کی نذر مانی ہو تو جہاں پڑھ لے درست ہے۔ (مرقات) ائمة اللغات میں فرمایا کہ امام اعظم کے نزدیک بھی یہ درست نہیں نذر یا مسادی میں ادا ہوگی یا اعلیٰ میں۔

۳۔ یعنی ہم نے تم کو وہ بات بتائی تھی جو اعلیٰ بھی تھی اور آسان بھی لیکن تم کو اپنی بات پر اصرار ہے تو جاؤ وہاں ہی یعنی بیت المقدس میں ہی پڑھ کر آؤ۔ معلوم ہوا کہ وہ حضور کا مشورہ تھا حکم نہ تھا اور اگر حکم تھا تو استجابی اسی لیے اس کے نہ ماننے کا اختیار تھا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۵۵)

(10) سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والنذور، باب من رأى علیہ کفارة... إلخ، الحدیث ۳۲۹۵، ۳۳۰۳، ص ۳۱۶-۳۱۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ پیدل جا کر حج کریں۔

۲۔ امام شافعی کے ہاں بدنہ صرف اونٹ کو کہتے ہیں، امام اعظم کے ہاں بدنہ میں اونٹ و گائے بکری سب شامل ہیں یعنی ذیل دار جانور۔

۳۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ ہدی کا حکم استجابی ہے اس صورت میں اس پر کفارہ قسم یا کفارہ نذر واجب ہے مگر حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ہدی واجب ہے۔

۴۔ شقاء بمعنی مشقت ہے سعادت کا مقابل نہیں یعنی اس کے معنی بدبختی کم نصیبی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تمہاری بہن کی اس مشقت سے رب تعالیٰ خوش نہیں۔

۵۔ کفارہ سے مراد کفارہ قباۃ حج ہے ہدی یا اس کے قائم مقام دس روزے لہذا یہ عبارت گزشتہ عبارت کے خلاف نہیں مگر چونکہ یہ کفارہ اس

نذر کی بنا پر واجب ہوا لہذا اسے نذر کی طرف منسوب فرما دیا گیا۔ (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۵۶)

حدیث ۱۱: رزین نے محمد بن منبثر سے روایت کی کہ ایک شخص نے یہ منت مانی تھی کہ اگر خدا نے دشمن سے نجات دی تو میں اپنے کو قربانی کر دوں گا۔ یہ سوال حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس پیش ہوا، انہوں نے فرمایا: کہ مسروق (۱۱) سے پوچھو، مسروق سے دریافت کیا تو یہ جواب دیا کہ اپنے کو ذبح نہ کر اس لیے کہ اگر تو مومن ہے تو مومن کو قتل کرنا لازم آئے گا اور اگر تو کافر ہے تو جہنم کو جانے میں جلدی کیوں کرتا ہے، ایک مینڈھا خرید کر ذبح کر کے مساکین کو دے۔ (۱۲)



(۱۱) ایک مشہور تابعی بزرگ اور حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کمیز رشید ہیں۔ (تہذیب المعنی)

(۱۲) مشکوٰۃ المصابیح، باب فی الذبور، الفصل الثالث، الحدیث ۳۴۴۵، ج ۱، ص ۶۳۱۔

حکیم ارامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ تابعی ہیں، ہمدانی ہیں، حضرت مسروق کے بھتیجے، بہت سے صحابہ سے ملاقات ہے جیسے حضرت عمرو عائشہ رضی اللہ عنہم۔

۲۔ یہ عجیب نذر ہے کہ دشمن سے چھٹکارے کی لذت کو اپنے نفس کی ہلاکت کی تکلیف سے زیادہ سمجھا۔ ایک بدوی کا اونٹ کھو گیا اس نے اعلان کیا کہ جو میرا اونٹ لاوے تو وہ اونٹ اسی کو دے دوں گا، لوگوں نے پوچھا پھر تجھے کیا ملے گا؟ بولا اونٹ پالنے کی لذت، اس لذت کی تمہیں خبر نہیں۔

۳۔ یہ ہے فتویٰ میں انتہائی احتیاط، آپ نے خیال فرمایا کہ حضرت مسروق ان مسائل میں مجھ سے بڑے عالم ہیں تو ان کے پاس بھیجنے میں شرم نہ فرمائی۔ مسروق ابن اجدع ہمدانی ہیں، حضور کی وفات سے کچھ پہلے ایمان لائے، انہیں بچپن میں کسی نے چرا لیا تھا بڑی مشکل سے ملے تب سے آپ کا نام مسروق ہو۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی غائبانہ جنت کے لیے پیدا ہوا ہو تو وہ اسود ملتہ مسروق ہیں، آپ کی وفات کو ذبح میں ہوئی ۶۲ھ کو۔

۴۔ اور مومن کو قتل کرنا ظلم از روئے قرآن مجید حرام ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَدِّيًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ" اور فرماتا ہے: "لَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ"۔

۵۔ اور خود دوزخ کی طرف دوڑنا بھی ممنوع ہے اس سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

۶۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ ذبح اللہ حضرت اسماعیل ہیں کہ حضرت اسحاق علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ غالباً حضرت مسروق جناب اسحاق علیہ السلام کو ذبح اللہ مانتے تھے۔

۷۔ مگر میں نے فتویٰ خود نہ دیا کیونکہ جناب مسروق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے صحبت یافتہ اور ان کے شاگرد خاص ہیں وہ بڑے عالم ہیں۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۶۰)

مسائل فقہیہ

چونکہ منت کی بعض صورتوں میں بھی کفارہ ہوتا ہے اس لیے اسکو یہاں ذکر کیا جاتا ہے اس کے بعد قسم کی باقی صورتیں بیان کی جائیں گی اور اس بیان میں جہاں کفارہ کہا جائیگا اس سے وہی کفارہ مراد ہے جو قسم توڑنے میں ہوتا ہے۔ روزہ کے بیان میں ہم نے منت کی شرطیں لکھ دی ہیں اور شرطوں کو وہاں سے معلوم کر لیں۔

مسئلہ ۱: منت کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اس کے کرنے کو کسی چیز کے ہونے پر موقوف رکھے مثلاً میرا فلاں کام ہو جائے تو میں روزہ رکھوں گا یا خیرات کروں گا، دوم یہ کہ ایسا نہ ہو مثلاً مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اتنے روزے رکھنے ہیں یا میں نے اتنے روزوں کی منت مانی۔ پہلی صورت یعنی جس میں کسی شے کے ہونے پر اس کام کو معلق کیا ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر ایسی چیز پر معلق کیا کہ اس کے ہونے کی خواہش ہے مثلاً اگر میرا لڑکا تندرست ہو جائے یا پردیس سے آجائے یا میں روزگار سے لگ جاؤں تو اتنے روزے رکھوں گا یا اتنا خیرات کروں گا ایسی صورت میں جب شرط پائی گئی یعنی بیمار اچھا ہو گیا یا لڑکا پردیس سے آگیا یا روزگار لگ گیا تو اتنے روزے رکھنا یا خیرات کرنا ضرور ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کام نہ کرے اور اس کے عوض میں کفارہ دیدے، اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جس کا ہونا نہیں چاہتا مثلاً اگر میں تم سے بات کروں یا تمہارے گھر آؤں تو مجھ پر اتنے روزے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ میں تمہارے یہاں نہیں آؤں گا تم سے بات نہ کروں گا ایسی صورت میں اگر شرط پائی گئی یعنی اس کے یہاں گیا یا اس سے بات کی تو اختیار ہے کہ جتنے روزے کہے تھے وہ رکھ لے یا کفارہ دے۔ (1)

(1) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹.

نذر و نیاز (اور منت)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن علم القرآن میں فرماتے ہیں:

قرآن کریم میں یہ لفظ بہت جگہ استعمال ہوا ہے نذر کے لغوی معنی ہیں ڈرانا یا ڈرسانا۔ شرعی معنی ہیں غیر لازم عبادت کو اپنے پر لازم کر لینا، عرفی معنی ہیں نذرانہ و ہدیہ قرآن کریم میں یہ لفظ ان تینوں معانی میں استعمال ہوا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے

(1) إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دینے والا اور ڈرسانے والا۔ (پ 22، قاطر 24)

(2) وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾

مسئلہ ۲: منت میں ایسی شرط ذکر کی جس کا کرنا گناہ ہے اور وہ شخص بدکار ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نہیں ہے کوئی جماعت مگر گذرے ان میں ڈرانے والے۔ (پ 22، قاطر 24)

(۳) اَللّٰهُ يَأْتِيَكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُزَيِّدُوكُم مِّنْ لِّقَاءِ يَوْمِكُمْ هَذَا
کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہ آئے جو تم پر تمہارے رب کی آیات تلاوت کرتے ہیں اور تمہیں اس دن کے لئے سے ڈراتے۔ (پ ۲۳، الزمر ۷)

(4) فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى ﴿۱۴﴾

اور ڈرایا میں نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے۔ (پ 30، الیل 14)

(5) اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْمُؤَدَّةِ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۲﴾

ہم نے قرآن شریف اتارا برکت والی رات میں ہم ہیں ڈرانے والے۔ (پ 25، الدخان 3)

ان جیسی بہت سی آیات میں نذر لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے بمعنی ڈرانا، دھمکانا۔ اس معنی میں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی آتا ہے اور انبیاء کرام کے لئے بھی اور علماء دین کے لئے بھی۔ یہ لفظ شرعی معنی میں بھی استعمال ہوا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے:

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رسول ہی ہیں ان سے پہلے سارے رسول گزر چکے۔ (پ 4، ال عمران 144)

(1) وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ

جو کچھ تم خرچ کرو یا نذر مانو کوئی نذر، اللہ اسے جانتا ہے۔ (پ 3، البقرة 270)

(2) رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ

اے میرے رب میں نے نذر مانی تیرے لئے اس بچے کی جو میرے پیٹ میں ہے آزاد۔ پس قبول فرما مجھ سے۔ (پ 3، ال عمران 35)

(3) وَلْيُؤْفُوا اُنْذُوْرَهُمْ وَلْيَقْضُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِیْقِ ﴿۲۹﴾

چاہیے کہ یہ لوگ اپنی نذریں پوری کریں اور پرانے گھر کا طواف کریں۔ (پ 17، الحج 29)

(4) اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اَنْسِیًّا ﴿۲۱﴾

میں نے اللہ کے لئے روزے کی نذر مانی ہے پس آج کسی سے کلام نہ کروں گی۔ (پ 16، مریم 26)

ان جیسی آیات میں نذر سے شرعی معنی مراد ہیں یعنی منت ماننا اور غیر ضروری عبادت کو لازم کر لینا یہ نذر عبادت ہے اس لئے خدا کے سوا کسی بندے کے لئے نہیں ہو سکتی اگر کوئی کسی بندے کی نذر ماننا ہے تو مشرک ہے کیونکہ غیر خدا کی عبادت شرک ہے

چونکہ عبادت میں شرط یہ ہے کہ معبود کو الہ یعنی خدا یا خدا کے برابر مانا جائے، اس لئے اس نذر میں بھی یہی قید ہوگی کہ کسی کو خدا یا خدا کے برابر مان کر نذر مانی جائے، اگر نذر کا یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ جس کی نذر مانی اسے محض بندہ سمجھتا ہے تو وہ شرعی نذر نہیں اسی لئے فقہانے اس نذر میں تقرب کی قید لگائی۔ تقرب کے معنی عبادت ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ اگر کوئی کسی بندے کے نام پر شرعی نذر کرے یعنی اس کی الوہیت کا قائل ہو کر اس کی منت مانے تو اگر چہ

قصد (ارادہ) اس گناہ کے کرنے کا ہے اور پھر اس گناہ کو کر لیا تو منت کو پورا کرنا ضرور ہے اور وہ شخص نیک بخت ہے یہ شخص مشرک ہوگا اور اس کا یہ کام حرام ہوگا مگر وہ چیز حلال رہے گی اس چیز کو حرام جانا سخت غلطی ہے اور قرآن کریم کے خلاف۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

(1) مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

نہیں بتایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام یہ مشرکین اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں۔ (پ 7، المائدہ 103)

کفار عرب ان چار قسم کے جانور و صیلہ حام وغیرہ کو اپنے بتوں کے نام کی نذر کرتے تھے اور انہیں کھانا حرام جانتے تھے۔ رب تعالیٰ نے ان کی تردید فرمادی اور فرمایا کہ یہ حلال ہیں جیسے آج کل ہندوؤں کے چھوڑے ہوئے سانڈہ حلال ہیں۔ اللہ کے نام پر ذبح کرو اور کھاؤ۔

(2) وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِثْلَ خُذْ أَمِّنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا

اور ٹھہرایا ان کافروں نے اللہ کا اس کھیتی اور جانوروں میں ایک حصہ پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا حصہ ہے اپنے خیال پر اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔ (پ 8، الانعام 136)

(3) وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ

اور کافر کہتے ہیں کہ یہ جانور اور کھیتی منع ہے اسے نہ کھائے مگر وہ جسے ہم چاہیں۔ (پ 8، الانعام 138)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کفار عرب اپنے جانوروں کھیتوں میں بتوں کی نذر مان لیتے تھے اور کچھ حصہ بتوں کے نام پر نامزد کر دیتے تھے پھر انہیں کھانا یا تو بالکل حرام جانتے تھے جیسے بحیرہ، سائبہ جانور اور یا ان کے کھانے میں پابندی لگاتے تھے کہ مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں فلاں کھائے فلاں نہ کھائے۔ ان دونوں حرکتوں کی رب نے تردید ان آیات میں فرمادی:

(1) وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ

اور نہ کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بتانے سے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ (پ 14، النحل 116)

(2) قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا

فرماؤ کہ بھلا دیکھو تو جو اللہ نے تمہارا رزق اتارا تم نے اس میں کچھ حلال بنایا کچھ حرام۔ (پ 11، یونس 59)

(3) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ

فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور سحرارزق۔ (پ 8، الاعراف 32)

(4) حَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ

ان کافروں نے حرام سمجھ لیا اسے جو اللہ نے انہیں رزق دیا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے۔ (پ 8، الانعام 140)

(5) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٤٢﴾

اے مسلمانو! کھاؤ وہ سحری چیزیں جو ہم تمہیں رزق دیں اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ (پ 2، البقرہ 172)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منت اوس گناہ سے بچنے کے لیے ہے مگر وہ گناہ اوس سے ہو گیا تو اختیار ہے کہ منت پوری

(6) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اور تمہارا کیا حال ہے کہ نہیں کھاتے اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ (پ 8، الانعام 119)

(8) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْنَا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اللہ نے صرف مردار کو اور خون کو اور سور کے گوشت کو اور اس جانور کو جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے تم پر حرام فرمایا۔

(پ 2، البقرة 173)

(9) قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اِفْتِرَاءً عَلَى اللّٰهِ

بے شک نقصان میں رہے وہ جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی اور جہالت سے قتل کر ڈالا اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو حرام کر لیا اللہ پر تہمت لگاتے ہوئے۔ (پ 8، الانعام 140)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار عرب کے اس عقیدے کی پر زور تردید فرمائی کہ جس جانور اور جس کھیتی وغیرہ کو بت کے نام پر لگا دیا جاوے وہ حرام ہو جاتا ہے۔ فرمایا: تم اللہ پر تہمت لگاتے ہو اللہ نے یہ چیزیں حرام نہ کیں تم کیوں حرام جانتے ہو، جس سے معلوم ہوا کہ بتوں کے نام کی نذر ماننا شرک تھا اور ان کا یہ فعل سخت جرم تھا مگر اس چیز کو حلال ٹھہرایا اس کے حرام جاننے پر عتاب کیا، اسے حلال رزق اور طیب روزی فرمایا۔ ان بتوں کے نام پر چھوٹے ہوئے جانوروں کے متعلق حکم فرمایا کہ اللہ کے نام پر ذبح کرو اور کھاؤ کافروں کی باتوں میں نہ آؤ۔ ایسے ہی آج بھی جس چیز کو غیر خدا کے نام پر شرعی طور پر نذر کر دیا جائے وہ بھی حلال طیب ہے اگرچہ یہ نذر شرک ہے۔

نذر کے تیسرے معنی عربی ہیں یعنی کسی بزرگ کو کوئی چیز ہدیہ، نذرانہ، تحفہ پیش کرنا یا پیش کرنے کی نیت کرنا کہ اگر میرا لالاں کام ہو گیا تو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی دیگ پکاؤں گا یعنی دیگ بھر کھانا خیرات کروں گا اللہ کے لئے اور ثواب اس کا سرکار بغداد کی روح شریف کو نذرانہ کروں گا یہ بالکل جائز ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسی نذریں بارگاہ رسالت میں مانی اور پیش کی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمائی ہیں نہ یہ کام حرام نہ چیز حرام۔ اسی کو عوام کی اصطلاح میں نیاز کہتے ہیں بمعنی نذرانہ۔ اس کا قرآن شریف میں بھی ثبوت ہے اور احادیث صحیحہ میں بھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبٰنًا عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَا اِنَّهَا قُرْبٰنَةٌ لّٰهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾

کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں یقیناً ان کیلئے باعث قرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کریگا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ 11، التوبة 99)

اس آیت میں بتایا کہ مؤمنین اپنے صدقہ میں دو نیتیں کرتے ہیں۔ ایک اللہ کی نزدیکی اور اس کی عبادت، دوسرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں لینا اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوش ہونا۔ یہی فاتحہ بزرگان دینے والے، ان کی نذر ماننے والے کا

کرے یا کفارہ دے۔ (2)

مسئلہ ۳: جس منت میں شرط ہو اوس کا حکم تو معلوم ہو چکا کہ ایک صورت میں منت پوری کرنا ہے اور ایک صورت میں اختیار ہے کہ منت پوری کرے یا کفارہ دے اور اگر شرط کا ذکر نہ ہو تو منت کا پورا کرنا ضروری ہے حج یا عمرہ یا روزہ یا نماز یا خیرات یا اعتکاف جس کی منت مانی ہو وہ کرے۔ (3)

مسئلہ ۴: منت میں اگر کسی چیز کو معین نہ کیا مثلاً کہا اگر میرا یہ کام ہو جائے تو مجھ پر منت ہے یہ نہیں کہا کہ نماز یا روزہ یا حج وغیرہ تو اگر دل میں کسی چیز کو معین کیا ہو تو جو نیت کی وہ کرے اور اگر دل میں بھی کچھ مقرر نہ کیا تو کفارہ

مستعد ہوتا ہے کہ خیرات اللہ کے لئے ہو اور ثواب اس بزرگ کے لئے تاکہ ان کی روح خوش ہو کر ہمیں دعا کرے۔

اسی لئے عوام کہتے ہیں، نذر اللہ، نیاز حسین، اس میں کوئی قباحت نہیں۔ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ سے بھیریت واپس تشریف لائے تو ایک لڑکی نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ أَنْ رَزَاكَ اللَّهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالذِّبِّ وَأَتَغَلَّى بِهِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ كُنْتَ نَذَرْتَ فَاضْرِبِي وَلَا فَلَاحَ. (مشکوٰۃ باب مناقب عمر)

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، الحدیث ۶۰۴۸، المجلد الثانی، ص ۳۱۹، دار الکتب العلمیہ بیروت) حضور میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ عزوجل آپ کو بھیریت واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں اور گاؤں، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی ہے تو بجادور نہ نہیں۔

اس حدیث میں لفظ نذر اسی نذرانہ کے معنی میں ہے نہ کہ شرعی نذر کیونکہ گانا بجانا عبادت نہیں صرف اپنے سرور و خوشی کا نذرانہ پیش کرنا مقصود تھا جو سرکار میں قبول فرمایا گیا۔ یہ عرفی نذر ہے جو ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مانتی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے پورے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

اسی مشکوٰۃ کے حاشیہ میں بحوالہ ملا علی قاری ہے:

وان كان السرور بمقدمه الشريف نفسه قربه. (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب مناقب والفضائل، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، تحت الحدیث ۶۰۴۸، ج ۱۰، ص ۴۰۳، دار الفکر بیروت)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر خوشی منانا عبادت ہے۔

غرض کہ اس قسم کی عرفی نذریں عوام و خواص میں عام طور پر مروج ہیں۔ استاد، ماں، باپ، شیخ سے عرض کرتے ہیں کہ یہ نقدی آپ کی نذر ہے اسے شرک کہنا انتہا درجہ کی بیوقوفی ہے۔

(2) رد المحتار، کتاب الایمان، مطلب فی احکام النذر، ج ۵، ص ۵۴۲۔

(3) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون یمینا واما لا یکون یمینا... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۲۵۔

دے۔ (4)

مسئلہ ۵: منت مانی اور زبان سے منت کو معین نہ کیا مگر دل میں روزہ کا ارادہ ہے تو جتنے روزوں کا ارادہ ہے اتنے رکھ لے، اور اگر روزہ کا ارادہ ہے مگر یہ مقرر نہیں کیا کہ کتنے روزے تو تین روزے رکھے۔ اور اگر صدقہ کی نیت کی اور مقرر نہ کیا تو دس مسکین کو بقدر صدقہ فطر کے دے۔ یوں اگر فقیروں کے کھلانے کی منت مانی تو جتنے فقیر کھلانے کی نیت تھی اتنے کو کھلائے اور تعداد اوس وقت دل میں بھی نہ ہو تو دس (۱۰) فقیر کھلائے اور دونوں وقت کھلانے کی نیت تھی تو دونوں وقت کھلائے اور ایک وقت کا ارادہ ہے تو ایک وقت اور پکھارادہ نہ ہو تو دونوں وقت کھلائے یا صدقہ فطر کی مقدار ادا کر دے۔ اور فقیر کو کھلانے کی منت مانی تو ایک فقیر کو کھلائے یا صدقہ فطر کی مقدار دیدے۔ (5)

مسئلہ ۶: یہ منت مانی کہ اگر بیمار اچھا ہو جائے تو میں ان لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا اور وہ لوگ مالدار ہوں تو منت صحیح نہیں یعنی اُسکا پورا کرنا اوس پر ضرور نہیں۔ (6)

مسئلہ ۷: نماز پڑھنے کی منت مانی اور رکعتوں کو معین نہ کیا تو دو رکعت پڑھنی ضروری ہے اور ایک یا آدھی رکعت کی منت مانی جب بھی دو پڑھنی ضرور ہے اور تین رکعت کی منت ہے تو چار پڑھے اور پانچ کی تو چھ پڑھے۔ (7)

مسئلہ ۸: بے وضو نماز پڑھنے کی منت مانی تو صحیح نہ ہوئی اور بغیر قراءت یا ننگے نماز پڑھنے کی منت مانی تو منت صحیح ہے، قراءت کے ساتھ اور کپڑا پہن کر نماز پڑھے۔ (8)

مسئلہ ۹: آٹھ رکعت ظہر کی منت مانی تو آٹھ واجب نہ ہونگی بلکہ چار ہی پڑھنی پڑیں گی اور اگر یہ کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ دو سو روپے دیدے تو مجھ پر اُنکے دس روپے زکوٰۃ ہے تو دس ۱۰ روپے زکوٰۃ کے فرض نہ ہونگے بلکہ وہی پانچ ہی فرض رہیں گے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: سو ۱۰۰ روپے خیرات کرنے کی منت مانی اور اوس کے پاس اوس وقت اتنے نہیں ہیں تو جتنے ہیں اتنے ہی کی خیرات واجب ہے ہاں اگر اُسکے پاس اسباب (یعنی سامان وغیرہ) ہے کہ بیچے تو سو روپے ہو جائیں گے تو سو

(4) البحر الرائق، کتاب الایمان، ج ۳، ص ۴۹۹۔

(5) البحر الرائق، کتاب الایمان، ج ۳، ص ۴۹۹۔

والفتاویٰ احمدیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون یمینا وما لا یكون یمینا... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۵، وغیرہ۔

(6) البحر الرائق، کتاب الایمان، ج ۳، ص ۵۰۰۔

(7) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون یمینا وما لا یكون یمینا... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۵۔

(8) المرجع السابق

(9) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون یمینا وما لا یكون یمینا... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۵۔

کی خیرات ضرور ہے اور اسباب پہنچنے پر بھی سو ۱۰۰ نہ ہونگے تو جو کچھ نقد ہے وہ اور تمام سامان کی جو کچھ قیمت ہو وہ سب خیرات کر دے منت پوری ہوگئی اور اگر اسکے پاس کچھ نہ ہو تو کچھ واجب نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۱: یہ منت مانی کہ جمعہ کے دن اتنے روپے فلاں فقیر کو خیرات دوں گا اور جمعرات ہی کو خیرات کر دیے اور کسی دوسرے فقیر کو دیدیے منت پوری ہوگئی یعنی خاص اسی فقیر کو دینا ضرور نہیں نہ جمعہ کے دن دینا ضرور ہو تب اگر مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کے فقرا پر خیرات کرنے کی منت مانی تو وہیں کے فقرا کو دینا ضروری نہیں بلکہ یہاں خیرات کر دینے سے بھی منت پوری ہو جائیگی۔ یوں اگر منت میں کہا کہ یہ روپے فقیروں پر خیرات کروں گا تو خاص انھیں روپوں کا خیرات کرنا ضرور نہیں اتنے ہی دوسرے روپے دیدیے منت پوری ہوگئی۔ (11)

مسئلہ ۱۲: جمعہ کے دن نماز پڑھنے کی منت مانی اور جمعرات کو پڑھ لی منت پوری ہوگئی یعنی جس منت میں شرط نہ ہو اس میں وقت کی تعیین کا اعتبار نہیں یعنی جو وقت مقرر کیا ہے اس سے پہلے بھی ادا کر سکتا ہے اور جس میں شرط ہے اس میں ضرور ہے کہ شرط پائی جائے بغیر شرط پائی جائیکے ادا کیا تو منت پوری نہ ہوئی شرط پائی جانے پر پھر کرنا پڑیگا مثلاً کہا اگر بیمار اچھا ہو جائے تو دس روپے خیرات کروں گا اور اچھا ہونے سے پہلے ہی خیرات کر دیے تو منت پوری نہ ہو۔ اچھے ہونے کے بعد پھر کرنا پڑے گا۔ باقی جگہ اور روپے اور فقیروں کی تخصیص (مخصوص کرنا) دونوں میں بیکار ہے خود شرط ہو یا نہ ہو (12)

مسئلہ ۱۳: اگر میرزا یہ کام ہو جائے تو دس ۱۰ روپے کی روٹی خیرات کروں گا تو روٹیوں کا خیرات کرنا لازم نہیں یعنی کوئی دوسری چیز غلہ وغیرہ دس ۱۰ روپے کا خیرات کر سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دس روپے نقد دیدے۔ (13)

مسئلہ ۱۴: دس ۱۰ روپے دس ۱۰ مسکین پر خیرات کرنے کی منت مانی اور ایک ہی فقیر کو دسوں ۱۰ روپے دیدیے منت پوری ہوگئی۔ (14)

مسئلہ ۱۵: یہ کہا کہ مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے دس ۱۰ مسکین کا کھانا ہے تو اگر دس ۱۰ مسکین کو دینے کی نیت نہ ہو تو اتنا کھانا جو دس ۱۰ کے لیے کافی ہو ایک مسکین کو دینے سے منت پوری ہو جائیگی۔ (15)

(10) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون یمناداً لایكون یمناً... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۵.

(11) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۴۵، ج ۳، ص ۴۸۷.

(12) الدر المختار، کتاب الایمان، مطلب فی احکام اللہ، ج ۵، ص ۵۳۷، ۵۳۰.

(13) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۳۶.

(14) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یكون یمناداً لایكون یمناً... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۶.

(15) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۶: اونٹ یا گائے ذبح کر کے اوسکے گوشت کو خیرات کرنے کی منت مانی اور اوسکی جگہ سات بکریاں ذبح کر کے گوشت خیرات کرو یا منت پوری ہوگئی اور یہ گوشت مالداروں کو نہیں دے سکتا دیکھا تو اتنا خیرات کرنا پڑے گا ورنہ منت پوری نہ ہوگی۔ (16)

مسئلہ ۱۷: اپنی اولاد کو ذبح کرنے کی منت مانی تو ایک بکری ذبح کر دے منت پوری ہو جائیگی اور اگر بیٹے کو مار ڈالنے کی منت مانی تو منت صحیح نہ ہوئی اور اگر خود اپنے کو یا اپنے باپ ماں دادا دادی یا غلام کو ذبح کرنے کی منت مانی تو یہ منت نہ ہوئی اوسکے ذمہ کچھ لازم نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۸: مسجد میں چراغ جلانے یا طاق بھرنے (18)

(16) الرجیع السابق.

(17) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون یمیناً مالا یکون یمیناً... إلخ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۶۵.

والدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۴۳-۵۴۴.

(18) اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی تاجلسی قدسنا اللہ بترہ القدسی کتاب مستطاب حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر جلد دوم ص ۴۲۹ میں فرماتے ہیں: قال الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی شرح الدرر من مسائل متفرقة اخراج الشموع الی القبور بدعة اتلاف مال کذا فی البزازیة اہ وهذا کله اذا خلا عن فائدة واما اذا کان موضع القبور مسجداً او علی طریق او کان هنالك احد جالس او کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیماً لروحہ المشرقة علی تراب جسدة کأشراق الشمس علی الارض اعلاماً للناس انه ولی لیتبرکوا بہ ویدعوا اللہ تعالیٰ عنده فیستجاب لهم فهو امر جائز لا يمنع منه والاعمال بالنیات اے۔

یعنی والد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاشیہ درر وغرر میں فتاویٰ بزازیہ سے نقل فرمایا کہ قبروں کی طرف شمعیں لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے، یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدہ سے خالی ہو، اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سرراہ ہیں یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علماء میں سے کسی عالم کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لیے جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی قہر ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر، تاکہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تاکہ اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعائیں لیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ امر جائز ہے اس سے اصلاً ممانعت نہیں، اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے، (اے اللہ یقہ اللہ یہ ایقاد الشموع فی القبور نور یہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۶۳۰)

پھر فرماتے ہیں: روی ابو داؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم لعن لراة القبور والمتغلبین علیہا المساجد والسرج ای اللین یوقدون السرج علی القبور ←

یہ فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے

عبثاً من غیر فائداۃ ۱۔ کہا ذکرنا۔

ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں اور قبروں پر مسجدیں بنانے والوں اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی یعنی ان لوگوں پر جو کسی قاعدہ کے بغیر قبروں پر چراغ جلاتے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے (ت) (۱) الحمد للہ اللہ یہ ایقاد الشروع فی القبر نور یہ رضویہ فیصل آباد ۲/۶۳۰

یعنی یہ مذکورہ بالا حدیث کہ روایت کی گئی ہے۔ اس سے بھی مراد وہی صورت ہے کہ محض عبث بلا فائدہ قبور پر شمعیں روشن کریں ورنہ ممانعت نہیں، ملاحظہ ہو وہی حدیث ہے وہی عبارت قتلاۃ بزاز یہ ہے، ان علامہ جلیل القدر عظیم القدر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معنی روشن فرمادئے اور تصریحاً ارشاد کیا کہ مقابر میں شمعیں روشن کرنا جب کسی قاعدہ کے لیے ہو ہرگز منع نہیں، قاعدہ کی متعدد مثالیں فرمائیں (۱) وہاں کوئی مسجد ہو کہ نمازیوں کو بھی آرام ہو گا اور مسجد میں بھی روشنی ہوگی۔

(۲) مقابر پر سر راہ ہوں روشنی کرنے سے راہ گیروں کو نفع پہنچے گا اور اموات کو بھی کہ مسلمان مقابر مسلمین دیکھ کر سلام کریں گے، فاتحہ پڑھیں گے، دعا کریں گے، ثواب پہنچائیں گے، گزرنے والوں کی قوت زائد ہے تو اموات برکت لیں گے اور اگر اموات کی قوت زائد ہے تو گزرنے والے فیض حاصل کریں گے۔

(۳) مقابر میں اگر کوئی بیٹھا ہو کہ زیارت یا ایصال ثواب یا افادہ یا استغفار کے لیے آیا ہے تو اسے روشنی سے آرام ملے گا قرآن عظیم دیکھ کر پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے گا۔

(۴) وہ تینوں منافع مزارات اولیاء کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسراہم کو بھی بروجہ اولیٰ شامل تھے کہ مزارات مقدسہ کے پاس غالباً مسجد ہوتے ہیں، گزرگاہ بھی بہت جگہ ہے اور حاضرین زائرین خواہ مجاورین سے تو نادرا خالی ہوتے ہیں مگر امام ممدوح ان پر اکتفا نہ فرما کر خود مزارات کریمہ کے لیے بالتخصیص روشنی میں فائدہ جلیلہ کا افادہ فرماتے ہیں کہ ان کی ارواح طیبہ کی تعظیم کے لیے روشنی کی جائے۔

اقول ظاہر ہے کہ روشنی دلیل اعتناء ہے اور اعتناء دلیل تعظیم۔ اور تعظیم اہل اللہ ایمانہ موجب رضائے رحمان عز جلالہ۔ قال اللہ عز وجل وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۲۔ جو الٰہی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

(۲) القرآن ۲۲/۳۲

وقال اللہ تبارک و تعالیٰ وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۱۔

جو الٰہی آداب کی چیزوں کی تعظیم کرے تو اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتری ہے۔ (۱) القرآن ۲۲/۳۰

س کی نظیر مصحف شریف کا مظلوم مذہب کرنا ہے کہ اگرچہ سلف میں نہ تھا، جائز و مستحب ہے کہ دلیل تعظیم و ادب ہے۔ درمختار میں ہے:

جاء تعلیۃ المصحف لما فیہ من تعظیہ کہا فی نقش المسجد ۲۔

یا گیارھویں کی نیاز دلانے

مصنف شریف مظلہ مذہب کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں اس کی تعظیم ہے جیسا کہ مسجد کو متعش کرنے میں (ت)

(۲) رد المحتار کتاب المحظر والاباحہ فصل فی السج مطبع مجتہائی دہلی ۲/۲۴۵

یوں ہی مساجد کی آرائش ان کی دیواروں پر سونے چاندی کے نقش و نگار کہ صدر اول میں نہ تھے، بلکہ یہ حدیث میں تھا:

لَتُخْرِقْتَهَا كَمَا زُخِرَتْ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى ۳۔ رواہ ابو داؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

تم مسجدوں کی آرائش کرو گے جیسے یہود و نصاریٰ نے آرائش کی، اسے ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

کیا۔ (ت) (۳) سنن ابو داؤد باب فی بناء المسجد آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۶۵

مگر اب ظاہری ترک و احتشام ہی قلوب عامہ پر اثر تعظیم پیدا کرتا ہے۔ لہذا ائمہ دین نے حکم جواز دیا۔ تمیز الحقائق میں ہے:

لَا يَكْرَهُ نَقْشُ الْمَسْجِدِ بِالْجُصِّ وَمَاءِ الذَّهَبِ ۲۔

تج اور سونے کے پانی سے مسجد میں نقش بنانا مکروہ نہیں ہے (ت)

(۳) تمیز الحقائق فصل کرہ استقبال القبلة مطبعة کبریا میرٹھ مصر ۱/۱۶۸

رد المحتار میں ہے:

قوله كما في نقش المسجد اي ما خلا محرابه اي بالجص وماء الذهب ۵۔

اس کا قول، جیسا کہ مسجد کی آرائش میں، یعنی محراب کے علاوہ، یعنی تج اور سونے کے پانی سے۔ (ت)

(۵) رد المحتار کتاب المحظر والاباحہ باب فی البيعة ادارة الطهارة المصرية مصر ۵/۲۳۷

(۳) پوٹھی مسجدوں کے لیے کنگرے بنانا کہ مساجد کے امتیاز اور دور سے ان پر اطلاع کا سبب ہیں، اگرچہ صدر اول میں نہ تھے، بلکہ یہ

حدیث شریف میں ارشاد ہوا تھا:

ابْنُوا الْمَسَاجِدَ وَاتَّخِذُوا حُجَّتًا ۱۔ رواہ ابن ابی شیبہ والبیہقی فی السنن عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مسجدیں منڈی بناؤ، اسے ابن ابی شیبہ نے اور سنن میں بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

(۱) السنن الکبریٰ باب فی کیفیۃ بناء المسجد دار صادر بیروت ۲/۳۳۹

دوسری حدیث میں ہے:

ابْنُوا مَسَاجِدَكُمْ حُجَّتًا وَابْنُوا مَدَائِنَكُمْ مُشْرِفَةً ۲۔ رواہ ابن ابی شیبہ فی المصنف عن ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما

یعنی مسجدیں منڈی بناؤ ان میں کنگرے نہ رکھو، اور اپنے شہر اونچے کنگرے دار بناؤ، اسے مصنف میں ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا (ت) (۲) المصنف لابن ابی شیبہ ادارة القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۳۰۹

مگر اب بانی کثیر مسلمانوں میں رائج ہے۔ وَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ ۳۔

اور جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ خدا کے یہاں بھی اچھا ہے (ت) (۲۔ مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۱/۳۷۹)

امام ابن النیر شرح جامع صحیح میں فرماتے ہیں:

استنبط کراہیۃ زخرفة المسجد لا اشتغال قلب المصلی بذلك او لصراف المال فی غیر وجهہ نعم اذا وقع ذلك علی سبیل تعظیم المساجد ولم يقع الصرف علیہ من بیت المال فلا بأس بہ ولو اوصی بتشیید مسجد و تحمیرہ و تصفیۃ نفدت وصیتہ لانه قد حدث للناس فتاوی بقدر ما احدثوا وقد احدث الناس مؤمنہم و کافرہم تشیید بیوتہم و تزینہا ولو بنینا مساجد ذالہلین وجعلنا متطامنة بین الدور الشاہقة و رما كانت لاهل الذمۃ لكانت مستہانة۔

یعنی حدیث سے مستنبط کیا گیا ہے کہ مسجدوں کی آرائش مکروہ ہے کہ نمازی کا خیال بے گایا اس لیے کہ مال بجا خرچ ہوگا۔ ہاں اگر تعظیم مسجد کے طور پر آرائش واقع ہو اور خرچ بیت المال سے نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، اور اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ اس کے مال سے مسجد کی گچ کاری اور اس میں سرخ و زرد رنگ کریں تو وصیت نافذ ہوگی کہ لوگوں میں جیسی نئی نئی باتیں پیدا ہوتی گئیں ویسے ہی ان کے لیے فتوے نئے ہوئے کہ اب مسلمانوں کا فروں سب نے اپنے گھروں کی گچ کاری اور آرائش شروع کر دی، اگر ہم ان بلند عمارتوں کے درمیان جو مسلمین تو مسلمین کافروں کی بھی ہوں گی کچی اینٹ اور نیچی دیواروں کی مسجدیں بنائیں تو نگاہوں میں ان کی بے وقعتی ہوگی۔

(۱۔ ارشاد الساری شرح البخاری باب بیان المساجد دار الکتاب العربی بیروت ۱/۴۴۰)

اسی قبیل سے ہے مزارات اولیاء کرام و علمائے عظام قدس سرار ہم پر عمارت کی بناء کہ باوصف حدیث مسلم و ابوداؤد و نسائی و مسند احمد عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یقعد علی القبر وان یخصص وان یدبی علیہ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر بیٹھنے، اسے گچ سے پکی کرنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ (ت) (۲۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز البناء علی القبر نور محمد صبح الطایف کراچی ۱/۳۱۲)

جس میں صراحت اس کی ممانعت ارشاد ہوئی ہے سلفاً و خلفاً ائمہ کرام و علمائے اعلام نے جائز رکھی کلمہ مجمع بحار الانوار جلد ثالث صفحہ ۱۴۰ میں ہے:

قد اباح السلف البناء علی قبور الفضلاء الاولیاء والعلماء لیزورہم ویستریحون فیہ۔

بیشک ائمہ سلف صالحین نے اہل فضل اولیاء و علماء کے مزارات طیبہ پر عمارت بنانا مباح فرمادیا کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور ان میں راحت پائیں۔ (۳۔ کلمہ بحار الانوار تحت القبر مشی لکھنؤ ۳/۱۴۰)

جواہر اخلاطی میں ہے:

هو وان كان احداثا فهو بدعة حسنة و كم من شيع كان احداثا وهو بدعة حسنة و كم من شيع يختلف باختلاف الزمان والمكان۔ ۱۔

یعنی یہ اگرچہ نیا پیدا ہے پھر بھی بدعت حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں ہیں کہ نئی پیدا ہوئیں اور ہیں اچھی بدعت، اور بہت احکام ہیں کہ زمانے یا مقام کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں۔ (۱۔ جواہر الاطلاعی، کتاب الاحسان والکرامیہ، قلمی نسخہ، ص ۱۶۸۔ بی)

یعنی ایسی جگہ احکام سابقہ سے سند لانا حماقت ہے، جو حاجت اب واقع ہوئی اگر زمانہ سلف میں واقع ہوتی تو وہ بھی حکم کرتے جو اس وقت ہم کرتے ہیں، جیسے ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

لَوْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخَذَتْ النِّسَاءُ لِمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كُنَّا وَمُنَعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۲۔

یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب تک نکالی ہیں، انہیں مسجدوں سے منع فرمادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجدوں سے منع کیا گیا تھا۔ (ت) (۲۔ صحیح مسلم باب خروج الفساد الی المساجد نور محمد ص ۱۸۳ / ۱)

اور آئمہ دین نے عورات کو مسجدوں سے منع فرمائی دیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

أَمْنَتُ عَوَامَ النَّاسِ الْمَسَاجِدَ ۳۔ رواہ احمد ومسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے نہ روکو اسے امام احمد ومسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا (ت)

(۳۔ صحیح مسلم باب خروج الفساد الی المساجد نور محمد ص ۱۸۳ / ۱)

کیا آئمہ دین نے نظر بحال زمانہ جو حکم فرمایا اسے حدیث کی مخالفت کہا جائے گا؟ ماش اللہ ایسا نہ کہے گا بگرا حق، کج فہم، یوں ہی یہ تازہ تفسیروں کے احکام ہیں۔ سلف صالحین کے قلوب تعظیم شعار اللہ سے مملو تھے۔

ظاہری ترک و احتشام کے محتاج نہ تھے، تو ان کے وقت میں یہ باتیں عبث و بے فائدہ تھیں اور ہر عبث مکروہ۔ اور اس میں مال صرف کرنا ممنوع، اب کہ بے ترک و احتشام ظاہری قلوب عوام میں وقعت نہیں آتی ان باتوں کی حاجت ہوئی، مصحف شریف پر سونا چڑھانے کی اجازت ہوئی مسجدوں میں سونے کے کلس، سونے چاندی کے نقش نگار کی اجازت ہوئی، مزارات پر قبہ بنانے، چادر ڈالنے، روشنی کرنے کی اجازت ہوئی، ان تمام افعال پر بھی احادیث و احکام سابقہ پیش نہ کرے گا مگر سفیہ و فہم۔ یہ مختصر شرح ہے اس ارشاد امام ممدوح قدس سرہ کی، و اس کی تفصیل بازغ و تحقیق بالغ ہمارے رسالہ طوابع النور فی حکم السراج علی القیور میں ہے وباللہ التوفیق۔

یہی امام جلیل کشف النور میں، پھر علامہ شامی رد المحتار فصل اللبس اور عقوب الدریہ مسائل شتی میں حشرات اولیاء کرام پر غلاف ڈالنے کی نسبت بھی اسی تعظیم سے استدلال فرماتے ہیں: کما بینا فی فتاوانا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اسے بیان کیا ہے۔ ت) اس کے علاوہ خاص روشنی مزار کریم کی نسبت ان سے بھی بہت اقدم امام اجل و اقلیم کا ارشاد بھونہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے۔ زید نے ایک ہی عالم مستند کا قول سننے پر قبول و سر نہاد ان کا وعدہ کیا تھا۔ ان تحقیقات ائمہ مستندین اجلہ معتمدین و وعدہ زید کے بعد زیادہ کی حاجت نہیں، مگر اجمالاً بعض جملے اور

گزشت ہوں کہ عوام بھائی شبہہ میں نہ پڑیں، واللہ الموفق (فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۳۸۹-۳۹۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ (19)

یا شاہ عبدالحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ کرنے

یا حضرت جلال بخاری کا کونڈا کرنے

یا محرم کی نیاز یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منت مانی تو یہ شرعی منت نہیں مگر یہ کام منع نہیں ہیں کرے تو اچھا ہے۔ ہاں البتہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلاف شرع اوسکے ساتھ نہ ملائے مثلاً طاق بھرنے میں رت جگا ہوتا ہے جس میں کنبہ (خاندان) اور رشتہ کی عورتیں اکٹھا ہو کر گاتی بجاتی ہیں کہ یہ حرام ہے یا چادر چڑھانے کے لیے بعض لوگ تاشے (20) باجے کے ساتھ جاتے ہیں یہ ناجائز ہے یا مسجد میں چراغ جلانے میں بعض لوگ آٹے کا چراغ جلاتے ہیں یہ خواہ مخواہ مال ضائع کرنا ہے اور ناجائز ہے مٹی کا چراغ کافی ہے۔ اور گھی کی بھی ضرورت نہیں مقصود روشنی ہے وہ تیل سے حاصل ہے۔

رہا یہ کہ میلاد شریف میں فرش و روشنی کا اچھا انتظام کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا یا لوگوں کو بلاوا دینا اور اس کے لیے تاریخ مقرر کرنا اور پڑھنے والوں کا خوش الحانی سے پڑھنا یہ سب باتیں جائز ہیں البتہ غلط اور جھوٹی روایتوں کا پڑھنا منع ہے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ ۱۹: علم اور تعزیہ بنانے اور پیک بننے اور محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے اور مرثیہ کی مجلس کرنے اور تعزیوں پر نیاز دلوانے وغیرہ خرافات (یعنی الٹی سیدھی رسمیں) جو ردائض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں ان کی منت سخت جہالت ہے ایسی منت مانی نہ چاہیے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے اور ان سب سے بدتر شیخ سدا و کا مرغا اور کڑا ہی ہے (20A)۔

(19) کسی ولی یا بزرگ کی فاتحہ کا کھانا جو عرس وغیرہ کے دن تقسیم کیا جاتا ہے۔

(20) ایک قسم کے دف کا نام جسے گلے میں ڈال کر بجاتے ہیں۔

(20A) علم اور تعزیہ بنانا

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: علم، تعزیہ، بیرق، مہندی جس طرح رائج ہیں بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت روا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے اور اسے منت جاننا اور حماقت، اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنا نہ وہم ہے مسلمان کو ایسی حرکات وخیل سے باز آنا چاہئے بایں ہمہ تعزیہ دار مسلمان ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ ضرور حلال ہے کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا، تعزیہ پرست کا لفظ دہا بیہ شرک پرست کی زیادتی ہے جس طرح تعظیم و تکریم مزارات طیبہ پر مسلمانوں کو قبر پرست کا لقب دیتے ہیں، یہ سب ان کا جہل و ظلم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، ص ۹۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۲۰: بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان ناک چھدوانے اور بچوں کی چوٹیا رکھنے کی منت مانتی ہیں یا اور طرح طرح کی ایسی منتیں مانتی ہیں جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں اولاً ایسی واہیات (لغو و ناجائز) منتوں سے بچیں اور مانی ہو تو پوری نہ کریں اور شریعت کے معاملہ میں اپنے لغو خیالات (فضول خیالات) کو دخل نہ دیں نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یو ہیں کرتے چلے آئے ہیں اور یہ کہ پوری نہ کریں گے تو بچہ مرجائیگا بچہ مرنے والا ہوگا تو یہ ناجائز منتیں بچانہ لیں گی۔ منت مانا کرو تو نیک کام نماز، روزہ، خیرات، دُرود شریف، کلمہ شریف، قرآن مجید پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑا پہنانے وغیرہ کی منت مانو اور اپنے یہاں کے کسی سنی عالم سے دریافت بھی کر لو کہ یہ منت ٹھیک ہے یا نہیں، وہابی سے نہ پوچھنا کہ وہ گمراہ بے دین ہے وہ صحیح مسئلہ نہ بتائے گا بلکہ ایچ بیچ (یعنی مکر و فریب) سے جائز امر کو ناجائز کہہ دیگا۔

مسئلہ ۲۱: منت یا قسم میں انشاء اللہ کہا تو اوس کا پورا کرنا واجب نہیں بشرطیکہ ان شاء اللہ کا لفظ اوس کلام سے متصل ہو اور اگر فاصلہ ہو گیا مثلاً قسم کھا کر چُپ ہو گیا یا درمیان میں کچھ اور بات کی پھر انشاء اللہ کہا تو قسم باطل نہ ہوئی۔ یو ہیں ہر وہ کام جو کلام کرنے سے ہوتا ہے مثلاً طلاق اقرار وغیرہ یا یہ سب ان شاء اللہ کہہ دینے سے باطل ہو جاتے ہیں۔ ہاں اگر یوں کہا کہ میری فلاں چیز اگر خدا چاہے تو بیچ دو تو یہاں اوس کو بیچنے کا اختیار رہے گا اور وکالت صحیح ہے یا یوں کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال انشاء اللہ خیرات کر دینا تو وصیت صحیح ہے اور جو کام دل سے متعلق ہیں وہ باطل نہیں ہوتے، مثلاً نیت کی کہ کل انشاء اللہ روزہ رکھوں گا تو یہ نیت درست ہے۔ (21)



مکان میں جانے اور رہنے وغیرہ کے متعلق قسم کا بیان

یہاں ایک قاعدہ یاد رکھنا چاہیے جس کا قسم میں ہر جگہ لحاظ ضرور ہے وہ یہ کہ قسم کے تمام الفاظ سے وہ معنی لیے جائیں گے جن میں اہل عرف استعمال کرتے ہوں مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ کسی مکان میں نہیں جائیگا اور مسجد میں یا کعبہ معظمہ میں گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ یہ بھی مکان ہیں یوں ہی حمام میں جانے سے بھی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (1)

مسئلہ ۱: قسم میں الفاظ کا لحاظ ہوگا اس کا لحاظ نہ ہوگا کہ اس قسم سے غرض کیا ہے یعنی اون لفظوں کے بول چال میں جو معنی ہیں وہ مراد لیے جائیں گے قسم کھانے والے کی نیت اور مقصد کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً قسم کھائی کہ فلاں کے لیے ایک پیسہ کی کوئی چیز نہیں خریدوں گا اور ایک روپیہ کی خریدی تو قسم نہیں ٹوٹی حالانکہ اس کلام سے مقصد یہ ہوا کرتا ہے کہ نہ پیسے کی خریدوں گا نہ روپیہ کی مگر چونکہ لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا لہذا اس کا اعتبار نہیں یا قسم کھائی کہ دروازہ سے باہر نہ جاؤں گا اور دیوار کو دکر یا سیرھی لگا کر باہر چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ اس سے مراد یہ ہے کہ گھر سے باہر نہ جاؤں گا۔ (2)

(1) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین...، ج ۲، ص ۶۸۔

(2) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، بحث محکم فی تحقیق...، ج ۵، ص ۵۵۰۔

حقیقت و مجاز کی تعریف

لغت کے واضع نے جو لفظ جس معنی کے لئے وضع کیا اگر وہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہو تو حقیقت ورنہ مجاز کہلاتا ہے۔ جیسے اگر شیر کے لئے لفظ (اسد) بولا جائے تو حقیقت اور کسی بہادر شخص کے لئے بولا جائے تو مجاز ہے۔ کیونکہ واضع نے لفظ (اسد) کو شیر کے لئے وضع کیا تھا نہ کہ کسی بہادر شخص کے لئے۔

اسی طرح فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ لَا تَبْنِعُوا الدَّهْمَ بِالْدَّهْمِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعِ (ایک درہم کو دو درہموں کے عوض اور ایک صاع کو دو صاع کے عوض مت بنجو) اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ ایک صاع (جو کہ ایک پیانہ ہے) کو دو صاع کے عوض مت بنجو بلکہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ یہاں صاع سے مراد مجازاً وہ شئی ہے جو اس پیانے (صاع) میں ٹاپ کر دی جاتی ہے۔ لہذا یہاں ظرف بول کر مضاف مراد لیا گیا ہے۔

نوٹ: (۱) لفظ صاع سے پیانہ مراد لینا حقیقت اور اس پیانے میں ٹاپ کر دی جانے والی چیز مراد لینا مجاز ہے۔

(۲) صاع تقریباً چار کلو ایک سو گرام کا ہوتا ہے۔

ایک لفظ سے ایک ہی حالت میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد نہیں لئے جاسکتے یا تو حقیقی معنی مراد ہوگا یا مجازی جیسے سابقہ مثال، کیونکہ حقیقت اصل ہے اور مجاز مستعار۔

حقیقت کی اقسام

حقیقت کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں:

(۱) حقیقت معذرہ (۲) حقیقت مجبورہ (۳) حقیقت مستعملہ

(۱) حقیقت معذرہ

ایسی حقیقت جس پر عمل مشکل ہو۔

مثال: کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں اس کنویں سے نہیں پیوں گا تو اس سے اس کا حقیقی معنی (کنویں میں اتر کر پینا مراد نہیں پایا جائے گا) کیونکہ اس قسم کا فعل عادتہ مشکل ہے بلکہ چلو یا کسی برتن کے ذریعے پینا مراد لیا جائے گا۔ اسی لئے اگر حالف (قسم کھانے والا) کنویں میں داخل ہو کر متکلف منہ سے پی بھی لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ اس پر عمل کرنا عادتہ مشکل ہے تو اس قول سے مجازی معنی یعنی چلو بھر کر پینا یا کسی برتن سے پینا مراد ہوگا۔

(۲) حقیقت مجبورہ

ایسی حقیقت جس پر عمل کرنا تو آسان ہو لیکن لوگوں نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہو۔

مثال: اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے گھر میں قدم نہیں رکھوں گا تو اس سے اس کا حقیقی معنی قدم رکھنا مراد نہیں پایا جائے گا کیونکہ لوگ اس سے یہ معنی مراد نہیں لیتے بلکہ عرف کے مطابق گھر میں داخل ہونا مراد لیا جائے گا۔

حقیقت معذرہ و مجبورہ کا حکم

جب حقیقت معذرہ یا مجبور ہو تو بالاتفاق مجازی معنی مراد لئے جائیں گے۔

(۳) حقیقت مستعملہ

ایسی حقیقت جس پر عمل کیا جاتا ہو اگرچہ اس کے مجاز پر بھی عمل ہوتا ہو۔

مثال: اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں اس گندم سے نہیں کھاؤں گا تو اس سے گندم کے دانے کھانا مراد لینا حقیقت ہے اور آٹا، ستورہ روٹی وغیرہ کھانا مراد لینا مجاز ہے اور یہ دونوں ہی مستعمل ہیں۔

حقیقت مستعملہ کا حکم

حقیقت مستعملہ کی دو صورتیں ہیں یا تو اس کا مجاز متعارف ہوگا یا نہیں اگر مجاز متعارف ہے تو امام صاحب کے نزدیک حقیقت پر عمل کرنا

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گا پھر وہ مکان بالکل گر گیا اب اس میں گیا تو نہیں ٹوٹی۔ یوں اگر

اولیٰ ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک عموم مجاز پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور اگر مجاز متعارف نہیں ہے تو بالاتفاق حقیقت پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

مجاز کا حکم

مجاز کی طرف اسی وقت پھریں گے جبکہ حقیقت معذریہ یا مجبور ہو۔

لفظ کے کل یا بعض حقیقی معنی چھوڑ دینے کی صورتیں

جب حقیقت پر عمل مشکل یا ناممکن ہو تو کبھی لفظ کی حقیقت کے کل افراد چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور کبھی بعض، جب کسی لفظ کی حقیقت کے کل افراد چھوڑ دیئے جائیں تو مجاز کی طرف پھرنا ضروری ہوتا ہے لیکن جب کل افراد نہ چھوڑے گئے ہوں بلکہ بعض چھوڑ دیئے گئے ہوں تو اس وقت مجاز کی طرف نہیں پھریں گے بلکہ حقیقت قاصرہ (یعنی حقیقت کے بعض افراد) مراد لیں گے (کیونکہ کلام میں اصل حقیقت ہے)۔

ہم یہاں لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد چھوڑ دینے کی کچھ وجوہات اور ان کی صورتیں بیان کرتے ہیں۔

(۱) دلالت عرف

بعض اوقات دلالت عرف کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جیسے اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں سر نہیں کھاؤں گا تو لفظ سر اپنے مدلول کے تمام افراد کو شامل ہے چاہے گائے بھینس بکری کا سر ہو یا چڑیا کا لیکن عرف میں اس قسم کے جملے سے چڑیا کا سر مراد نہیں لیا جاتا بلکہ گائے بکری وغیرہ کے سر مراد ہوتے ہیں اور یہی حقیقت قاصرہ ہے لہذا معلوم ہوا کہ یہاں حقیقت کے بعض افراد یعنی چڑیا وغیرہ کے سر کو عرف کی بناء پر چھوڑ دیا گیا ہے اسی لئے اگر خالف نے اس قسم کے بعد چڑیا کا سر کھایا تو اس سے نہ قسم ٹوٹے گی اور نہ کفارہ لازم آئے گا۔ اسی طرح بعض اوقات لفظ کی حقیقت کے تمام افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(۲) دلالت نفس کلام

بعض اوقات دلالت نفس کلام کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنی کلام ہی ایسا ہو کہ ترک حقیقت پر دلالت کرے۔ جیسے اگر کوئی شخص کہے کہ میرا ہر مملوک آزاد ہے تو اس کلام کی وجہ سے وہی مملوک آزاد ہوگا جو کلی طور پر اس کی ملکیت میں ہو لہذا مکاتب غلام یا وہ غلام کہ جس کا بعض آزاد ہو، آزاد نہیں ہوں گے کیونکہ یہ مکمل طور پر اس کی ملکیت میں نہیں۔

(۳) سیاق کلام کی دلالت

بعض اوقات دلالت سیاق کلام کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مسلمان کسی حربی کافر سے کہے کہ نیچے اتر اگر تو مرد ہے تو سیاق کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اسے نیچے اترنے کی اجازت نہیں دی جا رہی بلکہ اسے دھمکی دی جا رہی ہے۔

نوٹ: آگے آنے والے کلام کو سیاق کلام اور گزر جانے والے کلام کو سباق کلام کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں اگر تو مرد ہے سیاق کلام اور نیچے

اتر سباق کلام ہے۔

مرنے کے بعد پھر عمارت بنائی گئی اور اب گیا جب بھی قسم نہیں ٹوٹی اور اگر صرف چھت گرمی ہے دیواریں بدستور باقی ہیں تو قسم ٹوٹ گئی۔ (3)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ اس مسجد میں نہ جاؤں گا پھر وہ مسجد شہید ہو گئی اور گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ یوہیں اگر مرنے کے بعد پھر سے بنی تو جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ (4)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ اس مسجد میں نہ جاؤں گا اور اس مسجد میں کچھ اضافہ کیا گیا اور یہ شخص اس حصہ میں یا جواب بڑھایا گیا ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر یہ کہا کہ فلاں محلہ کی مسجد میں نہ جاؤں گا یا وہ مسجد جن لوگوں کے نام سے مشہور ہے اس نام کو ذکر کیا تو اس حصہ میں جو بڑھایا گیا ہے جانے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ (5)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہیں جائے گا اور وہ مکان بڑھایا گیا تو اس حصہ میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے مکان میں نہیں جائے گا تو ٹوٹ جائے گی۔ (6)

مسئلہ ۶: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہ جاؤں گا پھر اس مکان کی چھت یا دیوار پر کسی دوسرے مکان پر سے یا سڑھی لگا کر چڑھ گیا تو قسم نہیں ٹوٹی کہ بول چال میں اسے مکان میں جانا نہ کہیں گے۔ یوہیں اگر مکان کے باہر درخت

(۴) دلالت مشکلم

بعض اوقات دلائل مشکلم کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی مشکلم کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اسے دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں اس کے کلام کی کیا مراد ہے۔ مثلاً اگر کوئی مسافر کہے کہ مجھے گوشت لا دو تو اس کے کلام کا حقیقی معنی تو یہ ہے کہ کچا گوشت لایا جائے لیکن اس کا مسافر ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں اس کی مراد کچا گوشت نہیں بلکہ پکا ہوا گوشت ہے۔

(۵) محل کلام کی دلالت

بعض اوقات دلائل محل کلام کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی جس کے بارے میں کلام چلایا گیا ہو اس پر کلام کے حقیقی معنی صادق ہی نہ آئیں۔ مثلاً اگر کوئی آزاد عورت کسی مرد سے یہ کہے کہ میں نے اپنا آپ تجھے بیچا تو یہ بیع نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ عورت آزاد ہے لہذا یہاں اس کے کلام کے حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی نکاح مراد لیا جائے گا۔ اور حقیقی معنی کو اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ عورت بیع کا محل ہی نہیں کہ اس پر یہ کلام صادق آئے۔

(3) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۵۴۔

(4) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، ج ۲، ص ۶۸۔

(5) المرجع السابق

(6) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، ج ۲، ص ۶۸۔

ہے اوس پر چڑھا اور جس شاخ پر ہے وہ اوس مکان کی سیدھ میں ہے کہ اگر گرے تو اوس مکان میں گرے گا تو اس شاخ پر چڑھنے سے بھی قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں کسی مسجد میں نہ جانے کی قسم کھائی اور اوس کی دیوار یا چھت پر چڑھا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (7)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہیں جاؤنگا اور اوس کے نیچے تہ خانہ ہے جس سے گھر والے نفع اٹھاتے ہیں تو تہ خانہ میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (8)

مسئلہ ۸: دو مکان ہیں اور اون دونوں پر ایک بالا خانہ ہے اگر بالا خانہ کا راستہ اس مکان سے ہو تو اس میں ٹہر ہوگا اور اگر راستہ دوسرے مکان سے ہے تو اوس میں شمار کیا جائیگا۔ (9)

مسئلہ ۹: مکان میں نہ جانے کی قسم کھائی تو جس طرح بھی اوس مکان میں جائے قسم ٹوٹ جائے گی خواہ دروازہ سے داخل ہو یا سیڑھی لگا کر دیوار سے اترے، اور اگر قسم کھائی کہ دروازہ سے نہیں جائیگا تو سیڑھی لگا کر دیوار سے اترنے میں قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر کسی جانب کی دیوار ٹوٹ گئی ہے وہاں سے مکان کے اندر گیا جب بھی قسم نہیں ٹوٹی ہاں اگر دروازہ بنانے کے لیے دیوار توڑی گئی ہے اوس میں سے گیا تو ٹوٹ گئی اگر یوں قسم کھائی کہ اس دروازہ سے نہ جائیگا تو جو دروازہ بعد میں بنایا پہلے ہی سے کوئی دوسرا دروازہ تھا اس سے گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (10)

مسئلہ ۱۰: قسم کھائی کہ مکان میں نہ جائیگا اور اوس کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا اگر وہ چوکھٹ اس طرح ہے کہ دروازہ بند کرنے پر مکان سے باہر ہو جیسا عموماً مکان کے بیرونی دروازے ہوتے ہیں تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر دروازہ بند کرنے سے چوکھٹ اندر رہے تو قسم ٹوٹ گئی غرض یہ کہ مکان میں جانے کے یہ معنی ہیں کہ ایسی جگہ پہنچ جائے کہ دروازہ بند کرنے کے بعد وہ جگہ اندر ہو۔ (11)

مسئلہ ۱۱: ایک قدم مکان کے اندر رکھا اور دوسرا باہر ہے یا چوکھٹ پر ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اگر چہ اندر کا حصہ نیچا ہو۔

(7) الفتاویٰ الھندیہ، المرجع السابق.

والدر المختار و رد المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، ج ۵، ص ۵۵۷.

(8) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، ج ۵، ص ۵۵۲، ۵۵۸.

(9) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، ج ۲، ص ۶۹.

(10) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، ج ۵، ص ۵۵۲-۵۵۹.

وحاشیہ الطحاوی علی الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، ج ۲، ص ۳۴۳.

(11) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۵۹، وغیرہ.

یوہیں اگر قدم باہر ہوں اور سر اندر یا ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مکان میں سے اٹھالی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (12)

مسئلہ ۱۲: صورت مذکورہ میں اگر چت (پیٹھ کے بل) یا پٹ (اوندھا) یا کروٹ سے لیٹ کر مکان میں گیا اگر اکثر حصہ بدن کا اندر ہے تو قسم ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔ (13)

مسئلہ ۱۳: قسم کھائی تھی کہ مکان میں نہ جائیگا اور دوڑتا ہوا آ رہا تھا دروازہ پر پہنچ کر پھسلا اور مکان کے اندر جا رہا یا آدمی کے دھکے سے بے اختیار مکان میں جا رہا یا کوئی شخص زبردستی پکڑ کر مکان کے اندر لے گیا تو ان سب صورتوں میں قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اس کے حکم سے کوئی شخص اسے اٹھا کر مکان میں لایا یا سواری پر آیا تو ٹوٹ گئی۔ (14) مگر پہلی صورت میں کہ بغیر اختیار جانا ہوا ہے اس سے قسم ابھی اس کے ذمہ باقی ہے یعنی اگر مکان سے نکل کر پھر خود جائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ (15)

مسئلہ ۱۴: قسم کھائی کہ اس مکان میں داخل نہ ہوگا اور قسم کے وقت وہ اس مکان کے اندر ہے تو جب تک مکان کے اندر ہے قسم نہیں ٹوٹی مکان سے باہر آنے کے بعد پھر جائیگا تو ٹوٹ جائیگی۔ (16)

مسئلہ ۱۵: اگر قسم کھائی کہ اس گھر سے باہر نہ نکلے گا اور چوکھٹ پر کھڑا ہوا، اگر چوکھٹ دروازہ سے باہر ہے تو قسم ٹوٹ گئی اور اندر ہے تو نہیں۔ یوہیں اگر ایک پاؤں باہر ہے دوسرا اندر تو نہیں ٹوٹی یا مکان کے اندر درخت ہے اس پر چڑھا اور جس شاخ پر ہے وہ شاخ مکان سے باہر ہے جب بھی قسم نہیں ٹوٹی۔ (17)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص نے دوسرے سے کہا، خدا کی قسم! تیرے گھر آج کوئی نہیں آئے گا تو گھر والوں کے سوا اگر دوسرا کوئی آیا یا یہ قسم کھانے والا خود اس کے یہاں گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (18)

مسئلہ ۱۷: قسم کھائی کہ تیرے گھر میں قدم نہ رکھوں گا اس سے مراد گھر میں داخل ہونا ہے نہ کہ صرف قدم رکھنا لہذا اگر سواری پر مکان کے اندر گیا یا جوتے پہنے ہوئے جب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر دروازہ کے باہر لیٹ کر صرف پاؤں

(12) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین...، ج ۲، ص ۶۹.

(13) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین...، ج ۲، ص ۶۹.

(14) الجوهرة البیضاء، کتاب الایمان، الجزء الثانی، ص ۲۵۶.

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین...، ج ۲، ص ۶۹، ۶۸.

(15) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۶۸.

(16) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین...، ج ۲، ص ۶۹.

(17) اندر مختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۵۹.

(18) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین...، ج ۲، ص ۷۰.

مکان کے اندر کر دیے تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (19)

مسئلہ ۱۸: قسم کھائی کہ مسجد سے نہ نکلے گا اگر خود نکلا یا اس نے کسی کو حکم دیا وہ اسے اٹھا کر مسجد سے باہر لایا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر زبردستی کسی نے مسجد سے کھینچ کر باہر کر دیا تو نہیں ٹوٹی اگرچہ دل میں نکالنے پر خوش ہو۔ زبردستی کے معنی یہاں صرف اتنے ہیں کہ نکلنا اپنے اختیار سے نہ ہو یعنی کوئی ہاتھ پکڑ کر یا اٹھا کر باہر کر دے اگرچہ یہ نہ جانا چاہتا تو وہ باہر نہ کر سکتا ہو اور اگر اوس نے دھمکی دی اور ڈر کر یہ خود نکل گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر زبردستی نکالنے کے بعد پھر مسجد میں گیا اور اپنے آپ باہر ہوا تو قسم ٹوٹ گئی اور مکان سے نہ نکلنے کی قسم کھائی جب بھی یہی احکام ہیں۔ (20)

مسئلہ ۱۹: قسم کھائی کہ میری عورت فلاں شخص کی شادی میں نہیں جائے گی اور وہ عورت اس کے یہاں شادی سے قبل گئی تھی اور شادی میں بھی رہی تو قسم نہ ٹوٹی کہ شادی میں جانا نہ ہوا۔ (21)

مسئلہ ۲۰: قسم کھائی کہ تمہارے پاس آؤں گا تو اوس کے مکان یا اوس کی دکان پر جانا ضرور ہے خواہ ملاقات ہو یا نہ ہو اوسکی مسجد میں جانا کافی نہیں اور اگر اوسکے مکان یا دکان پر نہ گیا یہاں تک کہ ان میں کا ایک مر گیا تو اوس کی زندگی کے آخر وقت میں قسم ٹوٹے گی کہ اب اوس کے پاس آنا نہیں ہو سکتا۔ (22)

مسئلہ ۲۱: قسم کھائی کہ میں تمہارے پاس کل آؤں گا اگر آنے پر قادر ہوا تو اس سے مراد یہ ہے کہ بیمار نہ ہو یا کوئی مانع مثلاً جنون یا نسیان (بھول) یا بادشاہ کی ممانعت وغیرہ پیش نہ آئے تو آؤں گا لہذا اگر بلا وجہ نہ آیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (23)

مسئلہ ۲۲: عورت سے کہا اگر میری اجازت کے بغیر گھر سے نکلی تو تجھے طلاق ہے تو ہر بار نکلنے کے لیے اجازت کی ضرورت ہے اور اجازت یوں ہوگی کہ عورت اسے سنے اور سمجھے اگر اوس نے اجازت دی مگر عورت نے نہیں سنا اور چلی گئی تو طلاق ہوگئی۔ یوہیں اگر اوس نے ایسی زبان میں اجازت دی کہ عورت اوس کو سمجھتی نہیں مثلاً عربی یا فارسی میں کہا اور عورت عربی یا فارسی نہیں جانتی تو طلاق ہوگئی۔ یوہیں اگر اجازت دی مگر کسی قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اجازت مراد

(19) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۷۷۔

(20) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، مطلب حلف لا یسکن فلانا، ج ۵، ص ۵۶۷۔

وافتاویٰ احمدیہ، کتاب الایمان، الباب الرابع فی الیمین... إلخ، ج ۲، ص ۷۸۔

(21) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۷۲۔

(22) المرجع السابق۔

(23) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۷۳۔

نہیں ہے تو اجازت نہیں مثلاً غصہ میں جھڑکنے کے لیے کہا جا تو اجازت نہیں یا کہا جا مگر گئی تو خدا تیرا بھلا نہ کریگا تو یہ اجازت نہیں یا جانے کے لیے کھڑی ہوئی اوس نے لوگوں سے کہا، چھوڑو اسے جانے دو تو اجازت نہ ہوئی اور اگر دروازہ پر فقیر بولا اوس نے کہا فقیر کو ٹکڑا دیدے اگر دروازہ سے نکلے بغیر نہیں دے سکتی تو نکلنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں اور اگر کسی رشتہ دار کے یہاں جانے کی اجازت دی مگر اوس وقت نہ گئی دوسرے وقت گئی تو طلاق ہوگئی اور اگر ماں کے یہاں جانے کے لیے اجازت لی اور بھائی کے یہاں چلی گئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عورت سے کہا اگر میری خوشی کے بغیر نکلی تو تجھ کو طلاق ہے تو اس میں سننے اور سمجھنے کی ضرورت نہیں اور اگر کہا بغیر میرے جانے ہوئے گئی تو طلاق ہے پھر عورت نکلی اور شوہر نے نکلتے دیکھا یا اجازت دی مگر اوس وقت نہ گئی بعد میں گئی تو طلاق نہ ہوئی۔ (24)

مسئلہ ۲۳: اس کے مکان میں کوئی رہتا ہے اوس سے کہا، خدا کی قسم! تو بغیر میری اجازت کے گھر سے نہیں نکلے گا تو ہر بار نکلنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں پہلی بار اجازت لے لی قسم پوری ہوگئی۔ ہر بار اجازت زوجہ کے لیے درکار ہے اور زوجہ کو بھی اگر ایک بار اجازت عام دیدی کہ میں تجھے اجازت دیتا ہوں جب کبھی تو چاہے جائے تو یہ اجازت ہر بار کے لیے کافی ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۴: قسم کھائی کہ بغیر اجازت زید میں نہیں نکلوں گا اور زید مر گیا تو قسم جاتی رہی۔ (26)

مسئلہ ۲۵: عورت سے کہا، خدا کی قسم! تو بغیر میری اجازت کے نہیں نکلے گی تو ہر بار اجازت کی ضرورت اسی وقت تک ہے کہ عورت اوس کے نکاح میں ہے نکاح جاتے رہنے کے بعد اب اجازت کی ضرورت نہیں۔ (27)

مسئلہ ۲۶: اگر میری اجازت کے بغیر نکلی تو تجھ کو طلاق ہے اور عورت بغیر اجازت نکلی تو ایک طلاق ہوگئی پھر اب اجازت لینے کی ضرورت نہ رہی کہ قسم پوری ہوگئی لہذا اگر دوبارہ نکلی تو اب پھر طلاق نہ پڑے گی۔ (28)

مسئلہ ۲۷: قسم کھائی کہ جنازہ کے سوا کسی کام کے لیے گھر سے نہ نکلوں گا اور جنازہ کے لیے نکلا، چاہے جنازہ کے ساتھ گیا یا نہ گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ گھر سے نکلنے کے بعد اور کام بھی کیے۔ (29)

(24) الدر المختار رد المحتار، کتاب الایمان، مطلب لا تخرجی الا باذن، ج ۵، ص ۵۷۴۔

(25) رد المحتار، کتاب الایمان، مطلب لا تخرجی الا باذن، ص ۵۷۵۔

(26) المرجع السابق۔

(27) المرجع السابق، ص ۵۷۵۔

(28) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۷۶۔

(29) المرجع السابق، ص ۵۷۸۔

- مسئلہ ۲۸: قسم کھائی کہ فلاں محلہ میں نہ جائیگا اور ایسے مکان میں گیا جس میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ اوس محلہ میں ہے جس کی نسبت قسم کھائی اور دوسرا دوسرے محلہ میں تو قسم ٹوٹ گئی۔ (30)
- مسئلہ ۲۹: قسم کھائی کہ لکھنؤ نہیں جاؤں گا تو لکھنؤ کے ضلع میں جو قصبات یا گاؤں ہیں اوس میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔ یو ہیں اگر قسم کھائی کہ فلاں گاؤں میں نہ جاؤں گا تو آبادی میں جانے سے قسم ٹوٹنے کی اور اوس گاؤں کے متعلق جو اراضی بستی سے باہر ہے وہاں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر کسی ملک کی نسبت قسم کھائی مثلاً پنجاب، بنگال، اودھ، روہیل، کھنڈ وغیرہ تو گاؤں میں جانے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ (31)
- مسئلہ ۳۰: قسم کھائی کہ دہلی نہیں جاؤں گا اور پنجاب کے ارادہ سے گھر سے نکلا اور دہلی راستہ میں پڑتی ہے اگر اپنے شہر سے نکلنے وقت نیت تھی کہ دہلی ہوتا ہوا پنجاب جاؤں گا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر یہ نیت تھی کہ دہلی نہ جاؤں گا مگر ایسی جگہ پہنچ کر دہلی ہو کر جانے کا ارادہ ہوا کہ وہاں سے نماز میں قصر شروع ہو گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم میں یہ نیت تھی کہ خاص دہلی نہ جاؤں گا اور پنجاب جانے کے لیے نکلا اور دہلی ہو کر جانے کا ارادہ کیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (32)
- مسئلہ ۳۱: قسم کھائی کہ فلاں کے گھر نہیں جاؤں گا تو جس گھر میں وہ رہتا ہے اوس میں جانے سے قسم ٹوٹ گئی اگرچہ وہ مکان اوس کا نہ ہو بلکہ کرایہ پر یا عاریۃً اوس میں رہتا ہو۔ یو ہیں جو مکان اوس کی ملک میں ہے اگرچہ اوس میں رہتا نہ ہو، اوس میں جانے سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔ (33)
- مسئلہ ۳۲: قسم کھائی کہ فلاں کی دوکان میں نہیں جاؤں گا تو اگر اس شخص کی دو دوکانیں ہیں ایک میں خود بیٹھتا ہے اور ایک کرایہ پر دیدی ہے تو کرایہ والی میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اگر ایک ہی دوکان ہے جس میں وہ بیٹھتا بھی نہیں ہے بلکہ کرایہ پر دے دی ہے تو اب اوس میں جانے سے قسم ٹوٹ جائیگی کہ اس صورت میں دوکان سے مراد سکونت (رہائش) کی جگہ نہیں بلکہ وہ جو اس کی ملک (ملکیت) میں ہے۔ (34)
- مسئلہ ۳۳: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائیگا اور ایسے مکان میں گیا جو زید اور دوسرے کی شرکت میں

(30) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرھا، ج ۲، ص ۷۰۔

(31) امر قع سابق۔

(32) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرھا، ج ۲، ص ۷۰۔

(33) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرھا، ج ۲، ص ۷۰۔

(34) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرھا، ج ۲، ص ۷۱۔

ہے اگر زید اس مکان میں رہتا ہے تو قسم ٹوٹ گئی اور رہتا نہ ہو تو نہیں۔ (35)

مسئلہ ۳۴: ایک شخص کسی مکان میں بیٹھا ہوا ہے اور قسم کھائی کہ اس مکان میں اب نہیں آؤں گا تو اس مکان کے کسی حصہ میں داخل ہونے سے قسم ٹوٹ جائے گی خاص وہی دالان (برآمدہ) جس میں بیٹھا ہوا ہے مراد نہیں اگرچہ وہ کہے کہ میری مراد یہ دالان تھی ہاں اگر دالان یا کمرہ کہا تو خاص وہی کمرہ مراد ہوگا جس میں وہ بیٹھا ہوا ہے۔ (36)

مسئلہ ۳۵: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائیگا اور زید کے دو مکان ہیں ایک میں رہتا ہے اور دوسرا گودام ہے یعنی اس میں تجارت کے سامان رکھتا ہے خود زید کی اس میں سکونت نہیں تو اس دوسرے مکان میں جانے سے قسم نہ ٹوٹے گی ہاں اگر کسی قرینہ سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ دوسرا مکان بھی مراد ہے تو اس میں داخل ہونے سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔ (37)

مسئلہ ۳۶: قسم کھائی کہ زید کے خریدے ہوئے مکان میں نہیں جائے گا اور زید نے ایک مکان خریدا پھر اس سے اس قسم کھانے والے نے خریدا تو اس میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر زید نے خریدا تو اس کو ہبہ کر دیا تو جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ (38)

مسئلہ ۳۷: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائے گا اور زید نے آدھا مکان بیچ ڈالا تو اگر اب تک زید اس مکان میں رہتا ہے تو جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور نہیں تو نہیں اور اگر قسم کھائی کہ اپنی زوجہ کے مکان میں نہیں جاؤں گا اور عورت نے مکان بیچ ڈالا اور خریدار سے شوہر نے وہ مکان کرایہ پر لیا اگر قسم کھانا عورت کی وجہ سے تھا تو اب جانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اس مکان کی ناپسندی کی وجہ سے تھا تو ٹوٹ گئی۔ (39)

مسئلہ ۳۸: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائے گا اور زید نے لوگوں کو کھانا کھلانے کے لیے کسی سے مکان عاریہ لیا تو اس میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی، ہاں اگر مالک مکان نے اپنا کل سامان وہاں سے نکال لیا اور زید

(35) المرجع السابق.

(36) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... راجع، ج ۴، ص ۵۱۱.

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والاسکنی وغیرھا، ج ۲، ص ۷۱.

(37) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والاسکنی وغیرھا، ج ۲، ص ۷۱.

(38) الخامیہ، کتاب الایمان، فصل فی الدخول، ج ۱، ص ۳۱۹.

والبحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... راجع، ج ۴، ص ۵۱۲.

(39) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والاسکنی وغیرھا، ج ۲، ص ۷۱.

اسباب سکونت (رہنے سہنے کا ساز و سامان) اس مکان میں لے گیا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ (40)

مسئلہ ۳۹: قسم کھائی کہ زید کے مکان میں نہیں جائیگا اور زید کا خود کوئی مکان نہیں بلکہ زید اپنی زوجہ کے مکان میں رہتا ہے تو اس مکان میں جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر زید کا خود بھی کوئی مکان ہے تو عورت کے مکان میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔ یوں اگر قسم کھائی کہ فلاں عورت کے مکان میں نہیں جائیگا اور عورت کا خود کوئی مکان نہیں ہے بلکہ شوہر کے مکان میں رہتی ہے تو اس مکان میں جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور خود عورت کا بھی مکان ہے تو شوہر والے مکان میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (41)

مسئلہ ۴۰: قسم کھائی کہ حمام میں نہانے کے لیے نہیں جائیگا تو اگر مالک حمام سے ملاقات کرنے کے لیے گیا پھر نہا بھی لیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (42)

مسئلہ ۴۱: قسم کھائی کہ میں فلاں شخص کو اس مکان میں آنے سے روکوں گا وہ شخص اس مکان میں جانا چاہتا تھا اس نے روک دیا قسم پوری ہو گئی اب اگر پھر کبھی اس کو جاتے ہوئے دیکھا اور منع نہ کیا تو اس پر کفارہ وغیرہ کچھ نہیں۔ (43)

مسئلہ ۴۲: قسم کھائی کہ فلاں کو اس گھر میں نہیں آنے دوں گا اگر وہ مکان قسم کھانے والے کی ملک میں نہیں ہے تو زبان سے منع کرنا کافی ہے اور ملک سے ہے تو زبان سے اور ہاتھ پاؤں سے منع کرنا ضرور ہے، ورنہ قسم ٹوٹ جائیگی۔ (44)

مسئلہ ۴۳: زید و عمر و سفر میں ہیں زید نے قسم کھائی کہ عمرو کے مکان میں نہیں جائیگا عمرو کے ڈیرے (قیم گاہ) اور خیمے یا جس مکان میں اترتا ہے اگر زید گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (45)

مسئلہ ۴۴: قسم کھائی کہ اس خیمہ میں نہ جائے گا اور وہ خیمہ کسی جگہ نصب کیا ہوا ہے اب وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ کھڑا کیا گیا اور اس کے اندر گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ یوں لکڑی کا زینہ (سیڑھی) یا منبر ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ قائم کیا گیا تو اب بھی وہی قرار پائیگا یعنی جس نے اس پر نہ چڑھنے کی قسم کھائی ہے اب چڑھا قسم ٹوٹ

(40) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرہا، ج ۲، ص ۷۱۔

(41) المرجع السابق:

(42) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الایمان، فصل فی الدخول، ج ۱، ص ۳۱۹۔

(43) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول والخروج، ج ۴، ص ۵۱۳۔

(44) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول والخروج، ج ۴، ص ۵۱۳۔

(45) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرہا، ج ۲، ص ۷۱۔

مئی۔ (46)

مسئلہ ۴۵: زید نے قسم کھائی کہ میں عمرو کے پاس نہ جاؤں گا اور عمرو نے بھی قسم کھائی کہ میں زید کے پاس نہ جاؤں گا اور دونوں مکان میں ایک ساتھ گئے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم کھائی کہ میں اوس کے پاس نہ جاؤں گا اور اوس کے مرنے کے بعد گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (47)

مسئلہ ۴۶: قسم کھائی کہ جب تک زید اس مکان میں ہے میں اس مکان میں نہ جاؤں گا اور زید اپنے بال بچوں کو لیکر اوس مکان سے چلا گیا پھر اوس مکان میں آ گیا تو اب اس میں جانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (48)

مسئلہ ۴۷: قسم کھائی کہ فلاں کے مکان میں نہیں جائے گا اور اوس کے اصطبل میں گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (49)

مسئلہ ۴۸: قسم کھائی کہ اس گلی میں نہ آئے گا اور اوس گلی کے کسی مکان میں گیا مگر اوس گلی سے نہیں بلکہ چھت پر چڑھ کر یا کسی اور راستہ سے تو قسم نہیں ٹوٹی بشرطیکہ اوس مکان سے نکلنے میں بھی گلی میں نہ آئے۔ (50)

مسئلہ ۴۹: قسم کھائی کہ فلاں کے مکان میں نہیں جائیگا اور مالک مکان کے مرنے کے بعد گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (51)

مسئلہ ۵۰: قسم کھائی کہ فلاں مکان میں یا فلاں محلہ یا کوچہ میں نہیں رہے گا اور اوس مکان یا محلہ میں فی الحال رہتا ہے اور اب خود اس مکان یا محلہ سے چلا گیا بال بچوں اور سامان کو وہیں چھوڑا تو قسم ٹوٹ گئی یعنی قسم اوس وقت پوری ہوگی کہ خود بھی چلا جائے اور بال بچوں کو بھی لے جائے اور خانہ داری کے سامان اوس قدر لے جائے جو سکونت (رہائش) کے لیے ضروری ہیں اور اگر قسم کے وقت اوس میں سکونت نہ ہو تو جب خود بال بچے اور خانہ داری کے ضروری سامان کو لے کر اوس مکان میں جائیگا قسم ٹوٹ جائیگی، مگر یہ اوس وقت ہے کہ قسم عربی زبان میں ہو کیونکہ عربی زبان میں اگر خود اوس مکان سے چلا گیا اور بال بچے یا سامان خانہ داری ابھی وہیں ہیں تو وہ مکان اس کی سکونت کا قرار پائیگا اگرچہ اوس میں رہنا چھوڑ دیا ہو اور جس مکان میں تنہا جا کر رہتا ہے وہ سکونت کا مکان نہیں اور فارسی یا اردو میں اگر خود اوس

(46) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والکفی وغیرہا، ج ۲، ص ۷۱۔

(47) المرجع السابق، ص ۷۳۔

(48) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والکفی وغیرہا، ج ۲، ص ۷۳۔

(49) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۸۔

(50) المرجع السابق، ص ۵۱۱۔

(51) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین... إلخ، ج ۲، ص ۵۱۲۔

مکان کو چھوڑ دیا تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ اس مکان میں رہتا ہے اگرچہ بال بچے وہاں رہتے ہوں یا خانہ داری کا کل سامان اس مکان میں موجود ہو اور جس مکان میں چلا گیا اس مکان میں اس کا رہنا قرار دیا جاتا ہے اگرچہ یہاں نہ بال بچے ہوں نہ سامان اور قسم میں اعتبار وہاں کی بول چال کا ہے لہذا عربی کا وہ حکم ہے اور فارسی، اردو کا یہ۔ (52)

مسئلہ ۵۱: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہیں رہے گا اور قسم کے وقت اسی مکان میں سکونت ہے تو اگر سکونت میں دوسرے کا تابع (ما تحت) ہے مثلاً بالغ لڑکا کہ باپ کے مکان میں رہتا ہے یا عورت کہ شوہر کے مکان میں رہتی ہے اور قسم کھانے کے بعد فوراً خود اس مکان سے چلا گیا اور بال بچوں کو اور سامان کو وہیں چھوڑا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (53)

مسئلہ ۵۲: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہیں رہے گا اور نکلنا چاہتا تھا مگر دروازہ بند ہے کسی طرح کھول نہیں سکتا یا کسی نے اسے مقید کر لیا کہ نکل نہیں سکتا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ پہلی صورت میں اس کی ضرورت نہیں کہ دیوار توڑ کر باہر نکلے یعنی اگر دروازہ بند ہے اور دیوار توڑ کر نکل سکتا ہے اور توڑ کر نہ نکلا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوں اگر قسم کھانے والی عورت ہے اور رات کا وقت ہے تو رات میں رہ جانے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور مرد نے قسم کھائی اور رات کا وقت ہے تو جب تک چور وغیرہ کا ڈر نہ ہو عذر نہیں۔ (54)

مسئلہ ۵۳: قسم کھائی کہ اس مکان میں نہ رہے گا اگر دوسرے مکان کی تلاش میں ہے تو مکان نہ چھوڑنے کی وجہ سے قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ کئی دن گزر جائیں بشرطیکہ مکان کی تلاش میں پوری کوشش کرتا ہو۔ یوں اگر اسی وقت سے سامان اٹھوانا شروع کر دیا مگر سامان زیادہ ہونے کے سبب کئی دن گزر گئے یا سامان کے لیے مزدور تلاش کیا اور نہ ملایا سامان خود ڈھو کر (اٹھا کر) لے گیا اس میں دیر ہوئی اور مزدور کرتا تو جلد ڈھل جاتا (یعنی جلدی دوسری جگہ منتقل ہو جاتا) اور مزدور کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو ان سب صورتوں میں دیر ہو جانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اردو میں قسم ہے تو اس کا مکان سے نکل جانا اس نیت سے کہ اب اس میں رہنے کو نہ آؤں گا قسم سچی ہونے کے لیے کافی ہے اگرچہ سامان وغیرہ لیجانے میں کتنی ہی دیر ہو اور کسی وجہ سے دیر ہو۔ (55)

(52) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسنی وغیرہا، ج ۲، ص ۷۳، ۷۵۔

والبحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین... إلخ، ج ۴، ص ۵۱۳، ۵۱۶۔

والدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، ج ۵، ص ۵۶۱۔

(53) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسنی وغیرہا، ج ۲، ص ۷۳۔

(54) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسنی وغیرہا، ج ۲، ص ۷۵۔

(55) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، ج ۵، ص ۵۶۳۔

مسئلہ ۵۴: قسم کھائی کہ اس شہر یا گاؤں میں نہیں رہے گا اور خود وہاں سے فوراً چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ بال بچے اور کل سامان وہیں چھوڑ گیا ہو پھر جب کبھی وہاں رہنے کے ارادہ سے آئیگا قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر کسی سے ملنے کو یا بال بچوں اور سامان لینے کو وہاں آئیگا تو اگرچہ کئی دن ٹھہر جائے قسم نہیں ٹوٹی۔ (56)

مسئلہ ۵۵: قسم کھائی کہ میں پورے سال اس گاؤں میں نہ رہوں گا یا اس مکان میں اس مہینے بھر سکونت نہ کروں گا اور سال میں یا مہینے میں ایک دن باقی تھا کہ وہاں سے چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (57)

مسئلہ ۵۶: قسم کھائی کہ فلاں شہر میں نہیں رہے گا اور سفر کر کے وہاں پہنچا اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی قسم ٹوٹ گئی اور اس سے کم میں نہیں۔ (58)

مسئلہ ۵۷: قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ اس مکان میں نہیں رہے گا اور اس مکان کے ایک حصہ میں وہ رہا اور دوسرے میں یہ تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ دیوار اڑھوا کر اس مکان کے دو حصے جدا کر دیے گئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی آمد و رفت کا دروازہ علیحدہ علیحدہ کھول لیا اور اگر قسم کھانے والا اس مکان میں رہتا تھا وہ شخص زبردستی اس مکان میں آکر رہنے لگا اگر یہ فوراً اس مکان سے نکل گیا تو قسم نہیں ٹوٹی ورنہ ٹوٹ گئی اگرچہ اس کا اس مکان میں رہنا اسے معلوم نہ ہو اور اگر مکان کو معین نہ کیا مثلاً کہا فلاں کے ساتھ کسی مکان میں یا ایک مکان میں نہ رہے گا اور ایک ہی مکان کی تقسیم کر کے دونوں دو مختلف حصوں میں ہوں تو قسم نہیں ٹوٹی جبکہ بیچ میں دیوار قائم کر دی گئی یا وہ مکان بہت بڑا ہو کہ ایک محلہ کے برابر ہو۔ (59)

مسئلہ ۵۸: قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ نہ رہے گا پھر یہ قسم کھانے والا سفر کر کے اس کے مکان پر جا کر اترے اگر پندرہ دن ٹھہرے گا تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کم میں نہیں۔ (60)

مسئلہ ۵۹: قسم کھائی کہ اس کے ساتھ فلاں شہر میں نہ رہیگا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس شہر کے ایک مکان میں دونوں نہ رہیں گے لہذا دونوں اگر اس شہر کے دو مکانوں میں رہیں تو قسم نہیں ٹوٹی۔ ہاں اگر اس قسم سے اس کی یہ نیت

والفتاویٰ الخانیۃ، کتاب الایمان، فصل فی المساکتہ...، ج ۱، ص ۳۲۵۔

(56) الفتاویٰ المحمدیۃ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسکنی وغیرہا، ج ۲، ص ۷۵، ۷۶۔

(57) المرجع السابق، ص ۷۶۔

(58) المرجع السابق، ص ۷۶۔

(59) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، مطلب لا یسکن فلاں، ج ۵، ص ۵۶۳۔

(60) الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب الایمان، فصل فی المساکتہ...، ج ۱، ص ۳۲۵۔

ہو کہ دونوں اوس شہر میں مطلقاً نہ رہیں گے تو اگرچہ دونوں دو مکان میں ہوں تو قسم ٹوٹ گئی۔ یہی حکم گاؤں میں ایک ساتھ نہ رہنے کی قسم کا ہے۔ (61)

مسئلہ ۶۰: قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ ایک مکان میں نہ رہیگا اور دونوں بازار میں ایک دوکان میں بیٹھ کر کام کرتے یا تجارت کرتے ہیں تو قسم نہیں ٹوٹی۔ ہاں اگر اوس کی نیت میں یہ بھی ہو کہ دونوں ایک دوکان میں کام نہ کریں گے یا قسم کے پہلے کوئی ایسا کلام ہوا ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہو یا دوکان ہی میں رات کو بھی رہتے ہیں تو قسم ٹوٹ جائیگی۔ (62)

مسئلہ ۶۱: قسم کھائی کہ فلاں کے مکان میں نہ رہے گا اور مکان کو معین نہ کیا کہ یہ مکان اور اوس شخص نے اس کے قسم کھانے کے بعد اپنا مکان بیچ ڈالا تو اب اوس میں رہنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر اس کی قسم کے بعد اوس نے کوئی مکان خریدا اور اوس جدید مکان میں قسم کھانے والا رہا تو ٹوٹ گئی اور اگر وہ مکان اوس شخص کا تھا نہیں ہے بلکہ دوسرے کا بھی اوس میں حصہ ہے تو اس میں رہنے سے نہیں ٹوٹے گی اور اگر قسم میں مکان کو معین کر دیا تھا کہ فلاں کے اس مکان میں نہ رہوں گا اور نیت یہ ہے کہ اس مکان میں نہ رہوں گا اگرچہ کسی کا ہو تو اگرچہ بیچ ڈالا اوس میں رہنے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر یہ نیت ہو کہ چونکہ یہ فلاں کا ہے اس وجہ سے نہ رہوں گا یا کچھ نیت نہ ہو تو بیچنے کے بعد رہنے سے نہ ٹوٹی۔ (63)

مسئلہ ۶۲: قسم کھائی کہ زید جو مکان خریدے گا اوس میں میں نہ رہوں گا اور زید نے ایک مکان عمرو کے لیے خریدا قسم کھانے والا اس مکان میں رہیگا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ ہاں اگر وہ کہے کہ میرا مقصد یہ تھا کہ زید جو مکان اپنے لیے خریدے میں اوس میں نہ رہوں گا اور یہ مکان تو عمرو کے لیے خریدا ہے تو اس کا قول مان لیا جائیگا۔ (64)

مسئلہ ۶۳: قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا تو جس جانور پر وہاں کے لوگ سوار ہوتے ہیں اوس پر سوار ہونے سے قسم ٹوٹے گی لہذا اگر آدمی کی پیٹھ پر سوار ہوا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں گائے، بیل، بھینس کی پیٹھ پر سوار ہونے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ یوہیں گدھے اور اونٹ پر سوار ہونے سے بھی قسم نہ ٹوٹے گی کہ ہندوستان میں ان پر لوگ سوار نہیں ہوا کرتے۔ ہاں اگر قسم کھانے والا اون لوگوں میں سے ہو جو ان پر سوار ہوتے ہیں جیسے گدھے والے یا اونٹ والے کہ یہ سوار ہوا

(61) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسنکی وغیرہ، ج ۲، ص ۷۶۔

(62) المرجع السابق، ص ۷۷۔

(63) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثالث فی الیمین علی الدخول والسنکی وغیرہ، ج ۲، ص ۷۷۔

(64) المرجع السابق۔

کرتے ہیں تو قسم ٹوٹ جائے گی اور گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے سے قسم ٹوٹ جائے گی کہ یہ جانور یہاں لوگوں کی سواری کے ہیں۔ یوں اگر قسم کھانے والا اون لوگوں میں تو نہیں ہے جو گدھے یا اونٹ پر سوار ہوتے ہیں مگر قسم وہاں کھائی جہاں لوگ ان پر سوار ہوتے ہیں مثلاً ملک عرب شریف کے سفر میں ہے تو گدھے اور اونٹ پر سوار ہونے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ (65)

مسئلہ ۶۴: قسم کھائی کہ کسی سواری پر سوار نہ ہوگا تو گھوڑا، خچر، ہاتھی، پاکی (ایک سواری جسے کہہ رہا تھا ہے)، ڈولی، بھلی (دو پہیوں والی بیل گاڑی)، ریل، یکہ، تانگہ، شکر (ایک قسم کی چار پہیوں والی گاڑی) وغیرہ ہر قسم کی سواری گاڑیاں اور کشتی پر سوار ہونے سے قسم ٹوٹ جائیگی۔ (66)

مسئلہ ۶۵: قسم کھائی کہ گھوڑے پر سوار نہ ہوگا تو زمین یا چار جامہ (کپڑے کی زمین) رکھ کر سوار ہوا یا انگلی پیٹھ پر بہر حال قسم ٹوٹ گئی۔ (67)

مسئلہ ۶۶: قسم کھائی کہ اس زمین پر سوار نہ ہوگا پھر اوس میں کچھ کی بیشی کی جب بھی اوس پر سوار ہونے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ (68)

مسئلہ ۶۷: قسم کھائی کہ کسی جانور پر سوار نہ ہوگا تو آدمی پر سوار ہونے سے قسم نہ ٹوٹے گی کہ عرف میں آدمی کو جانور نہیں کہتے۔ (69)

مسئلہ ۶۸: قسم کھائی کہ عربی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا تو اور گھوڑوں پر سوار ہونے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (70)

مسئلہ ۶۹: قسم کھائی کہ گھوڑے پر سوار نہ ہوگا پھر زبردستی کسی نے سوار کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اوس نے زبردستی کی اور اوس کے مجبور کرنے سے یہ خود سوار ہوا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (71)

(65) اندر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، ج ۵، ص ۵۸۳، وغیرہ۔

(66) اندر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، ج ۵، ص ۵۸۳۔

(67) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الرابع فی الیمین علی الخروج... إلخ، ج ۲، ص ۸۰۔

(68) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الرابع فی الیمین علی الخروج... إلخ، ج ۲، ص ۸۰۔

(69) فتح القدیر، کتاب الایمان، باب الیمین فی الخروج... إلخ، ج ۴، ص ۳۹۳۔

(70) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الرابع فی الیمین علی الخروج... إلخ، ج ۲، ص ۸۰۔

(71) المرجع السابق۔

مسئلہ ۷۰: جانور پر سوار ہے اور قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا تو فوراً اتر جائے، ورنہ قسم ٹوٹ جائیگی۔ (72)

مسئلہ ۷۱: قسم کھائی کہ زید کے اس گھوڑے پر سوار نہ ہوگا پھر زید نے اس گھوڑے کو بیچ ڈالا تو اب اس پر سوار ہونے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ یوں اگر قسم کھائی کہ زید کے گھوڑے پر سوار نہ ہوگا اور اس گھوڑے پر سوار ہوا جو زید و عمر و میں مشترک ہے تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (73)

مسئلہ ۷۲: قسم کھائی کہ فلاں کے گھوڑے پر سوار نہ ہوگا اور اس کے غلام کے گھوڑے پر سوار ہوا اگر قسم کے وقت یہ نیت تھی کہ غلام کے گھوڑے پر بھی سوار نہ ہوگا اور غلام پر اتنا دین (قرض) نہیں جو مستغرق (گھرا ہوا) ہو تو قسم ٹوٹ گئی، خواہ غلام پر بالکل دین نہ ہو یا ہے مگر مستغرق نہیں اور نیت نہ ہو تو قسم نہیں ٹوٹی اور دین مستغرق ہو تو قسم نہیں ٹوٹی، اگرچہ نیت ہو۔ (74)



(72) لفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان الباب الرابع فی الیمین علی الخروج... ج ۲، ص ۸۰.

(73) المرجع السابق.

(74) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول، ج ۵، ص ۵۸۲.

کھانے پینے کی قسم کا بیان

جو چیز ایسی ہو کہ چبا کر حلق سے اوتاری جاتی ہو اوس کے حلق سے اوتارنے کو کھانا کہتے ہیں، اگرچہ اس نے بغیر چبائے اوتاری اور تلی چیز بہتی ہوئی کو حلق سے اوتارنے کو پینا کہتے ہیں، مگر صرف اتنی ہی بات پر اقتصار نہ کرنا چاہیے (یعنی صرف اسی کو کافی نہ سمجھیں) بلکہ محاورات کا ضرور خیال کرنا ہوگا کہ کہاں کھانے کا لفظ بولتے ہیں اور کہاں پینے کا کہ قسم کا دار و مدار بول چال پر ہے۔

مسئلہ ۱: اردو میں دودھ پینے کو بھی دودھ کھانا کہتے ہیں، لہذا اگر قسم کھائی کہ دودھ نہیں کھاؤں گا تو پینے سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر کوئی ایسی چیز کھائی جس میں دودھ ملا ہوا ہے مگر اوس کا مزہ محسوس نہیں ہوتا تو اوس کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ دودھ یا سرکہ یا شوربا نہیں کھائیگا اور روٹی سے لگا کر کھایا تو قسم ٹوٹ گئی اور خالی سرکہ پی گیا تو قسم نہیں ٹوٹی کہ اس کو کھانا نہ کہیں گے بلکہ یہ پینا ہے۔ (1)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ یہ روٹی نہ کھائیگا اور اسے سکھا کر کوٹ کر پانی میں گھول کر پی گیا تو قسم نہیں ٹوٹی کہ یہ کھانا نہیں ہے پینا ہے۔ (2)

مسئلہ ۴: اگر کسی چیز کو مونہ میں رکھ کر اگل دیا (منہ سے نکال دیا) تو یہ نہ کھانا ہے نہ پینا مثلاً قسم کھائی کہ یہ روٹی نہیں کھائے گا اور مونہ میں رکھ کر اگل دی یا یہ پانی نہیں پیے گا اور اوس سے کلی کی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (3)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ یہ انڈا یا یہ اخروٹ نہیں کھائیگا اور اسے بغیر چبائے ہوئے نگل گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر قسم کھائی کہ یہ انگور یا انار نہیں کھائیگا اور چوس کر عرق (رس) پی گیا اور فضلہ (رس چوسنے کے بعد بچا ہوا پھوک) پھینک دیا تو قسم ٹوٹ گئی کہ اس کو عرف میں کھانا کہتے ہیں۔ یوہیں اگر شکر نہ کھانے کی قسم کھائی تھی اور اسے مونہ میں رکھ کر جو گھلتی گئی حلق سے اوتارنا گیا قسم ٹوٹ گئی۔ (4)

(1) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۴، ص ۵۳۳۔

(2) المرجع السابق۔

(3) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۴، ص ۵۳۳۔

(4) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۵۸۵۔

مسئلہ ۶: چکھنے کے معنی ہیں کسی چیز کو مونہ میں رکھ کر اوس کا مزہ معلوم کرنا اور اُردو بخاورہ میں اکثر مزہ دریافت کرنے کے لیے تھوڑا سا کھا لینے یا پانی لینے کو چکھنا کہتے ہیں اگر قرینہ سے یہ بات معلوم ہو کہ اس کلام میں چکھنے سے مراد تھوڑا سا کھا کر مزہ معلوم کرنا ہے تو یہ مراد لیں گے۔ مثلاً کوئی شخص کچھ کھا رہا ہے اوس نے دوسرے کو بلایا اس نے انکار کیا اوس نے کہا ذرا چکھ کر تو دیکھو کیسی ہے تو یہاں چکھنے سے مراد تھوڑی سی کھا لینا ہے اور اگر قرینہ نہ ہو تو مطلقاً مزہ معلوم کرنے کے لیے مونہ میں رکھنا مراد ہوگا کہ اس معنی میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے مگر اگر پانی کی نسبت قسم کھائی کہ اسے نہیں چکھوں گا پھر نماز کے لیے اوس سے کلی کی تو قسم نہیں ٹوٹی کہ کلی کرنا نماز کے لیے ہے مزہ معلوم کرنے کے لیے نہیں اگرچہ مزہ بھی معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ یہ ستونہیں کھائے گا اور اوسے گھول کر پیا یا قسم کھائی کہ یہ ستونہیں پیے گا اور گوندھ کر کھایا یا ویسا ہی پھانک لیا (یعنی سوکھا کھالیا) تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (5)

مسئلہ ۸: آم وغیرہ کسی درخت کی نسبت کہا کہ اس میں سے کچھ نہ کھاؤں گا تو اوس کے پھل کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی کہ خود درخت کھانے کی چیز نہیں لہذا اس سے مراد اوس کا پھل کھانا ہے۔ یوہیں پھل کو چوڑ کر جو ٹکڑا وہ کھایا جب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر پھل کو چوڑ کر اوسکی کوئی چیز بنالی گئی ہو جیسے انگور سے سرکہ بناتے ہیں تو اس کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور اگر صورت مذکورہ میں تکلف (مشقت) کر کے کسی نے اوس درخت کا کچھ حصہ چھال وغیرہ کھالیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ یہ نیت بھی ہو کہ درخت کا کوئی جز نہ کھاؤں گا اور اگر وہ درخت ایسا ہو جس میں پھل ہوتا ہی نہ ہو یا ہوتا ہے مگر کھایا نہ جاتا ہو تو اوس کی قیمت سے کوئی چیز خرید کر کھانے سے قسم ٹوٹ جائیگی کہ اوسکے کھانے سے مراد اوس کی قیمت سے کوئی چیز خرید کر کھانا ہے۔ (6)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ اس آم کے درخت کی کیری (چھوٹا کچا آم) نہ کھاؤں گا اور پکے ہوئے کھائے یا قسم کھائی کہ اس درخت کے انگور نہ کھاؤں گا اور مستے (ایک قسم کی بڑی کشمش) کھائے یا دودھ نہ کھاؤں گا اور دہی کھایا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (7)

مسئلہ ۱۰: قسم کھائی کہ اس گائے یا بکری سے کچھ نہ کھائے گا تو اوس کا دودھ دہی یا مکھن یا گھی کھانے سے قسم نہیں

(5) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... إلخ، ج ۲، ص ۸۱۔

(6) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۵۸۷-۵۸۹۔

والبحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۴، ص ۵۳۴، وغیرہا۔

(7) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... إلخ، ج ۲، ص ۸۲۔

ٹوٹنے کی اور گوشت کھانے سے ٹوٹ جائے گی۔ (8)

مسئلہ ۱۱: قسم کھائی کہ یہ آٹا نہیں کھائیگا اور اس کی روٹی یا اور کوئی بنی ہوئی چیز کھائی تو قسم ٹوٹ گئی اور خود آٹا ہی پھانک لیا تو نہیں۔ (9)

مسئلہ ۱۲: قسم کھائی کہ روٹی نہیں کھائیگا تو اس جگہ جس چیز کی روٹی لوگ کھاتے ہیں اس کی روٹی سے قسم ٹوٹے گی مثلاً ہندوستان میں گیہوں، جو، جوار، باجرا، مٹکا (مکئی) کی روٹی پکائی جاتی ہے تو چاول کی روٹی سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور جہاں چاول کی روٹی لوگ کھاتے ہوں وہاں کے کسی شخص نے قسم کھائی تو چاول کی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ (10)

مسئلہ ۱۳: قسم کھائی کہ یہ سرکہ نہیں کھائے گا اور چٹنی یا سلنگنچین (لیمو کے رس کا شربت) کھائی جس میں وہ سرکہ پڑا ہوا تھا تو قسم نہیں ٹوٹی یا قسم کھائی کہ اس انڈے سے نہیں کھائے گا اور اس میں سے بچہ نکلا اور اسے کھایا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (11)

مسئلہ ۱۴: قسم کھائی کہ اس درخت سے کچھ نہ کھائے گا اور اس کی قلم لگائی (12) تو اس قلم کے پھل کھانے سے قسم نہیں ٹوٹی۔ (13)

مسئلہ ۱۵: قسم کھائی کہ اس بچھیا کا گوشت نہیں کھائیگا پھر جب وہ جوان ہوگئی اُس وقت اُس کا گوشت کھایا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (14)

مسئلہ ۱۶: قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائیگا تو مچھلی کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور اونٹ، گائے بھینس، بھیڑ، بکری اور پرند وغیرہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اگر ادن کا گوشت کھایا تو ٹوٹ جائے گی، خواہ شوربے دار ہو یا بھنا ہوا

(8) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین... راجع، ج ۴، ص ۵۳۳، وغیرہ۔

(9) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین... راجع، ج ۴، ص ۵۴۰۔

در المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... راجع، مطلب اذا تعذرت الحقیقة... راجع، ج ۵، ص ۵۸۷۔

(10) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین... راجع، ج ۴، ص ۵۴۱۔

(11) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... راجع، ج ۲، ص ۸۱، ۸۳۔

(12) اس درخت کی شاخ دوسرے درخت میں لگائی۔

(13) در المختار، کتاب الایمان، مطلب فیما لو وصل غصن شجرة باخری، ج ۵، ص ۵۸۸۔

(14) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... راجع، ج ۵، ص ۵۸۹۔

یہ کوفتہ (قیے کے گول کباب جو شوربے میں ڈالتے ہیں) اور کچا گوشت یا صرف شوربا کھایا تو نہیں ٹوٹی۔ یوہیں کلیجی، تہی، پھیپڑا، دل، گردہ، اوجھڑی، دُنبہ کی چکی (گول چپٹی دم اور اس کی چربی) کے کھانے سے بھی نہیں ٹوٹے گی کہ ان چیزوں کو عرف میں گوشت نہیں کہتے اور اگر کسی جگہ ان چیزوں کا بھی گوشت میں شمار ہو تو وہاں ان کے کھانے سے بھی ٹوٹ جائے گی۔ (15)

مسئلہ ۱۷: قسم کھائی کہ بیل کا گوشت نہیں کھائیگا تو گائے کے گوشت سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور گائے کے گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو بیل کا گوشت کھانے سے ٹوٹ جائیگی کہ بیل کے گوشت کو بھی لوگ گائے کا گوشت کہتے ہیں اور بھینس کے گوشت سے نہیں ٹوٹے گی اور بھینس کے گوشت کی قسم کھائی تو گائے بیل کے گوشت سے نہیں ٹوٹے گی اور بڑا گوشت کہا تو ان سب کو شامل ہے اور بکری کا گوشت کہا تو بکرے کے گوشت سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی کہ دونوں کو بکری کا گوشت کہتے ہیں۔ یوہیں بھیڑ کا گوشت کہا تو مینڈھے کو بھی شامل ہے اور دُنبہ ان میں داخل نہیں، اگرچہ دُنبہ اسی کی ایک قسم ہے اور چھوٹا گوشت ان سب کو شامل ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۸: قسم کھائی کہ چربی نہیں کھائیگا تو پیٹ میں اور آنتوں پر جو چربی لپٹی رہتی ہے اس کے کھانے سے قسم ٹوٹے گی پیٹھ کی چربی جو گوشت کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے اس کے کھانے سے یا دُنبہ کی چکی کھانے سے نہیں ٹوٹے گی۔ (17)

مسئلہ ۱۹: قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا اور کسی خاص گوشت کی نیت ہے تو اس کے سوا دوسرا گوشت کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ یوہیں قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائیگا اور خاص کھانا مراد لیا تو دوسرا کھانا کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ (18)

مسئلہ ۲۰: قسم کھائی کہ تیل نہیں کھائے گا تو تیل کے تیل کھانے سے قسم نہیں ٹوٹی اور گیہوں (گندم) نہ کھانے کی قسم کھائی تو بھنے ہوئے گیہوں کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور گیہوں کی روٹی یا آٹا یا ستویہ کچے گیہوں کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی مگر جبکہ اس کی یہ نیت ہو کہ گیہوں کی روٹی نہیں کھائیگا تو روٹی کھانے سے بھی ٹوٹ جائے گی۔ (19)

(15) الدر المختار رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین... إلخ، مطلب حلف لاء کل لہما، ج ۵، ص ۵۹۳-۵۹۵۔

(16) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۳، ص ۵۳۹۔

(17) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب حلف لاء کل لہما، ج ۵، ص ۵۹۶۔

(18) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... إلخ، ج ۲، ص ۸۳۔

(19) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۳، ص ۵۴۰۔

مسئلہ ۲۱: قسم کھائی کہ یہ گیبوں نہیں کھائے گا پھر انھیں بویا، اب جو پیدا ہوئے ان کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی کہ یہ وہ گیبوں نہیں ہیں۔ (20)

مسئلہ ۲۲: قسم کھائی کہ روٹی نہیں کھائیگا تو پراٹھے، پوریاں، سنبو سے (سمو سے)، بسکٹ، شیرمال، کلچے، کلکے، نان پاؤ (ڈبل روٹی) کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی کہ ان کو روٹی نہیں کہتے اور تھوری روٹی یا چپاتی یا موٹی روٹی یا بیلن سے بنائی ہوئی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ (21)

مسئلہ ۲۳: قسم کھائی کہ فلاں کا کھانا نہیں کھائے گا اور اس کے یہاں کاسرکہ یا نمک کھایا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (22)

مسئلہ ۲۴: قسم کھائی کہ فلاں شخص کا کھانا نہیں کھائیگا اور وہ شخص کھانا بیچا کرتا ہے اس نے خرید کر کھالیا تو قسم ٹوٹ گئی کہ اس کے کھانے سے مراد اس سے خرید کر کھانا کھانا ہے اور اگر کھانا بیچنا اس کا کام نہ ہو تو مراد وہ کھانا ہے جو اس کی ملک میں ہے، لہذا خرید کر کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (23)

مسئلہ ۲۵: فلاں عورت کی پکائی ہوئی روٹی نہیں کھائیگا اور اس عورت نے خود روٹی پکائی ہے یعنی اس نے توے پر ڈالی اور سیکنی (پکائی) ہے تو اس کے کھانے سے قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر اس نے فقط آٹا گوندھا ہے یا روٹی بنائی ہے اور کسی دوسرے نے توے پر ڈالی اور سیکنی اس کے کھانے سے نہیں ٹوٹے گی کہ آٹا گوندھنے یا روٹی بنانے کو پکانا نہیں کہیں گے اور اگر کہا فلاں عورت کی روٹی نہیں کھاؤں گا تو اس میں دو صورتیں ہیں، اگر یہ مراد ہے کہ اس کی پکائی ہوئی روٹی نہیں کھاؤں گا تو وہی حکم ہے جو بیان کیا گیا اور اگر یہ مطلب ہے کہ اس کی ملک میں جو روٹی ہے وہ نہیں کھاؤں گا تو اگرچہ کسی اور نے آٹا گوندھا یا روٹی پکائی ہو مگر جب اس کی ملک ہے تو کھانے سے ٹوٹ جائیگی۔ (24)

مسئلہ ۲۶: قسم کھائی کہ یہ کھانا کھائیگا تو اس میں دو صورتیں ہیں کوئی وقت مقرر کر دیا ہے یا نہیں اگر وقت نہیں مقرر کیا ہے پھر وہ کھانا کسی اور نے کھالیا یا ہلاک ہو گیا یا قسم کھانے والا مر گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر وقت مقرر کر دیا ہے مثلاً

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... إلخ، ج ۲، ص ۸۳، ۸۶۔

(20) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۵۹۸۔

(21) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب لاء کل ہذا المیز، ج ۵، ص ۵۹۸۔

(22) رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب لاء کل طعنا، ج ۵، ص ۶۰۰۔

(23) رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب حلف لائیکم عبد فلان... إلخ، ج ۵، ص ۶۳۳۔

(24) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب لاء کل خبر، ج ۵، ص ۵۹۹۔

آج اسکو کھائے گا اور دن گزرنے سے پہلے قسم کھانے والا مر گیا یا کھانا تلف (ضائع) ہو گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (25)
مسئلہ ۲۷: قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھایگا تو وہ کھانا مراد ہے جس کو عادتہ (عام طور پر) کھاتے ہیں لہذا اگر مرد کا گوشت کھایا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (26)

مسئلہ ۲۸: قسم کھائی کہ سری نہیں کھائے گا اور اس کی یہ نیت ہو کہ بکری، گائے، مرغ، مچھلی وغیرہ کسی جانور کا سر نہیں کھایگا تو جس چیز کا سر کھائے گا قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر نیت کچھ نہ ہو تو گائے اور بکری کے سر کھانے سے قسم ٹوٹنے کی اور چڑیا، مڈی، مچھلی وغیرہ جانوروں کے سر کھانے سے نہیں ٹوٹے گی۔ (27)

مسئلہ ۲۹: قسم کھائی کہ انڈا نہیں کھایگا اور نیت کچھ نہ ہو تو مچھلی کے انڈے کھانے سے نہیں ٹوٹے گی۔ (28)
مسئلہ ۳۰: میوہ نہ کھانے کی قسم کھائی تو مراد سیب، ناشپاتی، آڑو، انگور، انار، آم، امرود وغیرہ ہیں جن کو عرف میں میوہ کہتے ہیں کھیرا، لکڑی، گاجر، وغیرہ کو میوہ نہیں کہتے۔ (29)

مسئلہ ۳۱: مٹھائی سے مراد امرتی، جلیبی، پیڑا، بالوشاہی، گلاب جامن، قلاقند، برنی، لڈو وغیرہ ہیں جن کو عرف میں مٹھائی کہتے ہیں ہاں اس طرف بعض گاؤں میں گڑ کو مٹھائی کہتے ہیں لہذا اگر اس گاؤں والے نے مٹھائی نہ کھانے کی قسم کھائی تو گڑ کھانے سے قسم ٹوٹ جائیگی اور جہاں کا یہ محاورہ نہیں ہے وہاں والے کی نہیں ٹوٹے گی۔ عربی میں حلوا ہر میٹھی چیز کو کہتے ہیں یہاں تک کہ انجیر اور کھجور کو بھی مگر ہندوستان میں ایک خاص طرح سے بنائی ہوئی چیز کو حلوا کہتے ہیں کہ سوچی، میدہ، چاول کے آٹے وغیرہ سے بناتے ہیں اور یہاں بریلی میں اسکو میٹھا بھی بولتے ہیں، غرض جس جگہ کا جو عرف ہو وہاں اسی کا اعتبار ہے۔ سالن عموماً ہندوستان میں گوشت کو کہتے ہیں جس سے روٹی کھائی جائے اور بعض جگہ میں نے دال کو بھی سالن کہتے سنا اور عربی زبان میں تو سرکہ کو بھی ادام (سالن) کہتے ہیں۔ آلو، رتالو (کچالو)، اروی، ترتی، بھنڈی، ساگ، کدو، شلجم، گو بھی اور دیگر سبزیوں کو ترکاری کہتے ہیں جن کو گوشت میں ڈالتے ہیں یا تنہا پکاتے ہیں اور بعض گاؤں میں جہاں ہندو کثرت سے رہتے ہیں گوشت کو بھی لوگ ترکاری بولتے ہیں۔

مسئلہ ۳۲: قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھایگا اور کوئی ایسی چیز کھائی جسے عرف میں کھانا نہیں کہتے ہیں مثلاً دودھ پی لیا یا

(25) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... إلخ، ج ۲، ص ۸۴۔

(26) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۶۰۰۔

(27) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... إلخ، ج ۲، ص ۸۷، وغیرہ۔

(28) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... إلخ، ج ۲، ص ۸۷۔

(29) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب لاء اکل فاکھہ، ج ۵، ص ۶۰۱۔

مٹائی کھائی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (30)

مسئلہ ۳۳: قسم کھائی کہ نمک نہیں کھائیگا اور ایسی چیز کھائی جس میں نمک پڑا ہوا ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ نمک کا مزہ محسوس ہوتا ہو اور روٹی وغیرہ کو نمک لگا کر کھایا تو قسم ٹوٹ جائیگی ہاں اگر اوس کے کلام سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ نمکین کھانا مراد ہے تو پہلی صورت میں بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔ (31)

مسئلہ ۳۴: قسم کھائی کہ مرچ نہیں کھائیگا اور گوشت وغیرہ کوئی ایسی چیز کھائی جس میں مرچ ہے اور مرچ کا مزہ محسوس ہوتا ہے تو قسم ٹوٹ گئی، اس کی ضرورت نہیں کہ مرچ کھائے تو قسم ٹوٹے۔ (32)

مسئلہ ۳۵: قسم کھائی کہ پیاز نہیں کھائیگا اور کوئی ایسی چیز کھائی جس میں پیاز پڑی ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ پیاز کا مزہ معلوم ہوتا ہو۔ (33)

مسئلہ ۳۶: جس کھانے کی نسبت قسم کھائی کہ اس کو نہیں کھائے گا یا پانی کی نسبت کہ اس کو نہیں پیے گا اگر وہ اتنا ہے کہ ایک مجلس میں کھا سکتا ہے اور ایک پیاس میں پی سکتا ہے تو جب تک گل نہ کھائے پے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ مثلاً قسم کھائی کہ یہ روٹی نہیں کھائے گا اور روٹی ایسی ہے کہ ایک مجلس میں پوری کھا سکتا ہے تو اوس روٹی کا ٹکڑا کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ یوہیں قسم کھائی کہ اس گلاس کا پانی نہیں پیے گا تو ایک گھونٹ پینے سے نہیں ٹوٹی۔ اور اگر کھانا اتنا ہے کہ ایک مجلس میں نہیں کھا سکتا تو اس میں سے ذرا سا کھانے سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی مثلاً قسم کھائی کہ اس گائے کا گوشت نہیں کھائیگا اور ایک بوٹی کھائی قسم ٹوٹ گئی۔ یوہیں قسم کھائی کہ اس مٹکے کا پانی نہیں پیوں گا اور مٹکا پانی سے بھرا ہے تو ایک گھونٹ سے بھی ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر یوں کہا کہ یہ روٹی مجھ پر حرام ہے تو اگرچہ ایک مجلس میں وہ روٹی کھا سکتا ہو مگر اوس کا ٹکڑا کھانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا۔ یوہیں یہ پانی مجھ پر حرام ہے اور ایک گھونٹ پی لیا تو کفارہ واجب ہو گیا، اگرچہ وہ ایک پیاس کا بھی نہ ہو۔ (34)

مسئلہ ۳۷: قسم کھائی کہ یہ روٹی نہیں کھائے گا اور گل کھا گیا ایک ذرا سی چھوڑ دی تو قسم ٹوٹ گئی کہ روٹی کا ذرا سا حصہ چھوڑ دینے سے بھی عرف میں یہی کہا جائیگا کہ روٹی کھالی، ہاں اگر اوس کی یہ نیت تھی کہ گل نہیں کھائیگا تو ذرا سی چھوڑ

(30) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... راجع ج ۲، ص ۸۴۔

(31) رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... راجع، مطلب حلف لانا کل وادنا... راجع ج ۵، ص ۶۰۳۔

(32) امد، المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... راجع ج ۵، ص ۶۰۳۔

(33) مرجع السابق۔

(34) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... راجع ج ۲، ص ۸۴، ۸۵۔

دینے سے قسم نہیں ٹوٹی۔ (35)

مسئلہ ۳۸: قسم کھائی کہ اس انار کو نہیں کھاؤں گا اور سب کھا لیا ایک دودا نے چھوڑ دیے تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اتنے زیادہ چھوڑے کہ عودۃ اوستے نہیں چھوڑے جاتے تو نہیں ٹوٹی۔ (36)

مسئلہ ۳۹: قسم کھائی کہ حرام نہیں کھائیگا اور غصب کیے ہوئے روپے سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو قسم نہیں ٹوٹی مگر گنہگار ہوا اور جو چیز کھائی اگر وہ خود غصب کی ہوئی ہے تو قسم ٹوٹ گئی۔ (37)

مسئلہ ۴۰: قسم کھائی کہ زید کی کمائی نہیں کھائے گا اور زید کو کوئی چیز وراثت میں ملی تو اس کے کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر زید نے کوئی چیز خریدی یا ہبہ یا صدقہ میں کوئی چیز ملی اور زید نے اسے قبول کر لیا تو اسکے کھانے سے قسم ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر زید سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو نہیں ٹوٹی۔ اور اگر زید مر گیا اور اس کی کمائی کا مال زید کے وراثت کے یہاں کھایا یا یہ قسم کھانے والا خود ہی وارث ہے اور کھا لیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (38)

مسئلہ ۴۱: کسی کے پاس روپے ہیں، قسم کھائی کہ ان کو نہیں کھائیگا پھر روپے کے پیسے بھنا لیے (چینج کر والے) یا اشرفیاں کر لیں پھر ان پیسوں یا اشرفیوں سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر ان پیسوں یا اشرفیوں سے زمین خریدی پھر اسے بیچ کر کھایا تو نہیں ٹوٹی۔ (39)

مسئلہ ۴۲: قسم اوس وقت صحیح ہوگی کہ جس چیز کی قسم کھائی ہو وہ زمانہ آئندہ میں پائی جاسکے یعنی عقلاً ممکن ہو اگرچہ عودۃ محال ہو مثلاً یہ قسم کھائی کہ میں آسمان پر چڑھوں گا یا اس مٹی کو سونا کر دوں گا تو قسم ہوگئی اور اسی وقت ٹوٹ بھی گئی۔ یوہیں قسم کے باقی رہنے کی بھی یہ شرط ہے کہ وہ کام اب بھی ممکن ہو، لہذا اگر اب ممکن نہ رہا تو قسم جاتی رہی مثلاً قسم کھائی کہ میں تمہارا روپیہ کل ادا کروں گا اور کل کے آنے سے پہلے ہی مر گیا تو اگرچہ قسم صحیح ہوگئی تھی مگر اب قسم نہ رہی کہ وہ رہا ہی نہیں، اس قاعدہ کے جاننے کے بعد اب یہ دیکھیے کہ اگر قسم کھائی کہ میں اس کوزہ کا پانی آج پیوں گا اور کوزہ میں پانی نہیں ہے یا تھا مگر رات کے آنے سے پہلے اوس میں کا پانی گر گیا یا اس نے گرا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی کہ پہلی صورت میں قسم صحیح نہ ہوئی اور دوسری میں صحیح تو ہوئی مگر باقی نہ رہی۔ یوہیں اگر کہا میں اس کوزہ کا پانی پیوں گا اور اس میں پانی

(35) المرجع السابق، ص ۸۵۔

(36) المرجع السابق، ص ۸۵۔

(37) المرجع السابق، ص ۸۷۔

(38) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... إلخ، ج ۲، ص ۸۸۔

(39) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الخامس فی الیمین علی الاکل... إلخ، ج ۲، ص ۸۹۔

اوس وقت نہیں ہے تو نہیں ٹوٹی مگر جبکہ یہ معلوم ہے کہ پانی نہیں ہے اور پھر قسم کھائی تو گنہگار ہوا، اگرچہ کفارہ لازم نہیں اور اگر پانی تھا اور گر گیا یا گرا دیا تو قسم ٹوٹ گئی اور کفارہ لازم۔ (40)

مسئلہ ۴۳: عورت سے کہا اگر تو نے کل نماز نہ پڑھی تو تجھ کو طلاق ہے اور صبح کو عورت کو حیض آگیا تو طلاق نہ ہوئی۔ پوہیں عورت سے کہا کہ جو روپیہ تو نے میری جیب سے لیا ہے اگر اوس میں نہ رکھے گی تو طلاق ہے اور دیکھا تو روپیہ جیب ہی میں موجود ہے طلاق نہ ہوئی۔ (41)



(40) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب حلف لایشر ب... إلخ، ج ۵، ص ۶۱۷-۶۲۰.

والبحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۴، ص ۵۵۲-۵۵۳.

(41) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۶۱۸.

کلام کے متعلق قسم کا بیان

مسئلہ ۱: یہ کہا کہ تم سے یا فلاں سے کلام کرنا مجھ پر حرام ہے اور کچھ بھی بات کی تو کفارہ لازم ہو گیا۔ (1)
 مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ اس بچے سے کلام نہ کریگا اور اسکے جوان یا بوڑھے ہونے کے بعد کلام کیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر کہا کہ بچے سے کلام نہ کروں گا اور جوان یا بوڑھے سے کلام کیا تو نہیں ٹوٹی۔ (2)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ زید سے کلام نہ کریگا اور زید سو رہا تھا، اس نے پکارا اگر پکارنے سے جاگ گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور بیدار نہ ہوا تو نہیں اور اگر جاگ رہا تھا اور اس نے پکارا اگر اتنی آواز تھی کہ سن سکے اگرچہ بہرے ہونے یا کام میں مشغول ہونے یا شور کی وجہ سے نہ سنا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر دور تھا اور اتنی آواز سے پکارا کہ سن نہیں سکتا تو نہیں ٹوٹی۔ اور اگر زید کسی مجمع (محفل) میں تھا اس نے اس مجمع کو سلام کیا تو قسم ٹوٹ گئی ہاں اگر نیت یہ ہو کہ زید کے سوا اوروں کو سلام کرتا ہے تو نہیں ٹوٹی۔ اور نماز کا سلام کلام نہیں ہے، لہذا اس سے قسم نہیں ٹوٹے گی خواہ زید دہنی طرف ہو یا بائیں طرف۔ یوہیں اگر زید امام تھا اور یہ مقتدی، اس نے اس کی غلطی پر سبحان اللہ کہا یا لقمہ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر یہ نماز میں نہ تھا اور لقمہ دیا یا اس کی غلطی پر سبحان اللہ کہا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (3)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ زید سے بات نہ کروں گا اور کسی کام کو اس سے کہنا ہے اس نے کسی دوسرے کو مخاطب کر کے کہا اور مقصود زید کو سنانا ہے تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر عورت سے کہا کہ تُو نے اگر میری شکایت اپنے بھائی سے کی تو تجھ کو طلاق ہے، عورت کا بھائی آیا اور اس کے سامنے عورت نے بچے سے اپنے شوہر کی شکایت کی اور مقصود بھائی کو سنانا ہے تو طلاق نہ ہوئی۔ (4)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ میں تجھ سے ابتدائی کلام نہ کروں گا اور راستے میں دونوں کی ملاقات ہوئی دونوں نے ایک ساتھ سلام کیا تو قسم نہیں ٹوٹی بلکہ جاتی رہی کہ اب ابتداء کلام کرنے میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر عورت سے کہا اگر میں تجھ

(1) الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۳۰۔

(2) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج ۲، ص ۱۰۱۔

والدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۵۸۹-۵۹۱۔

(3) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۴، ص ۵۵۷-۵۵۹۔

(4) المرجع سابق، ص ۵۵۸، ۵۵۹۔

سے ابتدائی کلام کروں تو تجھ کو طلاق ہے اور عورت نے بھی قسم کھائی کہ میں تجھ سے کلام کی پہل نہ کروں گی تو مرد کو چاہیے کہ عورت سے کلام کرے کہ اس کی قسم کے بعد جب عورت نے قسم کھائی تو اب مرد کا کلام کرنا ابتدائی نہ ہوگا۔ (5)

مسئلہ ۶: کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو خط بھیجنے یا کسی کے ہاتھ کچھ کہلا کر بھیجنے یا اشارہ کرنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (6)

مسئلہ ۷: اقرار و بشارت (خوشخبری دینا) اور خبر دینا یہ سب لکھنے سے ہو سکتے ہیں اور اشارہ سے نہیں مثلاً قسم کھائی کہ تم کو فلاں بات کی خبر نہ دوں گا اور لکھ کر بھیج دیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اشارہ سے بتایا تو نہیں اور اگر قسم کھائی کہ تمہارا یہ راز کسی پر ظاہر نہ کروں گا اور اشارہ سے بتایا تو قسم ٹوٹ گئی کہ ظاہر کرنا اشارہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ (7)

مسئلہ ۸: قسم کھائی کہ زید سے کلام نہ کریگا اور زید نے دروازہ پر آکر لٹڈی کھٹکھٹائی اس نے کہا کون ہے یا کون تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر کہا آپ کون صاحب ہیں یا تم کون ہو تو ٹوٹ گئی۔ یوہیں اگر زید نے پکارا اور اس نے کہا ہاں یا کہا حاضر ہوا یا اس نے کچھ پوچھا اس نے جواب میں ہاں کہا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (8)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ بی بی سے کلام نہ کریگا اور گھر میں عورت کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے یہ گھر میں آیا اور کہا یہ چیز کس نے رکھی ہے یا کہا یہ چیز کہاں ہے تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر گھر میں کوئی اور بھی ہے تو نہیں ٹوٹی یعنی جبکہ اس کی نیت عورت سے پوچھنے کی نہ ہو۔ (9)

مسئلہ ۱۰: کلام نہ کرنے کی قسم کھائی اور ایسی زبان میں کلام کیا جس کو مخاطب نہیں سمجھتا جب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ (10)

مسئلہ ۱۱: قسم کھائی کہ زید سے بات نہ کروں گا جب تک فلاں شخص اجازت نہ دے اور اس نے اجازت دی مگر

(5) المرجع السابق، ص ۵۵۸۔

(6) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج ۲، ص ۹۷۔

(7) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۶۲۵۔

والبحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۳، ص ۵۵۹۔

(8) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج ۲، ص ۹۸۔

(9) المرجع السابق۔

(10) المرجع السابق۔

اسے خبر نہیں اور کلام کر لیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اجازت دینے سے پہلے وہ شخص مر گیا تو قسم باطل ہو گئی یعنی اب کلام کرنے سے نہیں ٹوٹے گی کہ قسم ہی نہ رہی۔ اور اگر یوں کہا تھا کہ بغیر فلاں کی مرضی کے کلام نہ کروں گا اور اس کی مرضی تھی مگر اسے معلوم نہ تھا اور کلام کر لیا تو نہیں ٹوٹی۔ (11)

مسئلہ ۱۲: یہ قسم کھائی کہ فلاں کو خط نہ لکھوں گا اور کسی کو لکھنے کے لیے اشارہ کیا تو اگر یہ قسم کھانے والا امراء (12) میں سے ہے تو قسم ٹوٹ گئی کہ ایسے لوگ خود نہیں لکھا کرتے بلکہ دوسروں سے لکھوایا کرتے ہیں اور ان لوگوں کی عادت یہ ہوتی ہے کہ اشارہ سے حکم کیا کرتے ہیں۔ (13)

مسئلہ ۱۳: قسم کھائی کہ فلاں کا خط نہ پڑھے گا اور خط کو دیکھا اور جو کچھ لکھا ہے اسے سمجھا تو قسم ٹوٹ گئی کہ خط پڑھنے سے یہی مقصود ہے زبان سے پڑھنا مقصود نہیں، یہ امام محمد رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک زبان سے تلفظ نہ کریگا قسم نہیں ٹوٹے گی اور اسی قول ثانی پر (یعنی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر) فتویٰ ہے۔ (14)

مگر یہاں کا عام محاورہ یہی ہے کہ خط دیکھا اور لکھے ہوئے کو سمجھا تو یہ کہتے ہیں میں نے پڑھا۔ لہذا یہاں کے محاورہ میں قسم ٹوٹنے پر فتویٰ (15) ہونا چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہاں کے محاورہ میں یہ لفظ کہ زید کا خط نہ پڑھوں گا ایک دوسرے معنی کے لیے بھی بولا جاتا ہے وہ یہ کہ زید بے پڑھا شخص ہے اور اس کے پاس جب کہیں سے خط آتا ہے تو کسی سے پڑھواتا ہے تو اگر یہ پڑھنا مقصود ہے تو اس میں دیکھنا اور سمجھنا قسم ٹوٹنے کے لیے کافی نہیں بلکہ پڑھ کر سنانے سے ٹوٹے گی۔

مسئلہ ۱۴: قسم کھائی کہ کسی عورت سے کلام نہ کریگا اور بچی سے کلام کیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم کھائی کہ کسی عورت سے نکاح نہ کریگا اور چھوٹی لڑکی سے نکاح کیا تو ٹوٹ گئی۔ (16)

(11) الدر المختار کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۶۲۳۔

(12) حکام، بادشاہ وغیرہ۔

(13) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۶۲۶۔

والبحر الرائق کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۴، ص ۵۵۹۔

(14) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۴، ص ۵۵۹۔

(15) ثم رأیت فی رد المحتار قال ح و قول محمد ہو الموافق لعرفنا کمالا یحییٰ اھ للہ الحمد ۱۲ منہ۔

(16) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۴، ص ۵۶۰۔

مسئلہ ۱۵: قسم کھائی کہ فقیروں اور مسکینوں سے کلام نہ کریگا اور ایک سے کلام کر لیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ اور اگر یہ نیت ہے کہ تمام فقیروں اور مسکینوں سے کلام نہ کریگا تو نہیں ٹوٹی۔ یوں اگر قسم کھائی کہ بنی آدم سے کلام نہ کریگا تو ایک سے کلام کرنے میں قسم ٹوٹ جائے گی اور نیت میں تمام اولاد آدم ہے تو نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۶: قسم کھائی کہ فلاں سے ایک سال کلام نہ کروں گا تو اس وقت سے ایک سال یعنی بارہ مہینے تک کلام کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر کہا کہ ایک مہینہ کلام نہ کریگا تو جس وقت سے قسم کھائی ہے اس وقت سے ایک مہینہ یعنی تیس دن مراد ہیں۔ اور اگر دن میں قسم کھائی کہ ایک دن کلام نہ کروں گا تو جس وقت سے قسم کھائی ہے اس وقت سے دوسرے دن کے اسی وقت تک کلام سے قسم ٹوٹے گی۔ اور اگر رات میں قسم کھائی کہ ایک رات کلام نہ کروں گا تو اس وقت سے دوسرے دن کے بعد والی رات کے اسی وقت تک مراد ہے لہذا درمیان کا دن بھی شامل ہے۔ اور اگر رات میں کہا کہ قسم خدا کی فلاں سے ایک دن کلام نہ کروں گا تو اس وقت سے غروب آفتاب تک کلام کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر دن میں کہا کہ فلاں شخص سے ایک رات کلام نہ کروں گا تو اس وقت سے طلوع فجر تک کلام کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور ایک مہینہ یا ایک دن کے روزہ یا اعتکاف کی قسم کھائی تو اسے اختیار ہے جب چاہے ایک مہینہ یا ایک دن کا روزہ یا اعتکاف کر لے۔ اور اگر کہا اس سال کلام نہ کروں گا تو سال پورا ہونے میں جتنے دن باقی ہیں وہ لیے جائیں گے یعنی اس وقت سے ختم ذی الحجہ تک۔ یوں اگر کہا کہ اس مہینہ میں کلام نہ کروں گا تو جتنے دن اس مہینے میں باقی ہیں وہ لیے جائیں گے اور اگر یوں کہا کہ آج دن میں کلام نہ کروں گا تو اس وقت سے غروب آفتاب تک اور اگر رات میں کہا کہ آج رات میں کلام نہ کروں گا تو رات کا جتنا حصہ باقی ہے وہ مراد لیا جائے اور اگر کہا آج اور کل اور پرسوں کلام نہ کروں گا تو درمیان کی راتیں بھی داخل ہیں یعنی رات میں کلام کرنے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر کہا کہ نہ آج کلام کروں گا اور نہ کل اور نہ پرسوں تو راتوں میں کلام کر سکتا ہے کہ یہ ایک قسم نہیں ہے بلکہ تین قسمیں ہیں کہ تین دنوں کے لیے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۷: قسم کھائی کہ کلام نہ کریگا تو قرآن مجید پڑھنے یا سُنَّجَن اللہ کہنے یا اور کوئی وظیفہ پڑھنے یا کتاب پڑھنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم کھائی کہ قرآن مجید نہ پڑھے گا تو نماز میں یا بیرون نماز (نماز سے باہر) پڑھنے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر اس صورت میں بسم اللہ پڑھی اور نیت میں وہ بسم اللہ ہے جو سورہ نمل کی جز ہے تو ٹوٹ گئی

(17) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج ۲، ص ۹۸۔

(18) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۴، ص ۵۶۱۔

ور نہ نہیں۔ (19)

مسئلہ ۱۸: قسم کھائی کہ قرآن کی فلاں سورت نہ پڑھے گا اور اسے اول سے آخر تک دیکھتا گیا اور جو کچھ لکھا ہے اسے سمجھا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کتاب نہ پڑھے گا اور یوہیں کیا تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ٹوٹ جائے گی اور ہرے یہاں کے عرف سے یہی مناسب۔ (20)

مسئلہ ۱۹: قسم کھائی کہ زید سے کلام نہ کریگا جب تک فلاں جگہ پر ہے تو وہاں سے چلے جانے کے بعد قسم ختم ہوگئی، لہذا اگر پھر واپس آیا اور کلام کیا تو کچھ حرج نہیں کہ قسم اب باقی نہ رہی۔ (21)

مسئلہ ۲۰: قسم کھائی کہ اسے کچھری (کورٹ) میں لیجا کر حلف دوں گا (قسم کھلاؤں گا) مدعی علیہ نے (جس پر دعویٰ کیا گیا ہو اس نے) جا کر اُسکے حق کا اقرار کر لیا حلف کی نوبت ہی نہ آئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ تیری شکایت فلاں سے کروں گا پھر دونوں میں صلح ہوگئی اور شکایت نہ کی تو قسم نہیں ٹوٹی یا قسم کھائی کہ اس کا قرض آج ادا کر دیگا اور اس نے معاف کر دیا تو قسم جاتی رہی۔ (22)

مسئلہ ۲۱: قسم کھائی کہ فلاں کے غلام یا اس کے دوست یا اس کی عورت سے کلام نہ کروں گا اور اس نے غلام کو بیچ ڈالا یا اور کسی طرح اس کی ملک سے نکل گیا اور دوست سے عداوت (دشمنی) ہوگئی اور عورت کو طلاق دیدی تو اب کلام کرنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی غلام میں چاہے یوں کہا کہ فلاں کے اس غلام سے یا فلاں کے غلام سے دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر قسم کے وقت وہ اس کا غلام تھا اور کلام کرنے کے وقت بھی ہے یا قسم کے وقت یہ اس کا غلام نہ تھا اور اب ہے دونوں صورتوں میں ٹوٹ جائے گی۔ (23)

مسئلہ ۲۲: اگر کہا فلاں کی اس عورت سے یا فلاں کی فلاں عورت سے یا فلاں کے اس دوست سے یا فلاں کے فلاں دوست سے کلام نہ کروں گا اور طلاق یا عداوت کے بعد کلام کیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر نہ اشارہ ہو نہ معین کیا ہو اور

(19) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۶۲۷۔

(20) رد المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب مهم لا ینکسر... إلخ، ج ۵، ص ۶۲۸۔

(21) المرجع السابق، مطلب أنت طلق یوم اکلم فلا... إلخ، ج ۵، ص ۶۲۹۔

(22) الدر المختار و رد المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب حلف لا یفارقنی... إلخ، ج ۵، ص ۶۳۲۔

والبحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۴، ص ۶۱۳۔

(23) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج ۲، ص ۹۹۔

والدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، ج ۵، ص ۶۳۳۔

وس نے اب کسی عورت سے نکاح کیا یا کسی سے دوستی کی تو کلام کرنے سے قسم ٹوٹ جائیگی۔ (24)

مسئلہ ۲۳: قسم کھائی کہ فلاں کے بھائیوں سے کلام نہ کرونگا اور اوس کا ایک ہی بھائی ہے تو اگر اسے معلوم تھا کہ ایک ہی ہے تو کلام سے قسم ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔ (25)

مسئلہ ۲۴: قسم کھائی کہ اس کپڑے والے سے کلام نہ کریگا اوس نے کپڑے بیچ ڈالے پھر اس نے کلام کیا تو قسم ٹوٹ گئی اور جس نے کپڑے خریدے اوس سے کلام کیا تو نہیں۔ (26)

مسئلہ ۲۵: قسم کھائی کہ میں اوس کے پاس نہیں پھنگوں گا تو یہ وہی حکم رکھتا ہے جیسے یہ کہا کہ میں اوس سے کلام نہ کروں گا۔ (27)

مسئلہ ۲۶: کسی نے اپنی عورت کو اجنبی شخص سے کلام کرتے دیکھا اوس نے کہا اگر تو اب کسی اجنبی سے کلام کرے گی تو تجھ کو طلاق ہے پھر عورت نے کسی ایسے شخص سے کلام کیا جو اوس گھر میں رہتا ہے مگر محارم میں سے نہیں یا کسی رشتہ دار غیر محرم سے کلام کیا تو طلاق ہوگئی۔ (28)

مسئلہ ۲۷: کچھ لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوئے بات کر رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا جو شخص اب بولے اوس کی عورت کو طلاق ہے پھر خود ہی بولا تو اوس کی عورت کو طلاق ہوگئی۔ (29)

مسئلہ ۲۸: قسم کھائی کہ زید سے کلام نہ کروں گا پھر زید نے اسے خوشی کی کوئی خبر سنائی اوس نے کہا الحمد للہ یا رب کی سنائی اوس نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ تو قسم نہیں ٹوٹی اور زید کی چھینک پر یٰٰزُحْمٰکَ اللّٰہُ کہا تو ٹوٹ گئی۔ (30)

مسئلہ ۲۹: قسم کھائی کہ جب تک شب قدر نہ گزرے کلام نہ کروں گا اگر یہ شخص عام لوگوں میں ہے تو رمضان کی تائیسویں رات گزرنے پر کلام کر سکتا ہے اور اگر جانتا ہو کہ شب قدر میں ائمہ کا اختلاف ہے تو جب تک قسم کے بعد پورا رمضان نہ گزرے کلام نہیں کر سکتا یعنی اگر رمضان سے پہلے قسم کھائی تو اس رمضان کے گزرنے کے بعد کلام کر سکتا

(24) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الاکل... إلخ، مطلب حلف لا یکلّم... إلخ، ج ۵، ص ۶۳۳۔

(25) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الایمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج ۲، ص ۹۹۔

(26) المرجع السابق۔

(27) المرجع السابق۔

(28) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الایمان، الباب السادس فی الیمین علی الکلام، ج ۲، ص ۱۰۱۔

(29) المرجع السابق، ۱۰۲۔

(30) المرجع السابق، ص ۹۹، ۱۰۲۔

ہے اور رمضان کی ایک رات گزرنے کے بعد قسم کھائی تو جب تک دوسرا رمضان پورا نہ گزر جائے کلام نہیں کر سکتا۔ (31)



طلاق دینے اور آزاد کرنے کی یمنین

مسئلہ ۱: اگر کہا کہ پہلا غلام کہ خریدوں آزاد ہے تو اس کے کہنے کے بعد جس کو پہلے خریدے گا آزاد ہو جائیگا اور دو غلام ایک ساتھ خریدے تو کوئی آزاد نہ ہوگا کہ ان میں سے کوئی پہلا نہیں۔ اور اگر کہا کہ پہلا غلام جس کا میں مالک ہوں گا آزاد ہے اور ڈیڑھ غلام کا مالک ہوا تو جو پورا ہے آزاد ہے اور آدھا کچھ نہیں۔ یوں اگر کپڑے کی نسبت کہا کہ پہلا تھان جو خریدوں صدقہ ہے اور ڈیڑھ تھان ایک ساتھ خریدا تو ایک پورے کو تصدق (صدقہ) کرے۔ (1)

مسئلہ ۲: اگر کہا کہ پچھلا غلام جس کو میں خریدوں آزاد ہے اور اس کے بعد چند غلام خریدے تو سب میں پچھلا آزاد ہے۔ اور اس کا پچھلا ہونا اس وقت معلوم ہوگا جب یہ شخص مرے اس واسطے کہ جب تک زندہ ہے کسی کو پچھلا نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ اب سے آزاد نہ ہوگا بلکہ جس وقت اس نے خریدا ہے اسی وقت سے آزاد قرار دیا جائیگا لہذا اگر صحت میں خریدا جب تو بالکل آزاد ہے اور مرض الموت میں خریدا تو تہائی مال سے آزاد ہوگا۔ اور اگر اس کہنے کے بعد صرف ایک ہی غلام خریدا ہے تو آزاد نہ ہوگا کہ یہ پچھلا تو جب ہوگا جب اس سے پہلے اور بھی خریدا ہوتا۔ (2)

مسئلہ ۳: اگر کہا پہلی عورت جو میرے نکاح میں آئے او سے طلاق ہے تو اس کہنے کے بعد جس عورت سے پہلے نکاح ہوگا اسے طلاق پڑ جائے گی اور نصف مہر واجب ہوگا۔

مسئلہ ۴: اگر کہا کہ پچھلی عورت جو میرے نکاح میں آئے او سے طلاق ہے اور دو یا زیادہ نکاح کیے تو جس سے آخر میں نکاح ہوا نکاح ہوتے ہی او سے طلاق پڑ جائیگی مگر اس کا علم اس وقت ہوگا جب وہ شخص مرے کیونکہ جب تک زندہ ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ پچھلی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد اور نکاح کر لے۔ لہذا اس کے مرنے کے بعد جب معلوم ہوا کہ یہ پچھلی ہے تو نصف مہر بوجہ طلاق پائے گی۔ اور اگر وٹھی ہوئی ہے تو پورا مہر بھی لے گی۔ اور اس کی عدت حیض سے شمار ہوگی۔ اور عدت میں سوگ نہ کرے گی اور شوہر کی میراث نہ پائے گی۔ اور اگر اس صورت مذکورہ میں اس نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دوسری سے کیا پھر پہلی کو طلاق دیدی پھر اس سے نکاح کیا تو اگر چہ اس سے ایک بار نکاح آخر میں کیا ہے مگر اس کو طلاق نہ ہوگی بلکہ دوسری کو ہوگی کہ جب اس سے پہلے ایک بار نکاح کیا تو یہ پہلی ہو چکی

(1) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمنین فی الطلاق والعقاق، ج ۵، ص ۶۳۳-۶۳۶۔

(2) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمنین فی الطلاق والعقاق، ج ۵، ص ۶۳۶۔

اسے پچھلی نہیں کہہ سکتے، اگرچہ دوبارہ نکاح اس سے آخر میں ہوا ہے۔ (3)

مسئلہ ۵: یہ کہا کہ اگر میں گھر میں جاؤں تو میری عورت کو طلاق ہے پھر قسم کھائی کہ عورت کو طلاق نہیں دیگا اسکے بعد گھر میں گیا تو عورت کو طلاق ہوگئی مگر قسم نہیں ٹوٹی اور اگر پہلے طلاق نہ دینے کی قسم کھائی پھر یہ کہا کہ اگر گھر میں جاؤں تو عورت کو طلاق ہے اور گھر میں گیا تو قسم بھی ٹوٹی اور طلاق بھی ہوگئی۔ (4)

مسئلہ ۶: کسی شخص کو اپنی عورت کو طلاق دینے کا وکیل بنایا پھر یہ قسم کھائی کہ عورت کو طلاق نہیں دیگا، اب اس قسم کے بعد وکیل نے اس کی عورت کو طلاق دی تو قسم ٹوٹ گئی۔ یوں اگر عورت سے کہا تو اگر چاہے تو تجھے طلاق ہے، اس کے بعد قسم کھائی کہ طلاق نہ دے گا، قسم کھانے کے بعد عورت نے کہا میں نے طلاق چاہی تو طلاق بھی ہوگئی اور قسم بھی ٹوٹی۔ (5)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ نکاح نہ کریگا اور دوسرے کو اپنے نکاح کا وکیل کیا تو قسم ٹوٹ جائے گی اگرچہ یہ کہے کہ میرا مقصد یہ تھا کہ اپنی زبان سے ایجاب و قبول نہ کروں گا۔ (6)

مسئلہ ۸: عورت سے کہا اگر تو جتنے تو تجھے طلاق ہے اور مردہ یا کچا بچہ پیدا ہوا تو طلاق ہوگئی، ہاں اگر ایسا کچا بچہ پیدا ہوا جس کے اعضا نہ بنے ہوں تو طلاق نہ ہوئی۔ (7)

مسئلہ ۹: جو میرا غلام فلاں بات کی خوشخبری سنائے وہ آزاد ہے اور متفرق طور پر (باری باری) کئی غلاموں نے آکر خبر دی تو پہلے جس نے خبر دی ہے وہ آزاد ہوگا کہ خوشخبری سنانے کے یہ معنی ہیں کہ خوشی کی خبر دینا جس کو وہ نہ جانتا ہو تو دوسرے اور تیسرے نے جو خبر دی یہ جاننے کے بعد ہے، لہذا آزاد نہ ہونگے اور جھوٹی خبر دی تو کوئی آزاد نہ ہوگا کہ جھوٹی خبر کو خوشخبری نہیں کہتے اور اگر سب نے ایک ساتھ خبر دی تو سب آزاد ہو جائینگے۔ (8)



(3) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الطلاق والعقاق، ج ۴، ص ۵۷۵۔

والدراختار کتاب الایمان، باب الیمین فی الطلاق والعقاق، ج ۵، ص ۶۳۶۔

(4) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب السابع فی الیمین فی الطلاق والعقاق، ج ۲، ص ۱۱۱۔

(5) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب السابع فی الیمین فی الطلاق والعقاق، ج ۲، ص ۱۱۱۔

(6) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب السابع فی الیمین فی الطلاق والعقاق، ج ۲، ص ۱۱۱۔

(7) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الطلاق والعقاق، ج ۴، ص ۵۷۳۔

(8) تنویر البصائر، کتاب الایمان، باب الیمین فی الطلاق والعقاق، ج ۵، ص ۶۳۹۔

خرید و فروخت و نکاح وغیرہ کی قسم

مسئلہ ۱: بعض عقد (یعنی بعض معاملات) اس قسم کے ہیں کہ اون کے حقوق اوسکی طرف رجوع کرتے ہیں جس سے وہ عقد صادر ہو (واقع ہو) اور اس میں وکیل کو اسکی حاجت نہیں کہ یہ کہے میں فلاں کی طرف سے یہ عقد کرتا ہوں جیسے خریدنا، بیچنا، کرایہ پر دینا کرایہ پر لینا۔ اور بعض فعل ایسے ہیں جن میں وکیل کو موکل (وکیل بنانے والا) کی طرف نسبت کرنے کی حاجت ہوتی ہے جیسے مقدمہ لڑانا کہ وکیل کو کہنا پڑیگا کہ یہ دعویٰ میں اپنے فلاں موکل کی طرف سے کرتا ہوں اور بعض فعل ایسے ہوتے ہیں جن میں اصل فائدہ اوسی کو ہوتا ہے جو اس فعل کا محل ہے یعنی جس پر وہ فعل واقع ہے جیسے اولاد کو مارنا۔ ان تینوں قسموں میں اگر خود کرے تو قسم ٹوٹے گی اور اس کے حکم سے دوسرے نے کیا تو نہیں مثلاً قسم کھائی کہ یہ چیز میں نہیں خریدوں گا اور دوسرے سے خریدوائی یا قسم کھائی کہ گھوڑا کرایہ پر نہیں دوں گا اور دوسرے سے یہ کام لیا یا دعویٰ نہ کروں گا اور وکیل سے دعوے کرایا یا اپنے لڑکے کو نہیں ماروں گا اور دوسرے سے مارنے کو کہا تو ان سب صورتوں میں قسم نہیں ٹوٹی۔ اور جو عقد اس قسم کے ہیں کہ اون کے حقوق اوسکے لیے نہیں جس سے وہ عقد صادر ہوں کہ یہ شخص محض متوسط (معاملہ طے کرانے والا) ہوتا ہے بلکہ حقوق اوسکے لیے ہوں جس نے حکم دیا ہے اور جو موکل ہے جیسے نکاح، غلام آزاد کرنا، ہبہ، صدقہ، وصیت، قرض لینا، امانت رکھنا، عاریت دینا، عاریت لینا، یا جو فعل ایسے ہوں کہ اون کا نفع اور مصلحت حکم کرنے والے کے لیے ہے جیسے غلام کو مارنا، ذبح کرنا، دین کا تقاضا، (قرض کا مطالبہ کرنا) دین کا قبضہ کرنا، کپڑا پہننا، کپڑا سلوانا، مکان بنوانا تو ان سب میں خواہ خود کر لے یا دوسرے سے کرائے بہر حال قسم ٹوٹ جائیگی مثلاً قسم کھائی کہ نکاح نہیں کریگا اور کسی کو اپنے نکاح کا وکیل کر دیا اوس وکیل نے نکاح کر دیا یا ہبہ و صدقہ و وصیت اور قرض لینے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا اور وکیل نے یہ کام انجام دیے یا قسم کھائی کہ کپڑا نہیں پہنے گا اور دوسرے سے کہا اوس نے پہنا دیا یا قسم کھائی کہ کپڑے نہیں سلوائے گا اس کے حکم سے دوسرے نے سلوائے یا مکان نہیں بنایا گا اور اسکے حکم سے دوسرے نے بنایا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (1)

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ فلاں چیز نہیں خریدے گا یا نہیں بیچے گا اور نیت یہ ہے کہ نہ خود اپنے ہاتھ سے خریدے بیچے گا نہ دوسرے سے یہ کام لے گا اور دوسرے سے خریدوائی یا بیچوائی تو قسم ٹوٹ گئی کہ ایسی نیت کر کے اس نے خود اپنے اوپر

سختی کر لی۔ یوہیں اگر ایسی نیت تو نہیں ہے مگر یہ قسم کھانے والا اُن لوگوں میں ہے کہ ایسی چیز اپنے ہاتھ سے خریدتے بیچتے نہیں ہیں تو اب بھی دوسرے سے خریدوانے بیچوانے سے قسم ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر وہ شخص کبھی خود خریدتا اور کبھی دوسرے سے خریدواتا ہے تو اگر اکثر خود خریدتا ہے تو وکیل کے خریدنے سے نہیں ٹوٹے گی اور اگر اکثر خریدواتا ہے تو ٹوٹ جائیگی۔ (2)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ فلاں چیز نہیں خریدے گا یا نہیں بیچے گا اور دوسرے کی طرف سے خریدی یا بیچی تو قسم ٹوٹ گئی۔ (3)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ نہیں خریدے گا یا نہیں بیچے گا اور بیع فاسد کے ساتھ خریدی یا بیچی تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ قبضہ نہ ہوا ہو۔ یوہیں اگر بائع (بیچنے والے) یا مشتری (خریدار) نے اختیار واپسی کا اپنے لیے رکھا ہو جب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ ہبہ و اجارہ کا بھی یہی حکم ہے کہ فاسد سے بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔ (4)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ یہ چیز نہیں بیچے گا اور اس کو کسی معاوضہ کی شرط پر ہبہ کر دیا اور دونوں جانب سے قبضہ بھی ہو گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (5)

مسئلہ ۶: صورت مذکورہ میں اگر بیع باطل کے ذریعہ سے خریدی یا بیچی یا خریدنے کے بعد قسم کھائی کہ اسے نہیں بیچے گا اور وہ چیز بائع کو پھیر دی یا عیب ظاہر ہوا اور پھیر دی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (6)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ نہیں بیچے گا اور کسی شخص نے بے اس کے حکم کے بیچ دی اور اس نے اس کو جائز کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی ہاں اگر وہ قسم کھانے والا ایسا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ایسی چیز نہیں بیچتا ہے تو ٹوٹ گئی۔ (7)

مسئلہ ۸: قسم کھائی کہ بیچنے کے لیے غلہ نہ خریدے گا اور گھر کے خرچ کے لیے خریدا پھر کسی وجہ سے بیچ ڈالا تو قسم

(2) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۴، ص ۵۸۰.

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۳.

(3) رد المحتار کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۶۵۸.

(4) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۳.

و اندر مختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۶۶۳.

(5) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۳.

(6) المرجع السابق.

(7) المرجع السابق.

نہیں ٹوٹی۔ (8)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ مکان نہیں بیچے گا اور اسے عورت کے مہر میں دیا اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مکان ہی مہر ہو کہ نکاح میں یہ کہا ہو کہ بعوض اس مکان کے تیرے نکاح میں دی جب تو نہیں ٹوٹی اور اگر روپے کا مہر بدھا تھا مثلاً اتنے سو یا اتنے ہزار روپے دین مہر کے عوض تیرے نکاح میں دی اور روپے کے عوض اس نے مکان دیدیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (9)

مسئلہ ۱۰: قسم کھائی کہ فلاں سے نہیں خریدے گا اور اس سے بیع سلم کے ذریعہ سے کوئی چیز خریدی تو قسم ٹوٹ گئی۔ (10)

مسئلہ ۱۱: قسم کھائی کہ یہ جانور بیچ ڈالے گا اور وہ چوری ہو گیا تو جب تک اس کے مرنے کا یقین نہ ہو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (11)

مسئلہ ۱۲: کسی چیز کا بھاؤ کیا (قیمت لگائی) بائع نے کہا میں بارہ روپے سے کم میں نہیں دوں گا اس نے کہا اگر میں بارہ روپیہ میں لوں تو میری عورت کو طلاق ہے پھر وہی چیز تیرہ میں یا بارہ روپے اور کوئی کپڑا وغیرہ روپے پر اضافہ کر کے خریدی یعنی بارہ سے زیادہ دیے تو طلاق ہو گئی اور اگر گیارہ روپے اور ان کے ساتھ کچھ کپڑا وغیرہ دیا تو نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۳: قسم کھائی کہ کپڑا نہیں خریدے گا اور کملی یا ناٹ یا بچھونا یا ٹوپی یا قالین خریدتا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم کھائی کہ نیا کپڑا نہیں خریدے گا تو استعمالی کپڑا، بے دھلا ہوا بھی خریدنے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ (13) مگر بعض کپڑے اس زمانہ میں ایسے ہیں کہ ان کے دھلنے کی نوبت نہیں آتی وہ اگر اتنے استعمالی ہیں کہ انھیں پرانا کہتے ہوں تو پرانے ہیں۔

مسئلہ ۱۴: قسم کھائی کہ سونا چاندی نہیں خریدوں گا اور ان کے برتن یا زیور خریدے تو قسم ٹوٹ گئی اور روپیہ یا اشرفی

(8) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۴، ص ۵۸۱۔

(9) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۴، ص ۵۸۱۔

ورد المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۶۵۸۔

(10) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۴، ص ۵۸۱۔

(11) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۳۔

(12) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۳۔

(13) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۴، ص ۵۸۱۔

خریدی تو نہیں کہ ان کے خریدنے کو عرف میں سونا چاندی خریدنا نہیں کہتے۔ یوہیں قسم کھائی کہ تانبا نہیں خریدیگا اور پیسے مول لیے (یعنی تانبے کے بنے ہوئے سکے خریدے) تو نہیں ٹوٹی۔ (14)

مسئلہ ۱۵: قسم کھائی کہ جو نہ خریدے گا اور گیہوں خریدے ان میں کچھ دانے جو کے بھی ہیں تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر اینٹ، تختہ، کڑی (شہتیر) وغیرہ کے نہ خریدنے کی قسم کھائی اور مکان خریدا، جس میں یہ سب چیزیں ہیں تو نہیں ٹوٹی۔ (15)

مسئلہ ۱۶: قسم کھائی کہ گوشت نہیں خریدیگا اور زندہ بکری خریدی یا قسم کھائی کہ دودھ نہیں خریدیگا اور بکری وغیرہ کوئی جانور خریدا جس کے تھن میں دودھ ہے تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (16)

مسئلہ ۱۷: قسم کھائی کہ پیتل یا تانبا نہیں خریدے گا اور ان کے برتن طشت (تھال) وغیرہ خریدے تو قسم ٹوٹ گئی۔ (17)

مسئلہ ۱۸: قسم کھائی کہ تیل نہیں خریدے گا اور نیت کچھ نہ ہو تو وہ تیل مراد لیا جائیگا جس کے استعمال کی وہاں عادت ہو خواہ کھانے میں یا سر کے ڈالنے میں۔ (18)

مسئلہ ۱۹: قسم کھائی کہ فلاں عورت سے نکاح نہ کریگا اور نکاح فاسد کیا مثلاً بغیر گواہوں کے یا عدت کے اندر تو قسم نہیں ٹوٹی کہ نکاح فاسد نکاح نہیں۔ (19)

مسئلہ ۲۰: قسم کھائی کہ لڑکے یا لڑکی کا نکاح نہ کریگا اور نابالغ ہوں تو خود کرے یا دوسرے کو وکیل کر دے دونوں صورتوں میں قسم ٹوٹ گئی اور بالغ ہوں تو خود پڑھانے سے ٹوٹے گی دوسرے کو وکیل کرنے سے نہیں۔ (20)

مسئلہ ۲۱: قسم کھائی کہ نکاح نہ کریگا پھر یہ پاگل یا بوہرا ہو گیا اور اس کے باپ نے نکاح کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (21)

(14) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ ج ۴، ص ۵۸۱۔

(15) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۴، ص ۱۱۵۔

(16) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ ج ۴، ص ۵۸۱۔

(17) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ ج ۴، ص ۵۸۱۔

(18) المرجع السابق۔

(19) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ ج ۵، ص ۶۷۳۔

(20) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، مطلب حلف لا یزوج عبده، ج ۵، ص ۶۶۲۔

(21) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۸۔

مسئلہ ۲۲: قسم کھائی کہ نکاح نہ کریگا اور قسم سے پہلے فضولی نے نکاح کیا تھا اور بعد قسم اس نے نکاح کو جائز کر دیا تو نہیں ٹوٹی اور قسم کے بعد فضولی نے نکاح کر دیا ہے تو اگر قول سے جائز کریگا ٹوٹ جائیگی اور فعل سے جائز کیا مثلاً عورت کے پاس مہر بھیج دیا تو نہیں ٹوٹی اور اگر فضولی یا وکیل نے نکاح قاسد کیا ہے تو نہیں ٹوٹے گی۔ (22)

مسئلہ ۲۳: نکاح نہ کرنے کی قسم کھائی اور کسی نے مجبور کر کے نکاح کرایا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (23)

مسئلہ ۲۴: قسم کھائی کہ اتنے سے زیادہ مہر پر نکاح نہ کریگا اور اتنے ہی پر نکاح کیا، بعد کو مہر میں اضافہ کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (24)

مسئلہ ۲۵: قسم کھائی کہ پوشیدہ نکاح کریگا اور دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا تو نہیں ٹوٹی اور تین کے سامنے کیا تو ٹوٹ گئی۔ (25)

مسئلہ ۲۶: قسم کھائی کہ فلاں کو قرض نہ دیگا اور بغیر مانگے اس نے قرض دیا اس نے لینے سے انکار کر دیا جب بھی قسم ٹوٹ جائیگی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ فلاں سے قرض نہ لے گا اور اس نے مانگا اس نے نہ دیا قسم ٹوٹ گئی۔ (26)

مسئلہ ۲۷: قسم کھائی کہ فلاں سے کوئی چیز عاریت نہ لے گا، اس نے اپنے گھوڑے پر اسے بٹھا لیا تو نہیں ٹوٹی۔ (27)

مسئلہ ۲۸: قسم کھائی کہ اس قلم سے نہیں لکھے گا اور اسے توڑ کر دوبارہ بنایا اور لکھا قسم ٹوٹ گئی کہ عرف میں اس ٹوٹے ہوئے کو بھی قلم کہتے ہیں۔ (28)



(22) المرجع السابق، ص ۱۷۱۔

(23) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الایمان، باب من الایمان، فصل فی الترویج، ج ۱، ص ۳۰۰۔

(24) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۸۔

(25) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۹۔

(26) الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الایمان، الباب الثامن فی الیمین فی البیع... إلخ، ج ۲، ص ۱۱۹۔

(27) المرجع السابق۔

(28) رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول... إلخ، مطلب الایمان مہیہ... إلخ، ج ۵، ص ۵۵۷۔

نماز و روزہ و حج کی قسم کا بیان

مسئلہ ۱: نماز نہ پڑھنے یا روزہ نہ رکھنے یا حج نہ کرنے کی قسم کھائی اور فاسد ادا کیا تو قسم نہیں ٹوٹی جبکہ شروع ہی سے فاسد ہو مثلاً بغیر طہارت نماز پڑھی یا طلوع فجر کے بعد کھانا کھایا اور روزہ کی نیت کی۔ اور اگر شروع صحت کے ساتھ (۱) کیا بعد کو فاسد کر دیا مثلاً ایک رکعت نماز پڑھ کر توڑ دی یا روزہ رکھ کر توڑ دیا اگرچہ نیت کرنے کے تھوڑے ہی بعد توڑ دیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (۲)

مسئلہ ۲: نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائی اور قیام و قراءت و رکوع کر کے توڑ دی تو قسم نہیں ٹوٹی اور سجدہ کر کے توڑی تو ٹوٹ گئی۔ (۳)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ ظہر کی نماز نہ پڑھے گا تو جب تک قعدہ اخیرہ میں التحیات نہ پڑھے قسم نہ ٹوٹے گی یعنی اس سے قبل فاسد کرنے میں قسم نہیں ٹوٹی۔ (۴)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ کسی کی امامت نہ کریگا اور تنہا شروع کر دی پھر لوگوں نے اس کی اقتدا کر لی مگر اس نے امامت کی نیت نہ کی تو مقتدیوں کی نماز ہو جائیگی اگرچہ جمعہ کی نماز ہو اور اس کی قسم نہ ٹوٹی۔ یوں اگر جنازہ یا سجدہ تلاوت میں لوگوں نے اس کی اقتدا کی جب بھی قسم نہ ٹوٹی اور اگر قسم کے یہ لفظ ہوں کہ نماز میں امامت نہ کرونگا تو نماز جنازہ میں امامت کی نیت سے بھی نہیں ٹوٹے گی۔ (۵)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ فلاں کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا اور اس کی اقتدا کی مگر پیچھے کھڑا نہ ہوا بلکہ برابر دہنے یا بائیں کھڑے ہو کر نماز پڑھی یا قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ نماز نہ پڑھے گا اور اس کی اقتدا کی اگرچہ ساتھ نہ کھڑا ہوا بلکہ پیچھے کھڑا ہوا قسم ٹوٹ گئی۔ (۶)

(۱) یعنی تمام شرائط و ارکان کی پابندی کے ساتھ۔

(۲) رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، مطلب حلف لا یصوم... إلخ، ج ۵، ص ۶۸۲۔

(۳) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب التاسع فی الیمین فی الحج... إلخ، ج ۲، ص ۱۴۱۔

(۴) رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۶۸۶۔

(۵) رد المحتار و رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، مطلب حلف لا یؤم أحد، ج ۵، ص ۶۸۶۔

(۶) بحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۳، ص ۶۰۱، ۶۰۰۔

مسئلہ ۶: قسم کھائی کہ نماز وقت گزار کر نہ پڑھے گا اور سو گیا یہاں تک کہ وقت ختم ہو گیا اگر وقت آنے سے پہلے سویا اور وقت جانے کے بعد آنکھ کھلی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور وقت ہو جانے کے بعد سویا تو ٹوٹ گئی۔ (7)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ فلاں نماز جماعت سے پڑھے گا اور آدمی سے کم جماعت سے ملی یعنی چار یا تین رکعت والی میں ایک رکعت جماعت سے پائی یا قعدہ میں شریک ہوا تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ جماعت کا ثواب پائے گا۔ (8)

مسئلہ ۸: عورت سے کہا، اگر تو نماز چھوڑے گی تو تجھ کو طلاق اور نماز قضا ہوگئی مگر پڑھ لی تو طلاق نہ ہوئی کہ عرف میں نماز چھوڑنا اسے کہتے ہیں کہ بالکل نہ پڑھے اگرچہ شرعاً قصداً (جان بوجھ کر) قضا کر دینے کو بھی چھوڑنا کہتے ہیں۔ (9)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ اس مسجد میں نماز نہ پڑھے گا اور مسجد بڑھائی گئی اوس نے اوس حصہ میں نماز پڑھی جواب زیادہ کیا گیا ہے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر قسم میں یہ کہا فلاں محلہ کی مسجد یا فلاں شخص کی مسجد میں نماز نہ پڑھیگا اور مسجد میں کچھ اضافہ ہوا اوس نے اس جگہ پڑھی جب بھی ٹوٹ گئی۔ (10)



(7) رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... راجع، مطلب حلف لا یؤم أحد، ج ۵، ص ۶۸۸.

(8) شرح الوقایہ مع حاشیہ عمدة الرعایہ، کتاب الایمان، ج ۲، ص ۲۶۳.

(9) رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... راجع، مطلب حلف لا یؤم أحد، ج ۵، ص ۶۸۸.

(10) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... راجع، ج ۴، ص ۶۰۲.

لباس کے متعلق قسم کا بیان

مسئلہ ۱: قسم کھائی کہ اپنی عورت کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا نہ پہنے گا اور عورت نے سوت کا تا اور وہ بٹن کر کپڑا طیار ہوا اگر وہ روئی جس کا سوت بنا ہے قسم کھاتے وقت شوہر کی تھی تو پہننے سے قسم ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا نہ پہنے گا اور کچھ اوس کا کاتا ہے اور کچھ دوسرے کا دونوں کو ملا کر کپڑا بنوایا تو قسم نہ ٹوٹی اور اگر کل سوت اسی کا کاتا ہوا ہے دوسرے کے کاتے ہوئے ڈورے سے کپڑا سیا گیا ہے تو قسم ٹوٹ گئی۔ (1)

مسئلہ ۲: انگرکھا، اچکن (ایک قسم کا لباس جو کوٹ کی طرح ہوتا ہے)، شیردانی تینوں میں فرق ہے لہذا اگر قسم کھائی کہ شیردانی نہ پہنے گا تو انگرکھا پہننے سے قسم نہ ٹوٹی۔ یوہیں قیص اور گرتے میں بھی فرق ہے لہذا ایک کی قسم کھائی اور دوسرا پہنا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ عربی میں قیص گرتے کو کہتے ہیں۔ یوہیں پتلون اور پاجامہ میں بھی فرق ہے اگرچہ انگریزی میں پتلون پاجامہ ہی کو کہتے ہیں۔ یوہیں بوٹ نہ پہننے کی قسم کھائی اور ہندوستانی جو پٹا پہنا قسم نہ ٹوٹی کہ اس کو بوٹ نہیں کہتے۔

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ کپڑا نہیں پہنے گا یا نہیں خریدے گا تو مراد اتنا کپڑا ہے جس سے ستر چھپا سکیں اور اس کو پہن کر نماز جائز ہو سکے اس سے کم مثلاً ٹوپی پہننے میں نہیں ٹوٹے گی اور اگر عمامہ باندھا اور وہ اتنا ہے کہ ستر اس سے چھپ سکے تو ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔ یوہیں ٹاٹ یا دری یا قالین پہن لینے یا خریدنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور پوسٹین (چمڑے کا کوٹ) سے ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ کڑتا نہ پہنے گا اور اس صورت میں گرتے کو تہبند کی طرح باندھ لیا یا چادر کی طرح اوڑھ لیا تو نہیں ٹوٹی اور اگر کہا کہ یہ گرتا نہیں پہنے گا تو کسی طرح پہنے قسم ٹوٹ جائیگی۔ (2)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ زیور نہیں پہنے گا تو چاندی سونے کے ہر قسم کے گہنے (ایک قسم کا زیور) اور موتیوں یا جواہر کے ہار اور سونے کی انگلی پہننے سے قسم ٹوٹ جائیگی اور چاندی کی انگلی سے نہیں جبکہ ایک نگ (نگینہ) کی ہو اور کئی

(1) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۴، ص ۶۰۴۔

ورد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، مطلب فی الفرق بین تعین... إلخ، ج ۵، ص ۶۹۱۔

(2) رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، مطلب حلف لا یتبس حلایا، ج ۵، ص ۶۹۴۔

و البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۴، ص ۶۰۶۔

جنگ کی ہو تو اس سے بھی ٹوٹ جائیگی۔ یوں اگر اس پر سونے کا طبع (سونے کا پانی چڑھایا ہوا) ہو تو ٹوٹ جائیگی۔ (3)
مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ زمین پر نہیں بیٹھے گا اور زمین پر کوئی چیز بچھا کر بیٹھا مثلاً تختہ یا چڑایا بچھونا یا چٹائی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر بغیر بچھائے ہوئے بیٹھ گیا اگرچہ کپڑا پہنے ہوئے ہے جس کی وجہ سے اس کا بدن زمین سے نہ لگا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر کپڑے اوتار کر خود اس کپڑے پر بیٹھا تو نہیں ٹوٹی کہ اسے زمین پر بیٹھنا نہ کہیں گے اور اگر گھاس پر بیٹھا تو نہیں ٹوٹی جبکہ زیادہ ہو۔ (4)

مسئلہ ۶: قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہیں سوئے گا اور اس پر دوسرا بچھونا اور بچھا دیا اور اس پر سویا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر صرف چادر بچھائی تو ٹوٹ گئی۔ اس چٹائی پر نہ سونے کی قسم کھائی تھی اس پر دوسری چٹائی بچھا کر سویا تو نہیں ٹوٹی اور اگر یوں کہا تھا کہ بچھونے پر نہیں سوئے گا تو اگرچہ اس پر دوسرا بچھونا بچھا دیا ہو، ٹوٹ جائے گی (5)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ اس تخت پر نہیں بیٹھے گا اور اس پر دوسرا تخت بچھا لیا تو نہیں ٹوٹی اور بچھونا یا بور یا بچھا کر بیٹھا تو ٹوٹ گئی۔ ہاں اگر یوں کہا کہ اس تخت کے تختوں پر نہ بیٹھے گا تو اس پر بچھا کر بیٹھنے سے نہیں ٹوٹے گی۔ (6)
مسئلہ ۸: قسم کھائی کہ زمین پر نہیں چلے گا تو جوتے یا موزے پہن کر یا پتھر پر چلنے سے ٹوٹ جائیگی اور بچھونے پر چلنے سے نہیں۔ (7)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ فلاں کے کپڑے یا بچھونے پر نہیں سوئے گا اور بدن کا زیادہ حصہ اس پر کر کے سو گیا تو ٹوٹ گئی۔ (8)



(3) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۶۹۳، وغیرہ۔

(4) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، مطلب حلف لا یجلس... إلخ، ج ۵، ص ۶۹۳۔

(5) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۶۹۳۔

و، بحر اراق، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۳، ص ۶۰۶۔

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب العاشر فی الیمین فی البیس... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۷۔

(6) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۶۹۵۔

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب العاشر فی الیمین فی البیس... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۷۔

(7) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۶۹۵۔

(8) المرجع السابق، ص ۶۹۶۔

مارنے کے متعلق قسم کا بیان

مسئلہ ۱: جو فعل ایسا ہے کہ اوس میں مردہ و زندہ دونوں شریک ہیں یعنی دونوں کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے تو اس میں زندگی و موت دونوں حالتوں میں قسم کا اعتبار ہے جیسے نہلاتا کہ زندہ کو بھی نہلا سکتے ہیں اور مردہ کو بھی۔ اور جو فعل ایسا ہے کہ زندگی کے ساتھ خاص ہے اوس میں خاص زندگی کی حالت کا اعتبار ہوگا مرنے کے بعد کرنے سے قسم ٹوٹ جائیگی یعنی جبکہ اوس فعل کے کرنے کی قسم کھائی۔ اور اگر نہ کرنے کی قسم کھائی اور مرنے کے بعد وہ فعل کیا تو نہیں ٹوٹے گی۔ جیسے وہ فعل جس سے لذت یا رنج یا خوشی ہوتی ہے کہ ظاہر میں یہ زندگی کے ساتھ خاص ہیں اگرچہ شرعاً مردہ بھی بعض چیزوں سے لذت پاتا ہے اور اوسے بھی رنج و خوشی ہوتی ہے مگر ظاہر میں نگاہیں (ظاہر و موجود چیزیں دیکھنے والی نگاہیں) اوس کے ادراک سے (یعنی دیکھنے سے) قاصر ہیں اور قسم کا مدار (انحصار) حقیقت شرعیہ پر نہیں بلکہ عرف پر ہے لہذا ایسے افعال (معاملات) میں خاص زندگی کی حالت معتبر ہے۔ اس قاعدہ کے متعلق بعض مثالیں سنو: مثلاً قسم کھائی کہ فلاں کو نہیں نہلائے گا یا نہیں اٹھائے گا یا کپڑا نہیں پہنائے گا اور مرنے کے بعد اوسے غسل دیا یا اوس کا جنازہ اٹھایا یا اوسے کفن پہنایا تو قسم ٹوٹ گئی کہ یہ فعل اوس کی زندگی کے ساتھ خاص نہ تھے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو ماروں گا یا اوس سے کلام کروں گا یا اوس کی ملاقات کو جاؤں گا یا اوسے پیار کروں گا اور یہ افعال اُس کے مرنے کے بعد کیے یعنی اُسے مارا یا اُس سے کلام کیا یا اُس کے جنازہ یا قبر پر گیا یا اُسے پیار کیا تو قسم ٹوٹ گئی کہ اب وہ ان افعال کا محل نہ رہا۔ (1)

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ اپنی عورت کو نہیں مارے گا اور اوس کے بال پکڑ کر کھینچے یا اوس کا گلا گھونٹ دیا یا دانت سے کاٹ لیا یا چٹکی لی اگر یہ افعال غصہ میں ہوئے تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر ہنسی ہنسی میں ایسا ہوا تو نہیں۔ یوہیں اگر دل لگی میں مرد کا سر عورت کے سر سے لگا اور عورت کا سر ٹوٹ گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (2)

مسئلہ ۳: قسم کھائی کہ تجھے اتنا ماروں گا کہ مرجائے۔ ہزاروں گھونے ماروں گا تو اس سے مراد مبالغہ ہے نہ کہ مار ڈالنا یا ہزاروں گھونے مارنا۔ اور اگر کہا کہ مارتے مارتے بیہوش کر دوں گا یا اتنا ماروں گا کہ رونے لگے یا چلانے لگے یا

(1) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب... إلخ، مطلب رد الحیاة... إلخ، ج ۵، ص ۶۹۶، وغیرہا۔

(2) الفتاویٰ مہندیہ، کتاب الایمان، الباب الحادی عشر فی الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۸۔

والبحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۴، ص ۶۰۹۔

پیشاب کر دے تو قسم اوس وقت سچی ہوگی کہ جتنا کہا اوتنا ہی مارے اور اگر کہا کہ تلوار سے ماروں گا یہاں تک کہ مرجائے تو یہ مبالغہ نہیں بلکہ مار ڈالنے سے قسم پوری ہوگی۔ (3)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ اوسے تلوار سے ماروں گا اور نیت کچھ نہ ہو اور تلوار پٹ کر کے (چوڑی کر کے) اوسے مار دی تو قسم پوری ہوگئی اور تلوار میان میں تھی ویسے ہی میان سمیت اوسے مار دی تو قسم پوری نہ ہوئی ہاں اگر تلوار نے میان کو کاٹ کر اوس شخص کو زخمی کر دیا تو قسم پوری ہوگئی۔ اور اگر نیت یہ ہے کہ تلوار کی دھار کی طرف سے مارے گا تو پٹ کر کے مارنے سے قسم پوری نہ ہوئی اور اگر قسم کھائی کہ اوسے کلہاڑی یا تبر (کلہاڑا) سے ماروں گا اور اوس کے بینٹ (دستہ) سے مارا تو قسم پوری نہ ہوئی۔ (4)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ سو ۱۰۰ کوڑے ماروں گا اور سو ۱۰۰ کوڑے جمع کر کے ایک مرتبہ میں مارا کہ سب اوس کے بدن پر پڑے تو قسم سچی ہوگئی جبکہ اوسے چوٹ بھی لگے اور اگر صرف چھو دیا کہ چوٹ نہ لگی تو قسم پوری نہ ہوئی۔ (5)

مسئلہ ۶: کسی سے کہا اگر تم مجھے ملے اور میں نے تمہیں نہ مارا تو میری عورت کو طلاق ہے اور وہ شخص ایک میل کے فاصلہ سے اسے دکھائی دیا یا وہ چھت پر ہے اور یہ اوس پر چڑھ نہیں سکتا تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ (6)



(3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الحادی عشر فی الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۹۔

والدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الیمین... إلخ، ج ۵، ص ۷۰۰۔

(4) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الحادی عشر فی الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۹۔

والدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۳، ص ۶۱۰۔

(5) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۴، ص ۶۰۹۔

(6) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الایمان، الباب الحادی عشر فی الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۲، ص ۱۳۰۔

ادائے دین وغیرہ کے متعلق قسم کا بیان

مسئلہ ۱: قسم کھائی کہ اوس کا قرض فلاں روز ادا کر دوں گا اور کھوٹے (کھوٹے) روپے یا بڑی گولی کا روپیہ (1) جو دوکاندار نہیں لیتے اوس نے قرض میں دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اوس روز روپیہ لیکر اوس کے مکان پر آیا مگر وہ ملا نہیں تو قاضی کے پاس داخل کر آئے ورنہ قسم ٹوٹ جائیگی۔ اگر یہ روپے اوسے دیتا ہے مگر وہ انکار کرتا ہے، نہیں لیتا تو اگر اوس کے پاس اتنے قریب رکھ دیے کہ لینا چاہے تو ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے تو قسم پوری ہوگئی۔ (2)

مسئلہ ۲: قسم کھائی کہ فلاں روز اوس کے روپے ادا کر دوں گا اور وقت پورا ہونے سے پہلے اوس نے معاف کر دیا یا اوس دن کے آنے سے پہلے ہی اس نے ادا کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر قسم کھائی کہ یہ روٹی کل کھاؤں گا اور آج ہی کھالی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اگر قرض خواہ نے قسم کھائی کہ فلاں روز روپیہ وصول کر لوں گا اور اوس دن کے پہلے معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر دن مقرر نہ کیا تھا تو ٹوٹ گئی۔ (3)

مسئلہ ۳: قرض خواہ نے قسم کھائی کہ بغیر اپنا حق لیے تجھے نہ چھوڑوں گا پھر قرضدار سے اپنے روپے کے بدلے میں کوئی چیز خرید لی اور چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ یوہیں اگر کسی عورت پر روپے تھے اور قسم کھائی کہ بغیر حق لیے نہ ہٹوں گا اور وہیں رہا یہاں تک کہ اوس روپے کو مہر قرار دے کر عورت سے نکاح کر لیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ (4)

مسئلہ ۴: قسم کھائی کہ بغیر اپنا لیے تجھ سے جدا نہ ہوں گا تو اگر وہ ایسی جگہ ہے کہ یہ اُسے دیکھ رہا ہے اور اوس کی حفاظت میں ہے تو اگر چہ کچھ فاصلہ ہو مگر جدا ہونا نہ پایا گیا۔ یوہیں اگر مسجد کا ستون درمیان میں حائل (رکاوٹ، آڑ) ہو یا ایک مسجد کے اندر ہے دوسرا باہر اور مسجد کا دروازہ کھلا ہوا ہے کہ اوسے دیکھتا ہے تو جدا نہ ہوا اور اگر مسجد کی دیوار درمیان میں حائل ہے کہ اُسے نہیں دیکھتا اور ایک مسجد میں ہے اور دوسرا باہر تو جدا ہو گیا اور قسم ٹوٹ گئی۔ اور اگر قرضدار

(1) برصغیر میں برحانیہ کی حکومت میں ملکہ وکٹوریہ کی تصویر کا جوڑے دار روپیہ جو خالص چاندی کا ہوتا تھا۔

(2) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الیمین... إلخ، ج ۵، ص ۷۰۳۔

والبحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۴، ص ۶۱۲۔

(3) الدر المختار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الیمین... إلخ، ج ۵، ص ۷۰۶۔

و، فتاویٰ مہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی عشر فی الیمین فی قاضی الدراہم، ج ۲، ص ۱۳۳۔

(4) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۴، ص ۶۱۳، ۶۱۴۔

کو مکان میں کر کے باہر سے قفل (تالا) بند کر دیا اور دروازہ پر بیٹھا ہے اور کنجی اس کے پاس ہے تو جدا نہ ہوا۔ اور اگر قرضدار نے اسے پکڑ کر مکان میں بند کر دیا اور کنجی قرضدار کے پاس ہے تو قسم ٹوٹ گئی۔ (5)

مسئلہ ۵: قسم کھائی کہ اپنا روپیہ اوس سے وصول کرونگا تو اختیار ہے کہ خود وصول کرے یا اس کا وکیل اور خواہ خود دس سے لے یا اوس کے وکیل یا ضامن سے یا اوس سے جس پر اوس نے حوالہ کر دیا بہر حال قسم پوری ہو جائے گئی۔ (6)

مسئلہ ۶: قرض خواہ قرضدار کے دروازہ پر آیا اور قسم کھائی کہ بغیر لیے نہ ہوں گا اور قرضدار نے آکر اوسے دھکا دیکر ہٹا دیا مگر اوس کے ڈھکیلنے سے ہٹا خود اپنے قدم سے نہ چلا اور جب اُس جگہ سے ہٹا دیا گیا اب اوس کے بعد بغیر لیے چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی کہ وہاں سے خود نہ ہٹا۔ (7)

مسئلہ ۷: قسم کھائی کہ میں اپنا کل روپیہ ایک دفعہ لوں گا تھوڑا تھوڑا نہیں لوں گا اور ایک ہی مجلس میں دس دس یا پچیس پچیس گن گن کر اسے دیتا گیا اور یہ لیتا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی یعنی گننے میں جو وقفہ ہوا اس کا قسم میں اعتبار نہیں اور اس کو تھوڑا تھوڑا لینا نہ کہیں گے۔ اور اگر تھوڑے تھوڑے روپے لیے تو قسم ٹوٹ جائیگی مگر جب تک کہ کل روپیہ پر قبضہ نہ کر لے نہیں ٹوٹے گی یعنی جس وقت سب روپے پر قبضہ ہو جائیگا اوس وقت ٹوٹے گی اوس سے پہلے اگرچہ کئی مرتبہ تھوڑے تھوڑے لیے ہیں مگر قسم نہیں ٹوٹی تھی۔ (8)

مسئلہ ۸: کسی نے کہا اگر میرے پاس مال ہو تو عورت کو طلاق ہے اور اوس کے پاس مکان اور اسباب ہیں جو تجارت کے لیے نہیں تو طلاق نہ ہوئی۔ (9)

مسئلہ ۹: قسم کھائی کہ یہ چیز فداں کو ہبہ کرونگا اور اس نے ہبہ کیا مگر اوس نے قبول نہ کیا تو قسم سچی ہو گئی اور اگر قسم کھائی کہ اوس کے ہاتھ بیچوں گا اور اس نے کہا کہ میں نے یہ چیز تیرے ہاتھ بیچی مگر اوس نے قبول نہ کیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ (10)

(5) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب... إلخ، ج ۴، ص ۶۱۵۔

(6) افتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی عشر فی الیمین فی تقاضی الدرہم، ج ۲، ص ۱۳۴۔

(7) افتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی عشر فی الیمین فی تقاضی الدرہم، ج ۲، ص ۱۳۴، ۱۳۵۔

(8) افتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی عشر فی الیمین فی تقاضی الدرہم، ج ۲، ص ۱۳۴، ۱۳۵۔

والدرہم، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۷۰۷۔

(9) الدر المنکر، کتاب الایمان، باب الیمین فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۷۰۹۔

(10) المرجع السابق، ص ۷۱۳۔

- مسئلہ ۱۰: قسم کھائی کہ خوشبو نہ سونگھے گا اور بلا قصد ناک میں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور قصداً سونگھی تو ٹوٹ گئی۔ (11)
- مسئلہ ۱۱: قسم کھائی کہ فلاں شخص جو حکم دے گا بجالاؤں گا اور جس چیز سے منع کرے گا باز رہوں گا اور اس نے بی بی کے پاس جانے سے منع کر دیا اور یہ نہیں مانا اگر وہاں کوئی قرینہ ایسا تھا جس سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ اس سے منع کر چکا تو اس سے بھی باز آؤں گا جب تو قسم ٹوٹ گئی ورنہ نہیں۔ (12)



(11) البحر الرائق، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب... إلخ ج ۴، ص ۶۲۰، وغیرہ۔

(12) فتاویٰ الھندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی عشر فی الیمین فی قاضی الدرامم، ج ۲، ص ۱۳۹۔

حدود کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٧٠﴾) (1)
اور اللہ (عزوجل) کے بندے وہ کہ خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک نہیں کرتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے خدا نے حرام کیا اور زنا نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائیگا قیامت کے دن اُس پر عذاب بڑھایا جائے گا اور ہمیشہ ذلت کے ساتھ اس میں رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو اللہ (عزوجل) اُن کی برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ بدل دیگا اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔

اور فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوحِهِمْ خِفْظُونَ ﴿٧١﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٧٢﴾ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَدُونَ ﴿٧٣﴾) (2)
جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا باندیوں سے اون پر ملامت نہیں اور جو اس کے سوا کچھ اور چاہے تو وہ حد سے گزرنے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

(وَلَا تَقْرُبُوا الزَّانِي إِنْ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٧٤﴾) (3)
زنا کے قریب نہ جاؤ کہ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

اور فرماتا ہے:

(الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْ كُفْرُ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنَّ

(1) پ ۱۹، الفرقان ۶۸-۷۰۔

(2) پ ۱۸، المؤمنون ۵-۷۔

(3) پ ۱۵، بنی اسرائیل ۳۲۔

كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْسَ هَذَا بَيْنَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٢﴾ (4)

عورت زانیہ اور مرد زانی ان میں ہر ایک کو سو ۱۰۰ کوڑے مارو اور تمہیں اون پر ترس نہ آئے، اللہ (عزوجل) کے دین میں اگر تم اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ اون کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

اور فرماتا ہے:

(وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنِ ارْتَدْنَ تَخَصُّصًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَن يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ كُرْهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾) (5)

اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو اگر وہ پارسائی چاہیں (اس لیے مجبور کرتے ہو) کہ دنیا کی زندگی کا کچھ سلمان حاصل کرو اور جو اون کو مجبور کرے تو بعد اس کے کہ مجبور کی گئیں، اللہ (عزوجل) اون کو بخشنے والا مہربان ہے۔



احادیث

حدیث ۱: ابن ماجہ عبد اللہ بن عمر اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ (عزوجل) کی حدود میں سے کسی حد کا قائم کرنا چالیس ۴۰ رات کی بارش سے بہتر ہے۔ (1)

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب اقامة الحدود، الحدیث ۲۵۳۷، ج ۳، ص ۲۱۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

یہاں چالیس رات کی مسلسل موسلا دھار بارش مراد نہیں کہ وہ تو معترض ہے بلکہ چالیس دن کی مفید بارش مراد ہے جو ٹھہر ٹھہر کر بقدر ضرورت ہو، مزائیں جرموں کی روک، امان کا قیام، آسمانی رحمت کے نزول کا ذریعہ ہیں، حدیث پاک میں ہے کہ انسانوں کے گناہ کی وجہ سے بئیریں اپنے گھونسلوں میں بھوکی مرجاتی ہیں یعنی ان کے گناہوں سے بارش نہیں ہوتی جس سے جانور بھی مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں، بئیر کا خصومت سے ذکر اس لیے فرمایا کہ یہ بہت دور تک چلک آتی ہیں۔ چنانچہ بصرہ میں بئیر ذبح ہو تو اس کے پیٹ سے سبز گندم نکلتی ہے حالانکہ بصرہ سے بہت دور گندم کی کھل ہوتی ہے کئی دن کے راہ پر۔ (مرقات) (مرآۃ النایج شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۹۶)

حد نافذ کرنے کی برکات

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیّد عالم، نبی مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے جو حد (یعنی شرعی احکام کے مطابق سزا) زمین میں قائم کی جاتی ہے وہ اہل زمین کے لئے صبح کی 30 بارشیں برسنے سے بہتر ہے۔

(سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب الترغیب فی اقامة الحد، الحدیث ۴۹۰۸، ص ۲۴۰۵، ج ۲)

ایک روایت میں ہے کہ رحمت عالم، نبی مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: زمین پر حد قائم کرنا اہل زمین کے لئے 40 راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔ (سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب الترغیب فی اقامة الحد، الحدیث ۴۹۰۹، ص ۲۴۰۵)

حضور نبی مکرم، نبی مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جس حد پر زمین میں عمل کیا جاتا ہے وہ اہل زمین کے لئے صبح کی 40 بارشیں برسنے سے زیادہ مفید ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب اقامة الحدود، الحدیث ۲۵۳۸، ص ۲۶۲۹)

رسول اکرم، شاو بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین پر حد قائم کرنا اہل زمین کے لئے صبح کی 40 بارشوں سے بہتر ہے۔ (لاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحدود، الحدیث ۴۳۸۱، ج ۶، ص ۲۹۰)

حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کی حدود میں سے کوئی حد قائم کرنا اللہ عزوجل کے ثبوت میں 40 راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب اقامة الحدود، الحدیث ۲۵۳۷، ص ۲۶۲۹)

حضور نبی کریم، زکریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: عادل امام کا ایک دن 60 سال کی عبادت سے افضل ہے۔

حدیث ۲: ابن ماجہ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (عزوجل) کی حدود کو قریب و بعید سب میں قائم کرو اور اللہ (عزوجل) کے حکم بجالانے میں ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے۔ (2)

اور زمین میں حق کے مطابق جو حد قائم کی جاتی ہے وہ زمین پر (بسنے والوں کو) چالیس سال کی بارش سے زیادہ پاک کرنے والی ہوتی ہے۔

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۹۳۲، ج ۱۱، ص ۲۶۷)

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل کی حدیں دور و نزدیک (والوں) میں قائم کرو اور اللہ عزوجل (کے حکم) کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب اقامۃ الحدود، الحدیث ۲۵۴۰، ص ۲۶۲۹)

حدود میں سفارش جائز نہیں

حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب قریش کے نزدیک (فاطمہ بنت اسود) غزوہ کا معاملہ اہمیت اختیار کر گیا جس نے چوری کی تھی تو کہنے لگے: اس کے متعلق کون بیٹھے بیٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرے؟ کسی نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب حضرت سیدنا اسماءہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ حضرت سیدنا اسماءہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اسماءہ! کیا تم اللہ عزوجل کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کیونکہ جب ان میں کوئی طاقتور چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے، اللہ عزوجل کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب قطع السارق ۴۴۱۰، الحدیث ۹۷۶)

حدود قائم کرنے اور توڑنے والوں کی مثال

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ معظم ہے اللہ عزوجل کی حدود کو قائم کرنے والوں اور توڑنے والوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے کشتی کے حصے باہم تقسیم کر لئے، بعض کو ادھر والا حصہ ملا، اور بعض کو نیچے والا۔ نیچے والوں کو جب پیاس لگتی تو اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا۔ انہوں نے کہا ہم اپنے حصے میں سوراخ کر لیتے ہیں، اس سے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں گے۔ اگر اوپر والے ان کو چھوڑ دیتے ہیں تو تمام ہلاک ہو جائیں گے، لیکن اگر وہ ان کو روکتے ہیں تو یہ بھی بچ جائیں گے اور دیگر تمام لوگ بھی نجات پا جائیں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب الشریک، باب من یقرع فی القسمۃ والا ستمام فیہ؟، الحدیث ۲۴۹۳، ص ۱۹۶)

حدیث ۳: بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ ایک مخزومیہ عورت نے چوری کی تھی، جس کی وجہ سے قریش کو فکر پیدا ہو گئی (کہ اس کو کس طرح حد سے بچایا جائے۔) آپس میں لوگوں نے کہا، کہ اس کے بارے میں کون شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سفارش کریگا؟ پھر لوگوں نے کہا، سوا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، کوئی شخص سفارش کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا، غرض اسامہ نے سفارش کی، اس پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ تو حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اس خطبہ میں یہ فرمایا: کہ اگلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ اگر ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے، قسم ہے خدا کی! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (والعیاذ باللہ تعالیٰ) چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (3)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی شہر میں رہنے والے مجرموں پر حد قائم کرو جو حاکم سے قریب رہتے ہیں اور دیہاتی لوگوں پر بھی حد قائم کرو جو حاکم سے دور رہتے ہیں یا جو تم سے رشتہ میں دور ہوں ان پر بھی حد قائم کرو، جو دور نہ ہوں ان پر بھی حد قائم کرو یا مالدار چودھری مجرموں پر بھی حد قائم کرو جو مالداری کی بنا پر حکام سے قریب رہتے ہیں اور غریب مسکین مجرموں پر بھی حد قائم کرو جو اپنی مفلسی کی وجہ سے حکام سے دور رہتے ہیں غرض کہ ہر مجرم پر حد قائم کرو۔

۲۔ یعنی شرعی سزائیں دینے میں کسی کافر، منافق، بے دینی کی لعنت ملامت کی پرواہ نہ کرو کسی کی رعایت نہ کرو کہ سخت سزاؤں سے ہی امن و امان قائم رہتی ہے ورنہ قوم کا وہ حال ہوتا ہے جو آج ہمارا ہے کہ نہ جان محفوظ ہے نہ مال نہ عزت آبرو یہ صرف اس لیے ہے کہ ہمارے ہاں سزائیں ہلکی ہیں وہ بھی بڑے لوگوں کو نہیں ملتیں۔ ذرود ہو اس ذات کریم پر جو ہم کو سب کچھ سکھا گئے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۹۵)

(3) صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب (۵۶)، الحدیث ۳۴۷۵، ج ۲، ص ۴۶۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مخزوم قریش کا بہت بڑا قبیلہ ہے اسی قبیلہ میں ابو جہل تھا، اس عورت کا نام فاطمہ بنت اسود ابن عبد الاسد ہے حضرت بو سلمیٰ کی بھتیجی، بہت عالی نسب، شرف قوم تھیں۔

۲۔ یہ مشورہ حضرات صبیحہ نے کیا اس خیال سے کہ ایسی عالی خاندان عورت کا ہاتھ کٹوانے سے اس خاندان کے بگڑ جانے کا خطرہ ہے جس سے بڑا فساد پھیل سکتا ہے لہذا اس پر جرمانہ وغیرہ کر دیا جائے ہاتھ نہ کاٹا جائے، قرآن کریم فرماتا ہے: "الْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ"۔

۳۔ حضرت اسامہ بن زید نے اس آیت پر نظر رکھ کر سفارش کی کہ "مَنْ يَشْفَعُ شَفْعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا" وہ یہ ←

حدیث ۴: امام احمد و ابو داؤد و عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

سمجھے کہ یہ سفارش بھی اچھی شفاعت میں داخل ہے۔ غرض کہ تمام صحابہ کرام اور حضرت اسامہ کی نیت بخیر تھی انہیں اس مسئلہ کی خبر نہ تھی جواب بیان ہو رہا ہے۔

۴۔ یہ فرمان عالی تعجب کے طور پر ہے کہ تم جیسے عقل مند ایسی سفارش کرتے ہیں یہ سفارش تو شفاعت سیئہ میں داخل ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَنْ يَشْفَعُ شَفْعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا" لہذا اس سفارش میں نہ تو حضرات صحابہ پر اعتراض ہے نہ حضرت اسامہ پر، یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ چوری کا مقدمہ دائر ہونے سے پہلے حق العبد ہے کہ مالک مال معاف کر سکتا ہے اور مقدمہ پیش ہو جانے پر حق اللہ بن جاتا ہے کہ کوئی معاف نہیں کر سکتا، یہاں مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش ہو چکا تھا۔

۵۔ اهلك یا معروف ہے تو اس کا قائل انتہہ الخ ہے یا مجہول ہے تو اس کا نائب فاعل الذین ہے ان لوگوں سے مراد یہود و عیسائی ہیں اور ہدکت سے مراد قومی تباہی ملکی بد نظمی ہے۔

۶۔ یعنی یہود و نصاریٰ میں زنا چوری قتل وغیرہ جرائم اس لیے بڑھ گئے کہ ان کے حکام و سلاطین نے والد اوروں اور بڑے آدمیوں کی حدود میں رعایتیں کرنا شروع کر دیں۔ ملکی انتظام صرف دو چیزوں سے قائم رہ سکتا ہے سزائیں سخت ہوں جیسے اسلامی سزائیں ہیں اور کسی مجرم کی رعایت ضمانت نہ ہو کوئی بد معاش قانون کی گرفت سے بچ نہ سکے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوَةٌ" یہاں چونکہ چوری کا مقدمہ درپیش تھا اس لیے حضور عالی نے چوری کا ذکر فرمایا اور نہ ان لوگوں میں ہر جرم کی سزا کا یہ ہی حال تھا زانی ہو یا قاتل ان رہتیوں اور چودھری وغیرہ چودھری کے فرق کا نتیجہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو اسلامی حکومت دکھائے۔

۷۔ بھری کہتے ہیں کہ ایم بنا ہے ایمن یا یمن سے بمعنی برکت اور یہاں قسم پوشیدہ ہوتا ہے یعنی اللہ کی برکتوں کی قسم کہتے ہیں کہ ایم جمع ہے یمن کی بمعنی قسم بہر حال ایم اللہ کے معنی ہیں اللہ کی قسم۔

۸۔ سبحان اللہ! یہ ہے عدل و انصاف جس سے زمین و آسمان قائم ہے۔ خیال رہے کہ تمام اولاد اطہار میں حضور کو جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بہت ہی پیاری ہیں کیونکہ سب اولاد میں چھوٹی ہیں، نیز ان کی والدہ ماجدہ ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ، آپ کو بہت چھوٹی عمر میں چھوڑ کر وفات پا گئیں لہذا آپ حضور ہی کی گود شریف میں چلیں بروہیں اس لیے آپ کا نام شریف ہی لیا ورنہ مراد ساری اولاد ازواج و عزیز و اقارب ہیں صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیٰ نبیہا و علیٰ آلہہا و علیہا و سلم۔ اور یہ قضیہ شرطیہ وہ ہے جس کے دونوں جز مقدم و تالی ناممکن ہیں جیسے "اِنْ كَانَ لِمَرْءٍ مِّنْكُمْ وَلَدٌ فَانَا اَوَّلُ الْعَبْدِیْنِ"۔

۹۔ اس عورت کی پہچان کرانے کے لیے ہے کیونکہ وہ اس وصف میں مشہور ہو چکی تھی نہ کہ بیان جرم کے لیے کیونکہ اس کا ہاتھ اس انکار کی وجہ سے نہ کٹا تھا بلکہ اس نے ایک بار چوری کر لی تھی لہذا اس کا ہاتھ کٹا۔ یعنی وہ عورت جس کا یہ حال تھا چوری میں پکڑی گئی تو حضور انور نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ امام احمد و امام احنق کے نزدیک عاریت کے انکار پر بھی ہاتھ کٹ جاتا ہے اس حدیث کے ظاہری معنی کی بنا پر۔ واللہ اعلم! مگر دیگر احادیث میں اس کی چوری کا صریح ذکر ہے۔ (اشعہ و مرقات)

پیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ جس کی سفارش حد قائم کرنے میں حائل ہو جائے (یعنی رکاوٹ بن جائے)، اس نے اللہ (عزوجل) کی مخالفت کی اور جو جان کر باطل کے بارے میں جھگڑے، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں ہے جب تک اس سے جدا نہ ہو جائے اور جو شخص مومن کے متعلق ایسی چیز کہے جو اس میں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اسے روغۃ النہال میں اس وقت تک رکھے گا جب تک اس کے گناہ کی سزا پوری نہ ہو لے۔ روغۃ النہال جہنم میں ایک جگہ ہے جہاں جہنمیوں کا خون اور پیپ جمع ہوگا۔ (4)

حدیث ۵: ابو داؤد و نسائی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ حد کو آپس میں تم معاف کر سکتے ہو (یعنی جب تک اس کا مقدمہ میرے پاس پیش نہ ہو، تمہیں درگزر کرنے کا اختیار ہے) اور میری خدمت میں پہنچنے کے بعد واجب ہو جائے گی (یعنی اب ضرور قائم ہوگی)۔ (5)

۱۔ یعنی فاطمہ عذریہ پہلے تو عاریۃ کے انکار کا جرم کرتی تھی پھر چوری میں پکڑی گئی تھی۔ خیال رہے کہ حقوق اللہ والی حدوں میں سفارش کرنا حرام ہے مگر تعزیر اور حقوق العباد والی سزاؤں میں سفارش کرنا جائز بلکہ ثواب ہے جب کہ ملزم شریر نہ ہو خواہ مقدمہ حاکم کے پاس پہنچ گیا ہو یا نہ پہنچ ہو جیسے قتل کا قصاص کہ اس میں مقتول کے وارثوں سے معافی یا صلح کر دینے میں حرج نہیں۔ (مرقات) لڑنا اور چوری کی سزائیں حق اللہ ہیں ان میں سفارش کرنا حرام ہے، لڑنا کی سزا پہلے سے ہی حق اللہ ہے اور چوری حاکم کے پاس مقدمہ پہنچنے کے بعد حق اللہ بن جاتی ہے، اگر کوئی مالک مال سے سفارش کر کے مقدمہ حکومت میں نہ پہنچے دے تو جرم نہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۱۵)

(4) سنن ابی داؤد، کتاب القضاۃ، باب فیمن یحییٰ علی خصومتہ... إلخ، الحدیث ۳۵۹۷، ج ۳، ص ۴۲۷۔

(5) سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب العفو عن الحدود... إلخ، الحدیث ۴۳۷۶، ج ۴، ص ۱۷۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ تعافوا میں خطاب عام پبلک کو ہے نہ کہ حکام یا بادشاہوں کو اور حدود سے مراد وہ جرم ہیں جو سبب حد ہیں یعنی حقوق العباد کے جرم حکام تک نہ پہنچے، آپس میں ایک دوسرے سے معافی چاہ لو جیسے چور چوری کر کے مال کو مال واپس دے دے اس سے معافی چاہ لے حکومت تک اسے نہ جانے دے۔

۲۔ جہن حاکم کے پاس مقدمہ پہنچ جانے پر معافی نہ ہو سکے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی سزا صرف حاکم دے سکتا ہے دوسرا نہیں دے سکتا، نیز حاکم کے پاس جرم پہنچنے سے پہلے لازم سزا نہیں مگر پہنچ جانے کے بعد لازم ہو جاتا ہے معاف نہیں ہو سکتا نہ حاکم کے معاف کرنے سے نہ صاحب حق کے معاف کرنے سے۔ خیال رہے کہ یہ امر استحبانی ہے اور چھپانا یا معاف کر دینا وہاں ہی بہتر ہے جہاں اس سے فساد نہ ہو ورنہ سزا دلوانا نہایت ضروری ہے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں کہ ایک حد قائم کرنا چالیس دن کی بارش سے زیادہ مفید ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۷۶)

حدیث ۶: ابو داؤد اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: (اے ائمہ)! عزت داروں کی لغزشیں دفع کر دو (یعنی معاف کر دو)، مگر حدود کہ ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ (6)

حدیث ۷: بخاری و مسلم ابو ہریرہ و زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ دو شخصوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا۔ ایک نے کہا، ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ فرمائیے، دوسرے نے بھی کہا ہاں یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کیجئے اور مجھے عرض کرنے کی اجازت دیجیئے۔ ارشاد فرمایا: عرض کرو۔ اس نے کہا میرا لڑکا اس کے یہاں مزدور تھا اس نے اس کی عورت سے زنا کیا لوگوں نے مجھے خبر دی کہ میرے لڑکے پر رجم ہے، میں نے سو ۱۰۰ بکریاں اور ایک کنیز اپنے لڑکے کے فدیہ میں دی پھر جب میں نے اہل علم سے سوال کیا تو انھوں نے خبر دی کہ میرے لڑکے پر سو ۱۰۰ کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلا وطن کیا جائیگا اور اس کی عورت پر رجم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے!

میں تم دونوں میں کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور کنیز واپس کی جائیں اور تیرے لڑکے کو سو ۱۰۰ کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کو شہر بدر کیا جائے۔ (اسکے بعد انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:) اے انیس! صبح کو تم اسکی عورت کے پاس جاؤ، وہ اقرار کرے تو رجم کر دو۔ عورت نے اقرار کیا اور اس کو رجم کیا۔ (7)

(6) سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب فی الحدیث فیہ، الحدیث ۴۳۷۵، ج ۲، ص ۱۷۸۔

(7) صحیح مسلم کتاب الحدود، باب من اعترف... الخ، الحدیث ۲۵۔ (۱۶۹۷)، ص ۹۳۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

آپ جنی ہیں، مشہور صحابی ہیں، پچاسی سال عمر پائی، عبداللہ بن مروان کے زمانہ میں ۷۷ھ میں وفات پائی، کوفہ میں فوت ہوئے وہاں ہی قبر شریف ہے۔ (اشعہ)

۲۔ شاید یہ دونوں حضرات کہیں باہر کے تھے جو آداب دربار عالیہ سے واقف نہ تھے اس لیے یہ عرض کیا ورنہ حضور کا فیصلہ کتاب اللہ پر موقوف نہیں جو زبان شریف سے نکلے وہ ہی فیصلہ شرعیہ ہے۔

۳۔ شاید یہ شخص دوسرے سے زیادہ قادر الکلام تھا یا اس کے بیٹے نے زنا کا اقرار کر لیا تھا اور دوسرے کی بیوی نے اقرار نہ کیا تھا اس لیے اس نے خیال کیا کہ بیان جرم کے لیے میں ہی موزوں ہوں۔

۴۔ عنی هذا کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام کر چکا تھا اور اس کی مزدوری اس کے ذمہ لازم ہو چکی تھی، مگر لہذا ہوتا تو یہ مدعی حاصل نہ ہوتا۔ (مرقات)۔

حدیث ۸: صحیح بخاری شریف میں زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی

۵۔ یعنی بعض صحابہ نے میرے کنوارے بیٹے پر زنا کی وجہ سے رجم کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل کے ہوتے مفضول سے مسئلہ پوچھنا جائز ہے، دیکھو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس نے صحابہ سے مسئلہ پوچھا، یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مسئلہ میں غلطی ہو جائے تو افضل اس کی اصلاح کروے، دیکھو یہ مسئلہ غلط بتایا گیا تھا جس کی اصلاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی۔

۶۔ یہ ان صحابی کا اپنا اجتہاد تھا یہ سمجھے کہ جیسے قتل میں قاتل سوانث فدیہ دے کر قصاص سے بچ سکتا ہے میرا بیٹا بھی اس فدیہ کی بنا پر رجم سے بچ سکے گا۔

۷۔ یعنی بڑے علماء صحابہ سے پوچھا۔

۸۔ کیونکہ ان کا بیٹا کنوارا تھا اور دوسرے کی بیوی شادی شدہ، محض کنوارے زانی کی سزا کوڑے ہیں اور شادی شدہ محسنہ کی سزا رجم ہے۔

۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے قرآن مجید میں رجم کی آیت تھی "الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيَا فَرَجُمَا لَكَ اللَّهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

حَكِيمٌ"، پھر بعد میں اس کی تلاوت منسوخ ہوئی حکم باقی رہا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ ہم قرآن سے فیصلہ فرمائیں گے

پھر رجم کا حکم دیا، بعض نے فرمایا کہ حکم رجم اس آیت سے حضور نے نکالا "وَالَّذَانِ يَأْتِيَانِيَا مِنْكُمْ فَأُكُفُّهُمَا" جو زنا کر لیں انہیں ایذا

دو، ایذا میں رجم بھی داخل ہے۔ (مرقات) مگر فقیر کے نزدیک یہ دونوں قول ضعیف ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زانی لڑکے پر سو کوڑوں

کے ساتھ ایک سال کے دیس نکالے کی بھی سزا دے رہے ہیں یہ قرآن کریم میں نہ تھا نہ اب ہے۔ حق یہ ہے کہ حضور کا ہر حکم دیر حقیقت حکم

قرآنی ہے کہ رب نے فرمایا: "مَا أَلْسَنُكُمْ الرَّسُولُ فَعِذُوا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم قرآنی حکم ہے حضور باطل قرآن ہیں۔

۱۰۔ غالباً اس شخص نے یہ بکریاں اور لونڈی خیرات نہ کی تھیں ورنہ صدقہ و خیرات دے کر واپس نہیں ہو سکتی بلکہ عورت کے خاوند اور اس کے

عزیزوں کو دی ہوں گی کیونکہ ان کی آبروریزی ہوئی جیسے قاتل مقتول کے ورثاء کو دیت دیتا ہے۔

۱۱۔ سو کوڑے تو حد کے طور پر اور ایک سال کا دیس نکالا بطور تعزیر کہ اگر امام اس میں مصلحت دیکھے تو یہ سزا بھی دے یہ ہی ہمارا مذہب

ہے، امام شافعی کے ہاں یہ بھی حد ہے مگر امام اعظم کا قول قوی ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے ایک بار زانی کو دیس نکالا دیا وہ کفار سے جا ملا تو آپ

نے پھر یہ سزا نہ دی، اگر یہ بھی حد ہوتی تو آپ اسے بند نہ کرتے دیکھو طحاوی شریف، نیز کبھی دیس نکالا مضر بھی ہوتا ہے کہ زانی باہر جا کر اور

آزاد ہو جاتا ہے اس لیے اگر مفید ہو تو یہ سزا دی جائے۔

۱۲۔ ان کا نام انس ابن ضحاک اسلمی ہے، محبت و پیار میں انہیں تصغیر سے فرمایا۔

۱۳۔ اقرار سے مراد شرعی اقرار ہے یعنی چار بار۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اقرار نامہ زنا سلطان اسلام کے سامنے ہونا

ضروری نہیں بلکہ اس کے نائب کے سامنے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ زانی کے رجم کے وقت سلطان کی موجودگی ضروری نہیں، نائب

سلطان کی حاضری گویا سلطان ہی کی حاضری ہے۔ تیسرے یہ کہ فریقین میں سے ایک کے بیان پر بھی قاضی کفایت کر سکتا ہے، دیکھو حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس ایک شخص کا بیان سنا عورت کے خاوند کا بیان نہ لیا، ہاں دوسرے ملزم کو سزا اس کے اقرار پر دی، حضرت داؤد

علیہ السلام کے پاس جب فرشتے مدعی و مدعی علیہ کی شکل میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک کا بیان سن کر فرما دیا کہ یہ دوسرا ظالم ہے۔

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرماتے سنا: کہ جو شخص زنا کرے اور محسن نہ ہو، اسے سو ۱۰۰ کوڑے مارے جائیں اور ایک برس کے لیے شہر بدر کر دیا جائے۔ (8)

جو اپنے پاس ننانوے بکریوں ہوتے ہوئے تیری ایک بکری مانگتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ہندہ کا بیان سن کر حکم دیا کہ ابو سفیان کی جیب سے بقدر ضرورت خرچ لے لیا کرو۔ بعض نے فرمایا کہ فتویٰ اور قضاء میں فرق ہے، فتویٰ ایک بیان پر ہو سکتا ہے، امام شافعی نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا کہ چوری و قتل کی طرح زنا میں بھی ایک اقرار کافی ہے کیونکہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار اقراروں کی شرط نہ لگائی مگر یہ دلیل بہت کمزور ہے کیونکہ حضرت معز کی روایت میں چار اقراروں کی تصریح ہے اور یہاں ایک اقرار کی تصریح نہیں لہذا یہاں بھی شرعی اقرار مراد ہے یعنی چار بار، بذمب غنی بہت قوی ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۶۳)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

زنا نہیں ثابت ہو سکتا جب تک چار مرد عاقل بالغ، ثقہ، متقی، پرہیزگار اپنی آنکھ سے ایسا مشاہدہ نہ بیان کریں جیسے سرمہ دانی میں سلائی، بغیر اس کے جو شخص کسی مسلمان کی نسبت زنا کی تہمت رکھے گا بحکم قرآن مجید اسی کوڑوں کا مستحق ہوگا پھر اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود، ہاں یہ ضرور ہے کہ اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے۔ جو لوگ انھیں نوکر رکھتے ہیں ضرور مکان میں دونوں تنہا ہوتے ہوں گے، اور اسے شرع نے حرام فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

ایسے بیہودہ بے معنی و بے اصل گواہوں سے زنا تو قیامت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک چار مرد عاقل بالغ مسلمان پرہیزگار دیندار جو کسی کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہوں نہ کسی صغیرہ پر اصرار رکھتے ہوں نہ خفیف الحركات ہوں حلف شرعی کے ساتھ شہادت دیں، انہوں نے ایک وقت معین میں زید کو ہندہ کے ساتھ زنا کرتے ہوئے اپنی آنکھ سے یوں مشاہدہ کیا جیسے سرمہ دانی میں سلائی، اس وقت تک زنا شہادت سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ ان شرطوں میں ایک بات بھی کم ہوگی تو خود گواہی دینے والے شرعاً اسی کوڑوں کے مستحق ہوں گے مثلاً تین مسلمان پرہیزگار دیندار نے ایسی گواہی دی کہ سرمہ دانی میں سلائی کی طرح ہم نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا اور چوتھے نے یہ گواہی دی کہ میں نے دونوں کو سراپا برہنہ ایک پٹنگ پر بیٹھے ہوئے اور باہم لپٹے ہوئے دیکھا زنا ثابت نہ ہوگا اور پہلے تین کو اسی کوڑوں کا حکم ہوگا یا چاروں مرد مسلمان عاقل بالغ پرہیزگار دیندار نے گواہی دی کہ ہم نے اپنی آنکھ سے سرمہ دانی میں سلائی کی طرح دیکھا مگر دو نے کہا کل دیکھا، دو نے کہا آج، یا تین نے کہا صبح دیکھا اور ایک نے کہا تیسرے پہر۔ سب کی گواہیاں مردود، اور زنا ثابت نہیں۔ اور سب پر اسی کوڑوں کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۶۲۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(8) صحیح البخاری، کتاب الحارمین... إلخ، باب البکر ان یجلد ان... إلخ، الحدیث ۶۸۳۱، ج ۴، ص ۳۴۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس شریعت میں محسن وہ ہے جو مسلمان آزاد عاقل بالغ ہو اور بذریعہ نکاح صحیح محبت کر چکا ہو اگر ان میں سے ایک چیز نہ ہو تو

غیر محسن ہے غیر محسن زانی کی سزا سو کوڑے ہیں۔

۲۔ خیال رہے کہ احناف کے نزدیک ایک سال کا دیس نکالا بطور تعزیر ہے حد صرف سو کوڑے ہیں لہذا یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں "الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ" کوڑا کیسا ہو اور کس طرح مارا جائے اس کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں صرف اتنا سمجھ لو کہ اس سزا میں زانی کو مرنے نہ دیا جائے گا اگر بہت کمزور ہو کہ کوڑوں سے مرجانے کا خطرہ ہو تو نرم ماری جائے گی اور دماغ دل شرمگاہ پر کوڑے نہ مارے جائیں گے کہ اس سے مرجانے کا خطرہ ہے اسی طرح حاملہ بالزنا کنواری کو بہت محظروہ حمل کوڑے نہ مارے جائیں حمل جننے کے بعد قوت آجائے پر مارے جائیں گے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۶۳)

زنا

اللہ عز و جل اپنے فضل و کرم سے ہمیں زنا اور دیگر گناہوں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

قرآن حکیم میں زنا کی مذمت

اللہ عز و جل اپنی لاریب کتاب قرآن مجید، فرقانِ حمید میں زنا کے متعلق فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَةَ إِنَّهَا كَانَتْ لَفَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿۲۲﴾ (پ ۱۵، بنی اسرائیل ۳۲)

ترجمہ کنز الایمان اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے، اور بہت ہی بری راہ۔

وَالَّذِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةٌ مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَلَّيَهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّاهُمْ مِنْكُمْ فَادْعُوهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿۱۶﴾ (پ ۱۲ النساء ۱۵-۱۶)

ترجمہ کنز الایمان اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے، اور تم میں جو مرد عورت ایسا کریں ان کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿۲۲﴾

(پ ۱۳، النساء ۲۲)

ترجمہ کنز۔ ایمان اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گزرا، وہ بے شک بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت ہی بری راہ۔

بعض، غلط قرآنیہ کی وضاحت

اللہ عز و جل نے سخی آیت مبارکہ میں نکاح بمعنی زنا کے تین برے اوصاف بیان فرمائے جبکہ پہلی آیت و طہیہ میں زنا کے صرف

دو برے وصف بیان فرمائے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آخری آیت مبارکہ میں مذکور زنا زیادہ برا اور قبیح ہے کیونکہ باپ کی بیوی ماں کی مثل ہے لہذا اس سے حرام کاری کرنا انتہائی برا عمل ہے کیونکہ جہلا کی جاہلیت میں بھی ماؤں سے نکاح کرنا تمام گناہوں سے برا تھا، پس فحش کاری سے زیادہ قبیح گناہ ہے اور مفسدیت سے مراد کسی کو حقیر جاننے ہوئے اس سے نفرت کرنا ہے، یہ فحش کام سے خاص ہے اور اللہ عز و جل کی طرف سے بندے کے حق میں انتہائی عذاب اور خسارے پر دلالت کرتا ہے اور نساء سیدیلہ کے ساتھ ساتھ مذکورہ برے اوصاف نے بیان کئے گئے کیونکہ ممانعت سے پہلے بھی زنا ان کے دلوں میں ناپسندیدہ اور برا تھا اور وہ اپنے باپ کی بیوی سے ایسا فعل کرنے سے باز ہونے والے بچے کو مہینیت کہتے تھے، جبکہ عربوں میں کچھ قبائل اپنے بھی تھے جو اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرتے تھے، یہ عادت انصار میں لازماً پائی جاتی تھی جبکہ قریش میں باہم رضامندی سے اس کی اجازت تھی۔

(المنہاج فی علوم الکتاب لابن عادل الحسینی، النساء، تحت الآیۃ ۲۲، ج ۶، ص ۲۷۹)

برائی کے درجات

جان لیجئے! برائی کے 3 درجات ہیں (۱) عقلاً قبیح (۲) شرعاً قبیح اور (۳) عادتاً قبیح۔ پس قاضیہ سے پہلے درجے یعنی عقلاً قبیح کی طرف اشارہ ہے اور مفسدیت سے دوسرے درجے یعنی شرعاً قبیح کی طرف جبکہ نساء سیدیلہ سے تیسرے درجے یعنی عادتاً قبیح کی طرف اشارہ ہے۔ جس شخص میں یہ تینوں درجات جمع ہو گئے وہ برائی میں انتہا کو پہنچ گیا۔

ایک قول کے مطابق اَلَا مَّا قَدْ سَلَفَ میں استثنا منقطع ہے کیونکہ ماضی اور مستقبل کا اجتماع نہیں ہو سکتا اور اس کا معنی یہ ہے مگر ماضی میں جو فعل سرزد ہو چکا اس میں کوئی گناہ نہیں۔ ایک قول کے مطابق نکاح سے مراد عقیدہ صحیح ہے اور حرف استثنا سے بعض کے زنا میں جہلا ہونے کی استثنا کی گئی ہے۔ پس معنی یہ ہوگا کہ ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپوں نے نکاح کیا تھا مگر ان عورتوں سے نکاح کرنے میں حرج نہیں جن سے انہوں نے زمانہ ماضی میں زنا کیا تھا کیونکہ تم پر وہ عورتیں حرام نہیں جن سے تمہارے باپوں نے زنا کیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس میں استثنا متصل ہے جبکہ نکاح سے مراد و طلی لی جائے یعنی ان عورتوں سے طلی نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے شادی کر کے جائز و طلی کی مگر جن سے انہوں نے زمانہ جاہلیت میں زنا کیا تھا ان سے تمہارا و طلی کرنا جائز ہے۔ ایک قول کے مطابق مَا مصدر یہ ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ زمانہ جاہلیت میں جس طرح تمہارے آباؤ اجداد نکاح کرتے تھے اس طرح نکاح نہ کرو مگر جو فاسد نکاح تم کر چکے ہو اسلام میں تمہارے لئے ان پر قائم رہنا جائز ہے بشرطیکہ وہ نکاح ایسے ہوں جنہیں اسلام میں برقرار رکھا جاتا ہو۔ اور صاحب تفسیر کشاف زنجیزی معنری کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ استثنا متصل ہے اور معنی یہ ہے کہ ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا سوائے ان کے جو گزر چکیں اور مر گئیں۔ اور اس معنی کا محال ہونا استثنا کے صحیح ہونے سے مانع نہیں اور نہ ہی اسے استثنا متصل ہونے سے خارج کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اَلَا بِمَعْنَى بَعْدَ ہے، جیسا کہ اللہ عز و جل کا فرمان عالیشان ہے اَلَا الْهَوٰۤیۃُ الْاُولٰی (پ ۲۵، اللہ خان ۵۶) ترجمہ پہلی موت کے بعد۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلَا مَّا قَدْ سَلَفَ آیت حرمت کے

نزول سے پہلے کا حکم ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے نکاح کو برقرار رکھا پھر جدائی کا حکم دیا تاکہ ہالہ ریح انہیں گھنیا عادت سے نکالیں۔ یہ کہہ کر اس کی تردید کر دی گئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے باپ کی بیوی سے کسی کا نکاح برقرار نہ رکھا۔ (المہاب فی علوم الکتاب لابن عادل الحسنبی، النساء، تحت الآیہ ۲۲، ج ۶، ص ۶۶۷، ۲۸۰ تا ۲۷۹، ملخصاً)

چنانچہ حضرت سیّدنا براہ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں میرے ماموں حضرت سیّدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے اور ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، میں نے پوچھا کہاں کا اہادہ ہے؟ فرمانے لگے مجھے سرکار والا شمار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کے (مرنے یا طلاق دینے کے) بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا تاکہ اس کا سرکاٹ لاؤں اور اس کا مال بھی چھین لوں۔ (جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب فیمن تزوج امرأۃ أبیہ، الحدیث ۱۳۶۲، ص ۱۷۸۸) (المستدلل امام احمد بن حنبل، حدیث البراء بن عازب، الحدیث ۱۸۵۸۱، ج ۶، ص ۱۹ نم)

اس کی تردید کے لئے غور و فکر کی ضرورت ہے کیونکہ ہو سکتا ہے یہ واقعہ ایسے نکاحوں کو منسوخ کرنے کے حکم کے بعد ہوا ہو پس اس میں گزشتہ موقف کے انکار پر کوئی دلیل نہیں۔ اس قول کے قائل کی سب سے بہتر تردید یوں کی جاسکتی ہے کہ اس سے اس قول کا ثبوت طلب کیا جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ عرصہ انہیں اسی نکاح پر برقرار رکھا پھر جدائی کا حکم دیا۔

انہ کائن میں کائن صرف ماضی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ یہ اس معنی میں ہے کہ وہ اپنے علم اور حکم میں ہمیشہ اس صفت کے ساتھ متصف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہی وہ معنی ہے جس نے مبرزہ کو اس بات کے دعویٰ پر مجبور کیا کہ یہاں کائن زائدہ ہے، جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے زائدہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ صرف ماضی پر دلالت نہیں کرتا ورنہ زائدہ میں خبر کا نہ پایا جاتا شرط ہے اور وہ یہاں موجود نہیں۔

(المہاب فی علوم الکتاب لابن عادل الحسنبی، النساء، تحت الآیہ ۲۲، ج ۶، ص ۶۷۹)

دوسری آیت مقدسہ کے حکم کے پہلی آیات مبارکہ پر مرتب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ عزّ و جلّ نے گزشتہ آیات پینت میں عورتوں پر احسان کرنے کا حکم فرمایا تو اس آیت مبارکہ میں ان میں سے برائی کا ارتکاب کرنے والیوں پر سختی کرنے کا حکم فرمایا اور درحقیقت یہ ان پر احسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزّ و جلّ جس طرح اپنی مخلوق کو پورا پورا بدلہ عنایت فرماتا ہے اسی طرح ان سے مطالبہ بھی کرتا ہے کیونکہ اس کے احکام میں کسی کی طرفداری نہیں ہوتی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ عزّ و جلّ کا ان پر احسان کرنے کا حکم ان پر حدود کے نفاذ کو ترک کرنے کا سبب نہ بن جائے اور پھر یہ چیز مختلف قسم کے مفاسد میں پڑنے کا سبب نہ بن جائے۔

(المرجع السابق، تحت الآیہ ۱۵، ص ۲۳۶)

مفسرین کرام رحمہم اللہ الشکام کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد زنا ہے۔ لیکن حضرت سیّدنا ابو مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول اس کی غی کرتا ہے۔ البتہ! یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا خلاف معروف نہیں اور اس پر اطلاق کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دوسری تمام برائیوں سے زیادہ قبیح ہے۔ یہاں ایک اعتراض ہے کہ کفر اور قتل کے زنا سے زیادہ برا ہونے کے باوجود ان میں سے کسی کو فاحشہ نہیں کہا گیا۔

جبکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو فاحشہ کا نام نہ دینا ممنوع ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ انہیں بھی فاحشہ ہی کہا جائے لیکن ان کو یہ نام نہیں دیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کافر بذاتہ خود کفر کو برا نہیں جانتا اور نہ ہی اس کے قبیح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے بلکہ اسے صحیح سمجھتا ہے اور اسی طرح قتل بھی ہے کہ قاتل قتل کر کے فخر محسوس کرتا ہے اور اسے اپنی بہادری سمجھتا ہے، مگر زنا کرنے والا ہر شخص نہ صرف اس کے برا اور قبیح ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے بلکہ آخر میں عار بھی محسوس کرتا ہے۔

(المہاب فی علوم الکتاب لابن عادل الحسینی، النساء، تحت الآیہ ۲۲، ج ۶، ص ۲۳۹)

غور و فکر کرنے کی قوتیں

انسان کی جسمانی قوتوں کو چلانے والی قوتیں 3 ہیں (۱) قوتِ عاطفہ (۲) قوتِ غصبیہ اور (۳) قوتِ فہمیہ پہلی قوت کا نساد کفر و بدعت وغیرہ ہے، دوسری کا نساد قتل وغیرہ ہے جبکہ تیسری قوت سب سے زیادہ بری ہے بلاشبہ اس کا نساد بھی سب سے زیادہ برا ہوگا اسی وجہ سے اس فعل کو خاص طور پر فاحشہ کا نام دیا گیا۔ (التفسیر الکبیر للرازی، النساء، تحت الآیہ ۱۵، ج ۳، ص ۵۲۸)

آزِہجۃً مِنکُم یعنی 4 مسلمان۔ اللہ عزَّ وَّجلَّ نے دعویٰ کرنے والے پر سختی کرنے کے لئے اور بندوں سے چھپانے کے لئے زنا پر گواہی کے لئے کم از کم 4 کی تعداد متعین فرمائی اور یہ حکم تورات اور انجیل میں بھی اسی طرح ثابت ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، النساء، تحت الآیہ ۱۵، ج ۳، الجزء الخامس، ص ۵۹)

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہودی ایک ایسے مرد اور عورت کو سرکار مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہار گاہ اقدس میں لے کر حاضر ہوئے جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا تم اپنے میں سے سب سے زیادہ علم والے کو میرے پاس لے آؤ۔ پس وہ دو آدمیوں کو لے آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تورات میں تم ان دونوں کے متعلق کیا حکم پاتے ہو؟ انہوں نے عرض کی ہم تورات میں یہ حکم پاتے ہیں کہ جب چار شخص گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کے آلہ تناسل کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو ان دونوں کو رجم کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہیں ان کو رجم کرنے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے بتایا ہمارا بادشاہ چلا گیا تو ہم نے قتل کرنے کو ناپسند کیا۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گواہوں کو بلایا جنہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے مرد کے آلہ تناسل کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب فی رجم الیہودیین، الحدیث ۴۴۵۲، ص ۱۵۳۹، بغیر قلیل)

پڑوسی کی بیوی سے زنا کی مذمت

ایک شخص نے اللہ عزَّ وَّجلَّ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزَّ وَّجلَّ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا (سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ) تو اللہ عزَّ وَّجلَّ کا شریک —

ٹھہرائے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا۔ اس نے عرض کی بے شک یہ تو بہت بڑا ہے۔ دوبارہ پوچھا پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا تو اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ اس نے پھر عرض کی اس کے بعد کون سا؟ ارشاد فرمایا تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔ پس اللہ عز و جل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی تصدیق میں یہ آیت مبارکہ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ..... ذٰلِكَ يَلْقٰۤی اَقَامًا ﴿۱۸﴾) نازل فرمائی۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشکر اچھا... الخ، الحدیث ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳)

اس کی موافقت اور تائید کرنے والا کلام عنقریب احادیث مبارکہ میں آئے گا۔

زنا کی دنیوی سزا

اللہ عز و جل کا فرمان عبرت نشان ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْ كُفْرًا زَانِيَةً فِي دِينِ اللَّهِ أَنْ تَكُونُ يُدْعَوْنَ بِالنُّورِ
الْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَقْدَ عَذَابُهَا طَائِفَةً مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۰﴾ (پ ۱۸، النور ۲)

ترجمہ: کنز الایمان جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

آیت مبارکہ کی ضروری وضاحت

لفظ جلد سے مراد رونا ہے اور یہ اس لئے فرمایا تاکہ ایسی سخت چوٹ نہ لگائی جائے کہ کھال اُدھیر کر گوشت تک پہنچ جائے۔ زانیہ سے مراد رحمت اور نرمی ہے اور نرمی سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس فعل کے مرکب نے کبیرہ قاحشہ کا ارتکاب کیا ہے بلکہ قتل کے بعد یہ سب سے بڑا گناہ ہے، اسی وجہ سے سابقہ آیت مبارکہ میں اللہ عز و جل نے اسے شرک کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا۔

زنا کے چھ نقصانات

لور کے پیکر، تمام بیویوں کے سزاوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے اسے لوگو! زنا سے بچو کیونکہ اس میں چھ برائیاں ہیں 3 دنیا میں اور 3 آخرت میں، دنیا میں پہنچنے والی برائیاں یہ ہیں (۱) اس (کے چہرے) کی رونق چلی جائے گی (۲) تنگدستی آئے گی اور (۳) اس کی عمر میں کمی ہو جائے گی اور آخرت میں پہنچنے والی برائیاں یہ ہیں (۱) اللہ عز و جل کی ناراضی (۲) برا حساب اور (۳) جہنم کا عذاب۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۱۷۹۹، مسئلہ بن علی، ج ۸، ص ۱۹) (التفسیر الکبیر، النور، تحت الآیہ ۲، ج ۸، ص ۳۰۲)

حضرت سیدنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ النواجد اور ان کے ہم عصر ائمہ کرام رحمہم اللہ السلام کے ایک طبقہ نے وَلَا تَأْخُذْ كُفْرًا زَانِيَةً کا معنی یہ بیان فرمایا تمہیں ان پر ترس نہ آئے کہ تم حدود ترک کر دو اور انہیں قائم نہ کرو۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں نرمی کرنے سے ممانعت ہے اور دونوں (یعنی زانی اور زانیہ) کو دردناک ضرب لگانے کا حکم ہے اور یہ حضرت سیدنا ابن مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور

حضرت سیدنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور فی ذین اللہ کا معنی اللہ عزوجل کا حکم ہے۔
(المہاب فی علوم الکتاب لابن عادل الحسینی، النور تحت الآیۃ ۲، ج ۱۳، ص ۲۸۲)

وجہ حد لگانے کا طریقہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک لوٹری نے زنا کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو حد لگائی اور جلا دے فرمایا اسے پشت اور پاؤں پر مارو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نے عرض کی وَلَا تَأْخُذْ كُنْزَهَا زَاۓۃً فِیْ ذِیْنِ اللّٰہِ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اے میرے بیٹے! اللہ عزوجل نے مجھے اسے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ میں نے اسے مارا بھی ہے اور تکلیف بھی پہنچائی ہے۔ (تفسیر البغوی، النور، تحت الآیۃ ۲، ج ۳، ص ۲۷۲)

اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ السلام ارشاد فرماتے ہیں عورت کو زنا اور دیگر حدود میں معتدل کوڑے سے مارا جائے گا، نہ کہ نئے کوڑے سے کہ زخمی ہو جائے اور نہ ہی ایسے پرانے سے کہ درد ہی نہ ہو، اور اُسے گھسیٹا نہ جائے گا اور نہ ہی ہاندھا جائے گا بلکہ چھوڑ دیا جائے گا اگرچہ وہ اپنے ہاتھوں کے ذریعے خود کو بچاتی رہے جبکہ مرد کو کھڑا کر کے مارا جائے گا اور جو چیز اسے درد پہنچنے سے مانع ہو اسے عینہہ کر دیا جائے گا اور عورت کو بٹھایا جائے گا اور اس پر اس کے کپڑے لپیٹ دیئے جائیں گے تاکہ اس کا جسم ظاہر نہ ہو اور اس کے اعضاء پر متفرق جگہوں پر کوڑے مارے جائیں گے، کسی ایک جگہ نہ لگائے جائیں گے اور ہلاکت کا سبب بننے والی جگہوں مثلاً چہرہ، گردن، پیٹ اور شرمگاہ کو بچایا جائے گا۔ (المہاب فی علوم الکتاب لابن عادل الحسینی، النور، تحت الآیۃ ۲، ج ۱۳، ص ۲۸۳)

لفظ ظَاۓفۃ سے کیا مراد ہے، ایک قول کے مطابق ایک آدمی، ایک قول کے مطابق دو اور ایک قول کے مطابق 3 آدمی ہیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ان کی تعداد زنا کے گواہوں کے برابر 4 ہو۔ اور یہی صحیح ہے۔ ایک قول کے مطابق 10 آدمی ہیں۔ وَلَیْسَ شَہْدٌ (صیغہ امر) کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ ان کی موجودگی واجب ہے۔ جبکہ فقہائے کرام رحمہم اللہ السلام نے ایسا نہیں کہا بلکہ انہوں نے اسے مستحب قرار دیا اس لئے کہ اس سے مقصود حد قائم کرنے کا اعلان کرنا ہے کیونکہ اس میں ڈانٹ ڈپٹ اور تہمت کا دور کرنا پایا جاتا ہے۔ ایک قول کے مطابق طائفہ سے مراد یہ ہے کہ گواہوں کا موجود رہنا مستحب ہے تاکہ ان کا گواہی پر قائم رہنا معلوم ہو جائے۔ (حضرت سیدنا امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم (متوفی ۱۵۰ھ) کے نزدیک رجم کے وقت امام اور گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے جبکہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے نزدیک امام اور گواہوں کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ) حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں اگر زنا گواہوں سے ثابت ہو تو ضروری ہے کہ پہلے گواہ پتھر ماریں پھر امام اور پھر دیگر لوگ اور اگر اقرار سے ثابت ہو تو پہلے امام پتھر مارے پھر دیگر لوگ۔ اور حضرت سیدنا امام محمد بن اور میں شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی (متوفی ۲۰۳ھ) اپنے موقف پر دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں سرکار مکہ مکرمہ، سرور مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا، عز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا غامدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رجم کرنے کا حکم دیا لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اور وہاں تشریف نہ لائے۔ (التفسیر الکبیر، النور، تحت الآیہ ۲، ج ۸، ص ۳۱۶، ۳۱۷، بتقدم وناظر)

اس کے بعد کوڑوں کا ذکر ہے جس کی وضاحت حدیث پاک سے ہو چکی ہے کہ یہ حکم غیر شادی شدہ کے متعلق ہے۔

محکم کا مفہوم

محکم سے مراد وہ آزاد اور مکلف (یعنی بالغ) شخص ہے جس نے نکاح صحیح سے طہ کی ہو اگرچہ زندگی میں ایک بار کی ہو۔ اس کی حد یہ ہے کہ اسے پتھروں کے ساتھ رجم کیا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔ علمائے کرام رحمہم اللہ اسلام ارشاد فرماتے ہیں جو حد اور توبہ کے بغیر مر گیا اسے جہنم میں آگ کے کوڑوں سے عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ، ربور شریف میں ہے زنا کرنے والے جہنم میں اپنی شرمگاہوں کے ساتھ لٹکے ہوں گے اور انہیں لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا۔ گرز لگنے کی وجہ سے جب ان میں سے کوئی فریاد کرے گا تو زہانہ (یعنی عذاب کے فرشتے) کہیں گے یہ آواز اس وقت کہاں تھی جبکہ تم ہنستے اور خوش ہوتے تھے بلکہ خوشی سے پھولے نہ ماتے تھے، نہ تو اللہ عز و جل کے عذاب سے ڈرتے اور نہ ہی اس سے حیا کرتے تھے۔

حدیث پاک میں زانی خصوصاً اپنے پڑوسی کی بیوی یا جس کا شوہر گھر میں نہ ہو، سے زنا کرنے والے کے متعلق انتہائی سخت حکم آیا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم رضوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی اللہ عز و جل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا تو اللہ عز و جل کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا۔ میں نے عرض کی بیشک یہ تو بہت بڑا ہے۔ دوبارہ عرض کی پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا تو اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ میں نے پھر عرض کی اس کے بعد کون سا؟ ارشاد فرمایا تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشک الفح الذنوب و بیان اعظمہا بغدہ، الحدیث ۲۵۷، ص ۶۹۳)

حضرت سیدنا امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیدنا امام ترمذی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۲۷۹ھ) کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ ﴿۷۰﴾ (پ ۱۹، الفرقان ۷۰ تا ۷۸)

ترجمہ کنز الایمان اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے۔

(جامع الترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورۃ الفرقان، الحدیث ۳۱۸۳، ص ۱۹۷۶، دون قولہ انا من تائب) ←

رحمت الہی سے محروم لوگ

سید المرسلین، رحمۃ اللہ علیہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حق بیان ہے 3 شخص ایسے ہیں جن کے ساتھ بروز قیامت اللہ عز و جل نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ اور (۳) متکبر فقیر۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلط تحریم اہمال، الخ، الحدیث ۲۹۶، ص ۶۹۶)

شیخ الحدیث، انیس الغریبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حقیقت نشان ہے اللہ عز و جل قیامت کے دن بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۸۴۰۱، ج ۶، ص ۱۷۲)

اللہ عز و جل کے محبوب، دائائے محبوب، مژدۃ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے اللہ عز و جل 4 بندوں کو ناپسند فرماتا ہے (۱) کثرت زیادہ قسمیں کھانے والا تاجر (۲) تکبر کرنے والا فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔ (سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب الفقیر الخ، الحدیث ۲۵۷۷، ص ۲۵۴)

جنت سے محروم لوگ

حسن اخلاق کے پیکر، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا 3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا امام اور (۳) مغرور فقیر۔ (المعجم الزخار المعروف بسمہ البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث ۲۵۲۹، ج ۶، ص ۴۹۳)

خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے اللہ عز و جل 3 بندوں کو ناپسند فرماتا ہے (۱) بوڑھا زانی (۲) متکبر فقیر اور (۳) مال دار ظالم۔ (جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب احادیث فی صفة الثکالیف الذین یحکم اللہ، الحدیث ۲۵۶۸، ص ۱۹۱۰)

سرکارِ دلائم، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے اللہ عز و جل اَشْمَطُ (یعنی پختہ عمر والے) زانی اور متکبر فقیر کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۳۱۹۵، ج ۱۲، ص ۲۳۷)

نوٹ: اَشْمَطُ اَشْمَطُ کی تصغیر ہے اور اَشْمَطُ ا سے کہتے ہیں جس کے سر کے سیاہ بال سفید بالوں کے ساتھ خلط ملط ہو گئے ہوں۔

ایمان کب باقی نہیں رہتا؟

سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالعاصی۔ الخ، الحدیث ۲۰۲، ص ۶۹۰)

سنن نسائی کی روایت میں مزید یہ بھی ہے جس جب اس نے ایسا کیا تو اپنی گردن سے اسلام کا پتہ اُتار دیا، پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقة، الحدیث ۴۸۷۶، ص ۲۴۰۳)

رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، اللہ عز و جل کے ہاں ایمان اس سے مکرم ہے (کہ ان گناہوں کے وقت اُسے اُن کے دل میں رہنے دے)۔

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی قولہ لایزنی الزانی حسین..... الخ، الحدیث ۳۷۳، ج ۱، ص ۲۸۹)

حضور نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ عز و جل کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عز و جل کے رسول ہیں اس کا خون حلال نہیں سوائے ۳ وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے (۱)..... شادی شدہ زانی (۲)..... (قصاص میں) جان کے بدلے جان اور (۳)..... جماعت سے الگ ہو کر اپنے دین کو ترک کرنے

والہ۔ (صحیح مسلم، کتاب القسامۃ، باب ما یباح بہ دم المسلم، الحدیث ۴۳۷۵، ص ۹۷۴)

رسول اکرم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ عز و جل کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عز و جل کے رسول ہیں اس کا خون حلال نہیں سوائے ۳ وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے (۱)..... شادی شدہ زنا کرے تو اسے رجم کیا جائے گا (۲)..... جو اللہ عز و جل کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے جنگ کرنے کے لئے نکلا تو اسے قتل کیا جائے گا یا پھانسی دی جائے گی یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور (۳)..... جو شخص کسی جان کو (ماحق) قتل کرے تو اسے اس کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد، الحدیث ۴۳۵۳، ص ۱۵۴۰)

حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے اے گرد و عرب! بے شک مجھے تم پر زنا اور پوشیدہ شہوت کاسب سے زیادہ خوف ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الحدود، باب ذم الزنا، الحدیث ۱۰۵۳۵، ج ۶، ص ۳۸۸، بغایا بدلہ نغایا)

نبی ندا

حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے آدمی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی پکارتا ہے ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اسے عطا کیا جائے؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی مصیبت دور کی جائے؟ پس جو بھی مسلمان کوئی دعا کرتا ہے اللہ عز و جل پوری فرماتا ہے سوائے زانیہ کے جو کہ اپنی شرمگاہ کے ذریعے کماتی ہے یا ٹیکس لینے والے کے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۲۷۶۹، ج ۲، ص ۱۳۳)

مرکاہ مدینہ، قمر اقلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان معظم ہے اللہ عز و جل (لطف و رحمت کے اعتبار سے) اپنی مخلوق کے قریب آتا ہے اور جو اس سے استغفار کرے اُسے بخش دیتا ہے البتہ! اپنی شرمگاہ سے بدکاری کرنے والی یا ٹیکس لینے والے کو نہیں بخشتا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث ۸۳۷۱، ج ۹، ص ۵۴)

نبیاء سے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے بے شک زانیوں کے چہروں سے آگ بھڑک رہی ہوگی۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترہیب من الزنا سیما..... الخ، الحدیث ۳۶۵۰، ج ۳، ص ۲۱۴) ←

تنگ دستی کا سبب

حضور سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے زنا تنگ دستی لانا ہے۔

(شعب الایمان للشیخ، باب فی تحریم الفردج، الحدیث ۵۳۱۸، ج ۴، ص ۳۶۳)

بھڑکتے تنور کا عذاب

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے میں نے آج رات دو شخص دیکھے، وہ میرے پاس آئے اور مجھے ایک مقدس سرزمین کی طرف لے گئے۔ اس کے بعد (راوی نے) پوری حدیث پاک ذکر کی یہاں تک کہ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر ہم تنور کی مثل ایک سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا کشادہ تھا، اس کے نیچے آگ جل رہی تھی، جب آگ کے شعلے بلند ہوتے تو اس میں موجود لوگ بھی اوپر آ جاتے یہاں تک کہ وہ نکلنے کے قریب پہنچ جاتے اور جب آگ بجھ جاتی تو وہ اسی میں واپس لوٹ جاتے اور اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ۹۳، الحدیث ۱۳۸۶، ص ۱۰۸، الی نقب بدلہ الی نقب)

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی پاک، صاحبِ نؤلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر ہم تنور کی مثل ایک چیز کے پاس پہنچے۔ راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے اس میں سے چیخ و پکار کی آوازیں آرہی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور عورتوں کو پایا جبکہ ان کے نیچے سے ایک شعلہ ان کی طرف آتا اور جب ان تک پہنچتا تو وہ چیخنے لگتے۔ اس حدیث کے آخر میں ہے ننگے مرد اور عورتیں جو کہ تنور کی مثل سوراخ میں تھے، وہ سب زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔ (صحیح البخاری، کتاب التعمیر، باب تعبیر الرؤیا بعد ملاقاة الصبح، الحدیث ۷۰۴۷، ص ۵۸)

عذاب کی مختلف صورتیں

حضرت سیدنا ابو امامہ ہاملی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مآدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا میں محو آرام تھا کہ اس دوران میرے پاس دو شخص (یعنی فرشتے انسانی صورت میں) آئے، انہوں نے مجھے پہلوؤں سے تھما اور ایک دُشوار گزار پہاڑ پر لے گئے اور عرض کی اس پر چڑھئے۔ میں نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ انہوں نے عرض کی ہم اسے آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔ پس میں اوپر چڑھ گیا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے درمیان پہنچا تو وہاں شدید آوازیں سنیں تو دریافت کیا یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ دوزخیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جو اپنی کونچوں کے ساتھ شگے ہوئے تھے اور ان کے جڑے کٹے ہوئے تھے اور جڑوں سے خون بہہ رہا تھا، میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ (انظار کرنے) کا جائز وقت شروع ہونے سے پہلے افطار کر لیتے تھے۔ (پھر حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہود و نصاریٰ نامراد ہو گئے۔) (راوی حدیث) حضرت سیدنا سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ

یہ الفاظ حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنے یا اپنی رائے سے کہے۔

حضور رحمہما عالم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مزید فرماتے ہیں پھر مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جن کے پیٹ پھوٹے ہوئے تھے اور ان سے بد بو ہی بد بو آ رہی تھی، اسی کی صورتیں انتہائی ناپسندیدہ تھیں، میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا یہ حالت کفر میں قتل ہونے والے ہیں۔ پھر مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جو ٹھولے ہوئے تھے اور ان سے تعفن کے بھکے اٹھ رہے تھے، گویا ان کی بد بو پاخانہ کی جگہوں جیسی تھی، میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ پھر مجھے ایسی عورتوں کے پاس لے جایا گیا جن کی چھاتیوں کو سانپ لوج رہے تھے، میں نے دریافت کیا ان عورتوں کا ماجرا کیا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ پھر مجھے آگے لے جایا گیا تو میں نے ایسے بچے دیکھے جو دو نہروں کے درمیان کھیل رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا گیا یہ ایمان والوں کی اولاد ہے۔ پھر مجھے شرف والی جگہ لے جایا گیا جہاں میں نے ۳ شخص دیکھے جو شراب (مطبور) نوش کر رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا یہ حضرت جعفر، حضرت زید اور حضرت ابن رواحہ ہیں۔ پھر مجھے ایک ایسی شرف والی جگہ لے جایا گیا جہاں میں نے تین آدمیوں کا گروہ دیکھا تو پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں جو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الصیام باب ذکر تعلیق المفسرین... الخ، الحدیث ۱۹۸۶، ج ۳، ص ۲۳۷) (الاحسان بترتیب صحیح ابن

حبان، کتاب اخبارہ..... الخ باب صفۃ النار واہلبہا، الحدیث ۷۴۴۸، ج ۹، ص ۲۸۶)

ایمان کا نکل جانا اور لوٹ آنا

اللہ عزّ وجلّ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل جاتا ہے اور اس پر تاریکی کی طرح چھا جاتا ہے، پھر جب وہ زنا سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب النبی، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان، الحدیث ۴۶۹۰، ص ۱۵۶، ج ۱، جغیر قلیل)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے جو زنا کا ارتکاب کرے یا شراب پئے اللہ عزّ وجلّ اس کا ایمان اس طرح نکال لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص کو نکالتا ہے۔

(المستدرک، کتاب الایمان، باب اذا زنی العبد خرج منه الایمان، الحدیث ۶۵، ج ۱، ص ۱۷۶)

مرکاہ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے ایمان ایک ایسا لباس ہے جس کے ذریعے اللہ عزّ وجلّ جسے چاہتا ہے ڈھانپ دیتا ہے اور جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان کا لباس اُتار لیا جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لے تو اس کا ایمان

لوٹا دیا جاتا ہے۔ (شعب الایمان للشیخ، باب فی تحریم الفروج، الحدیث ۵۳۶۶، ج ۴، ص ۳۵۲)

و جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لائے جس نے شراب پی ہوئی تھی تو

ارشاد فرمایا اسے لوگو! اب وقت ہے کہ تم اللہ عز و جل کی حدود سے رک جاؤ، جو ان برائیوں (یعنی شراب وغیرہ) میں سے کسی میں ملوث ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اللہ عز و جل کے پردے میں چھپا رہے، جو ہمارے سامنے اپنا پردہ قاش کرے گا ہم اس پر کتاب اللہ کا فیصلہ (یعنی مقررہ حد) قائم کریں گے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ (پ ۱۹، الفرقان ۶۸)

ترجمہ کنزالایمان اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔

اور فرمایا زنا کو شرک کے ساتھ شمار کیا گیا ہے۔ مزید یہ بھی فرمایا زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترہیب من الزنا سیما..... الخ، الحدیث ۳۶۵۸، ج ۳، ص ۲۱۶، ص ۳۳۶)

دور روٹیوں کے بدلے جنت

سیدنا انس رضی اللہ عنہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار شخص بہت عبادت کیا کرتا تھا، اس نے اپنے عبادت خانہ میں 60 سال تک عبادت کی، زمین بارش سے سرسبز و شاداب ہو گئی، راہب نے عبادت خانہ سے جھانکا تو کہنے لگا اگر میں نیچے بستی کی طرف جاؤں اور اللہ عز و جل کا ذکر کروں تو اور زیادہ برکت ہوگی۔ پس وہ نیچے اتر آ، اس کے پاس ایک یا دو روٹیاں تھیں، وہ زمین میں ٹھوم پھر رہا تھا کہ اسے ایک عورت ملی، وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ راہب نے اس سے زنا کر لیا لیکن اس کے بعد اس پر (خوف الہی کی وجہ سے) غشی طاری ہو گئی، پھر وہ تالاب میں اترتا کہ غسل کر لے اتنے میں ایک سوا لی آیا تو اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ دونوں روٹیاں لے لے، اس کے بعد وہ مر گیا تو اس کی 60 سالہ عبادت کا اس زنا سے موازنہ کیا گیا تو زنا کا گنہ اس کی نیکیوں سے زیادہ تھا، پھر ایک یا دو روٹیاں اس کی نیکیوں کے ساتھ رکھی گئیں تو اس کی نیکیاں غالب آ گئیں، پس اس کی بخشش ہو گئی۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ما جاء فی الطاعات وثوابہا، الحدیث ۳۷۹، ج ۱، ص ۲۹۸)

طبیح البزہین، انیس انغرہین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرما بن عبرت نشان ہے تکبر کرنے والا مسکین جنت میں داخل نہ ہوگا، نہ ہی بوڑھا زانی اور نہ ہی اللہ عز و جل پر اپنے عمل سے احسان جتکے والے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری، باب النون، باب نافع، الرقم ۱۱۵۹۳/۲۲۵۵، ج ۷، ص ۳۸۶۔)

جنت کی خوشبو سے محروم لوگ

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ اللہ عز و جل کے محبوب، دانائے محبوب، منیر و عن البیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، اس کے بعد (راوی نے) پوری حدیث پاک بیان کی یہاں تک کہ سرکاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا والدین کی نافرمانی سے بچو کیونکہ جنت کی خوشبو سے

ہزار (1000) سال کی مسافت سے پائی جائے گی مگر اللہ عز و جل کی قسم اسے والد بن کا فرمان قطع تعلقی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے پناہ دینے والا نہ پائے گا، بے شک کبریائی رب العالمین ہی کے لئے ہے۔ (الحکم الاوسط، الحدیث ۵۶۶۳، ج ۳، ص ۱۸۷)

زانیوں کی بدبو

حسن اخلاق کے پیکر، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان باقرینہ ہے 7 آسمان اور 7 زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت بھیجتی ہیں اور بے شک زانیوں کی شرم گاہوں کی بدبو جہنمیوں کو اذیت دے گی۔

(البحر الزخار المعروف بسمہ الجزاء، مسند بریدۃ بن الحصیب، الحدیث ۴۴۳۱، ج ۱۰، ص ۳۱۰)
امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و نجلہ الکریم سے مروی ہے قیامت کے دن لوگوں پر ایک بدبودار ہوا بھیجی جائے گی جس سے ہر نیک و بد اذیت میں مبتلا ہوگا یہاں تک کہ وہ ان سب تک مکمل طور پر پہنچ جائے گی تو ایک منادی ندا دے گا اور انہیں اپنی آواز سنائے گا اور ان سے کہے گا کیا تم اس ہوا کے متعلق جانتے ہو جس نے تمہیں اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے؟ وہ کہیں گے ہم نہیں جانتے، مگر اللہ عز و جل کی قسم ایہ ہمیں مکمل طور پر پہنچ چکی ہے۔ تو انہیں کہا جائے گا جان لو! یہ ان زانیوں کی شرم گاہوں کی بدبو ہے جنہوں نے دنیا میں تو بہنہ کی اور دنا (کے گناہ) کو لئے ہوئے اللہ عز و جل سے ملے۔ پھر اللہ عز و جل انہیں نظر انداز فرما دے گا اور نظر انداز کرتے ہوئے جنت یا دوزخ کا ذکر نہ کرے گا۔ (ذم الہوی، الباب الخامس والشر وں فی ذم الزنا، الحدیث ۵۷۱، ص ۱۵۵) (جامع الاحادیث، مسند علی، الحدیث ۶۳۳۶، ج ۱۵، ص ۴۰۱)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شراب کی عادت میں سرگیا اللہ عز و جل اسے نہر غوطہ سے پلائے گا۔ عرض کی گئی نہر غوطہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا جو زانی عورتوں کی شرم گاہوں سے جاری ہوگی، ان کی شرم گاہوں کی بدبو جہنمیوں کو سخت اذیت دے گی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابو موسیٰ الاشعری، الحدیث ۱۹۵۸۶، ج ۷، ص ۱۳۹)

حُثِّمَ الْفَرْسَلَيْنِ، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا زنا پر قائم رہنے والا بت پرست کی طرح ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترہیب من الزنا سیما، الخ، الحدیث ۳۶۶۹، ج ۳، ص ۲۲۰)

یہ صحیح روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ سرکار والا تنہا، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شراب کا عادی مرے گا تو ایک بت پرست کی طرح اللہ عز و جل سے ملے گا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ زنا اللہ عز و جل کے نزدیک شراب پینے سے بھی زیادہ سخت اور بڑا گناہ ہے۔ (المرجع السابق۔ المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، الحدیث ۲۴۵۳، ج ۱، ص ۵۸۳)
سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں ایسے مردوں کے پاس سے گزرا جن کی کھالوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا، میں نے دریافت کیا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کرتے تھے۔ اس کے بعد سرکار والا تنہا، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر ←

میں ایک بد بودار ہوا والے کنوئیں کے پاس سے گزراتو میں نے اس میں شدید آوازیں سنیں، پوچھا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی (اُمت کی) عورتیں ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کیا کرتی تھیں اور ایسے کام کرتی تھیں جو ان کے لئے جائز نہ تھے۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم اعراض الناس، الحدیث ۶۷۵۰، ج ۵، ص ۳۰۹، تقرض بدلہ تقطع)

نزول عذاب کے اسباب

رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں زنا عام نہ ہوگا اور جب ان میں زنا عام ہو جائے گا تو اللہ عز و جل انہیں عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔

(المسند للامام احمد حنبل، حدیث میمونۃ بنت الحارث، الحدیث ۲۶۸۹۳، ج ۱۰، ص ۲۳۶، غیر)

حضور نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت اس وقت تک اپنے معاملے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے اور بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں زنا کی اولاد عام نہ ہوگی۔

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حدیث میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۷۰۵۵، ج ۶، ص ۱۳۸)

رسول اکرم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے جب زنا عام ہو جائے گا تو تنگ دستی اور غربت عام ہو جائے گی۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی طاعة نزل فی الامر، فصل فی فضل الامام العادل، الحدیث ۷۳۶۹، ج ۶، ص ۱۶)

حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کسی قوم میں زنا اور سود ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ ان پر اللہ

عز و جل کا عذاب نازل ہو گیا۔ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث ۴۹۶۰، ج ۳، ص ۳۱۲)

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا تم زنا کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی یہ حرام ہے، اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حرام فرمایا ہے لہذا یہ قیامت تک حرام ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا ایک شخص 10 عورتوں سے زنا کرے یہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے کم (گناہ) ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث المقداد بن الاسود، الحدیث ۲۳۹۱۵، ج ۹، ص ۲۲۶)

پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے قیامت کے دن اللہ عز و جل پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے کی طرف نہ تو نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا بلکہ اسے حکم دے گا جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو

جا۔ (فردوس الاخبار للذہبی، الحدیث ۳۱۹۰، ج ۱، ص ۴۲۶)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے جو (زنا کے لئے) ایسی عورت کے پاس بیٹھا جس کا شوہر

غائب ہو اللہ عز و جل بروز قیامت اس پر ایک اثر و حا مسلط فرمائے گا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۳۲۷۸، ج ۳، ص ۲۴۱)

حدیث ۹: بخاری و مسلم راوی، کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی اس میں آیت رجم بھی ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رجم کیا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد ہم نے رجم کیا اور رجم کتاب اللہ میں ہے اور یہ حق ہے، رجم اس پر ہے جو زنا کرے اور محسن ہو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ گواہوں سے زنا ثابت ہو یا حاصل ہو یا اقرار ہو۔ (9)

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مکرم ہے جو ایسی عورت کے بستر پر بیٹھتا ہے جس کا شوہر غائب ہو، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے قیامت کے دن خطرناک زہریلے سانپوں میں سے ایک سانپ ڈسے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الحدود، باب حرمت نساء المجاہدین، الحدیث ۱۰۵۵۹، ج ۶، ص ۳۹۵)

حضور نبی پاک، صاحب نواک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے مجاہدین کی عورتوں کی حرمت (اس سے) پیچھے رہ جانے والوں پر ایسے ہی ہے جیسے ان کی ماؤں کی حرمت، جہاد کرنے والا کوئی شخص پیچھے رہ جانے والے کسی شخص کو اپنے گھر والوں (کی حفاظت) کے لئے چھوڑے پھر وہ اس میں خیانت کرے تو قیامت کے دن اسے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کی نیکیوں میں سے جو چاہے گالے بے گالے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا تو تمہارا کیا خیال ہے؟

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب حرمت نساء المجاہدین۔۔۔ الخ، الحدیث ۴۹۰۸، ۴۹۱۰، ص ۱۰۱)

(9) صحیح البخاری، کتاب المجاہدین۔۔۔ الخ، باب رجم الحلی من الزنا۔۔۔ الخ، الحدیث ۶۸۳۰، ج ۴، ص ۳۳۳، ۳۳۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اب وہ آیت یہ تھی "الشیمع والشیخۃ اذا زنیَا فارجوہما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم۔" شیخ اور شیخہ سے مراد محسن اور محسنہ ہیں پھر یہ آیت حضور کے زمانہ میں ہی تلاوت میں منسوخ ہو گئی حکماً باقی رہی۔

۱۔ یعنی رجم کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور اجماع صحابہ اجماع امت سے ثابت ہے اس کا انکار کفر ہے۔

۲۔ اس جملہ کے چند معنی ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ آیت رجم قرآن مجید میں تھی یہ حق و صحیح ہے۔ دوسرے یہ کہ حکم رجم اب بھی قرآن مجید میں ہے حق ہے کیونکہ آیت رجم کی صرف تلاوت منسوخ ہوئی ہے حکم منسوخ نہیں ہوا۔ تیسرے یہ کہ اب بھی بعض آیات سے حکم رجم نکل سکتا ہے جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاُذْهِبْہَا" دونوں زانی و زانیہ کو ایذا دو، رجم بھی ایذا ہے۔ چوتھے یہ کہ حدیث شریف میں اب بھی رجم کا حکم موجود ہے اور حضور کا فرمان قرآن مجید کا ہی فرمان ہے۔

۳۔ یعنی زانی محسن کو رجم کرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا زنا شرعی طریقے سے ثابت ہو، چار مرد مسلمانوں کی گواہی جو زنا کا مشاہدہ کریں یا غیر خاوند دالی عورت کو حمل قائم ہو جائے خواہ کنواری ہو خواہ بیوہ خواہ خاوند دالی مگر خاوند مفقود یا غائب شرعی ہو یا شرعی اقرار ہو چار بار اس کے بغیر رجم نہیں کیا جاسکتا۔ خیال رہے کہ جیسے نمازوں کی رکعتیں، زکوٰۃ کی مقدار قرآن مجید میں موجود مگر حق ہے اس کا انکار ہے۔

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم وغیرہما راوی، کہ یہودیوں میں سے ایک مرد و عورت نے زنا کیا تھا۔ یہ لوگ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں مقدمہ لائے (شاید اس خیال سے کہ ممکن ہے کوئی معمولی اور ہلکی سزا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تجویز فرمائیں تو قیامت کے دن کہنے کو ہو جائیگا کہ یہ فیصلہ تیرے ایک نبی نے کیا تھا، ہم اس میں بے قصور ہیں۔) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ تورات میں رجم کے متعلق کیا ہے؟ یہودیوں نے کہا، ہم زانیوں کو فضیحت (ذلیل) اور رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں (یعنی تورات میں رجم کا حکم نہیں ہے) عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم جھوٹے ہو تورات میں بلاشبہ رجم ہے۔ تورات لاؤ۔ یہودی تورات لائے اور کھول کر ایک شخص پڑھنے لگا اوس نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ کر ماقبل و مابعد کو پڑھنا شروع کیا (آیت رجم کو چھپالیا اور اسکو نہیں پڑھا) عبد اللہ بن سلام نے فرمایا: اپنا ہاتھ اٹھا۔ اوس نے ہاتھ اٹھایا تو آیت رجم اوس کے نیچے چمک رہی تھی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے زانی و زانیہ کے متعلق حکم فرمایا، وہ دونوں رجم کیے گئے اور یہودیوں سے دریافت فرمایا: کہ جب تمہارے یہاں رجم موجود ہے تو کیوں تم نے اسے چھوڑ دیا ہے؟ یہودیوں نے کہا، وجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں جب کوئی شریف و مالدار زنا کرتا تو اسے چھوڑ دیا کرتے تھے اور کوئی غریب ایسا کرتا تو اسے رجم کرتے۔ پھر ہم نے مشورہ کیا کہ کوئی ایسی سزا تجویز کرنی چاہیے، جو امیر و غریب سب پر جاری کی جائے، لہذا ہم نے یہ سزا تجویز کی کہ اوس کا مونہ کالا کریں اور گدھے پر اٹا سوار کر کے شہر میں تشہیر کریں۔ (10)

کفر ہے ایسے ہی رجم اگرچہ اب قرآن مجید میں موجود نہیں مگر حق ہے۔ خیال رہے کہ خوارج کے سوا کسی فرقہ اسلامیہ نے رجم کا انکار نہ کیا انکا انکار محض باطل ہے۔ (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۶۵)

(10) صحیح البخاری، کتاب الحارمین... الخ، باب احکام اهل الذمہ... الخ، الحدیث ۶۸۴۱، ج ۴، ص ۳۲۹۔

صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب رجم اليهود... الخ، الحدیث (۱۶۹۹) و (۱۷۰۰)، ص ۹۳۲، ۹۳۵، وغیرہما۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی زانی مرد بھی یہودی ہے اور زانیہ عورت بھی، شاید یہ لوگ ان کا فیصلہ کرانے حضور کی بارگاہ میں آئے تھے جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔

۲۔ یعنی حکم تورات رسوا کرنے کی صورت ہم مقرر کریں گے اور کوڑے رب کی طرف سے مقرر ہیں اسی لیے نفع مشکم معروف کہا اور سبجلد دن مجہول غائب۔

۳۔ آپ مشہور صحابی ہیں، پہلے پایہ کے علماء یہود سے تھے، آپ کی کنیت ابو یوسف ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی واد سے ہیں اس لیے یہود میں آپ کی بڑی عزت تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لاتے ہی آپ ایمان لے آئے، آپ نے ۲۳ ہجری کو مدینہ میں

اب ہم پڑھتے ہیں کہ زنا کی مذمت و قہاحت میں جو احادیث وارد ہوئیں، ان میں سے بعض ذکر کریں۔
 روایت ۱۱: بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا: زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے مومن نہیں رہتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے مومن نہیں رہتا اور شرابی
 جس وقت شراب پیتا ہے مومن نہیں رہتا۔ اور نسائی کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ جب ان افعال کو کرتا ہے تو اسلام کا پتلا
 اپنی گروں سے نکال دیتا ہے پھر اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی
 اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کہ اس شخص سے نور ایمان جدا ہو جاتا ہے۔ (11)

اب یہ حرکت عبد اللہ ابن مسعود یا یہودی نے کی۔ غالباً توریت شریف میں رسوا کر کے رجم کرنے کا حکم ہو گا اس نے رسوا کرنے کی آیت تو سنا
 دی مگر رجم کی آیت اس نے نہ سنی تھی۔

۵۔ نہایت سبب غیرتی سے اقرار کر لیا، بعض روایات میں ہے کہ اس نے صاف مان لیا کہ ہم لوگ غریب کو رجم کر دیتے ہیں امیر کو رجم سے
 بچا لیتے ہیں۔

۶۔ اس حدیث کی بنا پر امام شافعی فرماتے ہیں کہ احسان کے لیے اسلام شرط نہیں، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودی زانیوں کو رجم
 کرایا حالانکہ وہ مسلمان نہ تھے، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو رجم کرانا بحکم اسلام نہ تھا بلکہ بحکم توریت
 تھا، حاکم اسلام کفار ملزمین پر ان کے دین کے احکام جاری کر سکتا ہے۔ چنانچہ کفار کی میراث انہی کے مذہب کے مطابق تقسیم کرے گا ورنہ
 باقاعدہ اسلام اس زنا کے ثبوت کے لیے چار شرعی گواہ چاہیے تھے یعنی مسلمان متقی پر ہیزگار گواہ بھی نہ لیے گئے اور ان سے توریت لانے کا
 مطالبہ فرمایا گیا اگر بحکم اسلام رجم ہوتا تو توریت منکائے کی ضرورت نہ تھی اور بھی اس قسم کی توجہیں کی گئیں ہیں مگر فقیر کے نزدیک یہ توجہ
 قوی ہے۔ اسحاق ابن راہویہ نے حضرت ابن عمر سے مروی روایت کی: من اشرك بالله فليس بمحصن كافر محسن نہیں، دارقطنی نے
 یہی روایت موقوف لعل فرمائی۔ (مرقات)

۷۔ یعنی آیت رجم توریت سے نکالی نہیں بلکہ چھپائی تھی تاکہ جو مال نہ دے اسے یہ آیت دکھا کر رجم کر دیں اور جو مال دے دے اسے رجم
 سے بچا لیں۔

۸۔ اس حدیث کی بنا پر امام شافعی اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ذی کفر اگر زنا کرے تو اسے رجم کیا جائے گا۔ امام اعظم کے نزدیک
 اسے سو ۱۰۰ کوڑے مارے جائیں گے رجم نہ کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ چور کے ہاتھ کاٹنا سیاسی حکم ہے اس لیے ذی کفر اگر چوری کریں
 تو ان کے بھی ہاتھ کاٹیں گے مگر رجم کفارہ گناہ بھی ہے اس لیے کفار زانی کو رجم نہ کیا جائے گا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۶۷)

(11) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالعاصی... الخ، الحدیث ۲۰۲، ص ۶۹۰.

وسنن النسائي، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقة، الحدیث ۴۸۷۶، ص ۴۴۰.

حدیث ۱۲: ابوداؤد و ترمذی و بیہقی و حاکم انہیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب مرد زنا کرتا ہے تو اوس سے ایمان نکل کر سر پر مثل سائبان کے ہو جاتا ہے، جب اس فعل سے جدا ہوتا ہے تو اوس کی طرف ایمان لوٹ آتا ہے۔ (12)

حدیث ۱۳: امام احمد عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ جس قوم میں زنا (13) ظاہر ہوگا، وہ قحط میں گرفتار ہوگی اور جس قوم میں رشوت کا ظہور ہوگا، وہ رعب میں گرفتار ہوگی۔ (14)

حدیث ۱۴: صحیح بخاری کی ایک طویل حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے زمین مقدس کی طرف لے گئے (اس حدیث میں چند مشاہدات بیان فرمائے اوں میں ایک یہ بات بھی ہے) ہم ایک سوراخ کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح اوپر تنگ ہے اور نیچے کشادہ، اوس میں آگ جل رہی ہے اور اوس آگ میں کچھ مرد اور عورتیں برہنہ ہیں جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے تو وہ لوگ اوپر آ جاتے ہیں اور جب شعلے کم ہو جاتے ہیں تو شعلے کے ساتھ وہ بھی اندر چلے

(12) سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان و نقصانہ، الحدیث ۴۶۹۰، ص ۱۵۶۷۔

(13) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الحدود، الفصل الثالث، الحدیث ۳۵۸۲، ج ۲ ص ۳۱۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جب قوم میں زنا پھیل جائے کہ لوگ عموماً کرنے لگیں تو قحط پھیلے گا خواہ اس طرح کہ بارش بند ہو جائے اور پیداوار نہ ہو یا اس طرح کہ پیداوار تو ہو مگر کھانا نصیب نہ ہو، دوسری قسم کا قحط سخت عذاب ہے جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ پیداوار بہت ہے مگر قحط و گرائی کی حد ہوگئی، یہ آج کل کی حرام کاری کا نتیجہ ہے۔

۲۔ رشا کے لغوی معنی ہیں رسی، چونکہ رسی کتوں سے پانی نکالنے کا ذریعہ ہے اس لیے اس وسیلہ کو بھی رشا کہتے ہیں جو غلط فیصلہ حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جائے یعنی رشوت۔ رشوت یا مال ہو یا کچھ اور چیز کہ رشوت دینا بھی حرام ہے اور لینا بھی حرام، انصاف حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا جائز ہے مگر لینا حرام ہے یعنی اگر حاکم بغیر رشوت لیے انصاف نہیں کرتا اور فریادی برحق ہے تو وہ رشوت دے کر اپنے لیے حق فیصلہ کرا سکتا ہے مگر لینے والا حاکم حرام خور اور مجرم ہے اس کا فرض تھا کہ بغیر رشوت لیے انصاف کرتا۔

۳۔ یعنی رشوت لینے والا شخص مرعوب ہوتا ہے اور رشوت لینے والی قوم پر دوسری قوم کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے جیسا کہ آج ہم لوگ کفار سے مرعوب ہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵ ص ۳۹۰)

(14) المسند لمام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث عمرو بن العاص، الحدیث ۱۷۸۳۹، ج ۶ ص ۲۳۵۔

جاتے ہیں (یہ کون لوگ ہیں ان کے متعلق بیان فرمایا) یہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ (15)

حدیث ۱۵: حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بستی میں زنا اور سود ظاہر ہو جائے تو انہوں نے اپنے لیے اللہ (عزوجل) کے عذاب کو حلال کر لیا۔ (16)

حدیث ۱۶: ابو داؤد و نسائی و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ جو عورت کسی قوم میں اوس کو داخل کر دے جو اوس قوم سے نہ ہو (یعنی زنا کرایا اور اوس سے اولاد ہوئی) تو اوسے اللہ (عزوجل) کی رحمت کا حصہ نہیں اور اوسے جنت میں داخل نہ فرمائے گا۔ (17)

حدیث ۱۷: مسلم و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمایگا اور نہ انہیں پاک کریگا اور نہ اون کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور اون کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ (۱) بوڑھا زنا کرنے والا اور (۲) جھوٹ بولنے والا بادشاہ اور (۳) فقیر متکبر۔ (18)

حدیث ۱۸: بزار بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی شرمگاہ کی بدبو جہنم والوں کو ایذا دے گی۔ (19)

حدیث ۱۹: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ کونسا گناہ سب میں بڑا ہے؟ فرمایا: یہ کہ تو اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک کرے، حالانکہ تجھے اوس نے پیدا کیا۔ میں نے عرض کی، بیشک یہ بہت بڑا ہے پھر اس کے بعد کونسا گناہ؟ فرمایا: یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس لیے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے عرض کی پھر کونسا؟ فرمایا: یہ کہ تو اپنے

(15) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب (۹۳)، الحدیث ۱۳۸۶، ج ۱، ص ۶۸، والحدیث ۷۰۴، ج ۲، ص ۲۵۵۔

(16) المسند رک للحاکم، کتاب البیوع، باب اذا اظھر الزنا والربانی قریہ، الحدیث ۲۳۰۸، ج ۲، ص ۳۳۹۔

(17) سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب التغلیظ فی الانتحای، الحدیث ۲۲۶۳، ج ۲، ص ۶۰۶۔

(18) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلط تحریم اسبال الازار... الخ، الحدیث ۱۷۲- (۱۰۷)، ص ۶۸۔

(19) مجمع الزوائد، کتاب الحدود، باب ذم الزنا، الحدیث ۱۰۵۴۱، ج ۶، ص ۳۸۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

شریعت میں محسن وہ ہے جو مسلمان آزاد عاقل بالغ ہو اور بذریعہ نکاح صحیح صحبت کر چکا ہو اگر ان میں سے ایک چیز نہ ہو تو غیر محسن ہے غیر

محسن زانی کی سزا سو کوڑے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۶۴)

پروسی کی عورت سے زنا کرے۔ (20)

حدیث ۲۰: امام احمد و طبرانی مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے عرض کی، وہ حرام ہے اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسے حرام کیا، وہ قیامت تک حرام رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس (۱۰) عورتوں کے ساتھ زنا کرنا اپنے پروسی کی عورت کے ساتھ زنا کرنے سے آسان ہے۔ (21)

حدیث ۲۱: حاکم و بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جوانانِ قریش! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زنا نہ کرو، جو شرمگاہوں کی حفاظت کریگا اس کے لیے جنت ہے۔ (22)

حدیث ۲۲: ابن حبان اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور پارسائی کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو۔ (23)

حدیث ۲۳: بخاری و ترمذی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص اوس چیز کا جو جبرڑوں کے درمیان ہے (زبان) اور اوس چیز کا جو دونوں پاؤں کے درمیان ہے (شرمگاہ) ضامن ہو، (کہ ان سے خلاف شرع بات نہ کرے) میں اوس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ (24)

(20) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الشکر اقع الذنوب... الخ، الحدیث ۱۴۱۔ (۸۶)، ص ۵۹

(21) المسند لایمام احمد بن حنبل، بقیۃ حدیث المقداد بن الاسود، الحدیث ۲۳۹۱۵، ج ۹، ص ۲۲۶۔

(22) شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث ۵۳۲۵، ج ۴، ص ۳۶۵۔

(23) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، ذکر ایجاب الجنۃ للمرأة... الخ، الحدیث ۱۴۵۱، الجزء السادس، ج ۴، ص ۱۸۴۔

(24) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحدیث ۶۳۷۴، ج ۴، ص ۲۴۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اے دو جبرڑوں کے درمیان کی چیز زبان و تالو وغیرہ ہے اور دو پاؤں کے بیچ کی چیز شرمگاہ ہے یعنی اپنی زبان کو جھوٹ غیبت ناجائز باتیں کرنے سے بچائے، اپنے منہ کو حرام غذا سے محفوظ رکھے، اپنی شرمگاہ کو زنا کے قریب نہ جانے دے ظاہر بات ہے کہ ایسا مسلمان مؤمن متقی ہوگا۔ خیال رہے کہ قریباً اسی ۸۰ فی صدی گناہ زبان سے ہوتے ہیں جو اپنی زبان کی پابندی کرے وہ تو چوری ڈکیتی قتل بھی نہیں کرتا، انسان جرم حب ہی کرتا ہے جب کہ جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو جائے کہ اگر پکڑا گیا تو میں انکار کر دوں گا، جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

حدیث ۲۴: امام احمد و ابن ابی الدنیا و ابن حبان و حاکم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: میرے لیے چھ چیز کے ضامن ہو جاؤ، میں تمہارے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ (۱) بات بولو تو سچ بولو۔ (۲) وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (۳) تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو اور (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور (۵) اپنی نگاہوں کو پست کرو اور (۶) اپنے ہاتھوں کو روکو۔ (25)

حدیث ۲۵: ترمذی و ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو قوم لوط (26) کا عمل کرتے پاؤ تو قاتل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر ڈالو۔ (27)

خیال رہے کہ حضور کی یہ ضمانت تاقیامت انسانوں کے لیے ہے اور حضور کی ضمانت خدا کی ضمانت ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۶۳)

(25) المسند للإمام أحمد بن حنبل، حدیث عبادہ بن الصامت، الحدیث ۲۲۸۲۱، ج ۸، ص ۳۱۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی تم چھ عادتیں ڈال لو ان کے خلاف نہ کرو تو میں تمہارے جنتی ہونے کا ضامن ہوتا ہوں تم ضرور جنتی ہو گے بلکہ وہاں کا اعلیٰ درجہ پاؤ گے۔

۲۔ وعدہ سے مراد جائز وعدہ ہے وعدہ کا پورا کرنا ضروری ہے مسلمان سے وعدہ کرو یا کافر سے عزیز سے وعدہ کرو یا غیر سے استاذ، شیخ، نبی، اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے تمام وعدے پورے کرو، ہاں اگر کسی حرام کام کا وعدہ کیا ہے اسے ہرگز پورا نہ کرے حتیٰ کہ حرام کام کی نذر پوری کرنا حرام ہے۔

۳۔ امانت مال کی ہو یا بات کی یا کسی اور چیز کی ضرور ادا کرے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی رات حضرت علی سے فرمایا کہ ان خونخوار کفار کی امانتیں میرے پاس ہیں وہ تم ادا کرو ینا۔ امانت اور غنیمت میں بڑا فرق ہے۔

۴۔ نہ اس سے حرام کاری کرو نہ خاندان نبوی کے سوا کسی پر ظاہر ہونے دو۔ فروج سے مراد مرد و عورت کی ستر غلیظ ہے۔

۵۔ چلو پھر دو نیچی نگاہ سے، بیٹھو تو نیچی نگاہ سے تاکہ غیر محرم کے دیکھنے سے بچو یہ حکم مرد و عورت دونوں کو ہے، جہاں اوپر دیکھنا ضروری ہے یا جائز ہے وہاں ضرور دیکھو، علم، ماں باپ کا چہرہ، چاند وغیرہ ضرور دیکھو یہاں شرم حیاء کا ذکر ہے۔

۶۔ کہ اپنے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ کرو اس سے ناجائز چیز نہ چھوؤ۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۶، ص ۷۰۲)

(26) حضرت لوط علیہ السلام کی قوم لڑکوں کیساتھ بد فعلی کرنے میں مبتلا تھی اور اسی وجہ سے اس قوم پر عذاب کا نزول ہوا۔

(27) جامع الترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطی، الحدیث ۱۳۶۱، ج ۳، ص ۱۳۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس جملہ میں من سے مراد ہر مجرم ہے شادی شدہ ہو یا کنوارا اور پانے سے مراد صرف دیکھنا نہیں بلکہ جانتا ہے یعنی جس شخص کا انعام ہے

حدیث ۲۶: ترمذی وابن ماجہ وحاکم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اُمت پر سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے خوف ہے، وہ عمل قوم لوط ہے۔ (28)

حدیث ۲۷: رزین ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ملعون ہے وہ جو قوم لوط کا عمل کرے۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو جلادیا اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن پر دیوار ڈھا دی۔ (29)

حدیث ۲۸: ترمذی و نسائی وابن حبان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

ثابت ہو جائے۔ اظلام ثابت ہونے کے لیے دو گواہ یا ایک بار اقرار کافی ہوگا دوسرے جرموں کی طرح کیونکہ یہ زنا نہیں اس کی سزا زنا کی سی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں لڑکے سے بدکاری مراد ہے، اجنبی عورت سے دہر میں بد فعلی کرنے کا حکم یہ نہیں کیونکہ یہ عمل قوم لوط نہیں، اپنی بیوی سے دہر میں وطی حرام ہے مگر اس پر بھی یہ سزا نہیں۔ (ازمرقات مع الزیادۃ)

۲۔ خیال رہے کہ امام اعظم کے نزدیک لواطت میں حد نہیں بلکہ تعزیر ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی بطور تعزیر قتل کے لیے ہے، صاحبین اور امام شافعی کے ہاں لواطت کا حکم زنا کا سا ہے کہ فاعل اگر محصن ہے تو رجم کیا جائے گا اور اگر غیر محصن ہے تو سو کوڑے کھائے گا، امام مالک و احمد کے نزدیک بہر حال رجم کیا جائے گا محصن ہو یا غیر محصن مگر امام اعظم کا قول بہت قوی ہے کیونکہ یہاں سزا قتل تجویز فرمائی گئی، زنا کی سزا قتل نہیں، نیز یہاں قتل کو عام فرمایا گیا خواہ نکوار سے ہو یا اونچے مکان سے گرا کر یا اس پر دیوار گرا کر اسی لیے حضرات صحابہ کرام کا عمل لوطی کے قتل میں مختلف رہا۔ اس اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً سزا مقرر نہیں اور حد میں شرعی تقرر ضروری ہے، بہر حال قول امام اعظم بہت ہی قوی ہے خود یہ حدیث تائید کر رہی ہے، نیز یہ قاتلوا جانور سے بد فعلی کے لیے بھی آیا ہے جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے مگر تمام کا اتفاق ہے کہ جانور سے بد فعلی کرنے میں حد نہیں تعزیر ہے تو یہاں بھی تعزیر ہی چاہیے کہ فرمان کے الفاظ عالیہ یکساں ہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۸۳)

(28) جامع، ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطی، الحدیث ۱۴۶۲، ج ۳، ص ۱۳۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی میری امت بڑے بڑے گناہ کرے گی وہ سب ہی خطرناک ہیں کہ عذاب الہی کا باعث ہیں مگر ان سب میں زیادہ خطرناک یہ گناہ ہے جو ابھی ذکر ہو رہا ہے۔

۲۔ کہ یہ جرم بدترین بدکاری ہے اور میری امت میں عام پھیل جائے گا اس مخبر صادق و انائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بصارت و بصیرت کے قربان کہ جو زبان فیض ترجمان سے نکلا ہو کر رہا آج کل یہ جرم جس بری طرح پھیلا ہوا ہے مخفی نہیں، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۸۵)

(29) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الحدود، الفصل الثالث، الحدیث ۴۵۸۳، ۴۵۸۴، ج ۲، ص ۳۱۴-۳۱۵.

رسم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس مرد کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، جو مرد کے ساتھ جماع کرے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے۔ (30)

حدیث ۲۹: ابو یعلیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے باز نہ رہے گا اور عورتوں کے پیچھے کے مقام میں جماع نہ کرو۔ (31)

حدیث ۳۰: امام احمد و ابو داؤد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو شخص عورت کے پیچھے میں جماع کرے، وہ ملعون ہے۔ (32)



حکیم الامت کے مدنی پھول

اس یعنی مذکور سے حرام کاری کرے۔ ملعون سے مراد ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں، انسانوں کا پھنکارا ہوا۔ خیال رہے کہ مرد سے بدکاری حرام قطعی ہے اس کا حلال جاننے والا کافر ہے کہ قرآن کریم میں اس کی حرمت صراحتاً مذکور ہے اسی بنا پر قوم لوط پر سخت عذاب آیا۔ جامع صغیر میں ہے کہ ملعون ہے وہ جو اپنے باپ کو گالی دے، لعنتی ہے وہ جو اپنی ماں کو گالی دے، لعنتی ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے، لعنتی ہے وہ جو جانور سے بدکاری کرے لعنتی ہے وہ جو راستے کے نشانات مٹائے۔ (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۹۱)

(30) جامع الترمذی، کتاب الرضا، باب ماجاء فی کراہیۃ اتیان النساء فی اذبارہن، الحدیث ۱۱۶۷، ج ۲، ص ۳۸۷۔

(31) الترغیب والترہیب، کتاب الحدود... الخ، الترہیب من اللواط... الخ، الحدیث ۱۳، ج ۳، ص ۱۹۸۔

(32) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی جامع للنکاح، الحدیث ۲۱۶۲، ج ۲، ص ۳۶۲۔

احکام فقہیہ

حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اس سے مقصود لوگوں کو ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے اور جس پر حد قائم کی گئی وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہوگا۔ (1)

مسئلہ ۱: جب حاکم کے پاس ایسا مقدمہ پہنچ جائے اور ثبوت گزر جائے تو سفارش جائز نہیں اور اگر کوئی سفارش کرے بھی تو حاکم کو چھوڑنا جائز نہیں اور اگر حاکم کے پاس پیش ہونے سے پہلے توبہ کر لے تو حد ساقط ہو جائیگی۔ (2)

مسئلہ ۲: حد قائم کرنا بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے یعنی باپ اپنے بیٹے پر یا آقا اپنے غلام پر نہیں قائم کر سکتا۔ اور شرط یہ ہے کہ جس پر قائم ہو اس کی عقل درست ہو اور بدن سلامت ہو لہذا پاگل اور نشہ والے اور مریض اور ضعیف الخلقہ (یعنی پیدائشی کمزور) پر قائم نہ کریں گے بلکہ پاگل اور نشہ والا جب ہوش میں آئے اور بیمار جب تندرست ہو جائے اس وقت حد قائم کریں گے۔ (3)

حد کی چند صورتیں ہیں، ان میں سے ایک حد زنا ہے۔ وہ زنا جس میں حد واجب ہوتی ہے یہ ہے کہ مرد کا عورت مشہاۃ (قابل شہوت) کے آگے کے مقام میں بطور حرام بقدر حشفہ (سر ڈکر کے برابر) دخول کرنا اور وہ عورت نہ اس کی زوجہ ہو نہ باندی نہ ان دونوں کا شبہ ہو نہ شبہ اشتباہ ہو اور وہ وطی کرنے والا مکلف ہو اور گونگا نہ ہو اور مجبور نہ کیا گیا ہو۔ (4)

مسئلہ ۳: حشفہ سے کم دخول میں حد واجب نہیں۔ اور جس کا حشفہ کٹا ہو تو مقدار حشفہ کے دخول سے حد واجب ہوگی۔ مجنون و نابالغ نے وطی کی تو حد واجب نہیں اگرچہ نابالغ سمجھ وال ہو۔ یوں اگر گونگا ہو یا مجبور کیا گیا ہو یا اتنی

(1) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود ج ۶، ص ۵۰۔

(2) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، مطلب التوبۃ تسقط الحد قبل ثبوتہ، ج ۶، ص ۶۰۔

(3) اختاوی الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب الاول فی تفسیرہ... الخ، ج ۲، ص ۱۴۳۔

(4) الدر المختار، کتاب الحدود، ج ۶، ص ۷۰۔

والفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۴۳۔

چھوٹی لڑکی کے ساتھ کیا جو مشتبہ نہ ہو۔ (5)

مسئلہ ۴: جس عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا یا لونڈی سے بغیر مولیٰ (مالک) کی اجازت کے نکاح کیا یا غلام نے بغیر اذن مولیٰ (اجازت کے بغیر) نکاح کیا اور ان صورتوں میں وطی (ہمسٹری) ہوئی تو حد نہیں۔ یوہیں کسی نے اپنے لڑکے کی باندی (بیٹے کی لونڈی) یا غلام کی باندی سے جماع کیا تو حد نہیں کہ ان سب میں شبہ نکاح (نکاح کا شبہ) یا شبہ ملک (ملکیت کا شبہ) ہے اور جس عورت کو تین طلاقیں دیں عدت کے اندر اس سے وطی کی یا لڑکے نے باپ کی باندی سے وطی کی اگر اس کا یہ گمان تھا کہ وطی حلال ہے تو حد نہیں، ورنہ ہے۔ (6)

مسئلہ ۵: حاکم کے نزدیک زنا اوس وقت ثابت ہوگا جب چار مرد ایک مجلس میں لفظ زنا کے ساتھ شہادت ادا کریں یعنی یہ کہیں کہ اس نے زنا کیا ہے اگر وطی یا جماع کا لفظ کہیں گے تو زنا ثابت نہ ہوگا۔ (7)

مسئلہ ۶: اگر چاروں گواہ یکے بعد دیگرے آکر مجلس قضا میں بیٹھے اور ایک ایک نے اٹھ اٹھ کر قاضی کے سامنے شہادت دی تو گواہی قبول کر لی جائے گی۔ اور اگر دارالقضا (یعنی عدالت) کے باہر سب مجتمع (اکٹھے) تھے اور وہاں سے ایک ایک نے آکر گواہی دی تو گواہی مقبول نہ ہوگی اور ان گواہوں پر تہمت کی حد لگائی جائے گی۔ (8)

مسئلہ ۷: دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے اور دو ۲ یہ کہتے ہیں کہ اس نے زنا کا اقرار کیا تو نہ اوس پر حد ہے نہ گواہوں پر، اور اگر تین نے شہادت دی کہ زنا کیا ہے اور ایک نے یہ کہ اوس نے زنا کا اقرار کیا ہے تو اون تینوں پر حد قائم کی جائے گی۔ (9)

مسئلہ ۸: اگر چار عورتوں نے شہادت دی تو نہ اوس پر حد ہے، نہ ان پر۔ (10)

مسئلہ ۹: جب گواہ گواہی دے لیں تو قاضی اون سے دریافت کریگا کہ زنا کس کو کہتے ہیں۔ جب گواہ اس کو بتالیں گے اور یہ کہیں کہ ہم نے دیکھا کہ اوس کے ساتھ وطی کی جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو اون سے دریافت کریگا کہ

(5) رد المحتار، کتاب الایمان، مطلب الزانی شرعاً... الخ، ج ۶، ص ۸.

(6) اعتادی الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۳۳.

رد المحتار کتاب الایمان، مطلب الزانی شرعاً... الخ، ج ۶، ص ۹.

(7) الدر المختار، کتاب الحدود ج ۶، ص ۱۱، وغیرہ.

(8) رد المحتار، کتاب الحدود ج ۶، ص ۱۱.

(9) البحر الرائق، کتاب الحدود، ج ۵، ص ۹.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۳۳.

کس طرح زنا کیا یعنی اکراہ و مجبوری میں تو نہ ہوا۔ جب یہ بھی بتالیں گے تو پوچھے گا کہ کب کیا کہ زمانہ دراز گزر کر تھا دی (اتنی مدت جس کے گزر جانے کے بعد دعویٰ دائر کرنے کا حق نہیں رہتا) تو نہ ہوئی۔ پھر پوچھے گا کس عورت کے ساتھ کیا کہ ممکن ہے وہ عورت ایسی ہو جس سے وطی پر حد نہیں۔ پھر پوچھے گا کہ کہاں زنا کیا کہ شاید دارالحرب میں ہوا ہو تو حد نہ ہوگی۔ جب گواہ ان سب سوالوں کا جواب دے لیں گے تو اب اگر ان گواہوں کا عادل ہونا قاضی کو معلوم ہے تو خیر ورنہ ان کی عدالت (یعنی قابل شہادت ہونے) کی تفتیش کریگا یعنی پوشیدہ و علانیہ اس کو دریافت کریگا۔ پوشیدہ یوں کہ ان کے نام اور پورے پتے لکھ کر وہاں کے لوگوں سے دریافت کریگا اگر وہاں کے معتبر لوگ اس امر کو لکھ دیں کہ یہ عادل ہے اسکی گواہی قابل قبول ہے اسکے بعد جس نے ایسا لکھا ہے قاضی اسے بلا کر گواہ کے سامنے دریافت کریگا کیا جس شخص کی نسبت تم نے ایسا لکھا یا بیان کیا ہے وہ یہی ہے جب وہ تصدیق کر لے گا تو اب گواہ کی عدالت ثابت ہوگئی۔ اب اس کے بعد اس شخص سے جس کی نسبت زنا کی شہادت گزری قاضی یہ دریافت کریگا کہ تو محسن ہے یا نہیں (احسان کے معنی یہاں پر یہ ہیں کہ آزاد عاقل بالغ ہو جس نے نکاح صحیح کے ساتھ وطی کی ہو)۔ اگر وہ اپنے محسن ہونے کا اقرار کرے یا اس نے تو انکار کیا مگر گواہوں سے اس کا محسن ہونا ثابت ہوا تو احسان کے معنی دریافت کرینگے یعنی اگر خود اس نے محسن ہونے کا اقرار کیا ہے تو اس سے احسان کے معنی پوچھیں گے اور گواہوں سے احسان ثابت ہوا تو گواہوں سے دریافت کریں گے۔ اگر اس کے صحیح معنی بتا دیے تو رجم کا حکم دیا جائیگا اور اگر اس نے کہا میں محسن نہیں ہوں اور گواہوں سے بھی اس کا احسان ثابت نہ ہوا تو سو ۱۰۰ ذرے مارنے کا قاضی حکم دیگا۔ (11)

(11) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۳۳، وغیرہ۔

رجم اسلامی سزا ہے

غزالیؒ دوراں حضرت سید سعید احمد کاظمی مقالات کاظمی میں تحریر فرماتے ہیں:

کوئی مسلمان حاکم یا حاکم جب کوئی فیصلہ کرنے لگے تو اسے حسب ذیل آیات قرآنیہ اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

ترجمہ: اور جو فیصلہ نہ کریں اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل فرمائی تو وہی لوگ کافر ہیں۔ (سورہ مائدہ۔ ۴۴)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

ترجمہ: اور جو فیصلہ نہ کریں اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل فرمائی تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (سورہ مائدہ۔ ۴۵)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

ترجمہ: اور جو فیصلہ نہ کریں اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل فرمائی تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ (سورہ مائدہ۔ ۴۷)

اور اس بات کو بھی ملحوظ رکھے کہ اللہ نے جو کچھ نازل فرمایا وہ صرف کتاب نہیں بلکہ حکمت یعنی سنت بھی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی حسب ذیل دو آیتوں کا یہی مضمون ہے۔

وَإِذْ كُنَّا نُنَادِيكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ

ترجمہ: اور (اے مسلمانو!) یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اور وہ جو اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۳۱)

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ: (اے رسول) اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی (سورہ نساء۔ ۱۱۳)

رجم کو قرآن اور اسلام کے خلاف کہنا صحیح نہیں کیوں کہ قرآن مجید کی کوئی آیت رجم کی نفی نہیں کرتی اور نہ ہی کوئی شرعی دلیل اس کے خلاف پائی جاتی ہے بلکہ اس کے برعکس رجم کے اسلامی حکم ہونے پر قرآنی آیات سے روشنی پڑتی ہے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ کتاب اللہ میں رجم کا حکم موجود ہے۔ البتہ صراحت کے ساتھ اس کا ذکر احادیث صحیحہ کثیرہ میں وارد ہے۔ نفس رجم کے ثبوت میں احادیث متواترۃ المعنی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کی سزا دی۔ پھر خلفاء راشدین نے اس پر عمل کیا۔ تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہے اور تابعین و اتباع تابعین آئمہ مجتہدین اور جمہور ائمہ مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ رجم اسلامی سزا ہے اور کتاب و سنت کے خلاف نہیں۔ چند خوارج کا اختلاف کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ رجم کو غیر اسلامی قرار دینا ایک مغالطہ ہے جس کی بنیادیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) رجم کا ذکر قرآن مجید میں صراحۃً موجود نہیں اور جس بات کا ذکر قرآن مجید میں صراحۃً نہ ہو وہ قرآن اور اسلام کے خلاف ہے۔

(۲) حدیث اور سنت چونکہ رسول اکا اپنا قول یا فعل ہے اس لئے وہ کوئی شرعی دلیل نہیں۔

(۳) قرآن مجید میں زنا کی سزا سو کوڑے مارنا مقرر کی گئی ہے جیسا کہ سورہ نور میں ہے: **الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ** یعنی زانیہ اور زانی کی سزا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ لہذا رجم کا قول قرآن مجید کی مقرر کی ہوئی سزا کے خلاف ہے۔

(۴) قرآن کریم میں شادی شدہ باندیوں کی سزا محسنات کی سزا کا نصف مقرر کی گئی ہے۔ جیسا کہ سورہ نساء میں فرمایا: **فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ** یعنی شادی شدہ باندیوں کی سزا محسنات کی سزا کا نصف ہے اور ظاہر ہے کہ محسنات آزاد شادی شدہ عورتیں ہیں۔ اگر ان کی سزا رجم ہو تو باندیوں کی سزا رجم کا نصف ہوگی حالانکہ رجم قابل تنصیف نہیں۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں رجم کا وجود ہی نہیں۔

(۵) قائلین رجم کے درمیان حد زنا میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ رجم کے ہاتھ سو کوڑے بھی ماریں جائیں گے کسی کے نزدیک صرف رجم کیا جائے گا۔ کوڑوں کی سزا نہیں دی جائے گی۔ اس اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے کہ رجم قطعی اور یقینی طور پر اسلامی سزا نہیں۔ منکرین رجم کے مغالطہ کی یہ پانچوں بنیادیں علم و تحقیق کی روشنی میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔

(۱) منکرین رجم کے مخالف کی پہلی بنیاد کہ رجم کا ذکر قرآن میں صراحۃً موجود نہیں اور جس بات کا ذکر قرآن مجید میں صراحۃً نہ ہو وہ قرآن اور اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن کی روشنی میں درست نہیں دیکھئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنِ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا

اب بے وقوف لوگ (شریک و منافقین) کہیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے کس نے پھیر دیا جس پر وہ تھے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۴۲)

اس آیت میں صراحۃً مذکور ہے کہ مسلمانوں کا کوئی ایسا قبلہ تھا جس سے انہیں دوسرے قبلہ کی طرف پھیر دیا گیا اور یہ بات بھی قرآن مجید میں صراحت سے بیان کر دی گئی ہے کہ پہلا قبلہ بھی اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا تھا چنانچہ دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ (سورۃ البقرہ آیت ۱۴۳)

یعنی اے رسول آپ اس سے پہلے جس قبلہ پر تھے اسے ہم نے اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

یہاں صراحۃً مذکور ہے کہ وہ پہلا قبلہ اللہ تعالیٰ ہی نے مقرر فرمایا تھا لیکن سارے قرآن میں اس کے مقرر کرنے کا حکم کہیں بھی مذکور نہیں نہ ہی یہ مذکور ہے کہ اس قبلہ کا نام کیا ہے؟ حالانکہ تحویل قبلہ سے پہلے اس کا قبلہ ہونا اسلامی حکم تھا اور اس کے قبلہ اولیٰ ہونے کا اعتقاد قیامت تک اسلامی عقیدہ رہے گا جس کا ثبوت صرف سنت اور حدیث سے ملتا ہے۔ قرآن پاک میں اس کی کوئی صراحت نہیں پائی جاتی۔

ثابت ہوا کہ جس حکم کی صراحت قرآن مجید میں نہ ہو اسے مطلقاً غیر اسلامی کہنا قطعاً باطل ہے۔ ان ہر دو آیتوں سے منکرین رجم کے مخالف کی یہ دوسری بنیاد بھی منہدم ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا قول و فعل دلیل شرعی نہیں اور یہ حقیقت بھی واضح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی وحی قرآن پاک میں منحصر نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حدیث بھی وحی الہی اور حکم خداوندی ہے اور قطعی الثبوت ہونے کی صورت میں دونوں کا حکم یکساں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن وحی جلی اور وحی منکوسہ ہے اور حدیث وحی خفی اور وحی غیر منکوسہ ہے۔ احکام شرع دونوں سے ثابت ہوتے ہیں۔ کتاب و سنت دونوں حجت شرعیہ ہیں اور یہ دین کی اصل عظیم ہیں ان کا انکار پورے دین کے انکار کے مترادف ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ عنقریب نمبر ۲ کے ضمن میں آئے گی۔

(۲) منکرین رجم کے مخالف کی دوسری بنیاد کہ حدیث و سنت چونکہ رسول کا اپنا قول و فعل ہے اس لئے وہ کوئی شرعی دلیل نہیں۔

اگرچہ بیان سابق کی روشنی میں قرآنی دلیل سے پہلی بنیاد کے ساتھ یہ بھی منہدم ہو چکی ہے۔ تاہم اس ضمن میں کچھ مزید تفصیلات کا سامنے لانا ضروری ہے۔

اس بحث میں سب سے پہلے بحث رسول کے مقصد اور رسالت کے منصب کی وضاحت قرآن مجید کی روشنی میں ضروری ہے تاکہ رسول کے قول و فعل کی حیثیت کتاب اللہ سے متعین ہو جائے۔

مقصد بعثت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (سورۃ النساء آیت ۶۴)
یعنی ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

یہاں باذن اللہ کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ رسول ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ کا کوئی قول اور فعل اللہ کے اذن کے بغیر نہیں ہوتا یعنی وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا وہ جو کچھ کہتا ہے یا کرتا ہے اذن الہی سے کہتا اور کرتا ہے۔ اس لئے اس کی اطاعت اللہ کے اذن ہی سے ہوگی۔ لہذا رسول ہونے کی حیثیت سے رسول کا ہر قول اور ہر فعل حجت اور دلیل شرعی قرار پائے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار رسول کی اطاعت کا حکم دیا اور جا بجا فرمایا۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ (سورۃ الانفال آیت ۴۶) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ (سورۃ المائدہ آیت ۹۳) اور اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔ نیز فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (سورۃ آل عمران آیت ۳۱) اے رسول آپ فرمادیجئے، اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اے ایمان والو! (بیرونی میں) تمہارے لئے رسول کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۲۱)

ان تمام آیات میں رسول کی بعثت کا مقصد یہی بتایا گیا ہے کہ رسول کے ہر قول و فعل میں اس کی اتباع اور اطاعت کی جائے اور چونکہ رسول کا کوئی قول یا فعل اذن الہی کے بغیر نہیں ہوتا اس لئے اس کی اطاعت عین اطاعت الہیہ ہے۔ اسی لئے فرمایا۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (سورۃ النساء آیت ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ان آیات قرآنیہ میں مقصد بعثت کے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول کی ذات مرکز اطاعت ہے اسی کا حکم مانا جائے گا۔ قانون کا سرچشمہ صرف رسول کی ذات ہے۔ اس کا ہر قول اور فعل جو بحیثیت رسول سرزد ہو۔ حجت اور دلیل شرعی اور واجب الاتباع ہے سی بنا پر اللہ تعالیٰ نے بطور فیصلہ فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ قَدْ ذُكِّرَ وَمَا نَهَكُمْ عَنْهُ فَاتَّبِعُوا (سورۃ الحشر آیت ۷)

اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ

ان آیات سے مقصد بعثت کے ساتھ منصب رسالت پر بھی روشنی پڑتی ہے اور یہ بات بے غبار ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ رسول کی ہر بات اور ہر عمل خواہ اس کی صراحت قرآن میں موجود ہو یا نہ ہو بہر صورت قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔

منصب رسالت:

اگرچہ مقصد بعثت کے ضمن میں منصب رسالت پر روشنی پڑ چکی ہے لیکن تاہم مزید کے لئے حسب ذیل آیات قرآنیہ ہے بھی ہم اس موضوع کی وضاحت کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (سورۃ النحل آیت ۴۴)

اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) اس لئے نازل کیا کہ آپ لوگوں کے لئے وہ سب کچھ بیان فرمادیں جو (انہیں بتانے کیلئے) ان کی طرف اتار گیا۔

معلوم ہوا کہ قرآن کے مرادی معنی کا بیان منصب رسالت ہے کسی دوسرے کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن کے معانی اپنی طرف سے بیان کر دے۔ نیز فرمایا

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل آیت ۸۹)

اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری کہ وہ (آپ کے لئے) ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اس آیت میں منصب رسالت پر روشنی پڑتی ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کا ہر چیز کے لئے روشن بیان ہونا منصب رسالت ہی کی شان ہے اب یہ رسول کا کام ہے کہ لوگوں کے لئے جو کچھ نازل ہوا وہ ان کے لئے بیان فرمادیں جیسا کہ سورۃ النحل کی آیت ۴۴ میں بیان ہوا نیز فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (آل عمران آیت ۱۶۴)

بے شک اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جب اُن کے نفسوں میں سے ان میں رسول بھیجا وہ ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رسالت کے تین منصب بیان فرمائے ہیں۔

(۱) تلاوت آیات (۲) تزکیہ نفوس (۳) تعلیم کتاب و حکمت

ظاہر ہے کہ تلاوت آیات تو قرآن کی قرأت ہی ہے مگر تزکیہ اور تعلیم رسول کے قول و فعل کے بغیر ممکن نہیں اس لئے رسول کے قول اور فعل کا حجت اور دلیل شرعی ہونا یقینی ہے، ورنہ منصب رسالت بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔

اس آیت کے ضمن میں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ جو لوگ کتاب کے سوا کسی چیز کو مثلاً من اللہ نہیں مانتے وہ سخت غلطی پر ہیں۔

ابھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ منصب رسالت میں کتاب و حکمت دونوں کی تعلیم شامل ہے اور جس طرح کتاب مُنَزَّلٌ مِّنَ اللَّهِ ہے اسی طرح حکمت بھی مُنَزَّلٌ مِّنَ اللَّهِ ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِذْ كُنَّا نَمُوتُ عَلَيْنَا وَمَا نُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتَابِ وَالحِكْمَةِ (البقرة آیت ۲۳۱) یعنی یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اور وہ چیز جو اللہ نے تم پر نازل کی کتاب سے اور حکمت سے نیز فرمایا: وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ (النساء آیت ۱۱۳) اور اے رسول اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی اور آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے۔

ان دونوں آیتوں میں کتاب کے ساتھ حکمت کے نازل ہونے کی صراحت بھی موجود ہے۔ حکمت کے معنی ہیں چیزوں کو نامناسب جگہ سے روکنا اور مناسب جگہ پر حسن ترتیب کے ساتھ رکھنا۔ گویا قرآن کے معانی کو عملی جامہ پہنانے اور اس کی راہوں کے متعین کرنے کا نام حکمت ہے جس کی تعلیم بھی منصب رسالت میں شامل ہے قول اور عمل رسول کے بغیر اس کا تحقق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے رسول کے اقوال و افعال کو حجت اور دلیل شرعی تسلیم کرنا واجب ہے۔

یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ منصب رسالت کا مقتضی یہی ہے کہ رسول کا ہر قول و فعل منصب رسالت کے ضمن میں حجت اور دلیل شرعی قرار پائے۔ اس کے بغیر کتاب و حکمت کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا کسی طرح ممکن نہیں۔ دیکھئے قرآن مجید میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَآتُوا الزَّكٰوۃَ کا حکم ہے شمار جگہ موجود ہے کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو لیکن پورے قرآن میں کسی جگہ نماز پڑھنے کا طریقہ اور اس کی ترتیب مذکور نہیں۔ نمازوں کی تعداد کا ذکر بھی قرآن میں نہیں نہ کسی نماز کی رکعتوں کی تعداد قرآن میں مذکور ہے نماز کی صفت، کیفیت، ترتیب و دیگر مسائل کا ذکر قرآن میں مصرح نہیں اسی طرح متادیر زکوٰۃ کہ کس چیز کی کتنی زکوٰۃ دی جائے مقدار نصاب و دیگر شرائط و احکام زکوٰۃ قرآن میں نہیں پائے جاتے حج کے سب احکام اور روزہ کے تمام مسائل کی تفصیل قرآن میں کہیں نہیں پائی جاتی۔

یہ جملہ احکام اور مسائل احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور مہد رسالت سے لیکر آج تک اُسب مسلہ کے معمولات میں شامل ہیں کسی نے انہیں خلاف قرآن کہنے کی جرأت نہیں کی۔ ان تمام احکام و مسائل کا بیان منصب رسالت میں شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے منصب کے مطابق انہیں بیان فرمایا اور اُسب مسلہ نے انہیں قبول کر کے ان کے مطابق عمل کیا۔

اللہ تعالیٰ کے احکم الحاکمین ہونے میں کوئی شک نہیں حقیقی حکم اسی کا ہے اور احکم الحاکمین حقیقی وہی ہے اور یہ حقیقت بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنا نائب بنایا، قانون، حکم اور ہر فیصلہ کا بنیادی مرکز اور سرچشمہ اپنے رسول ہی کی ذات کو قرار دیا اور قرآن مجید میں اعلان فرمایا۔

فَلَا وَرَیْکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی تُخْرِجُوْکَ فَمَا تَشْعَرُ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(النساء آیت ۶۵)

اے رسول! آپ کے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم مانیں۔ پھر جو بھی آپ فیصلہ کر دیں اپنے دل میں اس سے شکی محسوس نہ کریں اور دل و جان سے اسے پوری طرح مان لیں۔

یہ آیت کریمہ علیٰ رؤوس الاشہاد اعلان کر رہی ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے رسول ہی حاکم ہیں۔ انہیں اختیار ہے کہ وہ اللہ کے نائب ہونے کی حیثیت سے جو چاہیں فیصلہ فرمادیں (مِمَّا قَضَیْتَ) میں ماعام ہے ان کے ہر فیصلہ کو (خواہ وہ قرآن میں مذکور ہو یا نہ ہو) بلا چون و چرا تسلیم کرنا مدار ایمان ہے اس کے بعد بھی رسول کے قول و فعل کو حجت شرعیہ نہ سمجھنا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

(۳) مکرین رجم کے مخالفہ کی تیسری بنیاد یہ ہے کہ قرآن مجید میں زنا کی سزا سو کوڑے مارنا مقرر کی گئی ہے رجم کا قول قرآن کی —

مقرر کی ہوئی حد کے خلاف ہے۔“

اس کا زالہ یہ ہے کہ ہر زانی کی سزا کسی کے نزدیک بھی رجم نہیں ہے۔ یہ سزا صرف اس کے لئے ہے جو آزاد اور شادی شدہ ہو۔ قرآن میں زانی کی سزا سو کوڑے بین کی گئی ہے مگر وہاں آزاد شادی شدہ کی قید مذکور نہیں۔ اگر آیت قرآنیہ میں یہ قید پائی جاتی تو رجم کی سزا کو قرآن کے خلاف کہنا صحیح ہوتا۔

ابتدائے اسلام میں سورۃ نساء کے نازل ہونے تک زنا کی کوئی حد مقرر نہیں ہوئی تھی۔ صرف یہ حکم نازل ہوا تھا کہ کسی عورت سے بدکاری سرزد ہو جائے تو اس پر چار مسلمان مرد گواہ بنائے جائیں اور تا حیات اس عورت کو گھر میں بند رکھا جائے اور اگر دو مرد بے حیائی کا کام کریں تو انہیں تکلیف پہنچائی جائے۔

چنانچہ سورۃ نساء میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّكَ الْفَاحِشَةُ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَقَّعَ الْبُتُ أَوْ يُجْعَلَ لَهُنَّ سَبِيلٌ ۚ وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّهَا مِنْكُمْ فَاجْزَوْهُنَّ حَتَّى تَأْتِيَنَّ أَهْلَهُنَّ أَوْ يُجْعَلَ لَهُنَّ سَبِيلٌ ۚ (النساء آیت ۱۵-۱۶)

اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کرے اس پر چار مسلمان مرد گواہ بنالو۔ اگر وہ گواہی دیدیں تو انہیں گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے۔ یا اللہ ان کے لئے کوئی راستہ مقرر کر دے اور تم میں سے دو مرد جو بدکاری کریں تو انہیں تکلیف پہنچاؤ۔ اس کے بعد اگر وہ توبہ کر لیں اور ٹھیک ہو جائیں تو ان کی طرف توجہ نہ کرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا رحمت فرمانی والا ہے۔“

اس آیت میں بدکار عورتوں کا یہ حکم بیان کیا گیا کہ انہیں گھروں میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ وہ مرجائیں یا ان کے مرنے سے پہلے اللہ ان کے لئے کوئی راہ پیدا کر دے۔ یعنی حد کا کوئی حکم نازل فرما دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور ان کے لئے ایک سبیل پیدا کر دی جس کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح فرمائی لهن سبیل یعنی الرجم للشيب والجلد للبكر (بخاری شریف جلد ثانی ص ۶۵) یعنی ان بدکار عورتوں کے لئے جو سبیل اللہ نے مقرر فرمائی وہ یہ ہے کہ شادی شدہ کے لئے رجم ہے اور کنواری کے لئے کوڑے ہیں۔ غیر شادی شدہ آزاد بدکار عورت کا حکم آیت کریمہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة میں مذکور ہے یعنی (آزاد غیر شادی شدہ) زانیہ اور (آزاد غیر شادی شدہ) زانی کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور شادی شدہ آزاد زانی و زانیہ کے لئے قرآن مجید میں رجم کی آیت نازل ہوئی تھی مگر اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی اور حکم باقی رہا۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا لوگو! میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کا کہنا میرے لئے مقدر کر دیا گیا ہے۔ میں نہیں جانتا شاید میری موت میرے سامنے ہو۔ جو شخص میری بات کو سمجھ کر اسے یاد رکھے اسے چاہیے کہ جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہو، وہاں تک میری بات لوگوں کو بتا دے اور جسے خوف ہو کہ اس بات کو نہ سمجھ سکے گا تو میں اسے اپنے اوپر جھوٹ بولنے کی

اجازت نہیں دیتا وہ بات یہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل فرمائی جو کچھ اللہ نے کتاب میں نازل فرمایا اس میں رجم کی آیت بھی تھی۔ ہم نے وہ آیت پڑھی اور اسے سمجھا اور اسے یاد رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور حضور کے بعد ہم نے بھی رجم کیا مجھے خوف ہے کہ طویل زمانہ گزر جانے کے بعد کوئی کہنے والا کہدے کہ خدا کی قسم اللہ کی کتاب میں ہم رجم کی آیت نہیں پاتے تو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں۔ اللہ کی کتاب میں رجم حق ہے ہر اس آزاد مرد اور عورت پر جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا بشرطیکہ شرعی گواہ قائم ہو جائیں یا (عورت کا) حمل ظاہر ہو جائے یا اقرار ہو۔

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۱۰۰۹، مسلم شریف ج ۲ ص ۶۵، موطا امام مالک ص ۲۳۹)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ قرآن مجید کی آیت **الَّذِينَ ذَلَّلُوا** میں سو کوڑوں کی سزا کا ذکر آزاد غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لئے ہی ہے اور رجم کی سزا کا تعلق غیر شادی شدہ سے نہیں بلکہ وہ شادی شدہ کے لئے مخصوص ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ غیر شادی شدہ کی سزا قرآن پاک کے الفاظ میں صراحتاً مذکور ہے اور شادی شدہ کی سزا صراحتاً حدیث اور سنت نبوی میں وارد ہے اور ہم ہاں بتا چکے ہیں کہ وہ احادیث جن میں رجم کی سزا مذکور ہے وہ متواترۃ المعنی ہونے کی وجہ سے قطعی الثبوت ہیں جس طرح قرآن کی آیات وحی الہی ہیں اسی طرح سنت اور حدیث نبوی بھی وحی الہی ہے اور اسی بناء پر اس کا دلیل شرعی ہونا ہم قرآن مجید سے ثابت کر چکے ہیں۔ جو چیز قرآن سے ثابت ہو، اس سے جس حکم کا ثبوت ہو جائے وہ عین قرآن کے مطابق ہے اسے خلاف قرآن کہنا کسی طرح درست نہیں۔

ہم ابھی بتا چکے ہیں کہ قبلہ اولیٰ کے قبلہ ہونے کا حکم قرآن میں وارد نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے اسی طرح پانچ نمازیں، ان کی تعداد رکعات اور ادا کرنے کی ترکیب مثلاً نماز میں رکوع، سجود، قیام اور قعود اور ان سب ارکان کی ترتیب سب سنت نبوی سے ثابت ہے۔ اگر سنت اور حدیث کو نظر انداز کر کے صرف **أَقِمُْوا الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكَاةَ** کو سامنے رکھ لیا جائے تو نہ اتنا صحتِ صلوٰۃ کے حکم پر عمل ہو سکتا ہے نہ ہی ایام زکوٰۃ کے فریضہ سے سبکدوش ہونا ممکن ہے اس لئے سنت اور حدیث کو لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا تاکہ قرآن کے معنی سمجھ میں آجائیں اور مراد الہی کے مطابق احکام قرآنیہ پر عمل کرنا ممکن ہو۔

آیت رجم کا نزول اور اس کا منسوخ الحلاۃ ہونا احادیث صحیحہ کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے اس کے باوجود ہم نزولِ الفاظ، اور نسخِ حلاۃ کے قطعی اور متواتر ہونے کا قول نہیں کرتے لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ رجم کے معنی تواتر اور قطعیت کے ساتھ قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَكَيْفَ يُحْكَمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ** (المائدہ آیت ۴۳) اور اے رسول! (وہ یہودی) کس طرح آپ کو اپنا حکم بناتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم پایا جاتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں لفظ **حُكْمُ اللَّهِ** کے معنی متواتر صرف رجم ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے لیکر آج تک یہی معنی تواتر سے منقول ہوتے چلے آئے جس طرح قرآن کے الفاظ منقول متواترہ قرآن میں بالکل اسی طرح الفاظ قرآن کے معانی منقول متواترہ بھی قرآن میں اسی لئے کہا گیا کہ **القرآن اسم للنظم والمعنى جميعاً** یعنی قرآن لفظ اور معنی کے مجموعہ کا نام ہے، بے شک لفظ رجم اس آیت میں ہے۔

مراحۃ مذکور نہیں لیکن حُکْمُ اللہ کے معنی چونکہ رجم ہی ہیں اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ رجم کے معنی اللہ کی کتاب میں حق ہیں کتاب اللہ میں اگر کسی نے رجم کی نفی کی ہے تو اس سے مراد صرف لفظ رجم ہے اس کے معنی کی نفی مراد نہیں اور معنی جب تو اترے سے ثابت ہیں تو یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ قرآن میں رجم حق ہے یعنی اس کا حکم موجود ہے اس کے بعد یہ حقیقت خوب واضح ہو جاتی ہے کہ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي میں سو کوڑوں کی سزا آزاد کنوارے غیر شادی شدہ لوگوں کے لئے ہی مخصوص ہے اور شادی شدہ آزاد مرد و عورت کی سزا رجم ہے اور ان دونوں سزاؤں میں قطعاً کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ دونوں کا محل جداگانہ ہے سورۃ النور کی آیت میں جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ غیر شادی شدہ مجرم مراد ہیں اور حکم اللہ یعنی رجم شادی شدہ آزاد مجرموں کے لئے ہے۔

اب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ رجم کی سزا قرآنی سزا ہے اور اسے غیر اسلامی قرار دینا باطل محض اور قرآن کے خلاف ہے یہاں یہ شبہ کہ یہ لفظ حکم اللہ بمعنی رجم تو رات میں پایا جاتا ہے۔ قرآن سے اس کا کوئی تعلق نہیں، ہرگز صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ تورات کے جس حکم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم اللہ فرمادیا اور اسے برقرار رکھا تو وہ اب بعینہ قرآن کا حکم ہے اور اس کے قرآنی حکم ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ رجم کی سزا کو مائۃ جلدة کے خلاف سمجھنے والے اسی غلط فہمی کا شکار ہیں کہ سو کوڑوں کی سزا ہر قسم کے زنا کے لئے ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔

لفظ زنا کے معنی لغت عرب میں ضیق ہیں اور ضیق غمی کو کہتے ہیں عام اس سے کہ وہ غمی جسمانی ہو یا غیر جسمانی مثلاً ذہنی یا قلبی اور شرع و عرفہ عام میں عاقل و بالغ کا غیر مملوکہ یا غیر منکوحہ سے وطی کرنا زنا کہلاتا ہے۔ جس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً بحالت اکراہ یا بحالت لاعلمی یا بصورت اشتباہ، اسی طرح غلام یا باندی کی بدکاری اور اس کے علاوہ آزاد شادی شدہ مرد یا عورت کا یہ جرم، غیر شادی شدہ آزاد مرد یا عورت کی حرام کاری سب پر زنا کے معنی صادق ہیں لیکن مائۃ جلدة کا حکم ہر ایک صورت پر عائد نہیں ہوتا اور اس عائد نہ ہونے کو آج تک کسی نے بھی خلاف قرآن قرار نہیں دیا پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ شادی شدہ آزاد زانی اور زانیہ پر بھی اگر مائۃ جلدة کا حکم عائد نہ ہو اور دلیل شرعی کی روشنی میں اس کی سزا رجم قرار پائے تو اسے کیوں خلاف قرآن کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں کوئی مانے یا نہ مانے ہم دلیل شرعی کی روشنی میں کہیں گے کہ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل اور شرمگاہ سب سے زنا کا فعل سرزد ہو سکتا ہے لیکن حد شرعی صرف شرمگاہ کے زنا کے ساتھ مخصوص ہے۔ ہمارے دلائل کی روشنی میں منکرین رجم کی یہ تیسری بنیاد بھی منہدم ہو گئی کہ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي کے عموم میں ہر قسم کا زنا شامل ہے اور ہر زنا کی سزا سو کوڑے ہیں۔

(۴) منکرین رجم کے مقالہ کی چوتھی بنیاد یہ ہے کہ قرآن کریم میں شادی شدہ

باندیوں کی سزا محصنات کی سزا کا نصف مقرر کی گئی ہے جیسا کہ سورۃ نساء میں فرمایا: فَاعْلَمْتُمْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ السَّيِّئَاتِیْنَ هُنَّ حُرْمَتُکُمْ مِّثْلُ مَا هُوَ عَلٰی الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ یعنی شادی شدہ باندیوں کی سزا محصنات کی سزا کا نصف ہے اور ظاہر ہے کہ محصنات آزاد شادی شدہ عورتیں ہیں اگر ان کی سزا رجم ہو تو باندیوں کی سزا رجم کا نصف ہوگی حالانکہ رجم قابل تصحیف نہیں معلوم ہوا کہ حد رجم ناقابل عمل اور اسلام کے خلاف ہے۔

اس کا ازالہ یہ ہے کہ سورۃ نساء کی اس آیت میں المحصنات سے شادی شدہ نہیں بلکہ آزاد کنواری عورتیں مراد ہیں جن کی سزا سورۃ نور میں

سو کوڑے بیان کی گئی ہے شادی شدہ باندیوں کی سزا اس کا نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ شادی شدہ باندیوں کی سزا اور غیر شادی شدہ باندیوں کی سزا جرم نہیں، صرف پچاس کوڑے ہیں۔ جرم کی سزا آزاد شادی شدہ مرد و عورت کے لئے مخصوص ہے معلوم ہوا کہ سورہ نساء کی اس آیت سے جرم کے ناقابل عمل اور غیر اسلامی ہونے پر استدلال ملاحظہ فرمائی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ لفظ محصنہ کا مصدر احصان ہے جس کا مادہ حصن ہے، حصن قلعہ کو کہتے ہیں جو حفاظت کے لئے ہوتا ہے۔ احصان چار چیزوں سے ہو سکتا ہے (۱) اسلام (۲) حریت (۳) نکاح (شادی شدہ ہونا) (۴) عفت، کفر کی وجہ سے کافر کو جو تکالیف پیش آسکتی ہیں اسلام ان سب تکالیف سے حفاظت کرتا ہے غلامی کی تکالیف سے حریت حصن کا کام دیتی ہے۔ نکاح ایک حصانہ ہے جو عزت و ناموس کو محفوظ رکھتا ہے۔ عفت و بکارت بھی گویا شرم و حیا کا ایک قلعہ ہے جو بد اخلاقی سے روکتا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ محصنہ چاروں قسم کے احصان کے معنی میں وارد ہے۔ یعنی محصنہ سے مراد مسلمان عورتیں ۱، آزاد کنواری ۲، عورتیں، شادی شدہ ۳، عورتیں اور عقیقہ ۴ عورتیں ہیں۔

چنانچہ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالَّذِينَ يَزْنُونَ الْمُحْصَنَاتِ اس آیت میں محصنہ سے مسلمان ۱ آزاد پاک دامن عورتیں مراد ہیں۔ سورہ نساء میں محرمات کے ضمن میں فرمایا: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ یہاں محصنہ سے شادی شدہ عورتیں مراد ہیں اس کے بعد غیر شادی شدہ آزاد عورتوں کے معنی میں بھی المحصنات کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (سورہ نساء ۲۵) یعنی تم میں سے جو شخص آزاد غیر شادی شدہ ایمان والی عورت سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ مسلمان باندی سے نکاح کر لے اس مقام پر المحصنات کا لفظ آزاد کنواری عورتوں کے معنی میں وارد ہوا ہے اس کے علاوہ صرف عقیقہ پاک دامن کے معنی میں بھی لفظ محصنہ قرآن پاک میں موجود ہے ارشاد ہوا الْمُحْصَنَاتِ عَذْرَاءُ مُسَاهَبَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتٍ أَخْدَانٍ یعنی وہ باندیاں عقیقہ پاک دامن ہوں۔ نہ ظاہر بدکار ہوں نہ پوشیدہ، یہاں لفظ محصنہ سے صرف پاک دامن باندیاں مراد ہیں۔

خلاصہ یہ کہ آیت کریمہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ میں المحصنات کے معنی آزاد کنواری عورتیں ہیں کیوں کہ اس آیت میں آزاد کنواری مسلمان عورتوں ہی سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھنے والوں کو مسلمان باندیوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے اس کے بعد فرمایا گیا کہ اگر وہ باندیاں نکاح میں آجائے کے بعد بدکاری کریں فَعَلَّوْهُنَّ نِصْفَ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ تو ان پر اس سزا کا نصف ہے جو آزاد کنواری عورتوں کے لئے ہے۔

نظم قرآن کی ترتیب سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہاں المحصنات سے مراد آزاد کنواری عورتیں ہیں جن کا ذکر اسی آیت میں نکاح کی طاقت نہ رکھنے والوں کے ساتھ لفظ المحصنات میں آچکا ہے ان ہی کی سزا یعنی سو کوڑوں کا نصف پچاس کوڑے باندیوں کی سزا بیان فرمائی گئی ہے۔

اس آیت کریمہ سے آزاد شادی شدہ عورتوں یا مردوں کے حق میں حدِ رجم کی نفی ثابت نہیں ہوتی بلکہ شادی شدہ باندیوں کی سزا پچاس کوڑے ثابت ہوتی ہے جس کا انکار آج تک کسی مسلمان نے نہیں کیا۔ خلاصہ یہ کہ منکرین رجم کے مخالف کی چوتھی بنیاد بھی منہدم ہوگئی اور وہ اس آیت مبارکہ سے رجم کی نفی ثابت نہ کر سکے۔

(۵) منکرین رجم کے مخالف کی پانچویں بنیاد یہ ہے کہ قائلین رجم کے درمیان اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ رجم کے ساتھ سو کوڑے بھی مارے جائیں گے کسی کے نزدیک صرف رجم کیا جائے گا۔ کوڑوں کی سزا نہیں دی جائے گی۔ یہ اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ رجم کو یقینی طور پر اسلامی سزا قرار دینا صحیح نہیں۔

اس کا ازالہ یہ ہے کہ رجم سے پہلے کوڑے مارنے میں اختلاف ضرور ہے لیکن رجم میں کوئی اختلاف نہیں لہذا اس اختلاف کو رجم کے یقینی اور قطعی ہونے کے خلاف پیش کرنا قطعاً باطل ہے۔

اس نوعیت کے کئی اور بھی اختلافات ہیں مگر رجم کے قطعی اور یقینی ہونے پر وہ بالکل اثر انداز نہیں مثلاً آزاد غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنے کے بعد سال بھر کے لئے جلاوطن کرنا یا شادی شدہ شخص زانی کے لئے رجم سے پہلے سو کوڑے مارنا اور اسی قسم کے جوان کو کوڑے مارے بغیر رجم کر دینا، علاوہ ازیں شرائط احسان میں بھی اختلاف ہے۔ اہل لابن حزم میں ہے کہ

(۱) حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے محسن کو زنا کی سزا میں رجم کیا کوڑے نہیں مارے۔ ابراہیم نخعی، زہری، اوزاعی، سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، ابو ثور، احمد بن حنبل، ان کے اصحاب، سب کا یہی قول ہے۔

(۲) حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ انہوں نے زنا کی سزا میں ایک عورت کو سو کوڑے مارے اور رجم بھی کیا۔ ابی بن کعب سے بھی اس طرح منقول ہے۔ حسن بصری کا قول بھی یہی ہے۔

(۳) حضرت ابو ذر سے منقول ہے کہ شادی شدہ بوڑھے کی سزا سو کوڑے ہیں اور رجم ہے اور اگر وہ جوان ہو تو صرف رجم ہے کوڑے نہیں گائے جائیں گے۔

دیکھئے! ان تمام اقوال میں رجم کا ثبوت ہر جگہ موجود ہے پھر ان اقوال کو رجم کے خلاف پیش کرنا کیوں کر صحیح ہوگا؟ اس کے بعد ایک اور اختلاف مذکور ہے وہ یہ کہ ایک گروہ آزاد غیر شادی شدہ کو سو کوڑوں کی سزا کے بعد سال بھر کے لئے اس کی جلاوطنی کو بھی حد میں شامل کرتا ہے دوسرا گروہ اسے حد نہیں مانتا۔ ظاہر ہے کہ یہ اختلاف بھی منکرین رجم کے لئے مفید نہیں۔

خلاصہ یہ کہ منکرین رجم نے جس اختلاف کو رجم کے قطعی ہونے کے خلاف پیش کیا ہے اس سے ان کا مدعا قطعاً ثابت نہیں ہوتا اور رجم کے قطعی ہونے کی حیثیت بدستور باقی رہتی ہے لہذا ان کے مخالف کی پانچویں بنیاد بھی منہدم ہوگئی۔

منکرین رجم کے مخالف کی اس پانچویں بنیاد کے ضمن میں جن اختلافات کا ذکر آگیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس بحث میں ضمناً ان پر بھی ایک جامع اور مختصر تبصرہ کرتے چلیں تاکہ قول راجح سامنے آجائے مگر ہمارا یہ کلام طرہ اللہاب ہوگا منکرین رجم اس کے مخاطب نہ ہوں گے۔

یہاں حسب ذیل اختلافات ہیں:

(۱) پہلا اختلاف یہ ہے کہ امام شافعی، احمد بن حنبل، اوزاعی وغیرہم نفی سہ (سال بھر کی جلا وطنی) کو بھی حد میں شامل کرتے ہیں۔ ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں ایسے لوگوں کے لئے سال بھر کی جلا وطنی کا حکم وارد ہے۔ مثلاً حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! (یہ حدیث) مجھ سے سن لو (تین مرتبہ اسی طرح فرما کر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بدکار عورتوں کے لئے ایک سہیل مقرر فرمادی وہ یہ کہ کنوارہ کنواری کے ساتھ (بد فعلی) کرے تو (ان دونوں میں سے ہر ایک کیلئے) سو کوڑے ہیں اور ایک سال کی جلا وطنی اور شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ (بد فعلی کرے) تو دونوں میں سے ہر ایک کے لئے (سو کوڑے اور سنگسار کرنا ہے۔) (مسلم جلد ۲ ص ۶۵) اسی طرح دیگر احادیث میں بھی غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑوں کے بعد نفی سہ یا تفریب عام کے الفاظ وارد ہیں جن کے معنی ہیں سال بھر کے لئے جلا وطن کرنا۔

رسول اللہ ﷺ سے غیر شادی شدہ کو سو کوڑوں کی سزا کے بعد عملی طور پر بھی جلا وطن کرنا ثابت ہے۔ حضرات خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام نے بھی ایسے مجرموں کو ایک سال کے لئے جلا وطن کیا۔

لیکن امام ابو حنیفہ اور بعض دیگر ائمہ سال بھر کی اس جلا وطنی کو حد میں شامل نہیں مانتے ان کا موقف یہ ہے کہ آزاد غیر شادی شدہ کی حد صرف سو کوڑے ہیں۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر تفریب عام، یا نفی سہ کو بھی حد کا جز مانا جائے تو لازم آئے گا کہ قرآن مجید میں مانع جلدۃ کی جو حد بیان کی گئی ہے وہ کال نہیں بلکہ ناقص ہے۔ رہا یہ امر کہ احادیث میں سال بھر کی جلا وطنی مذکور ہے تو ان ائمہ کا قول اس کے بارے میں یہ ہے کہ اگر اس کو حد پر محمول کیا جائے تو اس کا حکم سورہ نور کی آیت مانع جلدۃ سے منسوخ ہو گیا۔ ورنہ یہ سیاست اور مصلحت پر محمول ہے اور حاکم وقت کے لئے جائز ہے کہ اگر وہ مصلحت سمجھے تو (بطور حد نہیں بلکہ) تعزیر ایسے لوگوں کو سال بھر کے لئے جلا وطن کر دے۔

تفریب عام کو تعزیر پر محمول کرنے کی تائید حضرت عمر کے ایک قول سے بھی ہوتی ہے۔ جب انہوں نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شرب خمر کی وجہ سے شہر کی طرف جلا وطن کیا، اور اس جلا وطنی کی حالت میں وہ ہر قل کے پاس پہنچ کر مرتد ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لا غرب بعدہ مسلماً یعنی اس کے بعد میں کسی مسلمان کو جلا وطن نہیں کروں گا۔ اس حدیث کو (امام بخاری کے استاد) عبدالرزاق نے روایت کرتے ہوئے فرمایا: اخبرنا معمر عن الزہری عن ابن المسیب قال غرِبَ عمرُ الجَدِیْتُ (نصب الراية للحافظ الزیلعی جلد ۳، ص ۳۳۱) حضرت عمر کا یہ فرمانا کہ میں اس کے بعد کسی مسلمان کو جلا وطن نہیں کروں گا ہر مسلمان کو شامل ہے خواہ اس پر زنا کے جرم میں سو کوڑوں کی حد بھی لگ چکی ہو۔ ایسی صورت میں جلا وطنی کو اگر حد میں شامل مانا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت عمر نے ربیعہ بن امیہ کے بعد ترک حد کا بھی اعلان کر دیا۔ معلوم ہوا کہ جلا وطنی حد میں شامل نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام نے محض تعزیراً جلا وطنی کا حکم دیا تھا۔

اور اگر جلا وطنی کے نسخ کا قول کیا جائے تو وہ بھی مستبعد نہیں ہوگا کیوں کہ عبادہ بن صامت کی اس حدیث کے اوّل میں غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑوں اور سال بھر کی جلا وطنی کا حکم مذکور ہے اور اسی کے آخر میں شادی شدہ کے لئے سو کوڑوں اور رجم کا حکم وارد ہے۔ جلا وطنی کو حد میں شامل کرنے والے اکثر آئمہ جیسے امام شافعی اور احمد بن حنبل وغیرہ شادی شدہ کی حد صرف رجم قرار دیتے ہیں سو کوڑوں کو حد میں شامل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ شادی شدہ کے حق میں سو کوڑوں کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ علامہ نووی، حافظ ابن حجر اور ابن کثیر وغیرہم اور ان سے پہلے آئمہ مجتہدین شافعی، مالک، احمد بن حنبل، سب کے نزدیک شادی شدہ کی حد صرف رجم ہے۔ اس لئے سو کوڑوں کی سزا کو وہ منسوخ قرار دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ آخر حدیث کا حکم منسوخ ہونا مستبعد نہیں تو اوّل حدیث میں جلا وطنی کا حکم منسوخ ہو جانا کیونکر مستبعد ہو سکتا ہے؟

(۲) دوسرا اختلاف یہ ہے کہ بعض علماء کے نزدیک شادی شدہ مستوجب رجم کو رجم سے پہلے سو کوڑے بھی مارے جائیں گے اس کے بعد رجم کیا جائے گا حسن بصری، ابن راہویہ وغیرہ علماء کا قول یہی ہے۔

ان کی پہلی دلیل وہی حدیث عبادہ بن صامت ہے جو اختلاف نمبر ایک میں مذکور ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے۔
والغیب بالغیب جلد مائة والرحم یعنی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کی سزا یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے سو کوڑے ہیں اور رجم ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ شعبی نے حضرت علی سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک عورت (شراح) کو جمعرات کے دن کوڑے مارے اور جمعہ کے دن اسے رجم کیا اور فرمایا جلد مہا بکتاب اللہ ورجعہا بسنة رسول اللہ یعنی کتاب اللہ کے حکم سے میں نے اسے کوڑے مارے اور سب رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے رجم کیا۔

اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ رجم کے ساتھ کوڑوں کی سزا جمع نہیں کی جائیگی۔ امام زہری، ابراہیم نخعی، امام ابو حنیفہ، مالک، اوزاعی، شافعی، سفیان ثوری اور احمد بن حنبل وغیرہم سب کا یہی قول ہے۔

ان کی دلیل وہ حدیث ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رجم کے علاوہ کوڑوں کی سزا نہیں دی مثلاً:

(۱) حدیث عسیف (اجیر) جو صحاح ستہ میں موجود ہے کہ غیر شادی شدہ اجیر نے اپنے آجر کی زوجہ سے زنا کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس اجیر کے لئے (بطور حد) سو کوڑوں کا حکم دیا اور (تقریراً) سال بھر کے لئے جلا وطن فرما دیا لیکن جس عورت کے ساتھ اس نے زنا کیا تھا اس کے بارے میں فرمایا اے انیس! تم اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اقرار کر لے تو اسے رجم کر دو۔ حضرت انیس اس کے پاس گئے تو اس نے اقرار کر لیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا وہ رجم کر دی گئی اس حدیث میں بھی صرف رجم ثابت ہے۔ کوڑے ثابت نہیں۔

(۲) اسی طرح حضرت معز کی حدیث میں بھی صرف رجم کا ثبوت ہے کوڑے ثابت نہیں۔

(۳) علیٰ ہذا حدیث غامدہ یہ اور جہیہ میں صرف رجم کا ثبوت ہے حالانکہ یہ تمام احادیث طرق متعددہ کثیرہ سے مروی ہیں مگر کسی طریق میں رجم کے ساتھ کوڑے ثابت نہیں ہوئے لہذا جمہور علماء کے مطابق ان تمام احادیث سے ثابت ہو گیا کہ رجم کے ساتھ کوڑوں کا جمع نہ کرنا ہی رسول اللہ ﷺ کی سنت مشہورہ ہے اور اسی سنت کو وہ جمع بین الجلد والرجم کے اس حکم کا نسخ قرار دیتے ہیں جو حدیث عبادہ بن صامت والشیب بالشیب جلد مائة والرجم کے الفاظ میں وارد ہوا ہے جسے بعض علماء نے اپنے قول کی تائید میں پیش کیا تھا۔

حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی ایک تاویل شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیب کی دو قسمیں ہیں ایک شیب محض (کوئی عورت یا مرد جو نکاح صحیح کے بغیر بھی مباشرت کر چکا ہو) دوسرا شیب محصن (کوئی عورت یا مرد جس نے نکاح صحیح کے ساتھ بھی مباشرت کی ہو) پہلی قسم کے شیب کی حد جلد ہے۔ دوسری قسم کے شیب کی حد رجم ہے۔ انتہی (مبسوط سرخسی ۹ ص ۷۳) یعنی یہ نہیں کہ جلد اور رجم دونوں کو جمع کر دیا جائے اور ایک قول یہ ہے کہ قسم اول کا شیب بکر میں شامل ہے اور الشیب بالشیب جلد ملۃ والرجم میں لفظ شیب سے مراد صرف شیب محصن ہے سنت مشہورہ سے اس حدیث کو منسوخ ماننے کی بنیاد یہی قول ہے۔

جمہور کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر سے بھی ہوتی ہے جسے امام بخاری نے سورۃ نساء کی آیت **أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا** کے تحت صحیح بخاری میں تعلیقا وارد کیا۔ دیکھئے بخاری شریف میں ہے قال ابن عباس..... **لهن سبیل یعنی الرجم للشیب والجلد للبکر** (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۵) یعنی عبداللہ بن عباس نے کہا کہ (بذکار) عورتوں کے لئے اللہ کی مقرر کی ہوئی سبیل یہ ہے کہ شادی شدہ کے لئے رجم ہے اور کنواری کے لئے کوڑے ہیں شادی شدہ کے لئے رجم کے ساتھ کوڑوں کا ذکر نہیں اور غیر شادی شدہ کے لئے کوڑوں کے ساتھ جلا وطنی بھی مذکور نہیں۔ ثابت ہوا کہ شیب کی حد صرف رجم ہے۔ اس میں کوڑے شامل نہیں اور بکر کے لئے صرف کوڑے ہیں۔ اس کی حد میں جلا وطنی شامل نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے شیب اور بکر کے لئے جو سبیل مقرر فرمائی وہی حد ہے اور اسی کو عبداللہ بن عباس نے بیان فرمادیا۔

اس کے علاوہ جمہور کے قول کی تائید حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل سے بھی ہوتی ہے امام زہری نے روایت کیا ان ابابکر و عمر رضی اللہ عنہما رجما ولم یجلدا (المکلی لابن حزم جلد ۱۱ ص ۲۳۳) یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے رجم کیا اور کوڑے نہیں مارے۔

بہر نوع دلائل کی روشنی میں جمہور کا قول کہ رجم اور جلد کو جمع نہیں کیا جائے گا۔ بے غبار ہے۔

راوی وہ حدیث جو امام شعبی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ انہوں نے ایک عورت (شراح) کو ایک دن کوڑے مارے اور دوسرے دن اُسے رجم کیا اور فرمایا کہ میں نے کتاب اللہ کے حکم سے کوڑے مارے اور سنت رسول ﷺ کے حکم سے رجم کیا۔ تو میں عرض کروں گا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث برایت سلمہ بن کہیل اس طرح وارد کی ہے۔ قال سمعت الشعبي يحدث عن علي رضي الله عنه حين رجم المرأة يوم الجمعة قال رجمتها بسنة رسول الله ﷺ انتہی (بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۶) ←

سلمہ بن کہیل نے کہا کہ میں نے شعبی سے سنا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حدیث بیان کرتے تھے جب انہوں نے جمعہ کے دن (شراح) عورت کو رجم کیا تو فرمایا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق رجم کیا ہے۔

اس حدیث میں کوڑے مارنے کا ذکر نہیں ہے اس لئے رجم کے ساتھ کوڑے مارنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوا۔

پھر یہ کہ اس حدیث کی سند مطعون ہے حافظ ابن حجر اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں: قد طعن بعضهم كالحازمي في هذا الاسناد بان الشعبي لم يسمعه من علي رضي الله عنه (فتح الباری جلد ۱۲ ص ۹۹) یعنی امام حازمی جیسے بعض محدثین نے اس حدیث کی سند میں طعن کیا کہ شعبی نے یہ حدیث حضرت علی سے نہیں سنی۔ یہی حافظ ابن حجر تہذیب المعجم میں لکھتے ہیں: وقال الحاکم في علومه ولم يسمع من عائشة ولا ابن مسعود ولا من أسامة بن زيد ولا من علي المماراة رؤية النبي

(تہذیب المعجم جلد ۵ ص ۶۸)

یعنی امام حاکم نے (اپنی کتاب) علوم الحدیث میں کہا کہ (شعبی نے) نہ تو عائشہ صدیقہ، نہ ابن مسعود، نہ اسامہ بن زید اور نہ حضرت علی سے سنا، حضرت علی کو صرف ایک مرتبہ دیکھا تھا۔

امام بدرالدین عینی بھی حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں: وقال الحازمي لم تثبت الاثمة سماع الشعبي عن علي رضي الله عنه (عمدة القاری جلد ۱۱ ص ۱۵۰ طبع قدیم)

خود امام بخاری نے بھی صحیح بخاری میں ایک اور حدیث بروایت شعبی عن علی تعلیقاً بصیغہ تریض وارد کر کے حازمی و دیگر ائمہ حدیث کی تائید کردی کہ شعبی کی سماع حضرت علی سے ثابت نہیں وہ روایت حسب ذیل ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وینكر عن علي وشریح ان جائت ببينة من بطانة اهلها. الحديث (بخاری جلد ۱ ص ۴۷) یہاں عن علی سے مراد عن الشیعی عن علی ہے۔ جیسا کہ داری نے روایت کیا اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

اس کے باوجود امام بخاری کا اس پر جزم نہ کرنا، اور تریض کے صیغہ سے اسے تعبیر کرنا صرف اس امر پر مبنی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے شعبی کی سماع میں انہیں تردد ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں اسی مقام پر فرماتے ہیں: وصله الدارمي كما سياتي ورجاله ثقات وانما لم يجزم به للتوعد في سماع الشعبي عن علي انتهى (جلد اول ص ۲۳۷) یہی بات امام بدرالدین عینی نے عمدة القاری میں فرمائی (دیکھئے جلد ۱۱ ص ۱۵۰)

اس مقام پر یہ اشکال پیدا ہوا کہ جب امام بخاری کے نزدیک بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے امام شعبی کی سماع میں تردد ہے تو انہوں نے بروایت شعبی عن علی کی حدیث کو کتاب الحدود میں مستداً کیسے وارد کیا۔

امام دارقطنی وغیرہ نے اس اشکال کو یہ کہہ کر دور کیا کہ شاید امام بخاری کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے امام شعبی نے صرف وہی ایک حدیث سنی سی بنا پر دوسری روایت کو امام بخاری نے وید کر عن علی کہہ کر بصیغہ تریض وارد کیا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نے دارقطنی کا

قول نقل کرتے ہوئے فرمایا: وہاں الشعبی سمع هذا الحديث من علي قال ولم يسع عنه غيره (فتح الباری جلد ۱۲، ص ۹۹) یعنی دارقطنی نے کہا کہ شعبی نے حضرت علی سے صرف یہی حدیث (مسند) سنی۔ اس کے علاوہ اور کوئی حدیث ان سے نہیں سنی۔ یہی بات علامہ یعنی نے ذکر کی (دیکھئے عمدۃ القاری جلد ۱۱ ص ۱۵۰)

خلاصہ یہ کہ امام دارقطنی کے مطابق امام بخاری کی رائے یہی ہے کہ شعبی نے حضرت علی سے اس ایک حدیث کے سوا اور کوئی حدیث نہیں سنی جب کہ محمد بن سعد (ابن سعد) متوفی ۲۳۰ھ جن کی ولادت اور وفات امام بخاری کی ولادت اور وفات سے پہلے ہے۔ شعبی کے لئے حضرت علی کی روایت مانتے ہوئے ان کی سماع مطلقاً ثابت نہیں کرتے اسی طرح امام حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ اور حافظ ابو بکر حزمی ۵۸۴ھ و دیگر ائمہ حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے شعبی کی سماع کا مطلقاً انکار کرتے ہیں ایسی صورت میں امام بخاری اور دارقطنی کا عندیہ قوی نہیں ہو سکتا، جب تک خود شعبی سے یہ بات ثابت نہ ہو جائے کہ میں نے ایک حدیث شراحہ کے سوا اور کوئی حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نہیں سنی اور ظاہر ہے کہ شعبی کا ایسا کوئی قول پیش نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا اس حدیث سے جلد مع الرحم کے اثبات پر استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔

پھر یہ کہ شعبی عن علی حدیث معصن ہے اور اس کے مقبول ہونے کی شرط امام مسلم کے نزدیک معاصرۃ ہے امام بخاری کے نزدیک لقاء ہے (دلوۃ) اور بعض محدثین کے نزدیک اخذ و سماع (دلوۃ) امام بخاری اور دارقطنی شعبی کے لئے حضرت علی کی معاصرۃ لقاء اور اخذ و سماع (دلوۃ) تینوں کے قائل ہیں اس کے باوجود وہ روایت شعبی عن علی کو دیکھ کر سے تعبیر کر کے محض اس لئے ضعیف قرار دے رہے ہیں کہ ان کی رائے میں شعبی نے حضرت علی سے ایک حدیث کے سوا کچھ نہیں سنا۔

میں عرض کروں گا کہ اس رائے کی بنیاد پر حدیث کو ضعیف قرار دینا اس امر کی دلیل ہے کہ حدیث معصن کے مقبول ہونے کی شرطیں اور تینوں معیار ان کے نزدیک صحیح نہیں۔ شاید آپ کہیں کہ امام بخاری اور دارقطنی کی رائے ان کے تبحر علمی اور اجتہاد کی بصیرت پر مبنی ہے تو مجھے اس سے اختلاف نہیں لیکن میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اگر یہی حسن ظن ان ائمہ مجتہدین اور ائمائے دین کے حق میں بھی کر لیا جاتا، جن کی فقہ اور اجتہاد پر عمل کرنے والے روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں اور دنیا بھر کی آبادی کا ۳/۴ حصہ ان پر مشتمل ہے تو اکثر فردی اور اجتہادی مسائل میں باہمی جدال اور نفرت و حقارت کا خاتمہ ہو جاتا اور جمہور امت مسلمہ میں اخوت و محبت، اتفاق و اتحاد اور یک جہتی کی راہیں ہموار ہو جاتیں۔

اس کے بعد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بواسطہ شعبی حدیث شراحہ کے راویوں نے اس کے متن کو کمی و بیشی سے روایت کیا ہے صحیح بخاری کی روایت میں صرف رحم مذکور ہے۔ جلد کا کوئی ذکر نہیں اور علی بن الجعد کی روایت میں کوڑے مارنے کا ذکر بھی وارد ہے۔

اسی طرح سند میں بھی کمی بیشی پائی جاتی ہے امام بخاری نے اس کی سند میں شعبہ کے بعد کہیل اور شعبی کا ذکر کیا اور اسماعیل نے

روایت علی بن جعد میں عن شعبۂ عن سلمۃ و مجالد کہا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ذکر الدارقطنی ان قنبل بن محرز رواہ عن وہب بن جریر عن شعبۂ عن سلمۃ عن مجالد و هو غلط و الصواب سلمۃ و مجالد یعنی دارقطنی نے ذکر کیا کہ قنبل بن محرز نے اس حدیث کو وہب بن جریر عن شعبۂ عن سلمۃ عن مجالد روایت کیا اور وہ غلط ہے (اس کے بجائے) سلمۃ و مجالد درست ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ اس حدیث کو عصام بن یوسف نے شعبۂ سے روایت کرتے ہوئے کہا عن سلمۃ عن الشیعی عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن علی اسی دارقطنی نے ذکر کیا عن حسین بن محمد عن شعبۂ اور قنبل کی روایت مذکورہ میں ہے عن الشیعی عن ابیہ عن علی حافظ ابن حجر فرماتے ہیں و جزم الدارقطنی بان الزیادۃ فی الاسنادین وہم و دارقطنی نے اس بات پر جزم اور وثوق کیا کہ ان دونوں اسنادوں میں زیادتی وہم ہے (فتح الباری جلد ۱۲ ص ۹۹) یعنی پہلی سند میں شعبی اور حضرت علی کے درمیان عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور دوسری سند میں عن ابیہ وہم ہے ان اسانید میں رواۃ کی کمی بیشی، رد و بدل، غلط اور وہم موجود ہے جو محدثین کے قواعد و ضوابط موضوعہ کے مطابق صحیح حدیث میں قادح ہے۔

اس میں شک نہیں کہ کسی حدیث کا طرق کثیرہ سے مروی ہونا اس کی تقویت کا موجب ہوتا ہے اسانید حدیث کو جمع کرنا محدثین کے نزدیک بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ متابعات و شواہد کی معرفت کے لئے طرق روایت کا تتبع نہایت ضروری ہے اسی تتبع کو اصطلاح محدثین میں اعتبار کہتے ہیں۔

تمام طرق روایت اور جملہ اسانید کو جمع کرنے کے بعد متن حدیث کے سب الفاظ سامنے آ جاتے ہیں اور اس کے معنی سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ اسانید کثیرہ و طرق عدیدہ سے حدیث کا قوی ہونا ظاہر ہو جاتا ہے اس غرض سے بعض محدثین کوشش کرتے ہیں کہ اپنی مرویات کی اسانید زیادہ جمع کر دیں جیسا کہ صحیح مسلم میں امام مسلم کا طریقہ کاری ہے اور امام بخاری نے بھی اپنے مخصوص انداز میں اپنی مرویات کو ان کے طرق و اسانید متعددہ کے ساتھ بار بار وارد کیا جس کی وجہ سے متن حدیث کے الفاظ میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے جیسا کہ حدیث انھا لا نعبد الا لیلاً کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں سات جگہ وارد کیا ہے اور متن حدیث کے الفاظ میں ہر جگہ تفاوت موجود ہے سند یا متن کا یہ تفاوت و اختلاف کسی ضعف و اضطراب کا موجب نہیں بلکہ وہ ان احادیث کی قوت میں اضافہ کا سبب ہے جس کی وجہ سے ان طرق اسانید کی صحت و قوت ہے۔

تعدد طرق کا ایراد جس طرح حدیث کی قوت و صحت کے اظہار اور تائید و تقویت کے لئے ہوتا ہے اسی طرح کبھی حدیث کے معلل اور ضعیف ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے بھی طرق متعددہ وارد کئے جاتے ہیں، جیسا کہ سنن نسائی میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے امام نسائی نے معلل حدیث کو واضح کرنے کے لئے طرق متعددہ وارد کئے ہیں جس حدیث میں وہ کوئی علت انقطاع یا ارسال یا کسی قسم کا اضطراب و اختلاف پاتے ہیں تو وہ اسے ظاہر کرنے کے لئے اس حدیث کے طرق متعددہ وارد کر دیتے ہیں جن سے وہ معلل خفیہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔

حدیث شراحہ عن الشیعی عن علی بھی اسی قبیل سے ہے اس میں علت انقطاع پائی جاتی ہے اس کے دیگر طرق متعددہ میں بھی وہم و غلط ہے۔

موجود ہے اس لئے اس کی متعدد اسانید اس کے لئے موجب تقویت نہیں ہو سکتیں۔ اس کی علیٰ انقطاع وضع بہر صورت ظاہر ہے لہذا اصول محدثین کے مطابق وہ قابل استدلال نہیں۔

روایت شعبی عن علی کے بارے میں ہماری یہ تمام گفتگو محدثین کے قواعد موضوعہ کی بنیاد پر تھی لیکن محققین، محدثین و ائمہ مجتہدین کے مطابق ہمارا مسلک یہاں ہے کہ حدیث شراحہ (بروایہ شعبی عن علی) ثابت ہے لیکن اس کے باوجود جمع بین الجلد والرحم پر اس سے استدلال ضعف سے خالی نہیں اس لئے کہ یہاں اس امر کا احتمال ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے شراحہ کو بحکم کتاب اللہ اس لئے کوڑے مارے ہوں کہ انہیں اس کے محض ہونے کا علم نہ تھا اس کے بعد جب انہیں علم ہوا کہ یہ محض ہے تو بحکم سنت رسول اللہ ﷺ اُسے رجم فرمایا۔ اس کی نظیر ایک حدیث میں ہے جسے ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص مستوجب حد کو سو کوڑے مارے پھر حضور ﷺ کو خبر دی گئی کہ یہ محض (شادی شدہ) ہے تو حضور ﷺ نے اسے رجم کا حکم دیا۔

(سنن ابی داؤد ص ۶۰۹)

اس مقام پر یہ شبہ وارد کرنا صحیح نہیں کہ کوڑے مارنے میں رسول اللہ ﷺ سے ایسی خطا ہوئی کہ اس کا ازالہ بھی نہ ہو سکا۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ مستوجب حد نے اپنے محض ہونے کا اظہار نہ کیا ہو اور اس سے پہلے کہ اس کے محض ہونے کی خبر حضور کو دی جائے، وحی خفی کے ذریعہ اُسے کوڑے مارنے پر من جانب اللہ حضور مامور ہو گئے ہوں اور اس میں یہ حکمت ہو کہ آئندہ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آئے تو سنت نبویہ میں اس کے لئے نمونہ موجود ہو۔

شراحہ کے واقعہ کا اسی نوعیت پر محمول ہونا کسی دلیل شرعی کے خلاف نہیں۔ اس احتمال ناشی من الدلیل کے ہوتے ہوئے جمع بین الجلد والرحم کا دعویٰ اس سے ثابت کرنا یقیناً ضعیف ہے۔

تیسرا اختلاف:

مکرمین رجم کی پانچویں بنیاد کے ضمن میں تیسرا اختلاف یہ مذکور ہوا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حبیب فیخ زانی کے لئے جلد اور رجم دونوں سزائیں ہیں اور حبیب، یعنی جوان شادی شدہ کیلئے صرف رجم ہے جلد نہیں۔

میں عرض کروں گا کہ اس قول کی کوئی دلیل کتاب اللہ میں ہے، نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں۔ اسی لئے علامہ نووی نے اس کے متعلق کہا وہذا مذهب باطل لا اصل له یعنی یہ مذہب (کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی روشنی میں) باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

(تووی علی مسلم جلد ۲ ص ۶۵)

چوتھا اختلاف اس ضمن میں شرائط احصان سے متعلق مذکور ہوا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

احصان رجم کی سات شرطیں حنفیہ میں علمائے احناف نے بیان کیں۔ عقل ۱، بلوغ ۲، حریت ۳، نکاح ۴، پھر نکاح صحیح ساتھ دخول ۵ اور صفت احصان میں زوجین کا ایک دوسرے کے مثل ۶ ہونا اور اسلام ۷ (المبسوط شمس الائمہ شرحی جلد ۵، ص ۳۹) و (فتح القدیر جلد ۵ ص ۲۲)۔

یہاں متاخرین کا قول یہ ہے کہ خاص احسان کے لئے صرف دو شرطیں ہیں اسلام اور نکاح صحیح کے ساتھ ایسی عورت کے ساتھ دخول جو اس کی مثل ہو۔

عقل اور بلوغ کو علی الخصوص احسان کی شرط قرار نہیں دیتے بلکہ یہ دونوں صفتیں ان کے نزدیک عقوبت رجم کی اہلیت کے لئے شرط ہیں اور حریت کو وہ تکمیل عقوبت کی شرط مانتے ہیں۔

اسلام کی شرط میں، لکھ حنفیہ کے ساتھ متفق ہیں اسی طرح عطاء غنوی، شعبی، مجاہد اور سفیان ثوری سب کے نزدیک احسان رجم کے لئے اسلام شرط ہے۔ امام ابو یوسف، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل، احسان رجم کے لئے اسلام کو شرط قرار نہیں دیتے۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو یہودیوں کو رجم فرمایا۔ اسلام و احسان کی شرط قرار دینے والے علماء اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بحکم توراۃ رجم فرمایا تھا اور حکم توراۃ کے مطابق رجم کے لئے احسان شرط نہ تھا۔

ان علماء کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے: من اشرك بالله فليس بمحصن (نصب الراية جلد ۳ ص ۴۲) یہ حدیث مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح روایت کی گئی ہے۔ اس حدیث کو الحق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا اور دارقطنی نے بھی روایت کیا اور یہ کہا کہ اس کا موقوف ہونا صحیح ہے۔

اس حدیث سے اسلام کو احسان کے لئے ضروری قرار دینے والے علماء کی تائید ہوتی ہے اور یہی قول درست معلوم ہوتا ہے اس کے علاوہ احناف کے نزدیک شرائط احسان میں زوجین کی تساوی بھی ضروری ہے جس پر حسب ذیل احادیث سے وہ استدلال کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ لا تحصن المسلم اليهودية ولا النصرانية ولا الحر الامية ولا الحر العبد یعنی یہودی یا نصرانی عورت اور اسی طرح باندی کسی مسلمان آزاد کے نکاح میں آجانے سے اُسے محصن نہیں بناتی اسی طرح (مسلمان) آزاد عورت غلام سے نکاح کرے تو وہ غلام اسے محصنہ نہیں بناتا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب کو فرمایا تم یہودیہ سے نکاح نہ کرو وہ تمہیں محصن نہیں بنا سکتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ بن یمان سے فرمایا۔ یہودیہ کو چھوڑو یعنی اس سے نکاح نہ کرو وہ تمہیں محصن نہیں بنا سکتی۔ حسن بصری نے فرمایا۔ باندی آزاد مرد کو محصن نہیں بنا سکتی۔

یہ تمام احادیث جن میں بعض مرفوع ہیں بعض موقوف اور بعض مقطوع، متعدد محدثین نے روایت کیں مثلاً ابو داؤد (فی المراسل) ابن ابی شیبہ (فی المصنف) طبرانی (فی المعجم) دارقطنی (فی السنن) بیہقی (فی المعرفۃ) ابن عدی (فی الکامل) وغیرہم۔

شمس المائمہ سرخسی نے (مبسوط جلد ۹ ص ۴۱) اور حانظ زلیعی نے (نصب الراية جلد ۳ ص ۴۲۸) پر نقل کیا اور اجلہ ائمہ احناف نے ان سے استدلال کیا۔

پس احادیث اصحاب رحم میں تساوی زوجین کی مثبت ہیں جن صورتوں میں یہ تساوی مٹتی ہوگی۔ وہاں۔

۱۔ جو کلمات نہ ہو سکے گا۔ یہ قول ان تمام احادیث کے عین مطابق ہے جن میں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا احرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان له مخرج لمخرج لخلو اسبیلہ فان الامام ان یخطی فی العفو عہد من ان یخطی فی العقوبۃ (ترمذی جلد اول ۱۷۱ و مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۳۸۴) اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں سے حدود کو دفع کرو جہاں تک تم طاقت رکھتے ہو اگر ان کے لئے کوئی نکلنے کا موقع ہو تو تم اس کا راستہ چھوڑ دو یعنی حد نہ لگاؤ کیوں کہ امام کا معاف کر دینے میں خطا کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں خطا کرے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ادفوا الحدود ما وجدتم لہا مخرجاً دفع کرو حدود کو جب تک تم ان کو دفع کرنے کا موقع پاؤ۔

(۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احرؤا الحدود بالشبہات شبہات کی وجہ سے حدود کو دفع کرو۔

(۴) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: احرؤا الحدود بالشبہات ادفوا القتل عن المسلمین ما استطعتم انتمہن (نیل اوطار جلد ۷ ص ۱۱۰) یعنی شبہات کی وجہ سے حدود کو دفع کرو جہاں تک تم سے ہو سکے مسلمانوں سے قتل کو دفع کرو۔

(۵) حضرت عمر ذروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا لکن اخطی فی الحدود بالشبہات احب الی من ان اقیہا بالشبہات (رواہ ابن شیبہ) اگر شبہات کی وجہ سے حد نہ لگانے میں مجھ سے خطا ہو جائے تو یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ شبہات کے ساتھ میں کسی پر حد قائم کر دوں۔

اصحاب کے ضمن میں اسلام اور تساوی زوجین کے قول کی تائید کے لئے جو احادیث منقول ہوئیں اور شبہات کی وجہ سے حتی الامکان مسلمانوں سے حدود دفع کرنے میں جو احادیث نقل کی گئیں ان کی بعض اسانید میں ضعف و انتظام یا ارسال کے ساتھ کلام کیا گیا لیکن سنت مشہورہ و تعامل موثقیں سے ان کے مضمون کی تائید ہوتی ہے اس لئے ان سے استدلال و احتجاج اہل علم و تحقیق کے نزدیک صحیح ہے۔

کسی خبر و حد کی سند کے صحیح یا ضعیف ہونے پر فی الواقع اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا قطعی حکم آج تک کسی محدث نے نہیں لگایا کیوں کہ عقد بلکہ دقت سے بھی غیر صحیح اور غیر ثابت قول کا صادر ہو جانا ممکن ہے اسی طرح غیر عقد بلکہ متہم بالکذب سے بھی قول صحیح اور ثابت کا صدور محال نہیں (دیکھیے شرح الفیہ للعر، ج ۱ ص ۱۵) محدثین کے قواعد موضوعہ صحت و ضعف کا معیار ضرور ہیں مگر وہ معیار قطعی ہے قطعی نہیں اور اس کی بنیاد بھی علمائے محدثین و محققین پر صرف اعتماد ہے اس لئے کہ لائق اعتماد علماء کا قول اور ان کا تعامل یکسر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

حدیث منقولہ بالا کا مضمون صحیح بخاری کی حسب ذیل حدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت معاذ بن مالک اسلمی کا واقعہ بروایت ابی ہریرہ مرفوعاً امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت معاذ بن مالک نے مسجد نبوی میں حضور ﷺ کے سامنے آنکھ بند آواز سے انی زیت (بے شک میں نے نوا کیا) رسول اللہ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک ان سے پھیر لیا۔

اس قصہ کی روایت کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے طرق متعددہ کثیرہ سے انجباب طرق کے حوالے سے وارد کیا اور سب کی زیادات کو

ترتیب وار جمع کر لیا۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ما عز بن مالک نے چار مرتبہ اپنے لیس پر شہادت دی اور رسول اللہ ﷺ نے ہر مرتبہ ان سے اعراض فرمایا اور ہر بار انہیں واپس کیا۔

حضور ﷺ نے ان سے ایسے سوالات فرمائے جو اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ حضور ﷺ نے اس بات کی پوری کوشش فرمائی کہ کسی شبہ کی بناء پر حد رجم کو ان سے دفع کر دیا جائے مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کیا تجھے جنون ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ حضور ﷺ نے ان کی قوم کے لوگوں سے تحقیق فرمائی کہ انہیں جنون ہے یا نہیں؟ حافظ ابن حجر کے مطابق اس کا مقصد یہی تھا کہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ انہیں جنون ہے تو ان سے حد کو دفع کر دیا جائے۔ حافظ ابن حجر نے قاضی عیاض کا قول نقل کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ کا یہ سوال اس لئے بھی ہو سکتا ہے کہ اس سوال کے بعد شاید وہ اپنے اقرار گناہ سے رجوع کر لیں اور ان کے رجوع کو قبول کر کے رجم کی حد ان سے دفع کر دی جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے پوچھا کہ کیا شخص یعنی شادہ شدہ ہے؟ انہوں نے عرض کی ہاں۔ اس سوال کا مقصد بھی یہی تھا کہ اگر وہ غیر شادی شدہ ہوتے تو ان کی حد سو کوڑے تھی اور رجم ان کی سزا نہ تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا تو نے شراب پی تھی؟ عرض کیا نہیں۔ یہ سوال بھی اس لئے تھا کہ ممکن ہے انہوں نے شراب کے نشے میں زنا کا اقرار کر لیا ہو اور فی الواقع ان سے یہ فعل سرزد نہ ہوا ہو۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ شاید تو نے اسے چوما ہو اور دبوچا ہو اور اسی کو تو نے (لفظ زنا سے تعبیر کرتے ہوئے) زہیت کہہ دیا ہو؟ حالانکہ اس پر حد نہیں انہوں نے عرض کیا نہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان سے اور بھی اسی قسم کے اہم سوالات فرمائے جن کا مقصد صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ان سے اس جرم کے صدور میں کوئی ادنیٰ شبہ بھی نکل آئے تو اس کی بناء پر ان سے حد رجم کو دفع کر دیا جائے۔

ان سوالات کے بعد بھی جب کوئی شبہ نہ نکلا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے پوچھا اتدري ما لزام کیا تم جانتے ہو زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں میں جانتا ہوں (حضور!) میں نے اس سے وہ حرام کام کیا جو کوئی شخص اپنی بیوی سے حلال کام کرتا ہے۔ اس سوال کا مقصد بھی یہی تھا کہ اگر وہ یہ کہہ دیتے کہ حرمت زنا کا مجھے علم نہیں تب بھی ان کی جان بچانے کا راستہ نکل سکتا تھا جب یہ شبہ بھی باقی نہ رہا اور انہیں رجم سے بچانے کی کوئی سبیل باقی نہ رہی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں رجم کرنے کا حکم دے دیا اور انہیں رجم کر دیا گیا۔

لیکن اس سوال و جواب، تفتیش و تحقیق، اعراض و تردید، تعریض و تلقین اور رجوع عن الاقرار کا موقع اسی وقت تک ہے جب تک کہ شبہات کا احتمال باقی رہے اور جب یہ احتمال منقطع ہو گیا اور کسی شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی تو امام کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ وہ حد قائم کرنے میں بلا وجہ شرعی تامل کرے۔ اس پر فرض ہے کہ بلا تامل حد قائم کر دے۔ جیسا کہ اس حدیث میں صراحۃً موجود ہے۔

فرجم: بلا تاخیر حضور ﷺ نے انہیں رجم فرما دیا یا اسی وقت انہیں رجم کرنے کا حکم دے دیا اور وہ رجم کر دیئے گئے۔

بہر نوع شبہات کا احتمال منقطع ہونے سے پہلے شبہات کا تجسس اور تحقیق و تثبیت کا ضروری ہونا، اور اگر کوئی شبہ سامنے آجائے ←

اور دور نہ ہو سکے تو اس کی بناء پر حد کو دفع کر دینا کسی واقعی شبہ کے ہوتے ہوئے حد کو دفع کرنے کی کوشش کرنا، سنت مشہورہ کی روشنی میں بالکل واضح ہو گیا۔

اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے اس مقام پر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں انہیں بار بار لوٹانے کا جو ذکر وارد ہوا ہے اس میں انہیں اقراء نہانا سے رجوع کرنے کا اشارہ فرمایا گیا اور اس بات کا اشارہ بھی کیا گیا کہ اگر وہ اکراہ کا دعویٰ کریں یا نہانا کے معنی بتانے میں ان سے کوئی خطا واقع ہو جائے تو ان کی بات قبول کر لی جائے گی اور حد رجم ان سے دفع ہو سکے گی۔

آخر میں اس حدیث سے احکام کا استنباط کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے بہت سے احکام کا ذکر فرمایا۔ مثلاً

(۱) یہ کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو جان سے مارنے کے لئے ایسا ثبوت ضروری ہے جو ہر قسم کے شبہات سے پاک ہو۔

(۲) مسلمان کی جان بچانے میں پوری کوشش کرنا۔

(۳) انہیں بار بار لوٹانا، اقراء نہانا سے رجوع کی طرف اشارہ تھا اور اس بات کی طرف بھی اشارہ تھا کہ اگر وہ اکراہ کا دعویٰ کریں یا نہانا کے معنی سمجھنے میں خطا کے مدعی ہوں یا عورت کی شرمگاہ کے سوا مباشرت کا دعویٰ کریں یا اس کے علاوہ کوئی اور ایسی بات کہیں جس سے حد دفع ہو سکے تو رجم کی سزا ان سے دفع کی جاسکتی ہے۔

(۴) باعز بن مالک جیسے شخص سے امام کا منہ پھیرنا لینا درست ہے جس کا اقرار شبہات کا احتمال رکھتا ہے۔

(۵) نہانا کا اقرار کرنے والے سے تصریح کے بغیر اشارہ کرنا کہ وہ اپنے اقراء سے رجوع کر لے۔

(۶) امام کے لئے جائز ہے کہ موجب حد جرم کا اقرار کرنے والے کو ایسی تلقین کرے جس سے اس کی حد دفع ہو جائے۔

بخوف طوالت ہم نے اختصار سے کام لیا ہے تاہم سنت مشہورہ کی چند جھلکیاں جو بطور نمونہ ہم نے پیش کی ہیں ان سے یہ حقیقت اچھی طرح روشن ہوگئی کہ مسلمان سے شبہات کی بناء پر حدود کو دفع کرنے کی جو احادیث ہم وارد کر چکے ہیں، ان کی سندوں میں کسی نے کیسا ہی کلام کیوں نہ کیا ہو، مگر سنت نبوی کی روشنی میں ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

فقہ و محدثین، ائمہ دین سب کا قول یہی ہے کہ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں فرمایا ولا شک ان ہذا الحکم وہودہ الحدیث مجمع علیہ الخ (فتح القدیر جلد ۵ ص ۷) یعنی اس میں شک نہیں کہ حد دفع کرنے کا یہ حکم مجمع علیہ ہے جس پر سب علماء امت متفق ہیں۔

مختصر یہ کہ عدم تساوی زوجین کی مذکورہ صورتوں میں ایجاب رجم کے قائلین کا متعلقہ احادیث کو یکسر نظر انداز کر دینا بعید عن الصواب ہے۔

اس کے برعکس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ان احادیث کے مطابق عدم تحقیق احسان کی بنیاد پر نفی رجم کا قول اختیار فرمانا حدیث احروا لحدود عن المسلمین ما استطعتم اور سنت مشہورہ میں اسی ضمن کی روشنی میں کمال حزم و احتیاط پر مبنی ہونے کے باعث اقرب الی الصواب بلکہ عین صواب معلوم ہوتا ہے۔

اور اس قول سے مسائل دینیہ و احکام فقہیہ کے استنباط میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائی بالغ نظری اور کتاب و سنت کے علوم میں

اعلیٰ درجہ کی بصیرت نامہ پر روشنی پڑتی ہے۔ واللہ الحجة السامیة

یہاں تک ہمارا خطاب اسلامی ذہنیت سے تھا اس کے بعد چند باتیں ہم مغربیت زدہ اذہان کو مخاطب کر کے کہنا چاہتے ہیں۔

یہ حضرات کہتے ہیں کہ رجم اور کوڑوں کی سزا نہایت سخت بلکہ وحشت و بربریت کے مترادف ہے جو انسانوں کے لئے زیب نہیں دیتی۔ دوسری بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ ایک ہی جرم کی مختلف سزائیں عقل کے خلاف ہیں یعنی غلام باندی سے یہ جرم سرزد ہوتا تو اس کی سزا صرف پچاس کوڑے ہیں اور غیر شادی شدہ آزاد کی سزا سو کوڑے ہیں اور شادی شدہ آزاد کی سزا رجم ہے جب تینوں قسم کے مجرموں کا ایک ہی جرم ہے تو سب کے لئے ایک ہی سزا ہونی چاہیے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ سزائیں جرم اور مجرم دونوں کا لحاظ رکھا جائے اور یہ لحاظ شریعت محمدی میں رکھا گیا ہے۔ واقعی رجم اور کوڑوں کی سزائیں سنگین ہیں لیکن اس کا سنگین ہونا جرم کے لحاظ سے ہے۔ یہ وہ جرم ہے جو انسانی عزت و ناموس کو پارہ پارہ کر دیتا ہے جس شخص میں کچھ بھی انسانی غیرت ہوگی، وہ محسوس کرے گا کہ اس جرم کا ارتکاب انسانیت پر ایسی شدید وحشت و بربریت کا مظاہرہ ہے جس کا تصور بھی قابل برداشت نہیں، اس لئے اس کی سزا بھی رجم اور کوڑوں کی صورت میں سنگین اور شدید مقرر فرمائی گئی لیکن ساتھ ہی سزا دینے میں کمال احتیاط کو بھی ملحوظ رکھا گیا اور ثبوت جرم کے لئے ایسی کڑی شرطیں مقرر کی گئیں کہ جن کے ہوتے ہوئے جرم ثابت ہونے میں کوئی شبہ باقی نہ رہے اور کسی بے گناہ پر یہ سنگین حد جاری نہ ہونے پائے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ سزا کا بنیادی مقصد جرائم کا انسداد ہے اگر کسی بھاری جرم کی سزا ہلکی ہو تو سزا کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر سنگین جرائم کی سنگین سزائیں لوگوں کو دی جائیں تو جرائم کا انسداد ہوگا اور معاشرہ برائیوں سے پاک ہو سکے گا۔

دوسری بات کہ ایک ہی جرم کی مختلف سزائیں عقل کے خلاف ہیں تو میں ابھی عرض کر چکا ہوں کہ عقل سلیم کے مطابق سزا دینے میں جرم اور مجرموں دونوں کا لحاظ ضروری ہے۔ رجم اور کوڑوں کی صورت میں سنگین سزا جرم کے لحاظ سے مقرر فرمائی گئی اور اس سنگین سزا کی نوعیت یا کی بیشی کا اختلاف مجرموں کے لحاظ سے رکھا گیا۔ بے شک غلام اور آزاد اور شادی شدہ تینوں سے ایک ہی جرم سرزد ہوا مگر ہر مجرم کی حیثیت دوسرے سے مختلف ہے۔ اس لئے ان کی سزائیں نوعیت یا کی بیشی کا تفاوت رکھا گیا۔

ہر شخص جانتا ہے کہ غلام اپنے مالک کے سامنے بے اختیار ہونے کی وجہ سے اپنی اصلاح حال کے لئے سازگار ماحول نہیں پاتا۔ غلامی کی قید اس کے لئے نفع رہتی ہے اور برے کام اس کی عادت بن جاتے ہیں اس بناء پر اس کے لئے برائی سے بچنا دشوار ہو جاتا ہے لہذا اس کی سزا آزاد شخص کی سزا سے نصف یعنی پچاس کوڑے مقرر ہوئے۔ بخلاف کنوارے آزاد خود مختار انسان کے جو غلامی کی قید میں مقید نہیں تعلیم و تربیت و تہذیب و اخلاق کے لئے اس کا ماحول سازگار ہے لیکن اس کے باوجود اس نے اپنے آپ کو حسن خلق اور علم و عمل کی دولت سے محروم رکھ اور سرکشی کی راہ اختیار کر کے بدکاری کا مرکب ہوا تو اس کا جرم غلام کے مقابلہ میں زیادہ سنگین قرار پائے گا اور اس کی سزا غلام کی سزا سے زیادہ ہوگی۔ اسی بناء پر اس کے لئے سو کوڑے مقرر فرمائے گئے۔

مسئلہ ۱۰: گواہوں سے قاضی نے جب زنا کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے جو بیان کیا ہے اب اس سے زیادہ بیان نہ کریں گے یا بعض نے حقیقت بیان کی اور بعض نے نہیں تو ان دونوں صورتوں میں حد نہیں نہ اوس پر نہ گواہوں پر۔ یوہیں جب اوس سے پوچھا کہ کس عورت سے زنا کیا تو کہنے لگے ہم اوسے نہیں پہچانتے یا پہلے تو یہ کہا کہ ہم نہیں پہچانتے، بعد میں کہا کہ فلاں عورت کے ساتھ، جب بھی حد نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۱: دوسرا طریقہ اس کے ثبوت کا اقرار ہے کہ قاضی کے سامنے چار بار چار مجلسوں میں ہوش کی حالت میں صاف اور صریح لفظ میں زنا کا اقرار کرے اور تین مرتبہ تک ہر بار قاضی اُس کے اقرار کو رد کر دے جب چوتھی بار اوس نے اقرار کیا اب وہی پانچ سوال قاضی اس سے بھی کریگا یعنی زنا کس کو کہتے ہیں اور کس کے ساتھ کیا اور کب کیا اور کہاں کیا اور کس طرح کیا اگر سب سوالوں کا جواب ٹھیک طور پر دینے سے تو حد قائم کریں گے۔ اور اگر قاضی کے سوا کسی اور کے سامنے اقرار کیا یا نشہ کی حالت میں کیا یا جس عورت کے ساتھ بتاتا ہے وہ عورت انکار کرتی ہے یا عورت جس مرد کو بتاتی ہے وہ مرد انکار کرتا ہے یا وہ عورت گونگی یا مرد گونگا ہے یا وہ عورت کہتی ہے میرا اس کے ساتھ نکاح ہوا ہے یعنی جس وقت زنا کرنا بتاتا ہے اوس وقت میں اس کی زوجہ تھی یا مرد کا عضو تناسل بالکل کٹا ہے یا عورت کا سوراخ بند ہے۔ غرض جس کے ساتھ زنا کا اقرار ہے وہ منکر ہے یا خود اقرار کرنے والے میں صلاحیت نہ ہو یا جس کے ساتھ بتاتا ہے اوس سے زنا میں حد نہ ہو تو ان سب صورتوں میں حد نہیں۔ (13)

مسئلہ ۱۲: زنا کے بعد اگر ان دونوں کا باہم نکاح ہوا تو یہ نکاح حد کو دفع نہ کریگا۔ یوہیں اگر عورت کنیز تھی اور زنا

تاہم وہ آزاد، خود مختار انسان ہونے کی وجہ سے ابھی حصن نکاح میں نہیں آیا۔ اس لئے اس کا جرم فی نفسہ سنگین ہونے کے باوجود اس مسلمان آزاد انسان کے جرم سے ہلکا ہے جو حصن نکاح میں داخل ہو کر حصن ہو گیا اور شادی شدہ ہونے کے بعد اس نے جرم کا ارتکاب کیا اور وہ سرکشی میں آزاد کنوارے شخص سے بھی آگے نکل گیا۔ اس لئے اس کی سزا جرم قرار پائی جو انتہائی سنگین ہے اور اسی مجرم کے لحاظ سے مقرر کی گئی ہے۔ یہاں شخص معاشرہ کے لئے ناسور کی حیثیت رکھتا ہے جسے ذلیل ترین جرم کی پاداش میں ذلیل و خوار اور سنگسار کر کے ختم کر دینا ہی حکمت و مصلحت کے عین مطابق ہے۔

مختصر یہ کہ ہر مجرم کی حیثیت چونکہ مختلف تھی اس لئے ہر ایک کی سزا اس کے حسب حال مقرر فرمائی گئی۔

عقل سلیم کی روشنی میں عدس و انصاف کا تقاضا یہی تھا جسے شریعت اسلامیہ نے پورا کر دیا۔ (مقالات کاظمی جلد ۳)

(12) البحر الرائق، کتاب الحدود، ج ۵، ص ۹۔

(13) نساوی، المسند، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۳۳۔

والد مختار، کتاب الحدود، ج ۶، ص ۱۵، وغیرہا۔

کے بعد اسے خرید لیا تو اس سے حد جاتی نہ رہے گی۔ (14)

مسئلہ ۱۳: اگر ایک ہی مجلس میں چار بار اقرار کیا تو یہ ایک اقرار قرار دیا جائیگا اور اگر چار دنوں میں یا چار مہینوں میں چار اقرار ہوئے تو حد ہے جبکہ اور شرائط بھی پائے جائیں۔ (15)

مسئلہ ۱۴: بہتر یہ ہے کہ قاضی اسے یہ تلقین کرے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا چھوا ہوگا یا شہمہ کے ساتھ دلی کی ہوگی یا تو نے اس سے نکاح کیا ہوگا۔ (16)

مسئلہ ۱۵: اقرار کرنے والے سے جب پوچھا گیا کہ تو نے کس عورت سے زنا کیا ہے تو اس نے کہا میں پہچانتا نہیں یا جس عورت کا نام لیتا ہے وہ اس وقت یہاں موجود نہیں کہ اس سے دریافت کیا جائے تو ایسے اقرار پر بھی حد قائم کریں گے۔ (17)

مسئلہ ۱۶: قاضی کو اگر ذاتی علم ہے کہ اس نے زنا کیا ہے تو اس کی بنا پر حد نہیں قائم کر سکتا جب تک چار مردوں کی گواہیاں نہ گزریں یا زانی چار بار اقرار نہ کر لے۔ اور اگر کہیں دوسری جگہ اس نے اقرار کیے اور اس اقرار کی شہادت قاضی کے پاس گزری تو اس کی بنا پر حد نہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۷: جب اقرار کر لے گا تو قاضی دریافت کریگا کہ وہ محسن ہے یا نہیں اگر وہ محسن ہونے کا بھی اقرار کرے تو احسان کے معنی پوچھے اگر بیان کر دے تو رجم ہے اور اگر محسن ہونے سے انکار کیا اور گواہوں سے اس کا محسن ہونا ثابت ہے جب بھی رجم ہے ورنہ دُرے مارنا۔ (19)

مسئلہ ۱۸: اقرار کر چکنے کے بعد اب انکار کرتا ہے حد قائم کرنے سے پہلے یا درمیان حد میں یا اثنائے حد میں بھاگنے لگا یا کہتا ہے کہ میں نے اقرار ہی نہ کیا تھا تو اُسے چھوڑ دیں گے حد قائم نہ کریں گے اور اگر شہادت سے زنا ثابت ہوا ہو تو رجوع یا انکار یا بھاگنے سے حد موقوف نہ کریں گے۔ اور اگر اپنے محسن ہونے کا اقرار کیا تھا پھر اس سے رجوع کر گیا (یعنی اپنے محسن ہونے کے اقرار سے مکر گیا) تو رجم نہ کریں گے۔ (20)

(14) الدر المختار، کتاب الحدود، ج ۶ ص ۱۶۔

(15) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲ ص ۱۴۴۔

(16) المرجع السابق۔

(17) البحر الرائق، کتاب الحدود، ج ۵ ص ۱۲۔

(18) المرجع السابق۔

(19) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲ ص ۱۴۳۔

(20) الدر المختار، کتاب الحدود، ج ۶ ص ۱۶۔

مسئلہ ۱۹: گواہوں سے زنا ثابت ہوا اور حد قائم کی جا رہی تھی اثنائے حد میں بھاگ گیا تو اسے دوڑ کر پکڑیں اگر فوراً پل جائے تو بقیہ حد قائم کریں اور چند روز کے بعد ملا تو حد ساقط ہے۔ (21)

مسئلہ ۲۰: رجم کی صورت یہ ہے کہ اسے میدان میں لیجا کر اس قدر پتھر ماریں کہ مرجائے اور رجم کے لیے لوگ نماز کی طرح صفیں باندھ کر کھڑے ہوں جب ایک صف مار چکے تو یہ ہٹ جائے اب اور لوگ ماریں۔ اگر رجم میں ہر شخص یہ قصد کرے (ارادہ کرے) کہ ایسا ماروں کہ مرجائے تو اس میں بھی حرج نہیں۔ ہاں اگر یہ اس کا ذی رجم محرم ہے تو ایسا قصد کرنے کی اجازت نہیں اور اگر ایسے شخص کو جس پر رجم کا حکم ہو چکا ہے کسی نے قتل کر ڈالا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر نہ قصاص ہے نہ دیت مگر سزا دیئے کہ اس نے کیوں پیش قدمی کی۔ ہاں اگر حکم رجم سے پہلے ایسا کیا تو قصاص یا دیت واجب ہوگی۔ (22)

مسئلہ ۲۱: اگر زنا گواہوں سے ثابت ہوا ہے تو رجم میں یہ شرط ہے کہ پہلے گواہ ماریں اگر گواہ رجم کرنے سے کسی وجہ سے مجبور ہیں مثلاً سخت بیمار ہیں یا اون کے ہاتھ نہ ہوں تو ان کے سامنے قاضی پہلے پتھر مارے اور اگر گواہ مارنے سے انکار کریں یا وہ سب کہیں چلے گئے یا مر گئے یا اون میں سے ایک نے انکار کیا یا چلا گیا یا مر گیا یا گواہی کے بعد ان کے ہاتھ کسی وجہ سے کاٹے گئے تو ان سب صورتوں میں رجم ساقط ہو گیا۔ (23)

مسئلہ ۲۲: سب گواہوں میں یا اون میں سے ایک میں کوئی ایسی بات پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے وہ اب اس قابل نہیں کہ گواہی قبول کی جائے مثلاً فاسق ہو گیا یا اندھا یا گونگا ہو گیا یا اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی اگرچہ یہ عیوب حکم رجم کے بعد پائے گئے تو رجم ساقط ہو جائیگا۔ یوں اگر زانی غیر مجتہد ہو تو کوڑے مارنا بھی ساقط ہے اور گواہ مر گیا یا غائب ہو گیا تو دوڑے مارنے کی حد ساقط نہ ہوگی۔ (24)

مسئلہ ۲۳: گواہوں کے بعد بادشاہ پتھر ماریگا پھر اور لوگ اور اگر زنا کا ثبوت زانی کے اقرار سے ہوا ہو تو پہلے بادشاہ شروع کرے اس کے بعد اور لوگ۔ (25)

(21) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۳۳۔

(22) الدر المختار، کتاب الحدود، ج ۶، ص ۱۷۔

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۳۵۔

(23) الدر المختار، کتاب الحدود، ج ۶، ص ۱۷۔

(24) الدر المختار، کتاب الحدود، ج ۶، ص ۱۷۔

(25) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۳۶، وغیرہ۔

مسئلہ ۲۴: اگر قاضی عادل فقیہ نے رجم کا حکم دیا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ جو لوگ حکم دینے کے وقت موجود تھے وہی رجم کریں بلکہ اگرچہ ان کے سامنے شہادت نہ گزری ہو رجم کر سکتے ہیں اور اگر قاضی اس صفت کا نہ ہو تو جب تک شہادت سامنے نہ گزری ہو یا فیصلہ کی تفتیش کر کے موافق شرع نہ پالے اس وقت تک رجم جائز نہیں۔ (26)

مسئلہ ۲۵: جس کو رجم کیا گیا، اسے غسل و کفن دینا اور اس کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ (27)

مسئلہ ۲۶: اگر وہ شخص جس کا زنا ثابت ہوا محسن نہ ہو تو اسے دڑے مارے جائیں، اگر آزاد ہے تو سو ۱۰۰ دڑے اور غلام یا باندی ہے تو پچاس ۵۰ اور دڑہ اس قسم کا ہو جس کے کنارہ پر گرہ نہ ہونے اس کا کنارہ سخت ہو اگر ایسا ہو تو اس کو کوٹ کر ملائم کر لیں اور متوسط طور پر ماریں، نہ آہستہ نہ بہت زور سے۔ نہ دڑے کو سر سے اُونچا اٹھا کر مارے نہ بدن پر پڑنے کے بعد اسے کھینچے بلکہ اُوپر کو اٹھالے اور بدن پر ایک ہی جگہ نہ مارے، بلکہ مختلف جگہوں پر مگر چہرہ اور سر اور شرمگاہ پر نہ مارے۔ (28)

مسئلہ ۲۷: دڑہ مارنے کے وقت مرد کے کپڑے اوتار لیے جائیں مگر تہبند یا پاجامہ نہ اوتاریں کہ ستر ضرور ہے اور عورت کے کپڑے نہ اوتارے جائیں ہاں پوشتین (چمڑے کا کوٹ) یا روئی بھرا ہوا کپڑا پہنے ہو تو اسے اوتار دالیں مگر جبکہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو تو اسے بھی نہ اوتار دالیں اور مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر دڑے ماریں۔ زمین پر لٹا کر نہ ماریں اور اگر مرد کھڑا نہ ہو تو اسے ستون سے باندھ کر یا پکڑ کر کوڑے ماریں۔ اور عورت کے لیے اگر گڑھا کھودا جائے تو جائز ہے یعنی جبکہ زنا گواہوں سے ثابت ہوا ہو اور مرد کے لیے نہ کھودیں۔ (29)

مسئلہ ۲۸: اگر ایک دن پچاس کوڑے مارے دوسرے دن پھر پچاس مارے تو کافی ہیں اور اگر ہر روز ایک ایک یا دو دو کوڑے مارے اور یوں مقدار پوری کی تو کافی نہیں۔ (30)

مسئلہ ۲۹: ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوڑے بھی ماریں اور رجم بھی کریں اور یہ بھی نہیں کہ کوڑے مار کر کچھ دنوں کے لیے

(26) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۳۶۔

ورد المختار، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعاً... الخ، ج ۶، ص ۱۹۔

(27) تنویر الابصار، کتاب الحدود، ج ۶، ص ۲۰۔

(28) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعاً... الخ، ج ۶، ص ۲۰۔

(29) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ج ۲، ص ۱۳۶۔

والدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعاً... الخ، ج ۶، ص ۲۱۔

(30) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعاً... الخ، ج ۶، ص ۲۱۔

شہر بدر کریں۔ ہاں اگر حاکم کے نزدیک شہر بدر کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو کر سکتا ہے مگر یہ حد کے اندر داخل نہیں بلکہ اہم کی جانب سے ایک علیحدہ سزا ہے۔ (31)

مسئلہ ۳۰: زانی اگر مریض ہے تو رجم کر دیئے مگر کوڑے نہ ماریئے جب تک اچھا نہ ہو جائے ہاں اگر ایسا بیمار ہو کر اچھے ہونے کی امید نہ ہو تو بیماری ہی کی حالت میں کوڑے ماریں مگر بہت آہستہ یا کوئی ایسی لکڑی جس میں سو (۱۰۰) شاخیں ہوں اوس سے ماریں کہ سب شاخیں اوس کے بدن پر پڑیں۔ (32)

مسئلہ ۳۱: عورت کو حمل ہو تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے حد قائم نہ کریں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اگر رجم کرنا ہے تو فوراً کر دیں، ہاں اگر بچہ کی تربیت کر نیوالا کوئی نہ ہو تو دو ۲ برس بچہ کی عمر ہونے کے بعد رجم کریں اور اگر کوڑے مارنے کا حکم ہو تو نفاس کے بعد مارے جائیں۔ عورت کو حد کا حکم ہوا اور اوس نے اپنا حاملہ ہونا بیان کیا تو عورتیں اس کا معاینہ کریں اگر یہ کہہ دیں کہ حمل ہے تو دو ۲ برس تک قید میں رکھی جائے اگر اس درمیان میں بچہ پیدا ہو گیا تو وہی کریں جو اوپر مذکور ہوا اور بچہ پیدا نہ ہوا تو اب حد قائم کر دیں۔ (33)

مسئلہ ۳۲: محسن ہونے کی سات ۷ شرطیں ہیں۔ (۱) آزاد ہونا۔ (۲) عاقل ہونا۔ (۳) بالغ ہونا۔ (۴) مسلمان ہونا۔ (۵) نکاح صحیح ہونا۔ (۶) نکاح صحیح کے ساتھ وطی ہونا۔ (۷) میاں بی بی دونوں کا وقت وطی میں صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہونا۔ لہذا اگر باندی سے نکاح کیا ہے یا آزاد عورت نے غلام سے نکاح کیا تو محسن و محسنہ نہیں، ہاں اگر اوس کے آزاد ہونے کے بعد وطی واقع ہوئی تو اب محسن ہو گئے۔ (34)

مسئلہ ۳۳: مرد کے زنا پر چار گواہ گزرے اور وہ کہتا ہے کہ میں محسن نہیں حالانکہ اس کی عورت کے اس کے نکاح میں بچہ پیدا ہو چکا ہے تو رجم کیا جائے گا اور بی بی ہے مگر بچہ پیدا نہیں ہوا ہے تو جب تک گواہوں سے محسن ہونا ثابت نہ ہو لے رجم نہ کریئے۔ (35)

مسئلہ ۳۴: مرتد ہونے سے احسان جاتا رہتا ہے پھر اس کے بعد اسلام لایا تو جب تک دخول نہ ہو محسن نہ ہوگا۔ اور پاگل اور بوہرا ہونے سے بھی احسان جاتا رہتا ہے مگر ان دونوں میں اچھے ہونے کے بعد احسان لوٹ آئے

(31) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، مطلب فی الکلام علی السیاسة، ج ۶، ص ۲۲۔

(32) مرجع السابق، ص ۲۲۔

(33) مرجع سابق۔

(34) الدر المختار، کتاب الحدود، ج ۶، ص ۲۵، وغیرہ۔

(35) بحر رائق، کتاب الحدود، باب الشہادة علی الزنا... الخ، ج ۵، ص ۴۱۔

گا اگرچہ افاقہ کی حالت میں وطی نہ کی ہو۔ (36)

مسئلہ ۵۳: محض ہونے کا ثبوت دومر دیا ایک مرد و عورتوں کی گواہی سے ہو جائیگا۔ (37)

مسئلہ ۵۴: محض رہنے کے لیے نکاح کا باقی رہنا ضرور نہیں، لہذا نکاح کے بعد وطی کر کے طلاق دیدی تو محض ہی

ہے، اگرچہ عمر بھر مجرد (یعنی شادی کے بغیر) رہے۔ (38)



(36) اغتواوی الھندیہ، کتاب الحدود، الباب الثالث فی کیفیۃ الحد، ج ۲، ص ۱۴۵۔

(37) المرجع السابق۔

(38) اندر المختار، کتاب الحدود، ج ۲، ص ۲۸۔

کہاں حد واجب ہے اور کہاں نہیں

ترمذی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں ہی ہو سکے مسلمانوں سے حدود دفع کرو (یعنی اگر حدود کے ثبوت میں کوئی شبہ ہو تو قائم نہ کرو، اگر کوئی راہ نکل سکتی ہو تو اسے چھوڑ دو) کہ امام معاف کرنے میں خطا کرے، یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا دینے میں غلطی کرے۔ (1) نیز ترمذی وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت سے جبراً رہا کیا گیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس عورت پر حد نہ لگائی اور اس مرد پر حد قائم کی جس نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ (2)

مسئلہ ۱: یہ ہم اوپر بیان کر آئے کہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ وطی حرام کی نسبت یہ کہتا ہے کہ میں نے اسے طلال گمان کیا تھا تو حد ساقط ہو جائیگی اور اگر اس نے ایسا ظاہر نہ کیا تو حد قائم کی جائیگی اور اس کا اعتبار صرف اس شخص کی نسبت کیا جاسکتا ہے جس کو ایسا شبہ ہو سکتا ہے اور جس کو نہیں ہو سکتا وہ اگر دعویٰ کرے تو مسموع نہ ہوگا اور اس میں گمان کا پایا جانا ضرور ہے فقط وہم کافی نہیں۔ (3)

مسئلہ ۲: اکراہ کا دعویٰ کیا تو محض دعویٰ سے حد ساقط نہ ہوگی جب تک گواہوں سے یہ ثابت نہ کر لے کہ اکراہ پایا گیا۔ (4)

مسئلہ ۳: جس عورت سے وطی کی گئی اس میں یلک کا شبہ ہو تو حد قائم نہ ہوگی اگرچہ اس کو حرام ہونے کا گمان ہو، جیسے (۱) اپنی اولاد کی باندی۔ (۲) جس عورت کو الفاظ کناہیہ سے طلاق دی اور وہ عدت میں ہو، اگرچہ تین طلاق کی نیت کی ہو۔ (۳) بائع (بیچنے والا) کا بیچی ہوئی لونڈی سے وطی کرنا جبکہ مشتری (خریدار) نے لونڈی پر قبضہ نہ کیا ہو بلکہ بیع اگر فاسد ہو تو قبضہ کے بعد بھی۔ (۴) شوہر نے نکاح میں لونڈی کا مہر مقرر کیا اور ابھی وہ لونڈی عورت کو نہ دی تھی کہ اس لونڈی سے وطی کی۔ (۵) لونڈی میں چند شخص شریک ہیں، اون میں سے کسی نے اس سے وطی کی۔ (۶) اپنے مکاتب کی

(1) سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی درء الحدود، الحدیث ۱۴۲۹، ج ۳، ص ۱۱۵۔

(2) المرجع السابق، باب ما جاء فی المرأة اذا استکبرت علی الزنا، الحدیث ۱۴۵۸، ج ۳، ص ۱۳۵۔

(3) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد... الخ، ج ۲، ص ۱۳۷۔

(4) اندر المختار، کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد... الخ، ج ۶، ص ۲۹۔

کنیز (لونڈی) سے وطی کی۔ (۷) غلام مازون جو خود اور اس کا تمام مال دین میں مستغرق ہے (یعنی قرض تمام مال کو شامل ہو)، اُس کی لونڈی سے وطی کی۔ (۸) غنیمت میں جو عورتیں حاصل ہوئیں تقسیم سے پہلے اون میں سے کسی سے وطی کی۔ (۹) بائع کا اس لونڈی سے وطی کرنا جس میں مشتری کو اختیار (اختیار) تھا۔ (۱۰) یا اپنی لونڈی سے استبراء سے قبل وطی کی۔ (۱۱) یا اس لونڈی سے وطی کی جو اس کی رضاعی بہن ہے۔ (۱۲) یا اس کی بہن اس کے تصرف (قبضہ) میں ہے۔ (۱۳) یا اپنی اس لونڈی سے وطی کی جو مجوسہ (آگ کی پوجا کرنے والی) ہے۔ (۱۴) یا اپنی زوجہ سے وطی کی (جماع کیا) جو مرتدہ ہو گئی ہے یا اور کسی وجہ سے حرام ہو گئی، مثلاً اس کے بیٹے سے اس کا تعلق ہو گیا یا اس کی ماں یا بیٹی سے اس نے جماع کیا۔ (۵)

مسئلہ ۴: شبہ جب محل میں ہو تو حد نہیں ہے اگرچہ وہ جانتا ہے کہ یہ وطی حرام ہے بلکہ اگرچہ اس کو حرام بتاتا ہو۔ (۶)

مسئلہ ۵: شبہ فعل اس کو شبہ اشتباہ کہتے ہیں کہ محل تو مشتبہ نہیں، مگر اس نے اس وطی کو حلال گمان کر لیا تو جب ایسا دعویٰ کریگا تو دونوں میں کسی پر حد قائم نہ ہوگی اگرچہ دوسرے کو اشتباہ نہ ہو، مثلاً (۱) ماں باپ کی لونڈی سے وطی کی یا (۲) عورت کو صریح لفظوں میں تین طلاقیں دیں اور زمانہ عدت میں اس سے وطی کی خواہ ایک لفظ سے تین طلاقیں دیں یا تین لفظوں سے۔ ایک مجلس میں یا متعدد مجلسوں میں۔ (۳) یا اپنی عورت کی باندی یا (۴) موٹی کی باندی سے وطی کی یا (۵) مرتہن (جس کے پاس گروی رکھی ہے) نے اُس لونڈی سے وطی کی جو اس کے پاس گروی ہے یا (۶) دوسرے کی لونڈی اس لیے عاریۃ لایا تھا کہ اس کو گروی رکھے گا اور اس سے وطی کی یا (۷) عورت کو مال کے بدلے میں طلاق دی یا مال کے عوض خلع کیا، اُس سے عدت میں وطی کی یا (۸) ام ولد کو آزاد کر دیا اور زمانہ عدت میں اس سے وطی کی، ان سب میں حد نہیں جبکہ دعویٰ کرے کہ میرے گمان میں وطی حلال تھی اور اگر اس قسم کی وطی ہوئی اور وہ کہتا ہے کہ میں حرام جانتا تھا اور دوسرا موجود نہیں کہ اس کا گمان معلوم ہو سکے تو جو موجود ہے، اس پر حد قائم کی جائے گی۔ (۷)

مسئلہ ۶: بھائی یا بہن یا چچا کی لونڈی یا خدمت کے لیے کسی کی لونڈی عاریۃ لایا تھا یا نوکر رکھ کر لایا تھا یا اس کے

(۵) اندر المختار در المختار، کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب... الخ، مطلب فی بیان شیعۃ المحلل، ج ۶، ص ۳۰-۳۲.

(۶) رد المختار، کتاب الحدود، مطلب الزانی شرعاً... الخ، ج ۶، ص ۹.

(۷) الدر المختار کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد... الخ، ج ۶، ص ۳۳-۳۵.

واستأوی المہندیۃ، کتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد... الخ، ج ۲، ص ۱۳۸.

پس المیہ تھی اس سے وطی کی تو حد ہے اگرچہ حلال ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔ (8)

مسئلہ ۷: نکاح کے بعد پہلی شب میں جو عورت رخصت کر کے اس کے یہاں لائی گئی اور عورتوں نے بیان کیا کہ یہ تیری بی بی ہے اس نے وطی کی بعد کو معلوم ہوا کہ بی بی نہ تھی تو حد نہیں۔ (9) یعنی جبکہ پیشتر (پہلے) سے یہ اس عورت کو نہ پہچانتا ہو جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے اور اگر پہچانتا ہے اور دوسری عورت اس کے پاس لائی گئی تو اون عورتوں کا قول کس طرح اعتبار کریگا۔ یوہیں اگر عورتیں نہ کہیں مگر سسرال والوں نے جس عورت کو اس کے یہاں بھیج دیا ہے اُس میں شک یہی گمان ہوگا کہ اسی کے ساتھ نکاح ہوا ہے جبکہ پیشتر سے دیکھا نہ ہو اور بعض واقعے ایسے ہوئے بھی ہیں کہ ایک گھر میں دو برائیں آئیں اور رخصت کے وقت دونوں بہنیں بدل گئیں اس کی اس کے یہاں اس کی اس کے یہاں آگئی ہذا یہ اشتباہ ضرور معتبر ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸: شبہ عقد یعنی جس عورت سے نکاح نہیں ہو سکتا اس سے نکاح کر کے وطی کی مثلاً دوسرے کی عورت سے نکاح کیا یا دوسرے کی عورت ابھی عدت میں تھی اس سے نکاح کیا تو اگرچہ یہ نکاح نکاح نہیں مگر حد ساقط ہوگئی، مگر سے سزا دی جائے گی۔ یوہیں اگر اس عورت کے ساتھ نکاح تو ہو سکتا ہے مگر جس طرح نکاح کیا وہ صحیح نہ ہوا مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح کیا کہ یہ نکاح صحیح نہیں مگر ایسے نکاح کے بعد وطی کی تو حد ساقط ہوگئی۔ (10)

مسئلہ ۹: اندھیری رات میں اپنے بستر پر کسی عورت کو پایا اور اسے زوجہ گمان کر کے وطی کی حالانکہ وہ کوئی دوسری عورت تھی تو حد نہیں۔ یوہیں اگر وہ شخص اندھا ہے اور اپنے بستر پر دوسری کو پایا اور زوجہ گمان کر کے وطی کی اگرچہ دن کا وقت ہے تو حد نہیں۔ (11)

مسئلہ ۱۰: عاقل بالغ نے پاگل عورت سے وطی کی یا اتنی چھوٹی لڑکی سے وطی کی، جس کی مثل سے جماع کیا جاتا ہو یا عورت سو رہی تھی اس سے وطی کی تو صرف مرد پر حد قائم ہوگی، عورت پر نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۱: مرد نے چوپایہ سے وطی کی یا عورت نے بندر سے کرائی تو دونوں کو سزا دیئے گئے اور اس جانور کو ذبح کر کے جدیدیں، اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے۔ (13)

(8) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد... الخ، ج ۲، ص ۱۳۸۔

(9) الدر المختار، کتاب الحدود، ج ۶، ص ۴۱۔

(10) الدر المختار، کتاب الحدود، ج ۶، ص ۳۶-۳۸، وغیرہ۔

(11) رد المحتار، کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد... الخ، مطلب اذا استحل المحرم... الخ، ج ۶، ص ۴۰۔

(12) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء... الخ، ج ۲، ص ۱۳۹۔

(13) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد... الخ، مطلب فی وطء البھیمۃ، ج ۶، ص ۴۱۔

مسئلہ ۱۲: غلام یعنی پیچھے کے مقام میں وطی کی تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کے اوپر دیوار گرا دیں یا اوپچی جگہ سے اسے اوندھا کر کے گرائیں اور اس پر پتھر برسائیں یا اسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا توبہ کرے یا چند بار ایسا کیا ہو تو بادشاہ اسلام اسے قتل کر ڈالے۔ الغرض یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے، اسی وجہ سے اس میں حد نہیں کہ بعضوں کے نزدیک حد قائم کرنے سے اس گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور یہ اتنا برا ہے کہ جب تک توبہ خاصہ نہ ہو، اس میں پاکی نہ ہوگی اور اغلام کو (یعنی پیچھے کے مقام میں وطی کرنے کو) حلال جانے والا کافر ہے، یہی مذہب جمہور ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۳: کسی کی لونڈی غصب کر لی اور اس سے وطی کی پھر اس کی قیمت کا تاوان دیا تو حد نہیں اور اگر زنا کے بعد غصب کی اور تاوان دیا تو حد ہے۔ یوہیں اگر زنا کے بعد عورت سے نکاح کر لیا تو حد ساقط نہ ہوگی۔ (15)



(14) الدر المختار، کتاب الحدود، باب اللوطۃ الذی یوجب الحد... إلخ، ج ۶، ص ۴۵.

والبحر الرائق، کتاب الحدود، باب اللوطۃ الذی یوجب الحد... إلخ، ج ۵، ص ۲۷، ۲۸، وغیرہ.

(15) الدر المختار، کتاب الحدود، باب اللوطۃ الذی یوجب الحد... إلخ، ج ۶، ص ۴۸.

والفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الغصب، الباب الحادی عشر فیما یلحق العبد المصوب... إلخ، ج ۵، ص ۱۳۵.

زنا کی گواہی دے کر رجوع کرنا

مسئلہ ۱: جو امر موجب حد ہے وہ بہت پہلے پایا گیا اور گواہی اب دیتا ہے تو اگر یہ تاخیر کسی عذر کے سبب ہے مثلاً بیمار تھا یا وہاں سے کچھری دور تھی یا اوس کو خوف تھا یا راستہ اندیشہ ناک (خطرناک) تھا تو یہ تاخیر معسر (نقصان دہ) نہیں یعنی گواہی قبول کر لی جائے گی اور اگر بلا عذر تاخیر کی تو گواہی مقبول نہ ہوگی مگر حد قذف (تہمت زنا کی حد) میں اگرچہ بلا عذر تاخیر ہو گواہی مقبول ہے اور چوری کی گواہی دی اور تمادی ہو چکی ہے (۱) تو حد نہیں مگر چور سے تاوان دلوائیں گے۔ (۲)

مسئلہ ۲: اگر وہ مجرم خود اقرار کرے تو اگرچہ تمادی ہو گئی ہو حد قائم ہوگی مگر شراب پینے کا اقرار کرے اور تمادی ہو تو حد نہیں۔ (۳)

مسئلہ ۳: شراب پینے کے بعد اتنا زمانہ گزرا کہ مونہ سے بو اڑ گئی تو تمادی ہو گئی اور اس کے علاوہ اوروں میں تمادی جب ہوگی کہ ایک مہینہ کا زمانہ گزر جائے۔ (۴)

مسئلہ ۴: تمادی عارض ہونے کے بعد چار گواہوں نے زنا کی شہادت دی تو نہ زانی پر حد ہے، نہ گواہوں پر۔ (۵)

مسئلہ ۵: گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ عورت کہیں چلی گئی ہے تو مرد پر حد قائم کریں گے۔ یوں اگر زانی خود اقرار کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں وہ کون عورت تھی تو حد قائم کی جائے گی۔ اور اگر گواہوں نے کہا معلوم نہیں وہ کون عورت تھی تو نہیں۔ اور اگر گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے چوری کی مگر جس کی چوری کی وہ غائب ہے تو حد نہیں۔ (۶)

(۱) یعنی اتنی مدت گزر چکی ہے جس کے بعد حد نافذ نہیں ہوتی۔

(۲) الدر المختار، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزانی والرجوع عنہا، ج ۶، ص ۵۰۔

(۳) المرجع السابق۔

(۴) تنویر البصار، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزانی والرجوع عنہا، ج ۶، ص ۵۱۔

(۵) رد المحتار، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزانی... إلخ، ج ۶، ص ۵۱۔

(۶) الدر المختار، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزانی والرجوع عنہا، ج ۶، ص ۵۱۔

مسئلہ ۶: چار گواہوں نے شہادت دی کہ فلاں عورت کے ساتھ اس نے زنا کیا ہے مگر دو نے ایک شہر کا نام لیا کہ فلاں شہر میں اور دو نے دوسرے شہر کا نام لیا۔ یا دو کہتے ہیں کہ اس نے جبراً زنا کیا ہے اور دو کہتے ہیں کہ عورت راضی تھی۔ یا دو نے کہا کہ فلاں مکان میں اور دو نے دوسرا مکان بتایا۔ یا دو نے کہا مکان کے نیچے والے درجہ میں زنا کیا اور دو کہتے ہیں بارہ خانہ پر۔ یا دو نے کہا جمعہ کے دن زنا کیا اور دو ہفتہ کا دن بتاتے ہیں۔ یا دو نے صبح کا وقت بتایا اور دو نے شام کا۔ یا دو ایک عورت کو کہتے ہیں اور دو دوسری عورت کے ساتھ زنا ہونا بیان کرتے ہیں۔ یا چاروں ایک شہر کا نام لیتے ہیں اور چار دوسرے دوسرے شہر میں زنا ہونا کہتے ہیں اور جو دن تاریخ وقت اون چاروں نے بیان کیا وہی دوسرے چار بھی بیان کرتے ہیں تو ان سب صورتوں میں حد نہیں، نہ ان پر نہ گواہوں پر۔ (7)

مسئلہ ۷: مرد و عورت کے کپڑوں میں گواہوں نے اختلاف کیا کوئی کہتا ہے فلاں پڑا پہنے ہوئے تھا اور کوئی دوسرے کپڑے کا نام لیتا ہے۔ یا کپڑوں کے رنگ میں اختلاف کیا۔ یا عورت کو کوئی دہلی بتاتا ہے کوئی موٹی یا کوئی لمبی کہتا ہے اور کوئی ٹھنکنی (چھوٹے قد والی) تو اس اختلاف کا اعتبار نہیں یعنی حد قائم ہوگی۔ (8)

مسئلہ ۸: چار گواہوں نے شہادت دی کہ اس نے فلاں دن تاریخ وقت میں فلاں شہر میں فلاں عورت سے زنا کیا اور چار کہتے ہیں کہ اسی دن تاریخ وقت میں اس نے فلاں شخص کو (دوسرے شہر کا نام لیکر) فلاں شہر میں قتل کیا تو نہ زنا کی حد قائم ہوگی نہ قصاص۔ یہ اوس وقت ہے کہ دونوں شہادتیں ایک ساتھ گزریں اور اگر ایک شہادت گزری اور حاکم نے اوس کے مطابق حکم کر دیا، اب دوسری گزری تو دوسری باطل ہے۔ (9)

مسئلہ ۹: چار گواہوں نے زنا کی شہادت دی تھی اور ان میں ایک شخص غلام یا اندھا یا نابالغ یا مجنون ہے یا اوس پر تہمت زنا کی حد قائم ہوئی ہے یا کافر ہے تو اوس شخص پر حد نہیں مگر گواہوں پر تہمت زنا کی حد قائم ہوگی۔ اور اگر ان کی شہادت کے بنا پر حد قائم کی گئی بعد کو معلوم ہوا کہ ان میں کوئی غلام یا محدودنی القذف وغیرہ ہے جب بھی گواہوں پر حد قائم کی جائے گی اور اوس شخص پر جو کوڑے مارنے سے چوٹ آئی بلکہ مر بھی گیا اس کا کچھ معاوضہ نہیں اور اگر رجم کیا بعد کو معلوم ہوا کہ گواہوں میں کوئی شخص ناقابل شہادت تھا تو بیت المال سے دیت دیجئے۔ (10)

(7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الحدود، الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا، ج ۲، ص ۱۵۲، ۱۵۳۔

(8) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الحدود، الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا، ج ۲، ص ۱۵۳۔

(9) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الحدود، الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا، ج ۲، ص ۱۵۳۔

(10) الدر المختار، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزنی... إلخ، ج ۶، ص ۵۲، ۵۳۔

و البحر الرائق کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزنی... إلخ، ج ۵، ص ۳۷، ۳۸۔

مسئلہ ۱۰: رجم کے بعد ایک گواہ نے رجوع کی تو صرف اسی پر حد قذف جاری کرینگے اور اسے چوتھائی دیت دینی ہوگی اور رجم سے پہلے رجوع کی تو سب پر حد قذف قائم ہوگی اور اگر پانچ گواہ تھے اور رجم کے بعد ایک نے رجوع کی تو اس پر کچھ نہیں اور اون چار باقیوں میں ایک نے اور رجوع کی تو ان دونوں پر حد قذف ہے اور چوتھائی دیت دونوں ملکر دیں اگر پھر ایک نے رجوع کی تو اس اکیلے پر پوری چوتھائی دیت ہے اور اگر سب رجوع کر جائیں تو دیت کے پانچ حصے کریں، ہر ایک ایک ایک حصہ دے۔ (11)

مسئلہ ۱۱: جس شخص نے گواہوں کا تزکیہ کیا (عادل و معتبر ہونے کی تحقیق کی) وہ اگر رجوع کر جائے یعنی کہے میں نے تصدأ جھوٹ بولا تھا واقع میں گواہ قابل شہادت نہ تھے تو مرجوم (جسے رجم کیا گیا ہو) کی دیت اسے دینی پڑے گی اور اگر وہ اپنے قول پر اڑا ہے یعنی کہتا ہے کہ گواہ قابل شہادت ہیں مگر واقع میں قابل شہادت نہیں تو بیت المال سے دیت دی جائے گی اور گواہوں پر نہ دیت ہے نہ حد قذف۔ (12)

مسئلہ ۱۲: گواہوں کا تزکیہ نہ ہوا اور رجم کر دیا گیا بعد کو معلوم ہوا کہ قابل شہادت نہ تھے تو بیت المال سے دیت دی جائے۔ (13)

مسئلہ ۱۳: گواہوں نے بیان کیا کہ ہم نے تصدأ اس طرف نظر کی تھی تو اس کی وجہ سے فاسق نہ ہو گئے اور گواہی مقبول ہے کہ اگرچہ دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر بضرورت جائز ہے، لہذا بغرض ادائے شہادت جائز ہے جیسے دالی اور ختنہ کرنے والے اور عمل دینے والے (یعنی حقنہ کرنے والے) اور طبیب کو بوقت ضرورت اجازت ہے اور اگر گواہوں نے بیان کیا کہ ہم نے مزہ لینے کے لیے نظر کی تھی تو فاسق ہو گئے اور گواہی قابل قبول نہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۴: مرد اپنے محسن ہونے سے انکار کرے تو دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے احسان ثابت ہو گیا اس کے بچہ پیدا ہو چکا ہے جب بھی محسن ہے اور اگر خلوت ہو چکی ہے اور مرد کہتا ہے کہ میں نے زوجہ سے وطی کی ہے مگر عورت انکار کرتی ہے تو مرد محسن ہے اور عورت نہیں۔ (15)

(11) البحر الرائق کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزنی...، ج ۵، ص ۳۸، ۳۹۔

(12) الدر المختار، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزنی...، ج ۶، ص ۵۵۔

(13) الدر المختار، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہما، ج ۶، ص ۵۶۔

(14) الدر المختار، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزنی...، ج ۶، ص ۵۶، ۵۷۔

و البحر الرائق، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزنی...، ج ۵، ص ۴۰، ۴۱۔

(15) الدر المختار، کتاب الحدود، باب الشہادۃ علی الزنی...، ج ۶، ص ۵۷۔

شراب پینے کی حد کا بیان

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَلْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿١١٠﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا إِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١١٢﴾) (1)

(1) پ ۷، المائدہ ۹۰-۹۲

اللہ عز و جل کا فرمان عالیشان ہے:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا. (پ ۲، البقرہ ۲۱۹)

ترجمہ کنز الایمان تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی، اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

آیت مبارکہ کی تفسیر

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ کا معنی یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان دونوں (یعنی شراب اور جوئے) کا حکم پوچھتے ہیں۔

خمر کسے کہتے ہیں؟

خمر (یعنی شراب) انگور کے اس رس یا جوس کو کہتے ہیں جسے خوب جوش دیا جائے یہاں تک کہ وہ جھاگ چھوڑ دے۔ شراب پر مجازی طور پر اس لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے بلکہ حقیقی طور پر اسے یہی نام دیا جاتا ہے آنے والی احادیث اس کی علت کو واضح کریں گی یا صحیح ترین قول کے مطابق لغت قیاس سے ثابت کرتی ہے کہ خمر انگور کے علاوہ ہر اس شے کو کہتے ہیں جو جوش مارنے اور جھاگ دینے والی ہو۔

خمر کہنے کا سبب

اسے خمر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے، عورت کی اوڑھنی کو بھی اس لئے خمر کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کے چہرے کو چھپا لیتی ہے۔ نیز ظاہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی گواہی چھپا لیتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کو خمر اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ ڈھانپ دی جاتی ہے یہاں تک کہ شدت اختیار کر لیتی ہے، حدیث پاک کے یہ الفاظ اسی سے ہیں خَمْرُؤَا اَيَمَّتْكُمْ یعنی اپنے برتن ڈھانپو۔

بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ اسے خمر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کو غلط منط کر دیتی ہے، اسی سے عربوں کا یہ قول ہے: خَمْرٌ كَاذِبٌ۔

یعنی بیماری نے اسے خلط ملط کر دیا۔ بعض کے نزدیک اسے خمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ چھوڑ دی جاتی ہے یہاں تک کہ جوش آجائے اور اسی سے یہ قوں بھی ہے: **زَاخْتَمُوا الْعَجْزُونَ** یعنی آٹے میں خمیر بن گیا اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مقصود تک پہنچ گیا۔

شراب کے نقصانات

شراب کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ یہ اس عقل کو ختم کر دیتی ہے جو انسان کی اعلیٰ و اشرف صفات میں سے ہے، جب شراب اعلیٰ اوصاف کی حامل چیز یعنی عقل کی دشمن ہے تو اسی سے اس کا گھٹیا ہونا لازم ہو گیا۔

عقل کی وجہ تسمیہ

عقل کو عقل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ صاحب عقل کو ان برے افعال سے روکتی ہے جن کی طرف اس کی طبیعت مائل ہوتی ہے۔ لہذا جب وہ شراب پیتا ہے تو برائیوں سے روکنے والی عقل زائل ہو جاتی ہے اور وہ ان برائیوں سے مانوس ہو جاتا ہے اور چونکہ شراب بھی فطری طور پر انہی برائیوں میں سے ایک ہے، لہذا وہ نہ صرف اسے پینے کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر دوسرے گناہوں کا بھی مرتکب ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی عقل واپس لوٹ آئے۔ (المرجع السابق، ص ۴۰۰)

پیشاب سے وضو کرنے والا شرابی

حضرت سیدنا امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر نٹے میں مست ایک شخص کے پاس سے ہوا وہ اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا تھا اور وضو کرنے والے کی طرح اس سے اپنا ہاتھ دھو رہا تھا اور کہہ رہا تھا **أَتَحْتَمِلُ بِلَوْلِی الَّذِی جَعَلَ الْإِسْلَامَ نُورًا وَالنَّجَسَ ظُھُورًا** یعنی تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے اسلام کو نور اور پانی کو پاک کرنے والا بنایا۔ حضرت سیدنا عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان سے پوچھا گیا آپ شراب کیوں نہیں پیتے حالانکہ یہ تو جسم کی حرارت میں اضافہ کرتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا میں نہ تو اپنی جہالت کو خود اپنے ہاتھ سے پکڑنے والا ہوں کہ اسے اپنے پیٹ میں داخل کروں اور نہ ہی اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اپنی قوم کے سردار کی حیثیت سے صبح کروں مگر میری شام بیوقوف شخص جیسی ہو۔ (المرجع السابق، ص ۴۰۱)

شراب کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ ذکر الہی اور نماز سے روکتی ہے اور دشمنی اور بغض کا باعث بنتی ہے جیسا کہ شراب کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ ایک ایسی معصیت ہے جس کے خواص میں سے ہے کہ انسان جب اس سے مانوس ہو جاتا ہے تو اس کی طرف میلان بڑھ جاتا ہے اور دیگر گناہوں کے برعکس اس کے لئے اس کی جدائی برداشت کرنا محال ہو جاتا ہے اور دیگر تمام گناہوں کے برخلاف اس کا عادی اس سے نہیں ہٹتا۔ کیا آپ زانی کو نہیں دیکھتے کہ اس کی خواہش ایک ہی بار اس گناہ کے ارتکاب سے ختم ہو جاتی ہے اور جب بھی وہ اس گناہ کے ارتکاب میں اضافہ کرتا ہے تو اس کا فتور بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے مگر شرابی جب شراب نوشی کی کثرت کرتا ہے تو وہ پہلے سے زیادہ چاک و چوبند ہو جاتا ہے اور جسمانی لذت اسے گھیر لیتی ہے اور وہ آخرت کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اور اسے بھولی بھری بات کی طرح پس پشت ڈال دیتا ہے، لہذا وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جو اللہ عز و جل کو بھول گئے تو اللہ عز و جل نے انہیں اپنی جانوں سے بھی غافل کر دیا۔

وہی لوگ فاسق ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب عقل زائل ہو جائے تو ہر قسم کی برائیاں مکمل طور پر آجاتی ہیں، اسی وجہ سے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

(سنن النسائی، کتاب الاشریہ، باب ذکر الآثام المتولدة عن شرب الخمر..... الخ، الحدیث ۵۶۶۹، ص ۲۳۳۸)

شراب کی حرمت پر احادیث مبارکہ

واضح روشن احادیث مبارکہ میں شراب پینے، اس کے بیچنے، خریدنے، فحش کرنے، اٹھانے اور اس کی قیمت کھانے پر انتہائی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں اور شراب چھوڑنے اور اس سے توبہ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی ہے۔

شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا

حضرت سہذنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ فُتِحَ الْكَذِبُ، انفس الکاذبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالعاصی..... الخ، الحدیث ۲۰۲، ص ۶۹۰)

ابوداؤد شریف میں مذکور روایت کے آخر میں ہے مگر اس کے بعد بھی توبہ اس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه، الحدیث ۴۶۸۹، ص ۱۵۶۷، دون قولہ لکن)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا۔ (راوی فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چوتھی چیز بھی بیان فرمائی مگر میں بھول گیا، (مزید فرمایا) جب کسی نے ایسا کیا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پتہ اتار دیا، پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقة، الحدیث ۴۸۷۶، ص ۲۳۰۳، دون قولہ السارق)

شرابی اور اس کے مددگار ملعون ہیں

حسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عز و جل نے شراب پر، اس کے پینے والے، پلانے والے، خریدنے والے، بیچنے والے، بنانے والے، بخوانے والے، اٹھانے والے اور اٹھوانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاشریہ، باب العصیر للخمیر، الحدیث ۳۶۷۳، ص ۱۳۹۵)

ابن ماجہ شریف کی روایت میں مزید یہ بھی ہے اور اس کی قیمت کھانے والے پر بھی (لعنت فرمائی)۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الاشریہ، باب لعنت الخمر علی عشرة اوجہ، الحدیث ۳۳۸۰، ص ۲۶۸۱) ←

خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کے معاملہ میں 10 بندوں پر لعنت فرمائی ہے (۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) اٹھانے والا (۵) اٹھوانے والا (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔ (جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب البی ان یخذ الخمر خلا، الحدیث ۱۲۹۵، ص ۱۷۸۱)

مرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان شریعت بیان ہے اللہ عز وجل نے شراب اور اس کی قیمت (یعنی کمائی)، مردار اور اس کی کمائی، خنزیر اور اس کی کمائی کو حرام قرار دیا ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الاجارة، باب فی ثمن الخمر والہبۃ، الحدیث ۳۴۸۵، ص ۱۳۸۲)

سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے اللہ عز وجل نے یہودیوں پر تین مرتبہ لعنت فرمائی، اللہ عز وجل نے ان پر (مردوں، آنتوں اور معدے کی کچر بنی کھانا حرام کی تو انہوں نے اسے بیچا اور اس کی کمائی کھائی، جب اللہ عز وجل نے قوم پر کوئی چیز حرام کرتا ہے تو اس کی کمائی بھی ان پر حرام کر دیتا ہے۔ (الرجع السابق، الحدیث ۳۴۸۸، ص ۱۳۸۳)

شراب پینا خنزیر کھانے کے مترادف ہے

رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے جو شخص شراب بیچے اسے چاہئے کہ خنزیر کے گوشت کے ٹکڑے کرے۔ (الرجع السابق، الحدیث ۳۴۸۹)

حدیث پاک کی تشریح

حضرت سیدنا امام خطابی علیہ رحمۃ اللہ الکافی (متوفی ۵۳۸ھ) اس حدیث پاک کی وضاحت میں فرماتے ہیں اس سے مراد حرمت کی تاکید و شدت بیان کرنا ہے۔ مزید فرماتے ہیں جس نے شراب بیچنے کو حلال جانا تو اسے چاہئے کہ وہ خنزیر کھانے کو بھی حلال سمجھے کیونکہ شراب اور خنزیر دونوں حرمت اور گناہ میں برابر ہیں، پس اگر آپ خنزیر کا گوشت کھانے کو حلال نہیں سمجھتے تو شراب کی کمائی بھی حلال نہ جانو۔

حضور نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان معظم ہے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عز وجل نے شراب پر، اس کے بنانے والے، بنوانے والے، پینے والے، اٹھانے والے، اٹھوانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پلانے والے اور طلب کرنے والے پر لعنت فرمائی۔

(المستدرک، امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، الحدیث ۲۸۹۹، ج ۱، ص ۶۷۷)

زانی و شرابی کا ایمان کیسے نکلتا ہے؟

حضور نبی کریم، زہد و رفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے جو زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے اللہ عز وجل اس سے ایمان کی طرح کھینچ لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص اتارتا ہے۔

(المستدرک، کتاب الایمان، باب اذا زنی العبد خرج منه الایمان، الحدیث ۶۵، ج ۱، ص ۱۷۶)

سرکارِ مدینہ، قراء قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان فصاحت نشان ہے جو اللہ عز و جل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ شراب نہ پئے اور جو اللہ عز و جل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جاتی ہو۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۳۶۲، ج ۱۱، ص ۱۵۳)

شرابی جنتی شراب سے محروم ہوگا

پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر شراب پینے کی حالت میں مر گیا تو وہ آخرت میں شراب (طہور) نہ پئے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الاشریہ، باب بیان ان کل مسکر فردان کل غیر حرام، الحدیث ۵۲۱۸، ص ۱۰۳۶)

شہنشاہِ مدینہ، قراء قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی وہ آخرت میں شراب (طہور) نہ پئے گا اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو جائے۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی الطاعم والمشارب، الحدیث ۵۵۷۳، ج ۵، ص ۶)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عایشان ہے جس نے دنیا میں شراب پی پھر توبہ نہ کی تو آخرت کی شراب اس پر حرام کر دی جائے گی۔ (صحیح مسلم، کتاب الاشریہ، باب عتوبۃ من شرب الخمر..... الخ، الحدیث ۵۲۲۳، ص ۱۰۳۶)

نوٹ: حضرت سیدنا امام خطابی علیہ رحمۃ اللہ انگلی فرماتے ہیں کہ محی السنۃ حضرت سیدنا ابو محمد حسین بن مسعود نقوی علیہ رحمۃ اللہ نقوی (متوفی ۵۱۶ھ) اس حدیث پاک کے تحت مثنیٰ الشئۃ میں فرماتے ہیں حضور نبی پاک، صاحبِ نواک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ خرمخانی الاثرۃ میں مدعید ہے کہ شرابی جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ شراب تو اہل جنت کے پینے کے لئے ہوگی لیکن اس کے پینے سے نہ توبہ در دوسر میں مبتلا ہوں گے اور نہ ہی بہکیں گے اور جو جنت میں داخل ہو جائے گا اس پر جنتی شراب حرام نہ ہوگی۔

(شرح السنۃ للنقوی، کتاب الاشریہ، باب وعید شارب الخمر، تحت الحدیث ۲۹۰۶، ج ۶، ص ۱۱۷)

حضرت سیدنا امام نقوی علیہ رحمۃ اللہ نقوی کی مذکورہ تشریح میں غور و فکر کی ضرورت ہے اور شعب الایمان کی مذکورہ حدیث پاک اس کی تردید کرتی ہے جس میں تصریح ہے کہ شرابی شراب طہور نہ پئے گا اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو جائے۔

شرابی دخول جنت سے محروم ہے

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے 3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے (۱) شراب کا عادی (۲) (رشتہ داروں سے) تعلقات توڑنے والا اور (۳)..... جاود کی تصدیق کرنے والا، اور جو عادی شرابی مرے گا اللہ عز و جل اسے نہرِ غوطہ سے پلائے گا۔ عرض کی گئی نہرِ غوطہ کون سی نہر ہے؟ ارشاد فرمایا یہ وہ نہر ہے جو زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے لکے گی اور ان کی شرمگاہوں کی بدبو اہل دوزخ کو اذیت دے گی۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث ۱۹۵۸۶، ج ۷، ص ۱۳۹)۔

اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے شراب کا عادی، جادو کی تہمت لگ کرنے والا اور (رشتہ داروں سے) قطع تعلقی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الکھانۃ والسر، الحدیث ۶۱۰۳، ج ۷، ص ۶۳۸)
حضرت سیدنا امام محمد بن عبدالمجہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا مگر اس پر اعتراض کیا کہ اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا ہے (یعنی اصل روایت یہ ہے) ۴ قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر حق ہے کہ نہ تو انہیں جنت میں داخل کرے اور نہ ہی اس کی نعمتیں پہنچائے (۱)..... شراب کا عادی (۲)..... سود کھانے والا (۳)..... یتیم کا مال کھانے والا اور (۴)..... والدین کا نافرمان۔

(المسند رک، کتاب النبیو، باب ان اربی الرباعرض الرجل المسلم، الحدیث ۲۳۰۷، ج ۲، ص ۳۳۸)
نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے جنت کے باغات میں نہ شراب کا عادی داخل ہوگا، نہ والدین کا نافرمان اور نہ ہی اپنی عطا پر احسان جتانے والا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث ۱۳۳۵۹، ج ۴، ص ۴۵۰)
ایک روایت میں جنت الفردوس کے الفاظ ہیں۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب التریب من شرب الخمر..... الخ، الحدیث ۳۶۰۲، ج ۳، ص ۲۰۲)
بغیر توبہ کئے مرنے والے شرابی کا انجام

سرکار مکہ مکرمہ، سردار مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا شراب کا عادی (بغیر توبہ کئے) مر گیا تو وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں امت پرست کی طرح پیش ہوگا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، الحدیث ۲۳۵۳، ج ۱، ص ۵۸۳)

ایک روایت میں ہے کہ دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ عزوجل سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ شراب کا عادی ہو تو وہ اپنے پروردگار عزوجل سے جوں کے پجاری کی طرح ملے گا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاثریہ، فصل فی الاثریہ، الحدیث ۵۳۲۳، ج ۷، ص ۳۶۷)
حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے باپ سے) روایت کرتے ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے میں شراب پینے یا اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اس ستون کو پوجنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا۔

(سنن النسائی، کتاب الاثریہ، باب ذکر الروایات المغفلات فی شرب الخمر، الحدیث ۵۶۶۶، ص ۲۳۳۸)
اگر سے مراد یہ ہے کہ شرابی اور بھوں کا تجارتی دونوں گناہ میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں گویا انہوں نے یہ بات سیدنا یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فرمان گعاہد و فی نے اخذ کی۔
اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق مروی ہے کہ جب شراب حرام ہوئی تو ان میں سے کچھ اپنے دوسرے سے

دوستوں کے پاس گئے اور کہنے لگے شراب حرام کر دی گئی ہے اور اسے (گناہ کے اعتبار سے) شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

(۱) المعجم الكبير، الحديث ۱۳۳۹۹، ج ۱۲، ص ۳۰)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شیعیان ائمہ زینین، انشیس الخ زینین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ تو شراب کا عادی جنت میں داخل ہوگا، نہ ہی والدین کا نافرمان اور نہ ہی احسان جانے والا۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یہ فرمان اقدس مجھ پر بہت گراں گزرا کیونکہ مومنین گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ میں نے والدین کے نافرمان کے متعلق یہ حکم قرآنی پایا:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ (پ ۲۶، ص ۲۲)

ترجمہ کنز الایمان تو کیا تمہارے یہ پچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔ اور احسان جاننے والے کے متعلق یہ آیت مبارکہ پائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صِدْقَتَكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى (پ ۳، البقرة ۲۶۳)

ترجمہ: کفر الایمان اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔

اور شراب کے متعلق یہ فرمان باری تعالیٰ پایا:

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْبَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجَسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ (پ ۷، المائدہ: ۹۰)

ترجمہ کنز الایمان شراب اور جوا اور بت اور پانے مایاک عی ہیں شیطانی کام۔

اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے 3 شخص ایسے ہیں جن پر اللہ عزَّ وَّجَلَّ نے جنت حرام کر دی ہے
(۱)..... شراب کا عادی (۲)..... والدین کا نافرمان اور (۳)..... فحش جو اپنی بیوی میں بدکاری برقرار رکھتا ہے۔

(المستدلل امام احمد بن حنبل، مستند عبد الله بن عمر بن الخطاب، الحديث ٦١٢١، ج ٢، ص ٣٨٢)

حسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ زہد اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ بابرکت ہے جنت کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے سونگھی جائے گی لیکن اسے عمل پر نفاذ کرنے والا، (والدین کا) نافرمان اور شراب کا عادی جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔

(المعجم الصغير للطبرانی، الحديث ۴۰۹، الجزء الاول، ص ۱۳۵)

حافظ زکی الدین عبد العظیم مندری علیہ رحمۃ اللہ نقوی فرماتے ہیں میں اس حدیث پاک کے کسی راوی کو نہیں جانتا کہ جس پر جرح کی گئی ہو (یعنی اسے غیر عادل قرار دیا گیا ہو) اور اس کے بہت سے شواہد موجود ہیں۔

(الترغيب والترهيب، كتاب الحدود، باب الترهيب من شرب الخمر . ١٠٠، تحت الحديث ٣٦٠٩، ج ٢، ص ٢٠٣)

۳۔ شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے ←

(۱) دُثُوث (۲) ... مردانی عورتیں اور (۳) ... شراب کا عادی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! شراب کے عادی کو تو ہم جانتے ہیں لیکن دُثُوث کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کے پاس کون آتا ہے۔ (راوی فرماتے ہیں) پھر ہم نے عرض کی مردانی عورتیں کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی الخیرۃ والحدائی، الحدیث ۱۰۸۰۰، ج ۷، ص ۴۱۲)

شراب ہر برائی کی جڑ ہے

سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے شراب سے بچو! بے شک یہ ہر برائی کی چابی ہے۔ (المصدرک، کتاب الاشریہ، باب اجتنبوا الخمر فانھا مفتاح کل شر، الحدیث ۷۳۱۳، ج ۵، ص ۲۰۱)

سید عالم، پورے جسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے شراب گناہ کی بنیاد ہے اور عورتیں شیطان کے جال ہیں اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (دلائل النبوة للبیہقی، باب ما روی فی خطبہ بقبوک، ج ۵، ص ۲۴۲) (موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذم الدنیا، الحدیث ۹، ج ۵، ص ۲۲)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے غلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اللہ عزّوجلّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ تجھے کاٹ دیا جائے یا جلادیا جائے اور جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ کر کہ جس نے جان بوجھ کر فرض نماز ترک کی اس سے ذمہ داری اٹھالی گئی اور شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب البصر علی البلاء، الحدیث ۴۰۳۴، ص ۲۷۲۰)

شراب کی تباہ کاریاں

بنی اسرائیل کا ایک شرابی

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المؤمنین حضرت مصعب بن عمیر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رحمتِ عالم، پورے جسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد اکٹھے بیٹھے تھے کہ سب سے بڑے گناہ کا ذکر ہونے لگا لیکن انہیں اس کے متعلق زیادہ علم نہ تھا، انہوں نے مجھے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بھیجا تا کہ میں ان سے پوچھ آؤں، پس انہوں نے مجھے بتایا سب سے بڑا گناہ شراب پینا ہے۔ میں نے واپس آ کر یہ بات بتائی تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور فوراً ان کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ سب ان کے گھر پہنچ گئے تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں بتایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ نے ایک شخص کو پکڑ لیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پے یا کسی کو قتل کرے۔

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور تیروں سے قال نکالنا یہ سب ناپاکی ہیں، شیطان کے کاموں سے ہیں،

یا زنا کرے یا خنزیر کا گوشت کھائے ورنہ وہ اسے قتل کر دیں گے، چنانچہ اس نے شراب پینا اختیار کر لیا۔ جب اس نے شراب پی لی تو اس نے وہ تمام کام کئے جو وہ اس سے کروانا چاہتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا جو شخص شراب پیتا ہے چالیس راتوں تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی، اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کے پیٹ میں شراب ہو تو اس کی وجہ سے اس پر جنت حرام کر دی جائے گی، پس اگر وہ ان چالیس راتوں میں مرا تو جاہلیت کی موت مرا۔

(المسند رک، کتاب الاثریۃ، باب ان اعظم الکبائر شرب الخمر، الحدیث ۴۳۱۸، ج ۵، ص ۲۰۳)

شراب نے کیا نکل کھلائے

حضور نبی کریم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، برائیوں کی اصل (یعنی شراب) سے بچو کیونکہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جو اللہ عز و جل کی عبادت کیا کرتا اور لوگوں سے الگ تھلک رہتا، ایک عورت اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی اور اس کی طرف خادم کو کہلا بھیجا کہ ہم تمہیں گواہی کے لئے بلا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچ گیا۔ جب بھی وہ کسی دروازے سے اندر داخل ہوتا تو وہ اس پر بند کر دیا جاتا یہاں تک کہ وہ ایک نہایت حسین و جمیل عورت کے پاس پہنچا جس کے قریب ایک لڑکا کھڑا تھا اور وہاں شیشے کا ایک بڑا برتن تھا جس میں شراب موجود تھی۔ اس عورت نے عابد سے کہا میں نے تجھے کسی قسم کی گواہی دینے کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ تو اس لڑکے کو قتل کر کے مجھ سے زنا کرے یا پھر شراب کا ایک جام پی لے، اگر تو نے انکار کیا تو میں داویلا کروں گی اور تجھے ذلیل و رسوا کر دوں گی۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ اس کے پاس اس سے چھٹکارے کی کوئی راہ نہیں تو اس نے کہا مجھے شراب کا گلاس پلا دے۔ عورت نے شراب کا ایک جام پلایا تو اس نے مزید مانگا، پس وہ اسی طرح شراب چتا رہا یہاں تک کہ اس عورت کے ساتھ منہ بھی کالا کیا اور لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ لہذا تم شراب سے بچتے رہو، بلاشبہ اللہ عز و جل کی قسم! ایمان اور شراب نوشی دونوں کسی شخص کے سینے میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے، ہاں! غریب ایک دوسرے کو باہر نکال دے گا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاثریۃ، فصل فی الاثریۃ، الحدیث ۵۳۲۳، ج ۷، ص ۳۶۷)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے جس نے شراب پی اللہ عز و جل اسے جہنم کا کھول ہوا پانی پلائے گا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۷۸۵۲، ج ۸، ص ۲۱۱)

ایک شخص یمن کے شہر خنیشان سے آیا اس نے حضور نبی پاک، صاحبِ لؤلؤ لاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جواہر سے بنی ہوئی شراب کے متعلق پوچھا جسے لوگ اس کے ملک میں پیتے ہیں اور اسے مزر کہتے ہیں، اللہ عز و جل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور اللہ عز و جل نے یہ حکم متعین فرما دیا ہے کہ جو کوئی نشہ آور چیز پئے گا اللہ عز و جل سے طہیۃ الخبال سے پلائے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے یہ حکم متعین فرما دیا ہے؟ ارشاد فرمایا دو زخیوں کا پسینہ یا ان کی پیپ۔

(صحیح مسلم، کتاب الاثریۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام، الحدیث ۵۲۱۷، ص ۱۰۳۶) ←

ان سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے اندر عداوت اور بغض

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے کہ (رحمت کے) فرشتے 3 قسم کے بندوں کے پاس نہیں آتے (۱) جنہی (۲) نشہ کرنے والا اور (۳) زعفران سے ملے خلوق (خوشبو) میں بھروسہ ہو۔

(البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند بریدۃ بن الحصیب، الحدیث ۴۴۳۶، ج ۱۰، ص ۳۲۱، بغیر)

اللہ عز و جل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عز و جل 3 قسم کے بندوں کی نماز قبول نہیں فرماتا اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے (۱) بھانگا ہوا غلام یہاں تک کہ اپنے آقا کے پاس لوٹ آئے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دے (۲) ایسی عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو جائے (۳) نشہ کرنے والا یہاں تک کہ نشہ اتر جائے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاثریۃ، فصل فی الاثریۃ، الحدیث ۵۳۳۱، ج ۷، ص ۳۷۰)

شرابی پر غضب جبار

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عز و جل مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ مزامیر (یعنی گانے باجے کے آلات)، سازنگیاں اور طبلے توڑ ڈالوں اور بتوں کو پاش پاش کر دوں جن کی زمانہ جاہلیت میں پوجا پاٹ کی جاتی تھی، میرے پروردگار عز و جل نے اپنی عزت کی قسم یاد کر کے ارشاد فرمایا کہ میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پئے گا تو میں اس کی سزا میں اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا خواہ اسے عذاب دیا گیا ہو یا بخش دیا گیا، اور میرا جو بندہ میرے خوف سے شراب نہ پئے گا تو میں اسے جنت کی (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباطلی، الحدیث ۲۲۲۸۱، ج ۸، ص ۲۸۶، بغیر)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں جس نے قدرت کے باوجود شراب ترک کی تو میں اسے جنت کی (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا اور جس نے ریشم نہ پہنا جبکہ وہ پہن سکتا تھا تو میں اسے جتنی لباس پہناؤں گا۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب التریب من شرب الخمر، الحدیث ۳۶۲۳، ج ۳، ص ۲۰۸)

سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مسند منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے جسے پسند ہو کہ اللہ عز و جل سے آخرت میں (پاکیزہ) شراب پلائے تو اسے چاہئے کہ دنیا میں اسے چھوڑ دے اور جسے پسند ہو کہ اللہ عز و جل سے آخرت میں ریشم پہنائے تو اسے چاہئے کہ دنیا میں اسے چھوڑ دے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۸۸۷۹، ج ۶، ص ۳۱۲)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے جو شراب کا ایک گھونٹ پئے گا اللہ عز و جل 3 دن تک اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل اور جو ایک گلاس پئے گا اللہ عز و جل 40 دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہ فرمائے گا اور جو ہمیشہ شراب پئے گا اللہ عز و جل پر حق ہے کہ اسے نظرِ الجبال سے پلائے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! انتہو الجبال کیا ہے؟ ارشاد فرمایا دوزخیوں کی پیپ۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۳۶۵، ج ۱۱، ص ۱۵۴)

(الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب التریب من شرب الخمر، الحدیث ۳۶۲۶، ج ۳، ص ۲۰۸)

والدے اور تم کو اللہ (عزوجل) کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم ہو باز آنے والے اور اطاعت کرو اللہ (عزوجل)

سید ابی بن کعب، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میری اُمت کے کچھ لوگ گناہوں، غرور و تکبر اور لہو و لعب میں رات گزاریں گے اور صبح اس حال میں کریں گے کہ حرام کو حلال جانے، گانے بجانے والی لونڈیاں رکھنے، شراب پینے اور ریشم پہننے کی وجہ سے مسخ ہو کر بندروں اور خزیروں کی صورت میں بدل چکے ہوں گے۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، اخبار عہادۃ بن السامت، المحدث ۲۲۸۵۴، ج ۸، ص ۴۲۴، ج ۲، ص ۴۲۴، ج ۲، ص ۴۲۴)
 فضی الخضر بنین، انیس بنی بنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے میری اُمت کے کچھ لوگ شراب کا نام تبدیل کر کے ا سے پئیں گے، ان کے سروں پر آلستو موسیقی بجائے جائیں گے اور گانے والی لونڈیاں گائیں گی، اللہ عز و جل ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور بعض کو بندر اور سور بنا دے گا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب العقوبات صبر علی البلاء، المحدث ۴۰۲۰، ص ۱۹، ج ۲، ص ۱۹، ج ۲، ص ۱۹)

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن سابط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل مروی ہے کہ اس امت میں زمین میں دھنسا، صورتوں کا مسخ ہونا اور پتھروں کا برسا ہوگا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایہ کب ہوگا؟ ارشاد فرمایا جب گانا گانے والی لڑکیاں یا لڑکے اور آلات موسیقی عام ہو جائیں گے اور شرابی پی جائیں گی۔

(جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی علامۃ طول السح و الخسف، المحدث ۲۲۱۲، ص ۱۸۷۴)
 اللہ عز و جل کے محبوب، دانائے طیب، منزلة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا جو اُمتی اس حال میں مرا کہ وہ شراب پیتا تھا تو اللہ عز و جل اس پر جنت میں اس کا پینا حرام فرما دے گا اور میرا جو اُمتی اس حال میں مرا کہ وہ سونا پہنتا تھا تو اللہ عز و جل اس پر جنت میں اس کا لباس پہننا حرام فرما دے گا۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، المحدث ۶۹۶۶، ج ۲، ص ۶۵۹)

شرابی کی عبادت رائیگاں جاتی ہے

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم، نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے جس نے شراب پی اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے، اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، ہاں! اگر توبہ کر لے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اگر (تیسری بار) پھر ایسا کرے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، البتہ! اگر توبہ کر لے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اگر (چوتھی مرتبہ) پھر ایسا کرے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی پھر اگر توبہ بھی کرے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول نہ فرمائے گا اور اسے نحر النہال سے پلائے گا۔
 راوی حدیث حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا اے ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحر النہال کیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ وہ نمر دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہوگی۔

(جامع الترمذی، ابواب الاثریۃ، باب ماجاء فی شارب الخمر، المحدث ۱۸۶۲، ص ۱۸۴۰) ←

کی اور رسول کی اطاعت کرو

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے جس نے شراب پی اور اسے نشہ نہ ہوا تو جب تک وہ اس کے پیٹ یا رگوں میں رہے گی اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی اور اگر (اس دوران) وہ مر گیا تو حالتِ کفر میں مرے گا، اور اگر (شراب پینے سے) نشہ ہو گیا تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی اور اگر اس دوران وہ مر گیا تو کفر کی حالت میں مرے گا۔

(سنن النسائی، کتاب الاشریہ، باب ذکر الاثم التلوذہ..... الخ، الحدیث ۵۶۷۱، ص ۲۳۴۸، بغیر تفسیر)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے جس نے شراب پی اور اسے اپنے پیٹ میں اتارا تو اس کی 7 دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی، اگر اسی دوران وہ مر گیا تو کفر کی حالت میں مرے گا۔ مزید فرمایا اگر شراب نے اس کی عقل کو ضائع کر دیا اور کوئی فرض ساقط ہو گیا ایک روایت میں یوں ہے شراب نے اسے قرآن بھلا دیا تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر اس دوران وہ مر گیا تو حالتِ کفر میں مرے گا۔ (المرجع السابق، الحدیث ۵۶۷۲)

نوٹ: شرابی کے حالتِ کفر میں مرنے میں شرط ہے کہ وہ شراب پینے کو حلال جانے یا کفرانِ نعت کا مرتکب ہو۔

رسول اکرم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے شراب پی اور اس پر نشہ طاری ہو گیا تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، (اس دوران) اگر وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے، پھر اگر دوبارہ شراب پئے اور اس پر نشہ چھا جائے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی اور اگر (اسی دوران) وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اگر پھر شراب پئے اور نشہ آجائے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، اگر (اسی دوران) وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے، اگر چوتھی بار پھر اس نے ایسا کیا تو اللہ عز و جل ہر حق ہے کہ اسے جہنم النجبال سے پلائے۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! بطریقہ النجبال کیا ہے؟ ارشاد فرمایا جہنمیوں کی پیپ۔ (الاحسان بترغیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشریہ، فصل فی الاشریہ، الحدیث ۵۳۳۳، ج ۷، ص ۳۷۰)

حضور نبی رحمت، شفیعِ امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے میرا جو اُمّتی شراب پئے گا اس کی 40 دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔ (امستدرک، کتاب الامامة وصلاة الجماعة، باب اذا حضرت المصلوة..... الخ، الحدیث ۹۸۴، ج ۱، ص ۵۳۸)

حضور نبی کریم، زءِ دفِ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جس نے نشہ آور چیز پی اس کی 40 دن کی نمازیں کم کر دی جائیں گی، پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اگر چوتھی بار پھر یہاں کرے تو اللہ عز و جل ہر حق ہے کہ اسے جہنم النجبال سے پلائے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! بطریقہ النجبال کیا ہے؟ ارشاد فرمایا جہنمیوں کی پیپ۔ مزید فرمایا جس نے کسی چھوٹے بچے کو جو کہ حلال و حرام کی تمیز نہیں رکھتا شراب پلائی تو اللہ عز و جل ہر حق ہے کہ اسے جہنم النجبال سے پلائے۔

(سنن ابی داود، کتاب الاشریہ، باب ما جاء فی السكر، الحدیث ۳۶۸۰، ص ۱۳۹۶، بخش بدھ بخش)

شراب پینا حرام ہے اور اس کی وجہ سے بہت سے گناہ پیدا ہوتے ہیں، لہذا اگر اس کو معاصی (یعنی گناہوں) اور

(۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

شرابیوں سے دور رہنے کا حکم

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب شرابی بیمار ہو جائے تو ان کی عیادت نہ کرو۔

(الادب المفرد للبخاری، باب عیادة الناس، الحدیث ۵۲۹، ص ۱۳۰، شریعہ بدلہ شراب)

حضرت سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ رحمۃ اللہ الاولیٰ نے ذکر فرمایا حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ شرابیوں کو سلام نہ کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من لم یسلم علی من اقرض ذنبا ... الخ، ص ۵۲)

سیدنا عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ شرابیوں کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے بیماروں کی عیادت کرو اور نہ ہی ان کے جنازوں میں شرکت کرو، شراب پینے والا برد ز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا، اس کی زبان سینے پر لٹک رہی ہوگی، تھوک بہہ رہا ہوگا اور ہر دیکھنے والا اس سے نفرت کرے گا۔ (الکامل فی معارف الرجال، الرقم ۱۳۹۹، حکم بن عبداللہ، ج ۲، ص ۵۰۲)

بعض علمائے کرام رحمہم اللہ استلزام فرماتے ہیں کہ شرابیوں کی عیادت کرنے اور انہیں سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس لئے کہ شراب پینے والا فاسق و ملعون ہے جیسا کہ رحمتہ عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، پس اگر اس نے شراب خریدی اور اسے بنایا تو وہ 2 مرتبہ ملعون ہے اور اگر کسی دوسرے کو پلائی تو 3 مرتبہ ملعون ہے، اسی وجہ سے اس کی عیادت کرنے اور اسے سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرنے یعنی اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ عز و جل اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

شراب کو بطور دوا استعمال کرنا کیسا؟

شراب کو بطور دوا استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا ائمہ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں میری بیٹی نے مجھ سے کسی مرض کی شکایت کی تو میں نے اس کے لئے ایک گوزہ میں خیز بنائی، حضور نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ خیز جوڑ مار رہی تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا اے ائمہ سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی میں اس سے اپنی بیٹی کا علاج کروں گی۔ تو اللہ عز و جل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عز و جل نے جو چیز میری امت پر حرام کی ہے اس میں اس کے لئے شفا نہیں رکھی۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۷۴۹، ج ۲۳، ص ۳۲۶، جغیر قلین)

نشہ کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنے کا انجام

حضور نبی کریم، زکوة رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان غیب نشان ہے جو لوگ دنیا میں کسی نشہ کرنے والے کے پاس جمع ہوتے ہیں اللہ عز و جل ان سب کو آگ میں جمع فرمائے گا تو وہ ایک دوسرے کے پاس ملامت کرتے ہوئے آئیں گے، ان میں سے ایک دوسرے سے کہے گا اللہ عز و جل تجھے میری طرف سے اچھا بدلہ نہ دے تو نے مجھے اس جگہ پہنچایا۔ تو دوسرا بھی اسی طرح جواب دے گا۔

(کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ التامۃ عشرۃ شرب الخمر، ص ۹۵)

بے حیائیوں کی اصل کہا جائے تو بجا ہے۔ احادیث میں اس کے پنے پر نہایت سخت وعیدیں آئی ہیں؛ چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔



احادیث

حدیث ۱: ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ لائے، وہ تھوڑی بھی حرام ہے۔ (1)

حدیث ۲: ابو داؤد و ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مسکرا اور مفتر (یعنی اغضا کوست کرنے والی، حواس کو کند کرنے والی مثلاً افیون) سے منع فرمایا۔ (2)

حدیث ۳: بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ والی چیز خمر ہے (یعنی خمر کے حکم میں ہے) اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور جو شخص دُنیا میں شراب پیے اور اس کی مداومت کرتا ہو امرے اور توبہ نہ کرے، وہ آخرت کی شراب نہیں پیے گا۔ (3)

(1) جامع الترمذی، ابواب الاشریۃ، باب ماجاء ما اسکر کثیرہ... إلخ، الحدیث ۱۸۷۲، ج ۳، ص ۳۲۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس کیونکہ تھوڑی شراب بہت شراب کا عادی بنادیتی ہے اس لیے تھوڑی سے بھی بچنا لازم ہے یہ حدیث ظاہر معنی سے امام شافعی وغیرہم کے بھی خلاف ہے کیونکہ ان کے ہاں بھی افیون، چرس، بھنگ، جو دواؤں میں استعمال کی جائے اور نشہ نہ دے تو حرام نہیں، یہاں پتلی اور خشک کی قید نہیں لہذا اس کا وہ ہی مطلب ہے جو فقیر نے عرض کیا کہ خمر یعنی شراب انگوری کا تو ایک قطرہ بھی حرام قطعی ہے اور دوسری شرابوں کا قطرہ بھی حرام ہے جب لذت یا طرب یا لہو کے لیے پیے یا اس لیے حرام ہے کہ وہ زیادہ پینے کا ذریعہ ہے لہذا یہ حدیث امام اعظم کے خلاف نہیں، اس کی بحث ابھی کچھ پہلے گزر چکی ہے وہاں مطالعہ فرمائیے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۴۷)

(2) سنن ابی داؤد، کتاب الاشریۃ، باب النھی عن المسکر، الحدیث ۳۶۸۶، ج ۳، ص ۲۶۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اسد یا تو مسکر سے مراد پتلی نشہ آور چیزیں ہیں اور مفتر یعنی جسم میں گرمی اور ڈھیلا پن پیدا کرنے والی چیز ہے مراد خشک نشلی چیزیں ہیں جیسے افیون بھنگ چرس وغیرہ کہ اسلام میں یہ سب چیزیں حرام ہیں کچھ تفصیل سے یا مسکر سے مراد قوی نشہ آور مفتر سے مراد ہلکا نشہ ہے، نشہ بہر حال نشہ ہے اگرچہ ہلکا ہو۔ خیال رہے کہ تمباکو سے نشہ لینا بھی حرام ہے اگر حقہ یا تمباکو والے پان سے نشہ ہو تو وہ بھی حرام ہے ورنہ نہیں۔ ان شاء اللہ اس کی بحث اس فصل کے آخر میں کچھ کی جائے گی، مفتر بہت وسیع فرمان ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۵۲)

(3) صحیح مسلم، کتاب الاشریۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر... إلخ، الحدیث ۷۳- (۲۰۰۳)، ص ۱۱۰۹۔

حدیث ۴: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ والی چیز حرام ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے کہ جو شخص نشہ پے گا اسے طیبۃ النہال سے پلائیگا۔ لوگوں نے عرض کی، طیبۃ النہال کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ جہنمیوں کا پسینہ یا اون کا عصارہ (نچوڑ)۔ (4)

حکیم الامت کے مدنی پھول

اسے ہاں لغوی معنی کا ذکر نہیں ہے بلکہ حکم شرعی کا ذکر ہے کہ جو شے نشہ دے وہ مکنا خمر ہے کہ حرام بھی ہے اور اس پر اسی ۸۰ کوڑے حد بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ طیر مسکر شراب خمر کے حکم میں نہیں کیونکہ عربی لغت میں خمر صرف انگوری شراب کو کہتے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف نے حضرت ابن عمر کا قول نقل فرمایا حرمت الخمر وما بالمدينة منها شیع جب خمر حرام کی گئی تو مدینہ میں وہ بالکل نہ تھی، کون نہ تھی شراب انگوری، دوسری شرا ہیں تو وہاں اس وقت بہت زیادہ تھیں جیسا کہ حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ اس وقت مدینہ پاک میں کھجور کی شراب بہت تھی، نیز ابن عوف نے ابن شداد سے بروایت حضرت ابن عباس نقل فرمایا حرمت الخمر قلیلها و کثیرها والمسکر من کل شراب (اس کی اسناد نہایت صحیح ہے) یعنی خمر تو تھوڑی ہو یا بہت مطلقاً حرام ہے اس کے سوا دوسری شرا ہیں نشہ آور ہوں تو حرام ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ خمر اور دوسری شراہوں کے احکام میں فرق ہے۔ (مرقات) خمر کا ایک قطرہ پینے پر حد ہے دوسری شراہوں میں حد نشہ تک پینے میں حد ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں فاذا سکر فاجلدوا وہ جب نشہ ہو تو کوڑے مارو۔ (مرقات) دارقطنی نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہما کا ایک واقعہ نقل فرمایا کہ ایک بدی نے آپ کے برتنوں سے نبیذ پیا اسے نشہ ہو گیا تو انہوں نے اسے حد لگائی وہ بولا کہ میں نے تو آپ کے برتن سے نبیذ پیا تھا انہوں نے فرمایا کہ تجھے سزا نشہ کی وجہ سے دی گئی اس طرح ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ ابن نمیر عن حجاج عن ابن عوف عن عبد اللہ ابن شداد عن ابن عباس روایت کی: فی السکر من النبیز ثمانین۔ بہر حال مذہب امام ابو حنیفہ بہت قوی ہے، حد شبہات سے دفع ہو جاتی ہے، غیر خمر دوسری شراہیں ہیں اگر مسکر نہ ہوں تو ان کی حرمت میں شک تو ہے پھر اس میں حد کیسی۔

۲۔ یعنی اگر حال جان کر پیتا رہا تو کافر ہوا کافر جنت سے محروم ہے اور اگر حرام جان کر پیتا رہا تو اگرچہ جنت میں پہنچ جائے اور وہاں کی تمام نعمتیں برتے مگر شراب کبھی نہ پائے گا۔ بعض شارحین نے فرمایا ہے کہ جس مدت تک شراب پیتا رہا ہے اس مدت تک نہ پائے گا یا زیادہ مقدار میں نہ پائے گا بہت تھوڑی ملے گی، بعض نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اول سے شراب طہور نہ ملے گی، غرض کہ اس جملہ کی بہت سی توجیہ ہیں۔ خیال رہے کہ شراب طہور جنت کی اعلیٰ نعمت ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا"۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۴۱)

(4) صحیح مسلم، کتاب الاشریۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر... الخ، الحدیث ۷۲۔ (۲۰۰۲)، ص ۱۱۰۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ یہ ایسا قاعدہ ہے کہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتا، جو چیز بھی نشہ دے پتلی ہو جیسے شراب، خشک ہو جیسے افیون، بھنگ، چرس وغیرہ وہ حرام ہے حتیٰ کہ

گر زعفران زیادہ کھانے سے نشہ ہو جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ہے کہ طارق بن سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب کے متعلق سوال کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع فرمایا۔ انھوں نے غرض کی، ہم تو اسے دوا کے لیے بناتے ہیں فرمایا: یہ دوا نہیں ہے، یہ تو خود بیماری ہے۔ (5)

حدیث ۶: ترمذی نے عبد اللہ بن عمر اور نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شراب پیے گا، اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی پھر اگر توبہ کرے تو اللہ (عز و جل) اس کی توبہ قبول فرمائیگا پھر اگر پیے تو چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی اس کے بعد توبہ کرے تو قبول ہے پھر اگر پیے تو چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی اس کے بعد توبہ کرے تو اللہ (عز و جل) قبول فرمائیگا پھر اگر چوتھی مرتبہ پیے تو چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی اب اگر توبہ کرے تو اللہ (عز و جل) اس کی توبہ قبول نہیں فرمائیگا اور نہ ہر

۳۔ دوا بمعنی دھند ہے۔

۴۔ چونکہ زیادہ تر پہلی چیزیں نشہ کے لیے لی جاتی ہیں، نیز آگے پلانے کا ذکر ہی آ رہا ہے اس لیے یثرب فرمایا اور نہ افیون و بھنگ سے نشہ کرنا بھی حرام ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو اذان کا جواب نہ دے اس وقت لا پر دای سے دنیاوی کام میں مشغول رہے اور جو شخص افیون کا عادی ہو اس کے خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے ان دو چیزوں سے بہت پرہیز کرے۔

۵۔ اس پسینہ یا پیپ و خون کی بدبو، بد مزگی، خرابی بیان نہیں ہو سکتی، ہذا جرم کے مطابق ہے اس نے دنیا میں گندی بد مزہ بد بودار چیز پی لہذا اس کے عوض ایسی چیز پلائی گئی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۲۲)

(5) صحیح مسلم، کتاب الاشریہ، باب تحریم التداوی بالخمر... إلخ، الحدیث ۱۲۔ (۱۹۸۳)، ص ۱۰۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ وہی حضرت واکل ابن حجر حضری ہیں جن کے حالات بارہا بیان ہو چکے ہیں کہ آپ یمن کے شاہزادوں سے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے حضور نے آپ کا بڑا احترام فرمایا۔

۲۔ آپ بھی حضری ہیں، آپ سے صرف ایک حدیث منقول ہے، صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔

۳۔ اس حدیث کی بنا پر اکثر علماء نے فرمایا کہ شراب سے علاج حرام ہے اس میں شفا ہے ہی نہیں، مگر بعض نے فرمایا کہ اگر مسلمان متقی

حاذق طبیب کہہ دے کہ اس بیماری کی دوا سوائے شراب کے اور کچھ نہیں تب دوا حلال ہو جاتی ہے یعنی جب شراب حرام رہے تو اس میں

شفا نہیں مگر جب بحکم شرعی صورتہ مذکورہ میں حلال ہو جائے تو اس سے علاج ہو سکتا ہے لیکن اگر گلے میں لقمہ پھنس گیا ہے پانی موجود نہیں پی کر

اتا رہے جان جاری ہے شراب موجود ہے تو شراب پی کر لقمہ اتار سکتا ہے۔ اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ اس مصیبت سے چھٹکارا یقیناً

ہو جائے گا، بہر حال یہ حدیث قاطعی غور ہے۔ قرآن کریم نے نخصہ کی حالت میں مردار کھانے کی اجازت دی ہے وہ آیت اس قول کی تائید

کرتی ہے کہ حدیث کے متعلق علماء نے بہت گفتگو کی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۳۵)

خبال سے او سے پلائیگا۔ (6)

(6) جامع الترمذی، کتاب الاثریہ، باب با جامہ فی شارب الخمر، الحدیث ۱۸۶۹، ج ۳، ص ۳۳۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ صبح سے مراد دن ہے جزء بول کر کل مراد لیا گیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت آدم کی مٹی چالیس صبح خمیر کی گئی یعنی چالیس دن، بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد صبح کی نماز یعنی نماز فجر ہی ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص شراب پی لے اور توبہ نہ کرے تو چالیس دن تک اس کی عبادت میں لذت حضور قلبی میسر نہ ہوگا جس کی وجہ سے وہ عبادات اگرچہ ادا تو ہو جائیں گی مگر قبول نہ ہوں گی نماز فرمایا گیا اور تمام عبادات مراد لی گئیں کہ نماز سب سے افضل عبادت ہے جب وہ ہی قبول نہ ہوئی تو دوسری عبادات بدرجہ اولیٰ قبول نہ ہوں گی کیونکہ شراب ام الخبائث ہے اور نماز ام العبادات جو ام الخبائث ہے گا وہ ام العبادات کی قبولیت سے محروم رہے گا بعض روایات میں ہے کہ جو شراب پیئے گا اس کے سینہ سے نور ایرانی نکل جائے گا۔ (مرقات دا شعہ دلعات)

۲۔ توبہ کی حقیقت ہے گزشتہ پرندامت، آئندہ کے لیے نہ کرنے کا عہد، اسی طرح شراب سے توبہ چاہیے کہ آئندہ اس کے قریب نہ جانے کا عہد کرے۔

۳۔ یعنی اگر توبہ کرتے وقت مکمل عہد کیا کہ اب کبھی نہ پیوں گا پھر شیطان نے بہکا دیا اور پی لی۔ چالیس کا عدد اس لیے بیان ہوا کہ شراب کا اثر چالیس دن تک بدن میں رہتا ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ ہر غذا اور پانی کا اثر جسم میں چالیس دن تک رہتا ہے جو کوئی چالیس دن اخلاص سے عبادت کرے تو اس کے دل و زبان سے حکمت کے چشمے بہنے لگتے ہیں جو حضور کی چالیس حدیثیں مسلمانوں تک پہنچائے اسے اللہ تعالیٰ محدثین و فقہاء کے زمرہ میں حشر نصیب فرمائے گا، موسیٰ علیہ السلام سے چالیس کا چلہ کرایا گیا، فرماتا ہے: "وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً"۔ غرض چالیس کے عدد کی عبادات اور گناہوں میں عجیب تاثیر ہے۔ (مرقات) چالیس عدد کے برکات ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھئے۔

۴۔ یعنی طاعت کے ساتھ توبہ کرے حق تعالیٰ مغفرت کے ساتھ قبول فرمائے گا۔

۵۔ یعنی جو تین بار شراب سے توبہ کر کے توڑ دے تو اب اسے توبہ قبول کی توفیق نہ ملے گی، اب صرف زبان سے توبہ کہے گا دل سے توبہ نہ کر سکے گا لہذا یہ توبہ قبول نہ ہوگی، یہ شراب نوشی کی غصہ ہے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جو ابو داؤد و ترمذی نے حضرت ابو بکر صدیق سے روایت کی کہ جو شخص دن میں ستر بار گناہ کرے اور ستر بار توبہ کرے تو وہ گناہ پر مصر نہیں کہ وہاں توبہ مقبول مراد ہے، قرآن کریم فرماتا ہے: "إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ أَدَّاهُوا كُفْرًا أَلَمْ يَكُنِ اللَّهُ يَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا"۔ یہ حدیث اس آیت کریمہ کی اشارۃً شرح فرمادی ہے، فقیر کی یہ تقریر خوب یاد کر لینی چاہیے۔

۶۔ خبال دوزخیوں کا خون و پیپ اس کثرت سے بہے گا کہ اس کی نہر بہ جائے گی، شرابی سخت پیاسے اٹھیں گے پانی مانگیں گے تو انہیں بجائے پانی کے یہ دیا جائے گا جو انہیں شدت پیاس کی وجہ سے چٹا پڑے گا۔ ۷۔ یعنی یہ حدیث ترمذی نے تو حضرت عبداللہ سے

حدیث ۷: ابو داؤد نے ولیم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور سخت سخت کام کرتے ہیں اور ہم گیہوں (گندم) کی شراب بناتے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں کام کرنے کی قوت حاصل ہوتی ہے اور سردی کا اثر نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا: کیا اس میں نشہ ہوتا ہے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: تو اس سے پرہیز کرو۔ میں نے عرض کی، لوگ اسے نہیں چھوڑینگے۔ فرمایا: اگر نہ چھوڑیں تو اُن سے قتال کرو۔ (7)

حدیث ۸: داری نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: والدین کی نافرمانی کرنے والا اور جو اکھیلنے والا اور احسان جتانے والا اور شراب کی مداومت کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (8)

ابن عمر ابن خطاب سے روایت کی اور نسائی ابن ماجہ، داری نے حضرت عبد اللہ ابن عمر ابن عاص سے روایت کی۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۳۶)

(7) سنن أبی داؤد، کتاب الاثریۃ، باب النھی عن السكر، الحدیث ۳۶۸۳، ج ۳، ص ۲۶۰۔

حکیم امامت کے مدنی پھول

۱۔ دیم دس کے فتح لام کے کسرہ سے ہے، حمیرح کے کسرہ میم کے سکون سے بروزن درہم، حمیرمین کا ایک شہر ہے جو صنعاء سے غربی جانب واقع ہے۔

۲۔ اس سے ہم کو شراب اور نشہ کی سخت ضرورت ہے کہ ملک میں بغیر شراب کی گرمی اور بغیر نشہ کے بھاری کام نہیں ہو سکتے۔

۳۔ ہذا ہم شراب پینے پر مجبور ہیں۔

۴۔ کہ اسے مطلقاً استعمال نہ کرو نہ بعد نشہ نہ اس سے کم جیسا کہ فاجشیوہ کے اطلاق سے معلوم ہوا کیونکہ تھوڑی شراب بہت سی کا ذریعہ ہے۔

۵۔ کیونکہ وہ پرانے عادی بھی ہیں اور اس کی انہیں ضرورت بھی ہے ملکی حالات کے لحاظ سے۔

۶۔ یعنی اگر حدل سمجھ کر نہیں تو وہ مرتد ہو گئے ان پر جہاد کرو۔ (مرقات) اور اگر حرام سمجھ کر پینے جائیں تو ان پر سختی کرو، رپیٹ کر اس سے

راکو۔ غلط قائلو مار پیٹ پر بھی ارشاد ہوا ہے فرمایا کہ جو نمازی کے آگے سے گزرتا چاہے تو اسے روکو نہ رکے تو قافلہ اسے مار کر روکو، یہاں

سائل نے بہت کوشش سے سوال کیا مگر اجازت نہ ملی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۵۳)

(8) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الحمد، باب بیان الخمر... إلخ، الحدیث ۳۶۵۳، ج ۲، ص ۳۳۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۷۔ باقیین کے ساتھ جو اول ہی جنت میں پہنچیں بغیر سزا اور بغیر رکاوٹ کے یا جو یہ جرم کرے انہیں حلال سمجھ کر وہ قطعاً جنت میں داخل نہ

حدیث ۹: امام احمد نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قسم ہے میری عزت کی! میرا جو بندہ شراب کی ایک گھونٹ بھی پیے گا، میں اسکو اتنی ہی پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے اسے چھوڑے گا، میں اس کو حوض قدس سے پلاؤں گا۔ (9)

۲۔ عاق و مفضہ ہے جو ایسا مباح کام کرے جس سے والدین کو تکلیف ہو بلا ضرورت شرعی کرے اور انہیں دکھ پہنچانے کے لیے۔ (مرقات) یہ قیود خیال میں رہیں لہذا اگر حاکم پٹا مجرم ماں باپ پر شرعی سزا جاری کرے تو عاق نہیں اور اگر ماں باپ کو ستانے کے لیے شراب نوشی وغیرہ کرے تو وہ بد نصیب عاق سے بدتر ہے ظالم ہے۔

۳۔ منان بنا ہے من سے من کے معنی احسان کرنا بھی ہیں احسان جتنا بھی اور توڑنا بند کرنا بھی اس تیسرے معنی میں ہے "وَإِنْ لَكَ لَا تُجْزَا تَعْلَمُ مَعْنُوتُونَ" منان رب تعالیٰ کی مفت بمعنی بہت ہی احسان فرمانے والا کریم، یہاں دوسرے یا تیسرے معنی میں ہے یعنی احسان جتانے والا یا قاطع رحم قربت داروں کے حقوق ادا نہ کرنے والا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا تُبْطِلُوا صِدْقَتَكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى"۔

۴۔ کیونکہ حرامی بچہ جبلی طور پر بدکار بد معاش ہوتا ہے کہ اس کی سرشت میں شیطان کا دخل ہوتا ہے اور کبھی بدکاری کرتے کرتے کفر تک پہنچ کر دائمی دوزخی ہو جاتا ہے۔ (مرقات) اس لیے حرامی کی نسل میں ولایت نہیں ہوتی مگر خیال رہے کہ حرامی کے یہ احکام اسلام میں آجانے کے بعد ہیں، مشرکین و مجوسی کی اولاد حرامی نہیں اگرچہ ان کے نکاح شرعی قاعدے کے خلاف ہیں مگر چونکہ ان کے دین کے موافق ہیں لہذا صحیح ہیں، اگر مجوسی مسلمان ہو جائے اور اس کے نکاح میں اس کی ماں یا بہن یا بیٹی ہو تو اب علیحدہ کرادیں گے، یوں ہی اگر مشرک کے نکاح میں سات آٹھ بیویاں ہوں تو بعد اسلام چار سے زیادہ بیویاں علیحدہ کرادیں گے مگر ان کی گزشتہ اولاد حلال ہوگی، اس سے ولید ابن مغیرہ کا مسئلہ بھی حل ہو گیا جسے قرآن کریم نے زہیم یعنی حرامی فرمایا۔ اس حدیث میں زانی و زانیہ پر عتاب ہے کہ وہ زنا کر کے اپنے بچہ بلکہ اس کی نسل برہا کرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۵۵)

(9) المسند امام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباہلی، الحدیث ۲۲۲۸۱، ج ۸، ص ۲۸۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری رحمت کفار کو بھی پہنچی کہ وہ دنیاوی عذاب سے بچ گئے اور حضور کی باطنی رحمت یعنی ہدایت سے کفار نے فائدہ نہ اٹھایا، حضور کی رحمت فرشتوں جنات انسان بلکہ تمام مخلوقات کو ملی، اس کی تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں ملاحظہ کیجئے۔

۲۔ معارف جمع ہے معارف کی جس کا مادہ عزف ہے بمعنی کھیل، معارف بروزن منبر کھیل کا آلہ۔ اصطلاح میں ہر باجہ کو معارف کہا جاتا ہے اور مزامیر جمع ہے مزار کی جس کا مادہ زمر ہے بمعنی گانے کی آواز۔ اصطلاح میں بانسری الغوزہ وغیرہ کو مزامیر کہا جاتا ہے یعنی مجھے رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہر باجہ گانے کو منادوں۔ خیال رہے کہ جھانچ تو مطلقاً حرام ہے دوسرے باجے اگر غرض صحیح کے لیے استعمال کیے جائیں تو حلال ہیں، کھیل تماشہ کے لیے بجائے جائیں تو حرام۔ چنانچہ غازیوں کا طبل جو جنگ وغیرہ میں اعلان کے لیے بجایا جائے یا دف تماشہ اعلان نکاح کے لیے حلال ہے، یوں ہی عید و شادی کے موقع پر چھوٹی بچوں کا دف بجانا احادیث میں آیا ہے اس کے احکام ان شاء اللہ

حدیث ۱۰: امام احمد و نسائی و بزار و حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: تین شخصوں پر اللہ (عزوجل) نے جنت حرام کر دی۔ شراب کی مداومت کرنے والا اور وادین کی نافرمانی کرنے والا اور دیوث جو اپنے اہل میں بے حیائی کی بات دیکھے اور منع نہ کرے۔ (10)

حدیث ۱۱: امام احمد و ابو یعلیٰ و ابن حبان و حاکم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: تین شخص جنت میں داخل نہ ہونگے۔ شراب کی مداومت کرنے والا اور قاطع رحم اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ (11)

اپنے موقع پر آئیں گے۔

۳۔ صلب جمع ہے صلیب کی جس کا مادہ صلب ہے بمعنی صولی، صلیب صولی دینے کا آلہ، یہ عیسائیوں کی معظم چیز ہے جسے وہ پوجتے ہیں اور جاہلیت سے مراد زمانہ جاہلیت کی ناجائز رسمیں ہیں جیسے نوحہ، ماتم، خاندانی فخر، ستاروں سے بارش مانگنا۔ خیال رہے کہ جزیرہ عرب میں سواء اسلام کے کسی ملت کی اجازت نہیں اس لیے عرب سے صلیب مٹائی جائے گی۔ عرب کے سواء دوسرے اسلامی ممالک میں ذمی کفار کو مذہبی آزادی دی جائے گی لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں، اسلام میں تو ذمی کفار کو مذہبی آزادی ہے پھر صلیب مٹانے کے کیا معنی کہ یہ حکم جزیرہ عرب کے لیے ہے یا یہ مطلب ہے کہ مسلمانوں میں سے صلیب وغیرہ کو مٹاؤں کہ انہیں اس کی تعظیم سے دور رکھوں۔

۴۔ یعنی بعد قیامت دوزخ میں اسے دوزخیوں کی پیپ پلاؤں گا۔

۵۔ قدس کے حوض سے مراد جنت کے حوض ہیں جن میں حوض کوثر بھی داخل ہے یعنی جو شخص شراب کا عادی تھا پھر رحمت خدا نے دستگیری کی کہ محض خوف خدا کی بنا پر توبہ کر لی اسے ان حوضوں سے پلایا جائے گا ترک کے یہ معنی ہوتے ہیں، ممکن ہے کہ اس میں وہ بھی داخل ہو جو شرابیوں میں پھنس کر شراب سے بچے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۵۶)

(10) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، الحدیث ۵۳۷۲، ج ۲، ص ۵۱۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اسے سابقین کے ساتھ جنت میں جانا حرام ہے یا جوان کاموں کو حلال جان کر کرے وہ جنت سے دائمی محروم ہے کہ جنت تو مؤمنین کے لیے ہے۔

۲۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں خبیث سے مراد زنا اور اسباب زنا ہیں یعنی جو اپنی بیوی بچوں کے زنا یا بے حیائی بے پردگی، اجنبی مردوں سے اختلاط، بازاروں میں زینت سے بھرنا، بے حیائی کے گانے ناچ وغیرہ دیکھ کر باوجود قدرت کے نہ روکے وہ بے حیاء دیوث ہے مگر مرقات نے یہاں فرمایا کہ تمام بے غیرتی کے گناہ اس میں شامل ہیں جیسے شراب نوشی، غسل جنابت نہ کرنا دیگر اس قسم کے جرم، اللہ تعالیٰ دینی غیرت دے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۵۷)

(11) المسند للإمام أحمد بن حنبل، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث ۱۹۵۸۶، ج ۷، ص ۳۹۰

حدیث ۱۲: امام احمد نے ابن عباس سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: شراب کی مداومت کرنے والا مرے گا تو خدا سے ایسے بے گنا جیسا بت پرست۔ (12)

حدیث ۱۳: ترمذی و ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس ۱۰ شخصوں پر لعنت کی۔ (۱) بتانے والا اور (۲) بنوانے والا اور (۳) پینے والا اور (۴) اٹھانے والا اور (۵) جس کے پاس اٹھا کر لائی گئی اور (۶) پلانے والا اور (۷) بیچنے والا اور (۸) اس کے دام (قیمت) کھانے والا اور (۹) خریدنے والا اور (۱۰) جس کے لیے خریدی گئی۔ (13)

حدیث ۱۴: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے، وہ شراب نہ پیے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت کے

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ قاطع رحم عام ہے عاق سے کیونکہ عاق ماں باپ کا نافرمان ہے اور قاطع رحم اپنی نبی عزیزوں پر زیادتی کرنے والا یا ان کے حقوق ادا نہ کرنے والا ہا و جو قدرت کے، مسلمان پر ماں باپ، بھائی بہن، خالہ، ماموں وغیرہم بلکہ بیوی اور اس کے والدین کے بھی حقوق ہیں۔ ان حقوق کی تفصیل اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب شرح الحق لطرح الحقوق میں ملاحظہ فرمائیے۔ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں سے خبردار رہے کہ میرا کون کون رشتہ دار ہے اور ان سے میرا کیا رشتہ ہے تاکہ ان کے حقوق بقدر قربت ادا کرے۔

۲۔ یعنی جادو کو حق یعنی حلال جاننے والا یا اس کی تاثیر بذاتہ کا قائل جادو کا حرام ہے اسے حلال جاننا بے دینی ہے ورنہ جادو میں رب تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے جس کا ثبوت قرآن مجید سے ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "يُفَقِّرُ قُلُوبَ بَنِي السَّوْرِ وَزَوْجِهِ" لہذا جادو کو برحق تاثیر ماننے والا مؤمن ہے اسے حلال جاننے والا کافر، یہاں دوسری صورت کا ذکر ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۵۸)

(12). المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، الحدیث ۲۳۵۴، ج ۱، ص ۵۸۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی بغیر توبہ کے شرابی رہتا ہوا مرے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسا ناراض ہوگا جیسا بت پرست پر ناراض ہوگا، قرآن کریم میں رب تعالیٰ نے شراب کو بتوں کے ساتھ ذکر کیا، کہ ارشاد فرمایا: "إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ" نیز شرابی تشہ میں بت پرستی کرے تو کوئی تعجب نہیں کہ بے عقل سب کچھ کر لیتا ہے تو شراب بت پرستی کا ذریعہ بن سکتی ہے، غرض کہ یہ وعید بہت سخت ہے۔ رب تعالیٰ کی پنہ

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۵۹)

(13) جامع لترمذی، کتاب البیوع، باب النہی ان یخذ ظلم الحدیث ۱۲۹۹، ج ۳، ص ۳۷.

دن پر ایمان لاتا ہے، وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جاتی ہے۔ (14)

حدیث ۱۵: حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: شراب سے بچو کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (15)

حدیث ۱۶: ابن ماجہ و بیہقی ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں مجھے میرے خلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی: کہ خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا، اگرچہ ٹکڑے کر دیے جاؤ، اگرچہ جلا دیے جاؤ اور نماز فرض کو قصداً (جان بوجھ کر) ترک نہ کرنا کہ جو شخص اسے قصداً چھوڑے، اس سے ذمہ بری ہے اور شراب نہ پینا کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (16)

حدیث ۱۷: ابن حبان و بیہقی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ام النجاشی (شراب) سے بچو کہ گزشتہ زمانہ میں ایک شخص عابد تھا اور لوگوں سے الگ رہتا تھا ایک عورت اس پر فریفتہ (عاشق) ہو گئی اس نے اس کے پاس ایک خادمہ کو بھیجا کہ گواہی کے لیے اسے بلا کر لا، وہ بلا کر لائی، جب مکان کے دروازوں میں داخل ہوتا گیا خادمہ بند کرتی گئی جب اندر کے مکان میں پہنچا دیکھا کہ ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہے اور اس کے پاس ایک لڑکا ہے اور ایک برتن میں شراب ہے، اس عورت نے کہا میں نے تجھے گواہی کے لیے نہیں بلایا ہے بلکہ اس لیے بلایا ہے کہ یا اس لڑکے کو قتل کر یہ مجھ سے زنا کر یا شراب کا ایک پیالہ پی اگر تو ان باتوں سے انکار کرتا ہے تو میں شور کروں گی اور تجھے رسوا کر دوں گی۔ جب اس نے دیکھا کہ مجھے ناچار کچھ کرنا ہی پڑیگا کہا، ایک پیالہ شراب کا مجھے پلا دے جب ایک پیالہ پی چکا تو کہنے لگا اور دے جب خوب پی چکا تو زنا بھی کیا اور لڑکے کو قتل بھی کیا، لہذا شراب سے بچو۔ خدا کی قسم! یہاں اور شراب کی مداومت مرد کے سینہ میں جمع نہیں ہوتے، قریب ہے کہ اون میں کا ایک دوسرے کو نکال دے۔ (17)

حدیث ۱۸: ابن ماجہ و ابن حبان ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ میری امت میں کچھ لوگ شراب پیئیں گے اور اس کا نام بدل کر کچھ اور رکھیں گے اور اون کے سروں پر اسے بجائے جائیں گے اور گانے والیاں گائیں گی یہ لوگ زمین میں دھنسا دیے جائیں گے اور ان میں سے کچھ لوگ

(14) معجم الکبیر، الحدیث ۱۳۶۲، ج ۱۱، ص ۱۵۳۔

(15) مسند کرمی، کتاب شریعت، باب جنتی الخمر... الحدیث ۷۳۱۳، ج ۵، ص ۲۰۱۔

(16) سنن ابن ماجہ، أبواب الفتن، باب یصلی علی البلاء، الحدیث ۴۰۳۴، ج ۴، ص ۷۶۔

(17) صحیح ابن حبان، کتاب الاشریہ، فصل فی الاشریہ، الحدیث ۵۳۲۳، ج ۷، ص ۳۶۷۔

بندر اور سوڑ بنا دیے جائیں گے۔ (18)

حدیث ۱۹: ترمذی و ابو داؤد نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شراب پیے، اُسے کوڑے مارو اور اگر چوتھی مرتبہ پھر پیے تو اسے قتل کر ڈالو۔ اور یہ حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ چوتھی بار حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں شراب خوار (شراب پینے والا) لایا گیا، اُسے کوڑے مارے اور قتل نہ کیا یعنی قتل کرنا منسوخ ہے۔ (19)

حدیث ۲۰: بخاری و مسلم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب کے متعلق شانوں اور جوتیوں سے مارنے کا حکم دیا۔ (20)

حدیث ۲۱: صحیح بخاری میں بسائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمر کے ابتدائی زمانہ خلافت میں شرابی لایا جاتا، ہم اپنے ہاتھوں اور جوتوں اور چادروں سے اسے مارتے پھر حضرت عمر نے چالیس کوڑے کا حکم دیا پھر جب لوگوں میں سرکشی ہو گئی تو اسی ۸۰ کوڑے کا حکم دیا۔ (21)

(18) سنن ابن ماجہ، أبواب الفتن، باب البغوات، الحدیث ۴۰۲۰، ص ۱۹۷۔

(19) جامع ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء من ضرب الخمر فاجلدوا... إلخ، الحدیث ۱۳۲۹، ج ۳، ص ۱۲۸۔

(20) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب ماجاء فی ضرب ثارب الخمر، الحدیث ۶۷۷۳، ج ۴، ص ۳۲۸۔

(21) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید والغال، الحدیث ۶۷۷۹، ج ۴، ص ۳۲۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور پوری خلافت صدیقی میں اور خلافت فاروقی کے شروع میں شراب کی سزا مقرر نہ ہوئی تھی ہم اپنی چادر کا کوڑا بنا کر مارتے تھے، کچھ جوتے لگا دیتے تھے، کچھ چھریاں مار دیتے تھے۔ غالباً یہ سب ملکر بھی چالیس نہ ہوتے تھے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

۲۔ اس معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے چالیس کوڑے بھی نہ لگوائے جاتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چالیس مقرر کئے۔

۳۔ جیسی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ ملاحظہ فرمایا کہ اتنی معمولی سزا سے شراب نوشی نہیں رکتی تو آپ نے اسی ۸۰ کوڑے مقرر کئے۔ معلوم ہوا کہ نرم سزائیں جرم کی عادت روکنے کے لیے کافی نہیں، یہ حدیث جمہور ائمہ کی دلیل ہے کہ شراب کی سزا اسی ۸۰ کوڑے مقرر ہیں، تمام صحابہ نے یہ سزا دیکھی اور کسی نے اعتراض نہ کیا لہذا اس سزا پر صحابہ کرام کا اجماع سکوتی ہو گیا۔ بہر حال زمانہ رسالت میں شراب کی سزا ضرور تھی مگر مقرر نہ تھی، پھر چالیس کوڑے عہد صدیقی یا عہد فاروقی میں مقرر ہوئی، پھر آخر عہد فاروقی میں اسی ۸۰ کوڑے۔

حدیث ۲۲: امام مالک نے ثور بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حد (خمر) یعنی شراب کی سزا کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میری رائے یہ ہے کہ اسے اسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں کیونکہ جب پیے گا نشہ ہوگا اور جب نشہ ہوگا، بیہودہ بکے گا اور جب بیہودہ بکے گا، افترا کرے گا، لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی ۸۰ کوڑوں کا حکم دیا۔ (22)



مقرر ہوئے۔ جن روایات میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں چالیس کوڑے مارے وہ درست نہیں۔ مرقات نے اس کی پرزور تردید فرمائی اور اس روایت کو سخت ضعیف قرار دیا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۲۰)

(22) الموطا امام مالک، کتاب الاشریۃ، باب الحد فی الخمر، الحدیث ۱۶۱۵، ج ۲، ص ۳۵۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مشکوٰۃ شریف کے نسخوں میں دیلمی ہے میم کے ساتھ، دیلم ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے مگر موطا امام مالک میں دیلمی ہے بغیر میم کے، دیلم ایک مشہور قبیلہ ہے، صحیح دیلمی ہے بغیر میم کے، یہ تابعی حمصی شامی ہے، اس پر قدر یہ ہونے کا شبہ کیا گیا چنانچہ مسلمانوں نے اسے حص سے نکال کر اس کا گھر جلا دیا۔ ثور ابن یزید کلاعی اور فخص ہیں جو تابعی ثقہ تھے، ان کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی۔ (مرقات وغیرہ)

۲۔ کہ لیا شرابی کی سزا چالیس کوڑے رکھی جائے یا زیادہ کی جائے تو کتنی کیونکہ چالیس کوڑوں سے شراب نوشی پوری نہیں رکتی۔

۳۔ یہ مشورہ صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوا اور کسی صحابی نے اعتراض نہ فرمایا سب نے قبول کیا لہذا اس سزا پر صحابہ کا اجماع ہو گیا اور فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم کو میری اور میرے صحابہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل لازم ہے اس لیے تمام آئمہ کے نزدیک شراب کی سزا اسی ۸۰ کوڑے مقرر ہے۔

۴۔ جینی اکثر نشہ والا مستی میں عورتوں کو ایسے جگایاں بھی دے دیتا ہے جو تہمت میں داخل ہیں اور قذف یعنی تہمت کی سزا از روئے قرآن اسی ۸۰ کوڑے ہیں تو جیسے نیند وضو توڑ دیتی ہے کہ وہ سبب ہے ریح نکلنے کی یوں ہی شراب سبب ہے قذف کی لہذا شرابی کو قاذف یعنی تہمت لگانے والا، نا جائز ہے، یہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے اور بہت درست اجتہاد ہے۔

۵۔ یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ کا یہ مشورہ صرف قول ہی قبول نہ کیا بلکہ اس پر عمل بھی شروع فرما دیا کہ شرابی کو اسی ۸۰ کوڑے لگانے شروع کر دیے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عہد نبوی میں شرابی کی سزا مقرر نہ تھی عہد صدیقی میں چالیس کوڑے مقرر ہوئے، پھر عہد فاروقی سے تا قیامت اسی ۸۰ کوڑے مقرر ہو گئے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۲۷)

احکام فقہیہ

مسئلہ ۱: مسلمان، عاقل، بالغ، ناطق، غیر مضطرب یا اکراہ شرعی (اکراہ شرعی کے بغیر) خمر (شراب) کا ایک قطرہ بھی پیے تو اس پر حد قائم کی جائے گی جبکہ اسے اس کا حرام ہونا معلوم ہو۔ کافر یا مجنون یا نابالغ یا گونگے نے پی تو حد نہیں۔ یوہیں اگر پیاس سے مرا جاتا تھا اور پانی نہ تھا کہ پی کر جان بچاتا اور اتنی پی کہ جان بچ جائے تو حد نہیں اور اگر ضرورت سے زیادہ پی تو حد ہے۔ یوہیں اگر کسی نے شراب پینے پر مجبور کیا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا تو حد نہیں۔ شراب کی حرمت کو جانتا ہو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ واقع میں اسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے دوسرے یہ کہ دارالاسلام میں رہتا ہو تو اگرچہ نہ جانتا ہو حکم یہی دیا جائیگا کہ اسے معلوم ہے کیونکہ دارالاسلام میں جہل (یعنی لاعلمی) عذر نہیں لہذا اگر کوئی حربی دارالحرب سے آکر مشرف باسلام ہوا اور شراب پی اور کہتا ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حرام ہے تو حد نہیں۔ (۱)

مسئلہ ۲: شراب پی اور کہتا ہے میں نے دودھ یا شربت اسے تصور کیا تھا یا کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ شراب ہے تو حد ہے اور اگر کہتا ہے میں نے اسے نبیذ سمجھا تھا تو حد نہیں۔ (۲)

مسئلہ ۳: انگور کا کچا پانی جب خود جوش کھانے لگے اور اس میں جھاگ پیدا ہو جائے اُسے خمر کہتے ہیں۔ اس کے

(۱) اندر المختار، کتاب الحدود، باب حد الخمر، ج ۶، ص ۵۸-۶۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

خمر کے معنی ہیں چھپا، اسی سے دوپٹے کو خمار کہتے ہیں کہ وہ سر کو چھپاتا ہے، بعض اماموں کے نزدیک ہر نشہ آور چیز خمر ہے، بعض کے نزدیک صرف انگوری شراب کو خمر کہتے ہیں، انگوری شراب کا ایک قطرہ بھی بالاجماع حرام ہے، دوسری شراہیں حد نشہ تک بالا جماع حرام ہیں، اس سے کم کی حرمت میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی مطلقاً حرام ہیں نشہ دیں یا نہ دیں۔ شراب کی سزا اسی ۸۰ کوڑے ہیں عہد صحابہ میں اولاً اختلاف رہا پھر اسی ۸۰ کوڑوں پر اتفاق ہو گیا۔ شراب کی سزا کے لیے شرط یہ ہے کہ بحالت نشہ اس کی گواہی یا اقرار حاکم کے پاس ہو جائے۔ نشہ اتر جانے کے بعد اگر اقرار یا گواہی گزرے تو امام اعظم کے ہاں اس پر یہ سزا نہیں جاری ہوگی۔ خیالی رہے کہ نشہ والے کی حد قی تو واقع ہو جاتی ہے مگر اس کا ارتداد درست نہیں یعنی اگر اس کے منہ سے نشہ میں کلمہ کفر نکل جائے تو اسلام سے خارج نہ ہوگا۔ ایک صحابی نے بے لیت نشہ نماز مغرب میں سورۃ کافرون پڑھی ہر جگہ سے لاجھوڑ گئے تو یہ کلمات کفر بن گئے مگر ان پر حکم ارتداد نہ دیا گیا بعد میں شراب

حرام کر دی گئی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۵۱۸)

(۲) البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد الخمر، ج ۵، ص ۲۳۔

ساتھ پانی ملا دیا ہو اور پانی کم ہو جب بھی خالص کے حکم میں ہے کہ ایک قطرہ پینے پر بھی حد قائم ہوگی اور پانی زیادہ ہے تو جب تک نشہ نہ ہو حد نہیں اور اگر انگور کا پانی پکالیا گیا تو جب تک اسکے پینے سے نشہ نہ ہو حد نہیں۔ اور اگر خمر کا عرق کھینچا (رس چوسا) تو اس عرق کا بھی وہی حکم ہے کہ ایک قطرہ پر بھی حد ہے۔ (3)

مسئلہ ۴: خمر کے علاوہ اور شرابیں پینے سے حد اوس وقت ہے کہ نشہ آجائے۔ (4)

مسئلہ ۵: شراب پی کر حرم میں داخل ہوا تو حد ہے مگر جبکہ حرم میں پناہ لی تو حد نہیں اور حرم میں پی تو حد ہے

دارالحرب میں پینے سے بھی حد نہیں۔ (5)

مسئلہ ۶: نشہ کی حالت میں حد قائم نہ کریں بلکہ نشہ جاتے رہنے کے بعد قائم کریں اور نشہ کی حالت میں قائم کر دی

تو نشہ جانے کے بعد پھر اعادہ کریں۔ (6)

مسئلہ ۷: شراب خوار پکڑا گیا اور اس کے مونہ میں ہنوز (ابھی تک) بُو موجود ہے، اگرچہ افاقہ ہو گیا ہو یا نشہ کی

حالت میں لایا گیا اور گواہوں سے شراب پینا ثابت ہو گیا تو حد ہے اور اگر جس وقت اونھوں نے پکڑا تھا اوس وقت نشہ

تھا اور بُو تھی، مگر عدالت دور ہے وہاں تک لاتے لاتے نشہ اور بُو جاتی رہی تو حد ہے، جبکہ گواہ بیان کریں کہ ہم نے جب

پکڑا تھا اوس وقت نشہ تھا اور بُو تھی۔ (7)

مسئلہ ۸: نشہ والا اگر ہوش آنے کے بعد شراب پینے کا خود اقرار کرے اور ہنوز (اب بھی) بُو موجود ہے تو حد ہے

اور بُو جاتی رہنے کے بعد اقرار کیا تو حد نہیں۔ (8)

مسئلہ ۹: نشہ یہ ہے کہ بات چیت صاف نہ کر سکے اور کلام کا اکثر حصہ ہذیان (الٹی باتیں کرنا) ہو اگرچہ کچھ

باتیں ٹھیک بھی ہوں (9)

مسئلہ ۱۰: شراب پینے کا ثبوت فقط مونہ میں شراب کی سی بد بو آنے بلکہ تے میں شراب نکلنے سے بھی نہ ہوگا یعنی

(3) رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد الشراب المحرم، ج ۶، ص ۵۹۔

(4) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد الشراب المحرم، ج ۶، ص ۶۰۔

(5) رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد الشراب المحرم، مطلب فی نجات العرق... إلخ، ج ۶، ص ۶۲۔

(6) رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد الشراب المحرم، ج ۶، ص ۵۸ و ۶۲۔

(7) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السادس فی حد الشراب، ج ۲، ص ۱۵۹۔

(8) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السادس فی حد الشراب، ج ۲، ص ۱۵۹۔

(9) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السادس فی حد الشراب، ج ۲، ص ۱۵۹۔

والدر المختار، کتاب الحدود، باب حد الشراب المحرم، ج ۶، ص ۶۵۔

فقط اتنی بات سے کہ بُو پائی گئی یا شراب کی قے کی حد قائم نہ کریں گے کہ ہو سکتا ہے حالت اضطراب یا اکراہ میں پی ہو مگر بُو یا نشہ کی صورت میں تعزیر کریں گے جبکہ ثبوت نہ ہو اور اس کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا۔ اور ایک مرد اور دو عورتوں نے شہادت دی تو حد قائم کرنے کے لیے یہ ثبوت نہ ہوا۔ (10)

مسئلہ ۱۱: قاضی کے سامنے جب گواہوں نے کسی شخص کے شراب پینے کی شہادت دی تو قاضی اون سے چند سوال کریگا۔ خمر کس کو کہتے ہیں۔ اس نے کس طرح پی، اپنی خواہش سے یا اکراہ کی حالت میں، کب پی، اور کہاں پی، کیونکہ تمادی (وہ میعاد جس کے گزرنے کے بعد حد وغیرہ نافذ نہیں ہوتی) کی صورت میں یا دارالحرب میں پینے سے حد نہیں۔ جب گواہ ان امور کے جواب دے لیں تو وہ شخص جس کے اوپر یہ شہادت گزری روک لیا جائے اور گواہوں کی عدالت کے متعلق سوا کرے اگر ان کا عادل ہونا ثابت ہو جائے تو حد کا حکم دیا جائے۔ گواہوں کا بظاہر عادل ہونا کافی نہیں جب تک اس کی تحقیق نہ ہو۔ (11)

مسئلہ ۱۲: گواہوں نے جب بیان کیا، اس نے شراب پی اور کسی نے مجبور نہ کیا تھا تو اس کا یہ کہنا کہ مجھے مجبور کیا گیا، منانہ جائیگا۔ (12)

مسئلہ ۱۳: گواہوں میں اگر باہم اختلاف ہو ایک صبح کا وقت بتاتا ہے دوسرا شام کا یا ایک نے کہا شراب پی دوسرا کہتا ہے شراب کی قے کی یا ایک پینے کی گواہی دیتا ہے اور دوسرا اس کی کہ میرے سامنے اقرار کیا ہے تو ثبوت نہ ہوا اور حد قائم نہ ہوگی۔ (13) مگر ان سب صورتوں میں سزا دیں گے۔

مسئلہ ۱۴: اگر خود اقرار کرتا ہو تو ایک بار اقرار کافی ہے حد قائم کر دیں گے جبکہ اقرار ہوش میں کرتا ہو اور نشہ میں اقرار کیا تو کافی نہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۵: کسی فاسق کے گھر میں شراب پائی گئی یا چند شخص اکٹھے ہیں اور وہاں شراب بھی رکھی ہے اور اون کی مجلس اس قسم کی ہے جیسے شراب پینے والے شراب پینے بیٹھا کرتے ہیں اگرچہ انھیں پیتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا تو ان پر حد نہیں مگر سب کو سزا دی جائے۔ (15)

(10) لدر المختار، کتاب الحدود، باب حد الشراب، المحرم، مطلب فی نجات العرق... إلخ، ج ۶، ص ۶۳۔

(11) لدر المختار، کتاب الحدود، باب حد الشراب، المحرم، ج ۶، ص ۶۳۔

(12) البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد الشراب، ج ۵، ص ۴۳۔

(13) لدر المختار، کتاب الحدود، باب حد الشراب، المحرم، ج ۶، ص ۶۳۔

(14) المرجع السابق۔

(15) رد المختار، کتاب الحدود، باب حد الشراب، المحرم، مطلب فی نجات العرق... إلخ، ج ۶، ص ۶۳۔

مسئلہ ۱۶: اس کی حد میں اسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے اور غلام کو چالیس ۴۰ اور بدن کے متفرق (مختلف) حصوں میں ماریں گے، جس طرح حد زنا میں بیان ہوا۔ (16)

مسئلہ ۱۷: نشہ کی حالت میں تمام وہ احکام جاری ہوں گے جو ہوش میں ہوتے ہیں، مثلاً اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو طلاق ہوگئی یا اپنا کوئی مال بیچ ڈالا تو بیچ ہوگئی۔ صرف چند باتوں میں اس کے احکام علیحدہ ہیں۔ (۱) اگر کوئی کلمہ کفر کا تو اسے مرتد کا حکم نہ دیں گے یعنی اس کی عورت بائن نہ ہوگی رہا یہ کہ عند اللہ بھی کافر ہوگا یا نہیں اگر قصد کفر کا ہے تو عند اللہ کافر ہے، ورنہ نہیں۔ (۲) جو حدود خالص حق اللہ ہیں اولاً کا اقرار کیا تو اقرار صحیح نہیں اسی وجہ سے اگر شراب پینے کا نشہ کی حالت میں اقرار کیا تو حد نہیں۔ (۳) اپنی شہادت پر دوسرے کو گواہ نہیں بنا سکتا۔ (۴) اپنے چھوٹے بچہ کا مہر مثل سے زیادہ پر نکاح نہیں کر سکتا۔ (۵) اپنی نابالغ لڑکی کا مہر مثل سے کم پر نکاح نہیں کر سکتا۔ (۶) کسی نے ہوش کے وقت اسے وکیل کیا تھا کہ یہ میرا سامان بیچ دے اور نشہ میں بیچا تو بیچ نہ ہوئی۔ (۷) کسی نے ہوش میں وکیل کیا تھا کہ تو میری عورت کو طلاق دیدے اور نشہ میں اس کی عورت کو طلاق دی تو طلاق نہ ہوئی۔ (17)

مسئلہ ۱۸: بھنگ اور افیون پینے سے نشہ ہو تو حد قائم نہ کریں گے مگر سزا دی جائے اور ان سے نشہ کی حالت میں طلاق دی تو ہو جائے گی جبکہ نشہ کے لیے استعمال کی ہو اور اگر علاج کے طور پر استعمال کی ہو تو نہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۹: حد ماری جا رہی تھی اور بھاگ گیا پھر پکڑ کر لایا گیا اگر تمادی آگئی ہے تو چھوڑ دیں گے ورنہ بقیہ پوری کریں اور اگر دوبارہ پھر پی اور حد قائم کرنے کے بعد ہے تو دوسری مرتبہ پھر حد قائم کریں اور اگر پہلے بالکل نہیں ماری گئی یا کچھ کوڑے مارے تھے کچھ باقی تھے تو اب دوسری بار کے لیے حد ماریں پہلی اسی میں متداخل (19) ہوگئی۔ (20)



(16) رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، مطلب فی نجات العرق... إلخ، ج ۶، ص ۶۳.

(17) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، مطلب فی نجات العرق... إلخ، ج ۶، ص ۶۵.

(18) رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، مطلب فی الخبث... إلخ، ج ۶، ص ۶۶.

(19) یعنی اب دوسری بار حد مارنے سے پہلی بھی ادا ہو جائے گی، علیحدہ سے پہلی کو پورا نہیں کیا جائے گا۔

(20) الدر مختار و رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، مطلب فی الخبث... إلخ، ج ۶، ص ۶۷.

حد قذف کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَبَلُوا بِهَٰئِنَا وَ اٰثِمًا مُّبِينًا ﴿٥٨﴾) (1)

اور جو لوگ مسلمان مرد اور عورتوں کو ناکردہ باتوں سے ایذا دیتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ ادا کیا۔
اور فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) (2)

اور جو لوگ پارسا عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہ لائیں اور کو اسی ۸۰ کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہ لوگ فاسق ہیں مگر وہ کہ اس کے بعد توبہ کریں اور اپنی حالت درست کر لیں تو بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔



(1) پ ۲۲، احزاب ۵۸.

اس آیت کے تحت مفسر شمس مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایذا دیتے تھے اور ان کے حق میں بدگوئی کرتے تھے۔ حضرت فضیل نے فرمایا کہ کتے اور سور کو بھی ناحق ایذا دینا حلال نہیں تو مومنین و مومنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین مجرم ہے۔

(2) پ ۱۸، نور ۵۴.

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مملوک پر زنا کی تہمت لگائے، قیامت کے دن اس پر حد لگائی جائے گی مگر جبکہ واقع میں وہ غلام دیا ہی ہے، جیسا اس نے کہا۔ (1)

(1) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب التغلیظ علی من قذف... الخ، الحدیث ۳۷۷۰۔ (۱۶۶۰)، ج ۵، ص ۹۰۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اے غلام! مملوک سے مراد لونڈی ہے اور ہو سکتا ہے کہ لونڈی غلام دونوں ہوں۔ خیال رہے کہ آزاد مسلمہ عقیقہ محرت کو زنا کی تہمت لگانے والے پر حد قذف اسی ۸۰ کوڑے جاری ہوتے ہیں، مملوک لونڈی کو تہمت زنا لگانے والے کو یہ سزا نہیں ہوتی، مگر کارفرما رہے ہیں کہ اسے یہ سزا قیامت میں تمام خلق کے سامنے کی جائے گی جس سے وہ رسوا بھی ہوگا اور سزایاب بھی، ہاں اگر واقعی لونڈی غلام زانی ہوں تو پھر الزام لگانے والے کو سزا نہ ہوگی کہ اس نے سچ کہا تھا۔ علماء فرماتے ہیں کہ لونڈی غلام کو تہمت لگانے پر اگرچہ حد نہیں مگر تعزیر ہے غلام چاہے مکمل ہو یا ابھی اس میں شائبہ غلامیت ہو جیسے مکاتب یا مدبر کسی کو تہمت لگانے پر حد نہیں۔

۲۔ یہ حدیث احمد، ابوداؤد، ترمذی نے بھی روایت کی، حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر و ابن عاص سے مرفوعاً روایت کی کہ اگر مولیٰ یا زانیہ یا کہ اے زانی کہہ کر پکارے اسے بھی قیامت میں کوڑے لگیں گے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو غصہ میں اپنے بچوں یا نوکروں کو حرامی کہہ دیتے ہیں کہ یہ انکی ماں کو تہمت ہے زبان قابو میں رکھنی چاہیے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۶۸)

احادیث مبارکہ میں تہمت لگانے کی مذمت

اللہ عز و جل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے جس مرد یا عورت نے اپنی لونڈی کو اے زانیہ کہا جبکہ اس کے زنا سے آگاہ نہ ہو تو قیامت کے دن وہ لونڈی انہیں کوڑے لگائے گی، کیونکہ دنیا میں ان کے لئے کوئی حد نہیں۔

(المستدرک، کتاب الحدود، باب ذکر حد القذف، الحدیث ۸۱۷۱، ج ۵، ص ۵۲۹)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی قیامت کے دن اسے حد لگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوک بالزانی، الحدیث ۴۳۱۱، ص ۹۶۹) *

بعض علمائے کرام رحمہم اللہ السلام ارشاد فرماتے ہیں اپنے غلاموں کو اے عنث! یا اے زانی کہنا اور چھوٹوں کو اے زانی کے بیٹے! یا اے زنا کی، ولاد! کہن لوگوں میں عام ہو چکا ہے اور یہ تمام کبیرہ گناہ ہیں اور دنیا و آخرت میں سزا کا موجب ہیں۔

حدیث ۲: عبدالرزاق عکرمہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ایک عورت نے اپنی باندی کو زانیہ کہا۔

حضرت سیّدنا ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۳۱۰ھ) نے اپنی تفسیر میں ضعیف سند کے ساتھ اور حضرت سیّدنا امام ابن حبان علیہ رحمۃ اللہ الثمان (متوفی ۳۵۳ھ) نے اپنی صحیح میں یہ روایت بیان فرمائی کہ سرکار مکہ مکرمہ سردار مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدنا عمرو بن حزم رحمی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مکتوب دے کر اہل یمن کی طرف بھیجا جس میں فرائض اور دینوں کے حکام تھے۔ اس میں یہ بھی لکھا تھا بے شک بروز قیامت اللہ عزّ وجلّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے (۱) اللہ عزّ وجلّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) مومن کو ناحق قتل کرنا (۳) جنگ کے دن میدان جہاد سے بھاگ جانا (۴) والدین کی نافرمانی کرنا (۵) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۶) جادو سیکھنا (۷) سود کھانا اور (۸) یتیم کا مال کھانا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۶۵۲۵، ج ۸، ص ۱۸۱)

حضرت سیّدنا امام طبرانی (متوفی ۳۲۰ھ)، حضرت سیّدنا امام ابوالقاسم بغوی (متوفی ۷۱۷ھ) اور حضرت سیّدنا امام عبدالرزاق (متوفی ۲۱۱ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جن میں تصریح ہے کہ کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔ چنانچہ، طبرانی شریف میں ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایک گروہ نے دو جہاں کے تاجور، سلطان مہر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں پاک دامن عورت پر تہمت لگانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بات کو ثابت رکھا۔

سیّدنا ابی بن کعبہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کبیرہ گناہ یہ ہیں (۱) اللہ عزّ وجلّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) کسی جان کو ناحق قتل کرنا (۳) سود کھانا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) جنگ کے دن بھاگ جانا (۶) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا اور (۷) ہجرت کے بعد دیہاتی بننا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب الکبائر، الحدیث ۳۸۲، ج ۱، ص ۲۹۱)

حضرت سیّدنا عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۹ ہیں اور ان میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں (۱) اللہ عزّ وجلّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) کسی مومن کو ناحق قتل کرنا (۳) جنگ سے بھاگ جانا (۴) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۵) جادو کرنا (۶) یتیم کا مال کھانا اور (۷) سود کھانا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۱، ج ۱، ص ۴۸)

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزّ وجلّ کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ۷ ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وہ چیزیں کون سی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (۱) اللہ عزّ وجلّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا جس کے قتل کو اللہ عزّ وجلّ نے حرام ٹھہرایا ہو (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینا اور (۷) پاک دامن سیدھی سادی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبیرھا، الحدیث ۲۶۲، ص ۶۹۳)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تو نے زنا کرتے دیکھا ہے؟ اوس نے کہا، نہیں۔ فرمایا: جسم ہے اوس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اقیامت کے دن اس کی وجہ سے لوہے کے اسی ۸۰ کوڑے تجھے مارے جائیں گے۔ (2)



حسن اخلاق کے پیکر، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے بے شک قیامت کے دن اللہ عز و جل کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے (۱) اللہ عز و جل کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) کسی مومن کو ناحق قتل کرنا (۳) جنگ کے دن میدان جہاد سے بھاگ جانا (۴) والدین کی نافرمانی کرنا (۵) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا اور (۶) جادو سیکھنا۔

(الاحسان بترجیب صحیح ابن حبان، کتاب التاريخ، باب کتب النبی، الحدیث ۶۵۲۵، ج ۸، ص ۱۸۱)

(2) المصنف، لعبدالرزاق، کتاب العقول، [باب قذف الرجل مملوکہ]، الحدیث ۱۸۲۹۱، ج ۹، ص ۳۲۰۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: کسی کو زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ یوہیں لواطت کی تہمت بھی کبیرہ گناہ ہے مگر لواطت کی تہمت لگائی تو حد نہیں بلکہ تعزیر ہے اور زنا کی تہمت لگانے والے پر حد ہے۔ حد قذف آزاد پر اسی ۸۰ کوڑے ہے اور غلام پر چالیس۔ (1)

مسئلہ ۲: زنا کے علاوہ اور کسی گناہ کے اتہام (تہمت لگانا) کو قذف نہ کہیں گے نہ اس پر حد ہے البتہ بعض صورتوں میں تعزیر ہے (2) جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

مسئلہ ۳: قذف کا ثبوت دو ۲ مردوں کی گواہی سے ہوگا یا اس تہمت لگانے والے کے اقرار سے۔ اور اس جگہ عورتوں کی گواہی یا شہادۃ علی الشہادۃ (3) کافی نہیں بلکہ ایک قاضی نے اگر دوسرے قاضی کے پاس لکھ بھیجا کہ میرے نزدیک قذف کا ثبوت ہو چکا ہے اور کتاب القاضی کے شرائط بھی پائے جائیں جب بھی یہ دوسرا قاضی حد قذف قائم نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر قاذف (زنا کی تہمت لگانے والا) نے قذف سے انکار کیا اور گواہوں سے ثبوت نہ ہوا تو اس سے حلف نہ بین گے اور اگر اس پر حلف رکھا گیا اور اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو حد قائم نہ کریں گے اور اگر گواہوں میں باہم اختلاف ہوا، ایک گواہ قذف کا کچھ وقت بتاتا ہے اور دوسرا گواہ دوسرا وقت کہتا ہے تو یہ اختلاف معتبر نہیں یعنی حد جاری کریں گے۔ اور اگر ایک نے قذف کی شہادت دی اور دوسرے نے اقرار کیا یا ایک کہتا ہے مثلاً فارسی زبان میں تہمت لگائی اور دوسرا یہ بیان کرتا ہے کہ اُردو میں تو حد نہیں۔ (4)

مسئلہ ۴: جب اس قسم کا دعویٰ قاضی کے یہاں ہو اور گواہ ابھی نہیں لایا ہے تو تین دن تک قاذف کو محبوس (قید) رکھیں گے اور اس شخص سے گواہوں کا مطالبہ ہوگا اگر تین دن کے اندر گواہ لایا فہیہا (تو بہتر) ورنہ اسے رہا

(1) ابد، المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۶۹۔

(2) البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۵، ص ۴۹۔

(3) اصل گواہ قاضی کے پاس حاضر نہ ہو سکے وہ کسی دوسرے سے کہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں تم میری طرف سے قاضی کے دربار میں

یہ گواہی دے دینا۔

(4) رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۷۰۔

کر دیئے۔ (5)

مسئلہ ۵: تہمت لگانے والے پر حد واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں۔ جس پر تہمت لگائی وہ (۱) مسلمان، (۲) عاقل، (۳) بالغ، (۴) آزاد، (۵) پارسا ہو اور (۶) تہمت لگانے والے کا نہ وہ لڑکا ہو، نہ پوتا اور (۷) نہ گونگا ہو، (۸) نہ خسی، (۹) نہ اوس کا عضو تناسل جڑ سے کٹا ہو، (۱۰) نہ اوس نے نکاح فاسد کے ساتھ وطی کی اور (۱۱) اگر عورت کو تہمت لگائی تو وہ ایسی نہ ہو جس سے وطی نہ کی جاسکے اور (۱۲) وقت حد تک وہ شخص محض ہو، لہذا معاذ اللہ کذب کے بعد مرتد ہو گیا یا مجنون یا بوہرا ہو گیا یا وطی حرام کی یا گونگا ہو گیا تو حد نہیں۔ (6)

مسئلہ ۶: جس عورت کو اس نے تین طلاقیں یا طلاق بائن دی اور زمانہ عدت میں اوس سے وطی کی یا کسی لونڈی سے وطی کی پھر اوس کے خریدنے یا اوس سے نکاح کرنے کا دعویٰ کیا یا مشترک لونڈی تھی اوس سے وطی کی یا کسی عورت سے جبراً (یعنی زبردستی) زنا کیا یا غلطی سے زوجہ کے بدنہ لہر دوسری عورت اس کے یہاں رخصت کر دی گئی اور اس نے اوس سے وطی کی یا زمانہ کفر میں زنا کیا تھا پھر مسلمان ہوا۔ یا حالت جنون میں زنا کیا۔ یا جو باندی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام تھی اوس سے وطی کی۔ یا جو باندی اس کے باپ کی موطوہ تھی اوس سے اس نے خریدا اور وطی کی۔ یا اوس کی ماں سے اس نے خود وطی کی تھی اب اس لڑکی کو خریدا اور وطی کی۔ ان سب صورتوں میں اگر کسی نے اس شخص پر زنا کی تہمت لگائی تو اوس پر حد نہیں۔ (7)

مسئلہ ۷: حرہ (آزاد عورت) اس کے نکاح میں ہے اسکے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کیا۔ یا ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کیا جن کا جمع کرنا حرام تھا جیسے دو بہنیں یا پھوپھی بھتیجی اور وطی کی۔ یا اس کے نکاح میں چار عورتیں موجود ہیں اور پانچویں سے نکاح کر کے جماع کیا۔ یا کسی عورت سے نکاح کر کے وطی کی بعد کو معلوم ہوا کہ یہ عورت مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام تھی۔ پھر کسی نے زنا کی تہمت لگائی تو تہمت لگانے والے پر حد نہیں۔ (8)

مسئلہ ۸: کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا۔ یا شوہر والی عورت سے جان بوجھ کر نکاح کیا۔ یا جان بوجھ کر عدت کے اندر یا اوس عورت سے نکاح کیا جس سے نکاح حرام ہے اور ان سب صورتوں میں وطی بھی کی تو تہمت لگانے

(5) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۷۱۔

(6) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۷۱۔

والفتاویٰ لہندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۵، ص ۱۶۰، ۱۶۱۔

(7) الفتاویٰ لہندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۱۔

(8) الفتاویٰ لہندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۱۔

والے پر حد نہیں۔ (9)

مسئلہ ۹: جس عورت پر حد زنا قائم ہو چکی ہے اوس کو کسی نے تہمت لگائی۔ یا ایسی عورت پر تہمت لگائی جس میں زنا کی علامت موجود ہے مثلاً میاں بی بی میں قاضی نے لعان کرایا اور بچہ کا نسب باپ سے منقطع کر کے عورت کی طرف منسوب کر دیا۔ یا عورت کے بچہ ہے جس کا باپ معلوم نہیں تو ان سب صورتوں میں تہمت لگانے والے پر حد نہیں۔ اور اگر لعان بغیر بچہ کے ہوا۔ یا بچہ موجود تھا مگر اوس کا نسب باپ سے منقطع نہ کیا یا نسب بھی منقطع کر دیا مگر بعد میں شوہر نے اپنا جھوٹا ہونا بیان کیا اور بچہ باپ کی طرف منسوب کر دیا گیا تو ان صورتوں میں عورت پر تہمت لگانے سے حد ہے۔ (10)

مسئلہ ۱۰: جس عورت کو اس نے شہوت کے ساتھ چھو یا شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کی اب اوس کی ماں یا بیٹی کو خرید کر یا نکاح کر کے وطی کی۔ یا جس عورت کو اس کے باپ یا بیٹے نے اسی طرح چھو یا نظر کی تھی اوس کو اس نے خرید کر یا نکاح کر کے وطی کی اور کسی نے زنا کی تہمت لگائی تو اوس پر حد ہے۔ (11)

مسئلہ ۱۱: اپنی عورت سے حیض میں جماع کیا۔ یا عورت سے ظہار کیا تھا اور بغیر کفارہ دیے جماع کیا یا عورت روزہ دار تھی اور شوہر کو معلوم بھی تھا اور جماع کیا تو ان صورتوں میں تہمت لگانے والے پر حد ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۲: زنا کی تہمت لگائی اور حد قائم ہونے سے پہلے اوس شخص نے زنا کیا جس پر تہمت لگائی۔ یا کسی ایسی عورت سے وطی کی جس سے وطی حرام تھی۔ یا معاذ اللہ مرتد ہو گیا اگرچہ پھر مسلمان ہو گیا تو ان سب صورتوں میں حد ساقط ہوگئی (یعنی اب حد قائم نہ ہوگی)۔ (13)

مسئلہ ۱۳: حد قذف اوس وقت قائم ہوگی جب صریح لفظ زنا سے تہمت لگائی مثلاً ٹوزانی ہے یا ٹو نے زنا کیا یا ٹوزنا کار ہے اور اگر صریح لفظ نہ ہو مثلاً یہ کہ ٹو نے وطی حرام کی یا ٹو نے حرام طور پر جماع کیا تو حد نہیں اور اگر یہ کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ ٹوزانی ہے یا مجھے فلاں نے اپنی شہادت پر گواہ بنایا ہے کہ ٹوزانی ہے یا کہا ٹو فلاں کے پاس جا کر اوس سے کہہ کہ ٹوزانی ہے اور قاصد نے یوہیں جا کر کہہ دیا تو حد نہیں۔ (14)

(9) المرجع السابق

(10) المرجع السابق

(11) المرجع السابق

(12) فتاویٰ احمدیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۱۔

(13) البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۵، ص ۵۲۔

(14) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۷۳۔

مسئلہ ۱۴: اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں یا اوس کے باپ کا نام لے کر کہا کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں حالانکہ اوس کی ماں پاک دامن عورت ہے اگرچہ یہ شخص جس کو کہا گیا کیسا ہی ہو تو حد ہے جبکہ یہ الفاظ غصہ میں کہے ہوں اور اگر رضا مندی میں کہے تو حد نہیں کیونکہ اس کے یہ معنی بن سکتے ہیں کہ تو اپنے باپ سے مشابہ نہیں (یعنی اپنے باپ جیسا نہیں) مگر پہلی صورت میں شرط یہ ہے کہ جس پر تہمت لگائی وہ حد کا طالب ہو اگرچہ تہمت لگانے کے وقت وہاں موجود نہ تھا۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں یا تو اپنی ماں کا نہیں تو حد نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۵: اگر دادا یا چچا یا ماموں یا مربی (پرورش کرنے والا) کا نام لیکر کہا کہ تو اوس کا بیٹا ہے تو حد نہیں کیونکہ ان لوگوں کو بھی مجازاً باپ کہہ دیا کرتے ہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۶: کسی شخص کو اوس کی قوم کے سوا دوسری قوم کی طرف نسبت کرنا یا کہنا کہ تو اوس قوم کا نہیں ہے سبب حد نہیں۔ پھر اگر کسی ذلیل قوم کی طرف نسبت کیا تو مستحق تعزیر ہے جبکہ حالت غصہ میں کہا ہو کہ یہ گالی ہے اور گالی میں سزا ہے۔ (17) اگر کسی شخص نے بہادری کا کام کیا اوس پر کہا کہ یہ پٹھان ہے تو اس میں کچھ نہیں کہ یہ نہ تہمت ہے، نہ گالی۔ مسئلہ ۱۷: کسی عقیفہ (پاک دامن) عورت کو رنڈی (یعنی بدکار عورت) یا کسی (بازاری عورت) کہنا تو یہ قذف ہے در حد کا مستحق ہے کہ یہ لفظ انھیں کے لیے ہے جنھوں نے زنا کو پیشہ کر لیا ہے۔

مسئلہ ۱۸: ولد الزنا (زنا سے پیدا ہونے والا) یا زنا کا بچہ کہا یا عورت کو زانی کہا تو حد ہے اور اگر کسی کو حرام زادہ کہا تو حد نہیں کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ وطی حرام سے پیدا ہوا اور وطی حرام کے لیے زنا ہونا ضرور نہیں اس لیے کہ حیض میں وطی حرام ہے اور جب اپنی عورت سے ہے تو زنا نہیں۔ (18) اور حرام زادہ میں حد نہ ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ عرف میں بعض لوگ شریر کے لیے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یوہیں حرامی یا حیضی بچہ (19) یا ولد الحرام کہنے پر بھی حد نہیں۔

(15) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۷۵۔

(16) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۷۸۔

(17) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۷۹۔

(18) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۷۹ و ۸۸، وغیرہ۔

(19) حالت حیض میں جماع کرنے سے پیدا ہونے والا بچہ۔ حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حیض والی عورت سے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے یا کاهن کے پاس جائے اس نے اس چیز کا کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔ (جامع الترمذی، الحدیث ۳۵، ج ۱، ص ۱۸۵) اگر کوئی ایسا کرے تو کفارہ دے، اور استغفار واجب ہے، سنن ابودود شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ۷۰

مسئلہ ۱۹: عورت کو اگر جانور بیل۔ گھوڑے۔ گدھے سے فعل کرانے کی گالی دی تو اس میں سزا دی جائے گی۔ (20)

مسئلہ ۲۰: جس کو تہمت لگائی وہ اگر مطالبہ کرے تو حد قائم ہوگی ورنہ نہیں یعنی اس کی زندگی میں دوسرے کو مطالبہ کا حق نہیں اگرچہ وہ موجود نہ ہو کہیں چلا گیا ہو یا تہمت کے بعد مر گیا بلکہ مطالبہ کے بعد بلکہ چند کوڑے مارنے کے بعد انتقال ہوا تو باقی ساقط ہے۔ ہاں اگر اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے ورثہ میں وہ شخص مطالبہ کرے جس کے نسب پر اس تہمت کی وجہ سے حرف آتا ہے (یعنی عیب لگتا ہے) تو اس کے مطالبہ پر بھی حد قائم کر دی جائے گی مثلاً اس کے دادا یا دادی یا باپ یا ماں یا بیٹا یا بیٹی پر تہمت لگائی اور جسے تہمت لگائی مر چکا ہے تو اس کو مطالبہ کا حق ہے۔ وارث سے مراد وہی نہیں جسے ترکہ پہنچتا ہے بلکہ محبوب یا محروم بھی مطالبہ کر سکتا ہے مثلاً میت کا بیٹا اگر مطالبہ نہ کرے تو پوتا مطالبہ کر سکتا ہے اگرچہ محبوب ہے یا اس وارث نے اپنی مورث (جس کا یہ وارث ہے) کو مار ڈالا ہے یا غلام یا کافر ہے تو ان کو مطالبہ کا استحقاق ہے (یعنی حق حاصل ہے) اگرچہ محروم ہیں۔ یوہیں نواسہ اور نواسی کو بھی مطالبہ کا حق ہے۔ (21)

مسئلہ ۲۱: قریبی رشتہ دار نے مطالبہ نہ کیا یا معاف کر دیا تو دور کے رشتہ والے کا حق ساقط نہ ہوگا بلکہ یہ مطالبہ کر سکتا ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۲: کسی کے باپ اور ماں دونوں پر تہمت لگائی اور دونوں مر چکے ہیں تو اس کے مطالبہ پر حد قائم ہوگی مگر ایک ہی حد ہوگی دونہیں۔ یوہیں اگر وہ دونوں زندہ ہیں جب بھی دونوں کے مطالبہ پر ایک ہی حد ہوگی کہ جب چند حدیں جمع ہوں تو ایک ہی قائم کی جائے گی۔ (23)

حیض میں جماع کرے تو نصف دینار صدقہ کرے۔ (المحدیث ۲۶۶، ج ۱، ص ۱۲۲) نیز جامع الترمذی شریف میں ہے جب سرخ خون ہو تو ایک دینار اور زرد ہو تو نصف دینار صدقہ کرے۔ (المحدیث ۳۷، ج ۱، ص ۱۸۷) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۵۶ پر فرماتے ہیں اگر ابتدائے حیض میں ہے تو ایک دینار اور ختم پر ہے تو نصف دینار، اور دینار دس درم کا ہوتا ہے اور دس درم دو روپے تیرہ آنے کچھ کوڑیاں کم۔ حیض کے تفصیلی احکام بہار شریعت ج ۱ ص ۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔۔۔ علیہ

(20) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۷۹۔

(21) الفتاویٰ اھندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۵۔

والدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۸۰۔

(22) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۸۰۔

(23) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، مطلب فی الشرف من اللام، ج ۶، ص ۸۱۔

مسئلہ ۲۳: کسی پر ایک نے تہمت لگائی اور حد قائم ہوئی پھر دوسرے نے تہمت لگائی تو دوسرے پر بھی حد قائم کریں گے۔ (24)

مسئلہ ۲۴: اگر چند حدیں مختلف قسم کی جمع ہوں مثلاً اوس نے تہمت بھی لگائی ہے اور شراب بھی پی اور چوری بھی کی اور زنا بھی کیا تو سب حدیں قائم کی جائیں گی مگر ایک ساتھ سب قائم نہ کریں کہ اس میں ہلاک ہو جانے کا خوف ہے بلکہ ایک قائم کرنے کے بعد اتنے دنوں اوسے قید میں رکھیں کہ اچھا ہو جائے پھر دوسری قائم کریں اور سب سے پہلے حد تلافی جاری کریں اس کے بعد امام کو اختیار ہے کہ پہلے زنا کی حد قائم کرے یا چوری کی بنا پر ہاتھ پہلے کاٹے یعنی ان دونوں میں تقدیم و تاخیر کا اختیار ہے (25) پھر سب کے بعد شراب پینے کی حد ماریں۔ (26)

مسئلہ ۲۵: اگر اوس نے کسی کی آنکھ بھی پھوڑی ہے اور وہ چاروں چیزیں بھی کی ہیں تو پہلے آنکھ پھوڑنے کی سزا دی جائے یعنی اس کی بھی آنکھ پھوڑ دی جائے پھر حد تلافی قائم کی جائے اس کے بعد رجم کر دیا جائے اگر محسن ہو اور باقی حدیں سقط اور محسن نہ ہو تو اسی طرح عمل کریں۔ اور اگر ایک ہی قسم کی چند حدیں ہوں مثلاً چند شخصوں پر تہمت لگائی یا ایک شخص پر چند بار تو ایک حد ہے ہاں اگر پوری حد قائم کرنے کے بعد پھر دوسرے شخص پر تہمت لگائی تو اب دوبارہ حد قائم ہوگی اور اگر اسی پر دوبارہ تہمت ہو تو نہیں۔ (27)

مسئلہ ۲۶: باپ نے بیٹے پر زنا کی تہمت لگائی یا مولیٰ نے غلام پر توڑ کے یا غلام کو مطالبہ کا حق نہیں۔ یوہیں ماں یا دادا یا دادی نے تہمت لگائی یعنی اپنی اصل سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر مری زوجہ پر تہمت لگائی تو بیٹا مطالبہ نہیں کر سکتا ہاں اگر اوس عورت کا دوسرے خاوند سے لڑکا ہے تو یہ لڑکا یا عورت کا باپ ہے تو یہ مطالبہ کر سکتا ہے۔ (28)

مسئلہ ۲۷: تہمت لگانے والے نے پہلے اقرار کیا کہ ہاں تہمت لگائی ہے پھر اپنے اقرار سے رجوع کر گیا یعنی اب انکار کرتا ہے تو اب رجوع معتبر نہیں یعنی مطالبہ ہو تو حد قائم کریں گے۔ یوہیں اگر باہم صلح کر لیں اور کچھ معاوضہ لیکر معاف کر دے یا بلا معاوضہ معاف کر دے تو حد معاف نہ ہوگی یعنی اگر پھر مطالبہ کرے تو کر سکتا ہے اور مطالبہ پر حد قائم ہوگی۔ (29)

(24) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۵۔

(25) یعنی ان دو حدوں میں سے جو بھی حد پہلے لگائے اس کا اسے اختیار ہے۔

(26) الحدائق، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۸۲۔

(27) المرجع سابق۔

(28) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۵۔

(29) فتح القدر، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۵، ص ۹۷، وغیرہ۔

مسئلہ ۲۸: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تو زانی ہے اس نے جواب میں کہا کہ نہیں بلکہ تو ہے تو دونوں پر حد ہے کہ ہر ایک نے دوسرے پر تہمت لگائی اور اگر ایک نے دوسرے کو خبیث کہا دوسرے نے کہا نہیں بلکہ تو ہے تو کسی پر سزا نہیں کہ اس میں دونوں برابر ہو گئے اور تہمت میں چونکہ حق اللہ غالب ہے لہذا حد ساقط نہ ہوگی کہ وہ اپنے حق کو ساقط کر سکتے ہیں حق اللہ کو ساقط کرنا ان کے اختیار میں نہیں۔ (30)

مسئلہ ۲۹: شوہر نے عورت کو زانیہ کہا، عورت نے جواب میں کہا کہ نہیں بلکہ تو، تو عورت پر حد ہے مرد پر نہیں اور لعان بھی نہ ہوگا کہ حد قذف کے بعد عورت لعان کے قابل نہ رہی۔ اور اگر عورت نے جواب میں کہا کہ میں نے تیرے ساتھ زنا کیا ہے تو حد و لعان کچھ نہیں کہ اس کلام کے دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نکاح کے پہلے تیرے ساتھ زنا کیا دوسرا یہ کہ نکاح کے بعد تیرے ساتھ ہم بستری ہوئی اور اس کو زنا سے تعبیر کیا تو جب کلام محتمل ہے تو حد ساقط۔ ہاں اگر جواب میں عورت نے تصریح (وضاحت) کر دی کہ نکاح سے پہلے میں نے تیرے ساتھ زنا کیا تو عورت پر حد ہے اور اگر اجنبی عورت سے مرد نے یہ بات کہی اور اس عورت نے یہی جواب دیا تو عورت پر حد ہے کہ وہ زنا کا اقرار کرتی ہے اور مرد پر کچھ نہیں۔ (31)

مسئلہ ۳۰: زنا کی تہمت لگائی اور چار گواہ زنا کے پیش کر دیے یا مقذوف نے (جس پر زنا کی تہمت لگائی اس نے) زنا کا چار بار اقرار کر لیا تو جس پر تہمت لگائی ہے اس پر زنا کی حد قائم کی جائے گی اور تہمت لگانے والا بری ہے۔ اور اگر فی الحال گواہ لانے سے عاجز ہے اور مہلت مانگتا ہے کہ وقت دیا جائے تو شہر سے گواہ تلاش کر لاؤں تو او سے پچھری کے وقت تک مہلت دی جائے گی اور خود اسے جانے نہ دیئے بلکہ کہا جائیگا کہ کسی کو بھیج کر گواہوں کو بلا لے۔ اور اگر چار فاسق گواہ پیش کر دیے تو سب سے حد ساقط ہے نہ قاذف پر (زنا کی تہمت لگانے والے پر) حد ہے نہ مقذوف پر نہ گواہوں پر۔ (32)

مسئلہ ۳۱: کسی نے دعویٰ کیا کہ مجھ پر فلاں نے زنا کی تہمت لگائی اور ثبوت میں دو ۲ گواہ پیش کیے مگر گواہوں کے مختلف بیان ہوئے ایک کہتا ہے فلاں جگہ تہمت لگائی دوسرا دوسری جگہ کا نام لیتا ہے تو حد قذف قائم کریں گے۔ (33)

(30) البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۵، ص ۶۲، وغیرہ۔

(31) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، مطلب محل للقاضی الغفر...، ج ۶، ص ۸۶۔

(32) الدر المختار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶، ص ۹۰۔

(33) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۴۔

مسئلہ ۳۲: حدِ قذف میں سواپوتین اور روئی بھرے ہوئے کپڑے کے کچھ نہ اوتاریں۔ (34)

مسئلہ ۳۳: جس شخص پر حدِ قذف قائم کی گئی اوس کی گواہی کسی معاملہ میں مقبول نہیں ہاں عہدات میں قبول کر لیں۔ یوہیں اگر کافر پر حدِ قذف جاری ہوئی تو کافروں کے خلاف بھی اس کی گواہی مقبول نہیں۔ ہاں اگر اسلام لائے تو اس کی گواہی مقبول ہے اور اگر کفر کے زمانہ میں تہمت لگائی اور مسلمان ہونے کے بعد حد قائم ہوئی تو اسکی گواہی بھی کبھی کسی معاملہ میں مقبول نہیں۔ یوہیں غلام پر حدِ قذف جاری ہوئی پھر آزاد ہو گیا تو گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر کسی پر حد قائم کی جا رہی تھی اور درمیان میں بھاگ گیا تو اگر بعد میں باقی حد پوری کر لی گئی تو اب گواہی مقبول نہیں اور پوری نہیں کی گئی تو مقبول ہے۔ حد قائم ہونے کے بعد اپنی سچائی پر چار گواہ پیش کیے جنہوں نے زنا کی شہادت دی تو اب اس تہمت لگانے والے کی گواہی آئندہ مقبول ہوگی۔ (35)

مسئلہ ۳۴: بہتر یہ ہے کہ جس پر تہمت لگائی گئی مطالبہ نہ کرے اور اگر دعویٰ کر دیا تو قاضی کے لیے مستحب یہ ہے کہ جب تک ثبوت نہ پیش ہو مدعی کو درگزر کرنے کی طرف توجہ دلائے۔ (36)



(34) البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۵، ص ۴۸.

(35) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۶.

(36) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۷.

تغزیر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْبِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ بَشَرٌ إِلَّا نَعْمَ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١٩﴾) (1)

(1) پ ۲۶، الحجرات ۱۱۹

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت کا نزول کئی واقعوں میں ہوا پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت بن قیس بن ہشام کو مکمل سماعت تھا جب وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لئے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضور کے قریب حاضر رہ کر کلام مبارک سن سکیں، ایک روز انہیں حاضری میں رہ ہو گئی اور مجلس شریف خوب بھر گئی، اس وقت ثابت آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا کھڑا رہتا، ثابت آئے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھنے کے لئے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو جگہ یہاں تک کہ حضور کے قریب پہنچ گئے اور انکے اور حضور کے درمیان میں صرف ایک شخص رہ گیا، انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو، اس نے کہا تمہیں جگہ مل گئی، بیٹھ جاؤ، ثابت غصہ میں آکر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو ثابت نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ کون؟ اس نے کہا میں فداں شخص ہوں، ثابت نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا فلاں کا لڑکا اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ عار دمانے کے لئے کہا جاتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عمار و حباب و بلال و صہیب و سلمان و سالم وغیرہ غریب صحابہ کی غربت دیکھ کر ان کے ساتھ تمسخر کرتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ نہیں یعنی مال دار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں، نہ عالی نسب غیر ذی نسب کی، اور نہ تندرست اپنا چمک، نہ بیٹا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کر لی ہو اس کو بعد توبہ اس برائی سے عار دلانا بھی اس نہی میں داخل اور ممنوع ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو گتایا گدھایا سو کہنا بھی اسی میں داخل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ لقاب مرد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو لیکن تعریف کے القاب جو نیچے ہوں ممنوع نہیں جیسے کہ حضرت ابو بکر کا لقب عتیق اور حضرت عمر کا ذوق اور حضرت عثمان غنی کا ذوالنورین اور حضرت علی کا ابوتراب اور حضرت خالد کا سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جو القاب بمنزبہ معلوم ہو گئے اور صاحب القاب کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں جیسے کہ اعش، اعرج۔

اے ایمان والو! نہ مرد مرد سے مسخرہ پن کریں، عجب نہیں وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ دو اور برے لقبوں سے نہ پکارو کہ ایمان کے بعد فاسق کہانا برا نام ہے اور جو توبہ نہ کرے، وہی ظالم ہے۔



احادیث

حدیث ۱: ترمذی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک شخص دوسرے کو یہودی کہہ کر پکارے تو اسے بیس ۲۰ کوڑے مارو اور عنث کہہ کر پکارے تو بیس ۲۰ مارو اور اگر کوئی اپنے محارم سے زنا کرے تو اسے قتل کر ڈالو۔ (1)

حدیث ۲: بیہقی نے روایت کی، کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اگر ایک شخص دوسرے کو کہے اے کافر، اے خبیث، اے فاسق، اے گدھے تو اس میں کوئی حد مقرر نہیں، حاکم کو اختیار ہے جو مناسب سمجھے سزا دے۔ (2)

حدیث ۳: بیہقی نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غیر حد کو حد تک پہنچا دے (یعنی وہ سزا دے جو حد میں ہے) وہ حد سے گزرنے والوں میں ہے۔ (3)



(1) جامع الترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فیمن یقول لا یریا عنث، الحدیث ۱۳۶۷، ج ۳، ص ۱۴۱.

(2) السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الحدود، باب من حدی التعریض، الحدیث ۱۷۱۳۹، ۱۷۱۵۰، ج ۸، ص ۴۴۰.

(3) السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الاثریۃ، باب ماجاء فی التعزیر... إلخ، الحدیث ۱۷۵۸۴، ج ۸، ص ۵۶۷.

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: کسی گناہ پر بغرض تادیب جو سزا دی جاتی ہے اس کو تعزیر کہتے ہیں شارع نے اس کے لیے کوئی مقدار معین نہیں کی ہے بلکہ اس کو قاضی کی رائے پر چھوڑا ہے جیسا موقع ہو اس کے مطابق عمل کرے۔ تعزیر کا اختیار صرف بادشاہ اسلام ہی کو نہیں بلکہ شوہر بی بی کو آقا غلام کو ماں باپ اپنی اولاد کو استاد شاگرد کو تعزیر کر سکتا ہے۔ (۱)

اس زمانہ میں کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں اور لوگ بے دھڑک بلا خوف و خطر معاصی (گناہ) کرتے اور اون پر اصرار کرتے ہیں اور کوئی منع کرے تو باز نہیں آتے۔ اگر مسلمان متفق ہو کر ایسی سزائیں تجویز کریں جن سے عبرت ہو اور یہ عیا کی اور جرأت (یعنی سرعام گناہ کرنے اور ان پر دلیر ہونے) کا سلسلہ بند ہو جائے تو نہایت مناسب و آئب (بہت زیادہ مناسب) ہوگا۔ بعض قوموں میں بعض معاصی پر ایسی سزائیں دی جاتی ہیں مثلاً حقہ پانی (لین دین) اس کا بند کر دیتے اور نہ اس کے یہاں کھاتے نہ اپنے یہاں اس کو کھلاتے ہیں جب تک توبہ نہ کر لے اور اس کی وجہ سے اون لوگوں میں ایسی باتیں کم پائی جاتی ہیں جن پر اون کے یہاں سزا ہوا کرتی ہے مگر کاش وہ تمام معاصی کے انسداد (روک تھام) میں ایسی ہی کوشش کرتے اور اپنے وچائی قانون کو چھوڑ کر شرع مطہر کے موافق فیصلے دیتے اور

(۱) رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۹۵، وغیرہ۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

تعزیر بنا ہے عزر کے معنی ہیں عفت، عذارت، مدد اور مدد و مدد کا معنی روک، اس کا استعمال زیادہ تر بمعنی روک اور منع ہے بلکہ مدد کو بھی عزر اور مدد دینے کو تعزیر اس لیے کہتے ہیں اس سے دشمن کو ایذا رسانی سے روکا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے "وَتُعْزِرُوهُ وَتُقِرُّوهُ" سزا کو تعزیر اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے جرم رکستے ہیں۔ شریعت میں تعزیر اس کو کہتے ہیں جو شرعاً مقرر نہ ہو حاکم اپنی رائے سے دے۔ خاند کا بیوی کو، باپ کا بچوں کو، استاد کا شاگردوں کو سزا دینا تعزیر ہی ہے "وَاطْعِرْ بَوَاحِشَ" فرمایا نبی کریم نے اپنے بچوں سے ڈنڈا لٹکی نہ ہٹاؤ، نیز فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے جو اپنی سچی سوتلی ماں کے رکھے کہ بیوی بچے اسے دیکھتے رہیں اور درست رہیں۔ (مرقات) حق یہ ہے کہ جن جرموں میں تعزیر کا حکم ہے وہاں ضرور تعزیر دے اور جن جرموں میں اس کا حکم نہیں وہاں تعزیر دینا واجب نہیں۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی عورت کا بوسہ لے لیا، فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ باجماعت نماز پڑھی عرض کیا ہاں فرمایا معافی ہوگئی "إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّرَّاتِ" اور تعزیر مجرم کے لحاظ سے دی جائے مجرم سرکش کو تعزیر بھی عفت دے شریف آدمی کو جو افعال گناہ کر بیٹھ تعزیر معمولی بھی کافی ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۳۳)

احکام سناتے تو بہت بہتر ہوتا۔ نیز دوسری قومیں بھی اگر ان لوگوں سے سبق حاصل کریں اور یہ بھی اپنے اپنے مواقع اقتدار میں ایسا ہی کریں تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانوں کی حالت درست ہو جائے بلکہ ایک یہی کیا اگر اپنے دیگر معاملات و منازعات (جھگڑوں وغیرہ) میں بھی شرع مطہر کا دامن پکڑیں اور روزمرہ کی تباہ کن مقدمہ بازیوں سے دست برداری سکریں تو دینی فائدہ کے علاوہ ان کی دنیوی حالت بھی سنبھل جائے اور بڑے بڑے فوائد حاصل کریں۔ مقدمہ بازی کے مصارف سے زیر بار بھی نہ ہوں اور اس سلسلہ کے دراز ہوئیے بغض و عداوت جو دلوں میں گھر کر جاتی ہے (یعنی دلوں میں بس جاتی ہے) اوس سے بھی محفوظ رہیں۔

مسئلہ ۲: گنہ ہوں کی مختلف حالتیں ہیں کوئی بڑا کوئی چھوٹا اور آدمی بھی مختلف قسم کے ہیں کوئی حیا دار با عزت اور غیرت والا ہوتا ہے بعض بیباک دلیر ہوتے ہیں لہذا قاضی جس موقع پر جو تعزیر مناسب سمجھے وہ عمل میں لائے کہ تھوڑے سے جب کام نکلے تو زیادہ کی کیا حاجت (2)

مسئلہ ۳: سادات و علما اگر وجاہت (بلند مقام والے) و عزت والے ہوں کہ کبیرہ تو کبیرہ صغیرہ بھی نادرا (کبھی کبھار) یا بطور لغزش (بھول چوک) اون سے صادر ہو تو ان کی تعزیر ادنیٰ درجہ کی ہوگی کہ قاضی ان سے اگر اتنا ہی کہہ دے کہ آپ نے ایسا کیا ایسوں کے لیے اتنا کہہ دینا ہی باز آنے کے لیے کافی ہے۔ اور اگر یہ لوگ اس صفت پر نہ ہوں بلکہ ان کے اطوار خراب ہو گئے ہوں مثلاً کسی کو اس قدر مارا کہ خونا خون ہو گیا یا چند بار جرم کا ارتکاب کیا یا شراب خواری کے جلسہ (مجلس) میں بیٹھتا ہے یا لواطت میں مبتلا ہے تو اب جرم کے لائق سزا دی جائے گی ایسی صورتوں میں دُرے لگائے جائیں یا قید کیا جائے۔ اُن علما و سادات کے بعد دوسرا مرتبہ زمیندار و تاجار اور مالداروں کا ہے کہ ان پر دعویٰ کیا جائے گا اور دربار قاضی میں طلب کیے جائیں گے پھر قاضی انھیں متنبہ (خبردار) کریگا کہ کیا تم نے ایسا کیا ہے ایسا نہ کرو۔ تیسرا درجہ متوسط لوگوں کا ہے یعنی بازاری لوگ کہ ایسے لوگوں کے لیے قید ہے۔ چوتھا درجہ ذلیلوں اور کمینوں کا ہے کہ انھیں مارا بھی جائے مگر جرم جب اس قابل ہو جب ہی یہ سزا ہے۔ (3)

مسئلہ ۴: تعزیر کی بعض صورتیں یہ ہیں۔ قید کرنا، کوڑے مارنا، گوشمالی کرنا (تنبیہ کرنا)، ڈانٹنا، ترش روئی سے سخت اور نفرت کے انداز سے) اوس کی طرف غصہ کی نظر کرنا۔ (4)

(2) رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۹۶۔

والبحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۶۸۔

(3) رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۹۷۔

(4) تبیین الحق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۳، ص ۶۳۳۔

مسئلہ ۵: اگر تعزیر ضرب (مارنا) سے ہو تو کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ لادنا لیس کوڑے لگائے جائیں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں یعنی قاضی کی رائے میں اگر دس ۱۰ کوڑوں کی ضرورت معلوم ہو تو دس، بیس کی ہو تو بیس، تیس کی ہو تو تیس لگائے یعنی جتنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو اس سے کمی نہ کرے۔ ہاں اگر چالیس یا زیادہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے تو اونٹا لیس سے زیادہ نہ مارے باقی کے بدلے دوسری سزا کرے مثلاً قید کر دے۔ کم از کم تین کوڑے یا بعض متون کا قول ہے اور امام ابن ہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک کوڑا مارنے سے کام چلے تو تین کی کچھ حاجت نہیں اور یہی قرین قیاس بھی ہے۔ (5)

مسئلہ ۶: اگر چند کوڑے مارے جائیں تو بدن پر ایک ہی جگہ ماریں اور بہت سے مارنے ہوں تو متفرق جگہ مارے جائیں کہ عضو بے کار نہ ہو جائے۔ (6)

مسئلہ ۷: تعزیر بالمال یعنی جرمانہ لینا جائز نہیں ہاں اگر دیکھے کہ بغیر لیے باز نہ آئیگا تو وصول کر لے پھر جب اس کام سے توبہ کر لے واپس دیدے (7) پنچایت (جرگہ) میں بھی بعض تو میں بعض جگہ جرمانہ لیتی ہیں انھیں اس سے باز آنا چاہیے۔

(5) رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۹۶۔

(6) الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۹۷۔

(7) البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۶۸، وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

بنازیہ پھر بحر پھر شامی میں ہے: معنی التعزیر بأخذ المال علی القول بہ امساک شیء من مال عند مدۃ لینز جرثم یعیدۃ الحاکم الیہ الا ان یاخذہ الحاکم لنفسہ اولبیت المال. کہا یتوہمہ الظلمۃ. اذا لایجوز لاحد من المسننین اخذ مال، حد بغیر سبب شرعی اسے تعزیر بالمال کا جہاں قول ہے اس کا معنی یہ ہے کہ ملزم کا وہ مال کچھ مدت کے لئے رد کر دیا جائے تاکہ وہ جرم سے باز آجائے اور پھر حاکم مال واپس کر دے یہ معنی نہیں کہ حاکم اس مال کو اپنے لئے یا بیت المال کے لئے وصول کرے جیسا کہ ظالم لوگوں نے خیال کر رکھا ہے کیونکہ کئی مسلمان کو شرعی وجہ کے بغیر کسی کا مال لینا جائز نہیں ہے۔ (ت)

(۱) رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۷۸۔

شرح معانی الآثار امام طحطاوی پھر عینی پھر ابن عابدین میں ہے:

التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ۲۔

تعزیر بالمال بتہ او اسلام میں جائز تھی پھر منسوخ ہو گئی۔ (ت)

(۲) رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۷۹۔

مسئلہ ۸: جس مسلمان نے شراب پیچی اوس کو سزا دی جائے۔ یوہیں گویا اور ناچنے والے اور مخنث اور نوحہ کرنے والی بھی مستحق تعزیر ہے۔ مقیم بلا عذر شرعی رمضان کا روزہ نہ رکھے تو مستحق تعزیر ہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ اب بھی نہیں رکھے گا تو قید کیا جائے۔ (8)

مسئلہ ۹: کوئی شخص کسی کی عورت یا چھوٹی لڑکی کو بھگالے گیا اور اوس کا کسی سے نکاح کر دیا تو اوس پر تعزیر ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قید کیا جائے، یہاں تک کہ مرجائے یا اوسے واپس کرے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص نے کسی مرد کو اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں دیکھا اگرچہ فعل قبیح میں مبتلا نہ دیکھا تو چاہیے کہ شور کرے یا مار پیٹ کرنے سے بھاگ جائے تو یہی کرے اور اگر ان باتوں کا اوس پر اثر نہ پڑے تو اگر قتل کر سکے تو قتل کر ڈالے اور عورت اوس کے ساتھ راضی ہے تو عورت کو بھی مار ڈالے یعنی اوس کے مار ڈالنے پر قصاص نہیں۔ یوہیں اگر عورت کو کسی نے زبردستی پکڑا اور کسی طرح اوسے نہیں چھوڑتا اور آبرو جانے کا (عزت ٹٹنے کا) گمان ہے تو عورت سے

شرح ہدایہ امام مہنی میں ہے:

العبل بالمنسوخ حرام ۳۔

(منسوخ پر عمل حرام ہے۔ ت) (۳۔ البتایۃ فی شروح الہدایۃ)

در مختار میں ہے:

یقینہ کل مسلم حال مباشرة البعضیۃ وبغدة لیس ذلک لغير الحاکم والزوج والموال ۲۔

گناہ میں مشغول کو ہر مسلمان تعزیر کر سکتا ہے اور بعد میں حاکم، خاندان آقائے غیر کو یہ حق نہیں ہے۔ (ت)

(۳۔ در مختار کتاب الحدود باب التعزیر مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۳۶۷)

رد المحتار میں ہے:

یقینہ ای التعزیر الواجب حقاً لئہ تعالیٰ بخلاف التعزیر الذی یجب حقاً للعبد فانہ لتوقفہ علی الدعوی لا یقینہ الا الحاکم الا ان یحکمافیہ اہ فتح ۵۔

(۵۔ رد المحتار کتاب الحدود باب التعزیر وارجاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۸۱)

ہر مسلمان تعزیر قائم کر سکتا ہے کا مطلب یہ ہے وہ تعزیر جو اللہ تعالیٰ کے حق پر واجب ہو بخلاف اس تعزیر کے جو بندے کے حق پر واجب ہو کیونکہ وہ بندے کے دعویٰ پر موقوف ہوتی ہے اس کو حاکم کے سوا کوئی نہیں قائم کر سکتا الا یہ کہ دونوں فریق اس کے لئے کسی کو ثالث بنالیں

اہ فتح (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۹، ص ۵۰۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(8) الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج ۲، ص ۱۶۹۔

(9) الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج ۲، ص ۱۷۰۔

رد المحتار، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج 5، ص 19.

والله اعلم، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج 1، ص 99.

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نہایہ امام سنیاتی پھر عالمگیریہ میں ہے:

سئل الہندوانی رحمہ اللہ تعالیٰ عن رجل وجد مع امرأته رجلاً یحمل لہ قتلہ قال ان کان یعلم انہ یلاجر عن الزنا بالصباح والضرب بما دون السلاح لا یحمل وان علم انہ لا یلاجر الا بالقتل حل لہ القتل وان طأوعتہ المرأة حل لہ قتلہا ایضاً۔ کذا فی النہایہ.

امام ہندوانی سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو بد فعلی کرتے ہوئے موقع پر پائے تو اس کو جائز ہوگا کہ اس غیر مرد کو موقع پر قتل کر دے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا اگر خاوند کو یقین ہو کہ یہ زانی شور مچانے یا پٹائی کرنے سے باز آ جائے تو قتل کرنا حلال نہ ہوگا اور اگر خاوند کو یقین ہو کہ ڈانٹ ڈپٹ سے باز نہ آئے گا بلکہ قتل ضروری ہے تو قتل کرنا حلال ہوگا اور اگر بیوی کی مرضی اس میں شامل ہے تو اس کو بھی قتل کرنا حلال ہوگا جیسا کہ نہایہ میں ہے۔ (ب) (۱) فتاویٰ ہندیہ فصل فی التعزیر نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۱۶۷

اور اگر نہ مانیں تو اس صورت میں اگرچہ زانی کو مطلقاً اور عورت کو بھی اگر نکرہ نہ ہو صرف عین حالت اشتغال میں نہ بعد اس سے فراغ کے قتل ازالہ مکر ہے اور اس کے لئے سلطان ہونا شرط نہیں۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رای منکم منکر اظلیغیرہ بیحدۃ ۲ الحدیث.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکے۔ اُلی آخر الحدیث۔ (ت)

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱

پھر ہندیہ میں ہے:

قالوا لکل مسلم اقامة التعزیر حال مباشرة المعصية بعد المباشرة فلیس ذلک لغیر الحاکم قال فی القنیة رای غیرہ علی فاحشة موجبة للتعزیر فعزرة بغیر اذن المحتسب فلیللمحتسب ان یعزر المعزور ان عزرة بعد لفراغ منها ۳۔

فقہاء نے فرمایا مگر نہ میں مصروف کو روکنے کے لئے ہر مسلمان کو تعزیر کا حق ہے، لیکن گناہ سے فراغت کے بعد کسی پر تعزیر لگانا صرف حاکم کا حق ہے۔ تنبیہ میں فرمایا کسی غیر کو ایسے گناہ میں مصروف پایا جس پر تعزیر واجب ہو سکتی ہے تو محتسب کی اجازت کے بغیر لگائی تو جائز ہے اور اس گناہ سے فراغت کے بعد تعزیر لگانے والے کو محتسب چاہے تو تعزیر لگا سکتا ہے۔ (ت)

(۳) فتاویٰ ہندیہ فصل فی التعزیر نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۱۶۷

مگر یہ امر فیما بینہ و بین اللہ ہے حاکم نہ مانے گا اور جب تک بینہ عادلہ سے ثبوت نہ دے اسے قتل کرے گا یا اگر مقتول معروف و مشہور مجتہد ثابت و شرور و عادت زنا و فجور سے قائل سے اس کا نحوں بہالے گا۔

در مختار میں ہے:

الاصل أن كل شخص رأى مسلماً يزني أن يحل له قتله وإنما يمتنع خوف من أن لا يصدق أنه زني ٢۔
قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو زنا میں معروف پائے تو ہر شخص کو اسے قتل کرنا حلال ہے، اور اس خوف سے کہ قتل کے بعد قاضی کے ہاں اس کا زنا ثابت نہ کر سکے گا قتل سے باز رہے۔ (ت) (۳) در مختار باب التعزیر مطبع مجتہدانی دہلی ۱/۳۲۶

رد المحتار میں ہے:

عزاة بعضهم ايضاً الى جامع الفتاوى وحدود البزازية وحاصله انه يحل ديانة لا قضاء فلا يصدق القاضي الابينة، ولا ظاهر انه يأتي هذا التفصيل البذاكور في السرقة وهو ما في البزازية وغيرها ان لم يكن لصاحب الدار بيينة فان لم يكن المقتول معروفاً بالشرب والسرقة قتل صاحب الدار قصاصاً وان كان متبهاً به فكذا ذلك قياساً وفي الاستحسان تجب الدية في ماله لورثة المقتول لان دلالة الحال اورثت شبهة في القصاص لافي البال ١۔

اس بات کو بعض نے جامع الفتاویٰ اور بزازیہ کے باب الحدود کی طرف بھی منسوب کیا ہے، اور اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ بات دہیانہ جائز ہے قضاء نہیں، لہذا قاضی زنا کو بغیر گواہی کے تسلیم نہ کرے گا، اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں وہ تفصیل مراد ہوگی جو سرقت کے باب میں بیان ہوئی ہے اور وہ بزازیہ وغیرہ میں یوں ہے (گھر والے نے چور کو موقع پر قتل کر دیا) تو گھر والے کے پاس چوری پر گواہ نہ ہوں اور وہ مقتول جرائم اور چوری میں مشہور بھی نہ ہو تو قاضی قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کرے گا، اور مقتول چور اگر چوری میں مشہور ہے تو قیاس پھر بھی یہی حکم کرتا ہے جبکہ استحسان یہ ہے کہ اس صورت میں گھر والے قاتل کو قتل کی بجائے دیت لازم ہوگی جو مقتول کے ورثاء کو دینی ہوگی کیونکہ موقع سنے قصاص کے متعلق شبہ پیدا کیا جس کی وجہ سے قتل نہ کیا جائے گا لیکن مالی سزا یعنی دیت میں شبہ پیدا نہ کیا۔ (ت)

(۱) رد المحتار باب التعزیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۱۸۰

یہ ہے وہ جو فقیر کے نزدیک صحیح ہوا۔

وها أنا اذكر لكم في الدر المختار وما عارضه به في رد المحتار وما تكلمت عليه في جد الممتار ليتجلى الامر جلاء النهار وما توفيقى الا بالعزیز الغفار قال في تنوير الابصار والدر المختار (ويكون) التعزير (بالقتل) كمن وجد رجلاً مع امرأة لا تحل له، ولوا كرهها فلها قتله ودمه هدر وكذا الغلام وحياتية (ان كان يعلم انه لا ينزجر بصياح وضرب بمادون السلاح والا) بان علم انه ينزجر بما ذكر (لا) يكون بالقتل (وان كانت المرأة مطاوعة قتلها) كذا عزاة الزيلعي للهندواني ثم قال (و) في منية المفتي (لو كان مع امرأته وهو يزني بها او مع محرمة ←

ومها مطاوعان قتلها جميعا) اہ واقرة فی الدور قال فی البحر ومفادہ الفرق بین الاجنبیة لایجل القتل الا بالشرط المذکور من عدم الانزجار المزبور وفي غيرها یجل (مطلقا) اہ

اور اب میں آپ کو درمختار اور اس پر رد المختار نے معارضہ پیش کیا اور پھر میں نے جدا المختار میں جو اس پر کلام پیش کیا ہے، پیش کرتا ہوں تاکہ روز روشن کی طرح معاملہ واضح ہو جائے جبکہ مجھے صرف اللہ تعالیٰ سے توفیق حاصل ہوئی، تو یہ الابصار اور درمختار میں فرمایا (تعزیر کے طور پر قتل کی صورت یہ ہے) مثلاً ایک شخص نے کسی مرد کو غیر محرم کے ساتھ پایا تو اگر عورت سے جبراً زنا کر رہا ہو تو اس عورت نے زانی کو موقعہ پر قتل کر دیا یا لڑکے سے جبراً بد فعلی کرتے ہوئے لڑکے نے اس کو قتل کر دیا ہو تو یہ قتل مباح ہو اور اس کا خون معاف ہے، وہبانیہ۔ بشرطیکہ قتل کرنے والے کو یقین ہو کہ یہ شور مچانے یا ہتھیار سے کم کی ضرب سے باز نہ آئے گا، (ورنہ) اگر معلوم ہو کہ مذکورہ کوشش سے باز آ جائیگا تو پھر (ردائیس) یعنی باز کرنے کے لئے قتل مباح نہیں ہے اور اگر (مرد کے ساتھ عورت بھی مرضی سے بٹلائے زنا ہو تو موقعہ دیکھنے والے دونوں تو قتل کر دے) اس کو زانی نے ہندوئی کی طرف ایسے ہی منسوب کیا ہے، پھر کہا (اور) مذنیہ الفتی میں ہے (اگر اس کی بیوی کے ساتھ کوئی زنا میں مصروف ہے یا اس کی محرمہ عورت کے ساتھ مصروف زنا ہے اور دونوں کی مرضی شامل ہے تو (دونوں کو قتل کر دے) اہ، اور اس بات کو رد میں ثابت رکھا ہے، اور بحر میں فرمایا کہ اس بحث کا مفاد یہ ہے کہ اجنبی عورت اور اپنی بیوی یا محرمہ عورت میں فرق ہے کہ اجنبی عورت کے ساتھ مصروف زنا پائے تو مذکورہ شرط کہ شور یا ہتھیار کے بغیر باز نہ کے بغیر قتل حلال نہ ہوگا، اور اجنبی عورت کے غیر یعنی بیوی یا محرمہ عورت کی صورت میں قتل حلال ہے (مطلقا) اہ

وردة فی النہر بما فی البزازیة وغیرہا من التسویة بین الاجنبیة وغیرہا ویدل علیہ تنکیر الہندوئی للہرأة، نعم ما فی المنیة مطلق فیحمل علی البقید لیتفق کلامہم، ولذا جزم فی الوہبانیة بالشرط المذکور مطلقاً وهو الحق بلا شرط احصان لانه لیس من المحدث من الامر بالمعروف وفي المجتبى الاصل ان کل شخص رأى مسلماً یزنی انه یجل له قتله وانما یمتنع خوفاً من ان لا یصدق انه زنی اہ

اور اس کو نہر میں بزاز یہ وغیرہ کے بیان پر کہ تمام عورتوں یعنی اجنبی اور غیر اجنبی کا معاملہ مساوی ہے، رد کیا ہے۔ اور اس پر ہندوئی کے بیان میں عورت کو نکرہ ذکر کرنا بھی دلالت کرتا ہے کہ کوئی عورت ہو، اگرچہ مذنیہ الفتی میں اطلاق ہے، تو اس مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا تاکہ سب کا کلام متفق قرار پائے، اسی لئے وہبانیہ نے مذکورہ شرط کا مطلقاً جزم کیا ہے اور یہی حق ہے اس قتل میں کسی کا شادی شدہ ہونا شرط نہیں کیونکہ یہ موقعہ کا قتل حد نہیں بلکہ امر بالمعروف کی صورت ہے، اور مجتبیٰ میں ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو زنا میں مصروف پائے تو اس کو قتل کرنا حلال ہے لیکن بعد میں زنا ثابت نہ کر سکنے کے خوف سے قتل نہ کرے۔

(۱۔ درمختار شرح توہید الابصار باب التعزیر مطبع مجتبیٰ دہلی ۱/ ۳۲۶)

وکتبت علیہ فی جدا المختار قوله وفي غيرها یجل اقول المقصود ازالة المنکر ومہما حصل بغیر القتل تعین ذلك ان غیر ولیست السیاسة لغیر الامام والقتل فی الزوجة والمحرم دون الاجنبیة لایکون الا ←

التصاغر النفسه وازالة المنكر الله عز وجل ولا فرق فيه بين الاجنبية وغيرها فالكل امام الله تعالى على السواء وفيه حديث سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونہی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاء عن القتل فالحق عندی التسویۃ بین النساء والتقیید لعدم الانزجار بغير القتل مطلقا كما مشی علیہ الشارح المدقّق متابعا للعلامة مدقّق عمرو بن نجیم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

میں نے تنویر اور رد کی اس عبارت پر جدا ہستار میں یہ لکھا ہے قولہ کہ غیر اجنبی عورت میں حلال ہے اقول (میں کہتا ہوں) مقصود تو برائی کا ازالہ کرنا ہے تو جب تک قتل کے بغیر ازالہ ممکن ہو تو یہ غیر قتل کی صورت متعین قرار پائے گی، جبکہ سیارۃ قتل کرنا امام دلت کے غیر کے لئے جائز نہیں ہے، اور بیوی اور عرمہ کے معاملہ میں قتل کرنا تو اپنے مفاد کے لئے ہے جبکہ برائی کا ازالہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتا ہے اس معاملہ میں اپنی اور اجنبی عورت برابر ہیں، تمام عورتیں اللہ تعالیٰ کی باندیاں ہونے میں برابر ہیں، اس حکم میں مساوات کے بارے میں سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتل سے منع فرمایا تو میرے نزدیک اجنبی اور غیر اجنبی عورت کا معاملہ مساوی ہے لہذا قتل کے جواز کے لئے قتل کے بغیر باز نہ آنے والی شرط عام ہے جیسا کہ اس کو شارح نے علامہ مدقّق عمرو بن نجیم کی پیروی میں سب میں جاری مانا ہے رحمہم اللہ تعالیٰ۔

قولہ ویدل علیہ تنکیر الہندوانی للمرأة اقول بل ہو نص جوابہ فانہ انما سنل عن وجدمع امرأته رجلا کما فی الہندیۃ عن النہایۃ فشمیل الحکم المہارم بدلالة المساواة والاجنبية بدلالة الاولوية فالتنکیر من الناقضین عنہ ما معنی اس ما کتبت علیہ (ا۔ جدا ہستار علی رد المحتار)

قولہ اس پر ہندوانی کا عورت کو نکروہ ذکر کرنا دلالت کرتا ہے اقول (میں کہتا ہوں) بلکہ انہوں نے اپنے جواب میں اس کو نفاذ کر کیا ہے کیونکہ ان سے سوال یہ ہوا تھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو مصروف زنا پائے، جیسا کہ ہندیہ میں نہایہ سے منقول ہے تو ان کے جواب کا حکم عرمہ عورت کو بیوی کی مساوات سے اور اجنبی عورت کو اولویت کی وجہ سے سب کو شامل ہوا تو ہندوانی کے جواب کو نقل کرنے والوں کی تنکیر کا کوئی معنی نہیں ہے۔ میرا حاشیہ ختم ہوا۔

وقال فی رد المحتار قولہ (مع امرأته) ظاہرہ ان المراد الخلوة بها وان لم یرمنہ فعلا قبیحا کما یدل علیہ ما یأتی عن منیۃ البغتی کما تعرفہ فافہم (قولہ فلہا قتله) ای ان لم یمکنہا التخلص منہ بصیاح او ضرب والالم تکن مکروہۃ فالشرط الاتی معتبر هنا ایضا کما ہو ظاہر ثم رأیتہ فی کراہۃ شرح الوہبانیۃ ونصہ لو استکرة رجل امرأۃ لہا قتله وکذا الغلام فان قتله فدمہ ہذا اذا لم یستطع منعه الا بالقتل اہ فافہم۔

اقول فی رد المحتار (اور رد المحتار میں فرمایا) قولہ اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پایا اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ خصوصیت میں ہوا اگرچہ بد فعل میں مصروف نہ دیکھے، جیسا کہ آئندہ منیۃ البغتی کی عبارت اس پر دلالت کر رہی ہے آپ کو معلوم ہو جائیگا تو غور کرو، قولہ فلہا قتله ۛ

یعنی اگر عورت اس سے شور مچانے یا ہتھیار کے بغیر کسی ضرب سے چھٹکارا نہ پائے تو قتل کرے، ورنہ اگر چھٹکارا ممکن ہو تو پھر عورت مجبور نہ ہوگی (جبکہ قتل کا جواب صرف مجبور عورت کے لئے ہے) تو یہاں بھی آئندہ ذکر ہو گا الیٰ شریعت معتبر ہے، جیسا کہ ظاہر ہے پھر میں نے اسکو وہابیہ کی شرح کی کراہت کے باب میں دیکھا، جس کی عبارت یہ ہے اگر کسی شخص نے عورت کو زنا پر مجبور کیا تو عورت کے لئے اس کو قتل کرنا جائز ہے، اور یوں ہی لڑکے کو بد فعلی پر مجبور کرنے پر لڑکے کا اس کو قتل کرنا جائز ہے اس صورت میں خون معاف ہوگا بشرطیکہ قتل کے بغیر روکنے کا کوئی چارہ نہ ہو، تو غور کرو،

قوله (ان كان يعلم) شرط للقتل الذي تضمنه قوله كمن وجد رجلا قوله (ومفاد الخ) توفيق بين العبارتين حيث اشترط في الاولى العلم بانه لا ينزجر بغير القتل ولم يشترط في الثانية فوفى بحمل الاولى على الاجنبية والثانية على غيرها وهذا بناء على ان المراد بقوله في الاولى مع امرأة اي يزني بها وما يأتي الكلام عليه قوله (ان كان يعلم) في عبارت اس قتل کے لئے شرط کا بیان جو اس کے قول جیسے کوئی کسی مرد کو پائے کے ضمن میں مذکور ہے، قوله (ومفاد) یہ عبارت دونوں مذکور عبارتوں میں موافقت ہے جبکہ پہلی عبارت میں قتل کے بغیر باز نہ آنے کے یقین کی شرط ہے اور دوسری عبارت میں یہ شرط مذکور نہیں ہے تو انہوں نے پہلی عبارت کو اجنبی عورت کے واقعہ پر محمول کیا، تو یہ اس صورت میں ہے جب پہلی عبارت میں، عورت کے ساتھ ہونے کا مطلب زنا میں مصروف ہونا ہو، اور اس پر اعتراض آ رہا ہے،

قوله (مطلقاً) زاد المصنف على عبارة المنية متابعة لشيخه صاحب البحر قوله مما في البرازية وغيرها) اي كالحائية ففيها لو رأى رجلاً يزني بامرأته او امرأة اخر وهو محصن فصاح به فلم يهرب ولم يمتنع عن الزنا حل له قتله ولا قصاص عليه اهـ .

قوله (مطلقاً) یہ منیہ الفتی کی عبارت پر مصنف نے اپنے شیخ صاحب بحر کی اتباع میں زائد ذکر کیا، قوله (بما فی البرازية وغيرها) یعنی جیسے خانہ میں کہ اس میں ہے کہ کوئی کسی کو اپنی بیوی یا دوسری عورت سے زنا میں مصروف پائے اور وہ زانی شادی شدہ ہو تو اس نے اس پر شور مچایا اس کے باوجود وہ زنا کو چھوڑ کر نہ بھاگا تو دیکھنے والے کو جائز ہے کہ اسے قتل کر دے اور اس پر قصاص نہ ہوگا،

قوله (فيحمل على المقيد) اي يحمل قول المنية قتلها جميعاً على ما اذا علم عدم الانزجار بصياح او ضرب قلت وقد ظهر لي في التوفيق وجه اخر وهو ان الشرط المذكور انما هو فيما اخو جدر جلا مع امرأة لا تحل له قبل ان يزني بها فهذا لا يحمل قتله اذا علم انه ينزجر بغير القتل سواء كانت اجنبية عن الواجد او زوجة له او محرماً منه اما اذا وجد يزني بها فله قتله مطلقاً ولذا قيد في المنية بقوله وهو يزني واطلق قوله قتلها جميعاً وعليه فنقول الحائية الذي قد مناه انفاً فصاح به غير قيد ويدل عليه ايضاً عبارة المجتبى الاتية. قوله (فيحمل على المقيد)

(یعنی منیہ کے قوس دونوں کو قتل کرنے کو اس پر محمول کیا جائے کہ جب معلوم ہو کہ شور یا کسی ضرب سے وہ باز نہ آئیگا (تو دونوں کو قتل کر دے) مجھے یہاں دونوں عبارتوں میں موافقت کی ایک اور وجہ ظاہر ہوئی ہے، وہ یہ کہ مذکورہ شرط وہاں ہوگی جہاں وہ عورت کے ساتھ کسی کو پائے تو زنا میں مصروف ہونے سے قبل قتل حلال نہ ہوگا، پھر جب اسے یقین ہو کہ شور یا کسی اور ضرب سے باز آجائیگا تو قتل حلال نہ ہوگا، خواہ وہ عورت اجنبیہ ہو یا دیکھنے والے کی بیوی یا محرمہ ہو، لیکن جب وہ اس کو زنا میں مصروف پائے تو مطلقاً قتل جائز ہے اس لئے منیہ میں زنا میں مصروف ہونے کی قید کو ذکر کیا، اور دونوں کی قتل والی صورت میں اس قید کو ذکر نہیں کیا، اس پر لازم آتا ہے کہ خانیہ کی سابقہ مذکورہ عبارت تو اس نے اس پر شور مچایا، یہ قید نہ ہوگی، جبکہ اس پر جھٹی کی آنے والی عبارت بھی دلالت کر رہی ہے،

ثم رأيت في جنایات الحاوی الزاہدی مایؤیدہ ایضاً حیث قال رجل رأى رجلاً مع امرأته یزنی بها او یقبلها او یضربها الى نفسه وهی مطاوعة فقتله او قتلها لاضمان علیه ولا یجزم من میراها ان اثبتہ بالبینة او بالاقرار، ولو رأى رجلاً مع امرأته فی مفازة خالیة او راحة مع محارمه هکذا ولم یرمنه الزنا ودواعیه قال بعض المشائخ حل قتلها وقال بعضهم لا یحل حتی یری منه العیال ای الزنا ودواعیه ومثله فی خزانة الفتاویٰ اه وفي سرقة البزازیة لو رأى فی منزله رجلاً مع اهله او جارة یفجر وعاف ان اخذته ان یقهره فهو فی سعة من قتله ولو كانت مطاوعة له قتلها فهذا صریح فی ان الفرق من حیث رؤية الزنا وعدمها تأمل،

پھر میں نے حاوی زاہدی کے جنایات کے باب میں دیکھا کہ اس کی عبارت بھی اس کی تائید کر رہی ہے، جہاں انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے کسی کو اپنی بیوی سے زنا میں مصروف یا بوس و کنار یا معانقہ کی حالت میں دیکھا جبکہ بیوی کی مرضی بھی شامل تھی تو اس نے مرد یا دونوں کو قتل کر دیا تو اس پر کوئی ضمان نہ ہوگا، اور بیوی کی میراث سے بھی محروم نہ ہوگا بشرطیکہ بعد میں وہ اس جرم کو گواہی یا اقرار سے ثابت کر سکے اور اگر اس نے اپنی بیوی یا اپنی محرمہ عورت کے ساتھ بیابان خالی جگہ میں کسی کو دیکھا لیکن زنا یا دواہی میں مصروف نہ پایا تو بعض مشائخ نے فرمایا اسکو دونوں کا قتل کرنا حلال ہے، اور بعض نے فرمایا جب تک بد فعلی میں مصروف نہ پائے قتل کرنا حلال نہیں ہے، اور اسی طرح خزانیۃ الفتاویٰ میں بھی مذکور ہے اھ، اور بزازیہ کے سرقہ کے باب میں ہے کہ، اگر وہ اپنے گھر میں اپنی بیوی سے کسی شخص یا پڑوسی کو بد فعلی کرتے ہوئے دیکھ لے، اور پکڑنے پر خطرہ محسوس کرے کہ زانی غالب رہے گا تو اس صورت میں اس کو قتل کرنے کا جواز ہے اور بیوی کو بھی جرم میں راضی و شریک پایا تو دونوں کو قتل کرنے کا جواز ہے، تو اس سے صراحتاً معلوم ہوا کہ فرق بد فعلی میں مصروف پانے اور نہ پانے کا ہے، غور کرو۔ قولہ (مطلقاً) ای ہلا فرق بین اجنبیۃ وغیرہا قولہ (وهو الحق) مفہومہ ان مقابله باطل، ولم یظهر من کلامہ ما یقتضی بطلانہ، بل ما نقلہ بعدہ عن المجتبیٰ یفید صحتہ وقد علمت مما قررناہ ما یتفق بہ کلامہم واما کون ذلک من الامر بالمعروف لا من الحد فلا یقتضی اشتراط العلم بعدم الاتزجار تأمل،

تور (مطلقاً) یعنی اجنبیہ، اور غیر اجنبیہ کے فرق کے بغیر۔ تور (مواحق) یعنی اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا مقابل باطل ہے اس کے —

کلام سے یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اس کا مقابل باطل ہے بلکہ اس کے بعد اس نے مجھے کا جو کلام نقل کیا ہے اس سے اس کی محنت معلوم ہو رہی ہے، ہماری تقریر سے ان کے کلام کا متفق ہونا آپ کو معلوم ہو گیا، لیکن محض امر بالمعروف ہونا اور حد نہ ہونا، باز نہ آنے کے علم کی شرط کو نہیں چاہتا، غور کرو۔

قوله (بلا شرط احصان) رد علی ما فی الخانیة من قوله وهو محسن كما قد مناه. وجزم به الطرطوسی قال فی النہر وردہ ابن وہبان ہانہ لیس من الحد بل من الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر وهو حسن فان هذا المنکر حیث تعین القتل طریقاً فی ازالته فلا معنی لاشتراط الاحصان فیہ ولذا اطلقہ البزازی اذ قلت ویدل علیہ ان الحد لا یشیہ الا امام الساجد.

تور (بد شرط احصان) یہ خانیہ کے قول کہ وہ شادی شدہ ہو کار د ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ طرطوسی نے اسی پر جزم کیا ہے۔ نہر میں فرمایا کہ اس کو ابن وہبان نے رد کر دیا ہے کہ یہ حد نہیں بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، یہ اچھی بات ہے کیونکہ یہ ایسی برائی ہے کہ اس کے ازالہ کے لئے قتل ایک طریقہ ہے لہذا اس قتل کے لئے شادی شدہ ہونے کی شرط بے معنی ہے اس لئے بزازی نے اس کو مطلق رکھا اہ قلت (میں کہتا ہوں کہ) اس پر دلالت یہ بھی ہے کہ حد کو صرف امام ہی نافذ کر سکتا ہے کسی دوسرے کو اس کی ولایت نہیں ہے۔ رد المحتار کا کلام ختم ہوا۔ (۱۔ رد المحتار باب التعمیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۸۰-۱۷۹)

وکتبت علیہ فی جد المبتار قوله كما یدل علیہ ما یأتی عن منیة البغتی ای فانه لما اطلق فیہا حکم بالقتل عن قید عدم الانزجار قید معیة المرأة بالزنا وھنا حکم مقید بعدم الانزجار فتكون المعیة مقید بعدم الزنا کیلا یتعارض.

میں نے اس پر جدالت میں لکھا ہے تو کہ کیا یدل علیہ ما یأتی عن منیة البغتی جس طرح کہ اس پر منیة البغتی کا آئندہ کلام دلالت کر رہا ہے، کیونکہ جب انہوں نے قتل کے حکم کو باز نہ آنے کے علم کی شرط سے عام رکھا جبکہ عورت کے ساتھ ہونے کو زنا سے مقید کیا اور یہاں حکم کو باز نہ آنے کے علم سے مقید کیا تو عورت کے ساتھ معیت عدم زنا سے مقید ہوگی تاکہ دونوں باتیں متعارض نہ ہوں،

اقول ولا یخفی علیہ ما فی هذه الدلالة من البعد والنظر الی الخارج وابداء جمع بینہ وھین کلام اخر لیس منہ دلالة هذا الکلام فی شیخ لاسیما وذلك الجمع غیر متبیین ولا متعین لانتفاء التعارض بما افاد الشارح من حمل المطلق علی المقید ثم انما مبناہ علی ما سبق الی خاطرہ رحمہ اللہ من التوفیق الاتی لہ وسیا تیک الکلام عیہ ولیس الامر كما ظن بل اصل المسئلة للامام الفقیہ الھندی وانی سئل عن رجل وجد مع امرأته رجلاً ایمن لہ قتله قال ان کان یعلم انه ینزجر عن الزنا بالصیاح والضرب بما دون السلاح لا یجل وان علم انه لا ینزجر الا بالقتل حل لہ القتل وان طاوعته المرأة حل لہ قتلها ایضاً ھدیۃ عن النہایة وعنه اخذ فی

منية المفتي فعبّر عنه بما تری وسنحقی انه لا یجمل القتل فی الدواعی كالس والتقییل والعناق فكیف مجرد الخلوة ولا اعلم له رحمه الله تعالى سلفا فیه وکیف یجمل الاجترار علی قتل مسلم باستظهار بعید تفرد به عالم فی هذا الزمان من دون سلف ولا برهان بل علی خلاف اصول الشرع البزدان وقضية نصوص الممة الشان حتی نفس هذا الرفیع المکان کما ستعرف بعون المستعان.

اقول (میں کہتا ہوں) اس دلالت کا بعید ہونا آپ پر مخفی نہیں ہے، اور اس سے خارج امور اور اس کلام اور دوسرے کلام کے درمیان جمع کی صورت واضح ہو جانے کو پیش نظر رکھا جائے تو اس کلام کی دلالت اس معاملہ میں بالکل نہیں ہے خصوصاً جبکہ یہ جمع وموافقت غیر واضح اور غیر معین ہو جائے اس سبب سے کہ شارح علیہ الرحمۃ نے اس تعارض کو ختم کرنے کے لئے مطلق کو مقید پر محمول کرنے کی وجہ کو بطور افادہ بیان کر دیا ہے پھر ان کے خیال میں اس تطبیق کا معنی وہ توفیق و تطبیق ہے جو انہوں نے آئندہ ذکر فرمائی ہے، حالانکہ اس پر اعتراض آ رہا ہے، لہذا معاملہ وہ نہیں ہے جو انہوں نے خیال فرمایا، بلکہ اصل مسئلہ امام ہند دانی کا پیش کردہ ہے، جب ان سے ایسے شخص کے متعلق سوال ہوا جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو بد فعلی کرتے پایا کہ کیا اسے اس مرد کو قتل کرنا حلال ہے؟ تو جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اگر خاوند کو یقین ہو کہ زانی شور مچانے یا پٹائی کرنے پر زنا سے باز آ جائے گا تو قتل کرنا حلال نہ ہوگا اور اگر یقین ہو کہ قتل کے بغیر باز نہ آئے گا تو قتل کرنا حلال ہوگا، اور اگر بیوی اس مرد کے ساتھ راضی ہو تو اس کو بھی قتل کرنا حلال ہے، یہ ہندو میں نہایت سے منقول ہے، اور نہایت سے ہی مدیۃ المفتی میں نقل کیا لیکن جس طرح انہوں نے تعبیر کی وہ آپ کے سامنے ہے، اور ہم عنقریب ثابت کریں گے کہ ایسی صورت میں محض زنا کی دواعی مثلاً چھونے، بوسہ لینے یا معانقہ کرنے کی وجہ سے قتل کرنا حلال نہیں ہے چہ جائیکہ محض غلوٹ نشینی کی وجہ سے قتل حلال ہو، اور مجھے ان سے پہلے اس بارے میں کسی کا قول معلوم نہیں ہوا، تو اس زمانے کے ایک عالم کے مفرد قول کی بناء پر کسی مسلمان کے قتل پر کیسے جرأت کی جاسکتی ہے جبکہ اس قول کی وجہ بھی بعید ہو اور پہلے بھی کسی نے یہ بات نہ کی ہو اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہو بلکہ اصول شرع اور عظیم الشان ائمہ کرام کی نصوص کے خلاف ہوتی کہ خود ان کے اپنے موقف کے خلاف ہو، جیسا کہ آپ کو عنقریب معلوم ہو جائے گا،

قوله اذا لم یستطع منعه الا بالقتل اقول هذا ایضا نص فی امتناع القتل اذا امکن المنع بغیرة خلافا لما اثرتم وقولکم والالم تکن مکرهة لاثرا له لان غایة المطاوعة ان تكون مرتکبة لعین المنکر وهذا القتل من ازالة المنکر ومرتکب منکر لا ینهی عن نهیة غیرة منه لانه مأمور بشیئین الامتناع والمنع، فان فوت احدهما لا یسقط عنه الآخر وارتکاب احد معصیة لا تبیح له معصیة اخرى بل هذا القتل فی حق المرأة ینهی

وانتہاء معاف کانت اولی باباحه وظهر ان التصویر بالا کراۃ صدر وفاقا، قوله اذا لم یستطع منعه الا بالقتل، جب قتل کے بغیر منع کرنے کی حالت نہ رکھتا ہو قول (میں کہتا ہوں) یہ خود اس بات میں نص ہے کہ اگر کسی اور طریقہ سے رد کنا ممکن ہو تو قتل ممنوع ہے، اور یہ کہنا کہ در نہ مکرہہ (مجبور) نہ قرار پائی گئی، بے فائدہ ہوگا، کیونکہ نہ ہونے کا مطلب موافق رہنا اور موافقت اور

رضامندی کا نتیجہ یہ ہے کہ اس گناہ میں خود شریک ہوگی، جبکہ عورت کا مرد کو یہ قتل کرنا گناہ اور برائی کا مرتکب اور اس میں مبتلا ہو اس کے منع کرنے سے دوسرا اس برائی سے نہیں رکتا، کیونکہ برائی سے روکنے کے لئے دو چیزوں کا مامور بننا ہوتا ہے ایک یہ کہ خود برائی سے باز رہے اور دوسرا یہ کہ اس برائی سے دوسرے کو منع کرے، اور ان دونوں چیزوں میں سے ایک کے فوت ہو جانے پر دوسرے کا ساقط ہونا لازم نہیں ہے اور ایک گناہ کے ارتکاب سے دوسرے گناہ کا ارتکاب مباح نہیں بنتا، بلکہ یہاں عورت کا اس مرد کو قتل کرنا گناہ سے روکنا اور خود کو باز رکھنا دونوں چیزیں ہیں، تو یہ قتل بدرجہ اولیٰ مباح ہوگا، تو ظاہر ہوا کہ جبر و اکراہ کی صورت کا بیان محض اتفاق ہے،

قوله ویاتی الکلام علیہ اقول ویاتی الکلام علیہ قوله فله قتله مطلقاً اقول وانما القصد ازالة المنکر فاذا حصل بالاذنی تعین کما افادہ الامام الفقیہ ابو جعفر واعتمده المعتمدون وتقدم عن شرح الوهبانیة وسينقله المحشی عن ابن وهبان وسیمشی علیہ بنفسه قوله ویدل علیہ عبارة المجتبی الاتیة، ای شرحاً حیث اطلق فی الزنا ان له القتل ولم یقید بشیء اقول وفيه ما ذکر الشارح ان المطلق یحمل علی المقید وکیف یرد اطلاق المجتبی علی تقييد المعتمدات وحمل المطلق علی المقید جادة واضحة بخلاف الغاء القید، قوله فی الحاوی الزاهدی ما یؤیدہ ایضاً اقول بل یخالفه فانه جعل له القتل مطلقاً فی الدواعی وانتم تخصصونه بالزنا،

قوله یاتی الکلام علیہ اس پر اعتراض ذکر ہوگا، اقول (میں کہتا ہوں) آپ کے اعتراض پر اعتراض ذکر ہوگا، قوله فله قتله مطلقاً تو اس کو قتل کرنا مطلقاً جائز ہوگا، اقول (میں کہتا ہوں) مقصد تو برائی کا ازالہ ہے، تو جب یہ ازالہ قتل کے بغیر کسی اور طریقہ پر ممکن ہو تو وہ ادنیٰ طریقہ اس کے لئے متعین قرار پائے گا جیسا کہ امام فقہ ابو جعفر نے یہ قاعدہ بیان فرمایا اور اسی پر اعتماد کرنے والوں نے اعتماد کیا ہے، اور شرح وہبانیہ سے منقول ہو چکا ہے اور محشی بھی اس کو عنقریب ابن وہبان سے نقل کریں گے اور وہ خود اس کو اپنا نہیں گے، قوله یدل علیہ عبارة المجتبی یعنی مجتبیٰ کی آئندہ عبارت بطور شرح آئیگی جہاں وہ زنا کے متعلق قتل کو مطلق بیان کریں گے اور قتل کو کسی شرط سے مقید نہ کریں گے اقول (میں کہتا ہوں) اس میں اعتراض ہے کہ شارح نے یوں بیان فرمایا کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا، اور معتمد علیہ کتب کی بیون کردہ قید کے باوجود مجتبیٰ کا اطلاق کیسے وارد ہو گیا حالانکہ واضح طریقہ ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے جبکہ قید کو لغو بنانا اس کے خلاف ہے، قول فی الحاوی الزاہدی ما یؤیدہ ایضاً حاوی زاہدی کا بیان بھی اس کی تائید کرتا ہے اقول (میں کہتا ہوں) بلکہ وہ تو اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے دواعی زنا میں بھی قتل کو مطلق جائز رکھا ہے جبکہ تم اس کو زنا سے ہی مخصوص کرتے ہو،

قوله او یقبلها الخ اقول لم یشرع الله تعالیٰ فی الدواعی القتل ولیست السیاسة لغیر الامام بل لیست الدواعی الا الصغائر ولیس القتل سیاسة للامام ایضاً الا فی جنایة عظمت وفحشت کما مر قبیل باب وطی یوجب الحدان اللوطی والسارق والخناق اذا تكرر منهم ذلك حل قتلهم سیاسة اه فلم یکتف فی تلك العظائم ایضاً بمجرد صدورھا بل قید حل القتل بتکررها وسیأتی ان الشارح اطلق اباحة القتل فی —

جميع الكبائر فقيده البعشى بما كان منها متعدى الضرر وهو الحق الواضح ان شاء الله تعالى ولم ينقل عن السلف قتل كل من اتى كبيرة فضلا عن الصغيرة ولو اوسع القتل في الصغائر وجعل ذلك الى العامة لاتسع الحرق وفشا القتل في المسلمين والعياذ بالله تعالى فاي يوم لا ترى جهلا من الناس على شيى من الصغائر فقتل كل من تراه وهذا ليس من حكم الله في شيى فلا شك ان ما فى الحاوى مرخود والله الموفق كيف وهو من الزاهدى المعتزلى المعروف بجمع كل غث وسمين الغير الموثوق بنقله ايضا الغير المعتمد عليه فى رواية ولا هراية كما صرح به ارباب الدراية.

قوله او يقبلها الخ يادہ عورت کا بوسہ لے رہا ہوا قول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے زنا کے دوائی میں قتل کو شروع نہیں فرمایا، اور نہ ہی ام کے غیر کو سیاسی قتل روا رکھا ہے بلکہ دوائی تو صرف صغیرہ گناہوں میں سے ہے حالانکہ امام کو صرف کسی بڑی جنایت اور نقش گناہ میں سیاست قتل کرنا جائز ہوتا ہے جیسا کہ ایسی دلی جس سے حد لازم ہوتی ہے، کے باب سے تمہوڑا پہلے گزرا ہے کہ لوطی، چور اور چھنڈا ڈالنے والا، یہ لوگ جب بار بار کارروائیاں کریں تو ان کو سیاست قتل کرنا حلال ہے۔ تو ان عظیم کارروائیوں پر بھی محض ان کے صدور پر نہیں بلکہ ان کے تکرار پر قتل کو حلال کہا، اور عنقریب آئے گا کہ شارح نے تمام کبیرہ گناہوں کے متعلق سیاست قتل کو مباح کہا تو خود محشی نے اس کو ایسے گناہ سے مقید کیا جس کا ضرر متعدی ہو۔ اور یہی واضح حق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ، جبکہ اسلاف سے ہر کبیرہ گناہ کے مرتکب کے متعلق قتل منقول نہیں ہے چہ جائیکہ کسی صغیرہ گناہ پر قتل منقول ہو، اور اگر مغائر کے متعلق بھی قتل کو جائز قرار دے دیا جائے اور عوام کو یہ اختیار دیا جائے تو پھر امن تہ وبالا ہو جائے اور مسلمانوں میں قتل عام شروع ہو جائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بتائیے لوگوں کی جہالت سے مغائر سے کوئی دن خالی ہے تو کیا ہر ایک مرتکب صغیرہ قتل کیا جائے حالانکہ یہ کہیں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے تو بیشک حاوی زاہدی کا بیان مردود ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق حق عطا فرماتا ہے، یہ کیسے صحیح ہو جبکہ یہ زاہدی معتزلی جو کہ ثقہ اور غیر ثقہ ہر قسم کی روایات کو نقل کرنے میں بھی مشہور ہے اور روایت اور درایت کے لحاظ سے غیر معتمد علیہ باتوں کو نقل کر دیتا ہے جیسا کہ ارباب درایت نے اس کی تصریح فرمائی ہے،

قوله فهذا صریح اقول ای صراحة فيه بل تقييده بالخوف المذکور بما يؤيد التقييد السابق فان مثل التمرد لا ينزجر بالزجر قوله يفيد صحة اقول قد منّا قررنا اقول قد علمت ما فيه قوله فلا يقتضى اشتراط العلم اقول بلى يقتضيه لان مراد الشارع ازالة المتكررات المظلمة لاهلاك النفوس المسلمة فاذا حصلت بدونہ وجب قصر اسيد عتہ

قوله فهذا صریح اقول (میں کہتا ہوں) اس میں کون سی صراحت ہے بلکہ اس میں توفیق کی صراحت ہے کہ کسی طرح خوف دلانے سے باز نہ آئے، جیسا کہ سابقہ قید کا بیان اس کی تائید کر رہا ہے کہ سرکش آدمی باز رکھنے کی کوشش سے باز نہیں آتا، قولہ يفيد صحة اقول (میں کہتا ہوں) اس میں اعتراض ہے جس کو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے، قولہ قد علمت مما قررنا ہمارے بیان کردہ تقریر سے آپ کو معلوم ہو گیا، اقول —

مسئلہ ۱۱: چور کو چوری کرتے دیکھا اور چلانے یا شور کرنے یا مار پیٹ کرنے پر بھی باز نہیں آتا تو قتل کرنے کا اختیار ہے یہی حکم ڈاکو اور عشار (ناجائز بھتہ وصول کرنے والے) اور ہر ظالم اور کبیرہ گناہ کرنے والے کا ہے۔ اور جس گھر میں ناچ رنگ شراب خواری کی مجلس ہو اوس کا محاصرہ کر کے (چاروں طرف سے گھیرا ڈال کر) گھر میں گھس پڑیں (زبردستی داخل ہو جائیں) اور خمر (شراب کے مٹکے) توڑ ڈالیں اور انھیں نکال باہر کر دیں اور مکان ڈھا دیں۔ (11)

(میں کہتا ہوں) اس میں جو کمزوری ہے وہ آپ کو معلوم ہو چکی ہے قولہ فلا يقتضی اشتراط العلم تو وہ علم کی شرط کا مقتضی نہ ہوا، اقول (میں کہتا ہوں) بلکہ یہ علم کی شرط کا تقاضا کرتی ہے، کیونکہ شارع کی مراد ظالمانہ کارروائیوں سے دفاع ہے نہ کہ مسلمانوں کی جانوں کو ہلاک کرنا، تو جب قتل کے بغیر دفاع ممکن ہو تو قتل سے باز رہنا ضروری ہے،

قولہ حیث تعین القتل طریقاً اقول هذا ایضاً نص فی اشتراط القید المذکور وقد عاد البحث فی رحمہ اللہ تعالیٰ بنفسہ الی الصواب اذا قال علی قول الشرح وعلی هذا القیاس المکابر بالظلم وقطاع الطريق وصاحب البکس وجميع الظلمة بأدنی شیء له قیبة وجميع الکیائر والاعونة والسعاة یباح قتل الکل ویثاب قاتلهم اه نصہ قولہ والاعونة والسعاة عطف تفسیر او عطف خاص علی عام فی شمل کل من کان من اهل الفساد کالساحر وقاطع الطريق واللص واللوطی والخناق ونحوهم من عم ضرورة ولا ینزجر بغير القتل الا فقد اذعن بالتقید وهو الحق السدید ولیس الزنا بالفحش من هاتیک الافاعیل فما صرح به الاثمة فعلیه الاعتماد والتعویل الی هذا ما کتبت علیه فانظره متأملاً متدبراً والحمد لله اولاً واکراً. واللہ تعالیٰ اعلم۔ (الجد المختار علی رد المحتار)

قولہ حیث تعین القتل طریقاً جہاں ازالہ برائی کا طریقہ قتل متعین ہے اقول (میں کہتا ہوں) یہ بھی مذکور قید کی شرط ہونے میں نص ہے اور محض خود بخود درستی کی طرف لوٹ آئے ہیں، جب انہوں نے شرح کی اس عبارت (اسی قیاس پر ہے جو اعدائے چیز کو چھینے والے، ڈاکو، ظالم نہ ٹیکس وصول کر نیوالا اور ہر ظالم جو کمتر قیمت والی چیز کو ظلم سے چھین لے اور جو ظالم مرتکب کبیرہ کے ہوں اور انکے اہلکار اور چغنی خور ایسے تمام لوگوں کا قتل مباح ہے اور انکا قاتل ثواب کا مستحق ہوگا، اھ۔) پر فرمایا کہ الاعونة، والسعاة، اہل کار اور عہدیدار، کا ذکر عطف تفسیری ہے عام پر خاص کا عطف ہے لہذا یہ قول تمام اہل فساد مثلاً جادوگر، ڈاکو، چور، لوطی اور گلابا کر ہلاک کرنے والا وغیرہ سب کو شامل ہے جن کا ضرر معاشرہ میں عام ہو اور وہ قتل کے بغیر باز نہ آئیں اھ تو اس بیان میں انہوں نے مذکور قید پر جزم کیا ہے اور یہی درست اور حق ہے جبکہ زمان مذکور امور سے زیادہ فاحش ضرر نہیں ہے، تو ائمہ کرام نے جو تصریح فرمائی ہے وہی قابل اعتماد و تسلیم ہے۔ یہ میرا حاشیہ ہے اس کو غور و تدبر سے ملاحظہ کرو، اللہ تعالیٰ کے لئے ہی اول و آخر حمد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۶۲۶-۶۲۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(11) رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۰۲۔

و البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۷۰۔

مسئلہ ۱۲: یہ احکام جو بیان کیے گئے ان پر اس وقت عمل کر سکتا ہے جب ان گناہوں میں مبتلا دیکھے اور بعد گناہ کرینے کے اب اسے سزا دینے کا اختیار نہیں بلکہ بادشاہ اسلام چاہے تو قتل کر سکتا ہے۔ (12)

قتل وغیرہ کے متعلق جو کچھ بیان ہوا یہ اسلامی احکام ہیں جو اسلامی حکومت میں ہو سکتے ہیں مگر اب کہ ہندوستان میں اسلامی سطنت باقی نہیں اگر کسی کو قتل کرے تو خود قتل کیا جائے، لہذا حالت موجودہ میں ان پر کیسے عمل ہو سکے اس وقت جو کچھ ہم کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے مقاطعہ (قطع تعلق) کیا جائے اور ان سے میل جول نشست و برخاست (اٹھنا بیٹھنا) وغیرہ ترک کریں۔

مسئلہ ۱۳: اگر جرم ایسا ہے جس میں حد واجب ہوتی مگر کسی وجہ سے ساقط ہوگئی تو سخت درجہ کی تعزیر ہوگی، مثلاً دوسرے کی بونڈی کو زانیہ کہا تو یہ صورت حد قذف کی تھی مگر چونکہ محصنہ نہیں ہے لہذا سخت قسم کی تعزیر ہوگی اور اگر اس میں حد واجب نہیں مثلاً کسی کو خبیث کہا تو اس میں تعزیر کی مقدار رائے قاضی پر ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۴: دو شخصوں نے باہم مار پیٹ کی تو دونوں مستحق تعزیر ہیں اور پہلے اسے سزا دیں گے جس نے ابتدا کی۔ (14)

مسئلہ ۱۵: چوپایہ کے ساتھ برا کام کیا یا کسی مسلمان کو تھپڑ مارا یا بازار میں اس کے سر سے پگڑی اتار لی تو مستحق تعزیر ہے۔ (15)

(12) الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۰۴۔

(13) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج ۲، ص ۱۶۷۔

(14) الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۰۵۔

(15) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج ۲، ص ۱۶۹۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

لا یجذبو علی بہیمۃ ہل یعزرو وتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بہا حیۃ ومیتۃ مجتہب ۲۔

حیوان سے بد فعلی پر حد نہیں ہے بلکہ اس پر تعزیر لگائی جائے اور جانور کو ذبح کر کے جلادیا جائے کیونکہ اس جانور مردہ یا زندہ سے انتفاع حاصل کرنا مکروہ ہے، مجتہب ۲۔ (ت) (۲) در مختار باب الطی الذی یوجب والذی لا یوجبہ مطبع مجتہبی دہلی ۱/ ۳۲۰

رد المحتار میں ہے:

هذا اذا كانت مما لا یؤکل فان كانت تؤکل جازا کلھا عندہ وقال لا تحرق ایضا زیلعی ونہر ۳۔ والله تعالیٰ اعلم۔

(۳) رد المحتار باب الطی الذی یوجب والذی لا یوجبہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۵۵۔

مسند ۱۶: تعزیر کے دُڑے سختی سے مارے جائیں اور زنا کی حد میں اس سے نرم اور شراب کی حد میں اور نرم اور مدتداف میں سب سے نرم۔ (16)

مسند ۱۷: جو شخص مسلمان کو کسی فعل یا قول سے ایذا پہنچائے اگرچہ آنکھ یا ہاتھ کے اشارے سے وہ مستحق تعزیر ہے۔ (17)

یہ حکم اس جانور کے متعلق ہے جس کو کھایا نہیں جاتا، اور اگر اس کو کھایا جاتا ہو تو کھانا جائز ہے، امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا اسکو جلا بھی دیا جائے زہنی و نہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) (تادی رضویہ، جلد ۱۳، ص ۶۲۶-۶۲۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(16) الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۰۶۔

(17) المربع السابق

مسلمان کو اذیت دینا اور بُرا بھلا کہنا

ایذائے مسلم کے متعلق چار فرامین باری تعالیٰ

﴿۱﴾ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْوَ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بِهْتَانًا وَإِنَّمَا تَأْيِيْدُنَا ﴿۵۸﴾

(پ ۲۲، الاحزاب ۵۸)

ترجمہ کنز الایمان اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کیے ستاتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

﴿۲﴾ وَلَا تَحْسَبُوا وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا (پ ۲۶، الحجرات ۱۲)

ترجمہ کنز الایمان اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

﴿۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمًا مِنْ قَوْمٍ عَنِ أَنْ يَكُونُوا أَمْثَلًا قِيَمَتُهُمْ (پ ۲۶، الحجرات ۱۱)

ترجمہ کنز الایمان اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے نہیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسے والوں سے بہتر ہوں۔

﴿۴﴾ وَيُلْ لِكُلِّ هُمْزَةً لَمْزَةً ﴿۱﴾ (پ ۳۰، الممز ۱۴)

ترجمہ کنز الایمان خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے۔

ایذائے مسلم کے متعلق 19 فرامین مصطفیٰ

﴿۱﴾ بے شک اللہ غرّ و جلّ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے بُرا مرتبہ اس کا ہے جسے لوگ اس کی فحش کلامی کے دُڑے سے چھوڑ دیں۔

(مسلم، کتاب البر والصلة، باب مداراة من یحییٰ لخصه، ص ۱۳۹، حدیث ۲۵۹۱)

﴿۲﴾ بے شک اللہ غرّ و جلّ بے حیا اور فحش کو کونا پسند فرماتا ہے۔ (الادب المفرد، باب الرفق، ص ۱۷۰، حدیث ۴۷۰)

﴿۳﴾ اللہ کے بندو! بے شک اللہ غرّ و جلّ نے خرچ کو اُٹھا دیا ہے مگر وہ شخص جو اپنے بھائی کی آبروریزی کے درپے ہو تو ایب شخص گنہگار ہو یا

(فرمایا) ہلاک ہوا۔ (ابوداؤد، کتاب المناسک، باب فیمن قدم شیئا قبل شیء فی حجہ، ۳۰۵/۲، حدیث ۲۰۱۵)

مسئلہ ۱۸: کسی مسلمان کو فاسق، فاجر، خبیث، لوطی، سود خوار، شراب خوار، خائن، دیوث، عنث (بھڑوا)، بھڑوا چور، حرام زادہ، ولد الحرام، پلید، سفلہ (گھنیا)، کمین، جواری کہنے پر تعزیر کی جائے یعنی جبکہ وہ شخص ایسا نہ ہو جیسا اس نے کہا اور اگر واقع میں یہ عیوب (برائیاں) اس میں پائے جاتے ہیں اور کسی نے کہا تو تعزیر نہیں کہ اس نے خود اپنے کو عیبی بنا رکھا ہے، اس کے کہنے سے اسے کیا عیب لگا۔ (18)

مسئلہ ۱۹: کسی مسلمان کو فاسق کہا اور قاضی کے یہاں جب دعویٰ ہوا اس نے جواب دیا کہ میں نے اسے فاسق کہا ہے کیونکہ یہ فسق ہے تو اس کا فاسق ہونا گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور قاضی اس سے دریافت کرے کہ اس میں فسق کی کیا بات ہے اگر کسی خاص بات کا ثبوت دے اور گواہوں نے بھی گواہی میں اس خاص فسق کو بیان کیا تو تعزیر ہے اور اگر خاص فسق نہ بیان کریں صرف یہ کہیں کہ فاسق ہے تو قول معتبر نہیں۔ اور اگر گواہوں نے بیان کیا کہ یہ فرائض کو ترک کرتا ہے تو قاضی اس شخص سے فرائض اسلام دریافت کریگا اگر نہ بتا سکا تو فاسق ہے یعنی وہ فرائض جن کا سیکھنا اس پر فرض تھا اور سیکھا نہیں تو فاسق ہونے کے لیے یہی بس ہے۔ اور اگر ایسے مسلمان کو فاسق کہا جو علانیہ فسق کرتا ہے

تقویٰ دل میں ہوتا ہے

﴿4﴾ ہر مسلمان کی عزت، اس کا خون اور اس کا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے، آدمی کے برے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

(ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی صفۃ المسلم علی المسلم، ۳/۳۷۲، حدیث ۱۹۳۴)

اس حدیث کو امام ترمذی علیہ رحمۃ اللہ نقوی نے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا۔

﴿5﴾ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے زسوا کرتا اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔ آدمی کے برے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب تحریم ظلم المسلم... الخ، ص ۱۳۸۶، حدیث ۲۵۶۴)

اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفُحْشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (پ ۱۸، النور ۱۹)

ترجمہ۔ کنز الایمان وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بھرا چا پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں۔

﴿6﴾ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے جھگڑنا کفر ہے۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ص ۵۲، حدیث ۶۴)

(18) البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۶۹، وغیرہ۔

مٹانا جائز نہ کری کرتا ہے یا علانیہ سو لیتا ہے وغیرہ وغیرہ تو کہنے والے پر کچھ الزام نہیں۔ (19)

مسئلہ ۲۰: کسی مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے رہا یہ کہ وہ قائل خود کافر ہوگا یا نہیں اس میں دو صورتیں ہیں اگر اسے مسلمان جانتا ہے تو کافر نہ ہوا۔ اور اگر اسے کافر اعتقاد کرتا ہے تو خود کافر ہے کہ مسلمان کو کافر جانتا دین اسلام کو کافر جانتا ہے اور دین اسلام کو کافر جانتا کفر ہے۔ ہاں اگر اس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بنا پر تکفیر ہو سکے اور اس نے اسے کافر کہا اور کافر جانتا تو کافر نہ ہوگا۔ (20) یہ اس صورت میں ہے کہ وہ وجہ جس کی بنا پر اس نے کافر کہا ظنی ہو یعنی تاویل ہو سکے تو وہ مسلمان ہی کہا جائیگا مگر جس نے اسے کافر کہا وہ بھی کافر نہ ہوا۔ اور اگر اس میں قطعی کفر پایا جاتا ہے جو کسی طرح تاویل کی گنجائش نہیں رکھتا تو وہ مسلمان ہی نہیں اور بیشک وہ کافر ہے اور اس کو کافر کہنا مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے بلکہ ایسے کو مسلمان جانتا یا اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

مسئلہ ۲۱: کسی شخص پر حاکم کے یہاں دعویٰ کیا کہ اس نے چوری کی یا اس نے کفر کیا اور ثبوت نہ دے سکا تو مستحق تعزیر نہیں یعنی جبکہ اس کا مقصود گالی دینا یا توہین کرنا نہ ہو۔ (21)

مسئلہ ۲۲: رافضی، بد مذہب، منافق، زندقہ (22)، یہودی، نصرانی، بچہ، کافر بچہ کہنے پر بھی تعزیر ہے۔ (23) یعنی جبکہ سنی کو رافضی یا بد مذہب یا بدعتی کہا اور رافضی کو کہا تو کچھ نہیں کہ اس کو تو رافضی کہیں گے ہی۔ یوہن سنی کو دہابی یا خارجی کہنا بھی موجب تعزیر ہے۔

مسئلہ ۲۳: حرامی کا لفظ بھی بہت سخت گالی ہے اور حرام زادہ کے معنی میں ہے اس کا بھی حکم تعزیر ہوتا چاہیے، کسی کو بے ایمان کہا تو تعزیر ہوگی اگرچہ عرف عام (عام بول چال) میں یہ لفظ کافر کے معنے میں نہیں بلکہ خائن کے معنی میں ہے اور لفظ خائن میں تعزیر ہے۔

مسئلہ ۲۴: سور، کتا، گدھا، بکرا، بیل، بندر، اُلو کہنے پر بھی تعزیر ہے جبکہ ایسے الفاظ علما و سادات یا اچھے لوگوں کی شان میں استعمال کیے۔ (24) یہ چند الفاظ جن کے کہنے پر تعزیر ہوتی ہے بیان کر دیے باقی ہندوستان میں خصوصاً عوام

(19) امدار المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۰۸، وغیرہ۔

(20) امدار المختار و رد المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی الجرح المجرد، ج ۶، ص ۱۱۱۔

(21) رد المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی الجرح المجرد، ج ۶، ص ۱۱۳۔

(22) وہ شخص جس کا کوئی دین نہ ہو۔ (رد المختار، ج ۶، ص ۱۱۲)

(23) امدار المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۱۲۔

و البحر، رائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۶۹۔

(24) امدادیہ، کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، ج ۱، ص ۳۶۰، وغیرہ۔

میں آج کل بکثرت نہایت کر یہ فحش (بہت برے اور بے ہودہ) الفاظ گالی میں بولے جاتے یا بعض بے باک مذاق "دل لگی میں کہا کرتے ہیں ایسے الفاظ بالقصد (ارادۃً) نہیں لکھے اور اون کا علم ظاہر ہے کہ عزت دار کو نیسے جسالی " الفاظ سے ہنک حرمت (رسوائی) ہوتی ہے تو تعزیر ہے یا اون الفاظ سے ہر شخص کی بے آبروی (بے عزتی) ہے جب بھی تعزیر ہے۔

مسئلہ ۲۵: جس کو گالی دی یا اور کوئی ایسا لفظ کہا جس میں تعزیر ہے اور اوس نے معاف کر دیا تو تعزیر ساقط ہو جائے گی۔ اور اوس کی شان میں چند الفاظ کہے تو ہر ایک پر تعزیر ہے یہ نہ ہوگا کہ ایک کی تعزیر سب کے قائم مقام ہو۔ یوں اگر چند شخصوں کی نسبت کہا مثلاً تم سب فاسق ہو تو ہر ایک شخص کی طرف سے الگ الگ تعزیر ہوگی۔ (25)

مسئلہ ۲۶: جس کو گالی دی اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکا تو گالی دینے والے سے حلف لیں گے اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو تعزیر ہوگی۔ (26)

مسئلہ ۲۷: جہاں تعزیر میں کسی بندہ کا حق متعلق نہ ہو مثلاً ایک شخص فاسقوں کے مجمع میں بیٹھتا ہے یا اوس نے کسی عورت کا بوسہ لیا اور کسی دیکھنے والے نے قاضی کے پاس اس کی اطلاع کی تو یہ شخص اگرچہ بظاہر مدعی کی صورت میں ہے مگر گواہ بن سکتا ہے لہذا اگر اس کے ساتھ ایک اور شخص شہادت دے تو تعزیر کا حکم ہوگا۔ (27)

مسئلہ ۲۸: شوہر اپنی عورت کو ان امور پر مار سکتا ہے۔ (۱) عورت اگر باوجود قدرت بناؤ سنگار نہ کرے یعنی جو زینت شرعاً جائز ہے اوس کے نہ کرنے پر مار سکتا ہے اور اگر شوہر مردانہ لباس پہنے کو یا گودنا گودانے (28) کو کہتا ہے اور نہیں کرتی تو مارنے کا حق نہیں۔ یوں اگر عورت بیمار ہے یا احرام باندھے ہوئے ہے یا جس قسم کی زینت کو کہتا ہے وہ اوس کے پاس نہیں ہے تو نہیں مار سکتا۔ (۲) غسل جنابت نہیں کرتی۔ (۳) بغیر اجازت گھر سے چلی گئی جس موقع پر اوس سے اجازت لینے کی ضرورت تھی۔ (۴) اپنے پاس بلایا اور نہیں آئی جبکہ حیض و نفاس سے پاک تھی اور فرض روزہ بھی رکھے ہوئے نہ تھی۔ (۵) چھوٹے نا سمجھ بچہ کے مارنے پر۔ (۶) شوہر کو گالی دی، گدھا وغیرہ کہا۔ (۷) یا اوس کے کپڑے پھڑ دیے۔ (۸) غیر محرم کے سامنے چہرہ کھول دیا۔ (۹) اجنبی مرد سے کلام کیا۔ (۱۰) شوہر سے بات کی یا جھگڑا کیا اس غرض سے کہ اجنبی شخص اس کی آواز سنے یا شوہر کی کوئی چیز بغیر اجازت کسی کو ڈے دی اور وہ ایسی چیز ہو کہ

(25) رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فیما لو شتم... إلخ، ج ۶، ص ۱۱۸۔

(26) الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۱۹۔

(27) المرجع السابق، ص ۱۲۰۔

(28) بدن کے کسی حصہ پر سوئی سے نقش و نگار وغیرہ کر کے اس میں سرمہ یا نخل بھرا۔

مادۃ بغیر اجازت عورتیں ایسی چیز نہ دیا کرتی ہوں اور اگر ایسی چیز دی جس کے دینے پر عادت جاری ہے تو نہیں مار
 (29)۔

مسئلہ ۲۹: عورت اگر نماز نہیں پڑھتی ہے تو اکثر فقہاء کے نزدیک شوہر کو مارنے کا اختیار ہے اور ماں باپ اگر

(29) البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۸۲۔

مفتی ہر حکیم الشیخ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں مافرمانی پر بیوی کو خاوند مار سکتا ہے مگر اصلاح کی مار
 مارے نہ کہ ایذا کی مار، جیسے شاگرد کو استاد یا اولاد کو ماں باپ مارتے ہیں اصلاح کے لئے۔ بلا قصور بیوی کو مارنا سخت ممنوع ہے جس کی
 پکڑ کے ہاں ضرور ہوگی۔ (تفسیر نعیمی پ ۵، النساء تحت الایہ ۵۳۳/۶۱)

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ چار قصور پر خاوند بیوی کو مار سکتا ہے (1) خاوند عورت کی زینت چاہے وہ نہ کرے۔ (2) خاوند اسے اپنے
 پاس بلائے وہ بلا وجہ نہ آئے۔ (3) عورت نماز وغیرہ بلا عذر ترک کرے (یعنی شریعت کی مافرمانی کرے) (4) خاوند کی اجازت کے بغیر
 گھر سے باہر پھرے۔ (روح المعانی، پ ۵، النساء تحت الایہ ۵۳۳/۳۵)

مار کیسی ہونی چاہیے؟

تفسیر ذر منشور میں ہے مارنے سے مراد ایسی مار ہے جو شدید نہ ہو یعنی جس سے نشان نہ پڑے۔ حضرت سیدنا عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ
 فرماتے ہیں میں نے حضرت سیدنا ابن عباس رحمہما اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ غیر شدید مار کیسی ہوتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا مسواک
 سے۔ (ذر منشور، پ ۵، النساء تحت الایہ ۵۳۳/۲۵۲)

تفسیر قرطبی میں ہے مار سے مراد ایسی مار ہے جس سے نشان نہ پڑے نہ بڑی ٹوٹے نہ زخم آئے کیونکہ مارنے کا مقصد اس (عورت) کی
 اصلاح کرنا ہے نہ کہ کچھ اور۔ (قرطبی، پ ۵، النساء، تحت الایہ ۵۳۳/۱۲۱)

نیزہ کی پسلی کی پیداوار

عرد کو چاہئے کہ اپنی زوجہ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کو حکمت عملی کے ساتھ چلائے چنانچہ پیار سے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کا فرمان حکمت نشان ہے بیشک عورت نیزہ کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے تمہارے لئے کسی طرح سیدھی نہیں ہو سکتی اگر تم اس سے نفع چاہتے ہو تو
 اس کے نیزہ سے پن کے ساتھ ہی نفع حاصل کر سکتے ہو اور اگر اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔

(مسلم، کتاب الرضا، باب الوصیۃ بالنساء، ص ۷۵، حدیث ۱۳۶۸)

زوجہ کے ساتھ نرمی کی فضیلت

معلوم ہوا کچھ نہ کچھ خلاف مزاج حرکتیں اس سے سرزد ہوتی ہی رہیں گی۔ عرد کو چاہئے کہ صبر کرتا رہے۔

نبیوں کے سرور حسن اخلاق کے پیکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان روح ہنر ہے کامل ایمان والوں میں سے وہ بھی ہے جو عمدہ اخلاق والا اور
 اپنی زوجہ کے ساتھ سب سے زیادہ نرم طبیعت ہو۔ (ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی اکمال الایمان۔ ص ۴۸/۲۸۸ حدیث ۲۶۲۱)۔

نماز نہ پڑھیں یا اور کوئی معصیت (گناہ) کریں تو اولاد کو چاہیے کہ انہیں سمجھائے اگر مان لیں فیہا ورنہ سکوت کرے (خاموش رہے) اور ان کے لیے دعا و استغفار کرے اور کسی کی ماں اگر کہیں شادی وغیرہ میں جانا چاہتی ہے تو اولاد کو منع کرنے کا حق نہیں۔ (30)

مسئلہ ۳۰: چھوٹے بچے کو بھی تعزیر کر سکتے ہیں اور اس کو سزا اس کا باپ یا دادا یا ان کا وصی یا معلم دے گا اور ماں کو بھی سزا دینے کا اختیار ہے۔ قرآن پڑھنے اور ادب حاصل کرنے اور علم سیکھنے کے لیے بچے کو اس کے باپ، ماں مجبور کر سکتے ہیں۔ یتیم بچہ جو اس کی پرورش میں ہے اسے بھی ادب باتوں پر مار سکتا ہے جن پر اپنے لڑکے کو مارتا۔ (31)

مسئلہ ۳۱: عورت کو اتنا نہیں مار سکتا کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے یا نیلا داغ پڑ جائے اور اگر اتنا مارا اور عورت نے دعویٰ کر دیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا تو شوہر پر اس مارنے کی تعزیر ہے۔ (32)

مسئلہ ۳۲: عورت نے اس غرض سے کفر کیا کہ شوہر سے جدائی ہو جائے تو اسے سزا دی جائے اور اسلام لانے اور اسی شوہر سے نکاح کرنے پر مجبور کی جائے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔ (33)



(30) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی تعزیر المغموم، ج ۶، ص ۱۲۵۔

(31) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی تعزیر المغموم، ج ۶، ص ۱۲۵۔

(32) الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۲۶۔

(33) المرجع السابق، ص ۱۲۸۔

چوری کی حد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً مِمَّا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾)
فَإِنْ تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٩﴾) (1)

چورانے والا مرد اور چورانے والی عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دیا ہے اور ان کے فعل کی اللہ (عزوجل) طرف سے سزا ہے اور اللہ (عزوجل) غالب حکمت والا ہے اور اگر ظلم کے بعد توبہ کرے اور اپنی حالت درست کر لے تو بیشک اللہ (عزوجل) اس کی توبہ قبول کریگا، بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔



(1) پی ۶، ۸، ۹، ۳۹۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولا ناسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یعنی داہنا اس لئے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں آجَمَاتُہُمَا آیا ہے۔

مسئلہ: پہلی مرتبہ کی چوری میں داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا پھر دوبارہ اگر کرے تو بائیں پاؤں، اس کے بعد بھی اگر چوری کرے تو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے۔

مسئلہ: چور کا ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے اور مالی مسروق موجود ہو تو اس کا واپس کرنا بھی واجب اور اگر وہ ضائع ہو گیا ہو تو ضمان واجب نہیں۔

(تفسیر احمدی)

احادیث

حدیث ۱: امام بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: چور پر اللہ (عزوجل) کی لعنت کہ بیعتہ (خود) (۱) چوراتا ہے، جس پر اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چوراتا ہے، اس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ (۲)

(۱) لوہے کی بنی ہوئی ایک خاص ٹوپی جو جنگ کے دوران پہنتے ہیں۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب لعن السارق... الخ، الحدیث ۶۷۸۳، ج ۴، ص ۳۳۰۔

چوری کرنا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنْ لَّدُنَّ وَلِلَّهِ عَزِيزٌ
حٰكِمٌ (۲۸) (پ ۶، المائدہ ۳۸)

ترجمہ: کفر الایمان اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے مزا، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔
حضرت سیّدنا ابن شہاب علیہ رحمۃ اللہ الوخاب فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے لوگوں کا مال چوری کرنے میں ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرمائی ہے۔ اور واللہ عزوجل سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل چور سے انتقام لینے میں غالب ہے اور حٰکِمٌ سے مراد یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنے کو واجب قرار دینے میں اس کی حکمت ہے۔

صحیح حدیث پاک میں گزر چکا ہے کہ سپہ عالم، نور بخش صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی... الخ، الحدیث ۲۰۲، ص ۶۹۰)

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا مگر اس کے بعد بھی توبہ اُس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، الحدیث ۴۶۸۹، ص ۱۵۶۷، دون قولہ لکن)

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے پس جب اس نے ایسا کیا تو اپنی گردن سے اسلام کا پتہ اُتار دیا پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقة، الحدیث ۴۸۷۶، ص ۲۴۰۳)

ایک روایت میں یوں بھی ہے چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور اللہ عزوجل کے ہاں ایمان اس سے ملزم ہے (کہ وہ ان گناہوں کے وقت ایمان اُس کے دل میں رہنے دے)۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترہیب من الزنا سیما... الخ، الحدیث ۳۶۳۳، ج ۳، ص ۲۱۳) ←

حدیث ۲: ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا اوس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم فرمایا: وہ کٹا ہوا ہاتھ اوس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔ (3)

حدیث ۳: ابن ماجہ صفوان بن امیہ سے اور داری ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ صفوان بن امیہ مدینہ میں آئے اور اپنی چادر کا ٹکڑی لگا کر مسجد میں سو گئے چور آیا اور اون کی چادر لے بھاگا، اونھوں نے اسے پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ صفوان نے عرض کی، میرا یہ مطلب نہ تھا، یہ چادر اوس پر صدقہ ہے۔ ارشاد فرمایا: میرے پاس حاضر کرنے سے پہلے تم نے ایسا کیوں نہ کیا۔ (4)

حدیث ۴: امام مالک نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ایک شخص اپنے غلام کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر لایا اور کہا اس کا ہاتھ کاٹ لے کہ اس نے میری بی بی کا آئینہ چورایا ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا: اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا کہ یہ تمہارا خادم ہے، جس نے تمہارا مال لیا ہے۔ (5)

حدیث ۵: ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و داری جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خائن اور لوٹنے والے اور اچک لے جانے والے کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ (6)

حدیث ۶: امام مالک و ترمذی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و داری رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ

ایک روایت میں یہ ہے زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، البتہ اتوبہ اس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔ (جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء لا یزنی الزانی و ہو مومن، الحدیث ۲۶۲۵، ص ۱۹۱۶)

رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عز و جل نے چور پر لعنت فرمائی کہ وہ انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا (ایک) ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے پھر دوسری چوری کرتا ہے تو (دوسرا) ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عنائے حدیث فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لوہے کا انڈا ہے اور دوسری ایسی ہے جس کی قیمت تین درہم کے برابر ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب لعن السارق اذا لم یسم، الحدیث ۶۷۸۳، ص ۵۶۶، دون قولہ ثمنہ ثلاثہ)

(3) جامع ترمذی، کتاب الحدود باب ماجاء فی تعلیق ید السارق، الحدیث ۱۳۵۲، ج ۳، ص ۱۳۱۔

(4) سنن الداری، کتاب الحدود، باب السارق یوجب... إلخ، الحدیث ۲۲۹۹، ج ۲، ص ۲۲۶۔

وسنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، من سرق من الحرز، الحدیث ۲۵۹۵، ج ۳، ص ۲۲۶۔

(5) الموطا، لامام مالک، کتاب الحدود، باب ما لا یقطع فیہ، الحدیث ۱۶۱۱، ج ۲، ص ۳۲۹۔

(6) جامع ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی الخائن... إلخ، الحدیث ۱۳۵۳، ج ۳، ص ۱۳۲۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پھل اور گایے (7) کے چورانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں۔ یعنی نبیہ پیڑ (درخت) میں لگے ہوں اور کوئی چورائے۔ (8)

حدیث ۷: امام مالک نے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: درختوں پر جو پھل لگے ہوں، اون میں قطع نہیں اور نہ اون بکریوں کے چورانے میں جو پہاڑ پر ہوں، ہاں جب مکان میں آجائیں اور پھل خرمن (9) میں جمع کر لیے جائیں اور سپر (ڈھال) کی قیمت کو پہنچیں تو قطع ہے۔ (10)

حدیث ۸: عبد اللہ بن عمر، و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سپر کی قیمت میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ سپر کی قیمت میں روایات بہت مختلف ہیں، بعض میں تین درہم، بعض میں ربع دینار، بعض میں دس درہم۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احتیاطاً دس درہم والی روایت پر عمل فرمایا۔ (11)



(7) کھجور کا خوشہ جو پہلے پہل لٹکتا ہے، نیز کھجور کے درخت سے نکلنے والا سفید گوند جو چربی کی طرح کا ہوتا ہے۔

(8) جامع الترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء لا قطع فی ثمر ولا کثر، الحدیث ۱۳۵۳، ج ۳، ص ۱۳۲۔

(9) وہ جگہ جہاں پھل یا غنہ وغیرہ جمع کر کے صاف کیے جاتے ہیں۔

(10) الموطاء، امام مالک، کتاب الحدود، باب ما یجب فیہ القطع، الحدیث ۱۵۹۹، ج ۲، ص ۳۴۱۔

(11) فتح القدیر، کتاب السرقة، ج ۵، ص ۱۴۲-۱۴۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

شواہع کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں دینار بارہ درہم کا ہوتا تھا لہذا چوتھائی دینار تین درہم ہو لہذا جن احادیث میں تین درہم کا ذکر ہے وہ اس حدیث کی شرح ہیں۔ خیال رہے کہ اس پر تو تمام اماموں کا اتفاق ہے کہ چوری کی سزا ہاتھ کٹنا ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ کتنے مال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین درہم کا مال چرانے پر ہاتھ کٹنے کا ان کی دلیل یہ حدیث ہے، ہمارے امام اعظم کے نزدیک پورے دینار کی قیمت کا مال چرانے پر ہاتھ کٹنے کا امام اعظم قدس سرہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے مرفوعہ اور موقوف دونوں طرح مروی ہے کہ لا یقطع الا فی دینار یعنی چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مگر ایک دینار میں، امام اعظم کے ہاں دینار دس درہم کا ہے لہذا دس درہم کی قیمت کے مال کی چوری پر چور کا ہاتھ کٹے گا، خواجہ حسن بصری اور داؤد اور قرطہ خارجیہ اور امام شافعی کی نواسی کا قول ہے کہ مطلقاً چوری پر ہاتھ کٹے گا خواہ ایک پیسہ کی چوری کرے، وہ کہتے ہیں کہ آیت "الشَّارِقُ وَالشَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیْہُمَا" مطلق ہے، باقی آئمہ فرماتے ہیں کہ چوری کے لیے نصاب مقرر ہے اور آیت کریمہ "البَّشَارِقُ وَالشَّارِقَةُ" مطلق نہیں بلکہ مجمل ہے کیونکہ چور اور چوری اور ہاتھ کی تفصیل نہیں کہ کس چور کا کس چوری پر کون سا ہاتھ کٹے گا دہنا کہ بایاں اور کہاں سے کٹے گا کلائی

سے یا کہنی سے یا کندھے سے، احادیث نے ان اجمالات کی تفصیل فرمائی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۹۷)

احکام فقہیہ

چوری یہ ہے کہ دوسرے کا مال چھپا کر ناحق لے لیا جائے اور اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے مگر ہاتھ کاٹنے کے لیے چند شرطیں ہیں۔

(۱) چورانے والا مکلف ہو یعنی بچہ یا مجنون نہ ہو اب خواہ وہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام مسلمان ہو یا کافر اور اگر چوری کرتے وقت مجنون نہ تھا پھر مجنون ہو گیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

(۲) گونگانہ ہو (۳) انکھیا را (پینا) ہو اور اگر گونگا ہے تو ہاتھ کاٹنا نہیں کہہ سکتا ہے اپنا مال سمجھ کر لیا ہو۔ یوں اندھے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے کہ شاید اس نے اپنا مال جان کر لیا۔

(۴) دس درم چورائے یا اس قیمت کا سونا یا اور کوئی چیز چورائے اس سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور

(۵) دس درم کی قیمت چورانے کے وقت بھی ہو اور ہاتھ کاٹنے کے وقت بھی۔

(۶) اور اتنی قیمت اوس جگہ ہو جہاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ لہذا اگر چورانے کے وقت وہ چیز دس درم قیمت کی تھی مگر ہاتھ کاٹنے کے وقت اس سے کم کی ہو گئی یا جہاں چورایا ہے وہاں تو اب بھی دس درم قیمت کی ہے مگر جہاں ہاتھ کاٹا جائے گا وہاں کم کی ہے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ ہاں اگر کسی عیب کی وجہ سے قیمت کم ہو گئی یا اوس میں سے کچھ ضائع ہو گئی کہ دس ۱۰ درم کی نہ رہی تو دونوں صورتوں میں ہاتھ کاٹنے جائیں گے۔

(۷) اور چورانے میں خود اس شے کا چورانا مقصود ہو لہذا اگر اچکن وغیرہ کوئی کپڑا چورایا اور کپڑے کی قیمت دس درم سے کم ہے مگر اوس میں دینار نکلا تو جس کو بالقصد چورایا وہ دس درم کا نہیں لہذا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ ہاں اگر وہ کپڑا ان درموں کے لیے ظرف ہو تو قطع ہے کہ مقصود کپڑا چورانا نہیں بلکہ اوس شے کا چورانا ہے یا کپڑا چورایا اور جانتا تھا کہ اس میں روپے بھی ہیں تو دونوں کو قصد چورانا قرار دیا جائیگا اگرچہ کہتا ہو کہ میرا مقصود صرف کپڑا چورانا تھا۔ یوں اگر روپے کی تھیلی چورائی تو اگرچہ کہے مجھے معلوم نہ تھا کہ اس میں روپے ہیں اور نہ میں نے روپے کے قصد سے چورائی بلکہ میرا مقصود صرف تھیلی کا چورانا تھا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اوس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائیگا۔

(۸) اوس مال کو اس طرح لے گیا ہو کہ اُس کا نکالنا ظاہر ہو لہذا اگر مکان کے اندر جہاں سے لیا وہاں اشرفی نکل لی تو قطع نہیں بلکہ تاوان لازم ہے۔

(۹) خفیہ (چھپا کر) لیا ہو یعنی اگر دن میں چوری کی تو مکان میں جانا اور وہاں سے مال لینا دونوں چھپ کر ہوں اور اگر

گیا چھپ کر مگر مال کا لینا علانیہ ہو جیسا ڈاکو کرتے ہیں تو اس میں ہاتھ کاٹنا نہیں۔ مغرب و عشا کے درمیان کا وقت دن کے حکم میں ہے۔ اور اگر رات میں چوری کی اور جانا خفیہ ہو اگرچہ مال لینا علانیہ یا لڑ جھگڑ کر ہو ہاتھ کاٹنا جائے۔

(۱۰) جس کے یہاں سے چوری کی اس کا قبضہ صحیح ہو خواہ وہ مال کا مالک ہو یا امین (بطور امانت ہو) اور اگر چور کے یہاں سے چور لیا تو قطع نہیں یعنی جبکہ پہلے چور کا ہاتھ کاٹا جا چکا ہو، ورنہ اس کا کاٹا جائے۔

(۱۱) ایسی چیز نہ چورائی ہو جو جلد خراب ہو جاتی ہے جیسی گوشت اور ترکاریاں۔

(۱۲) وہ چوری دار الحرب میں نہ ہو۔

(۱۳) مال محفوظ ہو اور حفاظت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ مال ایسی جگہ ہو جو حفاظت کے لیے بنائی گئی ہو جیسے مکان،

دوکان، خیمہ، خزانہ، صندوق۔ دوسری یہ کہ وہ جگہ ایسی نہیں مگر وہاں کوئی نگہبان مقرر ہو جیسے مسجد، راستہ، میدان۔

(۱۴) بقدر دس درم کے ایک بار مکان سے باہر لے گیا ہو اور اگر چند بار لے گیا کہ سب کا مجموعہ دس درم یا زیادہ ہے، مگر

ہر بار دس ۱۰ سے کم کم لے گیا تو قطع نہیں کہ یہ ایک سرقہ (چوری) نہیں بلکہ متعدد (زیادہ) ہیں، اب اگر دس درم

ایک بار لے گیا اور وہ سب ایک ہی شخص کے ہوں یا کئی شخصوں کے مثلاً ایک مکان میں چند شخص رہتے ہیں اور کچھ

کچھ ہر ایک کا چورایا جن کا مجموعہ دس درم یا زیادہ ہے اگرچہ ہر ایک کا اس سے کم ہے دونوں صورتوں میں قطع

ہے (یعنی ہاتھ کاٹا جائے گا)۔

(۱۵) شبہ یا تاویل کی گنجائش نہ ہو، لہذا اگر باپ کا مال چورایا یا قرآن مجید کی چوری کی تو قطع نہیں کہ پہلے میں شبہ ہے

اور دوسرے میں یہ تاویل ہے کہ پڑھنے کے لیے لیا ہے۔ (۱)

(۱) الدر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۴۲-۴۸۔

والبحر الرائق، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۸۲-۸۶۔

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب السرقة، الباب الاول فی بیان السرقة... الخ، ج ۲، ص ۱۷۰، وغیرہ۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

سرقہ سین کے فتح اور کے کسرہ سے مصدر ہے بمعنی چوری اور دونوں کے فتح سے سارق بمعنی چور کی جمع ہے یہاں دونوں معنی درست ہیں یعنی

چوری میں ہاتھ کاٹنے کا بیان یا چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا بیان۔ خیال رہے کہ سرقہ یعنی چوری کے معنی ہیں کسی کی چیز خفیہ طور پر لے

لینا، شریعت میں بھی سرقہ کے یہی معنی ہیں ہاں قطع کے لیے اس میں کچھ قیدیں ہیں جیسے چور عاقل بالغ ہو، مال دس درہم قیمت کا ہو، مال

جلد خراب ہو جانے والا نہ ہو جیسے تر پھل پھول کسی کی حفاظت سے چرائے، مال خود محفوظ ہو لہذا چور کے قبضہ سے مال چرانے والا، ۷۷

مسئلہ ۱: چند شخصوں نے ملکر چوری کی اگر ہر ایک کو بقدر دس درم کے حصہ ملا تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں خواہ سب نے مال لیا ہو یا بعضوں نے لیا اور بعض نگہبانی کرتے رہے۔ (2)

مسئلہ ۲: چوری کے ثبوت کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ چور خود اقرار کرے اور اس میں چند بار کی حاجت نہیں مگر ایک بار کافی ہے دوسرا یہ کہ دو مرد گواہی دیں اور اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی تو قطع نہیں مگر مال کا تادان دلایا جائے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارے سامنے اقرار کیا ہے تو یہ گواہی قابل اعتبار نہیں گواہ کا آزاد ہونا شرط نہیں۔ (3)

مسئلہ ۳: قاضی گواہوں سے چند باتوں کا سوال کرے کس طرح چوری کی، اور کہاں کی، اور کتنے کی کی، اور کس کی چیز چورائی، جب گواہ ان امور کا جواب دیں اور ہاتھ کاٹنے کے تمام شرائط پائے جائیں تو قطع کا حکم ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: پہلے اقرار کیا پھر اقرار سے پھر گیا یا چند شخصوں نے چوری کا اقرار کیا تھا ان میں سے ایک اپنے اقرار سے پھر گیا یا گواہوں نے اسکی شہادت دی کہ ہمارے سامنے اقرار کیا ہے اور چور انکار کرتا ہے کہتا ہے میں نے اقرار نہیں کیا ہے یا کچھ جواب نہیں دیتا تو ان سب صورتوں میں قطع نہیں مگر اقرار سے رجوع کی تو تادان لازم ہے۔ (5)

مسئلہ ۵: اقرار کر کے بھاگ گیا تو قطع نہیں کہ بھاگنا بمنزلہ رجوع کے ہے ہاں تادان لازم ہے۔ اور گواہوں سے ثابت ہو تو قطع ہے اگرچہ بھاگ جائے اگرچہ حکم سننے سے پہلے بھاگا ہو البتہ اگر بہت دنوں میں گرفتار ہوا تو تادی عارض ہوگئی مگر تادان لازم ہے۔ (6)

مسئلہ ۶: مدعی گواہ نہ پیش کر سکا چور پر حلف (قسم اٹھانا) رکھا اس نے حلف لینے سے انکار کیا تو تادان دلایا جائے مگر قطع نہیں۔ (7)

زوجین میں سے ایک دوسرے کا مال چرانے والا، جن قرابتداروں کے گھر میں آنے جانے کی اجازت ہو ان کے گھر سے مال چرانے والا ان کے ہاتھ نہ کٹیں گے۔ (مرقات وغیرہ) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۹۷)

(2) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السرقة، الباب الاول فی بیان السرقة، ... الخ، ج ۲، ص ۱۷۰۔

والبحر الرائق، کتاب السرقة، ج ۵، ص ۸۹۔

(3) اندر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۱۳۸۔

(4) المرجع السابق، ص ۱۳۸۔

(5) اندر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۱۳۹۔

(6) اندر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۱۴۰۔

(7) اندر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۱۴۰۔

مسئلہ ۷: چور کو مار پیٹ کر اقرار کرانا جائز ہے کہ یہ صورت نہ ہو تو گواہوں سے چوری کا ثبوت بہت مشکل ہے۔ (8)

مسئلہ ۸: ہاتھ کاٹنے کا قاضی نے حکم دیدیا اب وہ مدعی کہتا ہے کہ یہ مال ادسی کا ہے یا میں نے اس کے پاس امانہ رکھا تھا یا کہتا ہے کہ گواہوں نے جھوٹی گواہی دی یا اس نے غلط اقرار کیا تو اب ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا۔ (9)

مسئلہ ۹: گواہوں کے بیان میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے کہ فلاں قسم کا کپڑا تھا دوسرا کہتا ہے فلاں قسم کا تھا تو قطع نہیں۔ (10) اقرار و شہادت کے جزئیات کثیر ہیں چونکہ یہاں حدود جاری نہیں ہیں لہذا بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۰: ہاتھ کاٹنے کے وقت مدعی اور گواہوں کا حاضر ہونا ضرور نہیں بلکہ اگر غائب ہوں یا مر گئے ہوں جب بھی ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ (11)



(8) المرجع السابق، ص ۱۳۱۔

(9) المرجع السابق، ص ۱۳۳۔

(10) البحر الرائق، کتاب السرقة، ج ۵، ص ۸۸۔

(11) بہار شریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ در مختار میں ہے کہ ہاتھ کاٹنے کے وقت

مدعی کا حاضر ہونا شرط ہے گواہوں کا حاضر ہونا شرط نہیں۔۔۔۔۔ غلیبیہ

الدر مختار، کتاب السرقة، باب کیفیۃ القطع واثباتہ، ج ۶، ص ۱۶۹

کن چیزوں میں ہاتھ کاٹا جائے گا اور کس میں نہیں

مسئلہ ۱: ساکھو (1)، آبنوس (2)، اگر کی لکڑی (3)، صندل، نیزہ، مشک، زعفران، عنبر اور ہر قسم کے تیل، زمرہ، ہاتھ، زبرجد، فیروزہ، موتی اور ہر قسم کے جواہر۔ لکڑی کی ہر قسم کی قیمتی چیزیں جیسے کرسی، میز، تخت، دروازہ جو ابھی نصب نہ کیا گیا ہو، لکڑی کے برتن۔ یوہیں تانبے، پیتل، لوہے، چمڑے وغیرہ کے برتن، چھری، چاقو، قینچی اور ہر قسم کے لٹے گیہوں، جو، چاول اور ستو، آٹا، شکر، گھی، سرکہ، شہد، کھجور، چھوہارے، منٹے، روٹی، اُون، کتان، پہنے کے کپڑے، بچھونا اور ہر قسم کے عمدہ اور نفیس مال میں ہاتھ کاٹا جائیگا۔

مسئلہ ۲: حقیر چیزیں جو عادتاً محفوظ نہ رکھی جاتی ہوں اور باعتبار اصل کے مباح ہوں اور ہنوز (ابھی تک) ان میں کوئی ایسی صنعت (دستکاری) بھی نہ ہوئی ہو جس کی وجہ سے قیمتی ہو جائیں ان میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا جیسے معمولی لکڑی، گھاس، نرکل (سرکنڈا)، مچھلی، پرند، گیرو (لال مٹی)، چونا، کولے، نمک، مٹی کے برتن، پکی اینٹیں۔ مٹی ہیں شیشہ اگرچہ قیمتی ہو کہ جلد ٹوٹ جاتا ہے اور ٹوٹنے پر قیمتی نہیں رہتا۔ یوہیں وہ چیزیں جو جلد خراب ہو جاتی ہیں جیسے دودھ، گوشت، ترہوز، خربزہ، لکڑی، کھیر، ساگ، ترکاریاں اور تیار کھانے جیسے روٹی بلکہ قحط کے زمانہ میں غلہ گیہوں، چاول، جو وغیرہ بھی اور تریوے جیسے انگور، سیب، ناشپاتی، بہی (4)، انار اور خشک میوے میں ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے اخروٹ، بادام وغیرہ جبکہ محفوظ ہوں۔ اگر درخت پر سے پھل توڑے یا کھیت کاٹ لے گیا تو قطع نہیں، اگرچہ درخت مکان کے اندر ہو یا کھیت کی حفاظت ہوتی ہو اور پھل توڑ کر یا کھیت کاٹ کر حفاظت میں رکھا اب چورائے گا تو قطع ہے۔

مسئلہ ۳: شراب چورائی تو قطع نہیں ہاں اگر شراب قیمتی برتن میں تھی کہ اس برتن کی قیمت دس ۰ اور م ہے اور صرف شراب نہیں بلکہ برتن چورانا بھی مقصود تھا، مثلاً بظاہر دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ برتن بیش قیمت (زیادہ قیمت وال) ہے تو قطع ہے۔ (5)

(1) ایک درخت کا نام جس کی لکڑی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔

(2) جنوب مشرقییشیا کے ایک درخت کا نام جس کی لکڑی سخت، وزنی اور سیاہ ہوتی ہے۔

(3) ایک خوشبودار درخت کی لکڑی جسے جلانے سے خوشبو ہوتی ہے۔

(4) ایک پھل کا نام جو ناشپاتی کے مشابہ ہوتا ہے۔

(5) ردالمحتار، کتاب السرقت، مطلب فی حمان الساعی، ج ۶، ص ۱۳۷، ۱۳۸۔

مسئلہ ۴: لہو و لعب کی چیزیں جیسے ڈھول، طبلہ (6)، سارنگی (7) وغیرہ ہر قسم کے باجے اگرچہ طبل جنگ (8) چورایا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔ یوہیں سونے چاندی کی صلیب (عیسائیوں کا ایک مذہبی نشان) یا بت اور شطرنج (شطرنج کا ٹھہرہ) چورانے میں قطع نہیں اور روپے اشرفی پر تصویر ہو جیسے آج کل ہندوستان کے روپے اشرفیاں تو قطع ہے۔ (9)

مسئلہ ۵: گھاس اور زکل کی بیش قیمت چٹائیاں کہ صنعت کی وجہ سے بیش قیمت ہو گئیں۔ جیسے آج کل بمبئی کلکتہ سے آیا کرتی ہیں ان میں قطع (ہاتھ کاٹنا) ہے۔ (10)

مسئلہ ۶: مکان کا بیرونی دروازہ اور مسجد کا دروازہ بلکہ مسجد کے دیگر اسباب جھاڑ فانوس (11)۔ ہانڈیاں۔ تفرے۔ گھڑی، جانماز وغیرہ اور نمازیوں کے جوتے چورانے میں قطع نہیں مگر جو اس قسم کی چوری کرتا ہو اسے پوری سزا دی جائے اور قید کریں یہاں تک کہ سچی توبہ کر لے بلکہ ہر ایسے چور کو جس میں کسی شبہ کی بنا پر قطع نہ ہو تعزیر کی جائے۔ (12)

مسئلہ ۷: ہاتھی دانت یا اس کی بنی ہوئی چیز چورانے میں قطع نہیں اگرچہ صنعت کی وجہ سے بیش قیمت قرار پاتی ہو اور اونٹ کی ہڈی کی بیش قیمت چیز بنی ہو تو قطع ہے۔ (13)

مسئلہ ۸: شیر، چیتا وغیرہ درندہ کو ذبح کر کے ان کی کھال کو بچھونا یا جانماز بنالیا ہے تو قطع ہے ورنہ نہیں اور باز، شکار، کتا، چیتا وغیرہ جانوروں کو چورایا تو قطع نہیں۔ (14)

مسئلہ ۹: مصحف شریف چورایا تو قطع نہیں اگرچہ سونے چاندی کا اس پر کام ہو یوہیں کتب تفسیر و حدیث و فقہ و نحو

(6) ایک قسم کا خاص ڈھول جس میں بائیں کا منہ دائیں سے نسبتاً چوڑا ہوتا ہے، یہ انگلیوں کی ضرب اور ہتھیلی کی تھاپ سے بجایا جاتا ہے۔

(7) ایک ساز جس میں تار لگے ہوتے ہیں اور اسے گز (چھوٹی کمان) سے بجایا جاتا ہے۔

(8) اعلان جنگ کے لیے بجائے جانے والا ٹھارہ، بڑا ڈھول۔

(9) الدر المختار و رد المحتار، کتاب السرقة، مطلب فی ضمان السامی، ج ۶، ص ۱۳۸۔

(10) رد المحتار، کتاب السرقة، مطلب فی ضمان السامی، ج ۶، ص ۱۳۶۔

(11) ایک قسم کا فانوس جو گھردوں میں روشنی اور خوبصورتی (Decoration) کیلئے لگاتے ہیں۔

(12) رد المحتار، کتاب السرقة، مطلب فی ضمان السامی، ج ۶، ص ۱۳۸۔

(13) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السرقة، الباب الثانی فی ما یقطع فیہ دالا... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۱۷۶۔

(14) المرجع السابق۔

وقت و اشعار میں بھی قطع نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۰: حساب کی بہیاں (رجسٹر) اگر بیکار ہو چکی ہیں اور وہ کاغذات دس درم کی قیمت کے ہیں تو قطع ہے،

ورنہ نہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۱: آزاد بچہ کو چورایا اگر چہ زیور پہنے ہوئے ہے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ یوہیں اگر بڑے غلام کو جو اپنے کو بتا سکتا ہے چورایا تو قطع نہیں، اگر چہ سونے یا بیہوشی یا جنون کی حالت میں اسے چورایا ہو اور اگر تا سمجھ غلام کو چرایا تو

قطع ہے۔ (17)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص کے دوسرے پر دس درم آتے تھے قرض خواہ نے قرضدار کے یہاں سے روپے یا اشرفیاں چورالیں تو قطع نہیں اور اگر اسباب (گھریلو ساز و سامان) چورایا اور کہتا ہے کہ میں نے اپنے روپے کے معاوضہ میں لیا یا بطور رہن اپنے پاس رکھنے کے لیے لایا تو قطع نہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۳: امانت میں خیانت کی یا مال لوٹ لیا یا اُد چک لیا تو قطع نہیں۔ یوہیں قبر سے کفن چورانے میں قطع نہیں اگر چہ قبر مقفل مکان (تالا لگے ہوئے مکان) میں ہو بلکہ جس مکان میں قبر ہے اُس میں سے اگر علاوہ کفن کے کوئی اور کپڑا وغیرہ چورایا جب بھی قطع نہیں بلکہ جس گھر میں میت ہو وہاں سے کوئی چیز چورائی تو قطع نہیں، ہاں اگر اس فعل کا عادی ہو تو بطور سیاست (19) ہاتھ کاٹ دیں گے۔ (20)

مسئلہ ۱۴: ذی رحم محرم کے یہاں سے چورایا تو قطع نہیں اگر چہ وہ مال کسی اور کا ہو اور ذی رحم محرم کا مال دوسرے کے یہاں تھا وہاں سے چورایا تو قطع ہے۔ شوہر نے عورت کے یہاں سے یا عورت نے شوہر کے یہاں سے یا غلام نے اپنے مولیٰ یا مولیٰ کی زوجہ کے یہاں سے یا عورت کے غلام نے اوس کے شوہر کے یہاں چوری کی تو قطع نہیں۔ یوہیں تاجروں کی دوکانوں سے چورانے میں بھی قطع نہیں ہے جبکہ ایسے وقت چوری کی کہ اوس وقت لوگوں کو وہاں جانے کی

(15) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السرقة، الباب الثانی فی ما یقطع فیہ ومالا... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۱۷۷

رد المحتار، کتاب السرقة، مطلب فی ضمان الساعی، ج ۶، ص ۱۳۹۔

(16) الدر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۱۵۰۔

(17) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السرقة، الباب الثانی فی ما یقطع فیہ ومالا... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۱۷۷، وغیرہ۔

(18) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السرقة، الباب الثانی فی ما یقطع فیہ ومالا... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۱۷۷۔

(19) یعنی حکمت عملی کے تحت تاکہ چوری سے باز آجائے۔

(20) الدر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۱۵۱، ۱۵۰۔

اجازت ہے۔ (21)

مسئلہ ۱۵: مکان جب محفوظ ہے تو اب اس کی ضرورت نہیں کہ وہاں کوئی محافظ مقرر ہو اور مکان محفوظ نہ ہو تو محافظ کے بغیر حفاظت نہیں مثلاً مسجد سے کسی کی کوئی چیز چورائی تو قطع نہیں مگر جبکہ اس کا مالک وہاں موجود ہو اگرچہ سو رہا ہو یعنی مالک ایسی جگہ ہو کہ مال کو وہاں سے دیکھ سکے۔ یوں میدان یا راستہ میں اگر مال ہے اور محافظ وہاں پاس میں ہے تو قطع ہے ورنہ نہیں۔ (22)

مسئلہ ۱۶: جو جگہ ایک شے کی حفاظت کے لیے ہے وہ دوسری چیز کی حفاظت کے لیے بھی قرار پائے گی مثلاً اصطبل سے اگر روپے چوری کئے تو قطع ہے اگرچہ اصطبل روپے کی حفاظت کی جگہ نہیں۔ (23)

مسئلہ ۱۷: اگر چند بار کسی نے چوری کی تو بادشاہ اسلام اسے سزا قتل کر سکتا ہے۔ (24)



(21) الدر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۱۵۳، ۱۵۶.

(22) الفتاویٰ مہندیہ، کتاب السرقة، الباب الثانی فی ما یقطع دمالا... راجع، الفصل الاول، ج ۲، ص ۱۷۹.

والدر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۱۵۸.

(23) الفتاویٰ مہندیہ، کتاب السرقة، الباب الثانی فی ما یقطع دمالا... راجع، الفصل الاول، ج ۲، ص ۱۷۹.

(24) الدر المختار، کتاب السرقة، ج ۶، ص ۱۶۵.

ہاتھ کاٹنے کا بیان

مسئلہ ۱: چور کا دہنا ہاتھ گٹھے (کلائی) سے کاٹ کر کھولتے تیل میں داغ دیجئے (۱) اور اگر موسم سخت گرمی یا سخت سردی کا ہو تو ابھی نہ کاٹیں بلکہ اُسے قید میں رکھیں۔ گرمی یا سردی کی شدت جانے پر کاٹیں۔ تیل کی قیمت اور کاٹنے والے اور داغنے والے کی اجرت اور تیل کھولانے کے مصارف (اخراجات) سب چور کے ذمہ ہیں اور اس کے بعد اگر پھر چوری کرے تو اب بایاں پاؤں گٹھے سے کاٹ دیں گے اس کے بعد پھر اگر چوری کرے تو اب نہیں کاٹیں گے بلکہ بطور تعزیر ماریں گے اور قید میں رکھیں گے یہاں تک کہ توبہ کر لے یعنی اُس کے بشرہ (چہرہ) سے یہ ظاہر ہونے لگے کہ سچے دل سے توبہ کی اور نیکی کے آثار نمایاں ہوں۔ (۲)

مسئلہ ۲: اگر دہنا ہاتھ اُس کا شل (بے کار) ہو گیا ہے یا اس میں کانگوٹھا یا اونٹکیاں کٹی ہوں جب بھی کاٹ دیں گے اور اگر بایاں ہاتھ شل ہو یا اس کا کانگوٹھا یا دو اونٹکیاں کٹی ہوں تو اب دہنا نہیں کاٹیں گے۔ یوہیں اگر دہنا پاؤں بیکار ہو یا کٹا ہو تو بایاں پاؤں نہیں کاٹیں گے، بلکہ قید کریں گے۔ (۳)

مسئلہ ۳: ہاتھ کاٹنے کی شرط یہ ہے کہ جس کا مال چوری لگیا ہے وہ اپنے مال کا مطالبہ کرے، خواہ گواہوں سے چوری کا ثبوت ہو یا چور نے خود اقرار کیا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ جب گواہ گواہی دیں اُس وقت وہ حاضر ہو اور جس وقت

(۱) ہاتھ کے کٹے ہوئے حصے کو کھولتے تیل سے جلا دیں گے۔

(۲) الدر المختار، کتاب السرقة، باب کیفیۃ القطع... راجع، ج ۶، ص ۱۶۷، ۱۶۶، وغیرہ۔

حکیم امامت کے مدنی پھول

امام اعظم فرماتے ہیں کہ تیسری چوری میں اسے قید کر دیا جائے حتیٰ کہ یا مرجائے یا سچی توبہ کے آثار اس میں نمودار ہو جائیں، امام اعظم کی دلیل حضرت علی کا فرمان ہے کہ میں شرم کرتا ہوں کہ اس چور کے کھانے کے لیے ہاتھ اور چلنے کے لیے پاؤں بالکل نہ چھوڑوں۔ چنانچہ آپ نے تیسری چوری پر قید کیا اور آپ کا یہ عمل تمام صحابہ و تابعین کی موجودگی میں ہوا اور کسی نے اعتراض نہ کیا لہذا اس پر اجماع منعقد ہو گیا، اس حدیث ابو سلمہ کو امام طحاوی نے ضعیف فرمایا لہذا اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔ (لمعات، مرقات، اشعہ) نیز چور کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا ایک قسم کا ہلاک کر دینا ہے اور چوری کی سزا ہلاکت نہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۵۰۷)

(۳) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السرقة، الباب الثانی فی ما یقطع وما لا... راجع، الفصل الثالث، ج ۲، ص ۱۸۲۔

والدر المختار، کتاب السرقة، باب کیفیۃ القطع... راجع، ج ۶، ص ۱۶۸، ۱۶۷۔

ہاتھ کاٹا جائے اُس وقت بھی موجود ہو لہذا اگر چور چوری کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص جو غائب ہے اُس کی چوری کی ہے یا کہتا ہے کہ یہ روپے میں نے چورائے ہیں مگر معلوم نہیں کس کے ہیں یا میں یہ نہیں بتاؤں گا کہ کس کے ہیں تو قطع نہیں۔ (یعنی ہاتھ کاٹنا نہیں) اور پہلی صورت میں جبکہ غائب حاضر ہو کر مطالبہ کرے تو اس وقت قطع کریں گے۔ (4)

مسئلہ ۴: جس شخص کا مال پر قبضہ ہے وہ مطالبہ کر سکتا ہے جیسے امین (امانت دار) و غاصب (غصب کرنے والا) و مرتہن (جس کے پاس مال گروی رکھا ہے) و متولی اور باپ اور وصی اور سود خوار جس نے سودی مال پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور سود دینے والا جس نے سود کے روپے ادا کر دیے اور یہ روپے چوری گئے تو اس کے مطالبہ پر قطع نہیں۔ (5)

مسئلہ ۵: وہ چیز جس کے چورانے پر ہاتھ کاٹا گیا ہے اگر چور کے پاس موجود ہے تو مالک کو واپس دلائیں گے اور جاتی رہی تو تاوان نہیں اگرچہ اس نے خود ضائع کر دی ہو۔ اور اگر بیچ ڈالی یا ہبہ کر دی اور خریدار یا موہوب لہ نے (6) ضائع کر دی تو یہ تاوان دیں اور خریدار چور سے ثمن (مقررہ قیمت) واپس لے۔ اور اگر ہاتھ کاٹا نہ گیا ہو تو چور سے ضمان لے گا۔ (7)

مسئلہ ۶: کپڑا چورایا اور پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیے، اگر ان ٹکڑوں کی قیمت دس ۱۰ درم ہے تو قطع ہے اور اگر ٹکڑے کرنے کی وجہ سے قیمت گھٹ کر آدمی ہو گئی تو پوری قیمت کا ضمان لازم ہے اور قطع نہیں۔ (8)



(4) الدر المختار، کتاب السرقة، باب کیفیۃ القطع... إلخ، ج ۶، ص ۱۶۹، ۱۷۰۔

(5) الدر المختار، کتاب السرقة، باب کیفیۃ القطع... إلخ، ج ۶، ص ۱۷۰۔

(6) جس کو چیز ہبہ کر دی ہے اس نے۔

(7) الدر المختار، کتاب السرقة، باب کیفیۃ القطع... إلخ، ج ۶، ص ۱۷۵۔

(8) الدر المختار، کتاب السرقة، باب کیفیۃ القطع... إلخ، ج ۶، ص ۱۷۶۔

راہزنی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْبَضَ عَلَيْهِمْ فَاغْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٣﴾﴾ (1)

جو لوگ اللہ (عزوجل) و رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ قتل کر ڈالے جائیں یا انھیں سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مقابل کے کاٹ دیے جائیں یا جلاوطن کر دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے، مگر وہ کہ تمہارے قابو پانے سے قبل توبہ کر لیں تو جان لو کہ اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔



(1) پ ۲، المائدہ ۳۳، ۳۴۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ لاکھ میں عرینہ کے چند لوگ مدینہ طیبہ میں آ کر اسام لائے اور بیمار ہو گئے، ان کے رنگ زرد ہو گئے، پیٹ بڑھ گئے، حضور نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیا کریں، ایب کرنے سے وہ تندرست ہو گئے مگر تندرست ہو کر مر گئے اور پندرہ اونٹ لے کر وہ اپنے وطن کو چلتے ہو گئے، سید عام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طلب میں حضرت یسار کو بھیجا ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ایذا میں دیتے شہید کر ڈالا پھر جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گرفتار کر کے حاضر کئے گئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر احمدی)

احادیث

ابوداؤد امام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مرد مسلمان اس امر کی شہادت دے کہ اللہ (عزوجل) ایک ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں، اس کا خون حلال نہیں مگر تین وجہ سے، محسن ہو کر زنا کرے تو وہ رجم کیا جائے گا اور جو شخص اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (یعنی مسلمانوں) سے لڑنے کو نکلا تو وہ قتل کیا جائے گا یا اسے سولی دی جائے گی یا جلا وطن کر دیا جائے گا اور جو شخص کسی کو قتل کرے یا اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ (1) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(1) سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب احکم فیمن ارتد... الخ، الحدیث ۴۳۵۳، ج ۴، ص ۱۶۹۔

ڈاکو کو قتل کرنے کا حکم

ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میرا مال چھینے کے لئے آئے (تو میں کیا کروں)؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے اپنا مال نہ دے۔ اس نے عرض کی: اگر وہ مجھ سے قتال کرے؟ ارشاد فرمایا: تو تم بھی اس سے قتال کرو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ ارشاد فرمایا: تو تم شہید ہو گے۔ اس نے عرض کی: اگر میں اسے قتل کر دوں تو؟ ارشاد فرمایا: تو وہ جہنمی ہو گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من قصد اخذ مال... الخ، الحدیث: ۳۶۰، ص ۷۰۱)

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک شخص نے تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میرے مال کے معاملے میں مجھ پر ظلم کرے (تو میں کیا کروں)؟ ارشاد فرمایا: اسے اللہ غر و خن کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ انکار کر دے تو؟ ارشاد فرمایا: پھر اللہ غر و خن کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ نہ مانے تو؟ ارشاد فرمایا: پھر اللہ غر و خن کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر پھر بھی نہ مانے تو؟ ارشاد فرمایا: اس سے لڑو، اگر تم قتل ہو گئے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

(سنن النسائی، کتاب الحاربیہ، باب ما یفعل تعرض لمالہ، الحدیث ۴۰۸۷، ص ۲۳۵۵)

حضور نبی پاک، صاحب نواک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بشارت نشان ہے: جو اپنے مال کو بچاتے ہوئے قتل ہو گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان بچتے ہوئے قتل ہو گیا وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوا وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے گھر و لوگوں کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الحدود، باب ما جاء فیمن قتل دون مالہ فہو شہید، الحدیث: ۱۳۲۱، ص ۱۷۹۵)۔

کے زمانہ میں قبیلہ عکمل و عرینہ کے کچھ لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر سنگستان میں ڈلوادیا، وہیں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ (2)



پھر میں نے بعض متاخرین شافعی علمائے کرام رحمہم اللہ اسلام کو آخری گناہ کے کبیرہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے پایا یعنی وہ کہتے ہیں: اپنے مسلمان بھائی کو ڈراتے ہوئے لوہے یا کسی اسلحہ کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اور یہ میرے ذکر کردہ قول کے مطابق ہے۔

(2) صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب احوال الاصل... الخ، الحدیث ۲۳۳، ج ۱، ص ۱۰۰، والحدیث ۵۷۲، ج ۳، ص ۲۸.

احکام فقہیہ

مسئلہ ۱: راہزن جس کے لیے شریعت کی جانب سے سزا مقرر ہے، اُس میں چند شرطیں ہیں۔

- (۱) ان میں اتنی طاقت ہو کہ راہ گیر اُن کا مقابلہ نہ کر سکیں اب چاہے ہتھیار کے ساتھ ڈاکا ڈالا یا لاشی لے کر یا پتھر وغیرہ سے۔ (۲) بیرون شہر راہزنی کی ہو یا شہر میں رات کے وقت ہتھیار سے ڈاکا ڈالا۔ (۳) دارالاسلام میں ہو۔ (۴) چوری کے سب شرائط پائے جائیں۔ (۵) توبہ کرنے اور مال واپس کرنے سے پہلے بادشاہ اسلام نے اُن کو گرفتار کر لیا ہو۔ (۱)

مسئلہ ۲: ڈاکہ پڑا مگر جان و مال تلف (ضائع) نہ ہوا اور ڈاکو گرفتار ہو گیا تو تعزیراً اسے زد و کوب (مار پیٹ) کرنے کے بعد قید کریں یہاں تک کہ توبہ کر لے اور اُس کی حالت قابل اطمینان ہو جائے اب چھوڑ دیں اور فقط زبانی توبہ کافی نہیں، جب تک حالت درست نہ ہو نہ چھوڑیں اور اگر حالت درست نہ ہو تو قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے اور اگر مال لے لیا ہو تو اُس کا داہنا ہاتھ اور بائیں پیر کاٹیں۔ یوہیں اگر چند شخص ہوں اور مال اتنا ہے کہ ہر ایک کے حصہ میں دس درم یا اس قیمت کی چیز آئے تو سب کے ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ دیے جائیں اور اگر ڈاکوؤں نے مسلمان یا ذمی کو قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو قتل کیے جائیں اور اگر مال بھی لیا اور قتل بھی کیا ہو تو بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ (۱) ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر ڈالے یا (۲) سولی دیدے یا (۳) ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرے پھر اس کی لاش کو سولی پر چڑھا دے یا (۴) صرف قتل کر دے یا (۵) قتل کر کے سولی پر چڑھا دے یا (۶) فقط سولی دیدے۔ یہ چھ طریقے ہیں جو چاہے کرے اور اگر صرف سولی دینا چاہے تو اسے زندہ سولی پر چڑھا کر پیٹ میں نیزہ بھونک دیں (یعنی نیزہ ماریں) پھر جب مرجائے تو مرنے کے بعد تین دن تک اُس کا لاشہ سولی پر رہنے دیں پھر چھوڑ دیں کہ اس کے ورثہ دفن کر دیں اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ڈاکو کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ (۲)

مسئلہ ۳: ڈاکوؤں کے پاس اگر وہ مال موجود ہے تو بہر حال واپس دیا جائے اور نہیں ہے اور ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے یا قتل کر دیے گئے تو اب تادان نہیں۔ یوہیں جو اونھوں نے راگیروں کو زخمی کیا یا مار ڈالا ہے اسکا بھی کچھ

(۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السرقة، الباب الرابع فی قطاع الطريق، ج ۲، ص ۱۸۶۔

(۲) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السرقة، الباب الرابع فی قطاع الطريق، ج ۲، ص ۱۸۶۔

والدر المختار، کتاب السرقة، باب قطع الطريق، ج ۶، ص ۱۸۱، ۱۸۲۔

معاوضہ نہیں دلایا جائے گا۔ (3)

مسئلہ ۴: ڈاکوؤں میں سے صرف ایک نے قتل کیا یا مال لیا یا ڈرایا یا سب کچھ کیا تو اس صورت میں جو سزا ہوگی وہ صرف اسی ایک کی نہ ہوگی، بلکہ سب کو پوری سزا دی جائے۔ (4)

مسئلہ ۵: ڈاکوؤں نے قتل نہ کیا مگر مال لیا اور زخمی کیا تو ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اور زخم کا معاوضہ کچھ نہیں اور اگر فقط زخمی کیا مگر نہ مال لیا نہ قتل کیا یا قتل کیا اور مال لیا مگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی اور مال واپس دیدیا یا اون میں کوئی غیر مکلف یا گونگا ہو یا کسی راہگیر کا قریبی رشتہ دار ہو تو ان صورتوں میں حد نہیں۔ اور دلی مقتول اور قتل نہ کیا ہو تو خود وہ شخص جسے زخمی کیا یا جس کا مال لیا قصاص یا دیت یا تادان لے سکتا ہے یا معاف کر دے۔ (5)



(3) الدر المختار و رد المحتار، کتاب السرقة، باب قطع الطريق، ج ۶، ص ۱۸۳.

(4) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السرقة، الباب الرابع فی قضاہ الطريق، ج ۲، ص ۱۸۷.

(5) الدر المختار، کتاب السرقة، باب قطع الطريق، ج ۶، ص ۱۸۳.

کتاب السیر

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(أَذِّنْ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٢٠١﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفُتِنَتْ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصُلُوكٌ وَمَسْجِدٌ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢٠٢﴾) (1)

اون لوگوں کو جہاد کی اجازت دی گئی جن سے لوگ لڑتے ہیں اس وجہ سے کہ اذن پر ظلم کیا گیا اور بیشک اللہ (عزوجل) اذن کی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جن کو ناحق اذن کے گھروں سے نکالا گیا محض اس وجہ سے کہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ (عزوجل) ہے اور اگر اللہ (عزوجل) لوگوں کو ایک دوسرے سے دفع نہ کیا کرتا تو خانقاہیں اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ (عزوجل) کے نام کی کثرت سے یاد ہوتی ہے اور ضرور اللہ (عزوجل) اوس کی مدد کریگا جو اوس کے دین کی مدد کرتا ہے، بیشک اللہ (عزوجل) قوی غالب ہے۔

اور فرماتا ہے:

(وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾ وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿١٩١﴾ فَإِنْ اتَّهَمُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٩٢﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ

(1) پ ۱۷، ا ج ۳۹، ۴۰۔

اس آیت کے تحت مفسر شہر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ کفار مکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزمرہ ہاتھ اور زبان سے شدید ایذائیں دیتے اور آزار پہنچاتے رہتے تھے اور صحابہ حضور کے پاس اس حال میں پہنچتے تھے کہ کسی کا سر پھنا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے کسی کا پاؤں بندھا ہوا ہے روزمرہ اس قسم کی شکایتیں بارگاہ اقدس میں پہنچتی تھیں اور اصحاب کرام کفار کے مظالم کی حضور کے دربار میں فریادیں کرتے حضور یہ فرما دیا کرتے کہ میرا کدو مجھے ابھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا ہے جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ وہ پہلی آیت ہے جس میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

الَّذِينَ يَلْتَمِسُونَ اَنْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۱۹۳﴾ (۲)

اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو بیشک اللہ (عزوجل) زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور ایسوں کو جہاں پاؤ مارو اور جہاں سے انھوں نے تمہیں نکالا تم بھی نکال دو اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور اوں سے مسجد حرام کے پاس نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں۔ اگر وہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو۔ کافروں کی یہی سزا ہے اور اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے اور اوں سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین اللہ (عزوجل) کے لیے ہو جائے اور اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔

(۲) پ ۱۲، البقرہ ۱۹۰، ۱۹۳۔

اس آیت کے تحت مفسر شہر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ۶ھ میں حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا اس سال سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ سے بقصد عمرہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا اور اس پر صلح ہوئی کہ آپ سال آئندہ تشریف لائیں تو آپ کے لئے تین روز مکہ مکرمہ خالی کر دیا جائے گا چنانچہ اگلے سال ۷ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ قضا کے لئے تشریف لائے اب حضور کے ساتھ ایک ہزار چار سو کی جماعت تھی مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کفار دقائے عہد نہ کریں گے اور حرم مکہ میں شہر حرام یعنی ماہ ذی القعدہ میں جنگ کریں گے اور مسلمان بحالت احرام ہیں اس حالت میں جنگ کرنا گراں ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت سے ابتدائے اسلام تک نہ حرم میں جنگ جائز تھی نہ ماہ حرام میں نہ حالت احرام میں تو انہیں تردد ہوا کہ اس وقت جنگ کی اجازت ملتی ہے یا نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(مزید یہ کہ)

اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ جو کفار تم سے لڑیں یا جنگ کی ابتداء کریں تم ان سے دین کی حمایت اور اعزاز کے لئے لڑو یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ کیا گیا اور کفار سے قتال کرنا واجب ہوا خواہ وہ ابتداء کریں یا نہ کریں یا یہ معنی ہیں کہ جو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ ہت سارے ہی کفار میں ہے کیونکہ وہ سب دین کے مخالف اور مسلمانوں کے دشمن ہیں خواہ انہوں نے کسی وجہ سے جنگ نہ کی ہو لیکن موقع پانے پر پھوکنے والے نہیں، یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو کافر میدان میں تمہارے مقابل آئیں اور تم سے لڑنے والے ہوں ان سے لڑو اس صورت میں ضعیف بوزھے بچے مجنون اپانچ اندھے بیمار عورتیں وغیرہ جو جنگ کی قدرت نہیں رکھتے اس حکم میں داخل نہ ہوں گے ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔

(مزید یہ کہ)

جو جنگ کے قابل نہیں ان سے نہ لڑ دیا جن سے تم نے عہد کیا ہو یا بغیر دعوت کے جنگ نہ کرو کیونکہ طریقہ شرع یہ ہے کہ پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دی جائے اگر انکار کریں تو جزیہ طلب کیا جائے اس سے بھی منکر ہوں تب جنگ کی جائے اس معنی پر آیت کا حکم باقی ہے منسوخ نہیں۔ (تفسیر احمدی)

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ (عزوجل) کی راہ میں صبح کو جانا یا شام کو جانا دنیا و مافیہا (دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے) سے بہتر ہے۔ (1)

(1) صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الغدوة والروح فی سبیل اللہ... إلخ، الحدیث ۲۷۹۲، ج ۲، ص ۲۵۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ صبح سے دوپہر تک کا جانا غدوہ ہے اور دوپہر سے شام تک کا وقت جانا روح۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانا اس کی بہت صورتیں ہیں: جہاد کے لیے جانا، نماز کے لیے مسجد میں جانا، طلب علم دین کے لیے مدرسہ یا استاذ کے پاس جانا مراد ہے اسی لیے مصنف اسے باب الجہاد میں لائے۔

۲۔ کیونکہ دنیا اور دنیا کی نعمتیں فانی ہیں اس کا ثواب باقی۔ خیال رہے کہ دنیا کی چیز وہ ہے جس کا تعلق نفس سے ہو۔ نماز، روزہ، حج و عبادات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت وغیرہ عبادات دنیا میں تو ہیں مگر دنیا کی چیزیں نہیں تو ان کا تعلق قلب و روح سے ہے لہذا کوئی غازی اس صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتا جو ایک بار ایمان و خلاص کے ساتھ حضور کو دیکھے پھر فوت ہو جائے ہم جیسے کروڑوں مسلمانوں کی عمر بھر کی عبادت ایک آن کے دیدار یا پر صدقے و قربان لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۶۸۸)

فرض عین جہاد نہ کرنا

(یعنی اپنے ملک کی سرحدوں کو مضبوط نہ کرنا جس کی وجہ سے اس پر کفار کے غلبہ کا خوف رہے)

جہاد چھوڑنے کی مذمت میں آیات قرآنیہ

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُنْفُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (پ ۲، البقرة: ۱۹۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

آیت مبارکہ کی تفسیر

التَّهْلُكَةُ الْهَلَاكُ کے معنی میں مصدر ہے اور ان دونوں کے مابین کوئی فرق نہیں۔ بعض کے نزدیک التَّهْلُكَةُ سے مراد وہ بربادی ہے جس سے بچنا ممکن ہو اور الْهَلَاكُ کا معنی وہ تباہی ہے جس سے بچنا ممکن نہ ہو اور ایک قول یہ ہے کہ التَّهْلُكَةُ سے مراد مہلک چیز ہے اور بعض نے کہا کہ جو انسان کی آخرت خراب کرے۔

(المبایع فی علوم الکتاب لابن عادل الحسینی، البقرة، تحت الآیہ ۱۹۵، ج ۳، ص ۳۵۲) ←

الْإِنْفَاء بِالْإِيْدِي إِلَى الْفُلُكَةِ (یعنی اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا) اس کی تفسیر میں مفسرین کرام رحمہم اللہ السلام کا اختلاف ہے۔
(چند اقوال ذکر کئے جاتے ہیں:)

(۱) الْفُلُكَةُ سے مراد مال خرچ کرنا ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جمہور معتبرین کرام رحمہم اللہ السلام کا یہی قول ہے اور حضرت سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے بھی اسی کو اختیار کیا اور اس کے علاوہ کچھ اور ذکر کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ جہادی مہمات میں اپنے مال و اسباب خرچ نہ کریں اور دشمن ان پر غالب آکر انہیں ہلاک کر دے۔ گویا یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم دین دار شخص ہو تو اللہ عز و جل کی راہ میں خرچ کرو اور اگر دنیا دار ہو تو اپنے آپ سے ہلاکت اور نقصان دور کرنے میں خرچ کرو۔

(۲) اس سے مراد خرچ میں حد سے بڑھنا ہے کیونکہ کھانے، پینے اور پہننے کی شدید حاجت کے وقت تمام مال خرچ کر دینا ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔

(۳) اس سے مراد بغیر نفقہ کے جہاد کے لئے سفر کرنا ہے۔ ایک قوم نے ایسا ہی کیا پس وہ راستے میں ہی ہلاک ہو گئے۔

(۴) اس سے مراد نفقہ کے علاوہ چیز ہے۔ اس بنا پر کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہاد سے رُک جائیں اور اپنے آپ کو ہلاکت یعنی جہنم کے عذاب کے لئے پیش کر دیں۔

(۵) اس سے مراد یہ ہے کہ دشمن پر غلبہ کی امید کے بغیر جنگ میں بے خطر کود پڑے اور قتل ہو جائے کیونکہ اس طرح وہ خود کو ظلماً قتل کرنے والا شمار ہوگا۔ (المہاب فی علوم الکتاب لابن عادل الحسینی، البقرة، تحت الآیہ ۱۹۵، ج ۳، ص ۳۵۴، ملبہوا)

ترک جہاد کی تباہ کاری:

رسول اکرم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم یحییٰ عینہ کرو گے اور بیلوں کی دُمیں پکڑو گے اور کاشت کاری میں پڑ جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ عز و جل تم پر ذلت مسلط فرما دے گا اور اسے تم سے نہ نکالے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الا جارۃ، باب فی النہی عن المعیہ، الحدیث: ۳۴۶۲، ص ۱۴۸۱، رغبتہم بدلہ رضیتہم)

صفت منافقت پر مونت:

حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: جو بغیر جنگ کے مر گیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو نفاق کے حصے پر مرے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ذم من مات ولم یغزو..... الخ، الحدیث: ۴۹۳۱، ص ۱۰۱۹)

حضور نبی کریم، زہد و رفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: جس نے کوئی جہاد نہ کیا اور کسی غازی کو بھی تیار نہ کیا یا غازی کے گھروالوں کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری نہ کی تو اللہ عز و جل اسے روز محشر سے پہلے ہلا دینے والی مصیبت سے دو چار کرے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد، باب التغلیظ فی ترک الجہاد، الحدیث: ۲۷۶۲، ص ۲۶۴۳) ←

سرکارِ مدینہ، قرآنِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جہاد کی کسی نشانی کے بغیر جس کی موت واقع ہوئی وہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ سے نقصان کی حالت میں ملے گا۔ (جامع الترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل المرباط، الحدیث: ۱۶۶۶، ص ۱۸۲۲) پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس قوم نے جہاد چھوڑ دیا اللہ عزَّ وَّجَلَّ ان میں عذاب عام کر دیا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۸۳۹، ج ۳، ص ۵۱)

اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کا ثواب

قرآن مجید میں کئی مقامات پر جہاد کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

(1) وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشِيرُ إِلَىٰ نَفْسِهِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿207﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔ (پ 2، البقرة: 207)

(2) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿216﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (پ 2، البقرة: 216)

(3) وَمَن يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿74﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عظیم بہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔ (پ 5، النساء: 74)

(4) لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِّ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْمُحْسِلِينَ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿95﴾ دَرَجَتَيْنِ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿96﴾

ترجمہ کنزالایمان: برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھے والوں سے بڑا کیا اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ 5، النساء: 95، 96)

(5) الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿20﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴿21﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿22﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے ان کا رب انہیں خوشی سنا تا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ (پ 10، التوبہ: 20، 22)

(6) إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَغَدَا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿111﴾

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ تو ریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون تو خوشیاں من و اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (پ 11، التوبہ: 111)

(7) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿15﴾

ترجمہ کنزالایمان: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔ (پ 26، الحجرات: 15)

(8) إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُم بُنْيَانٌ مَرْصُوعٌ ﴿4﴾

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا (مف) باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی (سیسہ پلائی دیوار)۔ (28، القف: 4)

(9) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿10﴾ تَوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿11﴾ يَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿12﴾ وَأُخْرَى يُجِبُوتَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿13﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! کیا میں بتا دوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں جو بننے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوب مسلمانوں کو خوشی ستادو۔ (پ 28، القف: 10-13)

اس بارے میں احادیث مبارکہ:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابراہیمؑ، رُحْمَہُ لِلْعٰلَمِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا، اللہ عزوجل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا، پھر کون سا؟ فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا، پھر کون سا؟ فرمایا، حج مبرور۔

(بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم ۱۵۱۹، ج ۱، ص ۵۱۲)

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟
فرمایا، اللہ عزوجل پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال، رقم ۸۴، ص ۵۷)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے مقرر، سلطان مقرر و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ لوگوں میں سے سب سے اچھا مرتبہ کس کا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا، اس شخص کا جو اپنے گھوڑے کو راہِ خدا عزوجل میں سر سے پکڑ کر لے جائے پھر مر جائے یا شہید کر دیا جائے۔ پھر فرمایا، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اس کے بعد کس کا مرتبہ ہے؟ ہم نے عرض کیا، ضرور بتائیے۔ فرمایا، اس شخص کا جو لوگوں سے کنارہ کش ہو کر کسی گھاٹی میں نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور لوگوں کے شر سے بچتا رہے۔ پھر فرمایا، کیا میں تمہیں شریر ترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا، جس سے اللہ عزوجل کا واسطہ دیکر مانگا جائے اور وہ عطا نہ کرے۔ (نسائی، کتاب الزکاۃ، باب من یسال باللہ ولا یصلی بہ، ج ۵، ص ۸۳)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال مثل اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا، سب سے افضل آدمی کون ہے؟ فرمایا، وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ذریعے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرے۔ عرض کیا گیا، پھر کون افضل ہے؟ فرمایا، وہ مومن جو کسی گھائی میں اللہ عز و جل کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والرباط، رقم ۱۸۸۸، ص ۱۰۴)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ کمال ترین مومن کون ہے؟ فرمایا، وہ جو اپنی جان اور ماس کے ذریعے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرے۔

(المسند رک، کتاب الجہاد، باب ای المؤمنین اکمل ایماناً، رقم ۶۳۳۷، ج ۶، ص ۳۸۷)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم انجمنین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سرانج السالکین، ←

محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے افضل عمل وہ ایمان ہے جس میں شک نہ ہو اور وہ جہاد ہے جس میں بددیانتی اور خیانت نہ ہو اور حج مبرور ہے۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۳۵۷۸، ج ۷، ص ۵۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، نحر بن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب اعزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ عزوجل نے جنت میں راہ خدا عزوجل میں جہاد کرنے والوں کے لئے سو درجے تیار کئے ہیں جن میں سے ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے۔

(بخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاہدین الخ، رقم ۲۷۹۰، ج ۲، ص ۲۵۰)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے نرّوڑ، دو جہاں کے تاجور، سلطان نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ عزوجل کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ تو حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیران ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے یہ کلمات دہرائیے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہی جملہ دہرایا، پھر فرمایا، اور دوسری چیز جس کی وجہ سے اللہ عزوجل بندے کے سو درجات بلند فرماتا ہے جن میں سے ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنی مسافت ہے۔ حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سی چیز ہے؟ فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ما اعد اللہ للمجاہدین الخ، رقم ۱۸۸۳، ص ۱۰۴۵)

حضرت سیدنا سحاذ بن جبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، خوب! بہت خوب! بیشک تم نے ایک عظیم چیز کے بارے میں سوال کیا ہے، بیشک تم نے ایک عظیم چیز کے بارے میں سوال کیا ہے، بیشک تم نے ایک عظیم چیز کے بارے میں سوال کیا ہے اور یہ کام اسی شخص کے لئے آسان ہے جس کے ساتھ اللہ عزوجل بھلائی کا ارادہ فرمائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مرتے دم تک اللہ عزوجل اور آخرت پر ایمان رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ایک اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

پھر فرمایا، اے سحاذ! اگر تم چاہو تو میں تمہیں ہر چیز کی اصل اور اس کے ستون اور کوہان کی بلندی کے بارے میں بتاؤں۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ضرور بتائیے۔ فرمایا، بے شک ہر چیز کی اصل یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس دین کا ستون نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور اس کے کوہان اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ نماز قائم کرنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں اور اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، ۔

وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں تو جب اس پر ایمان کرنے لگیں گے تو اپنی جانوں اور اپنے اموال کو بھالیں گے سوائے کسی حق کے، اور ان کا حساب اللہ عزوجل کے لئے ہے۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے وسیعہ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے فرض نماز کے بعد کوئی عمل جہاد سے بڑھ کر نہیں، جس میں آخرت کے درجات کی طلب کرتے ہوئے کسی شخص کے چہرے کا رنگ بدل جائے یا قدم گرد آلود ہو جائیں اور راہ خدا عزوجل میں دیئے جانے والے جانور یا راہ خدا عزوجل میں سواری کے لئے دیئے جانے والے جانور سے زیادہ وزنی عمل بندے کی میزان میں کوئی نہیں ہوگا۔ (مسند احمد، حدیث معاذ بن جبل، رقم ۲۲۱۸۳، ج ۸، ص ۲۶۲)

حضرت سیدنا ابوالمنہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اسلام کے کوہان کی بلندی راہ خدا عزوجل میں جہاد کرنا ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۸۸۵، ج ۸، ص ۲۲۳)

حضرت سیدنا عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا، ایسا ایمان جس میں شک نہ ہو اور ایسا جہاد جس میں ہر دیناقتی نہ ہو اور حج مبرور۔ عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا، تنگدست کا صدقہ۔ پھر عرض کیا گیا، کون سی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا، اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے ہجرت کرنا۔ عرض کیا گیا، کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا، اس شخص کا جس نے اپنی جان و مال سے مشرکین کے خلاف جہاد کیا۔ پھر عرض کیا گیا، کون سا مقتول عظمت والا ہے؟ فرمایا، جس کا خون بہایا جائے اور نالگیں کاٹ دی جائیں۔

(نسائی، کتاب الزکاة، باب حمد المقتل، ج ۵، ص ۵۸)

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باصط نودلی سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کیا کرو کیونکہ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس کے ذریعے اللہ عزوجل رنج و غم سے نجات عطا فرماتا ہے۔

(مسند احمد، حدیث عبادہ بن صامت، رقم ۲۲۷۳۳، ج ۸، ص ۳۹۵)

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں کفیل ہوں (یعنی ضامن ہوں) اس کے لئے جو مجھ پر ایمان لائے، میری اطاعت کرے اور ہجرت کرے تو میں اسے جنت کے کنارے اور وسط میں ایک مکان کی ضمانت دیتا ہوں اور اس کا کفیل ہوں جو مجھ پر ایمان لائے اور اطاعت کرے اور جہاد کرے، میں سے جنت کے وسط اور جنت کے اعلیٰ مقام کے ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں۔ پھر فرمایا، جس نے ایسا کیا اس نے خیر کے لئے کوئی کسر نہ، ٹھارکھی اور شر سے بچنے کا کوئی موقع نہ گنویا، اب وہ جہاں مرنا چاہے مرجائے۔

(نسائی، کتاب الجہاد، باب ما لمن اسلم و حاجر و جاهد، ج ۶، ص ۲۱)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

فرمایا، ایک حج ادا کرنا چالیس غزوات میں شریک ہونے سے بہتر ہے اور ایک غزوہ چالیس (نظری) حج ادا کرنے سے بہتر ہے اور جس نے حجۃ الاسلام (یعنی فرض حج) ادا کر لیا تو غزوہ میں شریک ہونا اس کے لئے چالیس حج ادا کرنے سے بہتر ہے اور فرض حج ادا کرنا چالیس جنگوں میں شریک ہونے سے بہتر ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد، رقم ۹۳۳۰، ج ۵، ص ۵۰۸)

ایک روایت میں ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سید المہلبغین، رضی اللہ تعالیٰ عنہما، سے حج کے لئے اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو ایک مرتبہ حج کر چکا ہے اس کے لئے ایک غزوہ میں شریک ہونا چالیس حج ادا کرنے سے بہتر ہے۔ (مراسل ابی داؤد مع سنن ابی داؤد، باب ما جاء فی الدواب، ص ۱۴)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے محبوب، منزلاً عن محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے حج ادا نہیں کیا اس کیلئے حج ادا کرنا دس غزوات میں شریک ہونے سے بہتر ہے اور جو حج ادا کر چکا اس کیلئے ایک غزوہ میں شریک ہونا دس حج کرنے سے بہتر ہے۔ (طبرانی اوسط، من اسہ بکر، رقم ۳۱۴۴، ج ۲، ص ۲۴۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان مہر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کون سا عمل راہ خدا عزوجل میں جہاد کے برابر ہے؟ فرمایا، تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ جب دو یا تین مرتبہ یہی عرض کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا کہ تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ پھر فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال واپس لوٹنے تک اس روزہ دار اور رات کو قیام میں اللہ عزوجل کی آیتیں پڑھنے والے کی طرح ہے جو روزے اور نماز میں کوتاہی نہیں کرتا۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ، رقم ۱۸۷۸، ص ۱۰۴۴)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، مجھے ایسا عمل بتائیے جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہو۔ فرمایا، ایسا کوئی عمل نہیں۔ پھر فرمایا، کیا تم اس کی استطاعت رکھتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تم مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کرو اور اس میں سستی نہ کرو اور روزہ رکھو مگر افطار نہ کرو (یعنی کوئی روزہ نہ چھوڑو)۔ اس نے عرض کیا، کون اس کی طاقت رکھ سکتا ہے؟

(بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الجہاد والسیر، رقم ۲۷۸۵، ج ۲، ص ۲۴۹)

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال (اور اللہ عزوجل اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے) دن کو روزہ رکھنے اور رات کو خشوع کے ساتھ قیام، رکوع اور سجود کرنے والے کی طرح ہے۔

(نسائی، کتاب الجہاد، باب مثل الجہاد فی سبیل اللہ عزوجل، ج ۶، ص ۱۸)

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ خوش خصال، حکیم حسن و جمال،، دافع رنج و ظلال، صاحب مجرود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، راہ خدا عزوجل میں جہاد کرنے والے کی مثال اس کے

واپس آنے تک دن میں روزہ رکھنے اور رات میں قیام کرنے والے کی ہی ہے، وہ جب بھی واپس آئے۔

(مسند احمد، حدیث نعمان بن بشیر، رقم ۱۸۲۹، ج ۶، ص ۳۸۳)

حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زوجہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے شوہر جہاد کے لئے چلے گئے حالانکہ میں نماز اور دیگر اعمال میں ان کی پیروی کیا کرتی تھی، لہذا مجھے ایسا عمل بتائیے جو میں ان کی واپسی تک کرتی رہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا تم اس کی استطاعت رکھتی ہو کہ اس کے لوٹنے تک مسلسل نماز ادا کرتی رہو اور اس میں سستی نہ کرو، روزے رکھتی رہو اور افطار نہ کرو (یعنی کوئی روزہ نہ چھوڑو) اور اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول رہو اور اس میں سستی نہ کرو۔ تو اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ فرمایا، اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تمہیں اس کی طاقت مل بھی جائے پھر بھی تم اس کے قتل کے عشر مشیر کو نہیں پہنچ سکتی۔ (مسند احمد، حدیث معاذ بن انس، الجعفی، رقم ۱۵۶۳۳، ج ۵، ص ۳۱۲)

حضرت سیدنا ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک جنت کے دروازے تلواریں کے سائے میں ہیں۔ تو ایک خستہ حال بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا، اے ابوموسیٰ! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ تو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا، تم پر سلامتی ہو۔ اور اپنی تلوار کی میان توڑ کر پھینک دی۔ اس کے بعد تلوار لے کر دشمن پر حملہ آور ہوا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشفیع، رقم ۱۹۰۲، ص ۱۰۵۳)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بدر کی جانب روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ جب مشرکین وہاں پہنچے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے۔ تو حضرت سیدنا عکرم بن خنم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ایک جنت کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے؟ فرمایا، ہاں۔ وہ کہنے لگے، خوب بہت خوب۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم نے بہت خوب کیوں کہا؟ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا عزوجل کی قسم! ایسی کوئی بات نہیں میں نے تو یہ بات صرف اس امید پر کہی کہ میں بھی جنت کا حق دار ہو جاؤں۔

آپ نے ارشاد فرمایا، یقیناً تم جنت کے حق دار ہو۔ یہ سن کر انہوں نے اپنے توشہ دان سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے پھر کہا، اگر میں بنی کھجوریں کھانے میں مشغول رہا تو میری زندگی طویل ہو جائے۔ اور اپنی کھجوریں پھینک کر مشرکین سے مقابلہ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشفیع، رقم ۱۹۰۱، ص ۱۰۵۳)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والاخبار ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے

مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میری راہ میں جہاد کرنے والا میری ضمانت میں ہے، اگر میں نے اس کی روح قبض کر لی تو اسے جنت میں پہنچا دوں گا اور اگر اسے واپس لوٹا یا تو ثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا۔

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الجہاد، رقم ۱۶۲۶، ج ۳، ص ۲۳۱)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والا اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہے اور مریض کی عیادت کرنے والا اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہے اور مسجد کی طرف جانے والا یا مسجد سے لوٹنے والا اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہے اور حاکم اسلام کے پاس اس کی عزت اور اعانت کرنے کیلئے آنے والا اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہے اور اپنے گھر میں بیٹھ کر کسی کی غیبت نہ کرنے والا اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہے۔ (الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، رقم ۳۷۳، ج ۱، ص ۲۹۵)

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ سینہ، باعثِ ثوابِ سکینہ، فیضِ سنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس نے راہِ خدا عزوجل میں اونٹنی کو دو مرتبہ دوہنے کے درمیانی وقت کے برابر جہاد کیا اللہ عزوجل اس کے چہرے پر جہنم کو حرام فرمادے گا۔ (مسند احمد، حدیث عمرو بن عبسہ، رقم ۱۹۴۶۱، ج ۷، ص ۱۱۴)

راہِ خدا عزوجل میں زخمی ہونے والے کا ثواب

حضرت سیدنا ابوالنعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوشِ بخت، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و غل، صاحبِ مجدد و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی شے دو قطروں اور دو قدموں سے زیادہ پسندیدہ نہیں، وہ دو قطرے جو پسندیدہ ہیں (۱) اللہ کے خوف سے بننے والے آنسو کا قطرہ اور (۲) راہِ خدا عزوجل میں بہائے جانے والے خون کا قطرہ اور وہ دو قدم جو اللہ عزوجل کے پسندیدہ ہیں ان میں سے ایک اللہ عزوجل کی راہ میں چلنے والے قدم اور دوسرا اللہ عزوجل کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی کے لئے چلنے والا قدم ہے۔ (ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل المرباط، رقم ۱۶۷۵، ج ۳، ص ۲۵۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتمِ انبیاء، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ، شفیعُ المذنبین، امین الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربِّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صرف اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ عزوجل اس کا ضامن ہوتا ہے کہ اسے میری راہ میں جہاد کے جذبے، مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نے نکالا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل اسے ضمانت دیتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا یا اسے اس کے حاصل کردہ ثواب یا غنیمت کے ساتھ اس کے گھر واپس لوٹائے گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذاتِ پاک کی قسم، جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! جب راہِ خدا عزوجل میں لگنے والے زخم کو قیامت کے دن لایا جائے گا تو اس کا رنگ خون جیسا اور بو مشک جیسی ہوگی اور اس ذاتِ پاک کی قسم

جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اگر مجھے مسلمانوں کے مشقت میں پڑ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں راہ خدا عزوجل میں لڑی جانے والی ایک جنگ کے بعد دوسری سے ہرگز نہ بیٹھتا مگر میں وسعت نہیں پاتا کہ انہیں اس بات پر آمادہ کروں اور نہ ہی وہ اس کی وسعت پاتے ہیں اور مجھ سے پیچھے رہ جانا بھی انہیں گراں گزرتا ہے، اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، میں چاہتا ہوں کہ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں پھر جہاد کروں پھر جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ، رقم ۱۸۷۶، ج ۱، ص ۱۰۴۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، نثرین جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، راہ خدا عزوجل میں زخمی ہونے والا قیامت کے دن آئے گا تو اس کے زخموں سے سرخ خون بہہ رہا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

(بخاری، کتاب الذبائح، باب المسک، رقم ۵۵۳۳، ج ۳، ص ۵۶۶)

ایک روایت میں ہے کہ ہر وہ زخم جو اللہ عزوجل کی راہ میں لگے قیامت کے دن تک تازہ رہے گا، اس سے سرخ رنگ کا خون بہتا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ، رقم ۱۸۷۶، ج ۱، ص ۱۰۴۲)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بخرو بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے راہ خدا عزوجل میں ایک زخم لگے وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کی بو مشک کی سی اور اس کا رنگ زعفران جیسا ہوگا، اس پر شہداء کی مہر لگی ہوگی اور جو شخص اخلاص کے ساتھ اللہ عزوجل سے مرتبہ شہادت طلب کریگا اللہ عزوجل اسے شہادت کا ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ اس کا انتقال اپنے بستر پر ہوا ہو۔

(الاحسان بتریب ابن حبان، باب ذکر الجناز، فصل فی الشہید، رقم ۳۱۸۱، ج ۵، ص ۷۷)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار والا اعتبار، ہم بے کسوں کے مددگار، فطیع روزگار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بوٹی کو دو مرتبہ دوہنے کے درمیانی وقت کے برابر راہ خدا عزوجل میں جہاد کرتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جسے راہ خدا عزوجل میں ایک زخم لگے یا کوئی ایک مصیبت پہنچے وہ زخم قیامت کے دن اس طرح ہوگا کہ اس کا رنگ زعفران کا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی سبیل اللہ، رقم ۱۶۶۲، ج ۳، ص ۲۳۷)

گزشتہ صفحات میں حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ گزر چکی ہے کہ جسے اللہ عزوجل کی راہ میں کوئی زخم لگے اس پر شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے جو اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی اور اس (مہر) کا رنگ زعفران جیسا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی اور اس (مہر) کی وجہ سے اسے اولین و آخرین پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ قلاں پر شہداء کی مہر لگی ہوئی ہے۔

کافر کو قتل کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آگائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے مآبجہ، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کافر اور اس کا (مسلمان) قاتل بھی جہنم میں جمع نہ ہوں گے۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل کافر اثم سدد، رقم ۱۸۹۱، ص ۱۰۳۹)

ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں ایسے دو شخص جمع نہ ہو سکتے جن میں سے ایک شخص دوسرے کو نقصان پہنچا سکے، وہ مسلمان جس نے کسی کافر کو قتل کیا پھر تنگی پر قائم رہا اور کسی بندے کے پیٹ میں راہِ خدا عزوجل کا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور بندے کے دل میں ایمان اور بغل جمع نہیں ہو سکتے۔ ایک روایت میں ہے کہ بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔

(المسند رک، کتاب الجہاد، باب ای المؤمنین اکمل ایمان، رقم ۲۳۳، ج ۲، ص ۳۸۹)

راہِ خدا عزوجل میں شہید ہونے کا ثواب

قرآن پاک میں کثیر مقامات پر شہداء کی فضیلت بیان کی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

(1) وَلَا تَقُولُوا لِلَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَمْوَاتٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿154﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (پ 2، البقرة: 154)

(2) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَمْوَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿169﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ

فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿170﴾ يَسْتَبْشِرُونَ

بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿171﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں

شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منارہے ہیں اپنے پچھلوں کی جوابی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے

اور نہ کچھ غم خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔ (پ 4، آل عمران: 169، 170، 171)

(3) قَالِ الَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُذْكُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَاتِلُوا أَلَا كَفَرْتُمْ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَ لَهُمْ

جَنَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ تَوَاتَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿195﴾

ترجمہ کنز الایمان: تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں

ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے

پاس اچھا ثواب ہے۔ (پ 4، آل عمران: 195)

(4) وَالَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿4﴾ سَيُجْزِيهِمْ وَيُضْلِحُّ بِأَلْهِمْ ﴿5﴾ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

عَزَّوَجَلَّ اللَّهُ (66)

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا جلد انہیں راہ دے گا اور ان کا کام بنادے گا اور انہیں جنت میں لے جائے گا انہیں اس کی پہچان کراہی ہے۔ (پ 26، مج 4: 64)

اس بارے میں احادیث و مقدمات:

حضرت سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر ایک درخت کے اوپر چڑھ گئے اور مجھے ایک بہت خوبصورت اور فضیلت والے گھر میں داخل کر دیا، میں نے اس جیسا گھر کبھی نہیں دیکھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔

(بخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۹۱، ج ۲، ص ۲۵۱)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! سب سے افضل جہاد کون سا ہے؟ فرمایا، جس میں تیری ٹانگیں کاٹ دی جائیں اور تیرا خون بہا دیا جائے

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۴۶۲۰، ج ۷، ص ۷۴)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے زیادہ جو در کرم والے کے بارے میں خبر نہ دوں؟ (پھر فرمایا)، اللہ عزوجل سب سے زیادہ جو در کرم والا ہے اور میں اولادِ آدم علیہ السلام میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جو علم حاصل کرے پھر اپنے علم کو پھیلائے، اسے قیامت کے دن ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا اور دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ عزوجل کی رضا کے حصول کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا جائے۔ (ابویعلیٰ، مسند انس بن مالک، رقم ۲۷۸۲، ج ۳، ص ۱۶)

حضرت سیدنا راشد بن سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا وجہ ہے کہ قبر میں سب مسلمانوں کا امتحان ہوتا ہے لیکن شہید کا نہیں ہوتا؟ ارشاد فرمایا، اس کے سر پر تلواریں کی بجلی گرنے لگی اس کے امتحان کے لئے کافی ہے۔ (نسائی، کتاب الجنائز، باب الشہید، ج ۴، ص ۹۹)

حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید المرسلین، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ سَلَّمَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے۔ اسی دوران ایک شخص نماز کیلئے آیا اور صف میں پہنچ کر کہنے لگا، اے اللہ عزوجل! تو اپنے نیک بندوں کو جو سب سے افضل شے عطا فرماتا ہے مجھے بھی عطا فرما۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل فرمائی تو دریافت فرمایا، ابھی کس نے کلام کیا تھا؟ اس شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر تو تمہاری ٹانگیں کاٹ دی جائیں گی اور تمہیں شہید کر دیا جائے گا (یعنی

یہی افضل شے ہے)۔ (المسند رک، کتاب الجہاد، باب قتلۃ کثروۃ، رقم ۲۴۳۹، ج ۲، ص ۳۹۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے محبوب، منزہ عن الخیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، شہید کو قتل ہوتے وقت اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چنگی کی تکلیف ہوتی ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل المرباط، رقم ۱۶۷۳، ج ۳، ص ۲۵۲)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جنت میں داخل ہونے کے بعد شہید کے سوا کوئی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اسے دنیا میں لوٹا یا جائے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو دنیا میں کیا جاتا تھا مگر شہید شہادت کی فضیلت اور کرامت دیکھتے ہوئے تمنا کرتا ہے کہ اسے دنیا میں لوٹا یا جائے اور اسے دس مرتبہ قتل کیا جائے۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب تمنی الجہاد الخ، رقم ۲۸۱۷، ج ۲، ص ۲۵۹)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و دلال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے دل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا، تو نے اپنے مسکن کو کیسا پایا؟ وہ عرض کریگا، سب سے بہتر۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کچھ اور مانگ، کوئی اور تمنا کر۔ تو وہ عرض کریگا، میں کیا مانگوں اور کس چیز کی تمنا کروں؟ پھر وہ شہادت کی فضیلت دیکھتے ہوئے عرض کریگا، بس! میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ مجھے حیرتِ راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جائے۔

(المستدرک، کتاب الجہاد، باب الجہاد یدہب اللہ بہ اللحم واللحم، رقم ۲۴۵۲، ج ۲، ص ۳۹۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتمِ انبیاء، شہنشاہِ نبوت، خزانِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ عزوجل پر ایمان لانا سب سے افضل عمل ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے راہِ خدا عزوجل میں قتل کر دیا جائے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! اگر تمہیں اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کر دیا جائے جبکہ تم اس پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے مہر کرو اور لڑائی کے دوران پیش قدمی کرو اور میدانِ جہاد سے فرار اختیار نہ کرو۔

حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، خزانِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ عزوجل پر ایمان لانا سب سے افضل عمل ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے راہِ خدا عزوجل میں قتل کر دیا جائے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! اگر تمہیں اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کر دیا جائے جبکہ تم اس پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے مہر کرو اور لڑائی کے دوران پیش قدمی کرو اور میدانِ جہاد سے فرار اختیار نہ کرو۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا، ابھی تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا، اگر مجھے راہِ خدا عزوجل میں قتل کر دیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے کہ میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! —

اگر تم اس پر صبر کرو اور میدان جہاد سے فرار اختیار نہ کرو تو قرض کے علاوہ تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، مجھے جبرائیل علیہ السلام نے یہی بتایا ہے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ الخ، رقم ۱۸۸۵، ص ۱۰۴۶)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزاوردو جہاں کے تاجدار، سلطان عمرو بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ الخ، رقم ۱۸۸۶، ص ۱۰۴۶)

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص لوہے کا لباس پہن کر سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیق روزگار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد کروں یا مسلمان ہو جاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، پہلے مسلمان ہو جاؤ پھر جہاد کرو۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا پھر جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس نے عمل کم کیا اور ثواب زیادہ لے گیا۔

(بخاری، کتاب الجہاد، باب عمل صالح قبل القتال، رقم ۲۸۰۸، ج ۲، ص ۲۵۶)

حضرت سیدنا حذاد بن ہاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور آپ کی پیروی کی، پھر عرض کیا، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا چاہتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ان کے بارے میں تاکید فرمادی۔ جب ایک جگہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مالی غنیمت حاصل ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تقسیم فرمایا اور اس اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ کا حصہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دے دیا، وہ اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب صحابہ علیہم الرضوان نے ان کا حصہ انہیں دیا تو انہوں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا، یہ تمہارا حصہ ہے، جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔ وہ اعرابی اس مال کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیا ہے؟ فرمایا، یہ میری تقسیم میں سے تمہارا حصہ ہے۔ اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! میں نے اس مال کے حصول کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہیں کی بلکہ میں نے تو اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی ہے تاکہ مجھے یہاں تیرے گھر اور میں مرکز جنت میں داخل ہو جاؤں۔ اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر تم سچے ہو تو اللہ عزوجل تمہاری یہ خواہش ضرور پوری فرمائے گا۔ پھر کچھ عرصہ بعد جب دشمنوں کے ساتھ معرکہ ہوا تو اس صحابی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا، انہیں اسی مقام پر تیر لگا تھا جس جگہ کا انہوں نے اشارہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا یہ وہی ہے؟ عرض کیا، جی ہاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس نے اللہ عزوجل کو سچا جانا تو اللہ عزوجل نے اس کی بات پوری فرمادی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے جبہ مبارکہ میں کفن دیا اور ان کا جنازہ پڑھایا اور یہ وہی صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی گئی: اَللّٰهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مِنْهَا جِرًا فِي سَبِيلِكَ فَقَتِلْ شَهِيدًا اَكَا شَهِيدًا عَلٰى ذٰلِكَ

(نسائی، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشہداء، ج ۴، ص ۶۰)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر غزوہ بدر میں حاضر نہ ہو سکے پھر انہوں نے شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث قبول سکینہ، فیض مجتہبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ جو پہلا جہاد فرمایا تھا میں اس میں حاضر نہ ہو سکا تھا، اگر اللہ عزوجل نے مجھے مشرکین کے ساتھ جہاد کا موقع دیا تو اللہ عزوجل دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔

پھر جب غزوہ احد کا موقع آیا اور مسلمان بھاگنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اے اللہ عزوجل! میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل پر معذرت خواہ ہوں اور مشرکین کے عمل سے براءت چاہتا ہوں۔ پھر آگے تشریف لے گئے تو حضرت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے فرمایا اے سعد بن معاذ! نعر کے رب کی قسم! میں جنت کی خوشبو احد کے قریب محسوس کر رہا ہوں حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو کچھ انہوں نے کیا میں اس کی حاجت نہیں رکھتا۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے جسم پر اسی سے زائد تلوار یا نیزہ یا تیر کے زخم پائے وہ شہید ہو چکے تھے اور مشرکین نے ان کا منظرہ کر دیا تھا (یعنی ان کا چہرہ بگاڑ دیا تھا) انہیں ان کی بہن کے علاوہ کوئی نہ پہچان سکا ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کے پوروں سے انہیں پہچانا تھا، ہمارا خیال ہے کہ یہ آیت مبارکہ انہی کے بارے میں نازل ہوئی: **وَمِنْ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا لِللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَوْتُهُمْ قَوْلٌ مِّنْ قَوْلِىٰ قَطْعِيْ نَحْمَهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّتَنَظَّرُ وَمَا يَدُلُّوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾** ترجمہ کفر الیمان: وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔ (پ ۲۱، الاحزاب: ۲۳)

(بخاری، کتاب الجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ، ج ۲، ص ۲۵۵)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب نولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفر بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک فرشتے کی صورت میں جنت میں اڑتے ہوئے دیکھا، ان کے دو پر تھے جن کے ذریعے وہ جہاں چاہتے، زکریا پہنچ جاتے اور ان کی ٹانگیں خون سے لٹھری ہوئی تھیں۔ (طبرانی کبیر، رقم ۱۳۶۷، ج ۲، ص ۱۰۷)

وضاحت:

غزوہ موتہ کے موقع پر سید المہلغین، رخصۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سالار مقرر فرما کر ارشاد فرمایا تھا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ تمہارے سالار ہونگے اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ

شہید ہو گئے تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تمہارے سالار بنیں گے۔ جنگ شروع ہوئی تو زید رضی اللہ عنہ نے علم (جھنڈے) کو تھام لیا جب وہ شہید ہو گئے تو حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے دائیں ہاتھ سے علم کو تھاما، جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ سے علم پکڑ لیا، وہ ہاتھ بھی کٹ گیا تو پھر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب ہم نے حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو انہیں مقتولین میں پایا۔ ان کے جسم پر تلوار اور تیر کے نوے (۹۰) بے زائد زخم تھے۔ اللہ عزوجل نے شہداء کی طرح انہیں زندہ اور رزق دیئے جانے والے لوگوں میں شامل فرمایا اور مزید جزا یہ عطا فرمائی کہ ان کے ہاتھوں کو پروں میں تبدیل فرما دیا جسکے ذریعے وہ جہاں چاہتے ہیں اڑ کر پہنچ جاتے ہیں اور رجنٹ کے پھلوں سے جو چاہتے ہیں کھا لیتے ہیں اسی لئے انہیں طیار (یعنی اڑنے والا) کہا جاتا ہے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو سلام کرتے تو اس طرح سلام کرتے، اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ يَا بَنَیْ ذِی الْجَنَّةِ جُلُن۔ ترجمہ اے دو پروں والے باپ کے بیٹے! تم پر سلامتی ہو۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دائائے غیوب، منزہ عن الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے عبد اللہ! تم خوش نصیب ہو کہ تمہارے والد فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتے ہیں۔

(مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم ۱۵۳۹۸، ج ۹، ص ۳۳۳)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب کا مسئلہ کر دیا گیا تھا (یعنی چہرہ بگاڑ دیا گیا تھا)، جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لا کر آپ کے سامنے رکھا گیا تو میں نے ان کے چہرے سے چادر ہٹانا چاہی مگر میری قوم نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کے چلانے کی آواز سنی، آپ سے عرض کیا گیا، یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ کیوں رو رہی ہے؟ یا یہ فرمایا کہ اسے نہیں روونا چاہیے کیونکہ فرشتے ان پر مسلسل اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب قتل الملائکۃ علی الشہید، رقم ۲۸۱۶، ج ۲، ص ۲۵۸)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ (یعنی میرے والد) غزوہ احد کے دن شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، اے جابر! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ عزوجل نے تمہارے باپ سے کیا فرمایا ہے؟ میں نے عرض کیا، ضرور بتائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، جب اللہ عزوجل کسی سے کلام فرماتا ہے تو حجاب کے پیچھے سے کلام فرماتا ہے مگر اس نے تمہارے والد سے بغیر کسی حجاب و ترجمان کے ہم کلام ہو کر فرمایا، اے عبد اللہ! مجھ سے مانگ میں تجھے عطا فرماؤں گا۔ تو تمہارے والد نے عرض کیا، یا رب عزوجل! مجھے دوبارہ زندگی عطا فرماتا کہ میں تیری راہ میں دوسری مرتبہ قتل کیا جاؤں۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میرا یہ

فیصلہ ہے اَتْلَهُمُ الْيَتَامَا لَا يُزْجَعُونَ ﴿۳۹﴾ ترجمہ کنز الایمان: انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ (پ ۲۰، القصص: ۳۹)

پھر اس نے عرض کیا، مجھ سے پیچھے رہ جانے والوں تک یہ بات پہنچادے۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿۱۶۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(پ 4، آل عمران: 169) (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ، رقم ۲۸۰۰، ج ۳، ص ۳۶۱)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حارث بن عرقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام ربیع بنت نضار رضی اللہ عنہا خاتمہ انہر سلعین، زخیمہ، لفسین، فطیحہ المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق دامن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیں گے؟ (وہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے) کہ اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کر لوں گی اور اگر کہیں اور ہیں تو میں ان کی حالت پر خوب روؤں گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ابے حارثہ کی ماں! وہ جنت میں ایک سرسبز و شاداب باغ میں ہے اور فردوس اعلیٰ میں پہنچ گیا ہے۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب من اتاہم عرب فقتلہ، رقم ۲۸۰۹، ج ۲، ص ۲۵۶)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، خزانہ جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، حسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کچھ لوگوں کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ ہمیں قرآن و سنت سکھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انصار میں سے ستر (۷۰) صحابہ کرام علیہم السلام کو جنہیں قرآن کہا جاتا تھا ان کے ساتھ بھیج دیا، ان میں میرے ماموں حضرت سیدنا حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، وہ قرآن پڑھتے اور رات کو سیکھنے کے لئے قرآن پاک کی تکرار کیا کرتے تھے اور دن میں پانی لا کر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں جمع کر کے بیچتے اور اس سے جو ملتا اس سے اہل صفۃ اور فقراء کے لئے کھانا خرید لیا کرتے تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قاریوں کی اس جماعت کو ان لوگوں کے ساتھ بھیجا تو ان لوگوں نے راستے میں ہی سرزنش کے تحت اس قافلہ والوں کو قتل کر دیا۔ قاریوں کی اس جماعت نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی، یا الہی عزوجل! ہماری حالت زار کی خبر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دے، بیشک ہم تجھ سے ملاقات کرنے والے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہو جائے۔ ایک شخص میرے ماموں حضرت سیدنا حرام رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے آیا اور اس نے اپنا نیزہ ان کے پیٹ میں گھونپ دیا تو حضرت سیدنا حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، رب گنہگار کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

(اسی سورت حال کو دوسری جانب) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے بھائیوں کو قتل کر دیا گیا اور انہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے اللہ عزوجل! ہماری حالت زار کی خبر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دے اور بیشک ہم تجھ سے ملاقات کرنے والے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہو جا۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشمید، رقم ۶۷۷-۱۹۰۲، ص ۱۰۵۴)

حضرت سیدنا مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں ←

سوال کیا، وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَعْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُزَوِّجُونَ ﴿169﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(پ 4، آل عمران: 169)

تو انہوں نے فرمایا، ہم نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کی رو میں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں، ان کے گھونسلے عرش سے معلق ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں پھر ان قدیلوں میں لوٹ آتے ہیں، پھر ان کا رب عزوجل ان پر حُجَّیٰ فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے، کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں، ہمیں کس چیز کی خواہش ہوگی جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل تین مرتبہ یہی فرماتا ہے کہ کوئی خواہش ہے؟ جب وہ جان لیتے ہیں کہ ہمارے لئے کچھ مانگے بغیر چارہ نہیں تو عرض کرتے ہیں، یا رب عزوجل! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم ایک مرتبہ پھر تیری راہ میں قتل کئے جاسکیں۔ جب اللہ عزوجل دیکھتا ہے کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو انہیں چھوڑ دیتا ہے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ارواح الشہداء فی الجنۃ، رقم ۱۸۸۷، ص ۱۰۴)

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ یعنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک شہداء کی رو میں جنت میں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں جو جنت کے پھلوں یا جنت کے درختوں میں سے کھاتی ہیں۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الشہادۃ، رقم ۱۸، ج ۲، ص ۲۰۷)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قراقریب، صاحب معطر پسینہ، باعث ثواب سکینہ، فیض مجتہبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ عزوجل نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا جو جنت کی نہروں پر آکر اس کے پھل کھاتی ہیں اور عرش کے سائے میں معلق سونے کی قدیلوں میں پناہ گزیں ہو جاتی ہیں۔ جب ان لوگوں نے اپنے کھانے اور پینے کی پاکیزگی کو دیکھا تو کہا کہ ہمارے بھائیوں تک ہمارا یہ پیغام کون پہنچائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ جہاد سے کنارہ کشی نہ کریں اور جنگ سے اجتناب نہ کریں تو اللہ عزوجل نے فرمایا، میں تمہارا پیغام پہنچاؤں گا پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَعْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُزَوِّجُونَ ﴿169﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(پ 4، آل عمران: 169) (ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی فضل الشہادۃ، رقم ۲۵۲۰، ج ۳، ص ۲۲)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ محمد و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب تبارک و تعالیٰ اس شخص سے خوش ہوتا ہے جس کے ساتھی راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرتے ہوئے شہادت کھا جائیں اور وہ شخص اپنی ذمہ داری کو پہچانے اور اپنا خون بہہ جانے تک لڑتا رہے تو اللہ عزوجل اسے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ

میرے اس بندے کی طرف دیکھو جو میرے انعامات میں رغبت اور میرے خوف سے لوٹ آیا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الرجل یشتري نفسه، رقم ۲۵۳۶، ج ۳، ص ۲۷)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے حساب کے لئے کھڑے ہوں گے تو ایک قوم اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے آئے گی جن سے خون بہہ رہا ہوگا اور جنت کے دروازے پر آکر بھیڑ کر دے گی۔ پوچھا جائے گا یہ کون ہیں؟ جواب دیا جائے گا، یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور رزق دیئے جاتے تھے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی من اسمہ احمد، رقم ۱۹۹۸، ج ۱، ص ۵۴۲)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید المہلخین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، شہداء جنت کے دروازے پر ایک نہر کے کنارے ایک سبز گنبد میں رہتے ہیں اور صبح و شام جنت سے ان کے لئے رزق بھیجا جاتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ ابن عباس بن عبد المطلب، رقم ۲۳۹۰، ج ۱، ص ۵۷۱)

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے محبوب، منقرہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر (۷۰) افراد کی شفاعت کریگا۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الشہید یشفع، رقم ۲۵۲۲، ج ۳، ص ۲۲)

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک شہید کے لئے اللہ عزوجل کے پاس سات انعام ہیں (۱) اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور اسے جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے (۲) اسے ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے، (۳) اسے عذاب قبر سے نجات دی جاتی ہے، (۴) اسے قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے امن میں رکھا جائے گا، (۵) اس کے سر پر وقار کا تاج سجایا جائے گا، جس کا یا قوت دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہوگا، (۶) اس کا بہتر (۷۲) حوروں کے ساتھ نکاح کرایا جائے گا، (۷) ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الشہادۃ، رقم ۲، ج ۲، ص ۲۱۰)

حضرت سیدنا مقدم بن معبدی گریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ خوش بخت، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و تلال، صاحب بجد و نوال، رسول بے مثال، نبی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک اللہ عزوجل شہید کو چھ انعام عطا فرماتا ہے، (۱) اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور جنت میں اسے اس کا ٹھکانا دکھا دیتا ہے (۲) اسے عذاب قبر سے محفوظ فرماتا ہے، (۳) قیامت کے دن اسے بڑی گھبراہٹ سے امن عطا فرمائے گا، (۴) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھے گا جس کا یا قوت دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہوگا، (۵) اس کا حوروں میں سے بہتر (۷۲) حوروں کے ساتھ نکاح کرائے گا، (۶) اس کی ستر رشتہ داروں کے حق میں

شفاعت قبول فرمائے گا۔ (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۹۹، ج ۳، ص ۳۶۰)

حضرت سیدنا عتبہ بن سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم انزلیین، زخزہ الغلسین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، مریح المسکین، محبوب رب العزمین، جناب صادق دامن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مقتول تین طرح کے ہوتے ہیں، پہلا: وہ مومن جو راہ خدا عزوجل میں اپنی جان و مال سے جہاد کرے، جب اس کا دشمن سے سامنا ہو تو وہ شہید ہو جائے تک ان کے ساتھ جنگ کرتا رہے، یہ کامیاب شہید، عرشِ ستلے اللہ عزوجل کی جنت میں ہوگا اس پر انبیاء صرف نبوت کے درجے کی فضیلت رکھتے ہونگے۔

دوسرا: وہ شخص جو گناہوں سے گھبرا کر اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرے جب اس کا دشمن سے سامنا ہو تو وہ شہید ہونے تک ان کے ساتھ جنگ کرتا رہے تو وہ ایسا گھمرا ہوا شہید ہے جسکے گناہ اور خطا میں مٹا دی جاتی ہیں کیونکہ گناہ گناہوں کو مٹانے والی ہے اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں جس دروازے سے یہ چاہے گا داخل ہوگا جبکہ جہنم کے سات دروازے ہیں جن میں سے بعض دروازے بعض سے زیادہ عذاب والے ہیں۔

تیسرا: مقتول: وہ منافق شخص جو اپنی جان و مال سے اللہ عزوجل کی راہ میں قتل ہونے تک جہاد کرے مگر وہ جہنم میں ہے کیونکہ گناہ گناہوں کو نہیں مٹاتی۔ (شعب الایمان، باب فی الجہاد، رقم ۴۲۶۱، ج ۴، ص ۲۸)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، ہیکرِ عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، شہداء چار ہیں، ایک: پختہ ایمان والا مومن کہ جب دشمن کا سامنا کرے تو قتل ہو جانے تک اللہ عزوجل کی تصدیق کرتا رہے، یہ وہی ہے جس کی طرف لوگ قیامت کے دن اس طرح اپنی آنکھیں اٹھا کر دیکھیں گے۔ اپنے سر کو اس قدر بلند کیا کہ آپ کی ٹوپی گر گئی (راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گرنا مراد ہے یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ٹوپی) پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، دوسرا: وہ کامل مومن جو دشمن کا سامنا بزدلی سے کرے پھر ایک گناہ تیرا سے ہلاک کر دے تو وہ دوسرے درجے میں ہے، اور تیسرا: وہ مومن شخص جس کے عمل اچھے بھی ہوں اور برے بھی، وہ دشمن سے مقابلہ کرے اور قتل ہونے تک اللہ عزوجل کی تصدیق کرتا رہے تو وہ تیسرے درجے میں ہے، اور چوتھا: وہ مومن جس نے اپنی جان پر زیادتی کی یعنی کثرت سے گناہ کئے پھر دشمن سے سامنا ہوا تو مرتے دم تک اللہ عزوجل کی تصدیق کرتا رہا یہ چوتھے درجے میں ہے۔ (ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فضل الشہداء عند اللہ، رقم ۱۹۵۰، ج ۳، ص ۲۲۱)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء تین ہیں، پہلا وہ شخص جو راہ خدا عزوجل میں اپنی جان و مال کے ساتھ قتل کرنے یا قتل ہونے کی بجائے صرف مسدودوں کی تعدد میں اضافہ کرنے کے لئے نکلے، اگر وہ مرجائے یا قتل کر دیا جائے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اسے عذابِ قبر سے نجات دے دی جاتی ہے اور (قیامت کی) بڑی گھبراہٹ سے امن میں رکھا جائیگا اور حورِ عین سے اس کا نکاح کر دیا جاتا ہے اور اسے کرامت (بزرگی) کا حلقہ پہنایا جائے گا اور اس کے سر پر جنت کا بادقار تاج رکھا جائے گا۔

دوسرا: وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ ثواب کی امید پر قتل ہونے کی بجائے قتل کرنے کے ارادے سے جہاد کرے، اگر وہ مرجائے یا شہید کر دیا جائے تو اس کی جگہ خلیل اللہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مقام صدق میں عظیم طاقت والے بادشاہ کے حضور ہوگی۔

تیسرا: وہ شخص جو راہ خدا عزوجل میں اپنی جان و مال کے ذریعے ثواب کی امید پر مارنے اور مرنے کیلئے جہاد کرنے نکلے پھر مرجائے یا شہید کر دیا جائے وہ شخص قیامت کے دن علی الاعلان اپنی تلوار کو اپنی گردن پر رکھے ہوئے آئے گا جبکہ لوگ گھٹنوں کے بل کھڑے ہونگے، وہ کہے گا، سنو! ہمارے لئے راستہ چھوڑ دو ہم نے اپنا خون اور اپنا مال اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے خرچ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر وہ یہ بات خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام یا کسی نبی سے بھی کہے گا تو وہ بھی اس کا حق جانتے ہوئے اس کے لئے راستہ چھوڑ دیں گے۔ پھر وہ شہداء عرش کے نیچے نور کے منبروں پر آکر بیٹھ جائیں گے اور دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کیسے فیصلہ کیا جاتا ہے، وہ نہ تو موت کا غم پائیں گے، نہ برزخ میں خوفزدہ ہوں گے، نہ ہی صور انہیں گھبراہٹ میں مبتلا کرے گا اور نہ ہی حساب و میزان اور صراط کا خوف انہیں رنجیدہ کرے گا، وہ دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کیا فیصلہ کیا جاتا ہے، وہ جو کچھ مانگیں گے انہیں عطا کیا جائے گا اور وہ جس کی سفارش کریں گے ان کی سفارش قبول کی جائے گی اور جنت کی جو چیز مانگیں گے انہیں عطا کر دی جائے گی اور جنت میں جہاں چاہیں گے ٹھکانا بنالیں گے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الشہادۃ، رقم ۲۱، ج ۲، ص ۲۰۸)

حضرت سیدنا مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ تھا، انہوں نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا، اے لوگو! اللہ عزوجل کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو تمہیں عطا کی گئیں، ان سبز، سرخ اور پیلی اشیاء اور قیام گاہوں میں غور کرو کہ اللہ عزوجل نے تمہیں کیسی کیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، جب لوگ نماز یا جنگ کے لئے صف بناتے ہیں تو آسمانوں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور حور عین کو سنوار کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص جہاد میں پیش قدمی کرتا ہے تو حور عین کہتی ہیں، اے اللہ عزوجل! اس کی مدد فرما۔ اور جب وہ پیچھے ہٹتا ہے تو اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں، یا اللہ عزوجل! اس کی معفرت فرما۔

یہ سن کر لوگوں کے چہرے مرجھا گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم پر میرے ماں باپ قربان! حور عین کو غمزدہ نہ کرو کیونکہ جب مجاہد کے خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے ہر گناہ کو مٹا دیا جاتا ہے تو حور عین میں سے اس کی دو بیویاں اس کے پاس اترتی ہیں اور اس کے چہرے سے مٹی ہٹاتے ہوئے کہتی ہیں، ہم تمہارے لئے ہیں۔ اور وہ کہتا ہے، میں تمہارے لئے ہوں۔ پھر اسے سوجھنے پہنائے جاتے ہیں جو کہ کسی آدمی کے بنائے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ جنت کی پیداوار ہوتے ہیں، وہ ایسے نفیس ہوتے ہیں کہ اگر انہیں دو انگلیوں سے پکڑا جائے تو پکڑ میں آجائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بتایا گیا ہے، تلواریں جنت کی کنجیاں ہیں۔

(طبرانی کبیر، حدیث یزید بن شجرہ، رقم ۶۳۱، ج ۲۲، ص ۲۳۶) ←

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والا تنہا، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں شہید کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا، شہید کے خون سے زمین خشک ہونے سے پہلے جو عین میں سے اس کی دو بیویاں اس طرح آتی ہیں جیسے ریگستان میں دودھ چلانے والی اونٹیاں اپنے دودھ پینے والے بچے کو ڈھانپ لیتی ہیں، ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں جنت کا ایک ایسا جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۹۸، ج ۳، ص ۳۶۰)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک بدبودار اور بد صورت حبشی ہوں اور میرے پاس مال یا نکل نہیں، اگر میں قتل ہونے تک ان مشرکین کے خلاف جنگ کروں تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا، جنت میں۔ تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ شہید ہونے تک مشرکین کے ساتھ قتال کرتے رہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی میت پر تشریف لائے اور فرمایا، اللہ عزوجل نے تیرا چہرہ روشن کر دیا اور تیری بو کو پاکیزہ فرما کر تیرے مال میں اضافہ فرما دیا۔ پھر انہی یا کسی در کے ہارے میں ارشاد فرمایا کہ میں نے حور عین میں سے اس کی بیوی کو اس کے اون کے جبہ کو کھینچ کر اسکے اور جبہ کے درمیان داخل ہوتے دیکھا۔ (مسند رک، کتاب الجہاد، باب من رضی باللہ رباً بالاسلام دیناً، رقم ۲۵۰۸، ج ۲، ص ۴۱۷)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شہنشاہ مدینہ، قراقریب وسینہ، صاحب مہر پینہ، ہامی خدول سکینہ، فیض کفینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک اعرابی کے خیمے کے قریب سے گزرے جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس اعرابی نے خیمے کا گوشہ اٹھا کر پوچھا، کون لوگ ہیں؟ کہا گیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ علیہم السلام ہیں جو کہ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اعرابی نے پوچھا، کیا دنیا کا مال بھی پائیں گے؟ جواب دیا گیا، ہاں اغنیمت پائیں گے پھر نہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر وہ اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کی طرف بڑھے اور اسے سی سے باندھ کر ان کے ساتھ چل پڑے۔

وہ اپنے اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب کرنے لگے، جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دور کرتے رہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یہ جنت کے بادشاہوں میں سے ہے۔ پھر جب دشمنوں کے ساتھ مقابلہ ہوا تو یہ اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی میت پر تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور خوشی سے سکرا نئے لگے، پھر اپنا درخ انور دوسری طرف پھیر لیا تو ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خوشی سے ہستے ہوئے دیکھا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

پتا چہ اقدس دوسری طرف کیوں پھیر لیا؟ فرمایا، میری خوشی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کا مرتبہ دیکھنے کی وجہ سے تھی اور میرے اس سے نہ پھرنے کی وجہ یہ ہے کہ حور عین میں سے اس کی ایک بیوی اب اس کے سرہانے آ بیٹھی ہے۔

(شعب الایمان، باب فی اثبات الحد و ترک التفراد من الزحف، رقم ۳۳۱۷، ج ۴، ص ۵۳)

حضرت سیدنا نعیم بن حنظل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سے شہید افضل ہیں؟ فرمایا، وہ جو اگر کسی صف میں داخل ہوں تو قتل ہو جانے تک اپنا رخ نہ موڑیں، یہ وہی لوگ ہیں جو جنت کی اعلیٰ منازل میں ہوں گے اور ان کا رب عزوجل ان سے خوش ہوتا ہے اور جب چہار ارب عزوجل دنیا میں کسی بندے سے خوش ہو جائے تو اس بندے سے کوئی حساب نہیں لیا جاتا۔

(مسند احمد، حدیث نعیم بن حنظل، رقم ۲۲۵۳۹، ج ۸، ص ۳۴۳)

امام طبرانی نے حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح کی ایک حدیث روایت کی ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب ما جاء فی الشہادۃ و فضلہا، رقم ۹۵۱۳، ج ۵، ص ۵۳۲)

سچے دل سے اللہ عزوجل سے طلب شہادت کا ثواب

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو سچے دل سے شہادت طلب کرے اسے شہادت عطا کر دی جاتی ہے اگرچہ وہ (بظاہر) اسے نہ پاسکے۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ، رقم ۱۹۰۸، ص ۱۰۵۷)

حضرت سیدنا اہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پینہ، باعصہ ثور و سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو سچے دل سے اللہ عزوجل سے شہادت کا سوال کریگا اللہ عزوجل اسے شہداء کی منزل میں پہنچا دے گا اگرچہ اس کا انتقال اپنے بستر پر ہوا ہو۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ، رقم ۱۹۰۹، ص ۱۰۵۷)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے اوٹنی کو دو مرتبہ دوہنے کے درمیانی وقت تک اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کیا، اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس نے اللہ عزوجل سے سچے دل سے شہادت کا سوال کیا پھر وہ مر گیا یا اسے قتل کر دیا گیا تو اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فیمن سال اللہ تعالیٰ الشہادۃ، رقم ۲۵۴۱، ج ۳، ص ۳۰)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ عزوجل سے سچے دل سے شہادت کا سوال کیا، اللہ عزوجل اسے شہید کا ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ اس کا انتقال اپنے بستر پر ہوا ہو۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ، رقم ۱۹۰۹، ج ۳، ص ۱۰۵۷)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ عزوجل سے سچے دل سے شہادت کا سوال کیا، اللہ عزوجل اسے شہید کا ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ

س کا انتقال، چنے بستر پر ہوا ہو۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحب طلب الشهادة، رقم ۱۹۰۹، ج ۳، ص ۱۰۵۷)

غزنی کی مدد کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا زید بن خالد جُنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رُج و نلال، صاحبِ بھود و نوال، رسولِ بے مثال، نبیِ بی آمنہ کے لالِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامانِ مہیا کیا تو اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے غازی کے جہاد پر جانے کے بعد اس کے اہل خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو اس نے بھی جہاد کیا۔

(بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل من تھرب غازیا۔۔۔۔۔ الخ، رقم ۲۸۳۳، ج ۲، ص ۲۶۷)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان مہیا کیا یا مجاہد کے اہل خانہ کی دیکھ بھال کی تو اس کیلئے مجاہد کے ثواب کی مثل ثواب لکھا جائے گا اور مجاہد کے ثواب میں بھی کمی نہیں آئے گی۔

(الاحسان جرتب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۴۶۱۱، ج ۷، ص ۷۱)

حضرت سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم انبیا علیہ السلام، زخمت اللعلسین، شفیع المذنبین، امیق الغریبین، سراب الساکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مدد کی یا مقررہ کی اس کے اہل خانہ کے معاملہ میں مدد کی یا مکاتب (وہ غلام جو اپنے آقا کو مال دیکر آزاد ہونا چاہتا ہو) کو آزادی میں مدد دی تو اللہ عزوجل اس دن اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(مسند احمد، حدیث محل بن حنیف عن ابیہ، رقم ۱۵۹۸۶، ج ۵، ص ۴۱۲)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، ہیکلِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ اعزت، محسنِ انسا میت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے مجاہد کے سر پر سایہ کیا اللہ عز و جل اسے قیامت کے دن سایہ عطا فرمائے گا، اور جس نے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی مدد کی اس کے لئے مجاہد کے اجر کی مثل ثواب ہے، اور جس نے ایسی مسجد بنائی جس میں اللہ عز و جل کا ذکر کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التفسیر، باب فضل الجہاد، رقم ۴۶۰۹، ج ۷، ص ۸۰)

ایک روایت میں ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان مہیا کیا اور وہ اس پر قدرت بھی رکھتا ہو تو اس کے لئے اس مجاہد کے شہید ہو جانے یا لوٹنے تک اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس مجاہد کا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب من تھز غازیاً، رقم ۲۷۵۸، ج ۳، ص ۳۳۸)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام غیوں کے سرزور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی مہین کی طرف ایک قاصد بھیجا کہہ دو قہروں میں سے ایک جہاد کے لئے نکلے، پھر جہاد سے رہ جانے والوں سے ۔

فرمایا، تم میں سے جو مجاہدین کے اہل خانہ کی خبر گیری کرے اس کے لئے مجاہد کی مثل ثواب ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانتہ الغازی فی سبیل اللہ الخ، رقم ۱۸۹۶، ج ۱، ص ۱۰۵۱)

حضرت سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار والا تیار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، صیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مدد کی اسے بھی جہاد کا ثواب ملے گا اور جس نے مجاہد کے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور اس کے اہل خانہ پر خرچ کیا اس کے لئے مجاہد کی مثل ثواب ہے۔

(المجم الکبیر طبرانی، رقم ۵۲۳۳، ج ۵، ص ۲۳۶)

حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ کے مجاہد کو رخصت کرنا اور اسے صبح یا شام میں سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا مجھے دنیا و فیہا سے زیادہ پسند ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب تشیع الغزاد و اعانہ، رقم ۲۸۲۳، ج ۳، ص ۳۷۲)

راہ خدا عزوجل میں صبح و شام گزارنے کا ثواب

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَلَا يُلْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۱﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور جو نالاطے کرتے ہیں سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے۔ (پ ۱۱، التوبہ: ۱۲۱)

حضرت سیدنا اہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرّم، نور فحشم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں ایک دن سرحد کی نگہبانی کرنا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے اور جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے اور بندہ کا راہ خدا عزوجل میں سفر کرنا یا اس سے واپس لوٹنا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ، رقم ۲۸۹۲، ج ۲، ص ۲۷۹)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پینہ، باعث نردول سکینہ، فیض مخنیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں سفر کرنا یا اس سے واپس لوٹنا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے جنت میں تم میں سے کسی کی کمان رکھنے یا کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی حور اہل زمین پر ظاہر ہو جائے تو زمین و آسمان کے درمیان کی ہر چیز کو ردش کر دے اور اس کو خوشبو سے بھر دے اور حور عین کے سر کی اوڑھنی دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

(بخاری، کتاب الجہاد، باب الحور العین الخ، رقم ۲۷۹۶، ج ۲، ص ۲۵۲) ←

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان محمد بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل اپنی راہ میں نکلنے والوں کو ضمانت دیتا ہے کہ جس بندے کو صرف میری راہ میں جذبہ جہاد، ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نے گھر سے نکالا ہے تو اب وہ میری کفالت میں ہے میں اسے جنت میں داخل کروں یا اسے ثواب اور غنیمت عطا فرمانے کے بعد اسے واپس اس کے گھر تک پہنچاؤں۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ، رقم ۱۸۷۶، ص ۱۰۴۲)

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو مسلمان اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے یا حج کے لئے یا اللہ یا اللہ یا حبیبہ پڑھتے ہوئے سفر کرتا ہے تو سورج اس کے گناہوں کو لیکر غروب ہوتا ہے۔ (المجم الاوسط طبرانی، رقم ۶۱۶۵، ج ۴، ص ۳۳۷)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید المبلغین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمارے ساتھ پانچ چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے، جو شخص ان میں سے ایک پر بھی عمل کرے گا وہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم میں ہوگا، (۱) جو مریض کی عیادت کرے، یا (۲) جنازے کے ساتھ چلے، یا (۳) اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے، یا (۴) حاکم اسلام کے پاس آئے اور نیک اور جائز باتوں میں اسکی اطاعت کرے، یا (۵) اپنے گھر میں اس لئے بیٹھا رہے کہ وہ لوگوں کے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

(مسند احمد، مسند الانصار، حدیث معاذ بن جبل، رقم ۲۲۱۵۳، ج ۸، ص ۲۵۵)

راہ خدا عزوجل میں جہاد کے لئے نکلنے اور شہید ہو جانے کا ثواب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَكِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مِتُّمْ لِمَغْفِرَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَرِثْتُمْ خَيْرًا مِّمَّا تَجْمَعُونَ ﴿۱۵۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: در ہے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے سارے دھن دولت سے بہتر ہے۔ (پ 4، ال عمران: 157)

اور ارشاد فرمایا:

وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ 5، النساء: 100)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّزُقِينَ ﴿۵۸﴾

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّنْجَلًا يَّزُودُونَ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿59﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی دے گا اور بے شک اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے ضرور انہیں ایسی جگہ لے جائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور بے شک اللہ علم اور رحم والا ہے۔
حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار والا خبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، صیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد اور اللہ عزوجل کے کلمات کی تصدیق کی غرض سے نکلے اللہ عزوجل اسے اپنی جنت میں داخل کرنے یا ثواب یا غنیمت کے ساتھ دائیں گھر پہنچانے کی ضمانت دیتا ہے۔ (پ 17، الحج: 58، 59)

(بخاری، کتاب التوحید، رقم ۷۴۶۳، ج ۴، ص ۵۶۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محمد بن ربیع اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والی رات بھر عبادت اور دن بھر روزہ رکھنے والے کی طرح ہے جو نہ تو کوئی روزہ چھوڑتا ہے اور نہ کوئی نماز، یہاں تک کہ اللہ عزوجل اسے اس کے اہل کی طرف ثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹائے یا اس کو شہادت سے سرفراز فرما کر جنت میں داخل فرمائے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۴۶۰۳، ج ۷، ص ۶۸)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، تم کس کو شہداء میں شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اس طرح تو میری امت میں شہید بہت کم ہوں گے۔ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو پھر شہید کون ہے؟ فرمایا، جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو اللہ کی راہ میں مرجائے وہ شہید ہے اور جو طاعون میں مبتلا ہو کر مرجائے وہ بھی شہید ہے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشہداء، رقم ۱۹۱۴، ص ۱۰۶۰)

حضرت سیدنا ابومامک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث ثواب سکینہ، فیض مخنبینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو راہ خدا عزوجل میں نکلے پھر مرجائے یا قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے اور اگر اس کا گھوڑا یا اونٹ اسے گرا کر مار دے یا کوئی سانپ کاٹ لے یا اپنے بستر پر مرجائے الغرض جس طرح اللہ عزوجل چاہے اسی طریقہ سے اس کی موت واقع ہو تو وہ شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فیمن مات غازیاً، رقم ۲۴۹۹، ج ۳، ص ۱۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو حج کے لئے نکلا اور اسی دوران اس کا انتقال ہو گیا قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جاتا ہے گا اور جو عمرہ کرنے کیسے نکلا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا تو بروز قیامت تک اس کے لئے عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا۔

اور جو جہاد کرنے نکلا اور اس کا انتقال ہو گیا قیامت تک اس کے لئے جہاد کا ثواب لکھا جا رہے گا۔

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند ابی ہریرۃ، رقم ۶۳۲۷، ج ۵، ص ۴۴۱)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب نولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا جو بندہ میری رضا چاہتے ہوئے میری راہ میں جہاد کے لئے نکلے گا میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ اگر میں نے اسے واپس لوٹا یا تو ثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا اور اگر اسکی روح قبض کی تو اس کی مغفرت فرما دوں گا۔

(سنن النسائی، کتاب الجہاد، باب ثواب السریۃ۔۔۔۔۔ الخ، ج ۶، ص ۱۸)

حضرت سیدنا سہروردی بن فاکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ لبغین، زخترۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک شیطان آدمی کے اسلام کی راہ میں بیٹھتا ہے اور کہتا ہے، تو اسلام قبول کر رہا ہے اور اپنا اور اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ رہا ہے؟ پھر اگر وہ آدمی شیطان کی بات نہ مانے اور مسلمان ہو جائے تو اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ پھر شیطان اس کی ہجرت میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور کہتا ہے، تو ہجرت کر رہا ہے اور اپنے گھر بار، اپنی محبت اور سرزمین کو چھوڑ رہا ہے؟ پھر اگر وہ شیطان کی بات نہ مانے اور ہجرت کر لے تو شیطان بندے کے جہاد میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور کہتا ہے، تو جہاد کر رہا ہے حالانکہ جہاد تو جان اور مال کے لئے ہوتا ہے کہ تو جہاد کر کے کسی عورت سے نکاح کریگا اور مال غنیمت حاصل کریگا۔ پھر اگر وہ اس کی بات نہ مانے اور جہاد کرے تو جو ایسا کریگا اللہ عزوجل پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اسے اسکی سواری گرا کر مار دے اور اللہ عزوجل پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۴۵۷۳، ج ۷، ص ۵۷)

سمندری جہاد کا ثواب

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانا، غیب، منزہ، عن النیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے حج نہیں کیا اس کا حج کرنا دس غزوات میں شریک ہونے سے بہتر ہے اور جس نے حج ادا کر لیا اس کا غزوہ میں شریک ہونا دس حج ادا کرنے سے بہتر ہے اور سمندر میں جہاد کرنا خشکی میں دس مرتبہ جہاد کرنے سے بہتر ہے اور جس نے سمندر کو پار کر لیا گویا اس نے تمام وادیاں پار کر لیں اور سمندر میں چکرا کر گرنے والا اپنے خون سے لتھڑے ہوئے شخص کی طرح ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الجہاد، رقم ۴۲۲۱، ج ۴، ص ۱۱)

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سمندر میں جہاد کرنا خشکی میں دس مرتبہ جہاد کرنے کی طرح ہے، سمندر میں پیار ہونے والا راہ خدا میں اپنے خون سے لتھڑے ہوئے شخص کی طرح ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل غزو البحر، رقم ۴۷۷۷، ج ۳، ص ۳۳۸)

حضرت سیدنا امام حرام رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ شہنشاہ خوش بخت، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و غل، صاحب جود و نوال، سے

رسول ہے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، سمندر میں چکر کرتے کرنے والے کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے اور سمندر میں ڈوب کر مرنے والے کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فضل الغزو فی البحر، رقم ۲۴۹۳، ج ۳، ص ۱۱)

راہِ خدا عزوجل میں سرحد پر پہرہ دینے کا ثواب

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں ایک دن سرحد کی نگہبانی کرنا دیگر جگہوں پر ایک ہزار دن گزارنے سے بہتر ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الرباط، رقم ۱۶۷۳، ج ۳، ص ۲۵۲)

ایک روایت میں ہے کہ میں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، کہ جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں ایک رات پہرہ دیا تو اسے ایک ہزار دنوں اور ہزار راتوں کے قیام کا ثواب ملے گا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۶۶، ج ۳، ص ۳۴۱)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، صاحب معطر سینہ، باصیغہ کواول سکینہ، فیض گنیمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں سرحد پر پہرہ دینے کے ثواب کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا، جس نے جہاد کے دوران ایک رات مسلمانوں کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا تو اس کے لئے پیچھے رہ جانے والے روزہ داروں اور نمازیوں کا ثواب ہے۔

(المعجم الاوسط طبرانی، رقم ۸۰۵۹، ج ۶، ص ۷۷)

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا، دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

(بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل رباط یوم، رقم ۲۸۹۲، ج ۲، ص ۲۷۹)

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ایک دن اور ایک رات سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر اس کا اسی دوران انتقال ہو گیا تو اس کا وہ عمل جاری رہے گا جسودہ زندگی میں کیا کرتا تھا اور اس کا رزق جاری کیا جائے گا اور وہ منکر نکیر سے امن میں رہے گا۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرباط، رقم ۱۹۱۳، ص ۱۰۵۹)

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید المبلغین، رخصۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ایک مہینہ سرحد پر پہرہ دینا پوری زندگی روزے رکھنے سے بہتر ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب الرباط، رقم ۹۵۰۳، ج ۵، ص ۵۲۸)

حضرت سیدنا انی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، داناتے غیوب، منزہ عن الخیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، رمضان کے علاوہ ایک دن اللہ عزوجل کی راہ میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے سرحد پر پہرہ دینا ایک سال کے

روزے اور رات بھر عبادت سے زیادہ باعثِ ثواب ہے اور اللہ عزوجل کی راہ میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے رمضان میں ایک دن پہرہ دینا اللہ عزوجل کے نزدیک افضل اور بڑے ثواب والا ہے، (راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایک ہزار سال کے روزوں اور عبادت سے افضل ہے) پھر اگر اللہ عزوجل اس مجاہد کو سلامتی کے ساتھ اہل خانہ کی طرف لوٹا دے تو ایک ہزار سال تک اس کی کوئی خطا نہیں لکھی جائے گی اور اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی اور قیامت تک اسے پہرہ دینے کا ثواب ملتا رہے گا۔ (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الرباط، رقم ۲۷۶۸، ج ۳، ص ۳۴۳)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ عزوجل کی راہ میں ایک دن پہرہ دے گا اللہ عزوجل اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں کھدوا دے گا اور ہر خندق سات زمین اور سات آسمانوں جتنی ہوگی۔ (المعجم الاوسط، من اسمہ عبد الملک، رقم ۴۸۲۵، ج ۳، ص ۳۵۳)

حضرت سیدنا ابو اہمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دفع رنج و غل، صاحبِ مجود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لعل صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، بیشک مجاہد کی نماز پانچ سونمازوں کے برابر ہے اور اس کا ایک درہم اور دینار خرچ کرنا دوسروں کے سات سو دینار خرچ کرنے سے افضل ہے۔ (شعب الایمان، باب فی الرباط فی سبیل اللہ عزوجل، رقم ۴۲۹۵، ج ۳، ص ۴۳)

جہاد میں شہید ہونے کا ثواب

گزشتہ صفحات میں حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی صحیح حدیث گزر چکی کہ ایک دن اور رات مورچہ بندی کرنا ایک مہینے کے روزے رکھنے اور رات کو قیام کرنے سے بہتر ہے اور اگر اسی دوران اس کا انتقال ہو گیا تب بھی اس کا یہ عمل جاری رہے گا جسے وہ زندگی میں کیا کرتا تھا اور اس کا رزق جاری کیا جائے گا اور وہ منکر نکیر سے امن میں رہے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ، رقم ۱۹۱۳، ص ۱۰۵۹)

حضرت سیدنا عمر باطن بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سرانج الاساکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق دامن صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہر شخص کا عمل مرنے کے بعد منقطع ہو جاتا ہے مگر اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کے عمل میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اسے قیامت تک اس کا رزق دیا جاتا ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال، ج ۸، ص ۱۳۳)

حضرت سیدنا فضال بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ ثنوت، خیرِ جو و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوب رب عزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہر شخص کا عمل موت پر ختم ہو جاتا ہے مگر پہرہ دینے والے کے عمل میں قیامت تک اضافہ ہوتا رہتا ہے اور وہ قبر کے امتحان سے محفوظ رہتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی فضل الرباط، رقم ۲۵۰۰، ج ۳، ص ۱۴)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے نزقوں، دو جہاں کے تاجور، سلطان نحر و برصی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، راہ خدا عزوجل میں ایک مہینہ جہاد کرنا پوری زندگی روزے رکھنے سے بہتر ہے اور جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مرجائے وہ بڑی گھبراہٹ (قیامت کی دہشت) سے محفوظ رہے گا اور اس تک اس کا رزق اور جنت کی خوشبو پہنچتی رہے گی اور قیامت تک اسے مجاہد کا ثواب ملتا رہے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب الرباط، رقم ۹۵۰۳، ج ۵، ص ۵۲۸)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار والاختیار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو شخص راہ خدا عزوجل میں مودچہ بندی کرتے ہوئے مرجائے اسے اپنے اس نیک عمل کا ثواب ملتا رہے گا جسے وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا، اسے اس کا رزق دیا جاتا رہے گا، وہ منکر نکیر کے سوالات سے امن میں رہے گا اور اللہ عزوجل اسے بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت کی دہشت) سے امن میں رکھ کر اٹھائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۶۷، ج ۳، ص ۳۴۲)

ایک روایت میں ہے کہ مجاہد جب جہاد کرتے ہوئے مرجائے تو اس کا وہ عمل جسے وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا قیامت تک لکھا جاتا رہے گا اور اس تک اس کا رزق پہنچتا رہے گا اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ ٹھہر جا اور حساب ختم ہونے تک لوگوں کی شفاعت کر۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الرباط فی سبیل اللہ عزوجل، رقم ۷، ج ۲، ص ۱۵۵)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، لوگوں کے لئے سب سے اچھی زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر اس کی پشت پر سوار ہو کر اڑتا ہے، جب بھی دشمن کی لٹار یا کسی خطرناک دشمن کے بارے میں سنتا ہے تو اسے مارنے یا خود مرجانے کے لئے گھوڑے کو دوڑا کر دشمن کے قریب پہنچ جاتا ہے یا اس شخص کی اچھی زندگی ہے جو چند بکریاں لے کر پہاڑ کی ان چوٹیوں میں سے کسی ایک چوٹی کے سرے پر یا ان دادیوں میں سے کسی دادی میں نکل جائے۔ وہاں نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور موت آنے تک اپنے رب عزوجل کی عبادت کرتا رہے اور بھلائی کے سوالوگوں کے کسی معاملے میں نہ پڑے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والرباط، رقم ۱۸۸۹، ص ۱۰۳۸)

اللہ عزوجل کی راہ میں پہرہ دینے کا ثواب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطْئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوِّ نِيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿120﴾

ترجمہ کنز الایمان: مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ اُن کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں یہ اس لئے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا ہکاڑتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ نیکوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتا۔ (پ 11، التوبہ: 120)

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں ایک رات پہرہ دینا ہزار راتوں میں قیام کرنے اور ہزار دنوں میں روزہ رکھنے سے افضل ہے۔

(المستدرک، کتاب الجہاد، باب ذکر لیلۃ الفضل الخ، رقم ۷۷۲۳، ج ۲، ص ۴۰۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسین، صاحب معطر پینہ، باصط نودل سکین، فیض ستغیثہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تین آنکھوں کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی: وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کی راہ میں پھوٹ جائے، وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کی راہ میں پہرہ دے اور وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کے خوف سے روئے۔

ایک صحیح روایت میں ہے، دو آنکھوں تک جہنم کی آگ کا پہنچنا حرام ہے: وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کے خوف سے روئے اور وہ آنکھ جو اسلام اور مسلمانوں کی کفار سے حفاظت کرتے ہوئے رات گزارے۔ (المستدرک، کتاب الجہاد، باب ملاحۃ امین لاسمہ النار، رقم ۷۷۲۳، ج ۲، ص ۴۰۳)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نور کے چکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہ چھو سکے گی: وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کے خوف سے روئے اور وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزارے۔ (ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الحرم فی سبیل اللہ، رقم ۱۶۳۵، ج ۳، ص ۲۳۹)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب نولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، دو آنکھوں کو جہنم کی آگ کبھی بھی نہ چھو سکے گی وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزارے اور وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کے خوف سے روئے۔ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند انس بن مالک، رقم ۴۳۳۹، ج ۳، ص ۴۲۵)

حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید المرسلین، رَحْمَۃُ اللّٰعٰلَمِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ شخص جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں مسلمانوں کی حفاظت کے لئے رضا کارانہ طور پر پہرہ دے اور اسے حاکم کے خوف نے پہرہ دینے پر مجبور نہ کیا ہو تو وہ اپنی آنکھوں سے جہنم کو نہ دیکھے گا مگر اللہ عزوجل کی قسم پوری کرنے کے لئے کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا (پ 16، مریم: 71)

ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر روزخ پر نہ ہو۔

(المستدرک، کتاب الجہاد، باب ما جاء فی فضل الجہاد، رقم ۱۵۶۱۲، ج ۵، ص ۳۰۸)

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صل اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کہا میں تمہیں شبہ قدر سے افضل رات کے ارے میں نہ دیکھتا (پھر فرمایا) جب پہرہ دار ایسے غفلت کا مقام پر پہرہ دے جہاں اسے اپنے گھر والوں کی طرف زندہ سلامت پہنچنے کی امید نہ ہو۔

(المسند رک، کتاب الجہاد، باب ذکر لیلۃ الفضل من لیلۃ القدر، رقم ۷۰۲۳، ج ۲، ص ۴۰۰)
حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم المرسلین، رزق اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سرور السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس نے سائل سمندر پر ایک رات پہرہ دیا تو اس کا یہ صل ایسے گھر میں ایک ہزار سال عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند انس بن مالک، رقم ۳۶۲، ج ۳، ص ۴۴۹)
حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، بیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، بندے کا راو خدا عزوجل میں ایک رات پہرہ دینا اپنے گھر میں ایک ہزار سال کے روزوں اور راتوں میں قیام کرنے سے افضل ہے اور یہ سال تین سو دن کا ہے اور ایک دن گویا ہزار سال کا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الحرم والحکیر، رقم ۷۰۲۳، ج ۳، ص ۴۴۴)

راو خدا عزوجل میں تیر اندازی کا ثواب

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتم المرسلین، رزق اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سرور السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو منبر پر بیٹھے ہوئے فرماتے سنا: **وَأَعِدُّوا لَهُمْ مِمَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ**۔ (پ ۱۰، الانفال: ۶۰)
ترجمہ کنز الایمان: اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے۔

(پھر فرمایا) بیشک تیر اندازی قوت ہے، بیشک تیر اندازی قوت ہے، بیشک تیر اندازی قوت ہے۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الیری والحق علیہ، رقم ۱۹۱۷، ص ۱۰۶۱)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، بیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ عزوجل ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا، (۱) اس تیر کے بنانے والے کو جو اسے بناتے وقت خیر کی امید رکھے، اور (۲) تیر پھینکنے والے کو اور (۳) تیر پکڑنے والے کو، پھر فرمایا، تیر اندازی کیا کرو، اور سواری کیا کرو، اور تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے تمہارے سواری کرنے سے زیادہ پسند ہے، اور جو تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس سے غفلت کرتے ہوئے چھوڑ دے تو اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا یا کفران نعمت کیا۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الیری، رقم ۲۵۳۳، ج ۳، ص ۱۹)

حضرت سیدنا ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے بیکر تمام نبیوں کے سرور و جہاں کے مآثور سلطان بخرو صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، و الشکروں کے درمیان چنے والے کے لئے ہر قدم پر ایک ننگی ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب باجانی القس طری، رقم ۳۳۳، ج ۵، ص ۴۹) ←

حضرت سیدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے دشمن کو تیر مارا اللہ عزوجل اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا۔ سیدنا عبد الرحمن بن نفی م رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ درجہ کتنا بڑا ہوگا؟ ارشاد فرمایا، وہ تمہاری ماں کے گھر کی چوکھٹ جتنا نہیں ہوگا بلکہ ان دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہوگا۔ (سنن النسائی، کتاب الجہاد، باب ثواب من رمی بہم فی سبیل اللہ عزوجل، ج ۶، ص ۲۷)

حضرت سیدنا سعد بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طائف کا محاصرہ کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے راہ خدا عزوجل میں ایک تیر چلایا وہ اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہوگا۔ تو اس دن میں نے سولہ تیر چلائے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۳۵۹۶، ج ۷، ص ۶۵)

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے راہ خدا عزوجل میں ایک تیر چلایا وہ اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہوگا۔ تو اس دن میں نے سولہ تیر چلائے۔

(المستدرک امام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن عبسہ، رقم ۷۰۱۹، ج ۶، ص ۵۶)

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باصف نور و سکینہ، فیض سخبینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے راہ خدا عزوجل میں ایک تیر چلایا تو اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الرمی فی سبیل اللہ، رقم ۱۶۳۲، ج ۳، ص ۲۳۹)

حضرت سیدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، راہ خدا عزوجل میں ایک تیر چلانا ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۳۵۹۵، ج ۷، ص ۶۵)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب نواک، سیاح اخلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس کے بال اسلام میں سفید ہوئے تو اس کے بالوں کی سفیدی قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگی اور جس نے راہ خدا عزوجل میں ایک تیر چلایا وہ خطا گویا نشانے پر لگا تو اس کے لئے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔

(المعجم الکبیر، رقم ۷۵۵۶، ج ۸، ص ۱۳۲)

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سپہا بلغین، زخمہا للعنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس کے بار راہ خدا عزوجل میں سفید ہوئے اس کے بالوں کی سفیدی قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگی اور جس نے راہ خدا عزوجل میں ایک تیر چلایا وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے تیر چلانے والے کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جس نے ایک مومن جان کو آزاد کیا تو اس غلام کا

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: سب سے بہتر اوس کی زندگی ہے جو اللہ (عزوجل) کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ (لکام) پکڑنے ہوئے ہے، جب کوئی خوفناک آواز سنتا ہے یا خوف میں اوسے کوئی بلاتا ہے تو اوڑھ کر پہنچ جاتا ہے (یعنی نہایت جلد) قتل و موت کو اوس کی جگہوں میں تلاش کرتا ہے (یعنی مرنے کی جگہ سے ڈرتا نہیں ہے) یا اوس کی زندگی بہتر ہے جو چند بکریاں لیکر پہاڑ کی چوٹی پر یا کسی وادی میں رہتا ہے، وہاں نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ (2)

ہر عضو آزاد کرنے والے کے ایک عضو کا جہنم سے آزادی کے لئے فدیہ ہو جائے گا۔

(سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب ثواب من رمی بسیم فی سبیل اللہ عزوجل، ج ۶، ص ۲۶)

اور ایک روایت میں ہے، جس نے تیر چلا یا خواہ وہ نشانے پر لگے یا خطا ہو اس کا یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب الرمی فی سبیل اللہ عزوجل، رقم ۲۸۱۲، ج ۳، ص ۳۶۸)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے محبوب، منقرہ عن الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے راہ خدا عزوجل میں ایک تیر چلا یا وہ تیر قیامت کے دن اس کیلئے نور ہوگا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب فیمن رمی بسیم، رقم ۹۳۹۸، ج ۵، ص ۴۹۲)

حضرت سیدنا محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو عمر و انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ غزوہ بدر، عتقہ اور احد میں شریک ہوئے روزے کی حالت میں پیاس سے مل کھاتے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنے غلام سے فرما رہے تھے کہ دیکھتے کیا ہوا مجھے زرہ پہنا دو۔ تو غلام نے انہیں زرہ پہنا دی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے کمزوری کی حالت میں تیر نکالے اور تین تیر چلائے۔

پھر کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے راہ خدا عزوجل میں ایک تیر چلا یا اور وہ تیر راستے میں گر گیا یا نشانے پر لگا تو وہ تیر اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ غروب آفتاب سے پہلے شہید ہو گئے۔

(طبرانی کبیر المعجم الکبیر، رقم ۹۵۱، ج ۲۲، ص ۳۸۱)

حضرت سیدنا عتبہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاقور، سلطانِ عروج و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اٹھو اور جہاد کرو۔ تو ایک شخص نے تیر چلایا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس تیر نے اس کے لئے (جنت) واجب کر دی۔ (المستدرک امام احمد بن حنبل، حدیث عتبہ بن عبد اللہ، رقم ۱۷۶۳، ج ۶، ص ۲۰۲)

(2) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فصل الجہاد والرباط، الحدیث ۱۲۵۔ (۱۸۸۹)، ص ۱۰۴۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس لفظ معاش عیش بمعنی زندگی سے بنا ہے زندگی گزارنے کا ذریعہ یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں مسلمان کی بہترین زندگی یہ ہے اور بہترین

ذریعہ زندگانی یہاں دونوں معنی درست ہیں۔

حدیث ۳: ابو داؤد و نسائی و دارمی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکین سے جہاد کرو، اپنے مال اور جان اور زبان سے یعنی دین حق کی اشاعت میں ہر قسم کی قربانی کے لیے طیار ہو جاؤ۔ (3)

حدیث ۴: ترمذی و ابو داؤد و فضالہ بن عبید سے اور دارمی عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو مرتا ہے اوس کے عمل پر مہر لگادی جاتی ہے یعنی عمل ختم ہو جاتے ہیں، مگر وہ جو سرحد پر گھوڑا بندھے ہوئے ہے اگر مرجائے تو اوس کا عمل قیامت تک بڑھایا جاتا ہے اور فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ (4)

۲ یعنی دیسے تو لوگوں سے بے نیاز رہتا ہے مگر جب مسلمانوں کو اس کی جانی مدد کی ضرورت ہوتی ہے یا مسلمانوں پر کفار ٹوٹ پڑیں یا ڈاکو حملہ کریں اسے خبر لگے کہ فلاں جگہ مسلمان کمزور ہیں مصیبت میں ہیں تو فوراً وہاں پہنچ جائے پرندہ کی طرح یا اڑ کر وہاں پہنچ جائے، پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ جب کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں تو یہ وہاں پہنچ جائے اسلام کی خدمت مسلمانوں کی مدد کے لیے۔

۳ یعنی وہ اسلام کا ایسا فدائی ہو مسلمانوں کا ایسا مددگار ہو کہ خدمت اسلام و مسلمین میں قتل ہو جانا یا مرجانا جینے سے بہتر سمجھے، خطرناک موقعوں کی تلاش میں رہتا ہو جہاں لوگ جاتے ہوئے گھبراتے ہوں یہ وہاں شوق سے پہنچتا ہو بہادر جانناز ہو۔

۴ خلاصہ یہ ہے کہ اول نمبر کا سبب زندگی والا تو وہ پہلا شخص ہے اس کے بعد نمبر دوم کا اعلیٰ زندگی والا وہ ہے۔ خیال رہے کہ عرب میں بکریاں بہترین ذریعہ معاش تھیں اور بعض متقی حضرات دنیا کے جھگڑے سے بچنے کے لیے شہر سے دور جنگل میں ڈیزہ ڈال لیتے تھے کسی پانی والے سرسبز مقام پر رہنے سہنے لگتے تھے، بکریوں کے دودھ پر گزارا کرتے، فتنوں سے الگ رہتے، اب بھی بعض جگہ ایسے بدو دیکھے جاتے ہیں اس لیے بکریوں کا ذکر فرمایا ورنہ جو شخص فتنوں سے بچنے کے لیے آبادی سے دور رہے گزارہ کے لیے کوئی چیز پنشن جانور زمین وغیرہ اختیار کرے وہ بھی اس فرمان عالی میں داخل ہے۔

۵ اگرچہ عبادات میں نماز و زکوٰۃ بھی داخل تھیں مگر چونکہ نماز و زکوٰۃ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا۔

۶ یقین سے مراد موت ہے کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے یا چونکہ موت کے بعد ہر شخص کو توحید، رسالت، فرشتوں، جنت و دوزخ وغیرہ کا یقین ہو جاتا ہے اس لیے موت کو یقین فرمایا یعنی ذریعہ یقین رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ"۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی دنیا دار

فتنوں میں مبتلا آخرت سے غافل آدمی بھلائی میں نہیں بلکہ بھلائی میں صرف یہ ہیں لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں اس حدیث کی بنا پر بعض زاہدین نے فرمایا کہ گوشہ نشینی افضل ہے، جلوت سے خلوت بہتر مگر حق یہ ہے کہ خلوت سے جلوت افضل، حضرات انبیاء کرام لوگوں میں رہے، تبلیغ کرتے رہے، نیز جس رہنے سے جمعہ عیدین نماز باجماعت نصیب ہوتی ہے، جنگل میں یہ نعتیں کہاں، شہر میں علم ہے، ذکر کے حلقے ہیں، اچھوں کی صحبتیں ہیں۔ حدیث فتنوں کے ظہور کے زمانہ کے متعلق ہے جب شہروں میں امن نہ رہے یا اس کمزور آدمی کے لیے ہے جو

ہستی اور اختلاط کی تکالیف پر صبر نہ کر سکے (مرقات) (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۶۹۲)

(3) سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب کراہیۃ ترک الغزو، الحدیث ۲۵۰۳، ج ۳، ص ۱۶۔

(4) جامع ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل من مات مرابطاً، الحدیث ۱۶۲۷، ج ۳، ص ۲۳۲۔

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن سرحد پر گھوڑا باندھنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (5)

حدیث ۶، ۷: صحیح مسلم شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایک دن اور رات اللہ (عزوجل) کی راہ میں سرحد پر گھوڑا باندھنا ایک مہینہ کے روزے اور قیام سے بہتر ہے اور مرجائے تو جو عمل کرتا تھا، جاری رہے گا اور اس کا رزق برابر جاری رہے گا اور فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا۔ (6)

(5) صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب فضل ربطا یوم... الخ، الحدیث ۲۸۹۲، ج ۲، ص ۲۷۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کے حالات و رہنمائی بیان ہو چکے ہیں کہ آپ سہل ابن سعد ساعدی انصاری ہیں، پہلے آپ کا نام حزن تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کر سہل رکھا، کنیت ابوالعہس ہے، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی، آپ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی ۹۱ھ میں سب سے آخری صحابی آپ ہی ہیں جن کی وفات سب سے آخری میں ہوئی۔

۲۔ ربطا رکے کسرہ اور ضمہ کے ربط سے بنا ہے بمعنی باندھنا اس لیے بندھے گھوڑے کو خیل مربوط کہتے ہیں، قرآن کریم فرماتا ہے: "وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ"۔ شریعت میں بہ نیت جہاد گھوڑا پالنے کو بھی کہتے ہیں اور اسلامی سرحد، ہاڈر پر کفار کے مقابل میں رہنے کو بھی جب کہ سرحد پر ہر وقت خطرہ ہو اور یہ مقابلہ کفار کے لیے ہر وقت وہاں تیار رہے یہاں ربطا کے معنی دونوں بن سکتے ہیں۔

۳۔ یہ حدیث مختلف عبارتوں سے آئی ہے۔ چنانچہ احمد نے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے روایت کی ہے کہ ایک دن کا ربط ایک ماہ کے روزہ رات کی عبادت سے افضل ہے۔ طبرانی نے حضرت ابو داؤد سے روایت کی ایک ماہ کا ربط ایک کی روزی سے افضل ہے، جو مربوط ہو کر مرے گا وہ قیامت کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا اور برزخ میں اسے صبح شام روزی جنت کی ہوا ملے گی قیامت تک اسے ثواب ملتا رہے گا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۶۸۷)

(6) صحیح مسلم، کتاب الاداء، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل، الحدیث ۱۶۳۔ (۱۹۱۳)، ص ۱۰۵۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خیل رہے کہ جہاد کی یہ تیاری ربطا میں داخل ہے فی زمانہ بندوق توپ چلانے کی مشق، موٹر کار، ٹینک، ہوائی جہاز کی بمباری سیکھنا سب ربط سے جب کہ جہاد کی نیت سے ہو، ایک ماہ کے روزے نماز کا ذکر یہاں کثرت کے لیے ہے لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں زیادہ کا ذکر ہے، یا مجاہد و مربوط کا جیسا خلاص دیا ثواب۔

۲۔ سبحان اللہ! کیا کرم نوازی ہے کہ مربوط جو جو نیکیاں زندگی میں کرتا تھا ان سب کا ثواب قیامت تک اسے پہنچتا رہتا ہے اس کا ہر عمل

ترمذی و نسائی کی روایت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ایک دن
مرد پر گھوڑا باندھنا دوسری جگہ کے ہزاروں سے بہتر ہے۔ (7)



۳۔ یعنی شہید کی طرح اسے بھی قبر میں ہمیشہ جنتی رزق ملتا رہے گا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "يُوزَقُونَ فِي حَبْنٍ بِمَا أُتُّهُمْ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ"

۳۔ اس معروف ہے یا مجہول اور قاتن یا فتنہ کے فتنہ سے ہے، فتنہ کا مبالغہ یا ف کے ضمہ سے قاتن بمعنی فتنہ گر کی جمع یعنی اللہ کی راہ میں
مربط بڑے فتنہ سے یا فتنہ گری سے محفوظ رہے گا یا محفوظ رکھا جائے گا، بڑے فتنہ سے مراد حساب قبر کا فتنہ و آزمائش ہے اور فتنہ گری یعنی
آزمائش کرنے والوں سے مراد عذاب کے فرشتے، منکر نکیر یا دجال اور شیطان ہیں۔ رابط حساب قبر عذاب قبر سے بھی محفوظ ہے، دوزخ کی
آگ اور وہاں کے ملائکہ کے عذاب سے امن میں رہے گا، نیز شیطان اور اگر اس کی زندگی میں دجال نکلے تو اس کے شر سے محفوظ
رہے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ مجاہد اور رابط سے حساب قبر بھی نہیں ہوگا اور تنگی قبر و حساب قبر سے محفوظ رہے گا، اس فقہی فرمان کا ماخذ یہ حدیث
میں ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۵، ص ۶۸۹)

(7) جامع الترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الرابط، الحدیث ۱۶۷۳، ج ۳، ص ۲۵۲۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: مسلمانوں پر ضرور ہے کہ کافروں کو دین اسلام کی طرف بلائیں اگر دین حق کو قبول کر لیں زہے نصیب حدیث میں فرمایا اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہدایت فرمادے تو یہ اس سے بہتر ہے جس پر آفتاب نے طلوع کیا یعنی جہاں سے جہاں تک آفتاب طلوع کرتا ہے یہ سب تمہیں مل جائے اس سے بہتر یہ ہے کہ تمہاری وجہ سے کسی کو ہدایت ہو جائے اور اگر کافروں نے دین حق کو قبول نہ کیا تو بادشاہ اسلام اون پر جزیہ مقرر کر دے کہ وہ ادا کرتے رہیں اور ایسے کافر کو ذمی کہتے ہیں اور جو اس سے بھی انکار کریں تو جہاد کا حکم ہے۔ (1)

(1) الدر المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۱۹۳، وغیرہ۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

جزیہ بنا ہے جزا سے بمعنی بدلہ، جزیہ بدلہ کا مال۔ شریعت میں جزیہ وہ ٹیکس ہے جو سلطان اسلام کافر رعایا سے وصول کرتا ہے، ان کی جان و مال کی حفاظت کے بدلہ میں یہ جزیہ نہایت معمولی رقم ہے۔ مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے جو کہیں زیادہ ہے، یوں ہی مسلمانوں پر فطرہ، قربانی سب کچھ واجب ہے جو کفار پر نہیں۔ آج جزیہ پر اعتراض کرنے کی بجائے مروجہ ٹیکسوں کی بھرمار کو دیکھیں کہ بہتر ۷۲ روپیہ فی سینکڑہ تک مختلف ٹیکسوں کے ذریعہ رعایا سے وصول کیا جاتا ہے۔ جزیہ دو قسم کا ہے: ایک وہ جس پر ذمی کفار سے صلح ہو جائے وہ جزیہ بقدر مصالحت ہی رہے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے دو ہزار جوڑے سالانہ پر صلح فرمائی تھی ایک ہزار جوڑے ماہ صفر میں اور ایک ہزار ماہ رجب میں، حضرت عمر نے بنی تغلب کے عیسائیوں سے یہ صلح فرمائی تھی کہ مسلمانوں سے وصول رقم سے دو گنی ادا کریں۔ دوسرا وہ جزیہ جو سلطان اسلام خود مقرر فرما دے اس کے لیے شرعی قانون یہ ہے کہ مالدار ذمیوں پر سالانہ اڑتیس درہم یعنی چار درہم ماہوار (سواروپیہ) درمیانہ حیثیت کے کفار پر چوبیس درہم دو درہم ماہوار (آٹھ آنہ) غریب کفار پر بارہ درہم سالانہ ایک درہم ماہوار (چار آنہ) یہ ہی مذہب احناف ہے، امام شافعی کے ہاں ہر بالغ کافر پر بارہ درہم سالانہ، امام مالک کے ہاں مالدار کافر سے چار دینار یعنی اڑتالیس درہم سالانہ اور فقیر سے دس درہم سالانہ، امام احمد کا ہاں جزیہ مقرر نہیں، امام اور ذمی رعایا جس پر صلح کر لیں وہ ہی مقرر ہوگا۔ (مرقات) بیچے یہ ہے وہ جزیہ جس پر موجودہ عیسائیوں اور ہندو وغیرہ شور مچا رہے ہیں کہ اسلام نے ذمی کفار پر جزیہ مقرر کر کے ظلم کر دیا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ الصالح، ج ۲، ص ۷۱۸)

خساب لگانے کے لئے بہار شریعت کی اس عبارت سے فائدہ اٹھائیں۔

کم سے کم مہر کتنا ہونا چاہئے؟

مہر کم سے کم دس ۱۰ درہم (درہم) (یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ (618.30 گرام) چاندی یا اس کی قیمت) ہے، اس سے کم نہیں

مسئلہ ۲: مجاہد صرف وہی نہیں جو قتال کرے (جہاد کرے) بلکہ وہ بھی ہے جو اس راہ میں اپنا مال صرف (خرچ) کرے یا نیک مشورہ سے شرکت دے یا خود شریک ہو کر مسلمانوں کی تعداد بڑھائے یا زخیبوں کا علاج کرے یا کھانے پینے کا انتظام کرے۔ اور اسی کے توابع سے رباط ہے یعنی بلاد اسلامیہ (اسلامی ممالک) کی حفاظت کی غرض سے سرحد پر گھوڑا باندھنا یعنی وہاں مقیم رہنا اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے کہ اس کی نماز پانسونماز کی برابر ہے اور اس کا ایک درم خرچ کرنا سات سو درم سے بڑھ کر ہے اور پھر جائے گا تو روزمرہ رباط کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج ہوگا اور رزق بدستور ملتا رہے گا اور فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن شہید اٹھایا جائے گا اور فزع اکبر سے مامون (محفوظ) رہے گا۔ (2)

مسئلہ ۳: جہاد ابتدائی فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت نے کر لیا تو سب بری الذمہ ہیں اور سب نے چھوڑ دیا تو سب گنہگار ہیں اور اگر کفار کسی شہر پر ہجوم کریں (اچانک حملہ کر دیں) تو وہاں والے مقابلہ کریں اور اون میں اتنی طاقت نہ ہو تو وہاں سے قریب والے مسلمان اعانت کریں (مدد کریں) اور ان کی طاقت سے بھی باہر ہو تو جو ان سے قریب ہیں وہ بھی شریک ہو جائیں علیٰ ہذا القیاس۔ (3)

مسئلہ ۴: بچوں اور عورتوں پر اور غلام پر فرض نہیں۔ یوہیں بالغ کے ماں باپ اجازت نہ دیں تو نہ جائے۔ یوہیں اندھے اور اپاہج اور لنگڑے اور جس کے ہاتھ کٹے ہوں ان پر فرض نہیں اور مدیون کے پاس مال ہو تو دین ادا کرے اور جائے ورنہ بغیر قرض خواہ بلکہ بغیر کفیل کی اجازت کے نہیں جاسکتا۔ اور اگر دین میعاد کی (ایسا قرض جس کی ادائیگی کا وقت مقرر ہو) ہو اور جانتا ہے کہ میعاد پوری ہونے سے پہلے واپس آ جائے گا تو جانا جائز ہے۔ اور شہر میں جو سب سے بڑا عالم ہو وہ بھی نہ جائے۔ یوہیں اگر اوس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں اور وہ لوگ موجود نہیں ہیں تو کسی دوسرے شخص سے کہہ دے کہ جن کی جن کی امانت ہے دیدینا تو اب جاسکتا ہے۔ (4)

مسئلہ ۵: اگر کفار ہجوم کر آئیں تو اس وقت فرض عین ہے یہاں تک کہ عورت اور غلام پر بھی فرض ہے اور اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ عورت اپنے شوہر سے اور غلام اپنے مولیٰ سے اجازت لے بلکہ اجازت نہ دینے کی صورت میں بھی

ہو سکتا، خواہ سکہ ہو یا دیسی ہی چاندی یا اس قیمت کا کوئی سامان۔ (بہار شریعت، ۲/۶۳)

(2) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۱۹۳-۱۹۵۔

(3) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۱۹۶-۱۹۸۔

(4) البحر الرائق، کتاب اسیر، ج ۵، ص ۱۲۱۔

والدر المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۰۱۔

جائیں اور شوہر و مولیٰ (مالک) پر منع کرنے کا گناہ ہوا۔ یوہیں ماں باپ سے بھی اجازت لینے کی اور مدیون کو دائن سے (یعنی مقروض کو اپنے قرض خواہ سے) اجازت کی حاجت نہیں بلکہ مرخص بھی جائے ہاں پورا نا مرخص کہ جانے پر قادر نہ ہو اس سے معافی ہے۔ (5)

مسئلہ ۶: جہاد واجب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اسلحہ اور لڑنے پر قدرت ہو اور کھانے پینے کے سامان اور سواری کا مالک ہو نیز اس کا غالب گمان ہو کہ مسلمانوں کی شوکت بڑھے گی۔ اور اگر اس کی امید نہ ہو تو جائز نہیں کہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ (6)

مسئلہ ۷: بیت المال میں مال موجود ہو تو لوگوں پر سامان جہاد گھوڑے اور اسلحہ کے لیے مال مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے اور بیت المال میں مال نہ ہو تو حرج نہیں اور اگر کوئی شخص بطیب خاطر (خوشدلی سے) کچھ دینا چاہتا ہے تو اصلاً مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے خواہ بیت المال میں ہو یا نہ ہو۔ اور جس کے پاس مال ہو مگر خود نہ جاسکتا ہو تو مال دے کر کسی اور کو بھیج دے مگر غازی سے یہ نہ کہے کہ مال لے اور میری طرف سے جہاد کر کہ یہ تو نوکری اور مزدوری ہو گئی اور یوں کہا تو غازی کو لینا بھی جائز نہیں۔ (7)

مسئلہ ۸: جن لوگوں کو دعوت اسلام نہیں پہنچی ہے انھیں پہلے دعوت اسلام دی جائے بغیر دعوت ادن سے لڑنا جائز نہیں اور اس زمانہ میں ہر جگہ دعوت پہنچ چکی ہے ایسی حالت میں دعوت ضروری نہیں مگر پھر بھی اگر ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو دعوت حق کر دینا مستحب ہے۔ (8)

مسئلہ ۹: کفار سے جب مقابلہ کی نوبت آئے تو ادن کے گھروں کو آگ لگا دینا اور اموال اور درختوں اور کھیتوں کو جلا دینا اور تباہ کر دینا سب کچھ جائز ہے یعنی جب یہ معلوم ہو کہ ایسا نہ کریں گے تو فتح کرنے میں بہت مشقت اٹھانی پڑے گی اور اگر فتح کا غالب گمان ہو تو اموال وغیرہ تلف (ضائع) نہ کریں کہ عنقریب مسلمانوں کو ملیں گے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: بندوق، توپ اور بم کے گولے مارنا سب کچھ جائز ہے۔

(5) البحر الرائق کتاب السیر، ج ۵، ص ۱۲۲۔

(6) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب السیر، الباب الاول فی تفسیرہ...، ج ۲، ص ۱۸۸۔

و مدد المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۰۳۔

(7) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۰۳۔

و الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب السیر، الباب الاول فی تفسیرہ...، ج ۲، ص ۱۹۱۔

(8) الدر المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۰۶، ۲۰۵۔

(9) الدر المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۰۶۔

مسئلہ ۱۱: اگر کافروں نے چند مسلمانوں کو اپنے آگے کر لیا کہ گولی وغیرہ ان پر پڑے ہم ان کے پیچھے محفوظ رہیں
 عے جب بھی ہمیں باز رہنا جائز نہیں گولی چلائیں اور قصد کافروں کے مارنے کا کریں اگر کوئی مسلمان مسلمانوں کی گولی
 سے مر جائے جب بھی کفارہ وغیرہ لازم نہیں جبکہ گولی چلانے والے نے کافر پر گولی چلانے کا ارادہ کیا ہو۔ (10)
 مسئلہ ۱۲: کسی شہر کو بادشاہ اسلام نے فتح کیا اور اس شہر میں کوئی مسلمان یا ذمی ہے تو اہل شہر کو قتل کرنا جائز نہیں
 ہاں اگر اہل شہر میں سے کوئی نکل گیا تو اب باقیوں کو قتل کرنا جائز ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ جانے والا مسلمان یا ذمی
 ہو۔ (11)

مسئلہ ۱۳: جو چیزیں واجب التعلیم ہیں اون کو جہاد میں لے کر جانا جائز نہیں جیسے قرآن مجید، کتب فقہ و حدیث
 شریف کہ بے حرمتی کا اندیشہ ہے۔ یوہیں عورتوں کو بھی نہ لے جانا چاہیے اگرچہ علاج و خدمت کی غرض سے ہو۔ ہاں اگر
 لشکر بڑا ہو کہ خوف نہ ہو تو عورتوں کو لے جانے میں حرج نہیں اور اس صورت میں بوڑھیوں اور باندیوں کو لے جانا اولیٰ
 ہے اور اگر مسلمان کافروں کے ملک میں امان لے کر گیا ہے تو قرآن مجید لے جانے میں حرج نہیں۔ (12)
 مسئلہ ۱۴: عہد توڑنا مثلاً یہ معاہدہ کیا کہ اتنے دنوں تک جنگ نہ ہوگی پھر اسی زمانہ عہد میں (معاہدہ کی مدت کے
 دوران) جنگ کی یہ ناجائز ہے اور اگر معاہدہ نہ ہو اور بغیر اطلاع کیے جنگ شروع کر دی تو حرج نہیں۔ (13)
 مسئلہ ۱۵: مثلہ یعنی ناک کان یا ہاتھ پاؤں کاٹنا یا مونہ کالا کر دینا منع ہے یعنی فتح ہونے کے بعد مثلہ کی اجازت
 نہیں اور اثنائے جنگ میں اگر ایسا ہو مثلاً تلوار ماری اور ناک کٹ گئی یا کان کٹ گئے یا آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ پاؤں
 کاٹ دیے تو حرج نہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۶: عورت اور بچہ اور پاگل اور بہت بوڑھے اور اندھے اور لنگھے اور اپانچ اور راہب (پادری) اور پوجاری
 (مندر کاچور) جو لوگوں سے ملتے جلتے نہ ہوں یا جس کا دہنا ہاتھ کٹا ہو یا خشک ہو گیا ہو ان سب کو قتل کرنا منع ہے یعنی
 جبکہ لڑائی میں کسی قسم کی مدد نہ دیتے ہوں۔ اور اگر ان میں سے کوئی خود لڑتا ہو یا اپنے مال یا مشورہ سے مدد پہنچاتا ہو یا

(10) اندر المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۰۶۔

(11) المرجع السابق، ص ۲۰۷۔

(12) اندر المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۰۷۔

والبحر الرائق، کتاب السیر، ج ۵، ص ۱۳۰۔

(13) مجمع الأنهر، کتاب السیر والجہاد، ج ۲، ص ۳۱۳۔

(14) فتح اہدیر، کتاب السیر، باب کیفیت القتال، ج ۵، ص ۲۰۱۔

بادشاہ ہو تو اسے قتل کر دیں گے۔ اور اگر مجنون کو کبھی جنون رہتا ہے اور کبھی ہوش تو اسے بھی قتل کر دیں گے۔ اور بچہ اور مہنون کو اثنائے جنگ میں (جنگ کے دوران) قتل کریں گے جبکہ لڑتے ہوں اور باقیوں کو قید کرنے کے بعد بھی قتل کر دیں گے۔ اور جنہیں قتل کرنا منع ہے انہیں یہاں نہ چھوڑیں گے بلکہ قید کر کے دارالاسلام میں لائیں گے۔ (15)

مسئلہ ۱۷: کافروں کے سرکاٹ کر لائیں یا اون کی قبریں کھود ڈالیں اس میں حرج نہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۸: اپنے باپ دادا کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا ناجائز ہے مگر اسے چھوڑے بھی نہیں بلکہ اس سے لڑنے میں مشغول رہے کہ کوئی اور شخص آکر اسے مار ڈالے۔ ہاں اگر باپ یا دادا خود اس کے قتل کا درپے ہو اور اسے بغیر قتل کے چارہ نہ ہو تو مار ڈالے اور دیگر رشتہ داروں کے قتل میں کوئی حرج نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۹: اگر صلح مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تو صلح کرنا جائز ہے اگرچہ کچھ مال لے کر یا دے کر صلح کی جائے اور صلح کے بعد اگر مصلحت صلح توڑنے میں ہو تو توڑ دیں مگر یہ ضرور ہے کہ پہلے انہیں اس کی اطلاع کر دیں اور اطلاع کے بعد فوراً جنگ شروع نہ کریں بلکہ اتنی مہلت دیں کہ کافر بادشاہ اپنے تمام ممالک میں اس خبر کو پہنچا سکے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ صلح میں کوئی میعاد نہ ہو اور اگر میعاد ہو تو میعاد پوری ہونے پر اطلاع کی کچھ حاجت نہیں۔ (18)

مسئلہ ۲۰: صلح کے بعد اگر کسی کافر نے لڑنا شروع کیا اور یہ اس کے بادشاہ کی اجازت سے ہے تو اب صلح نہ رہی اور اگر بادشاہ کی اجازت سے نہ ہو بلکہ شخص خاص یا کوئی جماعت بغیر اجازت بادشاہ برسر پیکار ہے (یعنی جنگ لڑ رہی ہے) تو صرف انہیں قتل کیا جائے ان کے حق میں صلح نہ رہی باقیوں کے حق میں باقی ہے۔ (19)

مسئلہ ۲۱: کافروں کے ہاتھ ہتھیار اور گھوڑے اور غلام اور لوہا وغیرہ جس سے ہتھیار بنتے ہیں بیچنا حرام ہے اگرچہ صلح کے زمانہ میں ہو۔ یوہیں تاجروں پر حرام ہے کہ یہ چیزیں اون کے ملک میں تجارت کے لیے لے جائیں بلکہ اگر مسلمانوں کو حاجت ہو تو غلہ اور کپڑا بھی ان کے ہاتھ نہ بیچا جائے۔ (20)

(15) امدد المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۱۰، ۲۱۱۔

ومجمع، الاخر، کتاب السیر والجماد، ج ۲، ص ۴۱۳۔

(16) امدد المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۱۱۔

(17) امدد المختار و رد المختار، کتاب الجہاد، مطلب فی بیان نسخ المظلة، ج ۶، ص ۲۱۱، ۲۱۲۔

(18) المرجع سابق، ص ۲۱۲۔

(19) مجمع الاخر، کتاب السیر والجماد، ج ۲، ص ۴۱۸۔

(20) امدد المختار و رد المختار، کتاب الجہاد، مطلب فی بیان نسخ المظلة، ج ۶، ص ۲۱۳۔

مسئلہ ۲۲: مسلمان آزاد مرد یا عورت نے کافروں میں کسی ایک کو یا جماعت یا ایک شہر کے رہنے والوں کو پناہ دیدی تو امان صحیح ہے اب قتل جائز نہیں اگرچہ امان دینے والا فاسق یا اندھا یا بہت بوڑھا ہو۔ اور بچہ یا غلام کی امان صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ انھیں قتال (جہاد) کی اجازت مل چکی ہو ورنہ صحیح نہیں۔ امان صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ کفار نے لفظ امان سنا ہو اگرچہ کسی زبان میں ہو اگرچہ اس لفظ کے معنی وہ نہ سمجھتے ہوں اور اگر اتنی دور پر ہوں کہ سن نہ سکیں تو امان صحیح نہیں۔ (21)

مسئلہ ۲۳: امان میں ضرر کا اندیشہ ہو تو بادشاہ و اسلام اس کو توڑ دے مگر توڑنے کی اطلاع کر دے اور امان دینے والا اگر جانتا تھا کہ اس حالت میں امان دینا منع تھا اور پھر دیدی تو اسے سزا دی جائے۔ (22)

مسئلہ ۲۴: ذمی اور تاجر اور قیدی اور مجنون اور جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا اور ابھی ہجرت نہ کی ہو اور وہ بچہ اور غلام جنھیں قتال کی اجازت نہ ہو یہ لوگ امان نہیں دے سکتے۔ (23)



(21) الدر المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۱۳۔

والفتاویٰ الہندیۃ، کتاب السیر، الباب الثالث فی الموائد والا امان.... إلخ، ج ۲، ص ۱۹۸، ۱۹۹۔

(22) مجمع النہر، کتاب السیر والجہاد، ج ۲، ص ۱۹، ۲۰۔

(23) الدر المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۱۸، ۲۱۷۔

غنیمت کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَأَتَقُوا اللَّهَ وَاصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١﴾ (1)

نفل کے بارے میں تم سے سوال کرتے ہیں تم فرما دو نفل اللہ (عزوجل) و رسول کے لیے ہیں، اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو اور اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو، اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اور فرماتا ہے:

(وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ) (2)

اور جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت حاصل کی ہے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے ہے اور قرابت والے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے۔

(1) پ ۹، الانفال ۱۰

اس آیت کے تحت مفسر شبیر مولا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت عباہ بن صلیت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ہم اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی جب غنیمت کے معاملہ میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور بد مزگی کی نوبت آگئی تو اللہ تعالیٰ نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال کر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا آپ نے وہ مال برابر تقسیم کر دیا۔

(2) پ ۱۰، الانفال ۱۴

اس آیت کے تحت مفسر شبیر مولا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ

مسئلہ: غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ایک حصہ جو کل مال کا پچیسواں حصہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں اور مسکینوں، مسافروں کے لئے۔

مسئلہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضور اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو بیس گے اور پانچواں حصہ انہیں تین پر تقسیم ہو جائے گا۔ یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا۔

احادیث

حدیث ۱: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم سے پہلے کسی کے لیے غنیمت حلال نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ہمارا ضعف و عجز دیکھ کر اسے ہمارے لیے حلال کر دیا۔ (1)

حدیث ۲: سنن ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (عز وجل) نے مجھے تمام انبیاء سے افضل کیا۔ یا فرمایا: میری امت کو تمام امتوں سے افضل کیا اور ہمارے لیے غنیمت حلال کی۔ (2)

حدیث ۳: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایک نبی (یوشع بن نون علیہ السلام) غزوہ کے لیے تشریف لے گئے اور اپنی قوم سے فرمایا: کہ ایسا شخص میرے ساتھ نہ چلے، جس نے نکاح کیا ہے اور ابھی زفاف نہیں کیا ہے اور کرنا چاہتا ہے اور نہ وہ شخص جس نے مکان بنایا ہے اور اوس کی

(1) صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تقلیل الغنائم... إلخ، الحدیث ۳۲-۱۷۲۷، ص ۹۵۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں ہے لم تحمل بغیرف کے اس صورت میں یہ کلام مستقل ہے اور اگر قلم تحمل ف سے ہو تو یہ کلام کسی گزشتہ کلام پر مرتب ہے، یہ پورا کلام شریف اسی باب کی تیسری فصل میں آئے گا۔ یعنی غنیمت کا مال ہم سے پہلے کسی نبی کی امت کے لیے حلال نہ کیا۔ وہ لوگ جب جہاد میں کفار سے مال چھینتے تھے تو یہ سارا مال جمع کر کے کسی جگہ رکھتے تھے، آسمان سے نیچی آگ بغیر دھوئیں والی آتی تھی اسے جلا جاتی تھی، یہ آگ کا جلا ڈالنا اس کی علامت ہوتی تھی کہ یہ جہاد مقبول ہے اور غنیمت میں خیانت نہیں ہوئی، اگر آگ نہ جلاتی تو وہ لوگ سمجھ جاتے کہ یا تو جہاد مردود ہو گیا یا اس غنیمت میں کچھ خیانت ہوئی ہے یہ ہی حال ان کی قربانیوں کا تھا، ہمارے لیے غنیمت اور قربانی دونوں چیزیں حلال فرمادی گئیں۔ (ازمرقات و لمعات مع اضافہ)

۲۔ یعنی ان گزشتہ قوموں کے لحاظ سے ہم لوگ جسنا کمزور بھی ہیں اور مال میں کم بھی اور تاقیامت بہت کمزور و غریب لوگ جہاد کیا کریں گے۔ ان وجوہ سے ہمارے لیے غنیمت حلال کر دی کہ جہاد میں ثواب بھی حاصل کریں اور مال بھی یہ رعایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد گزشتہ دینوں میں بھی تھے۔ ہم نے اپنی تفسیر فقہی میں ثابت کیا ہے کہ جہاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے شروع ہوا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۷۸)

(2) جامع الترمذی، کتاب السیر باب ما جاء فی الغنیمۃ، الحدیث ۱۵۵۸، ج ۳، ص ۱۹۶۔

چھتیں ابھی تیار نہیں ہوئی ہیں اور نہ وہ شخص جس نے گامبھن جانور خریدے ہیں اور بچہ جننے کا منتظر ہے (یعنی جن کے دل کسی کام میں مشغول ہوں وہ نہ چلیں صرف وہ لوگ چلیں جن کو ادھر کا خیال نہ ہو) جب اپنے لشکر کو لے کر قریہ (بیت المقدس) کے قریب پہنچے، وقت عصر آگیا (وہ جمعہ کا دن تھا اور اب ہفتہ کی رات آنے والی ہے، جس میں قتال بنی اسرائیل پر حرام تھا) انھوں نے آفتاب کو مخاطب کر کے فرمایا: تو مامور ہے اور میں مامور ہوں۔ اے اللہ! (عزوجل) آفتاب کو روک دے، آفتاب رک گیا اور اللہ (عزوجل) نے فتح دی اب غنیمتیں جمع کی گئیں اسے کھانے کے لیے آگ آئی، مگر اس نے نہیں کھایا (یعنی پہلے زمانہ میں حکم یہ تھا کہ غنیمت جمع کی جائے پھر آسمان سے آگ اترتی اور سب کو جلا دیتی اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ سمجھا جاتا کہ کسی نے کوئی خیانت کی ہے اور یہاں بھی یہی ہوا) نبی نے فرمایا: کہ تم نے خیانت کی ہے، لہذا ہر قبیلہ میں سے ایک شخص بیعت کرے بیعت ہوئی ایک شخص کا ہاتھ اون کے ہاتھ سے چپک گیا، فرمایا: تمہارے قبیلہ میں کسی نے خیانت کی ہے اس کے بعد وہ لوگ سونے کا ایک سرائے جو گائے کے برابر تھا، اس کو اس غنیمت میں شامل کر دیا پھر حسب دستور آگ آئی اور کھا گئی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ ہم سے قبل کسی کے لیے غنیمت حلال نہیں تھی اللہ (عزوجل) نے ہمارے ضعف و عجز کی وجہ سے اسے حلال کر دیا۔ (3)

(3) صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحلیل الغنائم... إلخ، الحدیث ۳۲۔ (۱۷۴۷)، ص ۹۵۹۔

صحیح البخاری، کتاب فرض الخس، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم احلت لکم... إلخ، الحدیث ۳۱۲۲، ج ۲، ص ۳۴۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ نبی سے مراد حضرت یوشع علیہ السلام ہیں یعنی موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اور غزوہ سے مراد بیت المقدس پر جہاد، یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا۔ (اشعہ، مرقات)

۲۔ یعنی جس کا نکاح ہو چکا ہے ابھی رخصت نہیں ہوئی ہے اس کی تیاری میں ہے۔ اہل عرب زفاف کے وقت خیمہ وغیرہ بناتے تھے۔ اس میں زفاف کرتے تھے اس لیے زفاف کو بتا رکھتے تھے۔ (اشعہ)

۳۔ یعنی مکان بنانے میں مشغول ہے ابھی عمارت نامکمل ہے اس کی تکمیل کر رہا ہے۔

۴۔ یعنی جس کی بکریاں یا اونٹنیاں گامبھن ہیں اسے ان کے بچے دیکھنے دودھ پینے کا بڑا انتظار ہے۔ مقصد یہ ہے کہ میرے ساتھ جہاد میں فارغ البال جائے جس کا دل دنیا میں لگا ہے وہ نہ جائے تاکہ اس عبادت میں دھیان نہ بٹے جیسے آج پیشاب پاخانہ کی سخت حاجت لے کر نماز پڑھنا ممنوع ہے کہ اس سے نماز میں دل نہ لگے گا۔

۵۔ یعنی اے سورج تجھے رتار کا حکم الہی ہے اور مجھے جہاد کا حکم ہے اگر تو ابھی ڈوب گیا اور میں بیت المقدس فتح نہ کر سکا تو ہفتہ کا دن شروع ہو جائے گا جس میں جہاد کرنا قتال کرنا حرام ہے پھر کفار کو کافی مہلت مل جائے گی اور بیت المقدس فتح کرنا مشکل ہو جائے گا خدا یا تو سورج کو روک دے جب یہ بیت المقدس فتح کر لوں تب غروب ہو۔ معلوم ہوا کہ حضرت انبیاء کرام چاند سورج سے بھی کلام فرماتے ہیں اور ←

حدیث ۴: ابو داؤد نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں ہم حبشہ سے واپس ہوئے وہ ان سے گفتگو اور ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں شعر

ہست محسوس حواس اہل دل

نطق آب و نطق خاک و نطق گل

از حواس اولیاء بیگانہ است

فلسفی کو مگر حنائیہ است

یہ جہاد جمعہ کے دن ہوا تھا۔ اس دین میں ہفتہ کے دن جہاد بھی ممنوع تھا۔ (مرقات)

۶۔ بحکم الہی سورج ٹھہر گیا جب بیت المقدس فتح ہو گیا تب ڈوبا، یہ حضرت یوشع علیہ السلام کا معجزہ ہوا۔ خیال رہے کہ یوشع علیہ السلام کے سوا کسی نبی کے لیے سورج روکا نہیں گیا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک بار سورج روکا گیا اور ایک بار لوٹا یا گیا۔ چنانچہ بعد معراج جب کفار مکہ نے حضور سے پوچھا کہ آپ نے ہمارا فلاں قافلہ رام میں دیکھا ہوگا فرمایا ہاں بولے مکہ کب پہنچے گا فرمایا بدھ کی صبح کو، قافلہ کو واپسی میں کچھ دیر ہوگئی تو بدھ کے دن سورج کو روک لیا گیا حتیٰ کہ جب قافلہ مکہ معظمہ پہنچا تب سورج طلوع ہوا اور غزوہ خیبر کے موقع پر مقام مہبہاء میں بعد عصر حضور نے حضرت علی کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرمایا تھا، جناب علی نے نماز عصر نہ پڑھی سورج ڈوب گیا تب حضور کی دعا سے سورج واپس ہوا، حضرت علی نے نماز عصر پڑھی پھر ڈوبا۔ ابن جوزی نے ان احادیث کو موضوع کہا مگر طحاوی نے مشکل الحدیث میں قاضی عیاض نے شفاء شریف میں انہیں صحیح کہا۔ ابن المنذر ابن شاہین نے ان کی تصحیح کی، طبرانی نے معجم میں بہ سند حسن حضرت جابر سے سورج روک لیے جانے کی حدیث نقل فرمائی ہے۔ بہر حال آفتاب کا رکنا حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے ہوا اور رکنا واپس لوٹنا ہمارے حضور کے لیے ہوا۔ وہ جو حدیث میں ہے کہ یوشع علیہ السلام کے سوا کسی کے لیے سورج نہ رکا اس سے مراد حضور سے پہلے کے نبی ہیں۔ (مرقات، اشعہ) فقیر نے مقام مہبہاء کی زیارت کی ہے جہاں سورج لوٹا یا گیا تھا، یہ جگہ خیبر سے قریب ایک میل دور جانب مدینہ منورہ ہے۔ عام لوگ زیارت کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔ شعر

چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا

اشارہ سے چاند چیر دیا

یہ تاب و تواں تمہارے لیے

گئے ہوئے دن کو عصر کیا

۷۔ اس زمانہ میں غنیمت کا مال جمع کر کے کسی پہاڑی یا میدان میں رکھ دیا جاتا تھا غیبی آگ آکر اسے جلا جاتی تھی اس لیے یہ کیا گیا۔

۸۔ اس لیے آگ آئی تو تھی مگر اسے جلایا نہیں۔ یہاں کھانے سے مراد جلانا ہے گزشتہ دینوں میں یہ مال غنیمت اور قربانیوں کے گوشت غیبی آگ جلایا کرتی تھی۔

۹۔ یہ بھی یوشع علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ جس میں خیانت تھی اس کے سردار کا ہاتھ یوشع علیہ السلام کے ہاتھ سے چٹ گیا جس سے خیانت پکڑی گئی۔

۱۰۔ یعنی اس غنیمت کے مال میں سونے کی گائے کا سرجو عام گایوں کے سر کے برابر تھا اس کی خیانت کی گئی جواب حاضر کی گئی۔

۱۱۔ اس زمانہ میں غیبی آگ کا جلا جانا قبولیت کی علامت تھی اور نہ جلانا مردودیت کی علامت تھی خیانت والی غنیمت مردود مانی جاتی تھی۔ ہانبل و قائل نے بھی اپنی قربانیاں پہاڑ پر رکھی تھیں ہانبل کی قربانی کو آگ جلا گئی اور قائل کی قربانی دیکھی ہی پڑی رہی۔

اوس وقت پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابھی خیبر کو فتح کیا تھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہمارے لیے حصہ مقرر فرمایا اور ہمیں بھی عطا فرمایا، جو لوگ فتح خیبر میں موجود نہ تھے اون میں ہمارے سوا کسی کو حصہ نہ دیا، صرف ہاری کشتی والے جتنے تھے حضرت جعفر اور اون کے رفقا انھیں کو حصہ دیا۔ (4)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں یزید بن ہریر سے مروی کہ مجاہدہ حروری نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس لکھ کر دریافت کیا کہ غلام و عورت غنیمت میں حاضر ہوں تو آیا ان کو حصہ ملے گا؟ یزید سے فرمایا کہ لکھ دو کہ ان کے لیے

۱۲۔ یعنی ہماری امت عموماً کمزور اور غریب ہوگی لہذا اس کے لیے مال غنیمت حلال فرمادیا گیا کہ اس مال کے ذریعہ جہاد میں قوت حاصل کریں، یہ رب تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے۔ اسی طرح قربانی کا گوشت بھی اس امت کے لیے حلال کر دیا گیا کہ قربانی عبادت بھی ہے اور مسلمانوں کی خوراک بھی ہے، یہ ہے خاص کرم۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۹۲۵)

(4) سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فیمن جاء بعد الفیثمہ... الخ، الحدیث ۲۵۷۲، ج ۳، ص ۹۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری یمن کے رہنے والے تھے، مکہ معظمہ میں آکر مسلمان ہو گئے، پھر یمن چلے گئے، پھر وہاں سے بارادہ ہجرت مدینہ منورہ بڑا سہ دریا روانہ ہوئے، باد مخالف نے ان کی کشتی کو بجائے مدینہ منورہ کے حبشہ میں جا پھینکا، وہاں جعفر اور ان کے ساتھیوں نے مدینہ پاک کی طرف ہجرت کی تو آپ بھی ان کے ساتھ ہجرت کر کے آئے، اتفاقاً فتح خیبر کے دن خیبر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، حضور انور کو ان لوگوں کی آمد سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے یہاں پہنچنے کے متعلق اور روایات بھی ہیں مگر یہ روایت حاشیۃ اللغات میں منقول ہے اور صحیح شرح بعض روایات میں ہے۔ حضرت ابو موسیٰ پہلے حبشہ میں ہجرت کر گئے تھے، پھر وہاں سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۔ یعنی خیبر کی غنیمتوں سے حصہ صرف ان مجاہدین کو ہی دیا جو اس غزوہ میں ہی شریک تھے صرف ہماری جماعت وہ تھی جو غزوہ میں شریک نہ ہوئی اور اسے غنیمت کا حصہ ملا۔ احناف کے نزدیک اس حصہ دینے کی وجہ انکی خصوصیت ہے کہ سرکار انور نے غازیوں سے اجازت لے کر ان حضرات کو بھی حصہ دے دیا جیسے کہ غازیان حسین سے اجازت لے کر ہوازن کو ان کے قیدی واپس فرمادیئے، امام شافعی کے ایک قول میں اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ حضرات اگرچہ فتح خیبر کے بعد پہنچے لیکن ابھی مال غنیمت جمع نہ کیا گیا تھا کہ یہ لوگ پہنچ گئے۔ اس بنا پر وہ فرماتے ہیں کہ اگر جہاد کے بعد غازیوں کو کمک پہنچے جب کہ غنیمت اکٹھی نہ کی گئی ہو تو ان کمک والوں کو بھی غنیمت سے حصہ ملے گا۔ حضور انور نے ان بزرگوں کو کمک قرار دیا، بعض نے فرمایا کہ حضور انور نے انہیں یہ حصہ اپنے غم میں سے دیا جو آپ کا اپنا حصہ تھا مگر پہلی توجیہ بہت قوی ہے اس لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فخریہ طور پر اس واقعہ کا ذکر فرمایا۔ معلوم ہوا کہ یہ حصہ عطا ہونا ان کی خصوصیات سے ہے۔ خیال رہے حضرت ابو موسیٰ مع اپنے دو بڑے بھائیوں کے قربہ بچپن آدمی یمن سے حبشہ پہنچے تھے وہاں سے خیبر۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۹۰۳)

ہم (حصہ) نہیں ہے، مگر کچھ دیدیا جائے۔ (5)

حدیث ۶: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر لشکر میں سے کچھ لوگوں کو لڑنے کے لیے کہیں بھیجتے تو انھیں علاوہ حصہ کے کچھ نفل (انعام) عطا فرماتے۔ (6)

حدیث ۷: نیز صحیحین میں انھیں سے مروی، کہتے ہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہمیں حصہ کے علاوہ خمس (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) میں سے نفل دیا تھا، مجھے ایک بڑا اونٹ ملا تھا۔ (7)

(5) صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب النساء الغازیات... إلخ، الحدیث ۳۹۔ (۱۸۱۲)، ص ۱۰۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ ہمدانی ہیں، بنی لیف کے غلام ہیں، تابعی ہیں، ثقہ ہیں، اہل مدینہ سے ہیں۔

۲۔ مجددہ خوارج سے تھا، حرورہ ایک بستی کا نام ہے قریب کوفہ، اس بستی میں خوارج کا اجتماع تھا اس لیے خوارج کو حروری کہا جاتا ہے جیسے ہمارے ہاں قادیانی ایک مرتد فرقہ کا لقب ہے، قادیان بستی کی طرف نسبت ہے۔

۳۔ یعنی اگر غلام جہاد کرے یا عورت زخمی غازیوں کی مرہم پٹی کرے تو غنیمت سے کچھ دے دیا جائے گا جو مقررہ حصے سے کم ہو گا پورا حصہ نہ دیا جائے گا لیکن اگر غلام صرف مولیٰ کی خدمت کرے اور عورت صرف اپنے خاوند کا کام کرے تو انہیں کچھ نہ ملے گا کہ اس صورت میں یہ تاجر کی طرح ہیں جو جہاد میں دوکان لے کر جاوے۔ (اشعہ و مرقات و لعات)

۴۔ اکثر علماء کا یہ ہی قول ہے امام اعظم کا بھی یہی مذہب ہے کہ عورت اور غلام کو غنیمت سے کچھ دے دیا جائے اور باقاعدہ پورا حصہ نہ دیا جائے بشرطیکہ غلام جنگ کرے مولیٰ کی اجازت سے یا بغیر اجازت اور عورت غازیوں کی خدمت کرے کہ عورت کی خدمت مثل جنگ کے ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۸۱)

(6) صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب الانفال، الحدیث ۴۰۔ (۱۷۵۰)، ص ۹۶۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ نفل کے معنی ہیں زیادتی اس سے ہے انفال اور نافلہ، اصطلاح میں نفل وہ مال کہلاتا ہے جو کسی غازی کو اس کے حصے سے زیادہ دیا جائے یا کسی بہادری کے صلہ میں یا جہاد کی رغبت دینے کے لیے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بعض غازیوں کو ان کے عام حصے کے علاوہ جس کے دوستحق ہوتے تھے کچھ زیادہ بھی عطا فرماتے تھے۔ اس زیادتی میں بہت حکمتیں ہوتی تھیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۸۳)

(7) صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب الانفال، الحدیث ۳۸۔ (۱۷۵۰)، ص ۹۶۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ایک جہاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت سے خمس لیا، اس خمس میں سے ہم لوگوں کو ایک ایک اونٹ زائد دیا بطور نفل۔

حدیث ۸: ابن ماجہ و ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکواری ذوالفقار بدر کے دن نفل میں ملی تھی۔ (8)

حدیث ۹: امام بخاری خولہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: کچھ لوگ اللہ (عزوجل) کے مال میں ناحق کھس پڑتے ہیں، اون کے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔ (9)

محیال رہے کہ آج کل فوجی سپاہیوں کی تنخواہ ہوتی ہے قیمت میں حصہ بالکل نہیں ملتا مگر اس زمانہ میں تنخواہ نہ ہوتی تھی قیمت کے پانچ حصے کر کے ایک حصہ اللہ رسول کے نام کالے لیا جاتا تھا اسے ٹس کہتے تھے اور باقی چار حصے غازیوں میں تقسیم ہو جاتے تھے یہاں اس کا ذکر ہے یعنی حضور انور نے یہ نفل ہم لوگوں کو ٹس میں سے دیا غازیوں کے حصے سے نہ دیا۔

۲۔ شارف کی یہ تفسیر کسی اور راوی نے کی ہے حضرت ابن عمر کی نہیں۔ (مرقات) لعل کے معنی ابھی ذکر کیے گئے، اس سے ہے یہ نفل نماز و روزہ یعنی فرض سے زیادہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۸۸۴)

(8) جامع الترمذی، کتاب السیر، باب فی النفل، الحدیث ۱۵۶۷، ج ۳، ص ۲۰۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس نفل بنا ہے نفل سے، اس کے معنی ہیں نفل یعنی زیادتی قبول فرمانا لے لینا۔ تنفیل باب تفعیل کے معنی ہوتے ہیں دوسرے کو نفل دینا یعنی حضور اقدس نے خود یہ تکواری قبول فرمائی اسے شریعت میں مٹا دیا کہتے ہیں یعنی حضور انور کا پسند فرمایا ہوا مال۔ فقار جمع ہے فقرہ کی بمعنی جوڑ اس لیے عبارت کے جنے کو فقرہ کہا جاتا ہے، چونکہ اس تکواری میں جوڑ تھے، پرت پرت جیسے ہاکی کی لکڑی یا اس میں منگے موتی ایسے جڑے ہوئے تھے جیسے پیٹھ کی ہڈی اس لیے اسے ذوالفقار یعنی جوڑوں والی تکواری کہا جاتا تھا۔ یہ تکواری عنہ ابن حجاج کافر کی تھی جو بدر میں مارا گیا پھر حضور انور کے پاس رہی، حضور انور اس تکواری سے جہاد فرماتے تھے، کچھ عرصہ بعد حضور نے یہ ذوالفقار علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی۔ (اشعد و مرقات) امام ابو جعفر محمد بن علی باقر سے روایت ہے کہ بدر کے دن ایک فرشتہ نے پکارا تھا لاسیف الا ذوالفقار لافتی الاعلیٰ۔ (مرقات) اب لوگوں نے اسے اس طرح بتایا۔ شعر

لا فتی الاعلیٰ لاسیف الا ذوالفقار

شاہ مرداں شیر یزدان قوت پروردگار

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۹۱۱)

(9) صحیح ابن خری، کتاب فرض الخمس، باب قولہ تعالیٰ (فان اللہ خمسہ وللرسول) یعنی... الخ، الحدیث ۳۱۱۸، ج ۲، ص ۳۳۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خود دو ہیں: ایک خولہ بنت ثامر، دوسری خولہ بنت ثعلبہ حضرت اوس ابن صامت کی بیوی، یہاں پہلی خولہ مراد ہیں خولہ بنت ثامر، مرقات کی یہ بھی تحقیق ہے مگر اشعد المصنعات نے دوسری خولہ مراد لیں۔ واللہ اعلم!

حدیث ۱۰: ابو داود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شر (اونٹ) کے پاس تشریف لائے اوس کے کوہان سے ایک بال لیکر فرمایا: اے لوگو! اس غنیمت میں سے میرے لیے کچھ نہیں ہے (بال کی طرف اشارہ کر کے) اور یہ بھی نہیں سوا غنس کے (کہ یہ میں لونگا) وہ بھی تمہارے ہی اوپر رہا ہو جائیگا، لہذا سوئی اور تاگا جو کچھ تم نے لیا ہے حاضر کرو۔ ایک شخص اپنے ہاتھ میں بالوں کا گچھا لے کر کھڑا ہوا اور عرض کی، میں نے پالان درست کرنے کے لیے یہ بال لیے تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اس میں میرا اور بنی عبدالمطلب کا جو کچھ حصہ ہے وہ تمہیں دیا۔ اوس شخص نے کہا، جب اس کا معاملہ اتنا بڑا ہے تو مجھے ضرورت نہیں یہ کہہ کر واپس کر دیا۔ (10)

۲۔ خوض کے لغوی معنی پانی میں گھس جانا، اصطلاح میں کسی باطل کام میں مشغول ہو جانے کو خوض کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "كَذٰهُ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعٰهُنَّ" باب تفعیل میں آکر مبالغہ پیدا ہو گیا۔ اللہ کے مال سے مراد بیت المال کا مال ہے، زکوٰۃ، خراج، جزیہ، غنیمت وغیرہ۔ حق سے مراد ہے یا استحقاق یا سلطان اسلام کی اجازت یعنی بیت المال میں ان کا حق نہیں اور وہ لے لیتے ہیں یا حق کم ہے وہ زیادہ لے لیتے ہیں۔

۳۔ باحق مال کھانے کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۶۴۴)

(10) سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فی فداء الاسیر بالمال، الحدیث ۲۶۹۳، ج ۳، ص ۸۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ دبرہ خاص اونٹ کے بال کو کہتے ہیں اور شعر ہر بال کو کہا جاتا ہے، سنام اونٹ کی پیٹھ میں ابھری ہوئی ہڈی سے کوہان کہا جاتا ہے۔
۲۔ یعنی حقیر سے حقیر اور معمولی سے معمولی چیز بھی غنیمت سے میرا حصہ نہیں، اس سے معنی مستثنیٰ ہے۔ معنی وہ چیز ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرمائیں۔ جیسے ابھی ذوالفقار کا داتہ گزرا کہ وہ معنی تھی یا غزوہ خیبر میں بی بی صفیہ بیوہ کے سردار کی بیٹی تھیں ان کا حضور انور کے نکاح میں ہونا ہی موزوں تھا یا ذوالفقار کفار کے سردار کی نکو اور حضور انور کے ہاتھ اس کا ہونا کفار کے زیادہ جلنے کا باعث تھا، بہر حال یہاں قانون کا ذکر ہے اور معنی کا اختیار فرمانا دائمی قانون نہ تھا کبھی اتفاق تھا۔

۳۔ اشارہ کے لیے صرف ایک انقل اٹھائی یعنی صرف ایک غنس ہی ہمارا حق ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

۴۔ یعنی وہ بھی تمہاری مصلحتوں میں ہی خرچ ہوتا ہے کہ اس غنس سے ہم جنگی سامان گھوڑے تیر وغیرہ خریدتے ہیں موقعہ بموقعہ مساکین کی مدد فرماتے ہیں۔

۵۔ یعنی یہ اولیٰ دھماکہ کی تھی ہے۔ مقصود صرف یہ ہے کہ میرا کبیل پھٹا یا ادھڑا ہوا ہے اسے درست کرنا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو لے لوں۔

۶۔ یعنی اگر یہ دھماکہ کی تھی میرے غنس میں آگئی تو میری طرف سے تجھے اجازت ہوگی اور اگر میرے کسی عزیز مطلبی کو غنیمت کے

نہ ہوگی۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی تعظیم القلول، الحدیث: ۲۷۱۰، ص ۱۳۲۳) (المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۱۷۹، ج ۵، ص ۲۳۱) حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے دن سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چند صحابہ کرام علیہم السلام آئے اور کہنے لگے کہ فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے یہاں تک کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گزرے اور کہنے لگے یہ بھی شہید ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں، بلاشبہ میں نے اسے وہ چادر اوڑھے یا قمیص پہنے جہنم میں دیکھا ہے جو اس نے خیانت کر کے لی تھی۔ پھر ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب! جاؤ اور لوگوں میں اعلان کرو کہ ایمان والے ہی جنت میں داخل ہوں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظہ تحریم القلول..... الخ، الحدیث: ۳۰۹، ص ۶۹) (المصنف لابن ابی حنیفہ، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، الحدیث: ۱۳، ج ۸، ص ۵۲۳)

دشمن امانت دار کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حقیقت نشان ہے: اگر میری اُمت خیانت نہ کرے تو اس کے سامنے دشمن قدم نہ جما سکے۔ حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا تمہارے سامنے دشمن بکری کا دودھ دہنے کی دیر ٹھہرا رہتا ہے؟ تو انہوں نے جواباً کہا: جی ہاں! بلکہ تین دودھ والی بکریوں کے دودھ دہنے کی دیر تک۔ تو حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: رب کعب کی قسم! تم نے خیانت کی ہے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۱۰۸، ج ۶، ص ۸۹)

بروز قیامت خائن کی حالت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک، صاحب نواک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر کیا اور اس کے معاملہ کو بہت بڑا گناہ بتایا یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ بروز قیامت اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر بڑبڑانے والا اونٹ ہو اور وہ کہہ رہا ہو: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری فریاد سی فرمائیے۔ تو میں کہوں گا: میں اللہ عز و جل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔ میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ روز محشر اس حال میں آئے کہ اپنی گردن پر ایک ہنہانے والا گھوڑا لے ہو اور کہہ رہا ہو: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری امداد فرمائیے۔ تو میں کہوں گا: میں اللہ عز و جل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔ میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر ایک منہانے والی بکری ہو اور وہ کہہ رہا ہو: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری فریاد سی فرمائیے۔ تو میں کہوں گا: میں اللہ عز و جل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔ میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر

ہے (جس پر لوگوں کے حقوق لکھے ہوتے ہیں) پھڑ پھڑا رہا ہو اور وہ کہہ رہا ہو: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری امداد فرمائیے۔ تو میں کہوں گا: میں اللہ عز و جل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔ میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ بروئے قیامت اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر خاموشی ہے (جیسے سونا چاندی وغیرہ) ہو اور وہ کہہ رہا ہو: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری فریاد سی فرمائیے۔ تو میں کہوں گا: میں اللہ عز و جل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب غلط تحریم الغلول، الحدیث: ۳۳۴، ۳۳۵، ۱۰۰۶) (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۶۰۷۲، ج ۵، ص ۳۳۳)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مالِ غنیمت حاصل فرماتے تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیتے وہ لوگوں میں اعلان کرتے، لوگ اپنا اپنا مالِ غنیمت لے کر حاضر ہو جاتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خمس (یعنی پانچواں حصہ) نکال لیتے اور اسے تقسیم فرما دیتے۔ ایک دن ایک شخص اس (یعنی مالِ غنیمت جمع ہو چکنے، خمس نکالنے اور تقسیم کر دینے) کے بعد بالوں کی لگام لایا اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ بھی اسی مالِ غنیمت سے ہے جو ہم نے حاصل کیا تھا۔ تو ارشاد فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا تھا کہ بلال نے 3 بار با آواز بلند اعلان کیا تھا؟ بولا: جی ہاں اسنا تھا۔ ارشاد فرمایا: تو تجھے اس کے لانے سے کس نے روکا؟ وہ عذر کرنے لگا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یوں ہی رہو کہ اسے قیامت کے دن لاؤ گے تو میں تم سے ہرگز قبول نہ کروں گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الغلول اذا کان یسیراً... الخ، الحدیث: ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۱۴۲۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم اللہ عز و جل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے، اللہ عز و جل نے ہمیں فتح عطا فرمائی، ہم نے مالِ غنیمت میں سونا یا چاندی نہ پایا بلکہ سامان، کھانا اور کپڑے پائے، پھر ہم وادیِ قریٰ کی طرف پلٹے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا (مذعم نامی سیاہ قام) غلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا جو بنیِ ضُبیب کے ایک صاحب حضرت سیدنا رفاعة بن زید جذامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تحفہ پیش کیا تھا۔ جب ہم وادی میں اترے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا غلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سامان اُتارنے لگا تو اسے ایک تیر لگا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ صحابہ کرام علیہم السلام نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اُسے شہادت مبارک ہو۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! وہ چادر اس پر آگ بھڑک رہی ہے جو اس نے تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں سے لے لی تھی۔ راوی فرماتے ہیں کہ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور ایک شخص ایک یاد دہشے لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے یہ غزوہ خیبر کے دن پائے تھے تو رسولِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ قسم آگ کا ہے یا دونوں قسم آگ کے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلط تحریم الغلول... الخ، الحدیث: ۳۱۰، ۳۱۱، ۶۹۷)

قبر میں آگ کا کرتا

حضرت سیدنا ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو نبی عبد اللہ کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے پاس گفتگو فرماتے رہتے یہاں تک کہ مغرب کے لئے اذان یا اقامت کہی جاتی۔ حضرت سیدنا ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (ایک دفعہ) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلدی جلدی نماز مغرب کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ یقیناً (غزقہ) کے مقام پر ہمارے پاس سے گزرے اور ارشاد فرمایا: تم پر افسوس! تم پر افسوس! اس بات سے میرے دل میں ڈر اور خوف پیدا ہوا اور میں پیچھے ہو گیا اور گمان کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے فرما رہے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا ہوا؟ جلدی چلو۔ میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر افسوس فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ وہ تو فلاں شخص ہے جسے میں نے فلاں قبیلے کے پاس صدقہ لینے کے لئے بھیجا اور اس نے ایک دھاری دار چادر پھرائی (یعنی اونی چادر جسے عرب لوگ پہنتے ہیں)، بالآخر دیسا ہی آگ کا کرتا اُسے (قبر میں) پہنا دیا گیا۔

(سنن النسائی، کتاب الامامة، باب الاسراع الى الصلاة من غیر سعی، الحدیث: ۸۶۳، ص ۲۱۴۲)

سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جو 3 خصلتوں سے بری ہو کر آیا وہ جنت میں داخل ہو گیا: تکبر، خیانت اور قرض۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب فرض الایمان، الحدیث: ۱۹۸، ج ۱، ص ۲۱۰)

دو جہاں کے تاجدار، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ سراپا عظمت میں مابِ غنیمت میں سے ایک چڑے کا بچھوٹا لایا گیا اور عرض کی گئی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے، تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذریعے دھوپ سے سایہ حاصل کریں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارا نبی قیامت کے دن جہنم کے سائے سے سایہ حاصل کرے۔

(مرا سیل ابی داود، باب فی الغلول، ص ۱۳۱، المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۳۱، ج ۵، ص ۲۲۱)

حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا کہ سیدنا ابوبکرؓ، رضی اللہ عنہما، رحمۃ اللہ علیہما، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: جو خیانت کرنے والے کی پروہ پوشی کرتا ہے وہ اسی کی مثل ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب النہی عن الستر علی من غل، الحدیث: ۲۷۱۶، ص ۱۴۲۵)

تنبیہ:

ائمہ کرام رحمہم اللہ السلام نے خیانت کرنے کو واضح طور پر کبیرہ گناہ شمار کیا اور بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے مشترکہ مال، بیت المال اور زکوٰۃ میں خیانت کرنا گناہ کبیرہ ہونے میں مالی غنیمت میں خیانت کرنے کی طرح ہے اور یہ —



واضح ہے۔ البتہ! جو مال زکوٰۃ میں خیانت کرنے والا ہے اس کے معاملہ میں کوئی فرق نہیں کہ وہ زکوٰۃ کے مستحقین میں سے ہے یا غیر مستحقین میں سے۔ اس لئے کہ مال زکوٰۃ میں اپنی مرضی سے حق کی وصولی ممنوع ہے کیونکہ اس میں نیت شرط ہے۔ بلکہ اگر مالک نے اس کی مقدار غیچہ کر لی اور نیت بھی کر لی تب بھی بذات خود اپنا حق لے لینا جائز نہیں کیونکہ اس کا صحیح ہونا مالک کے دینے پر موقوف ہے اور جب تک وہ نہ دے دوسرے کا مالک بن جاتا مشکل ہے۔ لہذا یہ مالک کی ملکیت میں باقی رہے گا یہاں تک کہ وہ خود دوسرے کو دے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ مال زکوٰۃ میں اپنی مرضی سے حق لے لینا مطلقاً ممنوع ہے۔

شیخ الحدیث، انیسویں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک لگا کر تشریف فرما تھے، انہوں نے کہا کہ یتیم کا مال کھانا، جنگ سے فرار ہو جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، دامن کی نافرمانی کرنا، جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، جادو کرنا، سود کھانا کبیرہ گناہ ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس آیت مبارکہ کو تم کس ضمن میں شمار کرتے ہو؟ (پھر تلاوت فرمائی):

إِنَّ الدِّينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَمْنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا (پ ۳، آل عمران: ۷۷)

ترجمہ کنز الایمان: جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں۔

مسائل فقہیہ

غنیمت اوس کو کہتے ہیں جو لڑائی میں کافروں سے بطور قہر و غلبہ کے لیا جائے۔ اور لڑائی کے بعد جو اون سے لیا جائے جیسے خراج اور جزیہ اس کو فئے کہتے ہیں۔ غنیمت میں خمس (پانچواں حصہ) نکال کر باقی چار حصے مجاہدین پر تقسیم کر دیے جائیں اور فئے کل بیت المال میں رکھا جائے۔ (1)

مسئلہ ۱: دار الحرب میں کسی شہر کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے وہاں مسلمانوں کا تسلط (مسلمانوں کا غلبہ) نہ ہوا تھا تو صرف اون پر عشر مقرر ہو گا یعنی جو زراعت پیدا ہو اوس کا دسواں حصہ بیت المال کو ادا کر دیں اور اگر خود بخود ذمہ میں داخل ہوئے تو اون کی زمینوں پر خراج مقرر ہو گا اور اون پر جزیہ اور اگر غالب آنے کے بعد مسلمان ہوئے تو بادشاہ کو اختیار ہے اون پر احسان کرے اور زمینوں کی پیداوار کا عشر لے یا خراج مقرر کرے یا اون کو اور اون کے اموال کو خمس لینے کے بعد مجاہدین پر تقسیم کر دے۔ فتح کرنے کے بعد اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو اختیار ہے اگر چاہے انھیں لونڈی غلام بنائے اور خمس کے بعد انھیں اور اون کے اموال مجاہدین پر تقسیم کر دے اور زمینوں پر عشر مقرر کر دے اور

(1) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المغنم، قسمہ، ج ۲، ص ۲۱۸، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں ظاہر ہے کہ فئے وہی مال ہے کہ کافر سے بے لڑے قہراً لیا جائے اور لڑ کر لیں تو غنیمت، اور ایام معاہدہ کے ہدایا قہر نہیں، شرح سیر کبیر میں ہے:

لو وادع الامام قوما من اهل الحرب سنة على مال دفعوه اليه جاز لو خيرا للمسلمين ثم هذا المال ليس بغيي ولا غنيمه حتى لا يخمس. ولكنه كالتخراج يوضع في بيت المال لان الغنيمه اسم لمال يضاف بايجاف الخيل والركاب والفيي اسم لما يرجع من اموالهم الى ايدينا بطريق القهر وهذا يرجع اليينا بطريق المراضاة.

(شرح السیر الکبیر)

اگر سلطان اسلام نے حربوں کے کسی گروہ سے سال بھر کے لئے صلح کر لی اور اس پر کچھ مال ان سے لے لیا تو اگر یہ مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تو جائز ہے پھر یہ مال نہ فئے ہے نہ غنیمت، یہاں تک کہ اس سے خمس نہ لیا جائے گا، ہاں وہ خراج کی طرح ہے خزانہ مسلمین میں داخل کیا جائے گا، اس لئے کہ غنیمت اس مال کا نام ہے جو گھوڑے اونٹ دوڑا کر یعنی لڑ کر ملے اور فئے اس مال کا نام ہے جو ہمیں ان سے بطور

غلبہ ہاتھ آئے اور یہ تو ہم کو بطور رضا مندی حاصل ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۴، ص ۶۳۳ رضانی فاؤنڈیشن، لاہور)

اگر چاہے تو مردوں کو قتل کر ڈالے اور عورتوں بچوں اور اموال کو احد ٹمس تقسیم کر دے اور اگر چاہے تو سب کو چھوڑ دے اور ان پر جزیہ اور زمینوں پر خراج مقرر کر دے اور چاہے تو انھیں وہاں سے نکال دے اور دوسروں کو وہاں بسائے اور چاہے تو اون کو چھوڑ دے اور زمین انھیں واپس دے اور عورتوں، بچوں اور دیگر اموال کو تقسیم کر دے مگر اس صورت میں بقدر زراعت انھیں کچھ مال بھی دیدے ورنہ مکروہ ہے اور چاہے تو صرف اموال تقسیم کر دے اور انھیں اور عورتوں، بچوں اور زمینوں کو چھوڑ دے مگر تھوڑا مال بقدر زراعت دیدے (2) ورنہ مکروہ ہے اور اگر تمام اموال اور زمینیں تقسیم کر دیں اور اون کو چھوڑ دیا تو یہ ناجائز ہے۔ (3)

مسئلہ ۲: اگر کسی شہر کو بطور صلح فتح کیا ہو تو جن شرائط پر صلح ہوئی ان پر باقی رکھیں اس کے خلاف کرنے کی نہ انھیں اجازت ہے نہ بعد والوں کو اور وہاں کی زمین انھیں لوگوں کی ملک (ملکیت میں) رہے گی۔ (4)

مسئلہ ۳: دارالحرب کے جانور قبضہ میں کیے اور ان کو دارالاسلام تک نہیں لاسکتا تو ذبح کر کے جلا ڈالے۔ یوہیں اور سامان جن کو نہیں لاسکتا ہے جلا دے اور برتنوں کو توڑ ڈالے روغن وغیرہ بہادے اور ہتھیار وغیرہ لوہے کی چیزیں جو جلنے کے قابل نہیں انھیں پوشیدہ جگہ دفن کر دے۔ (5)

مسئلہ ۴: دارالحرب میں بغیر ضرورت غنیمت تقسیم نہ کریں اور اگر بار برداری کے جانور نہ ہوں تو تھوڑی تھوڑی مجاہدین کے حوالہ کر دی جائے کہ دارالاسلام میں آکر واپس دیں اور یہاں تقسیم کی جائے۔ (6)

مسئلہ ۵: مال غنیمت کو دارالحرب میں مجاہدین اپنی ضرورت میں قبل تقسیم صرف کر سکتے ہیں مثلاً جانوروں کا چارہ اپنے کھانے کی چیزیں کھانا پکانے کے لیے ایندھن، گھی، تیل، شکر، میوے خشک و تر اور تیل لگانے کی ضرورت ہو تو کھانے کا تیل لگا سکتا ہے اور خوشبودار تیل مثلاً روغن گل وغیرہ اس وقت استعمال کر سکتا ہے جب کسی مرض میں اس کے استعمال کی حاجت ہو اور گوشت کھانے کے جانور ذبح کر سکتے ہیں مگر چڑا مال غنیمت میں واپس کریں۔ اور مجاہدین اپنی باندی، غلام اور عورتوں بچوں کو بھی مال غنیمت سے کھلا سکتے ہیں۔ اور جو شخص تجارت کے لیے گیا ہے لڑنے کے لیے نہیں گیا وہ اور مجاہدین کے نوکر مال غنیمت کو صرف (خرچ) نہیں کر سکتے ہاں پکا ہوا کھانا یہ بھی کھا سکتے ہیں۔ اور پہلے سے اشیاء

(2) یعنی اتنا مال جس سے کھیتی باڑی کر سکیں۔

(3) افتاویٰ المحند یہ، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم، الفصل الاول، ج ۲، ص ۲۰۵۔

(4) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب الغنم و قسمہ، ج ۶، ص ۲۱۸۔

(5) المرجع السابق، ص ۲۲۳۔

(6) المرجع السابق، ص ۲۲۳۔

اپنے پاس رکھ لینا کہ ضرورت کے وقت صرف کریگے ناجائز ہے۔ یوں جو چیز کام کے لیے لی تھی اور بیچ گئی اسے بیچنا بھی ناجائز ہے اور بیچ ڈالی تو دام (قیمت) واپس کرے۔ (7)

مسئلہ ۶: مال غنیمت کو بیچنا جائز نہیں اور بیچا تو چیز واپس لی جائے اور وہ چیز نہ ہو تو قیمت مال غنیمت میں داخل کرے۔ (8)

مسئلہ ۷: دارالحرب سے نکلنے کے بعد اب تصرف جائز نہیں، ہاں اگر سب مجاہدین کی رضا سے ہو تو حرج نہیں اور جو چیزیں دارالحرب میں لی تھیں ان میں سے کچھ بچا ہے اور اب دارالاسلام میں آگیا تو بقیہ واپس کر دے اور واپسی سے پہلے غنیمت تقسیم ہو چکی تو فقرا پر تصدق کر دے (فقیروں پر صدقہ کر دے) اور خود فقیر ہو تو اپنے کام میں لائے اور اگر دارالاسلام میں پہنچنے کے بعد بقیہ کو صرف کر ڈالا ہے تو قیمت واپس کرے اور غنیمت تقسیم ہو چکی ہے تو قیمت تصدق کر دے اور خود فقیر ہو تو کچھ حاجت نہیں۔

مسئلہ ۸: مال غنیمت میں قبل تقسیم خیانت کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۹: جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہو گیا وہ خود اور اس کے چھوٹے بچے اور جو کچھ اس کے پاس مال و متاع ہے سب محفوظ ہیں یہ جبکہ اسلام لانا گرفتار کرنے سے پہلے ہو اور اسکے بعد کہ سپاہیوں نے اسے گرفتار کیا اگر مسلمان ہوا تو وہ غلام ہے۔ اور اگر مسلمان ہونے سے پہلے اُس کے بچے اور اموال پر قبضہ ہو گیا اور وہ گرفتاری سے پہلے مسلمان ہو گیا تو صرف وہ آزاد ہے اور اگر حربی اسن لیکر دارالاسلام میں آیا تھا اور یہاں مسلمان ہو گیا پھر مسلمان اُس کے شہر پر غالب آئے تو بال بچے اور اموال سب فئے ہیں۔ (9)

مسئلہ ۱۰: جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا اور اُس نے پیشتر (پہلے) سے کچھ مال کسی مسلمان یا ذی کے پاس امانت رکھ دیا تھا تو یہ مال بھی اُس کو ملے گا اور حربی کے پاس تھا تو فئے ہے اور اگر دارالحرب میں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں چلا آیا پھر مسلمانوں کا اُس شہر پر تسلط (غلبہ) ہوا تو اُس کے چھوٹے بچے محفوظ رہیں گے اور جو اموال اُس نے مسلمان یا ذی کے پاس امانت رکھے ہیں وہ بھی اُسی کے ہیں باقی سب فئے ہے۔ (10)

(7) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المغنم و قسمہ، مطلب فی ان معلوم المستحق... إلخ، ج ۶، ص ۲۲۹.

والفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم، الفصل الاول، ج ۲، ص ۲۰۹.

(8) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المغنم و قسمہ، ج ۶، ص ۲۲۵-۲۲۶.

(9) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المغنم و قسمہ، مطلب فی ان معلوم المستحق... إلخ، ج ۶، ص ۲۳۱.

(10) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المغنم و قسمہ، ج ۶، ص ۲۳۱.

مسئلہ ۱۱: جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا تو اسکی بالغ اولاد اور زوجہ اور زوجہ کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ اور جائیداد غیر منقولہ اور اس کے باندی غلام لڑنے والے اور اس باندی کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ، یہ سب غنیمت ہیں۔ (11)

مسئلہ ۱۲: جو حربی دارالاسلام میں بغیر امان لیے آگیا اور اسے کسی نے پکڑ لیا تو وہ اور اس کے ساتھ جو کچھ مال ہے سب لئے ہے۔ (12)



فتح القدیر، کتاب السیر، باب الغنائم و قسمتها، ج ۵، ص ۲۳۰.

(11) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المغنم و قسمتها، ج ۶، ص ۲۳۱.

(12) المرجع السابق، ص ۲۳۱.

غنیمت کی تقسیم

مسئلہ ۱: غنیمت کے پانچ حصے کیے جائیں ایک حصہ نکال کر باقی چار حصے مجاہدین پر تقسیم کر دیے جائیں اور سوار بہ نسبت پیدل کے دو (دگنا) پائے گا یعنی ایک اوس کا حصہ اور ایک گھوڑے کا اور گھوڑا عربی ہو یا اور قسم کا سب کا ایک قسم ہے۔ سردار لشکر اور سپاہی دونوں برابر ہیں یعنی جتنا سپاہی کو ملے گا اتنا ہی سردار کو بھی ملے گا۔ اونٹ اور گدھے اور خنجر کسی کے پاس ہوں تو اون کی وجہ سے کچھ زیادہ نہ ملے گا یعنی اسے بھی پیدل والے کے برابر ملے گا اور اگر کسی کے پاس چند گھوڑے ہوں جب بھی اتنا ہی ملے گا جتنا ایک گھوڑے کے لیے ملتا تھا۔ (1)

مسئلہ ۲: سوار دو چند غنیمت کا اس وقت مستحق ہوگا جب دارالاسلام سے جدا ہونے کے وقت اوس کے پاس گھوڑا ہو لہذا جو شخص دارالحرب میں بغیر گھوڑے کے آیا اور وہاں گھوڑا خرید لیا تو پیدل کا حصہ پائے گا اور اگر گھوڑا تھا مگر وہاں پہنچ کر مر گیا تو سوار کا حصہ پائے گا اور سوار کے دو چند (یعنی دگنا) حصہ پانے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اوس کا گھوڑا مریض نہ ہو اور بڑا ہو یعنی لڑائی کے قابل ہو اور اگر گھوڑا بیمار تھا اور غنیمت سے قبل اچھا ہو گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ نہیں اور اگر بچھیرا (گھوڑی کا بچہ) تھا اور غنیمت کے قبل جوان ہو گیا تو نہیں اور اگر گھوڑا لیکر چلا مگر سرحد پر پہنچنے سے پہلے کسی نے غصب کر لیا یا کوئی دوسرا شخص اوس پر سواری لینے لگا یا گھوڑا بھاگ گیا اور یہ شخص دارالحرب میں پیدل داخل ہوا تو اگر ان صورتوں میں لڑائی سے پہلے اوسے وہ گھوڑا مل گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ پیدل کا اور اگر لڑائی سے پہلے یا جنگ کے وقت گھوڑا بیچ ڈالا تو پیدل کا حصہ پائے گا۔ (2)

مسئلہ ۳: سوار کے لیے یہ ضرور نہیں کہ گھوڑا اوس کی ملک ہو بلکہ کرایہ یا عاریت سے لیا ہو بلکہ اگر غصب کر کے لے گیا جب بھی سوار کا حصہ پایگا اور غصب کا گناہ اوس پر ہے اور اگر دو شخصوں کی شرکت میں گھوڑا ہے تو ان میں کوئی سوار کا حصہ نہیں پایگا مگر جبکہ داخل ہونے سے پہلے ایک نے دوسرے سے اوس کا حصہ کرایہ پر لے لیا۔ (3)

مسئلہ ۴: غلام اور بچہ اور عورت اور مجنون کے لیے حصہ نہیں ہاں خمس نکالنے سے پہلے پوری غنیمت میں سے انھیں کچھ دیدیا جائے جو حصہ کے برابر نہ ہو مگر اس وقت کہ انھوں نے قتال کیا ہو یا عورت نے مجاہدین کا کام کیا ہو مثلاً کھانا

(1) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب الرابع، الفصل الثانی فی کیفیتہ القسمۃ، ج ۲، ص ۲۱۲۔

(2) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیتہ القسمۃ، ج ۶، ص ۲۳۲-۲۳۳۔

(3) رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیتہ القسمۃ، مطلب نفعہ الامیر حرام، ج ۶، ص ۲۳۳۔

پکانا بیماروں اور زخمیوں کی تیمارداری کرنا اون کو پانی پلانا وغیرہ۔ (4)

مسئلہ ۵: غنیمت کا پانچواں حصہ جو نکالا گیا ہے اس کے تین حصے کیے جائیں ایک حصہ یتیموں کے لیے اور ایک مسکینوں اور ایک مسافروں کے لیے اور اگر یہ تینوں حصے ایک ہی قسم مثلاً یتامی (یتیموں) یا مساکین پر صرف کر دیے (خرچ کر دیے) جب بھی جائز ہے اور مجاہدین کو حاجت ہو تو ان پر صرف کرنا بھی جائز ہے۔ (5)

مسئلہ ۶: بنی ہاشم و بنی مطلب کے یتامی اور مساکین اور مسافر اگر فقیر ہوں تو یہ لوگ بہ نسبت دوسروں کے خمس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اور فقراء تو زکوٰۃ بھی لے سکتے ہیں اور یہ نہیں لے سکتے اور یہ لوگ غنی ہوں تو خمس میں ان کا کچھ حق نہیں۔ (6)

(4) الدر المختار، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۳۵۔

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم و قسبتها، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۲۱۴۔

(5) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمة، ج ۶، ص ۲۳۷۔

(6) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمة، ج ۶، ص ۲۳۷، ۲۳۸۔

اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

بنی ہاشم کو زکوٰۃ و صدقات واجبات دینا زہار جائز نہیں، نہ انھیں لینا حلال۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس کی تحریم میں آئیں، اور علیؑ تحریم ان کی عزت و کرامت ہے کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور مثل سائر صدقات واجبہ غاسل ذنوب، تو ان کا حال مثل ماہ مستعمل کے ہے جو گناہوں کی نجاسات اور حدیث کے قاذورات دھو کر لایا ان پاک لطیف سُحرے لطیف اہلبیت طیب و طہارت کی شان اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں، خود احادیث صحیحہ میں اس علیؑ کی تصریح فرمائی،

احمد و مسلم عن البطل بن ربیعۃ عن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الصدقة لا تنبغی لآل محمد انما ہی اوساخ الناس، ۲۔

مسند احمد اور مسلم میں ہے کہ مطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ آل محمد کیلئے جائز نہیں کیونکہ یہ لوگوں (کے مال) کی میل ہے۔

(۲) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب تحریم الزکوٰۃ علی رسول اللہ الخ قدس سرہ کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۴۴

الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انه لا یحل لکما اهل البيت من الصدقات شئ ولا غسالة الا

یدی، ۳۔ هذا مختصراً۔

طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اے اہلبیت! تمہارے لیے صدقات میں سے کوئی شے حلال نہیں اور نہ

ہی لوگوں کے ہاتھوں کی میل، یہ مختصراً ہے، (۳) المعجم الکبیر مروی از عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۱/ ۲۱۷) ←

مسئلہ ۷: جو فوج یا جو شخص لڑنے کے ارادہ سے دارالحرب میں پہنچا اور جس وقت پہنچا لڑائی ختم ہو چکی ہے تو یہ بھی

الطحاوی عن علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت للعباس سل النبی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتعبدک علی

الصدقات فسأله فقال ما کنت لا ستعبدک علی غسالة ذنوب الناس۔ ۱۔

طحاوی میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عباس سے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گزارش کرو تاکہ تمہیں آپ صدقات کے لیے عامل مقرر فرمادیں تو حضرت عباس نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: میں تجھے لوگوں کے گناہوں کی نیل پر

عامل نہیں بنا سکتا۔ (ت) (۱۔ شرح معانی الآثار کتاب الزکوٰۃ باب الصدقة علی بنی ہاشم ایچ سعید کمپنی کراچی ۱/۳۵۲)

اسی طرح کلمات عامہ میں اس تعلیل کی بکثرت تصریحیں ہیں، رہا خمس الخمس اتوں وباللہ التوفیق اس کی تقریر، تحریم صدقات سے ناشی تھی نہ

کہ تحریم صدقات اس کی تقریر پر مبنی ہو، فان اللہ تعالیٰ لما حرم علیہم الصدقات رزقہم خمس الخمس لان اللہ تعالیٰ

لنا رزقہم ذلك حرم علیہم الصدقات حتی لو لم یسہم لہم ذلك لم یحرم علیہم غسالة السيئات وهل من

دلیل علی ذلك بل الدلیل ناطق بخلافه وبعد تحریری هذا المحل وجدت بحمد اللہ نصاً عن الامام المجتہد

التابعی مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ ان تقریر خمس الخمس مبنی علی تحریم الصدقة فقد روى ابن ابی شیبہ

والطبرانی عن خصیف ف عن مجاہد قال کان آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحمل لہم الصدقة فجعل

لہم خمس الخمس ۱۷۔ ۲۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنو ہاشم پر صدقات حرام فرمائے تو ان کے لیے خمس الخمس کو رزق کا ذریعہ بتایا، نہ یہ کہ جب خمس الخمس انہیں عطا فرما یا تو

ان پر صدقات حرام فرمادے حتیٰ کہ اگر ان کے لیے یہ حصہ نہ ہوتا تو ان پر گناہوں کی نیل حرام نہ ہوتی اور اس پر کوئی دلیل ہے؟ بلکہ اس

کے خلاف دلیل ناطق ہے۔ فقیر نے جب یہ اس مقام پر لکھا تو پھر بحمد اللہ مجتہد تابعی امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے میں نے یہ تصریح پائی کہ خمس

الخمس کا اثبات تحریم صدقہ کی بنا پر ہے، مجتہد ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے خصیف سے اور انھوں نے مجاہد سے روایت کیا کہ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل کے لیے صدقہ حلال نہ تھا لہذا ان کے لیے خمس الخمس رکھا گیا ۱۷۔ (ت)

ف: ابن ابی شیبہ میں بطریق حصین عن مجاہد مروی ہے: و فی ن خصیف انظر حاشیہ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ مذکورہ ۱۷۔ (مذیر احمد سعیدی)

(۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الزکوٰۃ من قال لا تحمل الصدقة علی بنی ہاشم، ادارة القرآن والعلوم اسلامية کراچی ۳/۲۱۵)

اور سقوط عوض سے رجوع معوض وہیں ہے جہاں زوال معوض حصول عوض پر موقوف ہو،

کہا فی البیع اذا سلم المشتري الثمن و هلك المبيع فی يد البائع رجع بالثمن لان زوال الحق عن الثمن کان

موقوفاً علی حصول المبيع فاذا لم یسلم المبيع عاد الحق فی الثمن

جیسے کہ بیع میں سے جب مشتری رقم سپرد کر دے اور بیع، بائع کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو مشتری خمس واپس لے سکتا ہے کیونکہ ثمن سے حق کا

زوال، حصول بیع پر موقوف تھا تو جب بائع نے بیع سپرد نہ کیا تو حق ثمن لوٹ آئے گا۔ (ت)

غنیمت میں حصہ دار ہے۔ یوں جو شخص کیا مگر بیماری وغیرہ سے لڑائی میں شریک نہ ہو سکا تو غنیمت پایگا اور اگر کوئی تجارت کے لیے گیا ہے تو جب تک لڑنے میں شریک نہ ہو غنیمت کا مستحق نہیں۔ (7)

مسئلہ ۸: جو شخص دارالحرب میں مر گیا اور غنیمت نہ ابھی تقسیم ہوئی ہے نہ دارالاسلام میں لائی گئی ہے نہ بادشاہ نے غنیمت کو بیچا ہے تو اس کا حصہ نہیں یعنی اس کا حصہ اس کے وارثوں کو نہیں دیا جائیگا اور اگر تقسیم ہو چکی ہے یا دارالاسلام میں لائی جا چکی ہے یا بادشاہ نے بیچ ڈالی ہے تو اس کا حصہ وارثوں کو ملے گا۔ (8)

مسئلہ ۹: تقسیم کے بعد ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں بھی جنگ میں شریک تھا اور گواہوں سے اس امر (بات) کو ثابت بھی کر دیا تو تقسیم باطل نہ کی جائے بلکہ اس شخص کو اس کے حصہ کی قدر بیت المال سے دیا جائے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: غنیمت میں کتابیں ملیں اور معلوم نہیں کہ اون میں کیا لکھا ہے تو نہ تقسیم کریں نہ کافروں کے ہاتھ بیچیں بلکہ موضع احتیاط میں دفن کر دیں کہ کافروں کو نہ مل سکیں اور اگر بادشاہ اسلام مسلمان کے ہاتھ بیچنا چاہے تو ایسے مسلمان کے ہاتھ نہ بیچے جو کافروں کے ہاتھ بیچ ڈالے اور قابل اعتماد شخص ہے کہ کافروں کے ہاتھ نہ بیچے گا تو اس کے ہاتھ بیچ سکتے ہیں۔ اگر سونے یا چاندی کے بارے میں جن میں صلیب یا تصویریں بنی ہیں تو تقسیم سے پہلے انھیں توڑ ڈالے اور ایسے مسلمان کے ہاتھ نہ بیچے جو کافروں کے ہاتھ بیچ ڈالے گا اور اگر روپے اشرفیوں میں تصویریں ہیں تو بغیر توڑنے کے تقسیم

بخلاف اس کے کہ زوال معوض کسی اور علت سے معلل ہو تو جب تک ذہن علت باقی رہے کی زوال معوض پیشک رہے گا اگرچہ حصول عوض ہو یا معوض ہی ساقط ہو جائے۔

واللزم تخلف المعلول عن علته وذلك كالمریض سقطت عنه فرضیة الوضوء لعلۃ الضرر وعوض عنها بمرض التیمم، فان سقط التیمم ایضا لعدم وجدان الصعید الطیب مثلا لا تعود فرضیة الوضوء قطعاً لبقاء الضرر المقتضى لسقوطها فاذن يسقطان جميعاً كذا هذا۔

ورنہ معلول کا علت سے مختلف لازم آئے گا اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی مریض جس سے کسی ضرر کی بناء پر فرضیت وضو ساقط تھی اور اس کے عوض تیمم تھا اب اگر پاک مٹی نہ ہونے کی وجہ سے تیمم بھی ساقط ہو جاتا ہے تو فرضیت وضو قطعاً لوٹ کر نہیں آئے گی اس ضرر کے باقی ہونے کی وجہ سے جس سے ذہن ساقط ہوتی تھی تو اب دونوں (وضو اور تیمم) کا اجتماعی طور پر سقوط ہو جائیگا، اسی طرح یہاں ہے (ت)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، ص ۲۷۱-۲۷۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المغنم و قسمہ، مطلب فی ان معلوم المستحق...، ج ۶، ص ۲۲۶۔

(8) الدر المختار، باب المغنم و قسمہ، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۲۶۔

(9) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب السیر، باب الرابع، الفصل الثانی فی کیفیۃ القسمۃ، ج ۲، ص ۲۱۳-۲۱۵۔

دفع کر سکتے ہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۱: شکاری کتے اور باز اور شکرے غنیمت میں ملے تو یہ بھی تقسیم کیے جائیں اور تقسیم سے قبل ان سے شکار مکروہ ہے۔ (11)

مسئلہ ۱۲: جو جماعت بادشاہ سے اجازت لیکر دارالحرب میں گئی یا باقوت جماعت بغیر اجازت گئی اور شب خون مار کر (رات کے وقت بے خبری میں دشمن پر حملہ کر کے) وہاں سے مال لائی تو یہ غنیمت ہے خمس لیکر باقی تقسیم ہوگا اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی نہ اجازت لی نہ باقوت جماعت ہے تو جو کچھ حاصل کیا سب انھیں کا ہے خمس نہ لیا جائے۔ (12)

مسئلہ ۱۳: اگر کچھ لوگ اجازت سے گئے تھے اور کچھ بغیر اجازت اور یہ لوگ باقوت بھی نہ تھے تو اجازت والے جو کچھ مال پائیں گے اوس میں سے خمس لیکر باقی ان پر تقسیم ہو جائیگا اور دوسرے فریق نے جو کچھ حاصل کیا ہے اوس میں نہ خمس ہے نہ تقسیم بلکہ جس نے جتنا پایا وہ اوسی کا ہے اوس کا ساتھ والا بھی اوس میں شریک نہیں۔ اور اگر اجازت والے اور بے اجازت دونوں مل گئے اور ان کے اجتماع سے قوت پیدا ہو گئی تو اب خمس لیکر غنیمت کی مثل تقسیم ہوگی یعنی ایک نے بھی جو کچھ پایا ہے وہ سب پر تقسیم ہو جائیگا۔ (13)

مسئلہ ۱۴: غنیمت کی تقسیم ہوئی اور تھوڑی سی چیز باقی رہ گئی جو قابل تقسیم نہیں کہ لشکر بڑا ہے اور چیز تھوڑی تو بادشاہ کو اختیار ہے کہ فقرا پر تصدق کر دے یا بیت المال میں جمع کر دے کہ ضرورت کے وقت کام آئے۔ (14)

مسئلہ ۱۵: اجازت لیکر ایک جماعت دارالحرب کو گئی اور اوس سے بادشاہ نے کہہ دیا کہ تم جو کچھ پاؤ گے وہ سب تمہارا ہے اوس میں خمس نہیں لوں گا تو اگر وہ جماعت باقوت ہے تو اوس کا یہ کہنا جائز نہیں یعنی خمس لیا جائیگا اور باقوت نہ ہو تو کہنا جائز ہے اور خمس نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۶: بادشاہ یا سپہ سالار اگر لڑائی کے پہلے یا جنگ کے وقت کچھ سپاہیوں سے یہ کہہ دے کہ تم جو کچھ پاؤ گے وہ تمہارا ہے یا یوں کہ تم میں جو جس کافر کو قتل کرے اوس کا سامان اوس کے لیے ہے تو یہ جائز بلکہ بہتر ہے کہ اس کی وجہ

(10) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب الرابع، الفصل الثانی فی کیفیۃ القسمۃ، ج ۲، ص ۲۱۵۔

(11) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم و قسمتها، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۲۱۵۔

(12) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج ۶، ص ۲۴۱۔

(13) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم و قسمتها، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۲۱۶۔

(14) المرجع السابق۔

(15) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج ۶، ص ۲۴۱۔

سے اون سپاہیوں کو ترغیب ہوگی۔ اور اس کو قتل کہتے ہیں اور اس میں نہ ٹمس ہے نہ تقسیم بلکہ وہ سب اوی پانے والے کا ہے اگر یہ لفظ کہے تھے کہ جو جس کافر کو قتل کریگا اوس مقتول کا سامان وہ لے اور خود بادشاہ یا سپہ سالار نے کسی کافر کو قتل کیا تو یہ سامان لے سکتا ہے اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ یہ سو روپے لو اور فلاں کافر کو مار ڈالو یا یوں کہ اگر تم نے فلاں کافر کو مار ڈالا تو تمہیں ہزار روپے دوںگا۔ لڑائی ختم ہونے اور غنیمت جمع کرنے کے بعد نفل دینا جائز نہیں ہاں اگر مناسب سمجھے تو ٹمس میں سے دے سکتا ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۷: جن لوگوں کو نفل (انعام) دینا کہا ہے انھوں نے نہیں سنا اور وہ نے سن لیا جب بھی اوس انعام کے مستحق ہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۸: دار الحرب میں لشکر ہے اس میں سے کچھ لوگ کہیں بھیجے گئے اور اون سے یہ کہہ دیا کہ جو کچھ تم پاؤ گے وہ سب تمہارا ہے تو جائز ہے اور اگر دارالاسلام سے یہ کہہ کر بھیجا تو ناجائز۔ (18)

مسئلہ ۱۹: ایسے کو قتل کیا جس کا قتل جائز نہ تھا مثلاً بچہ یا مجنون یا عورت کو تو مستحق انعام نہیں۔ (19)

مسئلہ ۲۰: نفل کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے لوگ اوس میں شریک نہ ہوں گے نہ یہ کہ یہ شخص ابھی سے مالک ہو گیا بلکہ مالک اوس وقت ہو گا جب دارالاسلام میں لائے، لہذا اگر لونڈی ملی تو جب تک دارالاسلام میں لانے کے بعد استبرا نہ کرے (20)، وطی نہیں کر سکتا، نہ او سے فروخت کر سکتا ہے۔ (21)



(16) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، مطلب فی التفتیل، ج ۶، ص ۲۳۱-۲۳۵.

والفتاویٰ الھندیۃ، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم و قسمتها، الفصل الثالث، ج ۲، ص ۲۱۶.

(17) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج ۶، ص ۲۳۵.

(18) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب السیر، الباب الرابع فی الغنائم و قسمتها، الفصل الثالث، ج ۲، ص ۲۱۷.

(19) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج ۶، ص ۲۳۵.

(20) یعنی جماع سے باز رہے تاکہ رحم کا تعلق سے خالی ہونا واضح ہو جائے۔

(21) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج ۶، ص ۲۵۰.

استیلاء کفار کا بیان

مسئلہ ۱: دارالحرب میں ایک کافر نے دوسرے کافر کو قید کر لیا یعنی جنگ میں پکڑ لیا وہ اس کا مالک ہو گیا لہذا اگر ہم اون سے خرید لیں یا ان قید کرنیوالوں پر مسلمانوں نے چڑھائی کی اور اس کافر کو اون سے لے لیا تو مسلمان مالک ہو گئے یہی حکم اموال کا بھی ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: اگر حربی کافر نے کو دارالاسلام سے پکڑ لے گئے تو اس کے مالک نہ ہوں گے۔ (2)

مسئلہ ۳: حربی کافر اگر مسلمان کے اموال پر قبضہ کر کے دارالحرب میں لے گئے تو مالک ہو جائیں گے مگر جب تک دارالحرب کو پہنچ نہ جائیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ اون کا پیچھا کریں اور اون سے چھین لیں۔ پھر جب کہ دارالحرب میں لے جانے کے بعد اگر وہ حربی جن کے پاس وہ اموال ہیں مسلمان ہو گئے تو اب بالکل ان کی ملک ثابت ہو گئی کہ اب اون سے نہیں لیں گے اور اگر مسلمان اُن حربیوں پر دارالحرب میں پہنچنے سے قبل غالب آ گئے تو جس کی چیز ہے دے دیدیں گے اور کچھ معاوضہ نہ لیں گے اور دارالحرب میں پہنچنے کے بعد غلبہ ہوا اور غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے مالک نے آکر کہا کہ یہ چیز میری ہے تو اسے بلا معاوضہ دیدینگے اور غنیمت تقسیم ہونے کے بعد کہا تو اب بقیمت دیدینگے اور جس دن غنیمت میں وہ چیز ملی اس دن جو قیمت تھی وہ لی جائیگی۔ (3)

مسئلہ ۴: کافر امان لیکر دارالاسلام میں آیا اور کسی مسلمان کی چیز چور کر دارالحرب میں لے گیا اور وہاں سے کوئی مسلمان وہ چیز خرید کر لایا تو وہ چیز مالک کو مفت دلادی جائے گی۔ (4)

مسئلہ ۵: اگر مسلمان غلام بھاگ کر دارالحرب کو چلا گیا اور حربیوں نے اسے پکڑ لیا تو مالک نہ ہونگے، لہذا اگر مسلمانوں کا غلبہ ہوا اور وہ غلام غنیمت میں ملا تو مالک کو بلا معاوضہ دیا جائے اگرچہ غنیمت تقسیم ہو چکی ہو ہاں تقسیم کے بعد اگر دلایا گیا تو جس کے حصہ میں غلام پڑا تھا اسے بیت المال سے قیمت دیں۔ (5)

(1) امداد المفکار و رد المحتار، کتاب الجہاد، باب استیلاء الکفار... الخ، ج ۶، ص ۲۵۳، ۲۵۴، وغیرہ

(2) امداد المفکار، کتاب الجہاد، باب استیلاء الکفار... الخ، ج ۶، ص ۲۵۳.

(3) المرجع السابق، ص ۲۵۳، ۲۵۷.

(4) رد المحتار، کتاب الجہاد، باب استیلاء الکفار... الخ، مطلب فی ان الاصل فی الاشیاء الارباعہ، ج ۶، ص ۲۵۷.

(5) فتح القدیر، کتاب السیر، باب استیلاء الکفار، ج ۵، ص ۲۶۲.

مسئلہ ۶: مسلمان غلام بھاگ کر گیا اور اس کے ساتھ گھوڑا اور مال و اسباب بھی تھا اور سب پر کافروں نے قبضہ کر لیا پھر ان سے سب چیزیں اور غلام کوئی شخص خرید لایا تو غلام بلا معاوضہ مالک کو دلایا جائے اور باقی چیزیں بقیعت اور اگر غلام مرتد ہو کر دارالحرب کو بھاگ گیا تو حربی پکڑنے کے بعد مالک ہو گئے۔ (6)

مسئلہ ۷: جو کافر امان لیکر دارالاسلام میں آیا اس کے ہاتھ مسلمان غلام نہ بیچا جائے اور بیچ دیا تو واپس لینا واجب ہے اور اگر واپس بھی نہ لیا یہاں تک کہ غلام کو لے کر دارالحرب کو چلا گیا تو اب وہ آزاد ہے یعنی وہ غلام اگر وہاں سے بھاگ کر آیا یا مسلمانوں کا غلبہ ہوا اور اس غلام کو وہاں سے حاصل کیا تو نہ کسی کو دیا جائے نہ غنیمت کی طرح تقسیم ہو بلکہ وہ آزاد ہے۔

یوہیں اگر حربی غلام مسلمان ہو گیا اور وہاں سے بھاگ کر دارالاسلام میں آ گیا یا ہمارا لشکر دارالحرب میں تھا اس لشکر میں آ گیا یا اس کو کسی مسلمان یا ذمی یا حربی نے دارالحرب میں خرید لیا یا اس کے مالک نے بیچنا چاہا یا مسلمانوں کا ان پر غلبہ ہوا بہر حال آزاد ہو گیا۔ (7)



(6) بدر منہار، کتاب الجہاد، باب استیلاء الکفار...، ج ۶، ص ۲۶۰

(7) بدر منہار، کتاب الجہاد، باب استیلاء الکفار...، ج ۶، ص ۲۶۱

مستامن کا بیان

مستامن وہ شخص ہے جو دوسرے ملک میں امان لیکر گیا۔ دوسرے ملک سے مراد وہ ملک ہے جس میں غیر قوم کی سلطنت ہو یعنی حربی دارالاسلام میں یا مسلمان دارالکفر میں امان لیکر گیا تو مستامن ہے۔ (1)

مسئلہ ۱: دارالحرب میں مسلمان امان لیکر گیا تو وہاں والوں کی جان و مال سے تعرض کرنا (بے جا مداخلت) اس پر حرام ہے کہ جب امان لی تو اُس کا پورا کرنا واجب ہے۔ یوہیں اُن کافروں کی عورتیں بھی اس پر حرام ہیں اور اگر مسلمان قید ہو کر گیا ہے تو کافروں کی جان و مال اس پر حرام نہیں اگرچہ کافروں نے خود ہی اُسے چھوڑ دیا ہو یعنی یہ اگر وہاں سے کوئی چیز لے آیا یا کسی کو مار ڈالا تو گنہگار نہیں کہ اس نے اُن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کیا ہے جس کا خلاف کرنا جائز نہ ہو۔ (2)

مسئلہ ۲: مسلمان امان لے کر گیا اور وہاں سے کوئی چیز لے کر دارالاسلام میں چلا آیا تو اس شے کا اب مالک ہو گیا مگر یہ ملک حرام و خبیث ہے کہ اس کو ایسا کرنا جائز نہ تھا لہذا حکم ہے کہ فقرا پر تصدق کر دے اور اگر تصدق نہ کیا اور اس شے کو بیچ ڈالا تو بیع صحیح ہے اور اگر اس نے وہاں نکاح کیا تھا اور عورت کو جبراً لایا تو دارالاسلام میں پہنچ کر نکاح جاتا رہا اور عورت کنیز ہو گئی۔ (3)

مسئلہ ۳: مسلمان امان لے کر دارالحرب کو گیا اور وہاں کے بادشاہ نے بد عہدی کی مثلاً اس کا مال لے لیا یا قید کر لیا یا دوسرے نے اس قسم کا کوئی معاملہ کیا اور بادشاہ کو اس کا علم ہوا اور تدارک (ازالہ) نہ کیا تو اب ان کے جان

(1) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المسأ من، ج ۶، ص ۲۶۲۔

اہل حضرت، امام السنن، مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

یہاں کے ہندو وغیرہ جتنے کفار ہیں ان میں نہ کوئی ذمی ہے کہ سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام و جزئیہ گزار ہو کر رہے، نہ مستامن ہیں کہ بادشاہ اسلام سے کچھ دنوں کے لئے امان لے کر دارالاسلام میں آئے (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۳۴۹ مضافاً فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الجوہرۃ الخیرۃ، کتاب السیر، الجزء الثانی، ص ۳۴۵۔

والدر المختار، کتاب الجہاد، باب المسأ من، ج ۶، ص ۲۶۲۔

(3) الجوہرۃ الخیرۃ، کتاب السیر، الجزء الثانی، ص ۳۴۵۔

والدر المختار، کتاب الجہاد، باب المسأ من، ج ۶، ص ۲۶۳۔

و مال سے تعرض کرے تو گنہگار نہیں کہ بد عہدی اُن کی جانب سے ہے اسکی جانب سے نہیں اور اس صورت میں جو مال وغیرہ وہاں سے لائے گا حلال ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: مسلمان نے دارالحرب میں کافر حربی کی رضامندی سے کوئی مال حاصل کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں مثلاً ایک روپیہ دو روپے کے بدلے میں بیچا۔ یوں اگر اُس کو قرض دیا اور یہ ٹھہرا لیا کہ مہینہ بھر میں سو کے سوا سو (یعنی ۱۲۵) لوں گا یہ جائز ہے کہ کافر حربی کا مال جس طرح ملے سکتا ہے مگر معاہدہ کے خلاف کرنا حرام ہے۔ (5)

مسئلہ ۵: مسلمان دارالحرب میں امان لیکر گیا ہے اس نے کسی حربی کو قرض دیا یا کوئی چیز اس کے ہاتھ اُدھار بیچی یا حربی نے اس مسلمان کو قرض دیا یا اس کے ہاتھ کوئی چیز اُدھار بیچی یا ایک نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کی پھر یہ دونوں دارالاسلام میں آئے تو قاضی شرع ان میں باہم کوئی فیصلہ نہ کریگا ہاں اب یہاں آنے کے بعد اگر اس قسم کی بات ہوگی تو فیصلہ کیا جائیگا۔ یوں اگر دو حربی امان لیکر آئے اور دارالحرب میں ان کے درمیان اس قسم کا معاملہ ہوا تھا تو ان میں بھی فیصلہ نہ کیا جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۶: مسلمان تاجر کو یہ اجازت نہیں کہ لونڈی غلام بیچنے کے لیے دارالحرب جائے ہاں اگر خدمت کے لیے لے جانا چاہتا ہو تو اجازت ہے۔ (7)

مسئلہ ۷: حربی امان لیکر دارالاسلام میں آیا تو پورے سال بھر یہاں رہنے نہ دینگے اور اُس سے کہہ دیا جائیگا کہ اگر تو یہاں سال بھر رہیگا تو جزیہ مقرر ہوگا اب اگر سال بھر رہ گیا تو جزیہ لیا جائیگا اور وہ ذمی ہو جائیگا اور اب دارالحرب جانے نہ دینگے، اگرچہ تجارت یا کسی اور کام کے لیے جانا چاہتا ہو اور چلا گیا تو بدستور حربی ہو گیا اس کا خون مباح

(4) مجمع الماخر فی شرح مفتی، البحر، کتاب السیر والجهاد، باب النساء من، ج ۲، ص ۴۴۹۔

(5) رد المحتار، کتاب الجهاد، باب النساء من، ج ۶، ص ۲۶۲۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سودینا نہ مسلمان سے جائز نہ ہندو سے، لا ینال قوٰلہ تعالیٰ و حرّم الربوا۔ (۱۔ القرآن الکریم ۲/۲۷۵)

اس رشاد باری تعالیٰ کے اطلاق کی وجہ سے کہ اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر دیا اصابا یؤخذ من الحربی فی دار الحرب فما لم یباح

لیس برہا واللہ تعالیٰ اعلم۔ لیکن جو کچھ دارالحرب میں حربی سے لیا جائے تو وہ مباح مال ہے سود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۳۰۸، رشاد و نڈیشن، لاہور)

(6) الدر المختار، کتاب الجهاد، باب النساء من، ج ۶، ص ۲۶۳۔

(7) فتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب السادس فی النساء من، الفصل الاول، ج ۲، ص ۲۳۳۔

۷۔ (8)

مسئلہ ۸: سال سے کم جتنی چاہے بادشاہ اسلام اس کے لیے مدت مقرر کر دے اور یہ کہہ دے کہ اگر تو اس مدت سے زیادہ ٹھہرا تو تجھ سے جزیہ لیا جائے گا اور اُس وقت وہ ذمی ہو جائیگا۔ (9)

مسئلہ ۹: حربی امان لے کر آیا اور یہاں خراجی یا غشری زمین خریدی اور خراج اُس پر مقرر ہو گیا تو اب ذمی ہو گیا اور جس وقت خراج مقرر ہوا اُسی وقت سال آئندہ کا جزیہ بھی وصول کیا جائے گا۔ (10)

مسئلہ ۱۰: کتابیہ عورت امان لیکر دارالاسلام میں آئی اور اس سے کسی مسلمان یا ذمی نے نکاح کر لیا تو اب ذمیہ ہو گئی اب دارالحرب کو نہیں جاسکتی۔ یوہیں اگر میاں بی بی دونوں آئے اور شوہر یہاں مسلمان ہو گیا تو عورت اب نہیں جاسکتی اور اگر مرد حربی نے کسی ذمی عورت سے نکاح کیا تو اس کی وجہ سے ذمی نہ ہوا ہو سکتا ہے کہ طلاق دیکر چلا جائے۔ (11)

مسئلہ ۱۱: حربی نے اپنے غلام کو تجارت کے لیے دارالاسلام میں بھیجا غلام یہاں آ کر مسلمان ہو گیا تو غلام بیچ ڈالا جائے گا اور اس کا ثمن حربی کے لیے محفوظ رکھا جائے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ غلام واپس دیا جائے۔ (12)

مسئلہ ۱۲: مستامن جب دارالحرب کو چلا گیا تو اب پھر حربی ہو گیا اور اگر اس نے کسی مسلمان یا ذمی کے پاس کچھ مال رکھا تھا یا اُن پر اُس کا دین تھا اور اُس کا فر کو کسی نے قید کر لیا یا اُس ملک کو مسلمانوں نے فتح کر لیا اور اُس کو مار ڈالا تو دین ساقط ہو گیا اور وہ امانت فے ہے اور اگر بغیر غلبہ وہ مارا گیا یا مر گیا تو دین اور امانت اُس کے وارثوں کے لیے ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۳: حربی یا مرتد یا وہ شخص جس پر قصاص لازم آیا بھاگ کر حرم شریف میں چلا جائے تو وہاں قتل نہ کریں گے بلکہ اُسے وہاں کھانا پانی کچھ نہ دیں کہ نکلنے پر مجبور ہو اور وہاں سے نکلنے کے بعد قتل کر ڈالیں اور اگر حرم میں کسی نے خون کیا تو اُسے وہیں قتل کر سکتے ہیں اس کی ضرورت نہیں کہ نکلے تو قتل کریں۔ (14)

(8) الجوهرة الميرة، کتاب السیر، الجزء الثاني، ص ۳۴۶۔

(9) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب السادس فی النساء من، الفصل الثاني، ج ۲، ص ۲۳۴۔

(10) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب السادس فی النساء من، الفصل الثاني، ج ۲، ص ۲۳۵۔

(11) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی استئمان الکافر، ج ۶، ص ۲۷۱۔

(12) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب السادس فی النساء من، الفصل الثاني، ج ۲، ص ۲۳۵۔

(13) متعلق، لا بجمع مجمع النہر، کتاب السیر والجہاد، باب النساء من، فصل لا یکن مستامن... إلخ، ج ۲، ص ۳۵۳۔

(14) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی استئمان الکافر، مطلب مهم الصبی... إلخ، ج ۶، ص ۲۷۶۔

مسئلہ ۱۴: جو جگہ دارالحرب ہے اب وہ دارالاسلام اُس وقت ہوگی کہ مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے اور وہاں احکام اسلام جاری ہو جائیں اور دارالاسلام اُس وقت دارالحرب ہوگا، جبکہ یہ تین باتیں پائی جائیں۔ (۱) کفر کے احکام جاری ہو جائیں اور اسلامی احکام بالکل روک دیے جائیں اور اگر اسلام کے احکام بھی جاری ہیں اور کفر کے بھی تو دارالحرب نہ ہوا۔ (۲) دارالحرب سے متصل ہو کہ اس کے اور دارالحرب کے درمیان میں کوئی اسلامی شہر نہ ہو۔ (۳) اس میں کوئی مسلمان یا ذمی امان اول پر باقی نہ ہو۔ (15) اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان بجزہ تعالیٰ اب تک دارالاسلام ہے (15A) بعضوں نے خواہ مخواہ اسے دارالحرب خیال کر رکھا ہے یہاں کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ باہم رضامندی

(15) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی استئمان الکافر، مطلب فی ما یتصیر بہ دارالاسلام... إلخ، ج ۶، ص ۲۷۶، ۲۷۷

(15A) اعلیٰ حضرت، امام المسند، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ علمائے ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہو جانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک درکار ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعت اسلام کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر یہ بات بجز اللہ یہاں قطباً موجود نہیں اہل اسلام جمعہ و عیدین و اذان و اقامت و نماز باجماعت و غیرہ شعائر شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان ادا کرتے ہیں۔ فرائض، نکاح، رضاع، طلاق، عدۃ، رجعت، مہر، خلع، نفقات، حضانت، نسب، ہبہ، وقف، وصیت، شفعہ وغیرہا، بہت معاملات مسلمین ہماری شریعت غرابضاء کی بنا پر فیصلہ ہوتے ہیں کہ ان امور میں حضرات علماء سے فتویٰ لینا اور اسی پر عمل و حکم کرنا احکام انگریزی کو بھی ضرور ہوتا ہے اگرچہ ہندو مجوس و نصاریٰ ہوں اور بجز اللہ یہ بھی شوکت و جبروت شریعت علیہ عالیہ اسلامیہ اعلیٰ اللہ تعالیٰ حکمہا السامیہ ہے کہ مخالفین کو بھی اپنی تسلیم اتباع پر مجبور فرماتی ہے والحمد للہ رب العالمین،

فتاویٰ انگلیزیہ میں سراج دہاج سے نقل کیا: اعلم ان دارالحرب تصیر دارالاسلام بشرط واحد وهو اظہار حکم الاسلام فیہا اے جان لو کہ بیشک دارالحرب ایک ہی شرط سے دارالاسلام بن جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں اسلام کا حکم غالب ہو جائے (ت) (۱) فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب الخامس فی استیلاء الکفار و لورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۲

پھر سراج دہاج سے صاحب المذہب سیدنا مولانا محمد بن الحسن قدس سرہ الاحسن کی زیادات سے کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے نقل کیا:

انما تصیر دارالاسلام دارالحرب عندی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ بشروط ثلاثۃ. احدها اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم الاسلام. ثم قال وصورۃ المسئلۃ ثلاثۃ اوجہ اما ان یغلب اهل الحرب علی دار من دورنا وارتد اهل مصر غلبوا واجروا احکام الکفر او نقض اهل الذمۃ العهد و تغلبوا علی دارهم ففی کل من هذه الصور لا تصیر دار حرب الا بثلاثۃ شروط. وقال ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ بشرط واحد وهو اظہار احکام الکفر وهو القیاس الخ ۲۔

سے کوئی قاضی مقرر کریں کہ کم از کم اسلامی معاملات جن کے لیے مسلمان حاکم ہونا شرط ہے اُس سے فیصلہ کرائیں اور یہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دارالاسلام تین شرائط سے دارالحرب ہوتا ہے جن میں ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور وہاں اسلام کا کوئی حکم نافذ نہ کیا جائے، پھر فرمایا اور مسئلہ کی صورت تین طرح ہے اہل حرب ہمارے علاقہ پر غلبہ پالیں یا ہمارے کسی علاقہ کے شہری مرتد ہو کر وہاں غلبہ پالیں اور کفر کے احکام جاری کر دیں یا وہاں ذی لوگ عہد کو توڑ کر غلبہ حاصل کر لیں، تو ان تمام صورتوں میں وہ علاقہ تین شرطوں سے دارالحرب بن جائے گا وہ یہ کہ احکام کفر اعلانیہ غالب کر دئے جائیں۔ یہی قیاس ہے الخ (ت)

(۲) فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب الخامس فی استیلاء الکفار نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۳۲

درر غرر ملاخسرو میں ہے:

دارالحرب تصیر دارالاسلام باجراء احکام الاسلام فیہا کاقامة الجمعية والاعیاد وان بقی فیہا کافر اصلی ولم یتصل بدارالاسلام بان کان بینہا و بین دارالاسلام مصر اخر لاهل الحرب الخ هذا لفظ العلامة خسرو واثرة شیخی زادة فی مجمع الانهر، وتبعه البولی الغزی فی التنویر، واقرة المدقق العلانی فی الدرر، ثم الطحطاوی والشامی اقتدیا فی الحاشیتین۔

دارالحرب، اسلامی احکام جاری کرنے مثلاً جمعہ اور عیدین وہاں ادا کرنے پر دارالاسلام بن جاتا ہے اگرچہ وہاں کوئی اصلی کافر بھی موجود ہو اور اس کا دارالاسلام سے اتصال بھی نہ ہو یوں کہ اس کے اور دارالاسلام کے درمیان کوئی دوسرا حربی شہر فاصل ہو الخ، یہ علامہ خسرو کے الفاظ ہیں، اور مجمع الانهر میں شیخی زاده نے اس کی پیروی کی ہے، اور مولیٰ غزی نے تویر میں اس کی اتباع کی، اور مدقق علانی نے در میں اس کو ثابت رکھا، پھر طحطاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ میں اسکی اقتدا کی۔ (ت)

(۱) درر غرر کتاب الجہاد باب المستامن مطبع احمد کامل مصر ۱/۲۹۵

جامع الفصولین سے نقل کیا گیا:

له ان هذه البلدة صارت دارالاسلام باجراء احکام الاسلام فیہا فما بقی شیعی من احکام دارالاسلام فیہا تبقی دارالاسلام علی ما عرف ان الحکم اذا ثبت بعلة فما بقی شیعی من العلة یبقی الحکم ببقائه هکذا ذکر شیخ الاسلام ابوبکر فی شرح سیر الاصل انتہی، ۲۔

امام صاحب کے ہاں دارالحرب کا علاقہ اسلامی احکام وہاں جاری کرنے سے دارالاسلام بن جاتا ہے تو جب تک وہاں اسلامی احکام باقی رہیں گے وہ علاقہ دارالاسلام رہے گا، یہ اس لئے کہ حکم جب کسی علت پر مبنی ہو تو جب تک علت میں سے کچھ پلایا جائے تو اس کی بقاء سے حکم بھی باقی رہتا ہے جیسا کہ معروف ہے۔ ابوبکر شیخ الاسلام نے اصل (مبسوط) کے سیر کے باب کی شرح میں یونہی ذکر فرمایا ہے، اھ،

(۲) جامع الفصولین الفصل الاول فی القضاء اسلامی کتب خانہ کراچی ص ۱۲

وعن الفصول العبادية ان دارالاسلام لا یصیر دارالحرب اذا بقی شیعی من احکام الاسلام وان زال غلبه ←

مسلمانوں کی بد نصیبی ہے کہ باوجود اس کے کہ انگریز انھیں اُس سے نہیں روکتے مگر بھی انھیں احکامِ شریعہ سے

اہل الاسلام و عن منشور الامام ناصر الدین دار الاسلام انما صار دار الاسلام باجراء الاحکام لمابقیہ
علاقہ من علائق الاسلام ۱۔ و عن البرهان شرح مواہب الرحمن لا یصیر دار الحرب
مادامہ فیہ شیء منها بخلاف دار الاسلام لانما جئنا اعلام الاسلام واحکام اعلام کلمۃ الاسلام ۲۔ و عن
الدرا المنقحی لصاحب الدر المختار دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام ۳۔

فصول عمادیہ سے منقول ہے کہ دار الاسلام جب تک وہاں احکام اسلام باقی رہیں گے تو وہ دار الحرب نہ بنے گا اگرچہ وہاں اہل اسلام کا غلبہ
مختم ہو جائے، امام ناصر الدین کی منشور سے منقول ہے کہ دار الاسلام صرف اسلامی احکام جاری کرنے سے بنتا ہے تو جب تک وہاں اسلام
کے متعلقات باقی ہیں تو وہاں اسلام کے پہلو کو ترجیح ہوگی۔ اور برہان شرح مواہب الرحمن سے منقول ہے کوئی علاقہ اس وقت تک دار الحرب
نہ بنے گا جب تک وہاں کچھ اسلامی احکام باقی ہیں، کیونکہ اسلامی نشانات کو اور کلمہ اسلام کے نشانات کے احکام کو ہم ترجیح دیں گے،
دارالسلام کا حکم اسکے خلاف ہے۔ صاحب در مختار کی المستنقی سے منقول ہے کہ دار الحرب میں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے دارالاسلام بن
جاتا ہے۔ (ت) (۱۔ الفصول العمادیہ) (۲۔ البرہان شرح مواہب الرحمن) (۳۔ الدرا المنقحی علی ہامش مجمع الاثر کتاب السیر
دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۳۳)

شرح نقایہ میں ہے:

لا خلاف ان دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیہا ۴۔

بلا اختلاف دار الحرب وہاں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے وہ دارالاسلام بن جاتا ہے (ت)

(۴۔ جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسم ایران ۳/ ۵۵۶)

اور اسی میں ہے:

وقال شیخ الاسلام والامام الاسدیجانی ای الدار محکومة بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی
العمادی وغیرہ ۵۔

شیخ الاسلام اور امام اسدیجانی نے فرمایا: کسی بھی علاقہ میں کوئی ایک اسلامی حکم بھی باقی ہو تو اس علاقہ کو دارالاسلام کہا جائے گا، جیسا کہ عمادی
وغیرہ میں ہے۔ (ت) (۵۔ جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسم ایران ۳/ ۵۵۷)

پھر اپنے بلاد اور وہاں کے فتن و فساد کی نسبت فرماتے ہیں:

فلا احتیاط یجعل هذه البلاد دار الاسلام والمسلمین وان كانت للملأعین والید فی الظاهر لہؤلاء الشیطنین
ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظلمین ونجنا برحمتک من القوم الکفرین کما فی المستصلی وغیرہ ۱۔

(۱۔ جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسم ایران ۳/ ۵۵۷)

احتیاط یہی ہے کہ یہ علاقہ دارالاسلام والمسلمین قرار دیا جائے، اگرچہ وہاں ظاہری طور پر شیطانوں کا قبضہ ہے، اے ہمارے رب! —



ہمیں ظالموں کے لئے قند نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما، جیسا کہ مستحلفی وغیرہ میں ہے۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۱۰۵-۱۱۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہندوستان دارالاسلام ہونے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے فتاویٰ رضویہ میں اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ملاحظہ فرمائیے۔

عشر و خراج کا بیان

زمین عرب اور بصرہ اور وہ زمین جہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے اور جو شہر قہر فتح کیا گیا اور وہاں کی زمین مجاہدین پر تقسیم کر دی گئی یہ سب عشری (1) ہیں اور بھی عشری ہونے کی بعض صورتیں ہیں، جن کو ہم کتاب

(1) وہ زمین جس کی پیداوار سے عشر ادا کرنا لازم ہو۔

عشر کے فضائل

عشر کی ادائیگی کرنے والوں کو انعامات آخرت کی بشارت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْرِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔

(پ ۲۲، سب ۳۹)

سورہ بقرہ میں ہے:

مَقُلَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ آمَوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْكَ سَبْعُ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُوءِلَةٍ مَبْنُوءَةٍ حَبَّةٍ

ترجمہ کنزالایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے ادا کیا۔

وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۹﴾ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ آمَوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا

مَتْنًا وَلَا آدَى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۰﴾

سرت بالیں۔ ہر بال میں سودا نے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے وہ جو اپنے مال اللہ

کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیک (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ

ندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

سرور عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ترغیب امت کے لئے کئی مقامات پر راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے کئی فضائل

بیان کئے ہیں: چنانچہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، روف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زکوٰۃ

دے کر اپنے مایوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا و تضرع (یعنی گریہ

وزاری) سے استعانت (یعنی مدد طلب) کرو۔ (پ ۳۱، البقرہ: ۲۶۱، ۲۶۲) (مراسل ابی داؤد مع سنن ابی داؤد، باب فی اصنام، ص ۸)

اور حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے

اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی، بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے شکر فرمادیا۔ (المعجم الاوسط، باب الف، الحدیث ۱۵۷۹، ج ۱، ص ۳۳۱) ←

الزکاة (2) میں بیان کر آئے اور جو شہر بطور صلح فتح ہو یا جو لڑ کر فتح کیا گیا مگر مجاہدین پر تقسیم نہ ہوا بلکہ وہاں کے لوگ برقرار رکھے گئے یا دوسری جگہ کے کافروہاں بسا دیے گئے، یہ سب خراجی (3) ہیں۔ بنجر زمین کو مسلمان نے کھیت کیا،

عشر ادا نہ کرنے کا وبال

عشر ادا نہ کرنے والے کے لئے قرآن پاک و احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا يَخْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْغُلُونَ بِمَا أَنْتَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ (پ ۴، آل عمران: ۱۸۰)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی سرکار، دو عالم کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو اللہ عزوجل مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال منجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی (یعنی دو نشان ہوں گے)، وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، پھر اس (زکوٰۃ نہ دینے والے) کی ہاتھیں پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد نبی پاک، صاحب لولاک، ستیاح الفلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَلَا يَخْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْغُلُونَ بِمَا أَنْتَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ (پ ۴، آل عمران: ۱۸۰)

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوٰۃ، الحدیث ۱۴۰۳، ج ۱، ص ۷۴۷)

(2) بہار شریعت حصہ 5 ملاحظہ فرمائیں۔

(3) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

رضی اللہ عنہ زمین جس کی نسبت خراجی ہونا ثابت ہو جائے مثلاً تحقیق ہو کہ ابتدائے زمانہ سلطنت اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ابتداء یہ زمین کسی کافر ذمی کی تھی کہ اس نے باذن سلطان احیاء کی، سلطان نے اسے عطا کی، اُس سے مسلمان نے خریدی یا مسلمان نے خراجی زمین کے قرب میں احیاء کی اس کا وظیفہ ضرور خراج ہے اور بلاشبہ خراج شرعی سے مالکوارے انگریزی کا کوئی تعلق نہیں، نہ حساب ادا میں وہ مجرادی جائے و هذا ظاہر جلی لا خفاء بہ (اور یہ ظاہر روشن ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ ت) امر تحقیق طلب یہ ہے کہ جب یہاں نہ سلطنت اسلام نہ شکر اسلام تو خراج شرعی بھی واجب رہا یا نہیں، اور رہا تو کسے اور کیا اور کتنا دیا جائے۔

اگر اس کے آس پاس کی زمین عشری ہے تو یہ بھی عشری اور خراجی ہے تو خراجی۔

اقول وبالله التوفیق: یہ تو کتب میں مصرح ہے کہ مطالبہ خراج مشروط بہ تسلط ہے، جب بلاد پر جتنے دنوں سلطنت شرعیہ کا تسلط نہ رہے بعد تسلط بھی اُن ایام کے خراج کا مطالبہ نہیں انہوں نے اتنے دنوں کسی اور قوم کو خراج دیا یا اُسے بھی نہ دیا ہو کہ خراج لینا حمایت فرمانے کے ساتھ ہے جب اتنے دنوں سلطنت دینیہ ان کی حمایت سے جدا رہی اس مدت کا خراج نہیں لے سکتی۔ کنز میں ہے: لو اخذ العشر والخراج والزکوۃ بغاۃ لم یؤخذ اخری۔ ۱۔ اگر باغی عشر، خراج اور زکوۃ وصول کر لیں تو دوبارہ نہ لیا جائے گا۔ (ت)

(۱۔ کنز الدقائق فصل فی الغنم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵۹)

ہادیہ، بحر وغیرہ میں ہے: لان الامام لم یحبہم والحباۃ بالحباۃ۔ ۲۔ کیونکہ حاکم نے ان کی حمایت نہیں کی اور خراج تو حمایت کی بنا پر ہوتا ہے (ت) (۲۔ بحر الرائق فصل فی الغنم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۲۳)

تمہیں و بحر وغیرہ ذوی الاحکام میں ہے:

اشترائط اخذہم الخراج ونحوہ وقع اتفاقا حتی لو لم یأخذوا منہ سنین وهو عندہم لم یؤخذ منہ شئی ایضا لہذا ذکرنا۔ ۳۔

خراج وغیرہ لینے کی شرط لگانے کا ذکر اتنا ہوا ہے حتی کہ اگر کئی سال ان سے وصول نہ کی حالانکہ ذمی ان کے پاس تھا تو اب سابقہ سے بھی کوئی شے نہ لی جائیگی جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے (ت) (۳۔ تمہین المتقن فصل فی صدقۃ الغنم مطبعہ کبزی بولاق مصر ۲/۲۷۳)

ویظہر لی ان اہل الحرب لو غلبوا علی بلدۃ من بلادنا کذلک للتعلیلہم اصل المسئلۃ بان الامام لم یحبہم والحباۃ بالحباۃ وفي البحر وغیرہ لو اسلم الحربی فی دار الحرب واقام فیہا سنین ثم خرج الیہا لم یأخذ منہ الامام الزکوۃ لعدم الحباۃ الخ ۴۔

مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ اگر اہل حرب ہمارے کسی شہر پر غالب آجائیں تو حکم یہی ہوگا کیونکہ یہاں دلیل و علت وہی ہے کہ حاکم نے ان کی حمایت نہیں کی اور خراج حمایت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور بحر وغیرہ میں ہے اگر حربی نے دار الحرب میں اسلام قبول کر لیا اور وہاں ہی کئی سال تک مقیم رہا پھر ہمارے ہاں آیا تو حاکم عدم حمایت کی وجہ سے اس سے کچھ وصول نہیں کر سکتا الخ (ت)

(۴۔ رد المحتار باب زکوۃ الغنم محضی البابی مصر ۲/۲۶)

اور یہ بھی تصریح ہے کہ مصرف خراج لشکر اسلام ہے فقراء کا اس میں کچھ حق نہیں، فی العناۃ تحت مسئلۃ شراء ذقی عشریۃ من مسلم۔ فی توجیہ روایۃ عن محمد حق الفقراء تعلق بہ فهو کتعلق حق البقاتلۃ بالاراضی الخراجیۃ ثم قال فی توجیہ اخری، ما یصرف الی الفقراء هو ما کان لله تعالیٰ بطریق العبادۃ و مال الکافر لیس کذلک فیصرف فی مصارف الخراج۔ ۱۔ عنایہ میں اس مسئلہ ذمی نے کسی مسلمان سے عشری زمین خریدی کے تحت امام محمد رحمہ اللہ سے مروی روایت کی توجیہ میں ہے کہ فقراء کا اس کے ساتھ حق متعلق ہے، پس یہ اسی حق کی طرح ہے جس طرح خراجی زمینوں کے ساتھ حق متعلق ہوتا ہے۔

پھر دوسری توجیہ کرتے ہوئے کہا کہ جو کچھ فقراء پر خرچ کیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے بطور عبادت ہوتا ہے اور مالی کافر میں یہ بات نہیں ہوتی لہذا اسے مصارف خراج میں ہی خرچ کیا جائے گا (۱۔ العنایۃ مع فتح القدر باب العشر مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۲/ ۱۹۶)

وفی الدر المختار عن ابن الشحنة فی نظم بیوت المال ع وثالثها خراج مع عشور الی ان قال: فمصرف الاولین اقل بنص وثالثها حواہ مقاتلوننا ۲۔

اور در مختار میں ابن شحنہ سے بیوت المال کی نظم میں ہے: اور تیسری قسم خراج مع عشر ہے۔ آگے چل کر کہا: پہلی دونوں کے مصارف ہمارے نص میں موجود ہیں اور تیسری کا مصرف ہمارے مقابلہ (شکر اسلام) ہوتے ہیں۔ ۲۔ در مختار باب العشر مطبع مجتہدانی دہلی ۱/ ۱۴۰

وفی الفتح والعنایۃ وغیرہما قبیل باب الجزیۃ، مصرف العشر الفقراء ومصرف الخراج بالمقاتلة ۳۔ وقد اعترض فی الفتح فی المسألة المارة علی جعل العشریۃ بشرأ الذقی خراجیۃ، بأن التخییر ابطال لحق الفقراء بعد تعلقہ فلا يجوز الخ ۴۔

اور فتح اور عنایہ میں باب الجزیہ سے تھوڑا پہلے ہے کہ عشر کا مصرف فقراء اور خراج کا مصرف مقاتلہ کرنیوالے (شکر اسلام) ہوتے ہیں ۱۔ فتح میں گزشتہ مسئلہ کہ عشری زمین کا ذاتی کے خریدنے سے خراجی ہونے پر اعتراض کیا ہے کہ زمین کے ساتھ فقراء کا حق متعلق ہونے کے بعد تغیر ان کے حق کو باطل کر دیتا ہے جو جائز نہیں الخ (ت) (۳۔ فتح القدر باب العشر والخراج مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۵/ ۲۸۶) (۴۔ فتح القدر باب زکوٰۃ الزروع والثمار مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۲/ ۱۹۷)

اور شک نہیں کہ جب مصرف نہ باقی ہو، مطالبہ کس کے لیے ہو لہذا ہمارے امام کے نزدیک عاشر تاجر سے خر بوزے، کھیرے، گکڑی وغیرہا جلد بگڑ جائے والی پیداوار کا عشر نہ لے گا جبکہ فقراء موجود نہیں کہ مصرف ہی نہیں اور وہ اشیاء رکھنے سے بگڑ جائیں گی، تو مطالبہ عبث ہے۔

فی الفتح قبیل باب المعادن من مر بطاب اشتراھا للتجارة کالبطیخ والقشاش ونحوہ لہم یعشرۃ عند الی حنیفۃ فانھا تفسد بالآستبقاء و لیس عند العامل فقراء فی البر لیدفع لہم فاذا بقیت لیجدہم فسدت فیفوت المقصود ۱۔ مختصراً۔

فتح میں باب المعادن سے تھوڑا پہلے ہے، کہ جو شخص بزیوں کے کھیت کے پاس سے گزرا اس نے تجارت کے لیے انھیں خریدا مثلاً خر بوزہ، در کھیر اور غیرہ، تو اب امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس پر عشر نہ ہوگا کیونکہ وہ باقی رکھنے سے خراب ہو جاتی ہیں، اور عامل کے پاس جنگل میں فقراء نہیں ہوتے جنہیں وہ عشر دے دے، اور اگر انھیں فقراء کے پانے کے لیے باقی رکھتا ہے تو وہ خراب ہو جاتے ہیں تو اس سے مقصود فوت ہو جاتا ۱۔ اختصاراً (ت) (۱۔ فتح القدر باب فین یر علی العاشر مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۲/ ۱۷۸)

بلکہ علماء نے تصریح فرمائی کہ کل خراج کا وجوب علی شکر اسلام کے حق کے لیے اور ان کی حمایت کا معاوضہ ہے۔ فتح القدر، کتاب السیر، باب العشر میں ہے:

الخراج جزاء المقاتلة على حمايتهم فماسقى بما احموه وجب فيه اهـ ۲۔

خراج لشکر اسلام کی حمایت کا معاوضہ ہے، جو زمین ان کی حمایت سے سیراب ہوگی اس میں خراج واجب ہوگا (ت)

(۲۔ فتح القدیر باب العشر والخراج مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۵/ ۲۸۱)

عنایہ میں اسی جگہ ہے:

الخراج يجب جبراً للمقاتلة فيختص وجوب الخراج بما يسقى بماء حمته المقاتلة (الى قوله) الى هذا اشار شمس الائمة اهـ ۳۔

خراج، معاملہ کے نقصان کو پورا کرنے کے لیے ہوتا ہے لہذا خراج انہی زمینوں کے ساتھ مخصوص ہوگا جو لشکر کی حمایت کے تحت سیراب ہوں گی (آگے چل کر کہا) شمس الائمہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ (ت)

(۳۔ العنایہ مع فتح القدیر باب العشر والخراج مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۵/ ۲۸۰)

اسی کے اواخر باب زکوٰۃ الزروع میں ہے:

الخراج يجب حقاً للمقاتلة فيختص وجوبه بما حمته القاتلة. ۱۔

خراج حق معاملہ کے طور پر لازم ہوتا ہے لہذا یہ اسی کے ساتھ مخصوص رہے گا جو معاملہ کے تحت ہوگا۔ (ت)

(۱۔ العنایہ مع فتح القدیر باب زکوٰۃ الزروع والثمار مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۲/ ۱۹۷)

یہ کلمات بظاہر سقوط خراج کی طرف ناظر مگر نظر دقیق حاکم، کہ نفس وجوب ثابت وقائم، مطالبہ سلطنت و وجوب دیانت میں فرق بعید ہے، بہت چیزیں ہیں کہ سلطان کو ان کا مطالبہ نہیں پہنچا اور شرعاً واجب ہے

كزکوٰۃ الاموال الباطنة كما في الدر وغيره عامة الاسفار وقد قال الشامي عن البحر وغيره في مسئلة اسلام الحربي في دار الحرب بعد العبارة المذكورة ونفتيه باذائها ان كان عالماً بوجوبها والا فلا زکوٰۃ عليه لان الخطاب لهما يبلغه وهو شرط الوجوب اهـ ۲۔

جیسے اموال باطنہ کی زکوٰۃ جیسا کہ در اور دیگر کتب میں ہے، شامی نے بحر وغیرہ کے حوالے سے دار الحرب میں کسی حربی کے اسلام لانے کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے عبارت مذکورہ کے بعد کہا، کہ اگر وہ حربی مسلمان وجوب زکوٰۃ کا علم رکھتا ہے ہم اسکی ادائیگی کا فتویٰ دینگے ورنہ اس پر زکوٰۃ ہی نہیں کیونکہ اسے ایسا حکم ہی نہیں پہنچا جو وجوب کے لیے شرط ہے (ت)

(۲۔ رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم مصطفیٰ البابی مصر ۲/ ۲۶)

ولہذا صورت مذکورہ عدم تسلط میں تصریح فرمائی کہ متغلبین اگر زکوٰۃ وعشر لے کر ان کے مصارف میں سبب نہ کریں تو ارباب اموال پر ان کا دوبارہ دینا واجب ہے اور خراج میں جو اعادے کی حاجت نہیں اس کا سبب یہ کہ وہ متغلبین خود بھی ایک اسلامی لشکر کی حیثیت سے ←

اس کے مصرف ہیں تو خراج اپنے محل کو پہنچ گیا۔

فی الدر المختار، اخذ البغاة والساطين الجائرة زكاة الاموال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها، ان صرف المأخوذ في محله الا في ذكره والا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله تعالى اعادة غير الخراج لانهم مصارفه. ۳

در مختار میں ہے اگر باغیوں اور ظالم حکمرانوں نے اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کر لی مثلاً چار پائیوں کی زکوٰۃ، یا عشرہ خراج وصول کر لیا تو اب مالکوں سے دوبارہ نہیں لیا جائیگا (بشرطیکہ ان کی جگہ خرچ کیا گیا جن کا ذکر آ رہا ہے) اور اگر وہاں خرچ نہیں کیا تو، کنوں پر بطور دیانت عشرہ زکوٰۃ کا اعادہ لازم ہے خراج کا نہیں کیونکہ باغی لشکر خود خراج کا مصرف ہیں۔ (ت)

(۳۔ در مختار باب زکوٰۃ الغنم مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۱۳۴)

در منشی پھر طحاوی علی الدر المختار میں ہے:

اما الخراج فلا يفتون باعادته لانهم مصارفه اذا هل البغي يقاتلون اهل الحرب والخراج حق المقاتلة. ۱
خراج دوبارہ لینے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا کیونکہ یہ اس کا مصرف ہیں کیونکہ اہل بغاوت نے اہل حرب کے ساتھ مقاسمہ کیا اور خراج مقابلہ کا حق ہے (ت) (۱۔ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب زکوٰۃ الغنم دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۴۰۴)

ہدایہ و بحر وغیرہا میں ہے:

افتوا بان يعيدوها جون الخراج لانهم مصارف الخرج لكونهم مقاتلة والزكاة مصرفها الفقراء ولا يصرفونها اليهم. ۲

علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ خراج کے علاوہ کا اعادہ ہوگا کیونکہ اہل بغاوت خراج کا مصرف ہیں اس لیے کہ یہ مقابل ہیں اور زکوٰۃ کا مصرف فقراء ہیں لہذا ان پر خرچ نہیں کی جاسکتی۔ (ت) (۲۔ الہدایۃ کتاب الزکوٰۃ فصل فی مال الصدقۃ فی المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۷۳)
تو ثابت ہوا کہ تسنط و حمایت شرط مطالبہ سلطانی ہے نہ شرط نفس و جوب اور اس تعلیل نے کہ اعادہ خراج اس وجہ سے نہیں کہ وہ خود بھی مصرف ہیں واضح کر دیا کہ اگر وہ مصرف نہ ہوں جیسے نامسلم قومیں تو خراج کا اعادہ بھی ضرور ہے مصرف خراج صرف لشکر اسد میں نہیں بلکہ تمام مصالح عامہ مسمین ہیں جن میں تعمیر مساجد و وظیفہ امام و مؤذن و بنائے پل و سرا و تنخواہ مدرسین علم دین و خبر گیری طبہ علوم دین و خدمت عامہ اہل حق حامیان دین مشغولین درس و وعظ و افتاء وغیرہ امور دین سب داخل ہیں۔

فی رد المحتار تحت قول ابن الشحنة المار انه يصرف في مصالحنا كسد الثغور وبناء القناطير والجسور وكفاية العلماء والقضاء والعال ورزق المقاتلة وخراجهم اذ اى خذاري الجميع. ۳

رد المحتار میں ابن شحنہ کے گزشتہ قول جو ہدایہ اور اکثر کتب معتبرہ میں ہے، کے تحت یہ ہے، خراج ہمارے مصالح پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: زمین وقف کردی تو اگر پہلے عشری تھی تو اب بھی عشری ہے اور خراجی تھی تو اب بھی خراجی اور اگر بیت المال سے خرید کر وقف کی تو اب خراج نہیں اور عشری تھی تو عشر ہے۔ (4)

عشر و خراج کے مسئلہ بقدر ضرورت کتاب الزکاة میں بیان کر دیے گئے وہاں سے معلوم کریں اُن سے زائد

مثلاً دفاعی بند، نل، راستے، عمام، قضاء، علماء کی خدمت، مقاطعہ کرنے والے اور ان کی اولاد، یعنی مذکورہ تمام لوگوں کی اولاد پر خرچ کیا جاسکتا ہے (ت) (۳۔ رد المحتار باب العشر مصنفی البابی مصر ۶۳/۲)

در مختار میں ہے:

مصرف الجزية والخراج مصالحنا كسد ثغورنا وبناء قنطرة وجسر كفاية العلماء والمعلمين تجنيس، وبه يدخل طلبه العلم، فتح والقضاة والعمال ككتبة قضاة وشهود قسمة ورقباء سواحل ورزق البقاتلة وخرار يهمل اي خرابي من ذكر، مسكون (ملخصاً) ۱۔

جزیہ اور خراج کا مصرف ہمارے دفاعی کام ہیں مثلاً دفاعی معاملات، جیسے دارالاسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرنا، سڑکوں اور پلوں کا بنانا، عمام اور اساتذہ کو بطور کفالت دینا، تجنيس۔ اس میں طالب علم بھی داخل ہیں، فتح۔ قضاة اور عمال، جیسے قاضیوں کے کاتب، ورثاء اور شرکاء کے درمیان تقسیم کے گواہ اور سواحل دریا کے گھبران یعنی عشر لینے والے کذا فی الطحاوی۔ مجاہدین کی روزی اور ان سب کی ذریت کی، یعنی جن کا ذکر اوپر ہوا ان سب کی اولاد کی روزی۔ کذا فی شرح مسکین۔ (ملخصاً) (ت) (۱۔ در مختار فصل فی الجزیہ مطبع مجتہائی دہلی ۱/۳۵۴)

ہدایہ میں ہے:

الخراج يصرف في مصالح المسلمين ويعطى قضاة المسلمين وعمالهم وعلماؤهم منه ما يكفيهم لانه مال بيت المال وهو معد لمصالح المسلمين وهؤلاء عملتهم ۲۔

خراج مسلمانوں کے مفاد کے لیے ہوگا۔ مسلمان قضاة، عمال، علماء کی ضروریات کو اس سے پورا کیا جائے گا کیونکہ یہ بیت المال کا مال ہے اور بیت المال مسلمانوں کے مفاد کے لیے ہوتا ہے، اور یہ لوگ مسلمانوں کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔ (ت)

(۲۔ الہدایہ فصل ونصاری بنی تغلب الخ المکتبہ العربیہ کراچی ۲/۵۷۹)

فتح میں ہے:

زاد فی تجنیس، المعلمین والمتعلمین وبهذا تدخل طلبه العلم ۳۔ الكل مختصراً ۱۔

(۳۔ فتح القدیر فصل ونصاری بنی تغلب الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/۳۰۷)

تجنيس، المعلمين والمتعلمين میں یہ اضافہ ہے کہ اس کے ساتھ طالب علم اس میں داخل ہو گئے اہ تمام عبارتوں میں اختصار ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، ص ۲۱۸-۲۲۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) رد المحتار، کتاب الحج، باب العشر والخراج، مطلب اراضی المملکتہ... الخ، ج ۶، ص ۲۸۱۔

جزئیات (یعنی مسائل) کی حاجت نہیں معلوم ہوتی لہذا انہیں پراکتفا کریں۔

تنبیہ: اس زمانہ کے مسلمانوں نے عشر و خراج کو عموماً چھوڑ رکھا ہے بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے بہتیرے (بہت سے) وہ مسلمان ہیں جن کے کان بھی ان لفظوں سے آشنا نہیں، جانتے ہی نہیں کہ کھیت کی پیداوار میں بھی شرع نے کچھ دوسروں کا حق رکھا ہے حالانکہ قرآن مجید میں مولیٰ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ) (5)

خرچ کرو اپنی پاک کمائیوں سے اور اُس سے کہ ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا اگر مسلمان ان باتوں سے واقف ہو جائیں تو اب بھی بہتیرے خدا (عزوجل) کے بندے وہ ہیں جو اتباع شریعت (شریعت کی پیروی) کی کوشش کرتے ہیں جس طرح زکوٰۃ دیتے ہیں انہیں بھی ادا کریں گے، واللہ هو الموفق۔



جزیہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦﴾) مَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَالرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ وَمَا إِلَهُكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوا وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَأَنْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٧﴾) (1)

اللہ (عزوجل) نے کافروں سے جو کچھ اپنے رسول کو دلایا، اُس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ، لیکن اللہ (عزوجل) اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) ہر شے پر قادر ہے جو کچھ اللہ (عزوجل) نے اپنے رسول کو بستیوں والوں سے دلایا وہ اللہ (عزوجل) و رسول کے لیے ہے اور قرابت والے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے (یہ اس لیے بیان کیا گیا کہ) تم میں کے مالدار لوگ لینے دینے نہ لگیں اور جو کچھ رسول تم کو دیں، اسے لو اور جس چیز سے منع کریں، اُس سے باز رہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو، بیشک اللہ (عزوجل) سخت عذاب والا ہے۔



(1) پ ۲۸، الحشر ۷۶

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے دشمنوں میں سے۔ مراد یہ ہے کہ بنی نضیر سے جو بن غنیمتیں حاصل ہوئیں ان کے لئے مسلمانوں کو جنگ کرنا نہیں پڑی، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر مسلط کر دیا تو یہ، حضور کی مرضی پر ہے، جہاں چاہیں خرچ کریں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مال مہاجرین پر تقسیم کر دیا اور انصار میں سے صرف تین صاحب حاجت لوگوں کو دیا اور وہ ابودجانہ ساک بن خرشہ اور بھل بن حنیف اور حارث بن مسنہ ہیں۔

پہلی آیت میں غنیمت کا جو حکم مذکور ہوا اس آیت میں اسی کی تفصیل ہے اور بعض مفسرین نے اس قول کی مخالفت کی اور فرمایا کہ پہلی آیت امواب بنی نضیر کے باب میں نازل ہوئی، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے خاص کیا اور یہ آیت ہر اس شہر کی غنیمتوں کے باب میں ہے جس کو مسلمان اپنی قوت سے حاصل کریں۔ (مدارک)

احادیث

حدیث ۱: ابوداؤد معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن (کا حاکم بنا کر) بھیجا تو یہ فرما دیا کہ ہر بالغ ہے ایک دینار وصول کریں یا اس قیمت کا معافری۔ یہ ایک کپڑا ہے جو یمن میں ہوتا ہے۔ (1)

حدیث ۲: امام احمد و ترمذی و ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک زمین میں دو قبلے درست نہیں اور مسلمان پر جزیہ نہیں۔ (2)

(1) سنن ابی داؤد، کتاب الخراج...، باب فی اخذ الجزیۃ، الحدیث ۳۰۳۸، ج ۳، ص ۲۲۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جزیہ صرف ذمی مرد عاقل بالغ سے لیا جائے گا عورت، بچے، دیوانہ پر جزیہ نہیں، اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ یوں ہی اندھے، بے دست و پا، قانع زدہ، بہت بوڑھے ذمی پر جزیہ نہیں، نیز جو فقیر کمائی کے قابل نہ ہو اس پر جزیہ نہیں، اس میں امام شافعی کا اختلاف ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب عثمان ابن حنیف کو حاکم بنا کر بھیجا تو انہیں حکم دیا کہ فقیر ذمی سے جزیہ نہ لیں، نیز حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھے ذمی کو بھیج مانگتے دیکھا تو پوچھا تو کیوں بھیج مانگتا ہے وہ بولا مجھ پر جزیہ لازم ہے اس کی ادائیگی کے لیے مانگتا ہوں تب آپ نے اپنے احکام کو لکھا کہ بوڑھے ذمیوں سے جزیہ نہ لیں، یوں ہی ذمی غلام مکاتب مدبر ام ولد پر جزیہ نہیں، ان کے راہبوں پر بھی جزیہ نہیں۔ (مرقات) یہ حدیث بظاہر امام شافعی کی دلیل ہے کہ ہر ذمی پر جزیہ واجب ہے غنی ہو یا فقیر مگر ہمارے ہاں یہ حدیث عام مخصوص البعض ہے جس سے فقراء ذمی علیحدہ ہیں یا اس قوم سے صلح اس پر ہی ہوئی ہوگی کہ ہر بالغ پر جزیہ ہو یا اتفاقاً اس قوم میں تمام امیر ہوں گے کوئی فقیر نہ ہوگا جیسے آج خوجے اور جوہری کہ ان میں کوئی فقیر نہیں۔

۲۔ معافری یمن میں ایک بستی ہے، چونکہ اسے معافری بن یعفر نے بسایا تھا لہذا معافری کہلاتی ہے وہاں کا کپڑا بہت مشہور ہے جیسے ہمارے ہاں ڈھا کہ کی ٹٹل۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۹۲۸)

(2) المسند، للإمام أحمد، مسند عبد اللہ بن العباس، الحدیث ۱۹۳۹، ج ۱، ص ۷۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ ارض واحدہ سے مراد زمین عرب ہے اور دو قبلوں سے مراد دو قبلہ والے لوگ ہیں یعنی مسلمان اور یہود و نصاریٰ یعنی زمین عرب یا زمین حجاز میں یہود و نصاریٰ کو نہ بننے دو، یہ ملک صرف مسلمانوں کے لیے ہے۔ اس کی

حدیث ۳: ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کافروں کے ملک میں جاتے ہیں، وہ نہ ہماری مہمانی کرتے ہیں، نہ ہمارے حقوق ادا کرتے ہیں اور ہم خود جبراً (زبردستی) لینا اچھا نہیں سمجھتے (اور اس کی وجہ سے ہم کو بہت ضرر ہوتا ہے۔) ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے حقوق خوشی سے نہ دیں، تو جبراً وصول کرو۔ (3)

حدیث ۴: امام مالک اسلم سے راوی، کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جزیہ مقرر کیا، سونے والوں پر چار دینار اور چاندی والوں پر چالیس درہم اور اس کے علاوہ مسلمانوں کی خوراک اور تین دن کی مہمانی ان کے ذمہ تھی۔ (4)

تفسیر وہ حدیث ہے کہ جزیرہ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکال دو۔ اس صورت میں حدیث بالکل ظاہر ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک زمین سے مراد عام زمین ہے اور دو قبلوں کے اجتماع سے مراد مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کا برابری کی شان سے ایک ملک میں رہنا ہے یعنی نہ تو مسلمان کفار کے ملک میں دب کر رہیں، اگر انہیں آزادی دینی نہ ہو تو وہاں سے ہجرت کر جائیں اور نہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے ملک میں برابر ہو کر رہیں بلکہ اگر رہیں تو ذی ہو کر رہیں اور وہ ہمارے ملک میں اپنے دین کی اشاعت نہ کر سکیں نہ کسی مسلمان کو اپنے مذہب میں لے سکیں بلکہ صرف خود آزاد ہیں اور بس۔

۲۔ اس فرمان شریف کے بھی دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ اگر کوئی ذی اداء جزیہ سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اس سے جزیہ وصول نہ کیا جائے نہ آئندہ لیا جائے کیونکہ اب یہ مسلمان ہے اور مسلمان پر جزیہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ کوئی مسلمان کفار کے ملک میں جزیہ دے کر ذلیل ہو کر نہ رہے۔ مسلمان پر جزیہ کیسا عزت اللہ رسول کی اور مسلمانوں کی ہے۔ خیال رہے کہ اگر کافر غلام مسلمان ہو جائے تو آزاد نہ ہو جائے گا غلام ہی رہے گا، یونہی جس کافر کی زمین پر خراج لگ گیا اگر وہ مسلمان نے خرید لی تو اس پر خراج ہی رہے گا مگر جزیہ کا حکم جداگانہ ہے۔ اس کی پوری بحث اس جگہ مرقات اور کتب فقہ میں دیکھو۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۹۲۹)

(3) جامع الترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء ما تامل من اسوال اهل الذمۃ، الحدیث ۱۵۹۵، ج ۳، ص ۲۱۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سول و جواب میں ان ذی کفار کی طرف اشارہ ہے جن سے صلح میں یہ شرط لگائی جاتی تھی کہ اگر تمہاری بستیوں پر ہماری غازی فوج گزرے تو تم ان کو راشن یا دعوت دینا اس شرط پر کہ ان پر اسلامی فوج کی یہ دعوت لازم تھی، اگر وہ یہ شرط پوری نہ کریں تو فوج کو اجازت تھی کہ ان سے جبراً اپنا یہ حق وصول کر لے، اگر یہ شرط نہ ہو تو ذی سے جبراً دعوت لینا ہرگز جائز نہیں مگر اضطراب شرعی کی صورت میں جب کہ بھوک سے جانا پر بن جائے اور ہجر اس کے اور کوئی صورت نہ ہو تو جائز ہے۔ (مرقات)

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۹۳۲)

(4) الموسوعۃ، الامام مالک، کتاب الزکاۃ، باب جزیۃ اهل الکتاب والمجوس، الحدیث ۶۲۹، ج ۱، ص ۲۵۷۔

مسائل فقہیہ

سلطنت اسلامیہ کی جانب سے ذمی کفار پر جو مقرر کیا جاتا ہے اسے جزیہ کہتے ہیں۔ جزیہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ ان سے کسی مقدار معین پر صلح ہوئی کہ سالانہ وہ ہمیں اتنا دیں گے اس میں کمی بیشی کچھ نہیں ہو سکتی نہ شرع نے اس کی کوئی خاص مقدار مقرر کی بلکہ جتنے پر صلح ہو جائے وہ ہے۔ دوسری یہ کہ ملک کو فتح کیا اور کافروں کے املاک (جائیداد) بدستور چھوڑ دیے گئے ان پر سلطنت (یعنی اسلامی حکومت) کی جانب سے حسب حال کچھ مقرر کیا جائیگا اس میں ان کی خوشی یا ناخوشی کا اعتبار نہیں اس کی مقدار یہ ہے کہ مالداروں پر اڑتالیس ۳۸ درہم سالانہ ہر مہینے میں چار درہم۔ متوسط شخص پر چوبیس درہم سالانہ ہر مہینے میں دو درہم۔ فقیر کمانے والے پر بارہ درہم سالانہ ہر ماہ میں ایک درہم۔ اب اختیار ہے کہ شروع سال میں سال بھر کالے لیں یا ماہ بیاہ وصول کریں دوسری صورت میں آسانی ہے۔ مالدار اور فقیر اور متوسط کس کو کہتے ہیں یہ وہاں کے عرف اور بادشاہ کی رائے پر ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو شخص نادار ہو یا دو سو درہم سے کم کا مالک ہو فقیر ہے اور دو سو سے دس ۱۰ ہزار سے کم تک کا مالک ہو تو متوسط ہے اور دس ہزار یا زیادہ کا مالک ہو تو مالدار ہے۔ (۱)

مسئلہ ۱: فقیر کمانے والے سے مراد وہ ہے کہ کمانے پر قادر ہو یعنی اعضا سالم ہوں (یعنی درست ہو) نصف سال یا اکثر میں بیمار نہ رہتا ہو ایسا بھی نہ ہو کہ اسے کوئی کام کرنا آتا نہ ہو نہ اتنا بیوقوف ہو کہ کچھ کام نہ کر سکے۔ (۲)

مسئلہ ۲: سال کے اکثر حصہ میں مالدار ہے تو مالداروں کا جزیہ لیا جائے گا اور فقیر ہے تو فقیروں کا اور چھ مہینے میں مالدار رہا اور چھ مہینے میں فقیر تو متوسط۔ ابتدائے سال میں جب مقرر کیا جائیگا اس وقت کی حالت دیکھ کر مقرر کریں گے اور اگر اس وقت کوئی عذر ہو تو اس کا لحاظ کیا جائے گا پھر اگر وہ عذر اثنائے سال (سال کے دوران) میں جاتا رہا اور سال کا اکثر حصہ باقی ہے تو مقرر کر دیں گے۔ (۳)

(۱) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیہ، ج ۶، ص ۳۰۵، ۳۰۶۔

والفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب الثامن فی الجزیہ، ج ۲، ص ۲۴۳۔

(۲) رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیہ، ج ۶، ص ۳۰۶۔

(۳) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب الثامن فی الجزیہ، ج ۲، ص ۲۴۶۔

رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیہ، ج ۶، ص ۳۰۷، ۳۰۸۔

مسئلہ ۳: مرتد سے جزیہ نہ لیا جائے اسلام لائے فیہا (تو ٹھیک) ورنہ قتل کر دیا جائے۔ (4)

مسئلہ ۴: بچہ اور عورت اور غلام و مکاتب و مدبر، پاگل، بوہرے، لٹھے، بیدست و پا (جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہو)، اپانچ، فالج کی بیماری والے، بوڑھے عاجز، اندھے، فقیر ناکارہ، پوجاری (مندرجہ کا مجاور) جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور کام پر قادر نہ ہو ان سب سے جزیہ نہیں لیا جائے گا اگرچہ اپانچ وغیرہ مالدار ہوں۔ (5)

مسئلہ ۵: جو کچھ کہتا ہے سب صرف ہو جاتا ہے بچتا نہیں تو اس سے جزیہ نہ لیں گے۔ (6)

مسئلہ ۶: شروع سال میں جزیہ مقرر کرنے سے پہلے بالغ ہو گیا تو اس پر بھی جزیہ مقرر کیا جائے گا اور اگر اس وقت نابالغ تھا، مقرر ہو جانے کے بعد بالغ ہوا تو نہیں۔ (7)

مسئلہ ۷: اثنائے سال میں یا سال تمام کے بعد مسلمان ہو گیا تو جزیہ نہیں لیا جائے گا اگرچہ کئی برس کا اس کے ذمہ باقی ہو اور اگر دو ۲ برس کا پیشگی لے لیا ہو تو سال آئندہ کا جو لیا ہے واپس کریں اور اگر جزیہ نہ لیا اور دوسرا سال شروع ہو گیا تو سال گذشتہ کا ساقط ہو گیا۔ یوں مرجانے، اندھے ہونے، اپانچ ہو جانے، فقیر ہو جانے، لٹھے ہو جانے سے کہ کام پر قادر نہ ہوں جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔ (8)

مسئلہ ۸: نوکر یا غلام یا کسی اور کے ہاتھ جزیہ بھیج نہیں سکتا بلکہ خود لے کر حاضر ہو اور کھڑا ہو کر ادب کے ساتھ پیش کرے یعنی دونوں ہاتھ میں رکھ کر جیسے نذریں دیا کرتے ہیں اور لینے والا اس کے ہاتھ سے وہ رقم اٹھالے یہ نہیں ہوگا کہ یہ خود اس کے ہاتھ میں دیدے جیسے فقیر کو دیا کرتے ہیں۔ (9)

مسئلہ ۹: جزیہ و خراج مصالح عامہ مسلمین میں صرف کیے جائیں (10) مثلاً سرحد پر جو فوج رہتی ہے اس پر خرچ ہوں اور پل اور مسجد و حوض و سرا (مسافر خانہ) بنانے میں خرچ ہوں اور مساجد کے امام و مؤذن پر خرچ کریں اور علماء و

(4) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیۃ، ج ۶، ص ۳۰۹۔

(5) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیۃ، ج ۶، ص ۳۱۰۔

والفتاویٰ الہندیۃ، کتاب السیر، الباب الثامن فی الجزیۃ، ج ۲، ص ۲۴۵۔

(6) المرجع السابق۔

(7) المرجع السابق، ص ۲۳۵، ۲۳۶۔

(8) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیۃ، ج ۶، ص ۳۱۲۔

(9) الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب السیر، الباب الثامن فی الجزیۃ، ج ۲، ص ۳۳۶ وغیرہ۔

(10) عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کئے جائیں۔

طلبہ اور قاضیوں اور اوان کے ماتحت کام کرنے والوں کو دیں اور مجاہدین اور ان سب کے بال بچوں کے کھانے کے لیے دیں۔ (11)

مسئلہ ۱۰: دارالاسلام ہونے کے بعد ذمی اب نئے گرجے (چرچ) اور بت خانے اور آتش کدہ (مجوسیوں کا عبادت خانہ) نہیں بنا سکتے اور پہلے کے جو ہیں وہ باقی رکھے جائیں گے۔ اگر لڑکر شہر کو فتح کیا ہے تو وہ رہنے کے مکان ہوں گے اور صلح کے ساتھ فتح ہوا تو بدستور عبادت خانے رہیں گے۔ اگر ان کے عبادت خانے منہدم (گر گئے) ہو گئے اور پھر بنانا چاہیں تو جیسے تھے ویسے ہی اسی جگہ بنا سکتے ہیں نہ بڑھا سکتے ہیں نہ دوسری جگہ اوان کے بدلے میں بنا سکتے نہ پہلے سے زیادہ مستحکم بنا سکتے مثلاً پہلے کچا تھا تو اب بھی کچا ہی بنا سکیں گے اینٹ کا تھا تو پتھر کا نہیں بنا سکتے اور بادشاہ اسلام یا مسلمانوں نے منہدم کر دیا ہے تو اسے دوبارہ نہیں بنا سکتے اور خود منہدم کیا ہو تو بنا سکتے ہیں اور بیشتر سے اب کچھ زیادہ کر دیا ہو تو ڈھا دیں گے۔ (12)

مسئلہ ۱۱: ذمی کافر مسلمانوں سے وضع قطع لباس وغیرہ ہر بات میں ممتاز رکھا جائیگا جس قسم کا لباس مسلمانوں کا ہو گا وہ ذمی نہ پہنے۔ اوس کی زین بھی اور طرح کی ہوگی۔ ہتھیار بنانے کی اسے اجازت نہیں بلکہ اسے ہتھیار رکھنے بھی نہ دیں گے۔ زنا (13) وغیرہ جو اوس کی خاص علامت کی چیزیں ہیں انھیں ظاہر رکھے کہ مسلمان کو دھوکا نہ ہو۔ عمامہ نہ باندھے۔ ریشم کی زنا نہ باندھے لباس فاخرہ جو علما وغیرہ اہل شرف کے ساتھ مخصوص ہے نہ پہنے۔ مسلمان کھڑا ہو تو وہ اُس وقت نہ بیٹھے۔ اُن کی عورتیں بھی مسلمان عورتوں کی طرح کپڑے وغیرہ نہ پہنیں۔ ذمیوں کے مکانوں پر بھی کوئی علامت ایسی ہو جس سے پہچانے جائیں کہ کہیں سائل دروازوں پر کھڑا ہو کر مغفرت کی دعا نہ دے غرض اُس کی ہر بات مسلمانوں سے جدا ہو۔ (14)

اب چونکہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت نہیں لہذا مسلمانوں کو یہ اختیار نہ رہا کہ کفار کو کسی وضع وغیرہ کا پابند کریں البتہ مسلمانوں کے اختیار میں یہ ضرور ہے کہ خود اوان کی وضع اختیار نہ کریں مگر بہت افسوس ہوتا ہے جبکہ کسی مسلمان کو کافروں کی صورت میں دیکھا جاتا ہے لباس وضع قطع میں کفار سے امتیاز نہیں رکھتے بلکہ بعض مرتبہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ

(11) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیۃ، مطلب فی معارف بیت المال، ج ۶، ص ۳۲۶، ۳۲۷۔

(12) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیۃ، مطلب فی احکام الکنائس... إلخ، ج ۶، ص ۳۱۳-۳۲۰۔

(13) وہ دھماکہ یا ڈوری جو ہندو مغل سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں جبکہ عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

(14) الدر المختار، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیۃ، ج ۶، ص ۳۲۰-۳۲۲۔

والفتاویٰ المہندیۃ، کتاب السیر، الباب الثامن فی الجزیۃ، فصل، ج ۲، ص ۳۵۰۔

نام دریافت کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہے۔ مسلمانوں کا ایک خاص امتیاز ڈاڑھی رکھنا تھا اس کو آج کل لوگوں نے بالکل فضول سمجھ رکھا ہے نصارے کی تقلید (۱۵) میں ڈاڑھی کا صفایا اور سر پر بالوں کا گتھا (گٹھا) مونچھیں بڑی بڑی یا بیچ میں ذرا سی جو دیکھنے سے مصنوعی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر رکھیں تو نصاریٰ کی سی کم کریں تو نصاریٰ کی طرح۔ اسلامی بات سب ناپسند، کپڑے جوتے ہوں تو نصرائیوں کے سے، کھانا کھائیں تو اون کی طرح اور اب کچھ دنوں سے جو نصاریٰ کی طرف سے منحرف ہوئے تو گھر لوٹ کر نہ آئے بلکہ مشرکوں ہندوؤں کی تقلید اختیار کی ٹوپی ہندو کے نام کی، ہندو جو کہیں اوس پر دل و جان سے حاضر اگرچہ اسلام کے احکام پس پشت ہوں (چھوڑ دیے ہوں) اگر وہ کہے اور جب وہ کہے روزہ رکھنے کو طیار مگر رمضان میں پان کھا کر کلنا نہ شرم نہ عار، وہ کہے تو دن بھر بازار بند خرید و فروخت حرام اور

(۱۵) داڑھی صرف مصطفیٰ کی پسند کی رکھو

میرے شیخ طریقت عاشق اعلیٰ حضرت، امیر اہلسنت باڑ دعوۃ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے کالے پھو میں تحریر فرماتے ہیں۔

انے مَدَنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے والو! مان جاؤ! اپنی جوانی پر مت اتراؤ! دُنوی مجبور یوں کو جیلہ مت بناؤ! آؤ! آؤ! رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کرم سے لپٹ جاؤ! ان کے پروردگار ربِّ عَزَّوَجَلَّ سے بھی مغلبرت کی بیک طلب کرلو۔ ان سے بھی معافی مانگ لو! یہ بارگاہ کرم والی بارگاہ ہے۔ یہاں سے کوئی سائل مایوس نہیں جاتا۔ سنت کی خیرات لے لو۔ اپنے چہرے سے دھمن خدا مصطفیٰ کی فحوست کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دھو ڈالو اور پیاری پیاری سنت چہرے پر سجالو۔ اور ہاں! خیال رکھنا! شیطان بڑا منکر و محتار ہے، کہ آپ انگریزوں اور یہودیوں سے تو دامن ٹھہرائیں اور داڑھی بھی سجائیں، مگر شیطان دوسرے زاویے سے پھر گھیر لے اور آپ کو کہیں فرانسیسیوں کے قدموں میں نہ بیچ دے۔ مطلب یہ کہ کہیں فرنج کٹ یعنی خشکی داڑھی نہ رکھ لیں کہ داڑھی مُنڈا نا اور کتر دا کر ایک منٹھی سے چھوٹی کر دینا دونوں ہی حرام ہے۔ داڑھی رکھئے اور ضرور رکھئے۔ مگر جیسے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کی رکھئے یعنی ایک منٹھی پوری رکھئے۔

داڑھی چھوٹی کر ڈالنا کسی کے نزدیک حلال نہیں

میرے آقا، علی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۶۵۲ پر ردِّ مختار، فتح القدیر، البحر الرائق وغیرہ معتبر کتب فقہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ جب تک داڑھی ایک منٹھی سے کم ہے اس میں سے کچھ لینا جس طرح کہ بعض مغربی منٹھ کرتے ہیں یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں۔ اور سب لے لیا (یعنی بالکل ہی مُنڈا دینا) آتش پرستوں، یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں (یعنی انگریزوں) کا فعل ہے۔

(غنیۃ ذوی الاحکام لجز الاول ص ۲۰۸ باب المدینہ کراچی، البحر الرائق ج ۲ ص ۴۹۰ م کوئٹہ، فتح القدیر ج ۲ ص ۷۰ کوئٹہ)

خدا فرماتا ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو خرید و فروخت چھوڑو (16) اس کی طرف اصلاً التفات نہیں (توجہ نہیں) غرض مسلمانوں کی جو اہتر حالت ہے، اس کا کہاں تک رونا رو یا جائے یہ حالت نہ ہوتی تو یہ دن کیوں دیکھنے پڑتے اور جب ان کی قوت منفعلہ (کسی بات سے متاثر ہونے کی صلاحیت) اتنی قوی ہے اور قوت فاعلہ (کسی بات میں اثر ڈالنے کی قوت) زائل ہو چکی تو اب کیا امید ہو سکتی ہے کہ یہ مسلمان کبھی ترقی کا زینہ طے کرینگے غلام بن کر اب بھی ہیں اور جب بھی رہیں گے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسئلہ ۱۲: نصرانی نے مسلمان سے گرجے کا راستہ پوچھا یا ہندو نے مندر کا تو نہ بتائے کہ گناہ پر اعانت کرتا ہے۔ اگر کسی مسلمان کا باپ یا ماں کافر ہے اور کہے کہ تو مجھے بت خانہ پہنچا دے تو نہ لیجائے اور اگر وہاں سے آنا چاہتے ہیں تو لا سکتا ہے۔ (17)

مسئلہ ۱۳: کافر کو سلام نہ کرے مگر بضرورت اور وہ آتا ہو تو اُس کے لیے راستہ وسیع نہ کرے بلکہ اُس کے لیے تنگ راستہ چھوڑے۔ (18)

(16) سورہ جمعہ کی آیت ۹ کے تحت مفسر شبیر مولا تاسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ روز جمعہ اس دن کا نام عربی زبان میں عرہ تھا جمعہ اس کو اسلئے کہا جاتا ہے کہ نماز کے لئے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے وجہ تسمیہ میں اور بھی اقوال ہیں سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لوی ہیں پہلا جمعہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھا اصحاب سیر کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام جب ہجرت مکہ کے یذینہ طیبہ تشریف لائے تو بارہویں ربیع الاول روز دوشنبہ کو چاشت کے وقت مقام قباء میں اقامت فرمائی دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ، پنج شنبہ یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی روز جمعہ مدینہ طیبہ کا عزم فرمایا بنی سالم بن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا وقت آیا اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ فرمایا جمعہ کا دن سیدہ الایام ہے جو مومن اس روز مرے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے اور لفظ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اذان سے مراد اذان اول ہے نہ اذان ثانی جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے اگرچہ اذان اول زمانہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اضافہ کی گئی مگر وجوب سعی اور ترک بیع و شراء اسی سے متعلق ہے۔ (کذا فی الدر المختار)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر الہی سے غفلت کا سبب ہوں اس میں داخل ہیں اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے نماز جمعہ کی فرضیت اور بیع وغیرہ مشاغل و نیویہ کی حرمت اور سعی یعنی اہتمام نماز کا وجوب ثابت ہوا اور خطبہ بھی ثابت ہوا۔

مسئلہ ۱۴: کافر سنگھ (19) یا تاقوس (20) بجانا چاہیں تو مسلمان نہ بجانے دیں اگرچہ اپنے گھروں میں بجائیں۔
 یوہیں اگر اپنے معبودوں کے جلوس وغیرہ نکالیں تو روک دیں اور کفر و شرک کی بات علانیہ کہنے سے بھی روکے جائیں
 یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ اگر یہ گڑھی ہوئی تورات و انجیل بلند آواز سے پڑھیں اور اس میں کوئی کفر کی بات ہو تو روک
 دیے جائیں اور بازاروں میں پڑھنا چاہیں تو مطلقاً روکے جائیں اگرچہ کفر نہ کہیں۔ (21) جب تورات و انجیل کے
 لیے یہ احکام ہیں تو رامائن (22)، وید (ہندوؤں کی کتاب) وغیرہ خرافات ہنود کہ مجموعہ شرک ہیں ان کے لیے اشد حکم
 ہوگا مگر یہ احکام تو اسلامی تھے جو سلطنت کے ساتھ متعلق تھے اور جب سلطنت نہ رہی تو ظاہر ہے کہ روکنے کی بھی طاقت
 نہ رہی مگر اب مسلمان اتنا تو کر سکتے ہیں کہ ایسی جگہوں سے دور بھاگیں نہ یہ کہ عیسائیوں اور آریوں (23) کے لکچروں
 اور جسوں میں شریک ہوں اور وہاں اپنی آنکھوں سے احکام اسلام کی بے حرمتی دیکھیں اور کانوں سے خدا و رسول کی
 شان میں گستاخیاں سنیں اور جانا نہ چھوڑیں مگر نہ علم رکھتے ہیں کہ جواب دیں نہ حیار کہتے ہیں کہ باز آئیں۔

مسئلہ ۱۵: شہر میں شراب لانے سے منع کیا جائیگا اگر کوئی مسلمان شراب لایا اور گرفتار ہوا اور عذر یہ کرتا ہے کہ
 میری نہیں کسی اور کی ہے اور نام بھی نہیں بتاتا کہ کس کی ہے یا کہتا ہے سر کہ بنانے کے لیے لایا ہوں تو اگر وہ شخص دیندار
 ہے چھوڑ دیں گے ورنہ شراب بہا دیں گے اور اسے سزا دیں گے اور قید کریں گے تا وقتیکہ توبہ نہ کرے اور اگر کافر لایا ہو اور گرفتار ہوا
 اور یہ نہ جانتا ہو کہ لانا نہیں چاہیے تو اسے شہر سے نکال دیں اور کہہ دیا جائے کہ اگر پھر لایا تو سزا دی جائے گی۔ (24)



(19) ایک قسم کا باج جو قدیم زمانے سے مندروں میں پوجا پاٹ کے وقت یا اس کے اعلان کے لئے بجایا جاتا ہے۔

(20) سنگھ جو ہندو پوجا کے وقت بجاتے ہیں۔

(21) اعتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب الثامن فی الجزیہ، فصل، ج ۲، ص ۳۵۰۔

(22) ایک رزمیہ نظم جس میں رام چندر کے حالات زندگی بیان کئے گئے ہیں۔

(23) آریا مذہب کے اعتقاد و طریقے پر چلنے والی ہندو جماعت۔

(24) اعتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب الثامن فی الجزیہ، فصل، ج ۲، ص ۲۵۱۔

مرتد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَمَنْ يَزِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۱۰﴾) (1)

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور کفر کی حالت میں مرے اسکے تمام اعمال دنیا اور آخرت میں
رایگاں ہیں اور وہ لوگ جہنمی ہیں، اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور فرماتا ہے:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَزِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۵۳﴾) (2)

اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو عنقریب اللہ (عزوجل) ایک ایسی قوم لایگا جو
اللہ (عزوجل) کو محبوب ہوگی اور وہ اللہ (عزوجل) کو محبوب رکھے گی مسلمانوں کے سامنے ذلیل اور کافروں پر سخت ہوگی
وہ لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ (عزوجل) کا

(1) پ ۲، البقرہ ۲۱۰۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ارتداد سے تمام عمل
باطل ہو جاتے ہیں آخرت میں تو اس طرح کہ ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں اور دنیا میں اس طرح کہ شریعت مرتد کے قتل کا حکم دیتی ہے اس کی
عورت اس پر حلال نہیں رہتی وہ اپنے اقارب کا ورثہ پانے کا مستحق نہیں رہتا اس کا مال معصوم نہیں رہتا اس کی مدح و ثنا و امداد جائز
نہیں۔ (روح البیان وغیرہ)

(2) پ ۶، المائدہ ۵۳۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ کفار کے ساتھ دوستی و موالات بے دینی و
ارتداد کی مستدعی ہے، اس کی ممانعت کے بعد مرتدین کا ذکر فرمایا اور مرتد ہونے سے قبل لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی چنانچہ یہ خبر صادق
ہوئی اور بہت لوگ مرتد ہوئے۔

فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا، علم والا ہے۔
اور فرماتا ہے:

(قُلْ اِيَّا اللّٰهَ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلَهٗ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾ اَلَا تَعْتٰدُوْنَ اَقَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ) (3)
تم فرما دو! کیا اللہ (عزوجل) اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ تم مسخرہ پن
کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ، تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔



(3) پ ۱۰، التوبہ ۶۵، ۶۶۔

اس آیت کے تحت مفسر شبیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین
نفردوں میں سے دو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تمسخر ا کہتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آ جائیں گے، کتنا بعید خیال
ہے اور ایک نفر بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سن کر ہنستا تھا۔ حضور نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا
ہم راستہ کانٹے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کا یہ عذر و حیلہ قبول نہ کیا
گیا اور ان کے لئے یہ فرمایا گیا جو آگے ارشاد ہوتا ہے۔

احادیث

حدیث ۱: امام بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کبھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بات کہتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا (یعنی اپنے نزدیک ایک معمولی بات کہتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسکے بہت درجے بلند کرتا ہے اور کبھی اللہ (عزوجل) کی ناراضی کی بات کرتا ہے اور اس کا خیال بھی نہیں کرتا اس کی وجہ سے جہنم میں گرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ مشرق و مغرب کے درمیان میں جو فاصلہ ہے، اس سے بھی فاصلہ پر جہنم میں گرتا ہے۔ (1)

(1) الصحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحدیث ۶۳۷۷، ۶۳۷۸، ج ۴، ص ۲۴۱۔

صحیح مسلم، کتاب الزہد... إلخ، باب التكلم بالكلمة يهوى... إلخ، الحدیث ۳۹۰۵۰-۲۹۸۸، ص ۱۵۹۵۔

دالعی رنج و تلال، صاحب مجود و نوال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب لا تغرب بعد اب اللہ، الحدیث: ۳۰۱۷، ص ۲۴۲)

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جس نے اپنا دین بدل لیا یا جو اپنے دین سے پھر گیا اسے قتل کر دو اور اللہ عزوجل کے بندوں کو اللہ عزوجل جیسا عذاب نہ دو۔ (یعنی آگ میں نہ جلاؤ۔)

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب المرتد، باب قتل من ارتد عن الاسلام۔۔۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۱۶۸۵۸، ج ۸، ص ۳۵۱، بدون مہد اللہ)

فاطم الزہراء، رختہ لکھنوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو اور جو بندہ مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کر لے اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا۔ (یعنی جب تک وہ کفر پر قائم رہتا ہے اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا۔) (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱۳، ج ۱۹، ص ۴۱۹)

سیدہ اعلیٰ، رختہ لکھنوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جو اپنے دین سے پھر جائے اسے قتل کر دو ورنہ کسی کو اللہ عزوجل جیسا عذاب نہ دو (یعنی کسی کو آگ میں نہ جلاؤ۔) (صحیح ابن حبان، باب الردۃ، الحدیث: ۴۲۵۹، ج ۶، ص ۳۲۳)

شفیع امدنی، انیس الغریبین، سرلج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جو اپنا دین تبدیل کر لے اس کی گردن دو۔ (کنز العمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، باب الارتداد، الحدیث: ۳۹۰، ج ۱، ص ۶۱)

محبوب رب العسمین، جناب صادق و امین عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جس نے اپنے مسلمانوں و لے دین کی مخالفت کی اسے قتل کر دو اور جب وہ اس بات کی گواہی دینے لگے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں و اس بات کی گواہی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ عزوجل کے رسول ہیں تو اسے قتل کرنے کی کوئی راہ نہیں مگر جبکہ وہ کوئی ایسا عمل کرے جس کی وجہ سے

حدیث ۳۲ و ۳۳: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان اللہ (عزوجل) کی وحدانیت اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہے اس کا خون حلال نہیں، مگر تین وجہ سے وہ کسی کو قتل کرے اور شیب زانی اور دین سے نکل جانے والا جو جماعت مسلمین کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے اسی کی مثل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ (2)

حدیث ۴: صحیح بخاری شریف میں عکرمہ سے مروی، کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں زندیق (3) پیش کیے گئے انھوں نے ان کو جلا دیا۔ جب یہ خبر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہنچی تو یہ فرمایا کہ میں ہوتا تو نہیں جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا، فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کے عذاب کے ساتھ تم عذاب مت دو۔ اور میں انھیں قتل کرتا، اس لیے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص

اس پر حد قائم کی جائے۔ (المجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۶۱، ج ۱۱، ص ۱۹۳)

(2) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ (أَنْ تَقْتُلَ نَفْسًا) ... الحدیث ۶۸۷۸، ج ۲، ص ۳۶۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں امرء سے مراد مطلق انسان ہے مرد ہو یا عورت، صرف مرد مراد نہیں کیونکہ یہ احکام عورت پر بھی جاری ہیں۔ کلمہ طیبہ کا ذکر فرما کر اشارہ فرمایا کہ ظاہری کلمہ گو جس میں علامت کفر موجود نہ ہو اس کا یہی حکم ہے، مراد کلمہ سے سارے عقائد اسلامیہ کا اقرار کرنا ہے۔

۲۔ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی کو عمدۂ قتل کر دے تو مقتول کا دلی اسے قصاصاً قتل کر سکتا ہے۔

۳۔ آزاد مسلمان مرد جو ایک بار حلال صحبت کر چکا ہو اسے محسن کہتے ہیں اگر ایسا شخص زنا کر لے تو اس کو رجم یعنی سنگسار کیا جائے گا۔

۴۔ دین سے نکل جانے کی دو صورتیں ہیں: یا تو اسلام کو چھوڑ کر یہودی، عیسائی، ہندو وغیرہ دوسری ملت میں داخل ہو جائے یا کلمہ گو تو رہے مگر کوئی کفریہ عقیدہ اختیار کرے جیسے مرزائی، خارجی، رافضی وغیرہ بن جائے وہ بھی اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا۔ (از مرقات وغیرہ) مگر یہ قتل اور رجم حاکم اسلام کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام آزاد کے عوض اور آزاد غلام کے عوض، عورت مرد کے عوض و مرد عورت کے عوض قتل کیا جائے گا، یہ ہی امام اعظم قدس سرہ کا مذہب ہے یہی امام اعظم کی دلیل ہے۔ مارق مردق سے بنا بمعنی نکلتا، اسی واسطے شوربے کو مرق کہتے ہیں کہ وہ گوشت سے نکلتا ہے۔ تارک الجماعت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اجماع مسلمین کے خلاف عقیدہ اختیار کرنا کفر ہے، قرآن کریم کے وہ معنی کرنا جو اجماع کے خلاف ہوں کفر ہے، سب کا اجماع ہے کہ اقیمو الصلوٰۃ میں صلوٰۃ سے مراد موجودہ اسلامی نماز ہے اور خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے جو صلوٰۃ سے مراد صرف اشاروں سے دعا مانگنا کرے اور خاتم النبیین کے معنی کرے اصلی نبی اور پھر حضور کے بعد کسی نبی کے آنے کی گنجائش مانے وہ کافر ہے اسے حاکم اسلام قتل کرے گا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۶۱)

(3) وہ شخص جو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا قائل نہ ہو۔

اپنے دین کو بدل دے، اُسے قتل کر ڈالو۔ (4)



(4) صحیح البخاری، کتاب استیجاب المرتدین... تاریخ، الحدیث ۶۹۲۲، ج ۴، ص ۷۸، ۷۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ زمانہ زندگی کی جمع ہے، زندگی طحہ و بے دین کو کہتے ہیں۔ مجوس جو کہتے تھے کہ زند کتاب آسمانی ہے ان کے لیے یہ لفظ وضع ہوا، پھر ہر بے دین کو زندگی کہنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قوم سائبہ کے لوگ عبداللہ ابن سبا کے مطیع ہو گئے جو حضرت علی کو خدا کہنے لگے دیگر صحابی پر تبرا کرنے لگے، وہ حضرت علی کی پجہری میں پکڑ کر لائے گئے، نفی کی اصل یہاں سے قائم ہوئی، اب بھی روافض میں ایک فرقہ نصیری ہے جو جناب علی کو خدا کہتا ہے، ہم نے مرثیوں میں یہ شعر سنا ہے۔ شعر

دکھا دو یا علی جلوہ نصیری کے خدام ہو
یہ آنکھیں طالب دیدار ہیں حاجت روا تم ہو

(دیکھولغات، مرقات، اشعہ المصاحف)

۲۔ اس طرح کہ پہلے حضرت علی نے انہیں توبہ کا حکم دیا مگر انہوں نے انکار کیا آپ نے خندق کھودا کر اس میں آگ جلوائی پھر جلتی آگ میں ان زندوں کو ڈال دیا جس سے وہ جل کر راکھ ہو گئے۔ (مرقات، اشعہ، لغات)

۳۔ یعنی اگر بجائے علی مرتضیٰ کے میں خلیفہ ہوتا یا اس وقت حضرت علی کے پاس میں موجود ہوتا پہلے معنے زیادہ قوی ہیں کیونکہ فرما رہے ہیں میں نہ جلاتا یہ نہ فرمایا کہ میں نہ جلاتے دیتا۔

۴۔ معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا صرف قتل ہے، کسی جاندار کو زندہ نہ جلایا جائے بعض لوگ جوں، کھٹل، بھڑکوزندہ آگ میں ڈال دیتے ہیں وہ اس سے عبرت پکڑیں۔

۵۔ فی زمانہ بعض لوگ قتل مرتد کے انکاری ہیں حالانکہ قتل مرتد قرآن کریم سے بھی ثابت ہے فرمایا: "فَنُكَلِّئُكَ أَلِ الْفَسْكَمِ" نیز حکومت کا باغی

لائی قتل ہے تو حکومت الہیہ کا باغی بھی قابل قتل ہونا چاہیے، مرتد ربانی حکومت کا باغ ہے۔ خیال رہے کہ یہاں دین سے مراد اسلام ہے

کیونکہ انسان کا اصلی اور روحانی دین اسلام ہی ہے، دوسرے دین تو دنیا میں آکر بری صحبتوں سے نلتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو اپنا دین

یعنی اسلام ترک کر کے دوسرا دین اختیار کرے اسے قتل کر دو، شاید حضرت علی کو یہ روایت پہنچی نہ تھی، بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت

علی کو حضرت ابن عباس کے اس فرمان کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا، دیکھو مرقات و اشعہ المصاحف۔

۶۔ اس حدیث کو ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی اور احمد نے بھی روایت کیا۔ خیال رہے کہ مرتدہ عورت کو قتل نہ کیا جائے گا بلکہ اسے قید کیا

جائے گا حتیٰ کہ توبہ کرے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۴۲)

احکام فقہیہ

مسئلہ ۱: کفر و شرک سے بدتر کوئی گناہ نہیں اور وہ بھی ارتداد کہ یہ کفر اصلی سے بھی باعتبار احکام سخت تر ہے جیسا کہ اس کے احکام سے معلوم ہوگا۔ مسلمان کو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگتا رہے کہ شیطان ہر وقت ایمان کی گھات (تاک) میں ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح تیرتا ہے (۱) آدمی کو کبھی اپنے اوپر یا اپنی طاعت و اعمال پر بھروسہ نہ چاہیے ہر وقت خدا پر اعتماد کرے اور اسی سے بقائے ایمان کی دعا چاہے کہ اسی کے ہاتھ میں قلب ہے اور قلب کو قلب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لوٹ پوٹ ہوتا رہتا ہے (یعنی بدلتا رہتا ہے) ایمان پر ثابت رہنا اسی کی توفیق سے ہے جس کے دستِ قدرت میں قلب ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شرک سے بچو کہ وہ چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہے (۲) اور اس سے بچنے کی حدیث میں ایک دعا ارشاد فرمائی اسے ہر روز تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شرک سے محفوظ رہو گے، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِیَا لَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ (۳)

مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریات دین سے ہو یعنی زبان سے کلمہ کفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا۔ مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔ (۴)

(۱) سنن الترمذی، کتاب الرضا، باب ماجاء کراہیۃ... الخ، الحدیث ۱۷۵، ج ۲، ص ۳۹۱۔

(۲) المسند، الامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث ۱۹۶۲۵، ج ۷، ص ۱۳۶۔

(۳) الدر المنثور ودر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب فی حکم من شتم... الخ، ج ۶، ص ۳۵۴۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جان بوجہ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور تجھ سے بخشش مانگتا ہوں (اس شرک سے) جسے میں نہیں جانتا بے شک تو دانائے غیوب ہے۔

(۴) الدر المنثور، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۴۴۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل ہر قسم کفر و کفار سے بچائے، کافر و قسم ہے: اصلی و مرتد۔ اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے، یہ دو قسم ہے: ←

مسئلہ ۲: جو بطور تمسخر اور ٹھٹھے (ہنسی مذاق کے طور پر) کے کفر کرے گا وہ بھی مرتد ہے اگرچہ کہتا ہے کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا۔ (5)

مجاہد و منافق، مجاہد وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو، یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔
ان المنافقین فی الدنک الاسفل من النار۔ (۱۔ القرآن الکریم ۴/۱۳۵)

پیشک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجہر چار قسم ہے:

اول دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوم مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود جانتا ہے، جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں اور آریہ کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں، مگر قدیم و غیر مخلوق جانتے ہیں دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل ہے۔
سوم مجوسی آتش پرست۔

چہارم کتابی یہود و نصاریٰ کہ دہریہ نہ ہوں،

ان میں اول تین قسم کا ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل ہے اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع و گناہ ہے۔
کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے اس کی بھی دو قسم ہیں: مجاہد و منافق۔

مرتد مجاہد وہ کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا کلمہ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی یا کتابی کچھ بھی ہو۔
مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے، جیسے آجکل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جموٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں، حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہیں اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا، اس کا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اس کے ہم مذہب یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا، جس سے ہوگا محض زنا ہوگا، مرتد مرد ہو خواہ عورت، مرتد دل میں سے سب سے بدتر مرتد منافق ہے، یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ معزز ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے، خصوصاً وہابیہ خصوصاً دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلسنت کہتے، خفی بننے، چشتی نقشبندی بننے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں، یہ سب سے بدتر دہر قاتل ہیں، ہوشیار خبردار! مسلمانوں! اپنا دین بچائے ہوئے رہو

فان اللہ خیر حفظا و هو ارحم الراحمین۔ (۱۔ القرآن الکریم ۱۲/۶۳)

(تو اللہ سب سے بہتر نگہبان اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۳۲۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۳: کسی کلام میں چند معنی بنتے ہیں بعض کفر کی طرف جاتے ہیں بعض اسلام کی طرف تو اس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل نے معنی کفر کا ارادہ کیا مثلاً وہ خود کہتا ہے کہ میری مراد یہی ہے تو کلام کا محتمل ہونا نفع نہ دیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ کلمہ کے کفر ہونے سے قائل کا کافر ہونا ضرور نہیں۔ (6) آج کل بعض لوگوں نے یہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اعلام میں فرماتے ہیں:

لو تشبہ بالمعلمین فأخذ خشبة وجلس القوم حوله كالصبيان فضحكوا واستهزاء واكفر، زاد في الروضة،
الصواب لا، ولا يغتز بذلك فإنه يصير مرتداً على قول جماعة، وكفى بهذا خساراً وتفريطاً اهـ ابـ ملتقطاً
اگر کوئی معلمین کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے تخت پر بیٹھا اور لوگ مثل بچوں کے اس کے ارد گرد بیٹھ گئے اور ہنسی مذاق کرنے لگے تو وہ کافر
ہو جائیں گا۔ روضہ میں یہ اضافہ کیا کہ درست بات یہ ہے کہ کافر نہ ہو گا۔ اور تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے اس لیے کہ ایک بڑی جماعت
کے قوس پر وہ مرتد ہو جائے گا، اور اُسے یہ خسارہ و نقصان کافی ہے احـ التقاط (ت)

(۱۔ اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاة الفصل الاول مكتبة الحقيقة دارالشفقة ترکی ص ۳۶۲)

مع ہذا، شفا شریف سے، اوپر منقول ہوا کہ: بعض اقوال اگرچہ فی نفسہ کفر نہیں مگر بار بار یہ تکرار اُن کا صدمہ دہلے دیتا ہے کہ قائل کے قلب میں اسلام کی عظمت نہیں۔ اُس وقت اس کے کفر میں زہار شک نہ ہوگا۔ ۲۔ (۱) الشفا جعفریہ حقوق المعطوفی فصل واما من تکلم من سقط الخ المکتبۃ اشرفۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۸۳) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۸۳۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

الخ المكتبة اشركه الصحافيه ۲/ ۲۸۳) (فتاوى رضويه، جلد ۲، ص ۸۳ ارضا فاؤنڈيشن، لاہور)

(6) رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب فی حکم من شتم دین مسلم، ج ۶، ص ۵۴، وغیرہ۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذكروا ان المسألة المتعلقة بالكفر اذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه فالاولى للمفتي والقاضي ان يعمل بالاحتمال الثاني

تحقیق مشائخ نے مسئلہ تکفیر کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اگر اس میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفی کفر کا ہو تو اولیٰ یہ ہے مفتی اور قاضی اس کو نفی کفر کے احتمال پر محمول کرے۔ (ت)

(۱) منہج الروض الاذہر فی شرح فقہ الاکبر مطلب بحج معرفۃ الکفرات الخ دار البیضاء الاسلامیہ ص ۴۴۵

فردی خلاصہ و جامع انصولیٰ و محیط و قلمذی عالمگیر و غیر ہا میں ہے:

إذا كانت في المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي والقاضي ان يميل الى ذلك الوجه ولا يفتي بكفرة تحسيناً للظن بالمسلم ثم ان كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم وان لم يكن لا ينفعه حمل المفتي كلامه على وجه لا يوجب التكفير^٢ ←

خیال کر لیا ہے کہ کسی شخص میں ایک بات بھی اسلام کی ہو تو اسے کافر نہ کہیں گے یہ بالکل غلط ہے کیا یہود و نصاریٰ میں اسلام کی کوئی بات نہیں پائی جاتی حالانکہ قرآن عظیم میں انھیں کافر فرمایا گیا بلکہ بات یہ ہے کہ علما نے فرمایا یہ تھا کہ اگر

اگر مسئلہ میں متعدد وجوہ موجب کفر ہوں اور فقط ایک تکفیر سے مانع ہو تو مفتی وقاضی پر لازم ہے کہ اسی وجہ کی طرف میلان کرے اور مسلمان کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے اس کے کفر کا فتویٰ نہ دے۔ پھر اگر درحقیقت قائل کی نیت میں وہی وجہ ہے جو تکفیر سے مانع ہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی وقاضی کا کلام کو اس وجہ پر محمول کرنا جو موجب تکفیر نہیں ہے، قائل کو کچھ نفع نہ دے گا۔ (ت)

(۲) خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الالفاظ الکفر الفصل الثانی مکتبہ حبیبہ کوئٹہ ۳/ ۳۸۲ (جامع المفصلین لفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۹۸) (المیخ البرہانی فصل فی مسائل المرتدین واحکامهم دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۵۵۰) (الفتاویٰ الہندیۃ کتاب السیر الباب التاسع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۳۰۱) (رد المحتار کتاب الجہاد باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۸۵) (الفتاویٰ البزازیۃ علی ہامش الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الفاظ یحکون اسلاما او کفر انورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۲۱) (بحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۵) (مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر کتاب السیر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۸۸) (المدیۃ الندیۃ شرح الطریقۃ الحمدیۃ والاستخفاف بالشریۃ کفر الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۰۲) (الفتاویٰ التاریخیۃ کتاب احکام المرتدین ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۵/ ۳۵۸)

اسی طرح فتاویٰ بزازیہ و بحر الرائق و مجمع الانهر و حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے، تاتاریخانیہ و بحر و سل الحسام و تنبیہ الولاء وغیرہا میں ہے:

لا یکفر بالاحتمال لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نہایۃ

احتمال کے ہوتے ہوئے تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ کفر انتہائی سزا ہے جو انتہائی جرم کا مقتضی ہے اور احتمال کی موجودگی میں انتہائی جرم نہ

ہوا۔ (ت) (۱) (الفتاویٰ التاریخیۃ کتاب احکام المرتدین ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۵/ ۳۵۹) (سل الحسام الہندی نصرۃ

مولانا خالد نقشبندی رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۲/ ۳۱۶) (تنبیہ الولاء والحوکام علی احکام شاتم خیر الانام رسالہ من

رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۳۴۲) (بحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کراچی ۵/ ۱۲۵)

بحر الرائق و تنویر الابصار و حدیقہ ندیہ و تنبیہ الولاء و سل الحسام وغیرہا میں ہے:

والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن ۲ الخ۔

جس نے ایسے مسلمان کی تکفیر کا فتویٰ دینے سے اجتناب کیا جس کے کلام کی تاویل ممکن ہے، اس نے اچھا کہا۔ (ت)

(۲) الدر المختار تنویر الابصار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۳۵۶) (بحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید

کراچی ۵/ ۱۲۵) (تنبیہ الولاء والحوکام علی احکام شاتم خیر الانام رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۳۴۲) (سل الحسام

الہندی نصرۃ مولانا خالد نقشبندی رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۲/ ۳۱۶) (المدیۃ الندیۃ شرح الطریقۃ الحمدیۃ

والاستخفاف بالشریۃ کفر الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۰۲)

کسی مسلمان نے ایسی بات کہی جس کے بعض معنی اسلام کے مطابق ہیں تو کافر نہ کہیں گے اس کو ان لوگوں نے یہ بتالیا۔ ایک یہ دبا بھی پھیلی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ ہم تو کافر کو بھی کافر نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوگا یہ بھی غلط ہے (6A) قرآن عظیم نے کافر کو کافر کہا اور کافر کہنے کا حکم دیا۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو

دیکھو ایک لفظ کے چند احوال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اقوال میں، مگر یہودی بات کو تحریف کر دیتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳۰، ص ۳۴۳-۳۴۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6A) بعض مکار زہ نہ اسی کو بنیاد بنا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ میاں اکافر کو بھی کافر مت کہو! کیا معلوم کب مسلمان ہو جائے؟

مقام غور تو یہ ہے کہ پہلے خود کافر کہہ چکے، پھر کہتے ہیں کافر مت کہو، حالانکہ خود قرآن مجید سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ کافر کو کافر ہی کہا جائے اور مومن کو مومن، کیا آپ غور نہیں کرتے کہ قرآن پاک میں کافروں کو کافر کہہ کر پکارا گیا ہے بلکہ قرآن پاک میں ایک مکمل سورۃ کا نام ہی سورۃ الکافرون رکھا گیا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! کوئی عاقل شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو شے جس وقت جس حالت میں ہو اسے اس وقت اسی کی جنس سے پکارا جائے گا، مثلاً: گندم جب تک اپنی اصل حالت پر باقی ہے اسے گندم ہی کہا جائے گا اور جب اسے پیس کر آٹا کر دیا جائے تو پھر اسے کوئی بھی گندم کہنے کو تیار نہیں ہوگا بلکہ آٹا ہی کہا جائے گا اور جب اس آٹے کی روٹی بنائی جائے تو پھر اسے آٹا نہیں بلکہ روٹی کا نام دیا جائے گا اور جب اس روٹی کو کھا کر لٹلے کی شکل میں خارج کر دیا جائے تو پھر اسے روٹی نہیں بلکہ فضلہ کہا جائے گا، اس وقت ان حضرات کو یہ باتیں نہیں سوچتی کہ گندم کو گندم مت کہو کیا معلوم کب آٹا ہو جائے اور آٹے کو آٹا مت کہو کیا معلوم کب روٹی ہو جائے وغیرہ

اگر ان لوگوں کی اس بات کو مان لیا جائے کہ کافر کو کافر مت کہو! کیا معلوم کب مسلمان ہو جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ پھر مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہا جائے کہ کیا معلوم کب بد مذہب یا کافر ہو جائے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ کتنے ایمان سے غفلوں کا مرتے وقت ایمان سلب کر لیا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

درج اس طرح کی ناسمجھی والی باتیں کرنے والوں کا ان حیلے بہانوں کو پیش کرنے سے مقصود اصلی یہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات جو چاہیں اللہ و رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے پھریں، جس طرح چاہیں اللہ و رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں، انہیں کوئی کچھ کہنے والا نہ ہو کہ میاں! کافر کو بھی کافر مت کہو ہم تو پھر بھی کلمہ گو ہیں، مگر ان حضرات نے کلمہ طیبہ کے لوازمات کو بھلا دیا کہ حقیقتہً کلمہ گوئی سے مقصود اصلی تو وہی اللہ و رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا صفات کو دل سے تسلیم کر کے ان کی توقیر بجالانا ہے۔ صرف گوشت کے ہتھڑے یعنی زبان سے کلمہ طیبہ کو زٹ لینا کافی نہیں، کیا دیکھتے نہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں منافقین بھی ہر کلمہ پڑھتے تھے مگر ایمان سے انہیں دور کا بھی علاقہ نہیں تھا۔

ان کی گستاخانہ عبارات و عقائد جاننے کیلئے بہار شریعت پہلی جلد کے حصہ اول میں ایمان و کفر کا بیان مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کا مطالعہ فرمائیں۔

بھی مسلمان نہ کہوتھیں کیا معلوم کہ اسلام پر مرے گا خاتمہ کا حال تو خدا جانے مگر شریعت نے کافر و مسلم میں امتیاز رکھا ہے اگر کافر کو کافر نہ جانا جائے تو کیا اس کے ساتھ وہی معاملات کرو گے جو مسلم کے ساتھ ہوتے ہیں حالانکہ بہت سے امور ایسے ہیں جن میں کفار کے احکام مسلمانوں سے بالکل جدا ہیں مثلاً ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا، ان کے لیے استغفار نہ کرنا، ان کو مسلمانوں کی طرح دفن نہ کرنا، ان کو اپنی لڑکیاں نہ دینا، ان پر جہاد کرنا، ان سے جزیہ لینا اس سے انکار کریں تو قتل کرنا وغیرہ وغیرہ۔ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے، عالم لوگ جانیں وہ کافر کہیں مگر کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ عوام کے تو وہی عقائد ہونگے جو قرآن و حدیث وغیرہما سے علما نے انھیں بتائے یا عوام کے لیے کوئی شریعت جدا گانہ ہے جب ایسا نہیں تو پھر عالم دین کے بتائے پر کیوں نہیں چلتے نیز یہ کہ ضروریات کا انکار کوئی ایسا امر نہیں جو علما ہی جانیں عوام جو علما کی صحبت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی ان سے بے خبر نہیں ہوتے پھر ایسے معاملہ میں پہلو تہی اور اعراض کے کیا معنی۔

مسئلہ ۳: کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو کافر نہ ہوا یعنی جبکہ اس امر سے اظہار نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا ہے اور اگر بات کی سچ کی (کی ہوئی بات پر اڑا رہا) تو اب کافر ہو گیا کہ کفر کی تائید کرتا ہے۔ (7)

مسئلہ ۵: کفری بات کا دل میں خیال پیدا ہوا اور زبان سے بولنا برا جانتا ہے تو یہ کفر نہیں بلکہ خاص ایمان کی علامت ہے کہ دل میں ایمان نہ ہوتا تو اسے برا کیوں جانتا۔ (8)

مسئلہ ۶: مرتد ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) عقل۔ نا سمجھ بچہ اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو حکم کفر نہیں۔ (۲) ہون۔ اگر نشہ میں بکا تو کافر نہ ہوا۔ (۳) اختیار مجبوری اور اکراہ کی صورت میں حکم کفر نہیں۔ مجبوری کے یہ معنی ہیں کہ جان جانے یا عضو کٹنے یا ضرب شدید کا صحیح اندیشہ ہو اس صورت میں صرف زبان سے اس کلمہ کے کہنے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل میں وہی اطمینان ایمانی ہو **إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ**۔ (9)

مسئلہ ۷: جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو مستحب ہے کہ حاکم اسلام اس پر اسلام پیش کرے اور اگر وہ کچھ شبہ بیان کرے تو اس کا جواب دے اور اگر مہلت مانگے تو تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اسلام کی تلقین کرے۔ (اسلام پیش کرے) یوہیں اگر اس نے مہلت نہ مانگی مگر امید ہے کہ اسلام قبول کر لے گا جب بھی تین دن قید میں رکھا جائے پھر اگر

(7) رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب الاسلام بحون بالفصل... راجع، ج ۶، ص ۳۵۳

(8) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۸۳

(9) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۳-۲۷۶

مسلمان ہو جائے فیہا ورنہ قتل کر دیا جائے بغیر اسلام پیش کیے اسے قتل کر ڈالنا مکروہ ہے۔ (10) مرتد کو قید کرنا اور اسلام نہ قبول کرنے پر قتل کر ڈالنا بادشاہ اسلام کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسا شخص اگر زندہ رہا اور اس سے تعرض نہ کیا گیا تو ملک میں طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور فتنہ کا سلسلہ روز بروز ترقی پذیر ہوگا جس کی وجہ سے امن عامہ میں خلل پڑیگا لہذا ایسے شخص کو ختم کر دینا ہی مقتضائے حکمت (دانشمندی کا تقاضا) تھا۔ اب چونکہ حکومت اسلام ہندوستان میں باقی نہیں کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے اور آئے دن مسلمانوں میں فساد پیدا ہوتا ہے نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑ پے لڑائی ہیں ان تمام خرابیوں کا باعث یہی نیا مذہب ہے ایسی صورت میں سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لیے قرآن وحدیث میں ارشاد ہوئی اگر مسلمان اس پر عمل کریں تمام قصوں سے نجات پائیں دنیا و آخرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل میل جول چھوڑ دیں، سلام کلام ترک کر دیں، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا، غرض ہر قسم کے تعلقات ان سے قطع (ختم) کر دیں گویا سمجھیں کہ وہ اب رہا ہی نہیں، واللہ الموفق۔

مسئلہ ۸: کسی دین باطل کو اختیار کیا مثلاً یہودی یا نصرانی ہو گیا ایسا شخص مسلمان اس وقت ہوگا کہ اس دین باطل سے بیزاری و نفرت ظاہر کرے اور دین اسلام قبول کرے۔ اور اگر ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار کیا ہو تو جب تک اس کا اقرار نہ کرے جس سے انکار کیا ہے محض کلمہ شہادت پڑھنے پر اس کے اسلام کا حکم نہ دیا جائے گا کہ کلمہ شہادت کا اس نے بظاہر انکار نہ کیا تھا مثلاً نماز یا روزہ کی فرضیت سے انکار کرے یا شراب اور سوز کی حرمت نہ مانے تو اس کے اسلام کے لیے یہ شرط ہے کہ جب تک خاص اس امر کا اقرار نہ کرے اس کا اسلام قبول نہیں یا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی کرنے سے کافر ہوا تو جب تک اس سے توبہ نہ کرے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ (11)

مسئلہ ۹: عورت یا نابالغ سمجھ وال بچہ مرتد ہو جائے تو قتل نہ کریں بلکہ قید کریں یہاں تک کہ توبہ کرے اور مسلمان ہو جائے۔ (12)

مسئلہ ۱۰: مرتد اگر ارتداد (مرتد ہونے سے) سے توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر بعض مرتدین مثلاً کسی نبی

(10) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۴۶، ۳۴۸۔

(11) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب فی ان الکفار خمسۃ اصناف... إلخ، ج ۶، ص ۳۴۹۔

(12) الفتاویٰ احمدیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۳۔

کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ اُس کی توبہ مقبول نہیں۔ توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بادشاہ اسلام اسے قتل نہ کریگا۔ (13)

(13) اعلیٰ حضرت، امام السنن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن قادی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

شفاء شریف صفحہ ۳۲۱:

اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المنتقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ تعالیٰ لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔
یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہو گیا۔

(۱۔ کتاب الشفاء القسم الرابع فی وجہ الاحکام فی من تنقص الباب الاول مکتبہ شرکت صحافیہ ترکی ۲/۲۰۸)

نیم الریاض جلد چہارم ص ۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے:

ما صرح بہ من کفر السائب والشاک فی کفرہ ہو ما علیہ اثمتنا وغیرہم۔
یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر، یہی مذہب ہمارے ائمہ وغیرہم کا ہے۔

(۲۔ نیم الریاض شرح شفا قاضی میاض القسم الرابع فی وجہ الاحکام فی من تنقص الباب الاول دار الفکر بیروت ۳/۳۳۸)

وجیز امام کردری جلد ۳ ص ۳۲۱:

لو ارتد والعیاذ باللہ تعالیٰ تحریم امراتہ ویمجدد النکاح بعد اسلامہ، والمولود بینہما قبل تمجدد النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمۃ الکفر ولد ذنائبہ ان اتی بکلمۃ الشہادۃ علی العادۃ لایجدیہ مالہ یرجع عما قالہ لان ہاتینیا علی العادۃ لایرفع الکفر الا اذا سب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او واحد من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فلا توبۃ لہ واذا شتمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سکران لایعفی واجمع العلماء ان شاتمہ کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔
ملفوظات کا کثرا لاتی للاختصار۔

یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے، پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے اس کلمہ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہوگا حرامی ہوگا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمہ شہادت پڑھتا رہے گا کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے قتل کی سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بیہوشی میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ

مسئلہ ۱۱: مرتد اگر اپنے ارتداد سے انکار کرے تو یہ انکار بمنزلہ توبہ ہے اگرچہ گواہان عادل سے اسکا ارتداد ثابت

جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (ت)

(۱۔ فتاویٰ بزازیہ علی حاشی فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی النوع الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۲۲-۲۲۱)

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم ص ۴۰۷:

کل من ابغض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بقلبه كان مرتداً فالسأب بطريق اولی (ملخصاً) وان سب سكران لا يعفى عنه ۲۔

یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کینہ ہو وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے والا بدرجہ اولیٰ کافر ہے اور اگر نشہ بلا اکراہ پیا اور اس حالت میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔ (۲۔ فتح القدیر باب احکام المرتدین مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۲۳۲) بحر الرائق جلد پنجم ص ۱۳۵ میں بعینہ کلمہ مذکور ذکر کر کے ص ۱۳۶ پر فرمایا:

سب واحد من الانبياء كذلك فلا يفيد الانكار مع البينة لاننا جعل انكار الردة توبة ان كانت مقبولة ۳۔

یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار قائم نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے نکرنا تو دفع سزا کے لئے وہاں توبہ قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلاً معافی نہ دیئے۔ (۳۔ بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۶) دررالحکام عمدہ مولیٰ خسرو جلد اول ص ۲۹۹:

اذا سبه صلى الله تعالى عليه وسلم او واحداً من الانبياء صلوات الله تعالى عليهم اجمعين مسلم فلا توبة له اصلاً واجمع العلماء ان شاتمہ کافر ومن شك في عذابه وكفرة كفر ۴۔

یعنی اگر کوئی شخص مسدّن کہہ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(۱۔ الدررالحکام شرح غرر الاحکام فصل فی الجزیاء احمد کمال الکاسنی فی دار السعادت بیروت ۱/ ۳۰۰-۲۹۹)

غنیۃ ذوالاحکام ص ۳۰۱:

محل قبول توبة المرتد ما لم تكن ردة بسب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فان كان به لا تقبل توبته سواء جاء تأثباً من نفسه او شهد عليه بذلك بخلاف غيره من المكفرات ۵۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لئے اس کی اجازت نہیں۔ (۲۔ غنیۃ ذوی الاحکام فی درر الاحکام باب المرتد احمد کمال الکاسنی فی دار السعادت بیروت ۱/ ۳۰۱)

ہو یعنی اس صورت میں یہ قرار دیا جائے گا کہ ارتداد تو کیا مگر اب توبہ کر لی لہذا قتل نہ کیا جائیگا اور ارتداد کے باقی احکام

لا تصح ردة السكران الا الردة بسبب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فانه لا يعفى عنه كذا في الميزانية وحكم الردة بينونة امرأته مطلقاً (۱) ای سواء رجوع اولم يرجع الا غمز العيون (۲) واذا مات على ردة لم يدفن في مقابر المسلمين ولا اهل ملة وانما يلقي في حفرة كالكلب، والمرتد اقبح كفر من الكافر الاصلی، واذا شهد واعلى مسلم بالردة وهو منكراً لا يتعرض له لالتكذيب الشهود والعدول بل لان الكارة توبة ورجوع فتثبت الاحكام التي للمرتد لو تاب من حبط الاعمال وبينونة الزوجة وقوله لا يتعرض له انما هو في مرتد تقبل توبته في الدنيا لا الردة بسبب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم (۳) الا في تنكح النبي كما عهده فيما سبق (۴) ملخصاً غمز العيون.

یعنی نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دینگے کذا فی المیزان یہ اور معاذ اللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی، اور جب وہ اسی ارتداد پر مرجائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت داے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہو گیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لئے کہ گواہان عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لئے کہ یہی کا کرنا اس کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے ولہذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا تھا، اور اب توبہ کر لی تو مرتد تابع کے احکام اس پر جاری کرینگے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہو گئے اور جو رد نکاح سے باہر، اور یہ قول کہ اس سے تعرض نہ کیا جائے اس مرتد سے متعلق ہے جس کی توبہ دنیا میں قبول ہے، نہ وہ مرتد جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا یہ ہے کہ دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں، یونہی کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیٰ یہ تھا کہ لفظ نبی کو کفرہ ذکر کرتے جیسا کہ گزشتہ عبارت میں تعبیر کیا ہے (۵) ملخصاً غمز العيون۔ (ت)

(۳) الاشباہ والنظائر باب الردۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۸۹ (۲۹۱) (۴) غز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب الردۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۰ (۱) غز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب الردۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۱ (۲۹۳) (۲) غز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب الردۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۳

فتاویٰ خیر یہ علامہ خیر الدین ربلی استاذ صاحب درمختار جلد اول ص ۹۵:

من سب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فانه مرتد وحكمه حكم المرتدين ويفعل به ما يفعل بالمرتدين ولا توبة له اصلاً واجمع العلماء انه كافر ومن شك في كفره كفر (۳) ملحقاً۔ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جاری ہونگے مثلاً اس کی عورت نکاح سے نکل جائے گی، جو کچھ اعمال کیے تھے سب اکارت (ضائع) ہو جائیں گے، حج

کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے گا جو مرتدوں سے کرنے کا حکم ہے اور اسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

(۳۔ فتاویٰ خیریہ باب المرتدین دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۰۳)

مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر جلد اول ص ۶۱۸:

اذا شبه صلى الله تعالى عليه وسلم او واحدا من الانبياء مسلم ولو سكر ان فلا توبة له تنجيه كالزندق ومن شك في عذابه وكفره فقد كفر ا۔

یعنی جو مسلمان کہتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی دنیا میں اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریے بے دین کی توبہ نہ سنی جائیگی، اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (۱۔ مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر باب الجزیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۰)

ذخیرۃ العقی فی علامہ افغانی یوسف ص ۲۳۰:

قد اجمعت الامة على ان الاستغفاف بنبينا صلى الله تعالى عليه وسلم وباهي نبي كان عليهم الصلوة والسلام كفر سواء فعله على ذلك مستحلام فعله معتقد الحرمة وليس بين العلماء خلاف في ذلك ومن شك في كفره وعذابه كفر ب۔

یعنی بی شک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے، خواہ اسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہر حال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

(۲۔ ذخیرۃ العقی فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ کتاب الجہاد باب الجزیہ مطبع نوکشور کاپور ۲/ ۳۱۹)

ایضاً صفحہ ۲۴۲:

لا يغسل ولا يصلى عليه ولا يكفن اما اذا تاب وتبرأ عن الارتداد ودخل في دين الاسلام ثم مات غسل وكفن وصلى عليه ودفن في مقابر المسلمين ۳۔

یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مرجائے تو نہ اسے غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں، ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برأت کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مرجائے تو غسل، کفن، نماز، مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔

(۳۔ ذخیرۃ العقی فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ کتاب الجہاد باب الجزیہ مطبع نوکشور کاپور ۳/ ۳۲۱)

تویر الامام شیع الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی:

كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الكافر بسب نبي ۴۔ الخ۔

کی استطاعت رکھتا ہے تو اب پھر حج فرض ہے کہ پہلا حج جو کر چکا تھا بیکار ہو گیا۔ (14) اگر اس قول سے انکار نہیں کرتا

یعنی ہر مرتہ کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کے لئے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔ (۳) درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتدین مطبع مجتہائی دہلی ۱/۳۵۶

درمختار: الکافر بسب نبی الانبیاء لا تقبل توبته مطلقاً ومن شک فی عذابه وکفرہ کفر۔
یعنی کسی نبی کی توبہ لینا کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ (۱) درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتدین مطبع مجتہائی دہلی ۱/۳۵۶
کتاب الخراج سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۱۹۷:

قال ابو یوسف وایما رجل مسلم سب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم او كذبه او عابه تنقصه فقد كفر بالله تعالى وبانت زوجته ۲۔

یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا شان گھٹائے وہ بلاشبہ کافر ہو گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔ (۲) کتاب الخراج فصل فی الحكم فی المرتد عن الاسلام مطبع بولاق مصر ۹۸-۱۹۷

بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر و ارتداد میں اصلاً شک نہیں، دربارہ اسلام در رفع دیگر احکام ان کی توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انہیں بعد توبہ و اسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے وہ جو بڑا ذیہ اور اس کے بعد کی بہت کتب معتدہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں اور اس کی بحث یہاں بیکار ہے، کہاں سلطان اسلام اور کہاں سزائے موت کے احکام، صد ہا خبیث، انجس، ملعون، انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان مفتی و اعظم مدرس شیخ بن کر اللہ و رسول کے جناب میں منہ بھر کر ملعونات کہتے، لکھتے، چھاپتے ہیں اور ان سے کوئی تو کہنے والا نہیں اور اگر انہیں تو کہئے تو نہ صرف ان کے بلکہ بڑے بڑے مہذب بننے والے مسلمانوں کے نزدیک یہ بے تہذیبی و تشدد ہو،

فانظر الى آثار مقت الله الغيور كيف انقلب وانعكست الامور ولا حول ولا قوة الا بالله العظيم وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون ۳۵۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳) القرآن الکریم ۲۶/۲۷

تو دیکھو اللہ غیور کے عذاب کے آثار کی طرف دل کیسے بدل جاتے ہیں اور امور کیسے الٹ ہو جاتے ہیں ولا حول ولا قوة الا بالله العظیم، اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کر دھ پلٹا کھائیں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۳۰۳-۲۹۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(14) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۷۶۔

دبحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج ۶، ص ۲۱۳۔

جو کفر کا مرتکب ہو جائے اس کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور اگر کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت مثلاً سیدنا امام اعظم

مگر لایعنی (فضول جس کا کوئی مقصد نہ ہو) تقریروں سے اس امر کو یقین بنانا ہے جیسا زمانہ حال کے مرتدین کا شیوہ ہے۔ یہ نہ انکار ہے نہ توبہ مثلاً قاریانی کہ نفوت کا دعویٰ کرتا ہے اور خاتم النبیین کے مخاطب معنی بیان کر کے اپنی ذلت کو بڑھاتا رکھنا چاہتا ہے یا حضرت سیدنا مسیح عیسیٰ افضل الصلوٰۃ والسلام کی شان پاک میں سخت سخت حملے کرتا ہے پھر جیسے بڑھتا ہے یا بعض عمائد وہابیہ (وہابیوں کے پیشوایان) کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں کلمات دشنام (نازیبا کلمات) استعمال کرتے اور تاویل غیر مقبول (ایسی تاویل جو ناقابل قبول ہو) کر کے اپنے اوپر سے کفر اٹھانا چاہتے ہیں ایسی باتوں سے کفر نہیں ہٹ سکتا کفر اٹھانے کا جو نہایت آسان طریقہ ہے کاش! اسے برتتے تو ان زحمتوں میں نہ پڑتے اور عذاب آخرت سے بھی انشاء اللہ رہائی کی صورت نکلتی وہ صرف توبہ ہے کہ کفر و شرک سب کو مٹا دیتی ہے، مگر اس میں وہ اپنی ذلت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خدا کو محبوب، اُس کے محبوبوں کو پسند، تمام عقلا کے نزدیک اس میں عزت۔

مسئلہ ۱۲: زمانہ اسلام میں کچھ عبادات قضا ہو گئیں اور ادا کرنے سے پہلے مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا تو ان عبادات کی قضا کرے اور جو ادا کر چکا تھا اگرچہ ارتداد سے باطل ہو گئی مگر اس کی قضا نہیں البتہ اگر صاحب استطاعت ہو تو حج دوبارہ فرض ہوگا۔ (15)

مسئلہ ۱۳: اگر کفر قطعی (یقینی) ہو تو عورت نکاح سے نکل جائے گی پھر اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو دوبارہ اس سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ جہاں پسند کرے نکاح کر سکتی ہے اس کا کوئی حق نہیں کہ عورت کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دے اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا دوبارہ نکاح نہ کیا تو قربت (ہبستری) زنا ہوگی اور بچے ولد الزنا اور اگر کفر قطعی نہ ہو یعنی بعض علما کا فر بتاتے ہوں اور بعض نہیں یعنی فقہاء کے نزدیک کافر ہو اور ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس پر ہمیشہ کے لئے جہنم کا عذاب لازم ہو جائے گا۔ اور ان کے شاگردان ذی مقام نے بکثرت کفر یہ اعمال و اقوال بیان فرمادیئے ہیں اور اس معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر اس میں خوب کوشش سے کام لیا ہے اور باوجود اس کے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ ارتداد یعنی دین سے پھرنا اعمال کو برباد کر دیتا ہے اور مرتد کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اور اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، اس گروہ نے اس معاملہ میں دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوشش کی ہے لہذا ہر وہ شخص جو اپنے دین پر استقامت چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ ان علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کا علم حاصل کرے تاکہ ان کفریات سے بچ سکے اور ان میں پڑ کر اپنے اعمال برباد نہ کر بیٹھے اور اس پر رب عزوجل کا دائمی عذاب لازم نہ ہو جائے

(15) الدر المختار، کتاب النجاء، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۸۳-۳۸۵

ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت کیا (۱) دنیا میں اور آخرت

میں (۲) اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔ (پ ۲، البقرہ: ۲۱۷)

- مشکمین (علم کلام کے ماہرین) کے نزدیک نہیں تو اس صورت میں بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم دیا جائیگا۔ (16)
- مسئلہ ۱۴: عورت کو خبر ملی کہ اس کا شوہر مرتد ہو گیا تو عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے خبر دینے والے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں بلکہ ایک عادل کی خبر کافی ہے۔ (17)
- مسئلہ ۱۵: عورت مرتد ہو گئی پھر اسلام لائی تو شوہر اول سے نکاح کرنے پر مجبور کی جائے گی یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اسی پر فتویٰ ہے۔ (18)
- مسئلہ ۱۶: مرتد کا نکاح بالاتفاق باطل ہے وہ کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا نہ مسلمہ سے نہ کافرہ سے نہ مرتدہ سے نہ حرہ (آزاد عورت) سے نہ کنیز (لونڈی) سے۔ (19)

(16) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۷۷۳۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

معاذ اللہ جس سے کلمہ کفر صادر ہوا سے بعد تو بہ تجدید نکاح کا حکم ضرور ہے نکاح بغیر دو گواہوں کے نہیں ہو سکتا، دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں عاقل بالغ آزاد اور مسلمان، عورت کے نکاح میں ان کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے وہ ایجاب و قبول کو ایک سلسلے میں سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے بغیر اس کے نکاح نہیں ہو سکتا، ہاں یہ کچھ ضرور نہیں کہ وہ غیر ہی لوگ ہوں، زن و شوہر کے جوان بیٹا، بیٹی، بہن، بھائی، نوکر چاکر ان میں سے اگر دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیں کافی ہے، اور تجدید نکاح کوئی شرم کی بات نہیں، یہ دوسوہ شیطانی ہے، شرم کی بات یہ ہے کہ نکاح میں خلل پڑ جائے اور بغیر تجدید کے زن و شوہر کا علاقہ باقی رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۱۲۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(17) الدر المختار و رد المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب لو تآب المرتد...، ج ۶، ص ۸۶۳۔

(18) الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۸۷۳۔

مرتدہ عورت نکاح سے نہیں نکلتی۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی بارگاہ میں کچھ اس طرح سوال ہوا کہ حکم شریعت عن کرہندہ جو کہ شادی شدہ ہے نے غصہ میں آ کر یا تو یہ کہا: چو لھے میں جائے ایسی شریعت یا پھر یوں کہا: مری پڑ سے ایسی شریعت۔

الجواب: ہندہ نے پہلا فقرہ کہا ہو خواہ دوسرا، (دونوں نچلے صریح کفریات ہیں لہذا) ہر طرح اس کا ایمان جاتا رہا کہ اس نے شرع مطہرہ کی توہین کی مگر ہندہ (مرتدہ ہو جانے کے بلا مجود) نکاح سے نہ نکلی، نہ اُسے زوا (یعنی جائز) ہے کہ بعد اسلام کسی دوسرے سے نکاح کر لے۔ ہاں (چونکہ وہ اپنے ارجداد کے سبب اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہے لہذا) بعد (قبول) اسلام سابقہ شوہر ہی سے تجدید نکاح پر مجبور کی جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ ج 12 ص 262-263 ملخصاً)

(19) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ ۷: مرتد کا ذبیحہ مردار ہے اگرچہ بِسْمِ اللہ کر کے ذبح کرے۔ یونہی کتے یا باز یا تیر سے جو شکار کیا ہے وہ بھی مردار ہے، اگرچہ چھوڑنے کے وقت بِسْمِ اللہ کہہ لی ہو۔ (20)

مرتد و مرتدہ کا نکاح تمام عالم میں کسی سے نہیں ہو سکتا نہ مسلم سے، نہ کافر سے، نہ اصلی سے نہ مرتد سے۔
فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

لا یمحوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لا یمحوز نکاح المرتدة مع احد كذابی المبسوط ا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۔ فتاویٰ ہندیہ باب فی المحرمات لورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸۲)
مرتد کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرد سے نکاح جائز نہیں، مبسوط میں یونہی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱: ص ۵۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(20) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۵۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
جو شخص قرآن مجید سے ایک حرف، ایک نقطہ کی نسبت ادنیٰ احتمال کے طور پر کہے کہ شاید کسی نے گٹھا دیا یا بڑھا دیا یا بدل دیا ہو وہ کافر ہے اور قرآن عظیم کا منکر، یونہی جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ بھی کافر، اور جبکہ ان اشیاء نے ہادف ادعائے اسلام عقائد کفر اختیار کئے تو مرتد ہوئے،
فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

هؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین ا۔
یہ قوم ملت اسلامیہ سے خارج ہے ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔ (ت)

(۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب التاسع لورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۳)

اور مرتد کے ہاتھ کا ذبیحہ زرا حرام و مردار سوز کی مانند ہے اگرچہ اس نے لاکھ بکیریں پڑھ کر ذبح کیا ہو،
در مختار میں ہے:

لا تحل ذبیحة غیر کتابی من وثنی و محوسی و مرتد ا۔

غیر کتابی کا ذبیحہ حلال نہیں ہے خواہ وہ بت پرست ہو، مجوسی ہو یا مرتد ہو۔ (ت) (۲۔ در مختار کتاب الذبائح مطبع مجتہبی دہلی ۲/۲۲۸)

اسی طرح جس مذہب کا عقیدہ حد کفر تک پہنچا ہو، جسے پھیری کہ وجود ملائکہ و وجود جن و وجود شیطان و وجود آسمان و صحت معجزائے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و حشر و نشر و جنت و نار بطور عقائد اسلام وغیرہا بہت ضروریات دینیہ سے منکر ہیں۔ یونہی وہ وہابی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل سات یا چھ یا دو یا ایک خاتم النبیین کسی طبقہ زمین میں کبھی موجود مانے یا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی در کونبوت مئی جائز جانے اور اسے آیۃ و خاتم النبیین کے مخالف نہ سمجھے، یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین شان اقدس کے لئے ←

مسئلہ ۱۸: مرتد کسی معاملہ میں گواہی نہیں دے سکتا اور کسی کا وارث نہیں ہو سکتا اور زمانہ ارتداد میں جو کچھ کمایا ہے اس میں مرتد کا کوئی وارث نہیں۔ (21)

حضور کو بڑا بھائی، اپنے آپ کو چھوٹا بھائی کہے، یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ ناپاک کلمہ لکھے کہ مرکٹھی میں مل گئے، دلی ہذا القیاس جو بد مذہب ضروریات دین اسلام میں سے کسی عقیدہ کا منکر ہو یا اس میں شرک کرے یا نادلیس گھڑے، باجماع تمام علماء اسلام وہ سب کے سب کافر و مرتد ہیں اگرچہ لوگوں کے سامنے کلمہ نماز قرآن پڑھتے، روزہ رکھتے، اپنے آپ کو سچا پکا مسلمان جتاتے ہوں کہ جب وہ ضروریات اسلام کے منکر ہوئے تو انھوں نے خدا و رسول و قرآن کو صاف صاف جھٹلایا، پھر یہ جھوٹے طور پر کلمہ وغیرہ کیا نفع دے سکتا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی منافق لوگ کلمہ نماز پڑھتے اور اپنے آپ کو تمسین کھا کھا کر مسلمان بتاتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک نہ سنی اور صاف فرمایا: **وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ** ۳۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ نرا جھوٹا دعویٰ اسلام کرتے ہیں: (۳۔ القرآن الکریم ۶۳/۱)

خاص ایسے لوگوں کے کفر میں ہرگز شک نہ کیا جائے کہ جو ان کے عقیدہ پر مطلع ہو کر پھر سمجھ بوجھ کر ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ درمختار میں ہے:

من شك في كفره وعذابه فقد كفر اـ واما ارتدادهم فهو الصحيح الثابت المنصوص عليه كما اوضناه بتوفيق الله تعالى في السير من فتاؤينا وفي رسالتنا المقالة المسفرة عن احكام البدعة المكفرة
جوان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے اـ لیکن ان کا ارتداد تو صحیح ثابت منصوص علیہ ہے جیسا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے فتاویٰ کے باب السیر میں واضح کر دیا ہے نیز اس اپنے رسالہ القلۃ المسفرة عن احكام البدعة المكفرة میں بیان کیا ہے۔ (ت)

(۱۔ درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہائی دہلی ۱/۳۵۶)

اس قسم کے ہر بد مذہب کا ذبیحہ مردار و حرام، ان کے ساتھ نکاح حرام و باطل و محض زنا، ان کے ساتھ کھانا پینا بیٹھنا، ٹھنا، ملنا جلنا، کوئی برتاؤ مسلمان کا سا کرنا ہرگز ہرگز کسی طرح جائز نہیں، ہاں جو مذہب دین اسلام کی ضروری باتوں سے کسی بات میں شک نہ کرتا ہو، صرف ان سے نیچے درجہ کے عقیدوں میں مخالف ہوں، جیسے رافضیوں میں تفضیلی، یا وہابیوں میں اسماعیلی وغیرہم وہ اگرچہ گمراہ ہے کافر نہیں اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، ص ۲۳۵-۲۳۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(21) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب جملۃ من لا یتسل... إلخ، ج ۶، ص ۳۸۱

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فان کسب المرتد فی الاسلام لورثۃ المسلمین کما نص عی فی الدر... وغیرہا عامۃ الکتب

مرتد نے جو حالت اسلام میں کمایا وہ اس کے مسلمان وارثوں کے لئے ہے جیسا کہ دروغیرہ عام کتابوں میں اس پر نص کی گئی ہے (ت)

(۱۔ الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہائی دہلی ۱/۳۵۹) ←

مسئلہ ۱۹: ارتداد سے ملک جاتی رہتی ہے یعنی جو کچھ اس کے املاک و اموال (مال و جامداد) تھے سب اس کی ملک سے خارج ہو گئے مگر جبکہ پھر اسلام لائے اور کفر سے توبہ کرے تو بدستور مالک ہو جائیگا اور اگر کفر ہی پر مر گیا یا دارالحرب کو چلا گیا تو زمانہ اسلام کے جو کچھ اموال ہیں ان سے اولاً ان دیون (قرضے) کو ادا کرینگے جو زمانہ اسلام میں اس کے ذمہ تھے اس سے جو بچے وہ مسلمان ورثہ کو ملے گا اور زمانہ ارتداد میں جو کچھ کمایا ہے اس سے زمانہ ارتداد کے دیون ادا کرینگے اس کے بعد جو بچے وہ فتنے ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۰: عورت کو طلاق دی تھی وہ ابھی عدت ہی میں تھی کہ شوہر مرتد ہو کر دارالحرب کو چلا گیا یا حالت ارتداد میں قتل کیا گیا تو وہ عورت وارث ہوگی۔ (23)

مسئلہ ۲۱: مرتد دارالحرب کو چلا گیا یا قاضی نے لحاق یعنی دارالحرب میں چلے جانے کا حکم دیدیا تو اس کے مدبر اور ام ولد آزاد ہو گئے اور جتنے دیون میعادی (24) تھے ان کی میعاد پوری ہوگئی یعنی اگرچہ ابھی میعاد پوری ہونے میں کچھ زمانہ باقی ہو مگر اسی وقت وہ ذین واجب الادا ہو گئے اور زمانہ اسلام میں جو کچھ وصیت کی تھی وہ سب باطل ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۲: مرتد ہبہ قبول کر سکتا ہے۔ کنیز (لونڈی) کو ام ولد کر سکتا ہے، یعنی اس کی لونڈی کو حمل تھا اور زمانہ ارتداد میں بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کر سکتا ہے، کہہ سکتا ہے کہ یہ میرا بچہ ہے، لہذا یہ بچہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی ماں ام ولد ہو جائیگی۔ (26)

مسئلہ ۲۳: مرتد دارالحرب کو چلا گیا پھر مسلمان ہو کر واپس آیا تو اگر قاضی نے ابھی تک دارالحرب جانے کا حکم نہیں دیا تھا تو تمام اموال اس کو ملیں گے اور اگر قاضی حکم دے چکا تھا تو جو کچھ ورثہ (میت کے وارثین) کے پاس موجود ہے وہ ملے گا اور ورثہ جو کچھ خرچ کر چکے یا بیع وغیرہ کر کے انتقال ملک کر چکے (27) اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ (28)

اور جتنا مال زمانہ کفر کا کمایا ہو وہ حق فقراء مسکین ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۶، ص ۲۷۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(22) المہدایۃ، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، الجزء الثانی، ص ۴۰۷، وغیرہا۔

(23) تمہین الحقائق، کتاب السیر، باب المرتدین، ج ۴، ص ۱۷۷۔

(24) وہ قرضے جن کی ادائیگی کا وقت مقرر ہو۔

(25) فتح القدیر، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج ۵، ص ۳۱۶۔

(26) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۵۔

(27) یعنی دوسروں کی ملکیت میں دے چکے۔

(28) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۵۔

تنبیہ: زمانہ حال میں جو لوگ باوجود اذعانے اسلام (29) کلمات کفر کہتے ہیں یا کفری عقائد رکھتے ہیں ان کے اقوال و افعال کا بیان حصہ اول میں گزرا۔ یہاں چند دیگر کلمات کفر جو لوگوں سے صادر ہوتے ہیں (یعنی بولتے ہیں) بیان کیے جاتے ہیں تاکہ ان کا بھی علم حاصل ہو اور ایسی باتوں سے توبہ کی جائے اور اسلامی حدود کی محافظت کی جائے۔

مسئلہ ۲۴: جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں یا کہتا ہے معلوم نہیں میں مومن ہوں یا کافر وہ کافر ہے۔ ہاں اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں تو کافر نہیں۔ جو شخص ایمان و کفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے وہ کافر ہے۔ یوہیں جو شخص ایمان پر راضی نہیں یا کفر پر راضی ہے وہ بھی کافر ہے۔ (30)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص گناہ کرتا ہے لوگوں نے اسے منع کیا تو کہنے لگا اسلام کا کام اسی طرح کرنا چاہیے یعنی جو گناہ و معصیت (نافرمانی) کو اسلام کہتا ہے وہ کافر ہے۔ یوہیں کسی نے دوسرے سے کہا میں مسلمان ہوں اس نے جواب میں کہا تجھ پر بھی لعنت اور تیرے اسلام پر بھی لعنت، ایسا کہنے والا کافر ہے۔ (31)

مسئلہ ۲۶: اگر یہ کہا خدا مجھے اس کام کے لیے حکم دیتا جب بھی نہ کرتا تو کافر ہے۔ یوہیں ایک نے دوسرے سے کہا میں اور تم خدا کے حکم کے موافق کام کریں دوسرے نے کہا میں خدا کا حکم نہیں جانتا یا کہا یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا۔ (32)

مسئلہ ۲۷: کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بوڑھا ہے مرتا نہیں اس کے لیے یہ کہنا کہ اے اللہ میاں بھول گئے ہیں یا کسی زبان دراز آدمی سے یہ کہنا کہ خدا تمھاری زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں یہ کفر ہے۔ (33)۔

یوہیں ایک نے دوسرے سے کہا اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا، اس نے کہا عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں، مجھ کو کہاں سے ہوگی۔

مسئلہ ۲۸: خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے نیچے تم یہ کلمہ کفر ہے۔ (34)

(29) اسلام کا دعویٰ کرنے والے، یعنی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود۔

(30) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۷۔

(31) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۷۔

(32) المرجع السابق، ص ۲۵۸۔

(33) خلاصۃ الفتاویٰ، کتاب الفاظ الکفر، ج ۳، ص ۳۸۳۔

(34) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ ۲۸: کسی سے کہا گناہ نہ کر، ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا اس نے کہا میں جہنم سے نہیں ڈرتا یا کہا خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں۔ یا ایک نے دوسرے سے کہا تو خدا سے نہیں ڈرتا اس نے غصہ میں کہا نہیں یا کہا خدا کیا کر سکتا ہے اس کے سوا کیا کر سکتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دے۔ یا کہا خدا سے ڈر اس نے کہا خدا کہاں ہے یہ سب کفر کے کلمات ہیں۔ (35)

مسئلہ ۲۹: کسی سے کہا انشاء اللہ تم اس کام کو کرو گے اس نے کہا میں بغیر انشاء اللہ کرونگا یا ایک نے دوسرے پر ظلم کیا مظلوم نے کہا خدا نے یہی مقدر کیا تھا ظالم نے کہا میں بغیر اللہ (عزوجل) کے مقدر کیے کرتا ہوں، یہ کفر ہے۔ (36)

مسئلہ ۳۰: کسی مسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا اے خدا! فلاں بھی تیرا بندہ ہے اس کو تو نے کتنی نعمتیں دے

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مکان اور فوق و تحت کی جہت متصور نہیں ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے (ت)

(۳) محمد اشاعر یہاں پنجم درالہیاء تسبیح الکیڈی لاہور ص ۱۴۱

بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۹، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹

یکفر باثبات المکان اللہ تعالیٰ ا۔

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ (۱) بحر الرائق باب احکام الحج ایچ سعید کمپنی کراچی ۵/۱۲۰

(فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین و یحورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۵۹)

فتاویٰ قاضی خاں فخر المطالع ج ۴ ص ۴۳

رجل قال خدائے بر آسمان میداند کہ من چیزے ندارم لیکن کفر الان اللہ تعالیٰ منزہ عن المکان ۲۔

کسی نے کہا کہ خدا آسمان پر جاتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ کافر ہو گیا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔

(۲) فتاویٰ قاضی خاں کتاب السیر باب ما یكون کفر من المسلم الخنو لکھنؤ ۴/۸۸۴

خاصہ کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲:

لو قل زردبان بند و بر آسمان بر آئے و با خدائے جنگ کن یکفر لاند اثبات المکان اللہ تعالیٰ ۳۔

(۳) خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲ مکتبہ حبیبہ کوئٹہ ۳/۳۸۴

اگر کوئی یوں کہے کہ میڑھی لگاؤ اور آسمان پر جا کر خدا سے جنگ کرو، تو کافر ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے مکان

نہا۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۵، ص ۱۷۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(35) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۰، ۲۶۲۔

(36) المرجع السابق، ص ۲۶۱۔

رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج و تکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے ایسا کہنا کفر ہے۔ (37)
حدیث میں ایسے ہی کے لیے فرمایا: **كَأَذِ الْفَقْرِ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا** (38) محتاجی کفر کے قریب ہے کہ جب محتاجی کے سبب ایسے ناملائم کلمات صادر ہوں جو کفر ہیں تو گویا خود محتاجی قریب کفر ہے۔

مسئلہ ۳۱: اللہ عزوجل کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے، جیسے کسی کا نام عبد اللہ یا عبد الحق یا عبد الرحمن ہو اسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ ایسے حروف ملا دیں جس سے تصغیر سمجھی جاتی ہے۔ (39)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اسکا لڑکا باپ کو تلاش کر رہا تھا اور روتا تھا کسی نے کہا چپ رہ تیرا باپ اللہ اللہ کرتا ہے یہ کہنا کفر نہیں کیونکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا کی یاد کرتا ہے۔ (40) اور بعض جاہل یہ کہتے ہیں، کہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے یہ بہت قبیح (برا) ہے کہ یہ نفی محض ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی خدا نہیں اور یہ معنی کفر ہیں۔

مسئلہ ۳۳: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنا، ان کی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فواحش (شرمناک باتوں) و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، مثلاً معاذ اللہ یوسف علیہ السلام کو زنا کی طرف نسبت کرنا۔ (41)

(37) المرجع السابق، ص ۲۶۲۔

(38) شعب الایمان، باب فی الحلف علی ترک اقل والحسد، الحدیث ۶۶۱۲، ج ۵، ص ۲۶۷۔

(39) البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج ۵، ص ۲۰۳۔

(40) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۳۔

(41) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۳۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
(غرض انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین میں سے، ہر نبی، ہر رسول بارگاہ عزت جل مجدہ میں بڑی عزت و وجاہت والا ہے، اور اس کی شان بہت رفیع، ولہذا ہر نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل جملہ فرائض ہے اور) ان کی ادنیٰ توہین مثل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کفر قطعی (ان میں سے کسی کی تکذیب و تنقیص، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قطعاً کفر ہے جیسے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی، والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور کسی کی نسبت، صدیق ہوں خواہ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (حضرات قدسی صفات) کی خادمی و عاشیہ برادری (اطاعت و فرمانبرداری کہ یہ ان کے پیش خدمت و اطاعت گزار ہیں، اس) سے بڑھ کر (افضلیت و برتری و درکنار) دعویٰ ہم سری (کہ یہ بھی مراتب رفیعہ اور ان کے درجات علیہ میں ان کے ہمسرو برابر ہیں) محض بے دینی (الحاد و زندقہ) ہے جس نگاہ اجلال و توقیر (تکریم و تعظیم) سے انہیں دیکھنا فرض (ہے اور دائمی فرض) حاشا کہ اس کے عو حصے سے ایک حصہ (۱/۱۰۰) دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس سرکار ابد قرار (ضرر ہرگز) کے غلام ہیں، اسی کو حکم ہوتا ہے ان کی راہ پر چل اور ان کی اقتداء سے نہ نکل (تاب و تبراں چہ رسد) (اے عقل خبردار!)

مسئلہ ۳۴: جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء میں آخر نبی نہ جانے یا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ کے موئے مبارک (مقدس بال) کو تحقیر (بے ادبی) سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے، بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کدو پسند تھا کوئی یہ کہے مجھے پسند نہیں تو بعض عمامے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ کہ اگر اس حیثیت سے اُسے ناپسند ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پسند تھا تو کافر ہے۔ یوں کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے، اس پر کسی نے کہا یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی سنت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، موٹھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لگانا، ان کی اہانت (توہین کرنا) کفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔ (42)

مسئلہ ۳۵: اب جو اپنے کو کہے میں پیغمبر ہوں اور اسکا مطلب یہ بتائے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں وہ کافر ہے یعنی یہ تاویل مسوع نہیں کہ عرف (یعنی عام بول چال) میں یہ لفظ رسول و نبی کے معنی میں ہے۔ (43)

یہاں محال دم زدن نہیں) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۹، ص ۳۵۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(42) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۳۔

تمام عمامے امت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کفر ہے۔

شرح صفحہ ۵۱۳ عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) لکھنؤ علی نقاری (متوفی ۱۰۱۳ھ) ج ۲ ص ۳۹۳ پر ہے:

”قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ بَنِي سَعْدٍ أَلْبَنَاءُ عَلَى أَنَّ شَاطِمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْهُسَيْنِيُّ قُصَّ لَهُ كَافِرٌ وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابُهُ كُفْرًا. (اشفاق القاضي عیاض، الباب الاول فی سب، حصہ ۲/۲۱۵، مرکز اہلسنت برکات رضا) (الکفار السلیمین، مؤلف مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی، صفحہ ۵۱) ”محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں توہین و تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“

(43) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۳۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فتاویٰ خلاصہ و فصول غمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہیں:

واللفظ بلعمادی قال قال انار رسول الله او قال بالفارسية من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولو انه حين قال هذه المقالة طلب غيره منه المعجزة قيل يكفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان كان غرض الطالب تعجيزه وافتضاحه لا يكفر.

مسئلہ ۳۶: حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما (44) کی شان پاک میں سب و شتم کرنا (لعن طعن کرنا)، تبرا کہنایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت یا امامت و خلافت سے انکار کرنا کفر ہے۔ (45) حضرت ام المؤمنین

یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہو جائے گا اگرچہ مراد یہ ہے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا اپنی ہوں، اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطلقاً کافر ہے، اور مشائخ متاخرین نے فرمایا اگر اسے عاجز و رسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم نبوت میں شک لانے کے سبب یہ بھی کافر ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۵، ص ۷۲۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(44) یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(45) اعلیٰ حضرت، امام المسند، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تحقیق مقام و تفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی تبرا کی جو حضرات شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اس قدر کہ انھیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے۔ کتب مستندہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح و تقویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔

در مختار مطبوع ہاشمی صفحہ ۶۴ میں ہے:

ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها کقولہ ان للہ تعالیٰ جسم کالاجسام وانکارہ صحبۃ الصدیق۔ ۲۔

اگر ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اجسام کے مانند جسم ہے یا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا۔ (۲۔ در مختار باب الامامة مطبوع مجتہبی دہلی ۱/ ۸۳)

مخطوطی حاشیہ در مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۴۴ میں ہے:

و کذا خلافتہ ۳۔ (اور ایسے ہی آپ کی خلافت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

(۳۔ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب الامامة دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۴۴)

فتاویٰ خلاصہ قلمی کتاب الصلوٰۃ فصل ۱۵ اور خزائنہ المغتین قلمی کتاب الصلوٰۃ فصل فی من یصح الاقتداء بہ ومن لا یصح میں ہے:

الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فہو مبتدع ولو انکر خلافتہ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فہو کافر۔ ۲۔

رافضی اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل جانے تو بدعتی گمراہ ہے اور اگر خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔ (۴۔ خزائنہ المغتین کتاب الصلوٰۃ فصل من یصح الاقتداء بہ ومن لا یصح قلمی ۱/ ۲۸)

فتح القدیر شرح ہد یہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۴۸ اور حاشیہ تبیین العلامہ احمد شلی مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۳۵ میں ہے:

فی الرافض من فضل علیا علی الثلاثة فمبتدع وان انکر خلافتہ الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فہو کافر۔ ۱۔

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان پاک میں قذف جیسی ناپاک تہمت لگانا یقیناً قلعاً خرا ہے۔

رافضیوں میں جو شخص مولیٰ علی کو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے انھل کے گمراہ ہے اور اتر صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدوت انکار کرے تو کافر ہے۔

(۱) حاشیہ الفلمی علی تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب الامتہ والحدیث فی الصلوٰۃ المطبوعہ الکبریٰ لا میریہ مصر ۱/ ۳۵۵ وجزاہم کردری مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۳۱۸ میں ہے:

من انکر خلافتہ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فهو کافر فی الصحیح ومن انکر خلافتہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فهو کافر فی الاصح ۲۔

خلافت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے، یہی صحیح ہے، اور خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے، یہی صحیح تر ہے،

(۲) فتاویٰ بزازیہ علی ہاشم فتاویٰ ہندیہ نوع فیما یحصل بہا مما سبب الکفارہ من اہل البدع نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۱۸ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۳۲ میں ہے:

قال البرغینانی تجوز الصلوٰۃ خلف صاحب ہوی و بدعة ولا تجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری والمشبہ ومن یقول یخلف القرآن، حاصلہ ان کان ہوی لایکفر بہ صاحبہ تجوز مع الکراہۃ والا فلا ۳۔

امام برغینانی نے فرمایا بد مذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائیگی اور رافضی، جہمی، قدری، تشیعی کے پیچھے ہوگی ہی نہیں، اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اُس بد مذہبی کے باعث ذہ کافر نہ ہو تو نماز اُس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

(۳) تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب الامتہ والحدیث فی الصلوٰۃ المطبوعہ الکبریٰ لا میریہ مصر ۱/ ۱۳۳

فتاویٰ عالمگیریہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۸۴ میں اس عبارت کے بعد ہے:

ہکذا فی التبیین والخلاصۃ وهو الصحیح ہکذا فی البدائع۔

ایسی ہی تبیین الحقائق و خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے ایسا ہی بدائع میں ہے۔

اُسی کی جلد ۳ صفحہ ۲۶۴ اور بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۱۹ اور الاشباہ قلمی فن ثانی کتاب المسیر اور اتحاف الابصار والہبصار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۷ اور فتاویٰ انقرویہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۵ اور دقائق المفتین مطبوعہ مصر ص ۱۳ سب میں فتاویٰ غلام سے ہے:

الرافضی ان کان یسب الشیخین ویلعنہما والعیاذ باللہ تعالیٰ فهو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ علیہما فهو مبتدع ۱۔

رافضی ثمرانی جو حضرات شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ برا کہے کافر ہے، اور اگر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے۔

(۱) فتاویٰ بزازیہ علی ہاشم فتاویٰ ہندیہ نوع فیما یحصل بہا نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۱۹

اُسی کے صفحہ مذکورہ اور برجنندی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ ص ۲۱ میں فتاویٰ ظہیریہ سے ہے:

مسئلہ ۳: دشمن و مبغوض (جس سے بغض ہو) کو دیکھ کر یہ کہنا ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) آگئے یا کہا

من انکر امامۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فهو کافر و علی قول بعضهم هو مبتدع و لیس بکافر
والصحيح انه کافر و كذلك من انکر خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی اصح الاقوال ۲۔
امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے، اور بعض نے کہا بد مذہب ہے کافر نہیں، اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے، اسی طرح خلافت
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی صحیح قول پر کافر ہے۔

(۲۔ رجندی شرح فتاویٰ کتاب الشہادۃ فصل یقبل الشہادۃ من المل المواء نو لکثور لکھنؤ ۳/ ۲۱، ۲۰)

وہیں فتاویٰ بزازیہ سے ہے:

و یجب! کفار ہمہ با کفار عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۳۔

رائفیوں، تاحیبیوں اور خارجیوں کا کافر کہنا واجب ہے اس سبب سے کہ وہ امیر المومنین عثمان، دسولی علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عائشہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہتے ہیں۔ (۳۔ فتاویٰ بزازیہ علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ نوع فیما یحصل بہا مما یوجب الکفارۃ الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۱۸)
بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۵ ص ۳۱ میں ہے:

یکفر بانکارۃ امامۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاصح کا نکارۃ خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی
الاصح۔ ۴۔

اصح یہ ہے کہ ابو بکر یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے۔

(۴۔ بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۱)

مجمع الانہر شرح متعلیٰ الا بحر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول ص ۱۰۵ میں ہے:

الرافضی ان فضل علیا فهو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق فهو کافر۔ ۵۔

رائفی اگر صرف تفضیلیہ ہو تو بد مذہب ہے اور اگر خلافت صدیق کا منکر ہو تو کافر ہے۔

(۵۔ مجمع الانہر شرح متعلیٰ الا بحر کتاب الصلوٰۃ فصل الجماعۃ سنۃ مودۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۰۸)

اسی کے صفحہ ۱۳۶ میں ہے:

یکفر بانکارۃ صاحبۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبانکارۃ امامتہ علی الاصح وبانکارۃ صحبۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ علی الاصح۔ ۱۔ (۱۔ مجمع الانہر شرح متعلیٰ الا بحر باب المرتد فصل ان الفاظ الکفر انواع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۲)

جو شخص ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو کافر ہے۔ یونہی جو ان کے امام برحق ہونے کا انکار کرنے مذہب صحیح میں کافر

ہے، یونہی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار قول اصح پر کفر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۲۵۳-۲۵۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور) ←

اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا ملک الموت کو، اس میں اگر ملک الموت کو برا کہنا ہے تو کفر ہے اور موت کی ناپسندیدگی کی بنا پر ہے تو کفر نہیں۔ یوہن جبرئیل یا میکائیل یا کسی فرشتہ کو جو شخص عیب لگائے یا توہین کرے کافر ہے۔ (46)

مسئلہ ۳۸: قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن (ہنسی مذاق) کرنا کفر ہے مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں (کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۲﴾) جس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کلاً صاف کرو یہ قرآن مجید کی تحریف و تبدیل (47) بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور

(46) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۶۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا فرشتہ کی توہین یا حضرت عزت جل جلالہ کو معاذ اللہ برا کہنا بلاشبہ کفر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۶۸۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(47) بعض ملحدین جن کو معجزات کے انکار کا مرض ہو گیا ہے وہ لوگ ان آیتوں کے بارے میں عجیب عجیب معنیکہ خیالات کہتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جن سے مراد انسانوں کی ایک ایسی قوم ہے جو اس زمانے میں بہت قوی ہیکل اور دیوبیکر تھی اور وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ کسی کے قابو میں نہیں آتی تھی اور حیوانات کی تسخیر کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں اس سلسلے کا ذکر صرف ہند سے متعلق ہے اور یہاں ہند سے پرند مراد نہیں ہے بلکہ ہند ایک آدمی کا نام تھا جو پانی کی تفتیش پر مقرر تھا۔ اس قسم کی لغویات اور رکیک باتیں کرنے والے یا تو جذبہ الحاد میں تصدق قرآن مجید کی تحریف کرتے ہیں یا قرآن کی تعلیمات سے جا مل ہونے کے باوجود اپنے دعوئی بلادلیل پر اصرار کرتے رہتے ہیں۔

نیچری اکثر ضرور یا ست دین کے منکر ہیں، کہتے ہیں: نہ جنت ہے، نہ دوزخ، نہ حشر اجسام (یعنی قیامت میں زندہ اٹھایا جانا) نہ کوئی فرشتہ ہے، نہ کوئی جن، نہ آسمان ہے، نہ اسراء اور معجزہ اور (ان کا گمان ہے) سوئی کی لاشی میں پارہ تھا، تو جب اس کو دھوپ لگتی وہ لاشی ہلتی تھی، اور سمندر کو پھاڑ دینا مد و جزر کے سوا کچھ نہیں تھا، اور غلام بنانا وحشیوں کا کام ہے، اور ہر وہ شریعت جو اس کا حکم لائی تو وہ حکم اللہ کی طرف سے نہیں، اس کے علاوہ ان گنت اور بے شمار کفریات اس کے منضم ہیں۔ اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چھوٹی بڑی تمام احادیث کو رد کرتے ہیں، اور اپنے زعم میں قرآن کے سوا کچھ نہیں مانتے، اور قرآن کو بھی نہیں مانتے مگر اسی صورت میں جب وہ ان کی بے ہودہ رائے کے موافق ہو اب اگر قرآن میں ایسی چیز دیکھتے جو ان کے ان ادھام عادیہ رسمہ کے مناسب نہیں جنہیں انہوں نے اپنا اصول ٹھہرایا جس اصول کا نام ان کے نزدیک نیچر ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیتوں کو تحریف معنوی کے ذریعہ سے رد کرنا واجب مانتے ہیں، خاص طور پر جب قرآنی آیات میں ایسی کوئی بات ہو جو نصرانیوں کی تحقیقات جدیدہ اور یورپ کی تراشیدہ تہذیب کے مخالف ہو، جیسے: آسمانوں کا وجود جس کے بیان کے ساتھ قرآن عظیم اور تمام کتب الہیہ کے سمندر موجیں مار رہے ہیں۔ (المحمد المستند، ص ۳۲۹، (مترجم))

مقصود (قصد و ارادہ) نہی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز جماعت کے لیے بلایا، وہ کہنے لگا میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھوں گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى) (48)

مسئلہ ۳۹: مزامیر (گانے باجے کا ہر ساز) کے ساتھ قرآن پڑھنا کفر ہے۔ مگر اموفون میں قرآن سننا منع ہے اگرچہ یہ باجا نہیں بلکہ رکاز میں جس قسم کی آواز بھری ہوتی ہے وہی اس سے نکلتی ہے اگر باجے کی آواز بھری جائے تو باجے کی آواز سننے میں آئیگی اور نہیں تو نہیں مگر مگر اموفون عموماً لہو و لعب (عیش و نشاط وغیرہ) کی مجالس میں بجایا جاتا ہے اور ایسی جگہ قرآن مجید پڑھنا سخت ممنوع ہے۔ (49)

مسئلہ ۴۰: کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں یا کہا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا نماز پڑھ کے کیا کروں کس کے لیے پڑھوں ماں باپ تو مر گئے یا کہا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے غرض اسی قسم کی بات کرنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔ (50)

مسئلہ ۴۱: کوئی شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا یہ ہے کہ یہی بہت ہے یا جتنی پڑھی یہی زیادہ ہے کیونکہ رمضان میں ایک نماز ستر نماز کے برابر ہے ایسا کہنا کفر ہے اس لیے کہ اس سے نماز کی فرضیت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ (51)

مسئلہ ۴۲: اذان کی آواز سن کر یہ کہنا کیا شور مچا رکھا ہے اگر یہ قول بروجہ انکار ہو کفر ہے۔ (52)

مسئلہ ۴۳: روزہ رمضان نہیں رکھتا اور کہتا یہ ہے کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا کہتا ہے جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک و تحقیر (بے حرمتی) ہو کہنا کفر ہے۔

مسئلہ ۴۴: علم دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علم دین ہے کفر ہے۔ یوہیں عالم دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطور استہزاء اور یافت کریں (53) پھر اسے

(48) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۶۔

(49) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۷۔

(50) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۸۔

(51) الفتاویٰ الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۸۔

(52) المرجع السابق، ص ۲۶۹۔

(53) نہی مذاق کے طور پر مسائل پوچھیں۔

تکلیف وغیرہ سے ماریں اور مذاق بنائیں یہ کفر ہے۔ (54) یوہن شرع کی توہین کرنا مثلاً کہے میں شرع درج نہیں جانتا یا عالم دین محتاط کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا میں فتویٰ نہیں مانتا یا فتویٰ کو زمین پر پٹک دیا۔

(54) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۷۰۔

عالم کی توہین کب کفر ہے اور کب نہیں

میرے شیخ طریقت عاشق اعلیٰ حضرت، امیر اہلسنت ہا، دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی و امست بر کاظم العابدی اپنی کتاب غیبت کی تباہ کاریاں میں تحریر فرماتے ہیں:

عام آدمی اور عالم دین کی غیبت میں بڑا فرق ہے، عالم کی غیبت میں اکثر اُس کی توہین کا پہلو بھی ہوتا ہے جو کہ کافی تشویشناک ہے۔ عالم کی توہین کی تین صورتیں اور ان کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 129 پر فرماتے ہیں: (1) اگر عالم (دین) کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اور (2) اگر بوجہ علم اُس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی ذنیوی خفومت (یعنی دشمنی) کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا (ہے اور) تخطیر کرتا ہے تو سخت فاسق قاجر ہے اور (3) اگر بے سبب (یعنی بلا وجہ) رنج (بغض) رکھتا ہے تو غریض القلب و طینٹ الباطن (یعنی دل کا مریض اور ناپاک باطن والا) ہے اور اُس (یعنی عالم سے خواہ مخواہ بغض رکھنے والے) کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ میں ہے: مَنْ أَبْغَضَ عَالِمًا مِّنْ غَيْرِ سَبَبٍ ظَاهِرٍ خِيفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ یعنی جو بلا کسی ظاہری وجہ کے عالم دین سے بغض رکھے اُس پر کفر کا خوف ہے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۸۸)

علماء کی توہین کے بارے میں چند سوال جواب پیش کیے جاتے ہیں:

عالم بے عمل کی توہین

سوال: کیا عالم بے عمل کی توہین بھی کفر ہے؟

جواب: سبب علم دین عالم بے عمل کی توہین کرنا بھی کفر ہے۔ عالم بے عمل بھی علم دین کی وجہ سے جاہل عبادت گزار سے بڑتر جہا افضل و بہتر ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: اور قرآن شریف انھیں (یعنی علمائے حق کو) مطلقاً وارث بتا رہا ہے، حتیٰ کہ ان (میں) کے بے عمل (عالم) کو بھی یعنی جبکہ عقائد حق پر مستقیم (یعنی صحیح العقیدہ سنی) و رہدایت کی طرف دلی (بلد نے والا) ہو کہ گمراہ (عالم) اور گمراہی کی طرف بلانے والا (مولوی) وارث نبی نہیں مابں ابلیس ہے۔ و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہاں، رب عز و جل نے تمام علماء شریعت کو کہاں وارث فرمایا ہے؟ یہاں تک کہ ان کے بے عمل کو بھی! ہاں، وہ ہم سے پوچھئے، مولیٰ عز و جل فرماتا ہے:

لَمْ أَوْزَنْكَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يُرِيدُونَ
اِنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ (پ 22 ط 32)

ترجمہ کنز الایمان: پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی بیاناہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا یہی بڑا فعل ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ لتاوی رضویہ جلد 21 صفحہ 530 پر نقل کرنے کے بعد میرے آقا علی حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن مزید فرماتے ہیں: دیکھو بے عمل (علماء جو) کہ گناہوں سے اپنی جان پر ظلم کر رہے ہیں انہیں بھی کتاب کا وارث بتایا اور ذرا (یعنی فقط) وارث ہی نہیں بلکہ اپنے چنے ہوئے بندوں میں گناہ احادیث میں آیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ہم میں کا جو سبقت (برتری) لے گیا وہ تو سبقت لے ہی گیا اور جو متنبطہ (یعنی درمیانہ) حال کا ہوا وہ بھی فحبات والا ہے اور جو اپنی جان پر ظالم (یعنی گنہگار) ہے اس کی بھی مغفرت ہے۔ (تفسیر ذر منثور ج ۷ ص ۲۵)

عالم شریعت اگر اپنے علم پر عاجل بھی ہو (جب تو وہ مثل) چاند ہے (جو) کہ آپ (خود بھی) فہمذا اور تمہیں (بھی) روشنی دے دے (عالم بے عمل مثل) شمع ہے کہ خود (تو) جلے مگر تمہیں نفع دے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اُس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر (یعنی بھلائی) کی تعلیم دیتا اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اُس فقیہ (یعنی پڑا ہوا کی جی) کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے۔ (اثر حبیب و اثر حبیب ج ۱ ص ۷۴ حدیث ۱۱)

جاہل کو عالم سے بہتر جاننا کیسا؟

سوال: جاہل کو عالم سے بہتر سمجھنا کیسا؟

جواب: اگر علم دین سے نفرت کے سبب جاہل کو عالم سے بہتر سمجھتا ہے تو یہ کفر ہے۔ فقہائے کرام رحمہم اللہ اسلام فرماتے ہیں: اس طرح کہنا: علم سے جہالت بہتر ہے یا عالم سے جاہل اچھا ہوتا ہے۔ کفر ہے۔ (مجمع لا نثر ج ۲ ص ۵۱۱) جبکہ علم دین کی توہین مقصود ہو۔

طالب علم دین کو گنہگار کا مینڈک کہنا

سوال: دینی طالب علم یا عالم دین کو بخیر خقارت گنہگار کا مینڈک کہنا کیسا ہے؟

دین پر عمل کو مولویوں نے مشکل بنا دیا ہے کہنا کیسا؟

سوال: یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ غر و خل نے دین کو آسان اُتار دیا مگر مولویوں نے مشکل بنا دیا؟

جواب: یہ علماء کی توہین کی وجہ سے کلمہ کفر ہے۔ کیونکہ فقہائے کرام رحمہم اللہ اسلام فرماتے ہیں: اَلَا سَمِعْتُمْ خُفَّافًا يُّا لَأَشْرَافَ وَالْعُلَمَاءُ كُفَرُوا۔ یعنی اشراف (سادات کرام) اور علماء کی خفیر (انہیں گھٹایا جاتا) کفر ہے۔ (مجمع لا نثر ج ۲ ص ۵۰۹)

مولویوں وال انداز

سوال: مثنیٰ عالم دین کی طرز پر قرآن و سنت کے مطابق کئے جانے والے کسی مبلغ کے بیان کو حکارتا مولویوں والا انداز کہنا کیسا؟

جواب: کفر ہے۔ کیوں کہ اس میں علماء حق کی توہین ہے۔

عالم سارے ظالم کہنے کا حکم شرعی

سوال: عالم سارے ظالم یہ مقولہ کیسا ہے؟

جواب: مطلق علماء حق کے بارے میں ایسا جملہ کہنا کفر ہے۔

عالم دین کو حقارت سے ملنا کہنا

سوال: جو علمائے کرام کو تحقیر کی نیت سے ملنا ملنا یا ملنا لوگ کہے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سبب علم دین علمائے کرام کی تحقیر (یعنی حقارت) کی نیت سے کہا تو کلمہ کفر ہے۔ چنانچہ علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: جس نے (توہین کی نیت سے) عالم کو غولیم یا علوی (یعنی مولیٰ علیؑ و آلہ و صحبہ الثبریم کی اولاد) کو غولیم یا علوی کہا اس نے کفر کیا۔ (منہج الرض بلقاری ص ۴۷۲) اردو خواں غولیم یا غولیم نہیں بولتے۔ البتہ بعض اوقات بے باکوں کی زبانوں سے مولوا، ملو وغیرہ الفاظ سننا (سب مدینہ علی عنہ کو) یاد پڑتا ہے۔ بہر حال عالم دین کی سبب علم دین توہین کرنا یا علوی صاحبان یا سادات کرام کی شرارت حسب نسب کے سبب کسی قسم کا توہین آمیز لفظ بولنا کفر ہے۔

مولوی بنو گے تو بھوکے مرو گے کہنا

سوال: دنیوی تعلیم حاصل کرو گے تو عیش کرو گے، علم دین سیکھ کر مولوی بنو گے تو بھوکے مرو گے یہ کہنا کیسا؟

جواب: اس جملے میں علم دین کی توہین کا پہلو نمایاں ہے اس لئے کفر ہے۔ قائل پر توبہ و تجدید ایمان لازم ہے اور اگر علم و علماء کی توہین ہی مقصود تھی تو قطعی کفر ہے قائل کا فرد مرثد ہو گیا اور اس کا نکاح بھی ٹوٹا اور پچھلے نیک اعمال بھی ضائع ہوئے۔

توہین علماء کے متعلق 10 پیرے

- (1) جتنے مولوی ہیں سب بد مناش ہیں کہنا کفر ہے جبکہ سبب علم دین، علمائے کرام کی تحقیر کی نیت سے کہا ہو۔ (ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ ج ۴ ص ۴۵۴) (2) یہ کہنا: عالم لوگوں نے دیس خراب کر دیا۔ کلمہ کفر ہے (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۰۵) (3) یہ کہنا کفر ہے کہ مولویوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے (4) جو کہے: علم دین، کو کیا کروں گا! جیب میں روپے ہونے چاہئیں۔ کہنے والے پر حکم کفر ہے (5) کسی نے عالم سے کہا: جا اور علم دین کو کسی برتن میں سنبھال کر رکھ۔ یہ کفر ہے۔ (عائلیگیری ج ۲ ص ۲۷۱) (6) جس نے کہا: علماء جو بتاتے ہیں اسے کون کر سکتا ہے! یہ ٹول کفر ہے۔ کیونکہ اس کلام سے لازم آتا ہے کہ شریعت میں ایسے احکام ہیں جو طاقت سے باہر ہیں یا علماء نے انبیاء کرام علیہم السلام پر جھوٹ باندھا ہے معاذ اللہ عز و جل! (منہج الرض ص ۴۷۱) (7) یہ کہنا: خرید کا پیالہ علم دین سے بہتر ہے۔ کلمہ کفر ہے۔ (ایضاً ص ۴۷۲) (8) عالم دین سے اس کے علم دین کی وجہ سے بغض رکھنا کفر ہے یعنی اس وجہ سے کہ وہ عالم دین ہے۔ (9) جو کہے: فساد کرنا عالم بننے سے بہتر ہے ایسے شخص پر حکم کفر ہے۔ (عائلیگیری ج ۲ ص ۲۷۱) (10) یاد رہے اصراف علمائے اہلسنت ہی کی تعظیم کی جائے گی۔ رہے بد مذہب علماء تو ان کے سائے سے بھی بھاگے کہ ان کی تعظیم حرام، ان کا

مسئلہ ۴۵: کسی شخص کو شریعت کا حکم بتایا کہ اس معاملہ میں یہ حکم ہے ان نے کہا ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو رسم کی پابندی کریں گے ایسا کہنا بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے۔ (55)

مسئلہ ۴۶: شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیتے وقت یا چوری کرتے وقت بِسْمِ اللہ کہنا کفر ہے۔
 دو شخص جھگڑ رہے تھے ایک نے کہا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ دوسرے نے کہا لَا حَوْلَ کا کیا کام ہے یا لَا حَوْلَ کو میں کیا کروں یا لَا حَوْلَ روٹی کی جگہ کام نہ دیگا۔ یوہیں سُبْحَانَ اللہ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللہ کے متعلق اسی قسم کے الفاظ کہنا کفر ہے۔ (56)

مسئلہ ۴۷: بیماری میں گھبرا کر کہنے لگا تجھے اختیار ہے چاہے کافر مار یا مسلمان مار، یہ کفر ہے۔ یوہیں مصائب (مصیبتوں، پریشانیوں) میں مبتلا ہو کر کہنے لگا تو نے میرا مال لیا اور اولاد لے لی اور یہ لیا وہ لیا اب کیا کریگا اور کیا باقی ہے جو تو نے نہ کیا اس طرح بکنا کفر ہے۔ (57)

مسئلہ ۴۸: مسلمان کو کلمہ تکفر کی تعلیم و تلقین کرنا کفر ہے اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے یوہیں کسی کی عورت کو کفر کی تعلیم کی اور یہ کہا تو کافر ہو جا، تا کہ شوہر سے پیچھا چھوٹے تو عورت کفر کرے یا نہ کرے، یہ کہنے والا کافر ہو گیا۔

بیان سننا ان کی کُتب کا مطالعہ کرنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا حرام اور ایمان کیلئے زہرِ بکلاہل ہے۔

کاش میں درخت ہوتا!

پیارے بھائیو! عالمِ دین کی شانِ عظمت نشان میں بے ادبی سے بچنا ہیئت ضروری ہے۔ خدا نخواستہ کوئی ایسی بھول ہو گئی جس سے ایمان ہے ہاتھ دھونا پڑ گیا تو خدا کی قسم! ہیئتِ رسوائی ہوگی کہ بروزِ قیامت کافروں کو منہ کے بل مھیت کر جہنم میں جھونک دیا جائیگا جہاں انہیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہنا پڑیگا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں زبان کی لغزشوں سے بھی بچائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ ہمارے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام قبر و آخرت کے معاملے میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے یکتا ڈرتے تھے، غلبہ خوف کے وقت ان حضرات کی زبان سے بسا اوقات اس طرح کے کلمات ادا ہوتے تھے: کاش! ہمیں دنیا میں بطور انسان نہ بھیجا جاتا کہ انسان بن کر دنیا میں آنے کے باعث اب خاتمہ بالا ایمان، قبر و قیامت کے امتحان وغیرہ کے کٹھن مراحل درپیش ہیں۔ ایک بار حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوفِ خدا عَزَّ وَجَلَّ میں ڈوب کر فرمایا: اگر تم وہ جان لو جو موت کے بعد ہوتا ہے تو تم پسندیدہ کھانا پینا چھوڑ دو، سایہ دار گھروں میں نہ رہو بلکہ ویرانوں کا رخ کر جاؤ اور تمام عمر آہ و زاری میں بسر کر دو اس کے بعد فرمانے لگے: کاش! میں درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔

(الکؤنہ للامام احمد بن حنبل ص ۱۶۲ رقم ۷۴۰)

(55) المرجع السابق، ص ۲۷۲۔

(56) المرجع السابق، ص ۲۷۳۔

(57) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۷۵۔

مسئلہ ۴۹: ہولی (58) اور دیوالی (59) پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادت غیر اللہ ہے۔ کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا (60) اور جنم اسٹی (61) اور رام نوئی (62) وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا۔ یوہیں ان کے تہواروں کے دن محض ال وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں۔ یوہیں کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس دے کرنا جبکہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔ (63)

مسلمانوں پر اپنے دین و مذہب کا تحفظ لازم ہے، دینی حمیت (دینی جوش و جذبہ) اور دینی غیرت سے کام لینا

(58) ہندوؤں کا ایک تہوار جو موسم بہار میں منایا جاتا ہے۔

(59) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ہولی دیوالی ہندوؤں کے شیطانی تہوار ہیں، جب ایران خلافت فاروقی میں فتح ہوا بھاگے ہوئے آتش پرست کچھ ہندوستان میں آئے ان کے یہاں دو عیدیں تھیں، نوروز کہ تحویل حمل ہے اور مہرگان کہ تحویل میزان، وہ عیدیں اور ان میں آگ کی پرستش ہندوؤں نے ان سے سیکھیں اور یہ چاند سورج دونوں کو پوجتے ہیں لہذا ان کے دقتوں میں یہ ترمیم کہ میکہ سنگھ رانت کی پورنماشی میں ہولی اور تھلا سنگھ رانت کی اماؤس میں دیوالی یہ سب رسوم کفار ہیں؛

مسلمانوں کو ان میں شرکت حرام اور اگر پسند کریں تو صریح کفر،

غمازعیون میں ہے:

اتفق مشایخنا ان من رأى امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المعبوسی او ترک المضاجعة عندهم حال الحيض حسن فهو کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۔ الاشباہ والنظائر بحوالہ غمازعیون کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵)

ہمارے مشائخ کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے کفار کے کسی معاملہ کو اچھا کہا تو وہ کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ انھوں نے اس شخص کو کافر قرار دیا جو یہ کہے کہ کھانے کے وقت مجوسی کے ہاں گفتگو نہ کرنا بہت اچھا عمل ہے یا ان کے ہاں حالت حیض بمبتری نہ کرنا اچھا عمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۴، ص ۶۸۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(60) ہندوؤں کا ایک میلہ جو رام چندر کے راون (بت کا نام) پر فتح پانے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

(61) ہندوؤں کا ایک تہوار جس میں کرشن کے جنم کی خوشی منائی جاتی ہے۔ کرشن ہندوؤں کے تین سب سے بڑے دیوتاؤں میں سے تیسرا دیوتا ہے

جسے مہادیو بھی کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق اس کا کام مخلوق کو موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔

(62) ہندوؤں کا وہ تہوار جو رام چندر کے جنم کے دن خوشی کے طور پر مناتے ہیں۔

(63) بحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج ۵، ص ۲۰۸

چاہیے، کافروں کے کفری کاموں سے الگ رہیں، مگر افسوس کہ مشرکین تو مسلمانوں سے اجتناب کریں اور مسلمان ہیں کہ ان سے اختلاط (میل جول) رکھتے ہیں، اس میں سراسر مسلمانوں کا نقصان ہے۔ اسلام خدا کی بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور جس بات میں ایمان کا نقصان ہے، اس سے دور بھاگو! ورنہ شیطان گمراہ کر دیگا اور یہ دولت تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے گی پھر کف افسوس ملنے (یعنی افسوس کرنے) کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔

اے اللہ! (عزوجل) تُو ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ اور اپنی ناراضی کے کاموں سے بچا اور جس بات میں تُو راضی ہے، اس کی توفیق دے، تُو ہر دشواری کو دور کرنے والا ہے اور ہر سختی کو آسان کرنے والا۔
وَصَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

فقیر ابو العلامہ محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ

۱۲۔ ماہ مبارک رمضان الخیر ۱۳۸۸ھ



مقاماتِ مظہری

احوال و لمحوںات و مکتوبات
حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید
۱۱۹۵ھ - ۱۲۸۱ھ

تالیف:
حضرت شاہ غلام علی دہلوی
تحقیق و تظہیر
محمد اقبال مجذبی

جلد 1

Rs.1200/=

علاء و مشائخ تذکرہ پاکستان ہند جلد 2

جلد اول
بر غلام پاکستان ہند کے علماء و مشائخ سلسلہ شیعہ
قادریہ شکاریہ و سہروردیہ کے متعلق حالات

جلد دوم
سلسلہ نقشبندیہ اور بعض علاقائی علماء و صوفیہ کے حالات
تالیف

محمد اقبال مجذبی

Rs.2000/=

سلسلہ مطبوعات دار الفکر لاہور - ۲

احوال و آثار عبد اللہ خوشگی قصوی

پیشہ
مفت و جہانی عالمگیری کے ایک کثیر القادری عالم، شاعر و محدث
امد مذکرہ نویسی کے حوالہ نگار اور علمی کلمات کا منتظر ہونے

تالیف
محمد اقبال مجذبی
تظہیر

جلد 1

Rs.400/=

حلقہٴ اہل ولایت

پنجاب کے اکابر صوفیہ کا مستند تذکرہ

تالیف
مفتی غلام سرور لاہوری
البتولی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء

جلد 1

تحقیق و تظہیر
محمد اقبال مجذبی

Rs.495/=



یوسف مارکیٹ جعفری سٹریٹ
لاہور پاکستان
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروکسیٹو بکس

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

@zohaibhasanattari

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زوہیب حسن عطاری

